ناصر الاسلام والمسلمین مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت خلیفۂ اعلیحضرت مناظر اعظم علی الاطلاق

حضرت علامہ حافظ قاری مفتی الحاج الشاہ ابو الفتح عبید الرضا **محمد حشمت علی خان** صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

بفیضان کرم

افقہ الفقہاء رئیس المحققین مظہر شیر بیشۂ سنت شیخ طریقت مشاہد ملت حضرت

علامہ مفتی الحاج الشاہ ابو المظفر **محمد مشاہد رضا خان** صاحب قبلہ حشمتی قدس سرہ العزیز

بسعی و کاوش

شہزادہ حضور مظہر اعلیحضرت شیخ طریقت حضرت علامہ **محمد ادریس رضا خان** صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی حشمتی دامت برکاتہم

باهتمام: شہزادہ شیر ہندوستان حضرت علامہ مولانا محمد سنابل رضا خان حشمتی جنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء

تقسیم کار:

سنی اکیڈمی آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف (یو۔پی)

فتاویٰ حشمتیہ
۲
جلد اول
مظہر اعلیحضرت
در آئینہ
تحریر اعلیحضرت
ولد مرافق و غیظ المنافق
(الطاری الداری لہفوات عبد الباری)

شہزادگانِ اعلیٰحضرت

کی نظر ——— اور

مظہر اعلیٰحضرت

حضور حجۃ الاسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ

مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں ایک نعمت حضرت مولینا حشمت علی خاں صاحب بھی ہیں۔

تاجدارِ اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز

"جو کام ڈیڑھ سو مولوی مل کر نہ کر سکے وہ تنہا مولانا حشمت علیخاں صاحب نے کر دیا"

پیشکش: حضرت مولانا محمد شمائل رضا خاں حشمتی جنرل سکریٹری تنظیم گل ہند بریلوی ...

اکابرین و معاصرین کی نظر اور مظہر اعلیٰحضرت

حضرت ملک العلماء

اور ـــ القاباتِ حضور مظہر اعلیٰ حضرت

حامیٔ دین و ملت ـــ ماحیٔ وہابیت ـــ ناصرِ سنیت ـــ کاسرِ بدعت ـــ نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیٰحضرت ـــ مولٰینا مولوی ـــ ابوالفتح محمد حشمت علیخان قادری رضوی ـــ

ہندوستان کا ایک عظیم فقیہ

اور ـــ شیر بیشۂ اہلسنت کا فضل و کمال

مصاحبِ قانونِ شریعت حضرت علامہ قاضی شمس الدین احمد صاحب قبلہ جونپوری علیہ الرحمہ

"اس شیرِ حق کی رحلت سے جو نقصانِ عظیم پہنچا اسکی تلافی ناممکن ہے ـــ دنیا شاہد ہے کہ آپ حق کہنے میں کسی سے ڈرے اور دبے نہیں، فضل و کمال کا یہ عالم کہ مذاہب اغیار تک کی کتابیں نوکِ زبان پر ـــ میدانِ بحث میں آپ کا بڑے سے بڑا زبان آور مخالف طفلِ دبستان" ـــ

غزالیٔ دوراں کا قلم

اور ـــ اعلیٰحضرت کا مظہرِ اتم

غزالیٔ دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان

"علم و عمل، زہد و تقویٰ، پختگیٔ مسلک غرض ہر اعتبار سے امام المناظرین (شیر بیشۂ سنت) کا وجود مقدس اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مظہرِ اتم تھا ـــ دنیائے اہلسنت میں اب کوئی ہستی ایسی نظر نہیں آتی جو آپکی کمی کو پورا کر سکے"

حضرت حافظِ ملّت علامہ الشاہ عبدُالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

اور ——— حضور مظہر اعلیٰحضرت

حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، سرشکنِ نجدیت، سُلطانُ المقرّرین، امام المناظرین، شہیدِ ملّت حضرت شیرِ بیشۂ اہلسنّت الحاج مولٰنا الشاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خانصاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت دُنیائے اسلام میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت صرف آل انڈیا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شانِ امتیاز رکھتی تھی جس نے گورستانِ وہابیت میں سناٹا کردیا، گلستانِ دیوبندیت تاراج کردیا، نجدی قلعوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ بڑے بڑے سورماؤں کو آپ سے مقابلے کی تاب نہ تھی، نجد کے بڑے بڑے وفادار اور منظورِ نظر اس شیرِ سنّت کے نام سے کانپتے اور لرزتے تھے، ہند کی شیخیت کا خواب دیکھنے والوں کا پتہ پانی ہوتا تھا

قصرِ نجدی ہلے جس کی للکار سے — اس شہِ شیرِ سُنّت پہ لاکھوں سلام

حضرت علامہ مفتی عماد الدین صاحب قبلہ قادری جمالی مفتی اعظم سنبھل

اور ——— حضور شیرِ بیشۂ اہلسنّت

"میرا دل و دماغ و عدل و انصاف یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے یہ وہی بندہ ہے جسکی بابت امام اہلسنّت نے اپنی آخری وصیت میں جزماً فرمایا تھا کہ "اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کیلئے کسی بندے کو کھڑا کردے گا"

اہلِ سنّت کا سہارا ہند میں بعدِ رضا
ہے ہمارا ہی پیا حشمت علیخاں قادری

از قطبِ رائچور حضرت سید چندہ حسینی صوفی اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان

خانقاہِ شمسیہ اشرفیہ رائچور کرناٹک

شرفِ انتساب

افقِ اسلام پر ہدایت کے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے والے اصحابی کالنجوم کا کا جلوہ دکھانے والے

یعنی

گلبنِ رضویت، جانشینِ اعلیٰحضرت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ نجدیت، قاطعِ وہابیت، حجۃ الاسلام شیخ الانام حضرت علامہ الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی نور اللہ مرقدہٗ وطاب ثراہٗ

و

تاجدارِ اہلسنّت، نوبہارِ طریقت، پاسبانِ شریعت، نورِ حدقۂ امامت اہلسنت، گُل گلزارِ رضویت، مفتیٔ اعظم، ہم شبیہہِ غوث اعظم، حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی قدس سرہٗ الاقدس بالفیوض والبرکات والمنن علینا وعلیٰ سائر اہل السنن

اُن بارگاہائے قدس میں یہ

سرمایۂ افتخار، فقہی خزانہ

منسوب بہ عقیدت ہے

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف!

محمد ادریس رضا خاں حشمتی رضوی برکاتی قادری

آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

- نام کتاب ——— العطایا الرضویہ فی الفتاوی الحشمتیہ
- مصنف ——— ناصر الاسلام والمسلمین شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت مناظر اعظم حضرت علامہ مفتی ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ
- زیر اہتمام ——— شہزادہ مظہر اعلیحضرت شیخ طریقت شیر ہندوستان حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ رضوی حشمتی دامت برکاتہم القدسیہ
- مرتب ——— مولانا محمد مظہر الحق حشمتی بارہ بنکوی،
- تصحیح کتابت و اضافۂ اعراب ——— حضرت مولانا مفتی محمد صبغۃ اللہ صاحب حشمتی گونڈوی، حضرت مولانا شہزاد حسین خاں صاحب بہرائچی
- کتابت و تزئین ——— محمد نجم الرضا حشمتی (نجم گرافکس)
- طباعت اول ——— ۱۴۳۲ھ مطابق اگست ۲۰۱۱ء
- قیمت ———
- ناشر ——— عسکری اکیڈمی، آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

ملنے کے پتے

جامعہ اہلسنت دار العلوم حشمت الرضا حشمت نگر پیلی بھیت شریف

الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر بیرا ماہم پوسٹ بنگوا ضلع گونڈہ،

مدرسہ اہلسنت جامعۃ الرضا قصبہ اینچولی ضلع بارہ بنکی،

دار العلوم اہلسنت حشمت الرضا، کرنیل گنج کانپور،

ناشر مسلک اعلیحضرت الحاج محمد ہارون ڈوڈا صاحب حشمتی، حشمتی جامع مسجد منیش مارکیٹ ممبئی

الجامعۃ الہادیہ حشمتیہ، بھیونڈی ضلع تھانہ

بزم رضائے حشمت کرلا ویسٹ ممبئی

شیر رضا اکیڈمی، وسئی ممبئی ۰۸۲۹۰۶۹۲۷۷۷/۰۹۳۲۲۱۴۷۴۹۲

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	اشرفعلی تھانوی تقویۃ الایمانی دھرم میں کافر مشرک	۱۳۰
۷۷	تمام ماکان ومایکون وخمس وجملہ مکتوبات قلم ومکنونات لوح محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک ٹکڑا ہے	۱۳۱
۷۸	اشرفعلی تھانوی نے اپنے وہابی دھرم کے خلاف رسل واولیاء کو غیب کی خبریں دینے والا بتایا	۱۳۱
۷۹	مولوی اشرفعلی تھانوی کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر وناظر نہیں۔ مگر اُن کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مریدین ومعتقدین کیلئے حاضر وناظر	۱۳۲
۸۰	مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کے نام سے چھپی کتاب میں اشرفعلی نے علم غیب بھی ثابت کیا اور عالم الغیب کہنا ناجائز بھی بتایا	۱۳۲
۸۱	دیوبندی گتھی جس میں پیشوایانِ وہابیہ ہی اُلجھ گئے	۱۳۴
۸۲	مولوی عبدالشکور کاکوروی نے مولوی اشرف علی تھانوی کی وکالت کرتے ہوئے علم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بالکلیہ انکار کردیا	۱۳۵
۸۳	مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کے قول پر تھانوی جی و کاکوروی دونوں کافر اور ان دونوں کے نزدیک در بھنگی جی کافر	۱۳۵
۸۴	مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی کتاب المہند جس پر چوبیس وہابی مولویوں کی تصدیقات ہیں اس میں علم اوّلین وآخرین کا اقرار، تقویۃ الایمانی دھرم پر سب کافر مشرک	۱۳۶
۸۵	مولوی حسین احمد کی کتاب الشہاب الثاقب	۱۳۷
۸۶	مولوی عبدالشکور کاکوروی کا اپنی ہی دو کتابوں میں سے ایک کتاب میں علم کا اقرار، دوسری میں اسی کا انکار	۱۳۸
۸۷	غیر مقلدوں کے شیخ الکل مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ "علم غیب کا فیصلہ" میں تقویۃ الایمانی دھرم سے اختلاف کیا	۱۴۰
۸۸	مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تمام مولویانِ وہابیہ پر لعنت کی اور سب کو ملعون کہا	۱۴۰

کتاب الاذان

کتاب الصلوٰۃ

القول الازھر فی الاقتداء بلاوڈ اسپیکر

۱۳۷۴ھ

بابِ احکامِ مسجد

ارشاد اھل الرشاد الیٰ بابِ مجالسِ المیلاد

۱۳۷۴ھ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۹	اقسامِ بدعت	۱۸۸
۱۴۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے	۱۸۸
۱۴۱	جس خاص طریقے کی برائی بالتخصیص شرعِ مطہر سے ثابت ہو جائیگی تو	۱۸۹
۱۴۲	مجلسِ میلاد اقدس کس کو کہتے ہیں	۱۹۱
۱۴۳	زینت و آرائش اور پاکیزہ و حلال روزیاں دنیا میں مُومنین کیلئے ہیں اور آخرت میں بالخصوص مُومنین ہی کے لئے ہیں	۱۹۲
۱۴۴	اللہ کے دنوں سے کیا مراد ہے	۱۹۳
۱۴۵	محفلِ میلاد شریف کیلئے اشتہار دے کر دن متعین کر کے اِعلان کرنا	۱۹۳
۱۴۶	واقعاتِ مُبارکہ و حالاتِ مقدسہ بیان کرنا۔	۱۹۵
۱۴۷	محفلِ میلادِ اقدس میں قیامِ تعظیمی کا ثبوت قرآنِ عظیم سے	۱۹۵
۱۴۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاظر و ناظر ہیں قرآن عظیم سے ثابت ہے	۱۹۵
۱۴۹	جس مجلسِ میلادِ مقدس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس سے پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے	۱۹۶
۱۵۰	مجلسِ میلادِ مُبارک اور اس میں ذکرِ خیر و درود و سلام کے جو ثواب و اجر و فضائل ہیں کیا مُنکرینِ میلاد اُن فوائد و فضائل سے محرومی و مہجوری کا ثبوت دے سکتے ہیں؟	۱۹۷
۱۵۱	محفلِ میلاد شریف کے انعقاد کی مصلحتِ دینیہ	۲۰۱
۱۵۲	ایمان کا پہلا جز توحید ہے اور دوسرا جز رسالت کی تصدیق ہے	۲۰۲
۱۵۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اظہار نبوّت کے بعد مقدس ۲۳ سال مدّعی ہیں	۲۰۳
۱۵۴	محفلِ میلادِ اقدس کیلئے اہتمام و انصرام اور ذکرِ اقدس کی تعظیم اور حکمِ قرآنِ عظیم	۲۰۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۰۴	محفل میلاد شریف میں تقسیم تبرک ولنگر	۱۵۵
۲۰۵	مسلمانوں پر دین کو محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا	۱۵۶
۲۰۶	سارے جہاں سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت	۱۵۷
۲۰۷	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامانِ باوفا، اربابِ باصفا کی علامت	۱۵۸
۲۰۸	حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت جنت میں آپکی حضوری نصیب ہونے کا موجب	۱۵۹
۲۰۹	محفلِ میلادِ مقدس کا بہتر سے بہتر انتظام واہتمام ہر طرح خوبصورتی سے سنوارنا خوشیاں منانا مٹھائیوں اور طعام وتبرک کا لنگر	۱۶۰
۲۱۳	محفلِ میلاد شریف سے روکنا کیا اتباعِ شریعت ہے؟	۱۶۱
۲۱۴	میلادِ مروّجہ وقیامِ تعظیمی کب سے رائج ہے	۱۶۲
۲۱۵	توحیدِ خدا اور رسالتِ مصطفیٰ سے بغاوت کا نتیجہ	۱۶۳
۲۱۶	عالمِ ارواح میں پہلی بزمِ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۱۶۴
۲۱۷	عالمِ ارواح کی پہلی بزمِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خصوصیات	۱۶۵
۲۱۷	پہلی بزمِ میلاد میں ذکرِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا سب سے پہلا ذاکر	۱۶۶
۲۱۷	محفلِ میلادِ مروّجہ کا موجدِ اوّل کون	۱۶۷
۲۱۸	فاتحہ مروّجہ ونذر ونیاز مخصوص ایام کے ساتھ کرنا اور اسکے آداب	۱۶۸
۲۱۸	نذر ونیاز یعنی مالی وبدنی عبادات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ	۱۶۹
۲۱۹	امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک فاتحہ ونذر ونیاز بہتر اور باعثِ ثواب	۱۷۰
۲۲۱	فاتحہ وطعام وتبرک کے بارے میں شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان	۱۷۱
۲۲۱	اولیائے کرام کی بارگاہ کی نذر وفاتحہ اغنیاء کیلئے	۱۷۲
۲۲۲	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کے بیان کردہ مسائل فاتحہ ودرود	۱۷۳
۲۲۳	شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے عرس کی اصلیت کو حدیث شریف سے ثابت کیا	۱۷۴

فضائلِ آثارِ متبرکہ

تبلیغی جماعت

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۱۹	وہابی امام کا قول مرضِ قلبی وفسادِ باطن کی علامت	۳۵۸
۳۲۰	خلیفہ کا کام تصرف وتدبیر اور عدل وانصاف ہے	۳۶۱
۳۲۱	کفر پر کفر بکتے جانا مرتد ملہی پوری اور وہابیوں کا نفسِ خبیث	۳۶۱
۳۲۲	تنقیصِ شان سے کافر ہوجانے پر ائمۂ کرام کی صاف تصریحات	۳۶۴
۳۲۳	اصطلاحِ شریعت میں اہلِ قبلہ کا مفہوم	۳۶۴
۳۲۴	مرتد ملہی پوری اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں پر شریعتِ مطہرہ کا حکم	۳۶۶
۳۲۵	تحصیلِ علمِ دین کے بارے میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ مبارک	۳۶۷
۳۲۶	وہابیوں کے عقائدِ کفریہ کی تفصیل ـــ دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۳۷۰
۳۲۷	مرتدین وہابیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے	۳۷۱
۳۲۸	اسمٰعیل دہلوی کو شہید کہنے والا سُنی نہیں ہوسکتا	۳۷۱
۳۲۹	دیوبندی مولویوں کی تعریف وتوصیف	۳۷۱
۳۳۰	اپنے مریدوں کو مرتدین کے عقائدِ باطلہ سے آگاہ نہ کرنے والے پیر کا حکم	۳۷۱
۳۳۱	بدمذہبوں کی کتابیں پڑھنا	۳۷۲
۳۳۲	قرآنِ عظیم حفظ کرانے والے کو بے وقوف بتانے والا	۳۷۲
۳۳۳	سُنی علماء کے مناظروں کو بے کار وفضول کہنا	۳۷۲
۳۳۴	توحید، وحدت، اتحاد کے معنی کیا ہیں	۳۷۳

کتاب الحج

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۳۵	عورت سفرِ حج کس کے ساتھ کرسکتی ہے	۳۷۴
۳۳۶	ہندوستان کی رویتِ ہلال کے اعتبار سے ایک دن پہلے ہی حج ادا کرنا اور حج ادا ہوگا یا نہیں	۳۷۵
۳۳۷	شرائطِ حج میں مصارف وحاجتِ اصلیہ سے زائد ہونے کا کیا مطلب ہے	۳۷۶

کتاب الاضحیہ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۳۸	وہ مینڈھا یا بھیڑ جس میں خلقۃً دُم ہی نہیں اس کی قربانی جائز نہیں	۳۷۸

قهر رب الناس علی کود القانطين اهل الناس

۱۳۷۲ھ

القلادة الطيبة المرصعة على نحور الاسئلة السبعة

۱۳۴۳ھ ــــ ۱۲

ردِّ صلح کُلیت

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

خانقاہ برکاتیہ

اور

حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمۃ

خدا را ولی بود حشمت علی نبی را رضی بود حشمت علی

از تاجدار مسند مارہرہ سند الحکما سید العلماء حضور سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

سجادہ نشین آستانۂ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ وصدر آل انڈیا سُنّی جمعیۃ العلماء

میں نے حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلی مرتبہ اس عمر میں دیکھا کہ اُن کی عمر اُنیس سال کی تھی اور میں آٹھ سال کا بچہ تھا۔ بریلی شریف سے تشریف لائے تھے۔ میرے خال محترم تاج العلماء تاجدار مسند برکاتیہ کو ایک تبلیغی جلسہ کی دعوت دینے کیلئے آئے تھے۔ مگر اتفاق یہ کہ حضور تاج العلماء رحمۃ اللہ علیہ فرخ آباد کے تبلیغی جلسہ میں تشریف لے جاچکے تھے اور گھر پر میرے مرشد برحق قدوۃ الکملاء زبدۃ الاصفیا حضور سید شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حسن الملقب بلقب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ میرے نانا جان ضعیف ہوکر خانہ نشین ہوچکے تھے، مجھ سے ارشاد فرمایا "لالہ! مولوی حشمت علی خاں صاحب آئے ہیں تمہارے ماموں کے لے جانے کیلئے، ماموں تمہارے فرخ آباد گئے ہیں، جاؤ اور اُنہیں ہماری حویلی میں ٹھہراؤ اور اُن کے آرام کا بندوبست کرو" ـــــ آج جب میں بوڑھا ہونے کو آیا تو پورا نقشہ میرے سامنے ہے کہ میں کس طرح سے گھر سے کھانا لیکر گیا تھا۔ اور میں نے کس طرح سے کھانا کھلایا تھا۔ اور کس طرح سے میں نے کہا کہ ابّا فرخ آباد گئے ہوئے ہیں اور میاں یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہم سے ملے بغیر مت جائیے گا ـــــ یہ میری پہلی حاضری اور پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد تو کچھ ایسے ربط بڑھے کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سُنّت اگر پندرہ دن بریلی ہیں تو پندرہ دن لکھنؤ ہیں تو دس دن مارہرہ شریف میں ـــــ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح سے یاد ہے جب میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی محل سرا میں رو بقبلہ دوزانو خود بیٹھے اور حضرت شیر بیشۂ سُنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ ہمارے سامنے دوزانو بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے ہمارے دونوں زانوؤں سے ملادو اور اس طرح سے جب دونوں بیٹھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ "میں نے جملہ سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ سارے اعمال واشغال ومراقبات جو خانوادۂ برکاتیہ میں مجھے

اپنے مرشدوں سے ملنے میں نے ان سب کی اجازت تم کو دی۔ اور مجھے یاد ہے کہ اس کے ساتھ ہی حضرت شیر بیشۂ سنّت نے اپنا سر اُن کی گود میں ڈال دیا۔ اور حضرت والا کا سر اُن کے ہاتھوں پر آ گیا۔

شیر بیشۂ سنّت سے میرے گھر کے ربط و ضبط کو تم میں سے کوئی نہیں جان سکتا، تم میں سے کوئی نہیں پہچان سکتا، تمہیں نہیں معلوم حضرت شیر بیشۂ سنّت سے میرے گھر کے تعلقات کو بمبئی میں جاننے والے ایک تھے جو گذر گئے میرے برادر طریقت منشی مصطفےٰ خاں صاحب مرحوم و مغفور ریان والے، اللہ تعالےٰ انھیں حی و قائم رکھے۔ حضرت شیر بیشۂ سنّت کے برادرِ عزیز مجاہد اہلسنّت حضرت مولانا مفتی محبوب علی خانصاحب دامت برکاتہم وہ جانتے ہیں کہ حضرت کے ساتھ میرے گھر کے کیا روابط تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنّت میرے استاذِ محترم بھی تھے۔ حضرت شیر بیشۂ سنّت ایک مہینے کیلئے خانقاہِ برکاتیہ میں تشریف لائے اور میں نے تفسیر جلالین، نور الانوار، قطبی مع میر اور شرح وقایہ کے چودہ سبق میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ہیں۔ یہ تو وہ پڑھنا ہے جو میں نے کتاب کھول کر زانو تہہ کر کے حضرت سے پڑھے۔ اور اس کے بعد میری عمر گذری ہے حضرت کے ساتھ رہنے میں، اُن کو دیکھنے اور سمجھنے اور بوجھنے میں۔ میری تقریر کی رنگت، میری تقریر کی سوجھ بوجھ اور میری سوچ اور سمجھ کا رنگ یہ حضرت شیر بیشۂ سنّت کا ہے

اور اس کے بعد حضرت نے دار العلوم اہلسنّت شاہ عالم کے ایک دینی جلسے اور اپنی تقریر کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا جسکو اجمالاً ذکر کیا جا رہا ہے کہ) حضرت نے اس جلسے کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس جلسے میں میرا بیان غالباً میری عمر کا سب سے طویل بیان تھا —— جب میرا بیان ختم ہو چکا تو حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب سنبھلی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ "میاں حضرت مولانا حشمت علی صاحب یاد آ گئے۔" تو میں نے کہا صحیح بات ہے۔ باپ کا پرتو بیٹے پر، استاد کا پرتو شاگرد پر پڑا ہی کرتا ہے۔ اگر آپ کو حضرت شیر بیشۂ سنّت یاد آ گئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں، ان کا جسم ہم میں نہیں ہے۔ لیکن تم باور کرو اس بات کو کہ اُن کی روحانیت ہم میں ہمیشہ رہے گی۔ اور ان کی روح کی برکتیں ہمیشہ اہلسنّت کی مددگار رہیں گی، انھوں نے اپنے جو فیض چھوڑے ہیں وہ فیض جاری و ساری رہیں گے۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اٹھتا ہے تو اپنے بعد اپنی نشانی چھوڑتا ہے انہوں نے اپنی جسمانی اولاد بھی چھوڑی ہے اور روحانی اولاد بھی چھوڑی ہے۔ ہم جیسے فیض لینے والے اُن کی

رُوحانی اولاد ہیں۔ اور میرا عزیز بچہ مولانا مُشاہد رضا خاں صاحب اُن کے بڑے صاحبزادے الحمد للہ رب العلمین فارغ التحصیل ہو کر دستار بند ہو چکے ہیں۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ سُنّت کی مسندِ علم و رُشد اُن کے بعد خالی نہیں رہے گی۔

آج تمہیں کھول رہا ہوں شاید تمہیں نہیں معلوم ہوگا ان کا چھوٹا بچہ حافظ قاری عسکری رضا خاں سلمہٗ میرا دودھ کا بیٹا اور میرے بچوں کی ماں نے اُسے دودھ پلایا ہے۔ اور اسی طرح سے مولانا حشمت علی خاں صاحب کی اہلیہ محترمہ میری اُستانی نے میری ایک بچی کو دودھ پلایا۔ تو یہ دونوں آپس میں دودھ کے بھائی بہن ہیں۔ اور حافظ قاری عسکری رضا خاں الحمد للہ جید قاری ہے، مستند قاری ہے۔ اور وہ ویسے بھی میرا بچہ تھا لیکن اب تو حقیقت یہ ہے کہ وہ میری اولاد میں شمار ہے۔ کیونکہ میرے بچوں کے ساتھ دودھ پی چکا ہے۔ اور یہ بات کہنے میں میرے دل کو تسلی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مسندِ شیر بیشۂ سُنّت خالی نہ رہے گی۔ اور جو کام عمر بھر حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے کیا خدا نے چاہا اور اُس کے چاہے سے اس کے رسول نے چاہا جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم تو یہ کام انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے فرزندانِ ظاہری ومعنوی کرتے ہی رہیں گے۔ آمین اللّٰھم آمین!

نوٹ:۔

حضور مظہر اعلیٰحضرت کے عُرس چہلم شریف میں حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ تقریر پُر تنویر جو ۹ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ کو بمقام جمنا بو پُر اسٹریٹ بمبئی میں ہوئی تھی جسکو کیسٹ میں ریکارڈ کیا گیا تھا، یہ تحریر اس ریکارڈنگ سے اجمالاً نقل کی گئی ہے۔

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مظہر اعلیٰ حضرت، شیر بیشۂ سنت، غیظ المنافقین، امام المجاہدین، رئیس المناظرین علامۂ دہر مولانا حشمت علیخاں قادری برکاتی رضوی رضوان ربہ علیہ وعلینا رحمۃ رب العٰلمین عزوعلا کی ذات گرامی صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دُنیائے اسلام میں ایک منفرد ذات تھی۔ کیا عرب کیا عجم، جدھر بھی آپ پہنچ گئے پورا ماحول مسلک اہلسنت وجماعت کی روشنی میں عشق رسالت پناہی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جلووں سے نہال نہال ہوگیا۔ آپ کے برادر اصغر اسد السنۃ محبوب ملت حضرت مولانا مفتی قاری ابوالمظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قبلہ مفتیٔ اعظم بمبئی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب "مشاہدہ مولانا حشمت علی" کے بیان کے مطابق ۱۳۱۹ھ میں لکھنؤ شہر کے اندر حضرت مولانا صوفی عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ پاک کے قریب آفریدی النسل گھرانے میں آپ پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

محمد حشمت علی خاں ابن ابوالحفاظ محمد نواب علی خاں قادری ہدایت رسولی ابن محمد حیات خاں ابن محمد سعادت خاں ابن محمد جان علیہم الرحمہ۔ والد مکرم نے آپ کا نام "محمد حشمت علی" رکھا۔ جبکہ علامہ محمد ہدایت رسول قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "محمد صدیق" رکھا تھا۔ "محمد حشمت علی" زیادہ نمایاں رہا —— پھر "شیر بیشۂ سنت" کا لقب اس قدر مشہور ہوا کہ آپ کے نام کا ایک جزو بن گیا۔ اگر نام نہ بھی لیا جائے صرف "شیر بیشۂ سنت" کہدیا جائے تو اسی سے لوگ واقف ہو جاتے ہیں۔ آپ نے اپنا سن ولادت اس جملہ سے بیان فرمایا "سگ بارگہ بغداد" (۱۳۱۹ھ)

تعلیم کا آغاز

رسم بسم اللہ خوانی کی تقریب بہت دھوم دھام سے منائی گئی۔ الحاج صوفی کریم بخش نے بسم اللہ پڑھائی پھر قاعدہ بغدادی و ناظرہ جناب حافظ و قاری غلام طٰہٰ صاحب ٹونکی سے پڑھا۔ پھر مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں حفظ شروع کیا اور دس سال کی عمر میں قرآن عظیم حفظ کرلیا۔ تراویح پہلی بار آپ نے مخدوم اودھ حضرت سیدی شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ والی مسجد میں پڑھائی

گیارہ سال کی عمر میں آپنے فارسی و تجوید و قرأت بروایت حفص کا امتحان دیا اور اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں قرأت سبعہ کا امتحان دیا۔۔۔۔ سن ۱۳۴۰ھ میں جملہ علوم و فنون سے فراغت حاصل کرکے سند دستار فضیلت و جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت پائی۔ اسی درمیان آپنے قرأت عشرہ کی سند حاصل کی۔ نیز خوشخطی میں مشہور خطاط جناب منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم آپکے اُستاد تھے۔ مدرسہ فرقانیہ کے تمام مدرسین و مہتمم آپ پر بے حد مہربان تھے اور بہت چاہتے تھے۔ مگر ایمان کی سلامتی اور مذہب و ملت کا تحفظ آپکے مقدر میں تھا کہ حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاوں کا ثمرہ کتاب "تمہید ایمان" مصنفہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ نے آپکے لئے فیضان و عرفان کے دروازے کھول دیئے۔ مدرسہ فرقانیہ سے علیحدہ ہوکر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اور دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ ہوا

جملہ علوم و فنون کے ساتھ جہاں قدرت نے بے شمار فضائل و کرامات سے آپکو نوازا تھا وہیں فن مناظرہ میں بھی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی۔ اگر یوں کہا جائے کہ مناظرہ آپ کی خوراک اور اوڑھنا بچھونا تھا تو بیجا نہ ہوگا۔ ایام طالب علمی میں جبکہ ہلدوانی ضلع نینی تال میں وہابیوں کی شورش سے سُنیوں پر پریشانی لاحق ہوئی تو وہاں کے ارباب حل و عقد نے سرکار اعلیٰحضرت کو خط لکھا کہ ہم لوگ پریشان ہیں کوئی عمدہ سُنی عالم بھیجدیں جو یہاں پر مناظرہ کرے، وہابیوں نے چیلنج مناظرہ دے دیا ہے۔ تو آپ ہی کو اعلیٰحضرت سرکار نے منتخب فرمایا۔ چنانچہ اعلیٰحضرت متبسم ہوئے اور دُعاؤں سے نوازتے ہوئے ہلدوانی بھیجا۔ جہاں پُرانا دیوبندی مناظر عمر رسیدہ لٰیسین سرائے خامی موجود تھا۔ اس کے مقابلے میں آپکی نوعمری اور سادگی دیکھ کر سُنی پریشان ہوئے مگر الحمد للہ میدان مناظرہ میں پہنچکر واضح ہوگیا کہ جن دلائل و براہین کی روشنی میں آپنے لٰیسین سرائے خام بریلی کو شکست فاش دی اس سے دُنیائے وہابیت لرزہ براندام ہوگئی۔ آپنے دلائل کے انبار اس قدر لگا دیئے کہ لٰیسین سرائے خامی پانچ منٹ تک بُت بنا ہوا بیٹھا رہا۔ حضرت بار بار جواب کا مطالبہ کرتے رہے۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اور بمشکل تمام اپنے حواریوں کو لیکر کھڑا ہوا اور بھاگ نکلا۔

دل کے چراغ ہم نے جلائے ہیں راہ میں کم کم سہی کہیں نہ کہیں روشنی تو ہے!

سُنیوں نے نعرۂ تکبیر و رسالت بلند کیا۔ آپنے اسی میدان میں بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھا اور دُعاؤں پر محفل جشن فتح مبین کا اختتام کیا۔ فتحمندی کی خوشی میں مسلمانان اہلسنت ہلدوانی نے تین جلسے کئے۔ جن میں حضرت کے تجدیت شکن بیانات ہوئے۔ اُن کی کفری عبارتوں کو کھول کھول کر دکھایا اور الحمد للہ بہت سے بہکے ہوئے لوگوں نے توبہ کی۔

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے اِس مناظرے کی تاریخ "مناظرہ جانفزا" (۱۳۳۸ھ) سے اور حضرت کی نوعمری کی وجہ سے "مناظرۂ نونہال" (۱۳۳۸ھ) سے نکالی ہے۔

ابوالفتح اس کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے۔ اِدھر وہابیوں نے اپنی شکست کی خفت مٹانے کیلئے پہلے ہی

سے غلط پروپیگنڈہ کر رکھا تھا۔ حالات کی تحقیق کے بعد حضرت شیرِ بیشۂ سنّت جب مرشدِ کامل کی بارگاہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ تبسّم کناں ہوئے اور فرمایا ماشاء اللہ آپ ابوالفتح ہیں، قریب بُلایا حضرت کو سینے سے لگایا اپنا عمامہ مبارکہ حضرت کے سر پر رکھا، اپنا جبّہ شریف عطا فرمایا اور پانچ روپے نقد عطا فرمائے، پھر مدرسے کا قبض الوصول منگا کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔

"حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے آج سے میں اُن کا پانچ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں۔"

اس کے بعد سرکار اعلیٰحضرت کی توجہ دن بدن بڑھتی گئی۔ آپ شب و روز خدمتِ بابرکت میں رہے، یہاں تک کہ اس کے بعد دو سفر بھوالی کے رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ در رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ میں کئے۔ یہ دو سفر وہ تھے جس میں چار چار اور پانچ پانچ ماہ آپ نے سرکار اعلیٰحضرت کی صحبت میں گذارے۔ اُن دو سفروں میں مرشدِ کامل نے کیا دیا اور مرید باصفا نے کیا کیا لیا اُس کو خدا ہی جانے۔ اس دوسرے سفر میں سرکار اعلیٰحضرت نے آپکو ایسا کامل و مکمل کیا کہ آپکو "ولدی الموافق وغیظ المنافق" کے لقب سے نوازا۔ اور صرف زبانی نہیں بلکہ تحریری طور پر جیسا کہ "الطاری الداری" میں مذکور ہے۔ اُن دو برسوں پر آپ کو ہمیشہ ناز رہا، جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ان دو برسوں پر ناز رہا جو آپ نے سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی معیّت میں گذارے تھے۔ سرکار امام اعظم فرماتے ہیں "لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ" اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ صفر ۱۳۴۰ھ میں مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور اسی سال ماہ شعبان میں آپ نے جملہ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد سند درسِ نظامیہ و دورۂ حدیث سے فراغت پائی۔ بعدہٗ حضرت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنا جبّہ مبارک آپکو پہنایا اور خلافت عطا فرمائی۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

فراغت کے بعد چند سال آپ دار العلوم منظر اسلام میں مدرّس رہے اور درسِ نظامی کی اہم اہم کتابیں شاملِ درس رہیں۔ طریقۂ تعلیم سے طلبہ بے حد متاثر رہے۔ جیسا کہ کتاب "مشاہدۂ مولانا حشمت علی" میں مفتیٔ مالوہ حضرت مولینا مفتی رضوان الرحمٰن کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بریلی شریف میں جماعت رضائے مصطفےٰ کے مفتی بھی رہے۔

فتاویٰ حشمتیہ (حصہ اوّل) حضرت شیرِ بیشۂ سنّت کے فتاووں کا ایک جُز ہے۔ مطالعہ فرمائیں اور اندازہ لگائیں کہ حضرت نے سوالات کی باریک بینی کو بھانپتے ہوئے کتنی تفصیل سے جوابات مرحمت فرمائے ہیں۔ ارشادِ رسول ہے مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اللہ جس پر بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں فقیہہ بنا دیتا ہے۔ اس فن میں بھی الحمد للہ آپکو مہارت تامہ حاصل تھی۔ فتووں کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ صرف سوال ہی کے جواب پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس کے ضمن میں اور بھی دیگر اہم مسئلوں کی وضاحت کردی جائے تاکہ کسی دوسری شق کا راستہ نہ نکلے اور دوسرے مسائل بھی حل ہو جائیں۔ مثلاً حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت تبلیغی جماعت کیسی ہے اس پر کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا تبلیغی جماعت تو اچھی ہے مگر یہ پوچھو کہ الیاسی جماعت کیسی ہے۔ کسی نے جماعتِ اسلامی کے بارے میں سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ نام تو اچھا

ہے مگر یہ کہو کہ مودودی جماعت کیسی ہے۔ اس لئے کہ دونوں جماعتوں کا تعلق اول الیاس کاندھلوی دوسری ابوالاعلیٰ مودودی سے ہے۔ اور یہ دونوں جماعتیں گمراہ و بد دین ہیں۔ ان دونوں کا مقصد ایک نئی جماعت پیدا کرنی ہے۔ چنانچہ ایسی ہی مثال آپ زیرِ نظر کتاب میں بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ سید نیاز احمد قادری فتحپوری نے سوال کیا ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک حکومتِ الٰہیہ اور جماعتِ اسلامی کیسی جماعت ہے، اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ ۲۔ اس کے قائم کردہ بیت المال میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ ــــــــ تو آپ نے ایک تفصیلی جواب عنایت فرمایا جس کا ماحصل یہ ہے کہ ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک حکومتِ الٰہیہ اور اسکی جماعتِ اسلامیہ کوئی نئی تحریک نہیں، بلکہ وہابیت کے معلّمِ اوّل محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک نجدیت اور وہابیت کے معلّمِ ثانی اسماعیل دہلوی کی تحریک وہابیت ہے۔ مودودی نے یہ دیکھ کر کہ عام طور پر مسلمانانِ اہلسنت بفضلہ تعالےٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ علیہ وسلم نجدیت ووہابیت سے متنفر و بیزار اور اسکی خباثتوں ضلالتوں سے خبردار ہو چکے ہیں۔ انھیں معتقداتِ نجدیہ وعقائدِ وہابیہ کو نئے عنوانات اور جدید تعبیرات میں بھولے بھالے سیدھے سادے سُنّی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے تحریک حکومتِ الٰہیہ اور جماعتِ اسلامیہ کے نام سے پیش کیا ہے۔ اسکی کتابوں میں غیر مقلدیت ونجدیت ووہابیت کے اعتقاداتِ کفریہ بکثرت بھرے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ پیغامِ حق کی اشاعتِ خاص میں سید محمد شاہ ایم۔ اے نے ظفر منزل تاجپورہ لاہور سے مودودی کا جو مضمون "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" شائع کیا ہے اسکے دیباچے صفحہ "د" پر لکھا ہے۔

"قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" مولانا کا ایک بڑا کارنامہ ہے، شرک کے رد اور توحید کی تائید میں حضرت مولٰینا اسمٰعیل شہید کی کتاب "تقویۃ الایمان" سے زیادہ سائنٹیفک اور بہتر کتاب اب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت وتوضیح میں یہ کتاب لکھکر اسلامی دنیا پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس چیز کو مولانا شاہ اسماعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا اسی کو مولانا نے اپنے مخصوص انداز اور بالکل انوکھے انداز سے بیان کر کے متکلمینِ اسلام کی صف میں اپنے لئے ایک ممتاز مقام بنا لیا ہے۔"

تبلیغی جماعت کے سلسلے میں کانپور سے ایک سوال آیا تو آپنے جواب دیا۔

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں ایک کفری جماعت ہے کوئی نئی جماعت ہرگز نہیں بلکہ وہابیوں دیوبندیوں ہی کی تحریک وہابیت دیوبندیت ہے۔ وہابیوں نے دیکھا کہ مسلمانانِ اہلسنّت ہوشیار ہو چکے ہیں تو انھیں پھانسنے کیلئے طرح طرح کے جال بنا رکھے ہیں۔ کہیں جمیعۃ العلماء کا جال ہے کہیں مومن کانفرنس کا فریب کہیں اسلامی جماعت کی ٹٹی ہے تو کہیں نمازی فوج کا دھوکہ ہے" ؎

اس طرح کے بے شمار سوالات وجوابات ہیں جیساکہ آپ اسی کتاب کے صفحات میں بالتفصیل مطالعہ فرمائیں گے۔ آپ

؎ تفصیلی جواب آئندہ صفحات میں شامل فتویٰ بنام "کہر المعبود" میں ملاحظہ فرمائیں۔

کے فتاویٰ عشقِ رسول اور مذہب حقہ کی حفاظت و نصرت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ فرقہ ہائے باطلہ خصوصًا وہابیہ دیوبندیہ کیلئے آپ کا قلم شمشیرِ برّاں تھا۔ علمی گیرائی و باریک بینی مخالفین کو بھی مسلّم تھی ــــــ جیسا کہ آپ کا مشہور حریف مناظر مولوی منظور سنبھلی جسے آپنے درجنوں مناظروں ومباحثوں میں ساکت کیا، پہلی دفعہ جب آپ حاضریٔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرمین طیّبین کا سفر فرمارہے تھے تو اتفاق سے آپ کے جہاز میں ہی تھا۔ ایک مسئلے کے سلسلے میں جب وہ آپکے پاس معلومات کیلئے آیا تو آپ نے کس طور پر اس کا جواب دیا، یہ بحث دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ جہاز میں ایک روز منظور نعمانی اپنے مولویوں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کی کیا میں تھوڑی دیر بیٹھ سکتا ہوں؟

حضرت ــــ میں آپکو کیسے منع کرسکتا ہوں جہاز میری ملک تو ہے نہیں ورنہ میں آپ کو جہاز میں سوار بھی نہیں ہونے دیتا اسلئے کہ میرے نزدیک آپ اپنے عقائدِ کفریہ کے سبب شرعًا کافر مرتد دشمن خدا وعدو رسول ہیں خیر آئیے بیٹھئے۔

منظور ــــ ہم لوگوں کے درمیان ایک مسئلۂ فقہیہ پر بحث ہورہی ہے اور ہم سب نے آپکو حکم بنایا ہے لہٰذا کچھ تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ اس ضمن میں عقائدِ دیوبند سے متعلق کچھ مزید باتیں ہونے کے بعد پھر اصل گفت گو شروع ہوئی۔

منظور ــــ کیا اعلیٰحضرت نے مناسکِ حج سے متعلق کوئی رسالہ تحریر کیا ہے؟

حضرت ــــ جی ہاں حضور اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے مناسکِ حج میں بھی نہایت بہترین رسالۂ مبارکہ تحریر فرمایا ہے کئی بار شائع ہوچکا ہے، یہ دیکھئے میرے پاس بھی موجود ہے۔ اس کا تاریخی نام "اَنْوَارُ الْبِشَارَةِ فِی مَسَائِلِ الْحَجِّ وَالزِّیَارَة" ہے۔

منظور ــــ اس میں اعلیٰحضرت نے ہندوستان سے آنے والوں کیلئے احرام باندھنا کہاں سے تحریر فرمایا ہے؟

حضرت ــــ محاذاتِ یلملم سے تحریر فرمایا ہے۔ جیسا کہ تمام فقہائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ آنے والا اگر میقات سے ہوکر نہ گذرے تو جب سب سے پہلے کسی ایسے مقام سے ہوکر گذرے گا جو کسی میقات کے محاذی ہے تو وہیں سے اس کو احرام باندھنا ضروری ہے۔

منظور ــــ مگر ملّا علی قاری نے تو لکھا ہے جو حاجی میقات پر سے نہ گذرے وہ جدّہ سے احرام باندھے۔

حضرت ــــ مگر ہم ملّا علی قاری کے مقلِّد نہیں، تمام ائمہ حنفیہ علیہم الرحمہ کی تصریحاتِ جلیلہ کے خلاف ایک اکیلے ملّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا تفرّد ہم کیوں کر تسلیم کرسکتے ہیں، ملّا علی قاری تو ملّا علی قاری ہیں ہم تو ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تفردات کو بھی قبول نہیں کرسکتے۔

منظور ــــ مگر یلملم تو جہاز سے ہم کو نظر نہیں آتا پھر اسکی محاذات ہم کو کیوں کر معلوم ہو۔

حضرت ــــ جہاز والے اطلاع دیدیتے ہیں کہ اب جہاز یلملم کے محاذات میں آگیا ہے۔

منظور ــــ جہاز والوں کو بھی یلملم نظر نہیں آتا پھر اُن کا کہنا کیونکر معتبر ہوگا؟

حضرت ــــ ان کے سامنے نقشہ، قطب نما، گھڑی تینوں چیزیں بالکل صحیح ہوتی ہیں۔

منظور ــــ نقشہ کا کیا اعتبار!

حضرت ــــ نقشے، قطب نما اور گھڑی کا اعتبار نہ کیا جائے تو جہاز کا سفر ہی دشوار ہوجائے کہیں کا کہیں چلا جائے اور پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوجائے۔

منظور ــــ مگر جہاز والے تو کافر ہوتے ہیں، پھر اُن کی خبر کیونکر معتبر ہوگی۔

حضرت ــــ دیانات میں کافر کی خبر معتبر نہیں امورِ دنیا میں تو معتبر ہے۔

منظور ــــ مگر احرام باندھنا تو امورِ دینیہ سے ہے۔

حضرت ــــ احرام باندھنا ضرور امورِ دینیہ سے ہے، لیکن جہاز کا یلملم سے محاذی آجانا تو ایک دُنیاوی خبر ہے، جہاز والے کفار یہ تو کہتے نہیں کہ حاجیو احرام باندھ لو، وہ تو سیٹی بجاکر صرف اِس امر کی اِطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز یلملم کے محاذات میں آگیا ہے۔

منظور ــــ الحمد للہ میری تسلی ہوگئی جو میرا خیال تھا آپکے جوابات سے اُسکی تائید ہوگئی اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

مولوی منظور اُٹھ کر جانے لگا تو حضرت نے فرمایا۔ منظور ایک آخری بات سُنتے جاؤ جو ضروری ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے کفریاتِ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو اُن کے کفریات پر باخبر ہوکر اُن کو کافر نہ سمجھے یا کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

منظور اُٹھتے ہوئے کہنے لگا آپ مناظرہ بھی کرتے جاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ یہ مناظرہ نہیں ہے۔

حضرت نے فرمایا یہ حکم ہیں نے اس لئے بیان کیا کہ کل قیامت میں اس احکم الحاکمین جلّ جلالہٗ اور اس کے حبیب رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے حاضری کے وقت تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم نے دورانِ سفر حرمین طیّبین حشمت علی کو دینی مسائل میں حَکَم بنایا تھا۔ اس نے اسوقت احرام کا مسئلہ تو بیان کیا مگر تکفیر عُلمائے دیوبند کا حکم ظاہر نہ کیا ورنہ چونکہ ہم حَکَم بنا چکے تھے اگر اس نے تکفیر کا مسئلہ بھی بیان کیا ہوتا تو وہ بھی ہم تسلیم کر لیتے ــــ اتنا سن کر مولوی منظور سنبھلی دیوبندی خاموش اٹھ کر چلا گیا۔

اللہ اللہ یہ تھا آپکے علوم و معارف کا عالم، جس مسئلے پر بات آگئی برملا اس کا جواب دیتے گئے۔ سچ کہا خطیبِ مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی علیہ الرحمہ نے ؎

اپنے بیگانے سبھی کہتے ہیں تیری موت پر
بوحنیفہ کی فقہ کا راز داں جاتا رہا

بالآخر علوم و فنون کا یہ کوہِ گراں اور عشق و وارفتگیٔ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سرشار یہ دیوانہ ساٹھ سال کی عمر تک عظمت مصطفےٰ محبت اولیا اور غلامیٔ سرکار غوث الوریٰ کا درس دیتے ہوئے ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں جان جان آفریں کے سپرد کرتا ہے۔ ہوش و حواس کا یہ عالم کہ وصال کے وقت شہزادۂ اکبر جانشین شیر بیشۂ سنت حضرت علامہ و مولانا مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ کو حکم دیتے ہیں کہ سورہ یٰسین شریف کی تلاوت بلند آواز سے کرو۔ اور آپ آنکھ بند کئے ہوئے سن رہے ہیں۔ کہیں کہیں اگر پڑھنے میں کوئی لفظ صاف نہ معلوم ہوا تو آپنے خود اسکو دہرا کر صحیح پڑھنے کی تاکید کی اور پھر یا اللہ، یا رسول اللہ اور یا غوث کی صدائیں بلند کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

موت اسکی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کیلئے

اخیر میں ہم اس حقیقت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ نشر و اشاعت کے یہ سارے جلوے شہزادگان شیر بیشۂ سنت خصوصاً شہزادہ اوسط مقرر شعلہ بیان فاضل جلیل حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے رہین منت ہیں جنکی توجہات سے یہ کتاب بھی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔

خزاں کی چھاتی کی دھڑکنوں سے بہار نکلے گی رقص فرما
اگر ہے جذب نظر مکمل تو حسن کی کچھ کمی نہیں ہے

اللہ رب العزت مسلک اہلسنت و جماعت کی روشنی میں ہمیں زندگی گذارنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

والسلام، گدائے حشمتی
محمد مرغوب حسن قادری اعظمی، سابق مدرس دار العلوم حشمت الرضا
آستانۂ حشمتیہ پیلی بھیت شریف (یو، پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العزیز الکریم وافضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم علیٰ حبیبہ رؤف الرحیم وآلہ واصحابہ وابنہ الغوث الاعظم والمجدد الاعظم والمناظر الاعظم وحزبہ التکریم اما بعد

اللہ ربُّ محمد صلیٰ علیہ وسلما نحن عباد محمّد صلی علیہ وسلما

وعلیٰ ذریۃ وصحبہ ابدًا الدھور وکرّما

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت میں جہاں میں تری تصویر لئے پھرتا ہوں

اس عالم رنگ وبو میں مختلف انواع واقسام کے پھول کھلتے ہیں جو اپنے رنگ وخوشبو سے چمن کو زینت بھی دیتے ہیں اور اشرف المخلوق کیلئے فرحت وانبساط، سرور ودلبستگی کا سامان بھی، چمن کی رعنائی وزیبائی پھولوں ہی سے ہے، مگر وہ پھول جس کی خوشبو سے چمن ہی نہیں کوہ ودمن بھی مہکے اور خوبئ رنگ سے آفتاب گگن معلوم ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

چمنستانِ رضا میں زیبائی وشکیبائی کے صدہا پھول کھلے، جنہوں نے شریعت وطریقت، معرفت وحقیقت سے دُنیائے اسلام کو معطر ومنور ومعنبر فرمایا، اُن کی خوشبو سے جو معطر ہوا وہ راہِ مستقیم پر چلتا رہا ـــــ انھیں میں وہ پھول بھی کھلا جو زینتِ چمن بھی تھا ـــــ اور صحرائے انسانی میں غمزدہ دلوں کا قرار بھی ـــــ تشنگانِ الفت کو جامِ عشقِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیراب کیا ـــــ اُجڑے ہوئے دلوں کو شریعت وطریقت کے نکہتِ انوار سے ضیا پاشی فرماکر گلشنِ زہرا زار بنا دیا ـــــ جو قومِ مسلم کا ہادی بھی دینِ حنیف کا محافظ بھی ـــــ وہ

ایسے شاداب پھول ہیں جن کی رعنائی جمال سے چمن اسلام مہکتا رہا ــــ اور شکیبائی جلال سے دشمنانِ اسلام و گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے چمنستانِ اہلسنّت کی حفاظت بھی فرماتے رہے ــــ کروڑوں کی آرزو اور قوم وملّت کی آبرو بن کر کھلے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

چمنِ رضا کے اس گُلِ صد رنگ کو دُنیا نے مظہر اعلیٰحضرت، شیر بیشۂ اہلسنّت، امام المناظرین، غیظ الوہابیین، رہبر شریعت، مرشدِ طریقت، امام الخطباء، رئیس الفقہاء، حضرت علامہ الشاہ مفتی ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب تبیۂ قادری برکاتی رضوی مجدّدی قدّس سرہُ النورانی کے نام سے جانا، پہچانا اور مانا ؎ قلبِ مومن کی ضیاء مظہر اعلیٰحضرت دین وسنّت کی جِلا مظہر اعلیٰحضرت

وِلادت وجائے پیدائش:

آپ کی ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء گہوارۂ علم وادب شانِ اودھ لکھنؤ میں ایک آفریدی النسل گھرانے میں ہوئی ــــ آپ کے مورثِ اعلیٰ جناب سعادت علی خاں صاحب قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ میں جاگیردار تھے ــــ حضور شیر بیشۂ اہلسنّت کے دادا جناب محمد حیات خانصاحب ۱۸۵۷ء کے غدر سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے، اولادیں صغر سن تھیں۔ لہٰذا آپ کی دادی صاحبہ لکھنؤ کی تھیں ۱۸۵۷ء کے غدر کے موقع پر وہیں منتقل ہوگئیں۔ اور حضرت مولانا صوفی عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے قریب سکونت پذیر ہوگئیں ۱۸۵۷ء کے غدر کے ہنگامے میں کاغذاتِ آراضی ونقشہ جات شجرہ وغیرہ سب تلف ہو جانے سے جاگیریں بھی ختم ہوگئیں۔

اولاد و امجاد:

جناب محمد حیات خانصاحب کی اولاد میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ بڑے بیٹے اولاد علی خاں اور چھوٹے بیٹے ابوالحفاظ محمد نواب علی خاں تھے۔ اور یہی حضور شیر بیشۂ اہلسنّت کے والد ماجد ہیں۔

ابوالحفاظ محمد نواب علی خاں کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ سب سے بڑے بیٹے حضور شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ، دوسرے بیٹے حضرت محبوب ملّت علامہ مفتی محمد محبوب علیخاں صاحب علیہ الرحمہ مفتی اعظم بمبئی جن کا مزار پاک بمبئی ناریل باڑی قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔ تیسرے بیٹے حضرت مولینا حافظ ابوالنصر محمد عمر خانصاحب رضوی تھے۔ ان کا مزار پاک پیلی بھیت شریف میں ہے۔ چوتھے صاحبزادے

محمد عثمان خانصاحب جو نوجوانی میں انتقال کر گئے۔

حضور شیر بیشۂ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اولاد میں سات صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں۔

۱ــــ مشاہد ملت حضرت علامہ مفتی محمد مشاہد رضا خانصاحب قبلہ قدس سرہٗ ــــ آپ اپنے والد کے سچے جانشین و پرتو اور مظہر تھے۔ مسند افتاء کے مسلّم الثبوت امام تھے۔ خانقاہ کے سجادۂ تصوف و ارشاد کے شیخ کامل تھے۔ آپکا وصال ۲۶ر شوال المکرم ۱۴۱۹ھ میں ہوا مزار پاک آستانۂ عالیہ حشمتیہ میں مرجع خلائق ہے۔

۲ــــ صوفی با صفا حضرت علامہ مولانا محمد مشہود رضا خانصاحب قبلہ دام فیوضہم المبارکہ۔ عارف کامل پیکر علم وعمل ہیں۔ متصوفانہ طرز رکھتے ہوئے مسلک اعلیٰحضرت و مشرب شیر بیشۂ اہلسنت کی اشاعت و رشد و ہدایت میں مصروف ہیں۔

۳ــــ حضرت مولانا حافظ محمد عسکری رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ۔ آپ کا وصال شب جمعہ مبارکہ یکم رجب المرجب ۱۳۹۲ھ ۲ بج کر ۵۵ منٹ پر ہوا۔ مزار پاک حضور شیر بیشۂ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزار پاک کے پائینتی ہے ــــ پیلی بھیت شریف کا جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی یادگار ہے۔ آپ ہی اس جلوس کے بانی ہیں۔ اور آپ تاجدار مارہرہ مطہرہ حضور سیدنا سید العلماء سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے رضاعی بیٹے بھی ہوئے۔ آستانۂ عالیہ حشمتیہ کا دارالاشاعت "عسکری اکیڈمی" بھی آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔

۴ــــ محمد اسرائیل رضا خاں علیہ الرحمہ۔ دوشنبہ مبارکہ ۴ر ذی القعدہ ۱۳۶۸ھ ۵ بجے صبح صادق کے وقت کمسنی میں انتقال فرما گئے۔

۵ــــ حضرت علامہ محمد ادریس رضا خانصاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ تبلیغ مسلک اعلیٰحضرت و ترویج مشرب شیر بیشۂ اہلسنت میں روز و شب ہمہ تن مصروف ہیں۔ تعلیمات و تصنیفات شیر بیشۂ اہلسنّت کی اشاعت اور آستانۂ عالیہ حشمتیہ کا اشاعتی ادارہ آپ ہی کا رہین منت ہے۔

۶ــــ حضرت علامہ مفتی محمد معصوم الرضا خانصاحب قبلہ مدظلہٗ النورانی ــــــــ اس وقت مفتئ اعظم پیلی بھیت شریف آپ ہی ہیں۔ اور حضور مظہر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا قائم کردہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر پیرامام ضلع گونڈہ آپکے اہتمام میں عظیم الشان ادارہ بلندئ علم مسلک امام اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں شب و روز عروج و ارتقا کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

۷ــــ حضرت علامہ محمد ناصر رضا خانصاحب قبلہ مدظلہٗ العالی ــــ آپ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر امام کے نائب مہتمم ہیں اور آپکے زیر اہتمام بھیونڈی ضلع تھانے (مہاراشٹر) میں الجامعۃ الہادیہ اور خانقاہ حشمتیہ زیر تعمیر ہے۔

حضور مظہر اعلیٰ حضرت بارگاہِ اعلیٰحضرت میں:۔

حضور اعلیٰحضرت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے کے بعد بحکم مرشد رجب المرجب ۱۳۳۶ھ میں بغرض حصول علم بارگاہِ امام اہلسنت میں حاضر ہوگئے۔ اسی دوران تعلیم ۱۳۳۸ھ میں ہلدوانی میں دیوبندی مناظر مولوی لٰسین خام سرائی سے پہلا مناظرہ کیا۔ اور وہابیت و نجدیت کو شکست فاش دی۔ مرشد گرامی حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "ابوالفتح" اور "ولد مرافق" کا خطاب عطا فرمایا۔ اپنا عمامہ مبارک و خرقہ شریف واجازات سے بھی مشرف فرمایا۔

رجب المرجب ۱۳۳۶ھ سے صفر المظفر ۱۳۴۰ھ تک یہ وہ مبارک و مسعود دور تھا جب امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس مرید صادق ولد مرافق کو علوم ظاہر و باطن سے فیضیاب فرما کر اپنا مظہر اتم بنا دیا تھا ۔۔۔۔۔ ۱۳۴۰ھ میں فارغ التحصیل ہو کر وہیں دار العلوم منظر اسلام میں منصب تدریس وافتاء پر فائز ہوگئے۔

حضور شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت وارادت حضور سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی۔ اور سلاسل طریقت میں خلافت واجازت واسانید سے بھی سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرفراز فرمایا۔ اس کے علاوہ دیگر مشائخ عظام قدست اسرارہم نے بھی خلافت واجازت عطا فرمائی ہیں۔

حضور شیخ ملت مظہر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلاسل طریقت مقدسہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ میں چودہ طریقوں (خانوادۂ طریقت) سے اجازات حاصل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ طیبہ، چھ طریقوں سے:۔

(۱) سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ ـــــــ (۲) سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ قدیمہ ـــــــ
(۳) سلسلۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ اسمٰعیلیہ ـــــــ (۴) سلسلۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ انواریہ ـــــــ
(۵) سلسلۂ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ ـــــــ (۶) سلسلۂ عالیہ قادریہ معمریہ رضویہ ـــــــ

سلسلۂ عالیہ چشتیہ دو طریقوں سے:۔

(۱) سلسلۂ عالیہ چشتیہ برکاتیہ قدیمہ ـــــــ (۲) سلسلۂ عالیہ برکاتیہ جدیدہ ـــــــ

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ دو طریقوں سے:۔

(۱) سلسلۂ عالیہ سہروردیہ برکاتیہ قدیمہ ـــــــ (۲) سلسلۂ عالیہ سہروردیہ برکاتیہ جدیدہ ـــــــ

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ دو طریقوں سے:۔

(۱) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ علویہ ——— (۲) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ صدیقیہ ———

اور (۱) سلسلۂ عالیہ بدیعیہ (۲) سلسلۂ عالیہ منامیہ۔ ———

(الاجازات المتینہ، النور والبہاء)

راقم کے والدِ ماجد حضرت حافظ محمد عمر صاحب قبلہ حشمتی علیہ الرحمۃ والرضوان (ایچولوی ضلع بارہ بنکی) مُرشدِ برحق حضور مظہرِ اعلیٰحضرت کے مُرید وخلیفہ تھے۔ بغرضِ تجارت مدنپورہ بمبئی میں مقیم تھے اور مفتیٔ اعظم بمبئی حضرت محبوبِ ملت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ کے حاضر باش تھے۔ مُرشدِ برحق کے جانثار مُریدوں میں تھے۔ اور فرمان وحکمِ مرشد پر عمل پیرا رہنا سعادتِ سرمدی سمجھتے تھے۔ حضرت نے والدِ ماجد کو اَوراد و وظائف واجازات کی ایک بیاض شریف قلمی عنایت فرمائی تھی۔ جس کا نام "باغِ حشمت" ——— اور تاریخی نام "مُصحفِ درخشندہ" ۱۳۷۱ھ ہے۔ جس کا عکس تبرّکاً شاملِ اشاعت ہے۔

۱۰

شجرۂ طیبہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے	یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے	کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے
سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے	علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے
صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر	بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری	جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے
بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا	ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد	بوالحسن اور بوسعیدِ سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا	قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے
احسن اللہ لہ رزقاً سے دے رزقِ حسن	بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے
سیدی عبدالعزیز حشمت کا صدقہ سب مجھے	دولتِ دارین دے اپنی رضا کے واسطے
نام میرا جس کے محبوب علی میں جلوہ گر	بخش مجھکو اس کی ستودہ باصفا کے واسطے
صدرِ عالی سید سردار برحق کے طفیل	مغفرت اور عفو دے اس پر خطا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے	میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا کے واسطے
صدقہ ان اعیاں کا دے عز عافیت علم و عمل	عفو عرفاں حشمت خیر الہدیٰ کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل

عفو وعرفاں عافیت اس بیکس کو اکے واسطے

تصنیفات حضور شیرِ بیشۂ اہلسنت

علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۔ پشت خار در افتخار ۱۳۳۹ھ

ملحد افتخار رہتکی کی الحادی کفری تحریر "حامض الاسنان" کا رد بلیغ فرمایا۔

۲۔ صمصامِ سنت (حق کا خنجر) ۱۳۳۹ھ

مرتدین کے وداد واتحاد کی آندھی کی تردید۔

۳۔ تقریر منیر قلب ۱۳۴۲ھ

جب شدھی تحریک سے مسلمانوں کو کافر بنانے کیلئے پنڈت شردھانند اور اس کے ہمنوا تحریک چلارہے تھے ـــــ حضور شیرِ بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ مناظرہ ومباہلہ کرکے اُن کی مشرکانہ سازشوں کو ناکام بنارہے تھے اور مسلمانوں کے اسلام وایمان کی حفاظت فرمارہے تھے اسوقت اُن کے رد میں اور اسلام کی حقانیت پر جامع بیان کتابی شکل میں تحریر فرمایا۔

۴۔ ھیبتِ قہاریہ بناریہ وسماجی آریہ ۱۳۴۲ھ

آریہ سماجیوں کے رد میں یہ رسالہ شائع ہوا۔

۵۔ القلادۃ الطیبۃ المرصعہ علی نحور الاسئلۃ السبعۃ ۱۳۴۳ھ

وہابیہ دیابنہ کے اشتہاری سوالات کے مسکت جوابات۔

۶۔ ظفر الاسلام، قہر القہار ۱۳۴۳ھ

مسلم نما لیڈروں کے اقوال پر احکام شرعیہ کا بیان۔

۷۔ الفرح والتاج لمحب محفل المعراج ۱۳۴۳ھ

معراج جسمانی پر ایمان افروز عظیم الشان رسالہ مبارکہ۔

۸۔ سوانح امام اہلسنت ۱۳۴۴ھ

کثرتِ اسفار، ہجوم افکار اور فرقہائے باطلہ سے مناظروں کیوجہ سے سوانح مکمل نہ ہوسکی۔

۹ــــ الصوارم الھندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ ــــــــــ ۱۳۴۵ھ

حسام الحرمین کی تصدیق میں دوسو اڑسٹھ (۲۶۸) علمائے اہلسنت کے فتاویٰ کا مجموعہ۔

۱۰ــــ زاد المھند علی النھیق الانبھتی المفند ــــــــــ ۱۳۴۵ھ

دیوبندی "المھند" کا لاجواب رد ہے جس کا جواب دیوبندی آج تک نہ دے سکے۔

۱۱ــــ لطمۂ شیر بر نجدی زادۂ راندیر ــــــــــ ۱۳۴۵ھ

دیوبندی مولوی راندیری کے سوالات کا مُسکت جواب۔

۱۲ــــ قھر واجد دیّان برھمشیر بسط البنان ــــــــــ ۱۳۴۶ھ

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے حفظ الایمان والے کفر پر پردہ ڈالنا چاہا اور "تغییرُ العنوان" لکھی، اُس کا رد ہے۔

۱۳ــــ الانوار الغیبیہ ــــــــــ ۱۳۴۷ھ

مسئلہ علم غیب پر دلائل و براہین سے مُزیّن لاجواب رسالہ مُبارکہ

۱۴ــــ اجلیٰ نجوم رجم بر ایڈیٹر النجم ــــــــــ ۱۳۴۷ھ

ایڈیٹر "النجم" لکھنؤ کے کفریات کا رد۔

۱۵ــــ پاکیزہ قولِ فیصل در استحسان صَندَل ــــــــــ ۱۳۴۹ھ

مزاراتِ اولیاء کرام پہ صَندل چڑھانا جائز ہے، اس ثبوت میں فتویٰ مُبارکہ

۱۶ــــ مبلغ وھابیہ کی زاری ــــــــــ ۱۳۴۹ھ

۱۷ــــ قران النیرین فی ایمان الابوین الکریمین ــــــــــ ۱۳۵۵ھ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے طاہرین و امہاتِ طاہرات کے مُؤمن و موحد ہونے کا مُدلل و مُبرہن روشن بیان۔

۱۸ــــ اِعلانِ حق ــــــــــ

۱۹ــــ سیرت کمیٹی کا اسلام ــــــــــ ۱۳۵۷ھ

سیرت کمیٹی کے ہفوات و کفریات کا ردِّ بلیغ۔

۲۰ــــ سبیل ھدایت قادریہ نقشبندیہ ــــــــــ ۱۳۵۸ھ

مُعاندِ مُجدّد الفِ ثانی علیہ الرحمہ کے حب ہلانہ اعتراضات کا جواب۔

۳۳۔۔۔ قہر معبودی بر اعتقاد مبطل مودودی ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۶ھ

۳۴۔۔۔ فرحت افزا فتح مبین ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۷ھ

کتاب مستطاب فتح الابرار کی تلخیص۔

۳۵۔۔۔ امداد الدیان فی تفسیر القرآن ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۸ھ

کثرتِ کار اور فرقہائے باطلہ سے مناظروں کی وجہ سے تفسیر مکمل نہ ہوسکی۔

۳۶۔۔۔ جمال الایمان والایقان بتقدیس محبوب الرحمٰن ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۹ھ

امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی متعدد عباراتِ کفریہ کا قاہر رد۔

۳۷۔۔۔ مخزنِ ھدایت ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۹ھ

بعض فتاویٰ پر شکوک وشبہات کا جواب۔

۳۸۔۔۔ کاسف الافتراء والبھتان ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۹ھ

۳۹۔۔۔ بزم سعادت انجام ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶۹ھ

۴۰۔۔۔ عقائدِ حقۂ اہلسنّت وجماعت ۔۔۔۔۔۔

ضروریاتِ دین میں اہل سنّت وجماعت کا کیا عقیدہ ہونا چاہیئے۔

۴۱۔۔۔ الصولۃ الاحدیہ علیٰ تقیۃ حزب التھانویۃ ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷۱ھ

مولوی اشرف علی تھانوی کی تقیہ بازی وابلیسیت پر دیوبندیت سوز فتویٰ۔

۴۲۔۔۔ قہر رب الناس علیٰ کود القانطین اہل الیاس ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷۲ھ

تبلیغی جماعت کی عیاری اور کفری تلبیس کا پردہ فاش۔

۴۳۔۔۔ ردکید الخبثاء ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷۲ھ

"حدائق بخشش" حصہ سوم پر دیوبندی مولویوں کی گمراہ کن تقریروں کا رد بلیغ۔

۴۴۔۔۔ القول الازہر فی الاقتداء بلاوڈ اسپیکر ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷۴ھ

لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کے عدم جواز پر فتویٰ مبارکہ۔

۴۵۔۔۔ ارشاد اھل الرشاد الیٰ باب مجالس المیلاد ۔۔۔۔۔۔ ۱۳۷۲ھ

مجلسِ عید میلاد النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق تفصیلی فتاویٰ مبارکہ۔

۴۶۔ انقلابی افتراؤں کے جوابات ۱۳۷۵ھ

انقلابی فتنہ کے دور میں دیوبندیوں کے اعتراض کے جوابات۔

۴۷۔ شمامۃ العنبر

اذانِ خطبہ کس جگہ کہنا سنّت ہے۔

۴۸۔ الصوارم السندیہ

۴۹۔ دردِ دل کا علاج

۵۰۔ سُنّیت کا اِحقاق دیوبندیت کا اِزہاق (اِملا کرائی ہوئی کتاب)

ابھی تک جو کتابیں دستیاب ہو سکیں درج کر دی گئیں۔

دورانِ تعلیم ہی سے حضرت کی مناظرانہ زندگی رہی اور آخری سانس تک اعلائے کلمۃ الحق فرماتے رہے حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے ولدِ موافق شیرِ بیشۂ اہلسنّت کو علومِ ظاہری و باطنی عطا فرما کر مسندِ ارشاد پر متمکن فرمایا اور تبلیغ دینِ متین کیلئے اپنا مظہرِ اتم بنایا، چنانچہ حضرت علامہ شیخ العارفین سید جنید الحسینی صاحب قبلہ علیہ الرّحمہ رائچور فرماتے ہیں ؎

اہلسنّت کا سہارا ہند میں بعدِ رضا ہے ہمارا ہی پیا حشمت علی خاں قادری

حضرت شیرِ بیشۂ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی تمامتر خصوصیات کے باوجود اپنی پوری زندگی فرقۂ باطلہ اور مذاہبِ باطلہ سے مناظرہ کرنے اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں گذار دی۔ زندگی کا ہر لمحہ دشمنانِ دین اور گستاخانِ بارگاہِ رسالت عزّوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلّم کی سرکوبی کیلئے وقف تھا۔ چوں کہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ نجدیت و وہابیت ہے۔ اس کے علاوہ دیگر فرقہائے باطلہ و مذاہبِ باطلہ نیچریت، قادیانیت، چکڑالویت، خاکساریت، بہائیت اور ناری آریائی و شدھی تحریک وغیرہ کے بطلان پر مناظرہ فرما کر اُن کو شکست و ہزیمت دی اور اعلائے کلمۃ الحق سے پرچمِ اسلام و سُنّیت بلند فرمایا۔

حضرت کی خصوصیات میں مناظرے کا ملکہ وہ ممتاز صفت ہے جس میں اُن کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ ساٹھ مناظروں کی رودادیں ضبطِ تحریر میں آ چکی ہیں۔ اور بیشتر رودادیں ضبطِ قرطاس تو نہ ہو سکیں مگر لوگوں کی زبان پر اب بھی بیاناً جاری ہیں ــــ حضرت شیخ ملّت اپنے عزم و ارادے کے بنیان مرصوص اور

کوہِ گراں تھے ـــــ اِمتحان گاہ کی وہ سنگلاخ زمین جہاں اچھے اچھوں کے قدم پھسل گئے، مگر آپ وہاں بھی نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے۔ آپ کی پالیسی ایک تھی اور صرف ایک ؎

چھُٹ جائے اگر دولتِ کونین تو کیا غم ‏ ‏ چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور شیربیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت ایسی فخرِ زمن اور نادرِ روزگار ہستی کا نام ہے جو آخری سانس تک رشد وہدایت اور انوارِ ایمانی کے جلوے بکھیرتے رہے ـــــ جب آپ ممبرِ خطابت پر ایمان وعقیدے کی دولتِ گراں مایہ سے مالامال فرماتے، عشقِ رسالت علیہ التحیہ والثنا کے جامِ عرفان سے سیراب فرماتے، محبّت اولیائے کرام کے ساتھ ساتھ الفتِ اعلیحضرت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دلوں کو معمور فرماتے ـــ تو ـــ ایمان کے لٹیروں کی نشاندہی فرماکر مومنین کے عقیدے کی حفاظت بھی فرماتے ـــــ وہ زبان جو دشمنانِ دین کیلئے شمشیرِ برہنہ تھی جس سے شاتمانِ رسول کے نشیمن پر بجلیاں کوندتی تھیں ـــــ وہی زبان اپنوں پہ پیار و محبت کے پھول بھی برساتی ؎

وہ اپنی خلوت وجلوت میں کوہِ استقامت تھا

وہ اپنوں کے لئے ہر لمحہ اخلاص ومحبّت تھا

عدوئے دین وایماں کیلئے وہ غیظ وشدت تھا ‏ ‏ حقیقت میں وہ تھا اک جامع اوصافِ انسانی

غرضکہ آپ زبان وقلم سے مذہبِ اہلسنّت مسلکِ اعلیحضرت کی آبیاری فرماتے رہے ـــــ

یہ فتاوائے مبارکہ وہ عظیم شاہکارِ قلم ہیں جو سفرمیں صفحۂ قرطاس پر گوہر آبدار بن کر نشانِ منزل کی طرح ہمارے سامنے ہیں ـــــ اُمّتِ مسلمہ کو راہِ حق پر گامزن رہ کر انعاماتِ سرمدی سے سرفرازی کی خوشخبری دی راہ کی مشکلات سے آگاہی دیکر ایمان کے ڈاکوؤں کی شناخت کرائی ـــ دین واسلام کی آڑ میں دُنیادار لیڈران رہنماؤں کی پہچان بھی کرائی ـــ اُمّتِ مسلمہ کو ہمیشہ پکارتے رہے ؎

اے دلِ غافل دمے بیدار شو ‏ ‏ چند بدمستی کنی ہشیار شو

حضرت شیربیشۂ اہلسنّت مظہرِ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جامع الصفات ہونے میں خود اپنی مثال آپ تھے مسندِ تدریس پر اپنے وقت کے بے مثال شیخ الحدیث، دارالافتاء میں فقیہہ اعظم، ممبرِ خطابت پر ساحر البیان خطیب، تجوید وقرأت میں امامِ فن اور رئیس القراء میدانِ مناظرہ میں مسلم الثبوت امام، سجادۂ تصوّف پر ایک درویشِ کامل، خانقاہ کی مسندِ ارشاد پر کامل شیخِ واصل، بساطِ سیاست پر ایک رہبر کامل ـــــ سچ تو یہ ہے کہ شریعت وطریقت کے ایسے سنگم تھے جہاں پہنچکر ہر ایک نے اپنی پیاس بجھائی ہے ـــــ آپ کی زندگی" درکفِ جامِ

شریعت درکفِ سندانِ عشق" کی آئینہ دار تھی۔

انھیں خوبیوں کو دیکھ کر علمائے عارفین فرماتے ہیں، امام اہلسنّت مجدّد اعظم دین و ملّت شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰحضرت سیّدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والثنا کا معجزہ ہیں ـــــ اور حضور شیخِ ملّت ناصر الاسلام والمسلمین شیرِ بیشۂ اہلسنّت مظہرِ اعلیٰحضرت مناظرِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہیں۔

آپ ایسے مجاہد ہیں کہ جہاد باللسان اور جہاد بالقلم میں یکسانگی اور یگانگت پائی جاتی ہے ـــــ اپنوں کی مجلسِ اکرام ہو یا دشمنانِ دین کا نرغہ پائے ثبات میں لغزش نہ آئی ـــــ عشقِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جو جامِ شیریں بیانِ خطابت میں پلاتے ـــــ اُسی جامِ عرفاں کی چاشنی تحریر میں بھی عطا فرماتے ـــــ جب مرتدینِ زمانہ وہابی غیر مقلدوں نے دولتِ دنیا کی لالچ دیکر بیان و تحریر میں نرم گوشہ اختیار کرنے کیلئے خریدنے کی کوشش کی تو وہ ایسے وفادارِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تھے کہ دولت کو ٹھوکر ماردی ـــــ اور پھر تصلّب فی الدین کی شمع اتنی تیز ہوجاتی کہ اُن کے ناپاک منصوبے جل کر خاکستر ہوجاتے اور لوگ پکار اُٹھتے

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے، کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کِسے چارہ جوئی کا وار ہے، کہ یہ وار وار سے پار ہے

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا دم میں جبتک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائینگے

راقم الحروف کو جب ۱۹۹۶ئہ میں مخدوم ابن مخدوم شیرِ ہندوستان حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم، مرشدِ برحق کی بارگاہ آستانۂ عالیہ حشمتیہ لیکر آئے اور فرمایا۔ "فتاویٰ حشمتیہ کی ترتیب و تدوین کا کام شروع ہوکر رُک گیا ہے" ـــــ محبِّ گرامی عالی وقار حضرت مولانا مرغوب الحسن صاحب اُدروی دار العلوم حشمت الرضا میں منصبِ تدریس پر فائز تھے، مولانا موصوف حضرت مشاہدِ ملّت جانشینِ مظہرِ اعلیٰحضرت علامہ مفتی محمد مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ (علیہ الرحمہ) کی خواہش پر مرتب فرما رہے تھے۔ تقریباً ۱۵۰ صفحات کی ترتیب دی اور کتابت بھی ہوچکی تھی۔ لیکن وہ اپنے وطن چلے گئے بایں وجہ وہ کام اتنے پر ہی رُک گیا ـــــ اب دوبارہ اس کام کو انجام دینا ہے ـــــ یہ میرے لئے روحانیت سے بھرپور حسین لمحات تھے کہ مرشدِ برحق کی بارگاہ میں رہنے کا موقع ملا ـــــ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ حضور مشاہدِ ملّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت و تربیت میں اکتسابِ فیض نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں۔

میرے مشفق اساتذۂ کرام کے بعد زبان و قلم کا شناور تو پاسبانِ ملّت خطیب مشرق حضرت علامہ

مُشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ نے بنایا ـــــ مگر اُن میں خوبیوں اور نوک پلک کو شیخ طریقت مُشاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے سنوارا ـــــ فتاویٰ حشمتیہ کا یہ کام، حقیقت تو یہ ہے کہ اپنی بے بضاعتی و کم مائیگی اور اپنی بساط سے بہت بلند و بالا ہے۔ مگر مرشدِ برحق حضور شیر بیشۂ اہلسنّت علیہ الرحمہ کے کرم و عنایت سے اگر رئیس المحققین افقہ الفقہا حضور مشاہدِ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں تین سالہ تربیت کے نہ ملتے تو یہ عظیم فقہی سرمایہ جو احکامات شرعیہ کے ساتھ عُلوم و فنون کا بحرِ ذخار یہ فتاویٰ حشمتیہ کا کام میرے ہاتھوں نہ ہو پاتا۔

آپ کے فتاویٰ بہت تحقیقی ہوتے ہیں۔ اور سوالِ مسئولہ کی تمام شقات پر سیر حاصل گفتگو فرماتے، جیسا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے اسکی تکنیکی بحث بھی فرمائی ـــــ فتویٰ صُلحکلّیت میں فلاسفہ کا حرکتِ زمین کا رد کرتے ہوئے مفصّل و مُدلّل تحقیق انیق فرمائی۔ حضرت کے فتاووں کی خصوصیات کے لئے اتنا کہنا کافی ہے کہ آپکے فتاووں کا مُطالعہ کرنے کے بعد آپکا تبحرِ علمی اور عُلومِ اعلیحضرت کی مُظہریت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ فتویٰ صُلحکلّیت میں علمِ ہیئت اور توقیت میں جو گفتگو فرمائی کہ فلکیات کے ماہر سائنسدانوں اور فلاسفہ کی دھجیاں اُڑادیں۔ اور دیگر فتاووں میں ارضیات، علم الحساب، جیومٹری و دیگر فنون پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ـــــ آپنے بے پناہ مصروفیات کے باوجود کچھ علماء و مشائخ کی ایما پر تفسیرِ قرآن پاک لکھنا شروع فرمائی۔ مگر پاؤ پارہ تک ہی ہو پائی کہ زندگی نے وفا نہ کی۔ تفسیر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام النحو اور امام المعقولات اور اپنے وقت کا محدّث، فقیہہ علم و فن کے دریا بہا رہا ہے۔ جس فن میں سوال کیا گیا سفر میں یا حضر میں قلم برداشتہ مدلّل و مبرہن جواب عطا فرمایا ـــــ عنقریب تفسیرِ قرآن جو بھی ہے شائع کی جائیگی۔

سب سے زیادہ کاوش و کرم فرمائی بلکہ یوں کہنا زیادہ حقیقت پر مبنی ہے کہ فتاووں کی تلاش و جُستجو و بیاض شریف سے مسّودات کی فراہمی سب مخدوم ابنِ مخدوم شیرِ ہندوستان حضرت علاّمہ محمّد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کا ہی کارنامہ ہے ـــــ حضور مظہر اعلیحضرت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے بکھرے ہوئے اس علمی سرمائے کو اکٹھا کرنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ مگر جو یندہ یابندہ کے مصداق یہ ذخیرہ مجموعی شکل میں مرتب ہو پایا ـــــ احبابِ اہلسنّت بالخصوص عُلمائے کرام جو حضور مظہرِ اعلیحضرت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے تبحرِ علمی سے واقف ہیں ہر ایک کو فتاویٰ حشمتیہ کی اشاعت کیلئے بیقراری تھی ـــــ حضور مُشاہد ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیاتِ طیّبہ میں ہی فتاویٰ حشمتیہ جلد اوّل اپنے تمام تر مراحل سے گذر کر طباعت کی تیاری کی جا چکی تھی ـــــ لیکن دُنیائے سُنّیت اور خانوادہ حشمتیہ پر ایک عظیم حادثہ فاجعہ کے رونما ہونے یعنی حضور مُشاہدِ ملّت (علیہ الرحمہ) کے

وصال کے سبب طبع نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ بعض نامساعد حالات بھی تاخیر کا سبب بنتے رہے ــــ مگر ایک لگن اور ترغیب تھی کہ مخدوم مرتبت حضرت علّامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ دامت فیوضہم المبارکہ مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت کیلئے تبلیغی اسفار اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود کوشاں رہے۔ لگن و کاوش اس طرح بڑھتی کہ رہی کہ ے

ہر کہ دائم حلقہ بر در می زند عاقبت روزیش باشد فتحیاب

آخرش حضرت موصوف کی مساعی جمیلہ کا ہی ثمرہ ہے کہ یہ علمی جواہر وزواہر کا خزانہ "فتاویٰ حشمتیہ" جلد اوّل آپکی نگاہوں کے سامنے ہے۔

فتاویٰ کی ترتیب کے وقت کچھ جوابات ناقص ملے۔ ہم نے اس خیال سے اسکو اسی طرح شامل کردیا کہ "مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ" ــــ بیاض شریف کے بوسیدہ ہونے، کچھ اوراق کیڑوں نے چاٹ کر تلف کردیئے تھے۔ جہاں جہاں کتاب کی عبارت سے تصحیح ممکن تھی کردی گئی۔ چنانچہ مسوّدہ کا مبیّضہ اور مبیّضہ کا اصل سے مقابلہ ومطابقت میں نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ جہاں جہاں عربی عبارتیں نقل کی گئی ہیں اُن کی تصحیح متعلقہ کتابوں سے حتی الامکان کرلی گئی ہے کہ کتاب صحیح اور مسوّدہ کے عین مطابق شائع ہو۔ پھر بھی بتقاضائے بشری سہواً غلطی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو یہ ہماری کوتاہی اور بصیرت کی کمی ہوگی، حضور شیر بیشۂ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دامن اس سے پاک ہوگا۔ ان خامیوں سے راقم کو مطلع فرمائیں۔

ہم اُن حضرات کے بھی شکر گذار ہیں جنھوں نے فتاویٰ کی ترتیب واشاعت میں معاونت فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب حشمتی گونڈوی اور حضرت مولانا شہزاد حسین خاں صاحب حشمتی بہرائچی۔ جنہوں نے تصحیح کتابت میں اپنا اہم وقت صرف فرمایا۔ اور حضرت مولانا محمد شاہد رضا صاحب بہرائچی نے تخریج آیات میں مجھے بہم سہولت پہنچائی۔ مولائے قادر وقیوم جل جلالہٗ بطفیل عالم ماکان ومایکون مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ان تمام حضرات کو اور ارالکینِ عسکری اکیڈمی کو ثواب وسعادتِ دارین سے سرفراز فرمائے۔ اور فیضانِ اعلیٰحضرت ومظہرِ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قارئین وشائقین وتشنگانِ علوم مستفیض ومستنیر ہوتے رہیں۔ آمین۔

میرے مرشد آقائے نعمت حضور شیر بیشۂ اہل سنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی عنایتوں سے ترتیب وتدوین اور اشاعتی کاوشیں خدمتِ دینِ متین ومسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت کیلئے یہ ایک ادنیٰ اور حقیر سا خراج عقیدت ہے بارگاہِ حضور مرشد برحق مظہرِ اعلیٰحضرت شیر بیشۂ اہلسنّت ــــ اور ــــ جانشینِ مظہرِ اعلیٰحضرت حضور

مشاہیرِ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں، اِس التجا کے ساتھ کہ ؎

دَرباب دِگر تو در نیابی تا چیز شوم دریں خرابی

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم

تو تیائے چشم سازم دم بدم

"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"

محمد مظہر الحق حشمتی

گدائے کوئے حشمت آستانۂ عالیہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف

۱۲ر شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

مطابق ۱۵ر جولائی ۲۰۱۱ء روز جمعہ مبارکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

فتاویٰ حشمتیہ

آفریں اے مظہر احمد رضا
شیر سنت مرحبا صد مرحبا
آپ نے فتویٰ دیا وہ باصواب
جلوہ گر ہیں جس میں انوار رضا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن النیرین فی ایمان الابوین الکریمین

۱۳۵۵ھ

مسئلہ

آمدہ از محلہ زیدون، متصل مسجد ٹیلو شہر فتح پور

مسئولہ مولانا حافظ عبد السلام صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی سلمہم اللہ تعالیٰ۔

دوشنبہ مبارکہ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت دامت افاداتہم عمت ارشاداتہم اس مسئلے میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن و ناجی ہونے کے متعلق راجح و صحیح قول کیا ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں جو کچھ لکھا ہے اور مرتد رشید احمد گنگوہی نے اس مسئلے میں جو کچھ بکا ہے اُن کی بناء پر ان کا حکم شرعی کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا وَعَلٰی ذُوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَعَالٰی بِلُطْفِہٖ وَکَرَمِہٖ عَنْ اَنْ یَّضَعَ نُوْرَ حَبِیْبِہِ الْمُطَھَّرِ النُّوْرَانِیْ ؛ فِی الْمَوْضِعِ النَّجَسِ الظُّلْمَانِیّ ؛ وَتَنَزَّہَ بِفَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ عَنْ اَنْ یُّدْخِلَ اُصُوْلَ رَسُوْلِہِ الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ الْعَطُوْفِ الْکَرِیْمِ فِی الْعَذَابِ النِّیْرَانِیّ ؛ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ ؛ عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَیْرِ الْاَنَامِ ؛ الَّذِیْ شَمِلَ دِیْنُہُ الْاِسْلَامَ ؛ اُصُوْلَہُ الْکِرَامَ ؛ وَعَلٰی اٰبَائِہِ الْعِظَامِ ؛ وَاُمَّھَاتِہٖ ذَوَاتِ الْعِزَّۃِ وَالْاِحْتِرَامِ ؛ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ؛ وَابْنِہٖ

الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَاَحْزَابِہٖ ؛ وَسِرَاجِ اُمَّتِہٖ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَاَحْبَابِہٖ ؛ وَ اِمَامِ اَھْلِ سُنَّتِہٖ الْمُجَدِّدِ الْاَعْظَمِ الْعَالِمِ بِدِیْنِہٖ وَکِتَابِہٖ ؛ وَعَلَیْنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِنَا وَاَخَوَاتِنَا مِنْ اَھْلِ سُنَّتِہٖ وَجَمَاعَتِہٖ الْمُتَاَدِّبِیْنَ بِتَعْظِیْمِہٖ وَاٰدَابِہٖ ؛

اٰمین ؛

بے شک اس مسئلے میں حق و صحیح وصدقِ نجیح وصوابِ رجیح یہی ہے کہ سیدنا عبداللہ و سیدتنا آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سیدنا آدم صفی اللہ و سیدتنا حوا ام البشر علیہ وعلیہا الصلاۃ و والسلام تک جن مقدس مردوں کے اصلابِ طیبہ میں اور جن مبارک عورتوں کے ارحامِ طاہرہ میں حضورِ اقدس سید عالم روحِ منور و نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نورِ اقدس منتقل ہوتا رہا وہ سب کے سب بفضلہٖ وکرمہٖ سبحٰنہٗ وتعالیٰ مؤمن موحّد صالح ناجی جنتی مفلح گزرے۔ ان میں کوئی مشرک و کافر نہ ہوا۔ یہی مضمون متعدد آیاتِ قرآنیہ اور بکثرت احادیثِ نبویہ واقوالِ علماء سے ثابت ہے۔

جیساکہ حضور پرنور مرشدِ برحق امامِ اہلسنت مجددِ اعظم دین وملت سیدنا اعلیحضرت عظیم البرکت مولینا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالۂ مقدسہ مسمیٰ بنام تاریخی شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۱۳۱۵ھ) میں واضح وروشن اور متعدد آیاتِ الٰہیہ واحادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیہ سے ثابت ومبرہن فرمایا۔ اور بلشبہ اسی میں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمارے دلوں کا چین ہے اسی سے مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بندگانِ بارگاہ کے قلوب ٹھنڈک پاتے ہیں۔ اور دشمنانِ بے دین، نجدیہ ملاعین، دیوبندیہ ملحدین کے دل و جگر جل کر کباب ہوجاتے ہیں اور بلشبہ اس مسئلے میں ملا علی قاری رحمۃ الباری سے سخت فاحش غلطی ہوئی، جس کا اتباع ہرگز جائز نہیں اور بے شک اس مسئلے میں مرتد رشید احمد گنگوہی علیہ ما علیہ نے جو فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے۔

"حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے۔"

اور براہ جسارت و وقاحت اس پر حاشیہ جڑا کہ ـــ "فقہ اکبر مُلّا علی القاری مکی رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے" ـــ یہ حضور پُرنور سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر افترائے محض اور بہتانِ خالص ہے۔

اَوّلاً ـــ مُلّا علی قاری علیہ الرحمہ کی کوئی کتاب فقہ اکبر نام کی نہیں۔ ایک فقہ اکبر حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہے۔ دوسری فقہ اکبر حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہے۔ ہرگز ہرگز ہرگز حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ ابوین طیّبین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے۔ فَیَا اَذْنَابَ الْگَنْگُوْھِیِّ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ـــ تو اے گنگوہی کے دم چھلّو! اگر تم سچّے ہو تو اپنی بُرہان آگے لاؤ۔

ثانیاً ـــ اگر گنگوہی کے دُم چھلّے اپنے شیخ الطائفہ مرتد گنگوہی کی تائید میں یہ عبارت پیش کریں "وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ" یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کفر پر مرے ہیں تو فقہ اکبر شریف کے اکثر نسخوں میں تو یہ فقرہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ فقیر کے پاس مصر کے دو مطبعوں کے چھپے ہوئے دو نسخے فقہ اکبر شریف کے موجود ہیں۔ دونوں میں سے کسی نسخے میں اس فقرے کا قطعاً پتہ نہیں۔ بلکہ فقیر کے کتب خانے میں نسخہ شرح فقہ اکبر للملا علی القاری مطبوعہ دار الکتب العربیہ الکبریٰ بمصر موجود ہے۔ اس میں بھی نہ یہ فقرہ ہے نہ اس کی شرح کے الفاظ۔

ثالثاً ـــ فقہ اکبر شریف کے جن نسخوں میں یہ عبارت ہے وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ انہیں نسخوں میں اسی عبارت کے متصل یہ عبارت بھی ہے۔ وَمَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ یعنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایمان پر انتقال فرمایا۔ اس پر خود ملا علی قاری کو تنبہ ہوا اور فرمایا۔ لَا یَحْتَاجُ اِلٰی ذِکْرِہٖ لِعُلُوِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ۔ یعنی اس فقرے کو ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس لئے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس معاملے میں بہت بلند و بالا شان رکھتے ہیں۔

اقول۔ اور بات بھی یہی ہے کہ ایسی بات اس کے متعلق کہی جاتی ہے جس کے خاتمے میں شبہ ہو۔ شرع مطہر سے یقینی طور پر واضح و روشن نہ ہو کہ کفر پر ہوا یا ایمان پر وہیں کہا جاتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ فلاں دلیل شرعی اس امر پر قائم ہے۔ اور ہر ایک نبی کا خاتمہ ایمان کے اُس اعلیٰ مرتبے پر ہونا جو ہرگز کسی غیر نبی کیلئے متصور نہیں، ضروریات دین سے ہے جس کا منکر نہ منکر بلکہ اس میں شک رکھنے والا، نہ شک رکھنے والا بلکہ جو اس میں شک رکھنے والے کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اور عیاذاً باللہ تعالیٰ بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد ہے۔

پھر حضور اقدس سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین و بارک وسلم کے متعلق یہ مضمون ایسے کمزور لہجے میں بیان کرنا ہرگز شان امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصور نہیں لاجرم خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے الحاقی ہونے کا اشعار فرمایا حیث قال وَلَیْسَ ھٰذِہٖ النُّسْخَۃُ فِیْ اَصْلِ شَارِحٍ تَصَدَّرَ لِھٰذَا الْمَیْدَانِ لِکَوْنِہٖ ظَاھِرًا فِیْ مَعْرَضِ الْبَیَانِ یہ ہے فقہ اکبر شریف کی طرف سے پہلا جواب جس کی طرف علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے حواشی مبارکہ علی الدر المختار میں ان کلمات سے اشارہ فرمایا۔

وَیَدُلُّ عَلٰی ذَالِکَ اَنَّ النُّسَخَ الْمُعْتَبَرَۃَ لَیْسَ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ ذَالِکَ۔	یعنی یہ عبارت ہرگز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ فقہ اکبر شریف کے جو معتمد نسخے ہیں ان میں اس عبارت میں سے کچھ بھی نہیں۔

حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت سیدنا اعلیحضرت عظیم البرکۃ مولینا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب مستطاب "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" کے صفحہ ۱۵۲ پر اسی بحث میں فرماتے ہیں۔

وَلِھٰذِہِ الْعِبَارَۃِ قَرِیْنَۃٌ اُخْرٰی تُوْجَدُ مِثْلُھَا فِیْ بَعْضِ النُّسَخِ دُوْنَ الْاُخْرٰی وَھِیَ قَوْلُہٗ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ	یعنی اور اسی عبارت کے ساتھ ایک اور دوسری عبارت ہے جو اسی کی طرح بعض نسخوں میں پائی جاتی ہے اور دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ عبارت ہے ورسول اللہ صلی

مَاتَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَالْعَلاَّمَۃُ الْقَارِیْ نَفْسُہٗ قَدِ ارْتَابَ فِیْ صِحَّۃِ نِسْبَتِہَا اِلَی الْکِتَابِ حَیْثُ قَالَ لَعَلَّ مَرَامَ الْاِمَامِ عَلیٰ تَقْدِیْرِ صِحَّۃِ وُرُوْدِ ہٰذَا الْکَلَامِ الخ فَالْقَطْعُ بِہٰذِہٖ مَعَ اشْتِرَاکِہِمَا فِیْ خُلُوِّ النُّسَخِ الْمُعْتَمَدَۃِ عَنْہُمَا مِمَّا یُفْضِیْ اِلَی الْعَجَبِ۔

اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم مات علی الایمان۔ یعنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایمان پر انتقال فرمایا اور خود علاّمہ علی قاری کو اس بارے میں شک ہوگیا کہ فقہ اکبر شریف کی طرف اس عبارت کی نسبت صحیح ہے یا نہیں اس لئے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر فقہ اکبر شریف میں اس عبارت کا ہونا صحیح فرض کیا جائے تو شاید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہوگا کہ ’’فقہ اکبر شریف کا متن اس عقیدۂ ضروریۂ دینیہ کے بیان سے بھی خالی نہ رہے‘‘ تو تعجب کی بات ہے کہ مُلّا علی قاری نے یہ یقین کر لیا کہ وہ عبارت ووالدا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلّم ماتا علی الکفر ضرور فقہ اکبر شریف کی ہے حالانکہ دونوں عبارتیں اس بات میں باہم ایک دوسرے کی شریک ہیں کہ فقہ اکبر کے مُعتمد علیہ نسخے اُن دونوں عبارتوں سے خالی ہیں۔

رابعًا ـــــ اسی فقرے کے بعد یہ فقرہ ہے

وَاَبُوْطَالِبٍ عَمُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ مَاتَ کَافِرًا۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چچا اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو طالب کافر مرے۔

ادنیٰ تأمل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر حضور پُرنور سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب وہی ہوتا جو عنید گنگوہی نے لکھا تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کیوں فرماتے کہ وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاتَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَاَبُوْطَالِبٍ عَمُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ مَاتَ کَافِرًا۔ اتنا حشو شانِ امام کے خلاف اور حیثیتِ متن سے بعید ہے۔ کلام یوں بھی ہو سکتا تھا کہ وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَالِبٍ عَمُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ مَاتُوْا کَافِرِیْنَ۔ بلکہ اس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اصل

عبارت یوں تھی کہ وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَامَاتَا عَلَی الْکُفْرِ وَمَاتَا عَلَی الْاِیْمَانِ وَاَبُوْطَالِب عَمُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَاتَ کَافِرًا ۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے والدین کا انتقال کفر پر نہیں ہوا بلکہ وہ دونوں دنیا سے ایمان پر گئے ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چچا اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے باپ ابوطالب دنیا سے کافر گئے ــــــ جملۂ اولیٰ میں "ما نافیہ" قلم ناسخ سے رہ گیا۔ تو عبارت یوں ہوگئی۔ وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ وَمَاتَا عَلَی الْاِیْمَانِ ۔ اب ناقلین کو مشکل پڑگئی ، دونوں جگہ "ماتا" کی ضمیر تثنیہ کا مرجع اگر والدین کریمین کو رکھتے تو تناقض لازم آتا ۔ لہٰذا بعض نے تو اس جملے میں سقط دیکھ کر اپنی نقل میں سے اس پوری عبارت کو بالکل ہی اڑا دیا ۔ وَلَنِعْمَ مَا فَعَلُوْا حَیْثُ لَا ضَلُّوْا وَلَا اَضَلُّوْا ؎ اور بعض نے کلام کو تناقض سے بچانے کیلئے یہ متعین کیا کہ دوسری جگہ مَاتَا بصیغۂ تثنیہ صحیح نہیں بلکہ مَاتَ بصیغۂ واحد ہے۔ جس میں ناسخ کی غلطی سے الف بڑھ گیا تو پھر مَاتَ کا مرجع بنانے کیلئے اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بڑھا دیا ۔ اب عبارت وہ ہوگئی جو ملّا علی قاری نے نقل کی ۔ مگر حقیقۃً خود ناقلین سے ناسخ اوّل کی غلطی ہوئی ۔ اور اس کی زلّت قلمی اور ان کی خطائے علمی سے اس عبارت کی یہ گت بن گئی۔

یہ ہے عبارت مذکورہ فقہ اکبر شریف کی طرف سے دوسرا جواب۔ جس کا رسالہ "ہدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی" میں بحوالۂ علامہ برزنجی افادہ فرمایا کہ۔

"بالفرض اگر فقہ اکبر میں یہ جملہ پایا جائے تو "ماتا" کے قبل "ما" لکھنے والوں سے سہواً رہ گیا۔ یعنی مَامَاتَا عَلَی الْکُفْرِ۔"

خامسًا ــــــ رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "منع السفہ الاکبر عن قلب الفقہ الاکبر" میں ہے کہ "بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ فقرہ علامہ بخاری کے حواشی سے ہے ۔ یہ حاشیہ بعض نسخ متن میں مندرج ہوگیا جس کے سبب بعض شراح کو اشتباہ ہوگیا" ــــــ

؎ یعنی خدا کی قسم انھوں نے خوب کیا کہ نہ تو خود گمراہ ہوئے نہ کسی اور کو گمراہ کیا۔ ۱۲ منہ

یہ ہے فقہ اکبر شریف کی طرف سے عبارتِ مذکورہ کا تیسرا جواب۔ جس کا افادہ حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی تعلیقات علی الدر المختار میں ان کلمات سے فرمایا۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيّ فِيْ فَتَاوَاهُ وَالْمَوْجُوْدُ فِيْهَا لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ الْبُخَارِيِّ لَا لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ الْكُوْفِيِّ۔

یعنی امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ موجود اس نسخۂ فقہ اکبر میں ہے۔ ابوحنیفہ محمد بن یوسف بخاری کا ہے۔ امام ابوحنیفہ نعمٰن بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے۔

سادسًا ـــــ بلکہ اگر بالفرض یہ فقرہ حضور سراج الامۃ کاشف الغمہ مالک الازمہ امام الائمہ سیدنا الامام الاعظم ابوحنیفہ نعمٰن بن ثابت الکوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت بھی ہو تو بھی ہرگز اس کے معنی نہیں کہ ابوین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کافر و ناری ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

اکابر محققین رحمہم اللہ تعالےٰ نے اس فقرے کی بخوبی تحقیق و توجیہ فرمائی ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”آنچہ کہ در فقہ اکبر ست کہ ابوینِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مَاتَا عَلَی الکفر با اثباتِ نجاتِ ایشاں تناقض ندارد۔ آرے اگر توحید و برأت از شرک از ایشاں ثابت شود مُناقض آں خواہد بود۔ نہایت کار ایں مردم ہمیں ست کہ نجات ثابت می کنند۔ تفصیلِ ایں اجمال آں کہ در اثباتِ نجاتِ والدینِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم راسہ مسلک ست۔ اوّل آنکہ باوجود شرک و کفرے کہ داشتند معذّب نخواہند بود بعلّت آنکہ در زمانِ فترت بودند و پیش از بعثت پیغمبر بمقتضائے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ تعذیب مستحق نیست وَقَدْ سَبَقَ مَا فِيْ هٰذَا الْمَسْلَكِ مِنَ الْمُنَافَاةِ براین مسلک ہم عبارتِ فقہ اکبر صحیح ست زیرا کہ مدلول او ہمیں قدرست کہ ماتا علی الکفر تعرض تعذیب در ایں عبارت واقع نیست۔ مَسلکِ دوم آنکہ ایشاں را برائے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ عَلَیہ وعلیٰ آلہ وسلم زندہ ساختند آنہا ایمان آوردند ایں مسلک نیز با عبارتِ فقہ اکبر

منازعت ندارد و لہٰذا شمس الائمہ کردری کہ از اجلۂ علمائے حنفیہ است میگوید یَجُوْزُ کَعَنْ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ اِلَّا وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِثُبُوْتِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَحْیَاھُمَا لَہٗ فَاٰمَنَا بِہٖ اِنْتَھٰی ۔
مسلک سوم آنکہ اینہا بعقلِ خود یا باستماع از ملّتِ ابراہیمی قبحِ شرک را دریافتہ ترکِ آں گرفتہ بودند و اصنام را تعظیم نمی کردند و کابراً عن کابر بعثتِ آنحضر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم را شنیدہ منتظرِ قدومِ ایشاں بودند۔ بلشیتر مختار سیوطی در رسائلِ خود ہمیں مسلک ست۔ پس دریں صورت ہم نجاتِ ایشاں ثابت می شود و ہم ایمانِ ایشاں زیراکہ دراں وقت ہمیں قدر ایمانِ اجمالی می تواں شد۔ بریں مسلک ہم عبارتِ فقہ اکبر از دست نمی رود زیراکہ شاید عدمِ ایمانِ تفصیلی را تعبیر بکفر کردہ باشند اَمَّا اَبِیْ وَاَبُوْکَ فِی النَّارِ وَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ بِالشَّفَاعَۃِ فِیْھِمَا ازیں ہر سہ مسلک ابائے کلی و منافرتِ تام دارد فَالْاَوْلٰی فِیْ ھٰذِہِ الْمَسَائِلِ السُّکُوْتُ اِلٰی اٰخِرِہٖ مُلَخَّصًا

یعنی وہ جو فقہ اکبر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین ماجدین کا انتقال کفر پر ہوا وہ اُن کی نجات ثابت کرنے کے مخالف نہیں ہے۔ ہاں اگر ابوین کریمین سے توحید و برأت از شرک ثابت ہو تو اس کا منافی ہوگا۔ جو علماء ابوین مطہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نجات کے قائل ہیں اُن کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ ابوینِ طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نجات ثابت کرتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین طیبین کی نجات ثابت کرنے میں علماء کے تین مسلک ہیں۔ اوّل یہ کہ باوجود اس کفر و شرک کے جس میں وہ حضرات مبتلا تھے اُن پر کچھ عذاب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ زمانۂ فترت میں تھے اور پیغمبر کے مبعوث ہونے سے پیشتر تعذیب ثابت نہیں ہوتی کہ فرماتا ہے جلّ جلالہٗ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ؁ یعنی ہم عذاب کرنے والے نہیں یہاں تک کہ کسی رسول کو مبعوث فرمائیں اور اس مسلک میں جو منافات ہے اس کا بیان اوپر گذرا۔ اس مسلک پر بھی عبارتِ فقہ اکبر صحیح ہے اسلئے کہ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ کفر پر انتقال ہوا عذاب کا کچھ ذکر اس عبارت میں نہیں۔

دوم یہ کہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالٰے عنہما کو اُن کے انتقال کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واسطے زندہ فرمایا گیا وہ ایمان لائے۔ یہ مسلک بھی عبارتِ فقہ اکبر کے مخالف نہیں اور اسی لئے علاّمہ شمس الدّین کردی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کہ اجلۂ عُلمائے حنفیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص کفر پر مرگیا اُس پر لعنت کرنا جائز ہے سوا والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ عزّوجل نے اُن دونوں حضرات کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے زندہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام پر ایمان لائے۔ **سوم** یہ کہ ان حضرات نے اپنی عقل سے سوچ سمجھ کر یا ملّتِ ابراہیمی سے شرک کی بُرائی معلوم کرکے شرک سے بیزاری اختیار فرمائی تھی اور وہ بتوں کی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ اور ہر درجہ بدرجہ اپنے بزرگوں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت کی پیشینگوئیاں سُن کر حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اُن کے رسالوں میں زیادہ تر پسندیدہ مُسلک یہی ہے۔ تو اس صورت میں ان کی نجات بھی ثابت ہوتی ہے اور اُن کا ایمان بھی ثابت ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ اس زمانے میں اسی قدر اجمالی ایمان حاصل ہوسکتا تھا۔ اس مسلک پر بھی عبارتِ فقہ اکبر ہاتھ سے نہیں جاتی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایمانِ تفصیلی حاصل نہ ہونے کو کفر سے تعبیر کیا ہو۔ کفر سے ایمانِ تفصیلی کا حاصل نہ ہونا مُراد لیا ہو۔ لیکن ابی وابوك فی النّار اور لَمْ یُؤْذَنْ لِیْ بِالشَّفَاعَۃِ فِیْھِمَا ان تینوں مُسلکوں سے مخالفتِ کلّی اور پوری منافرت رکھتا ہے تو اِن مسئلوں میں چُپ رہنا ہی بہتر ہے ــــــــــ

اقول یہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنے فہم پر کلام ہے۔ ورنہ ان دونوں حدیثوں کو ایمان ونجاتِ ابوین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہرگز مخالفت نہیں۔ حدیثِ اوّل میں "ابی" سے مراد ابوطالب ہیں۔ اور حدیثِ دوم کا مطلب یہ کہ اے محبوب تمہیں اُن کیلئے شفاعت فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں، ان کو تمہارے صدقے میں محض اپنی رحمت ہی سے بخش دیں گے۔

اِس مضمون کی تفصیلِ جلیل حضور پُرنور مُرشدِ برحق امامِ اہلسنّت سیّدنا اعلیحضرت عظیم البرکت مولٰنا الشاہ عبد المصطفٰے محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضلِ بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالۂ مقدسہ **شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام** میں ملاحظہ ہو ـــــ تو حضور اقدس مالکِ

الاُمم دیانُ العرب والعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنی والدہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق اذنِ شفاعت نہ ملنے سے ان کا ناری و مُشرک ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ حضور سیدالشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنے ربِّ کریم جلّ جلالہ سے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے اذنِ شفاعت طلب فرمانا ہی اُن کے مومن و ناجی ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ اس لئے حضور سیدالمرسلین صلوٰتُ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ علیھم اجمعین پوری بصیرت کے ساتھ قطعاً یقیناً اس بات کو جانتے تھے کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور مُشرک کیلئے خود اپنے محبوب علیہ وعلیٰ الصّلاۃ والسّلام کی طلبِ مغفرت کو بھی ہرگز قبول نہیں فرمائے گا ــــــــ اور اسی لئے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام کو اللہ تعالیٰ نے آزر کیلئے بخشش طلب فرمانے سے منع فرمادیا، بلکہ خود اپنے محبوبِ کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والتسلیم کو بھی مشرکوں کافروں منافقوں کیلئے مغفرت مانگنے سے منع فرمادیا تو اس کے بعد پھر حضورِ اقدس مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی مُشرک کسی کافر کسی منافق کیلئے مغفرت ہرگز طلب نہیں فرما سکتے تو جب یہ بات صحت کیساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس ممانعتِ الٰہیہ کے بعد حضور سیدالمعصومین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی والدۂ طیبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کیلئے مغفرت طلب کرنے کا اِذن اپنے ربِّ قدوس جلّ جلالہٗ سے مانگا تو ان کا شرک کی پلیدی اور کُفر کی گندگی سے پاک وطاہر ہونا ثابت ہوگیا۔ وللّٰہِ الحمدُ وھٰذا ما حقّقہُ العارفُ باللّٰہِ الشّیخ عبدُ اللّٰہِ البسنویّ الرّومیّ[1] رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہُ فی کتابہِ المُستطاب مطالع النّورِ السنیّ المُنبی عن طھارۃِ نسبِ النّبیّ العربیّ۔ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہِ وعلیٰ آلہٖ وسلّم۔

ثم اقول اور یہ بھی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا اپنا خیال ہے کہ عبارتِ فقہ اکبر شریف میں ایمانِ تفصیلی حاصل نہ ہونے کو کفر کہا گیا ہے، ورنہ حقیقۃً اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ حضرت سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ہی یہ قول ہے تو ہرگز یہ ابوینِ مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمانِ تفصیلی کے بھی منافی نہیں۔ ہاں اگر مَاتَا کافِرَیْنِ فرمایا ہوتا کہ وہ دونوں کافر مرے جیسا کہ ابوطالب کے حق میں مَاتَ کافرًا فرمایا، کہ وہ کافر مرے تو بیشک تناقض لازم آتا۔

---

[1] توفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنۃ الف واربع وخمسین من الھجرۃ النبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ

خلاصہ یہ کہ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ میں مضاف محذوف ہے۔ تقدیرِ عبارت یوں ہے مَاتَ عَلٰی عَہْدِ الْکُفْرِ یعنی وہ دونوں حضرات اس زمانہ میں دنیا سے تشریف لے گئے جبکہ کفر پھیلا ہوا تھا، یہ ہے فقہِ اکبر شریف کی طرف سے عبارتِ مذکورہ کا چوتھا جواب جس کو حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تعلیقاتِ پُرانوار علی الدر المختار میں یوں ارشاد فرمایا۔

وَعَلٰی تَسْلِیْمِ اَنَّ الْاِمَامَ قَالَ ذَالِكَ فَمَعْنَاہُ اَنَّھُمَا مَاتَا فِیْ زَمَنِ الْکُفْرِ وَھٰذَا لَا یَقْتَضِیْ اِتِّصَافَھُمَا بِہٖ

یعنی بالفرض اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ حضور پُرنور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماتا علی الکفر فرمایا تو اس کے یہ معنی ہیں اُن دونوں حضرات نے اس زمانے میں انتقال فرمایا کہ کفر پھیلا ہوا تھا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دونوں حضرات خود بھی معاذ اللہ کافر تھے۔

ثم اقول اور یہ بھی شاہ صاحب مرحوم کا اپنا مسلک ہے کہ اس مسئلے میں سکوت بہتر ہے ــــ اُن کے نزدیک دلائل میں تعارض ہوا نفیٔ ایمان پر جو امور بظاہر دلالت کرتے ہیں اُن سے یہ معنی ذہن شریف میں نہیں آئے۔ لاجرم سکوت اختیار فرمایا۔ مگر ہم ہرگز سکوت گوارا نہیں کرتے۔ ہمارے آقایانِ نعمت حضرات علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم القدسیہ وعمّت نے اس مسئلے کو مہر نیمروز وماہِ نیم ماہ کرکے دیکھ لیا ــــ دلائلِ خلاف کے کافی وشافی جوابات دیئے۔ لہٰذا ہم صراحتًا یہی مانتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ اَبَوَیْنِ طَاہِرَیْنِ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آدم علیہ السّلام وحوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک یہ نورِ پاک جن مبارک مردوں کے اصلابِ طیّبہ میں اور جن مقدّس عورتوں کے ارحامِ طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا وہ سب بفضلِ اللہ تعالیٰ وبرحمۃ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مومن موحد صالح ناجی جنّتی مفلح گزرے۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعًا وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وامہاتہ الکرام وآبائہ الکرام وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلّم الیٰ یوم القیام۔

ولہٰذا حضرت علامہ طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حواشی دُرِّ مختار میں فرماتے ہیں

ے اس مسئلے کی تفصیلِ جلیل وتوضیح جمیل میں حضرت حامیٔ سُنّت ماحیٔ لامذہبیت مولانا الحاج الشاہ محمد ضیاء الدین صاحب قادری برکاتی رضوی ضیائی پیلی بھیتی ادام اللہ تعالیٰ بنور علمہ ضیاء الدین وقطع بسیف قلمہ عنق من اراد ضیاع الدین کا رسالۂ مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی التصریح المزکیٰ فی اسلام ابوی المصطفیٰ (۱۳۴۸ھ) بھی ضروری الملاحظہ ہے۔ ۱۲ منہ

فِيْهِ إِسَاءَةُ أَدَبٍ وَالَّذِيْ يَنْبَغِيْ إِعْتِقَادُهٗ حِفْظُهُمَا مِنَ الْكُفْرِ۔

یعنی ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ کافر کہنے میں توہین ہے اور جس بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سُبحٰنہٗ وتعالیٰ نے اُن کو کُفر سے محفوظ رکھا۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وَمَا فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ مِنْ أَنَّ وَالِدَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَى الْكُفْرِ فَقَدْ سُوِّسَ عَلَى الْإِمَامِ۔

یعنی اور وہ فقہ اکبر میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کفر پر مرے تو وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افترا کرکے اُن کی عبارت میں ملا دیا گیا ہے۔

بالجملہ فقیر کی اس تقریر پر غور کرنے کے بعد ثابت ہو جائیگا کہ گنگوہی طرید اور اُس کے اذناب پلید کو اس بات کا ثبوت دینا تو محال ہے کہ مُعاذ اللہ ــــ "حضرت امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ اُن کا انتقال حالتِ کُفر میں ہوا ہے" ــــ کیونکہ عبارتِ ماتا علی الکُفر فقہ اکبر شریف میں الحاقی ہے ہرگز امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نہ فرمایا

۲ اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ عبارت فقہ اکبر شریف کی ہے تو اُس میں سے مَا نافیہ متروک ہے

۳ اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ فقہ اکبر شریف میں یہ عبارت اسی طرح ہے تو اس کے معنی ہرگز وہ نہیں جو بعینہٖ گنگوہی نے لئے۔ ہاں مُلا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی شرح میں اگر وہ عبارت انہیں کی ثابت ہو تو بیشک اس مسئلے میں بھی ان سے غلطی ہوئی اور انھوں نے تشدّد سے کام لیا جو یقیناً غلط ہے۔ مگر کوئی معصوم نہیں۔ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ وَالْمَلٰئِكَةُ عَلٰى سَيِّدِهِمْ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلِكُلِّ عَالِمٍ هَفْوَةٌ وَلِكُلِّ صَارِمٍ نَبْوَةٌ۔ کسی عالم کا وہ قول جو دلائلِ شرعیہ کے مخالف ہو ہرگز قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس مسئلے میں مجرد قولِ ملا علی قاری علیہ الرحمہ ہم پر ہرگز حجت نہیں۔ انھوں نے جو کچھ اس مسئلے میں کہا ہمارے عُلمائے کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اس کا شافی وکافی رَد کیا اور اپنے مدّعا کو دلائل کثیرہ قویہ و براہین متکاثرہ جلیلہ سے مُؤیّد کیا۔ وللہ الحمد۔

تنبیہ نبیہ:

اگرچہ یہ مسئلہ ان مسائل سے ہے جن کے قائل یا منکر کسی کی تکفیر یا تضلیل یا تفسیق نہیں ہو سکتی، لیکن شریر گنگوہی کا یہ قول چونکہ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت سے ناشی ہے لہٰذا کفر واضح

و ارتداد و فاشی ہے۔

۱؎ گنگوہی نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں جس کے فوٹو عُلمائے اہلسنت کے پاس ہیں، صاف کہدیا کہ "وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے" یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ اللہ عزّ وجل جھوٹ بول چکا۔ جسکی تائید مرتد در بھنگی مرتضیٰ حسن نے اپنے رسالۂ ملعونہ "اسکاٹ المعتدی" کے صفحہ ۱۳۱ پر کھلے لفظوں میں کی۔

۲؎ اسی گنگوہی نے براہینِ قاطعہ کے صفحہ ۲۶ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اردو زبان میں دیوبندی مُلّوں کا شاگرد بتایا۔

۳؎ اسی گنگوہی نے براہینِ قاطعہ کے صفحہ ۹۷ پر فاتحے میں قرآنِ عظیم کی تلاوت کو "بید پڑھنت" کے مُشابہ لکھا۔

۴؎ اسی گنگوہی نے "براہینِ قاطعہ" کے صفحہ ۱۴۸ پر محفلِ میلادِ مُبارک کو کنہیا کا جنم بلکہ اس سے بھی بدتر کہا۔

۵؎ اسی گنگوہی نے "فتاویٰ گنگوہیہ" حصّہ دوم صفحہ ۱۱۹ پر ہولی دیوالی کی پوری کچوری کو جائز لکھا،

۶؎ اور فتاویٰ گنگوہیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۴۵ پر حضراتِ امام حَسن و امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کے شربت دُودھ یا پانی کو حرام ٹھہرایا۔

۷؎ اور فتاویٰ گنگوہیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۳ پر جادوگروں کے بازدار اور بھانمتی کے تماشوں کو انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کے معجزوں سے بڑھ کر زیادہ کامل و قوی کہا۔

۸؎ اور براہینِ قاطعہ صفحہ ۵۱ پر ملک الموت علیہ الصّلاۃ والسّلام اور شیطان کیلئے وسعتِ علم کو قرآن و حدیث سے ثابت اور حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے وسعتِ علم ماننے کو قرآن و حدیث کے خلاف اور شرک و بے ایمانی لکھا۔

گنگوہی کے اِن اقوالِ کُفر و ضلال نے بتادیا کہ اُس کا یہ قول بھی توہینِ سرکارِ رسالت اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عَداوت ہی پر مبنی ہے۔ اس کے اِن اقوالِ ملعونہ سے ثابت ہوگیا کہ اس سے بھی اُس کی نیت یہی تھی کہ دربارِ رسالت میں گالی بکے۔

یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے واقعی حالاتِ مُبارکہ کو بھی بہ نیتِ توہین ذکر کرنا کُفر ہے۔ شفاء امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ مسئلہ مصرّح ہے۔ مثلاً حضورِ اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو توہین کی نیت سے علی کا خسر یا ابوطالب کا یتیم یا بکریوں کا چرواہا کہنا کفر و ارتداد ہے ۔ ـــــــــ فقیر کی اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ اس قول کی وجہ سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ پر صرف خطا و غلطی کا الزام ہے، لیکن گنگوہی کے دوسرے اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ اسکی عداوت ثابت ہوچکی اس لئے گنگوہی مرتد نے یہ قول بک کر اپنے کفر میں ایک اور اضافہ کیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مقصد ایک مسئلے میں اپنا خیال ظاہر کرنا تھا جو ان کے نزدیک دلائل سے ثابت ہو۔ اگرچہ فی نفسہٖ وہ غلط و باطل ہے۔ لیکن گنگوہی کا مقصود سرکار رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ میں گالی بکنا تھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
غفرلہٗ ولابویہ واہلہٖ واخوانہ واحبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

روز ایمان افروز شیطانیت سوز دوشنبہ مبارکہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلۂ ذیل میں کہ علمائے اہلسنّت "کثرہم اللہ تعالیٰ" کے نزدیک حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں اس کے کیا معنیٰ ہیں۔ محض حضور بعلم قدرت یا اس کے ساتھ مشاہدہ عینی بھی جیسا کہ انا انظر الیھا والیٰ ماھو کائن فیھا وغیرہ سے متبادر ہوتا ہے تفصیل ووضاحت کے ساتھ بیان فرمایا جاوے۔ اور اس سلسلے میں علمائے ربانیین کی وہ کون سی دلیل ہے جس سے مخالفین کے منھ میں پتھر دیا جاسکے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تک کیلئے حاضر وناظر ہیں۔ اگر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی کوئی تصنیف اس مسئلے پر ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیں والسّلام۔

المستفتی عبد المنّان ومحمد یحییٰ از دار العلوم اہلسنّت اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ

۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۹ھ

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :۔

حضرت ربّ العزت شہید وبصیر جل جلالہٗ نے اپنے فضل وکرم سے جو اپنے محبوب اکرم ومظہر اتم وخلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حاضر وناظر بنایا! اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو علم عظیم ووسیع ان کے ربّ علیم جلّ جلالہٗ نے عطا فرمایا وہ جملہ کائنات وحادثات ومخلوقات کو محیط ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔

ما کان حدیثا یفتریٰ من دون اللہ ولٰکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیٔ۔

وقال اللہ تعالیٰ۔

نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ۔

وقال اللہ تعالیٰ۔

ان علینا جمعہ وقرانہ

وقال اللہ تعالیٰ۔

ثم ان علینا بیانہ ٥

یہ بھی معنیٰ ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو قدرت قاہرہ باہرۃ انکے رب قدیر جل جلالہٗ نے عطا فرمائی وہ جملہ کوائن وحوادث وخلائق کو محیط ہے۔

فی الحدیث ـــــــ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم، انما انا قاسم واللہ یعطی۔

جس طرح "قاسم" کے دونوں مفعول مقسوم ومقسوم الیہ محذوف ہیں اسی طرح "یعطی" کے دونوں مفعول معطیٰ و مُعطیٰ لہٗ بھی محذوف ہیں۔ اور "قاسم" و "یعطی" دونوں باہم متقابل ہیں۔ اسی تقابل سے ثابت ہوا کہ جو نعمتیں، دولتیں، فرحتیں، نصرتیں، عزتیں اللہ تبارک وتعالےٰ کی معطی ہیں وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ ہی کی تقسیم فرمودہ ہیں۔ اور جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے معطی لھم ہیں وہ سب بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقسوم علیھم ہیں۔ وللہ الحمد۔ یہ بھی معنی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو سمع وبصر اُن کے ربِ سمیع وبصیر جل جلالہٗ نے عطا فرمایا وہ ہر ہر کائنات ہر ہر حادث ہر ہر مخلوق کو محیط ہے۔ فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ وَاَرٰی مَالَا تَرَوْنَ۔

وفی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اِنَّ اللہَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جَلْیَانًا مِنَ اللہِ تَعَالٰی جَلَّاہُ لِنَبِیِّہٖ کَمَا جَلَّاہُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِہٖ۔

یہ بھی معنی ہیں کہ جس طرح اللہ ربُّ العٰلمین جل جلالہٗ کی صفت ربوبیت تمام عالمین کو محیط ہے۔ اسی طرح اُسی کے حکم سے رحمٰن ورحیم جل جلالہٗ کے حکم سے اس کے محبوب رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفتِ رحمت بھی تمام عالمین کو محیط ہے۔ قال تعالیٰ۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

یہ بھی معنیٰ ہیں کہ جس طرح زمان ومکان وجہت سے قطعًا وجوبًا ہرطرح پاک ومنزہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ ہرشے کو محیط ہے، اس کا یہ احاطہ ذاتیہ عقول واوہام سے ورا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا۔

اسی طرح اس کی عطا سے اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر ہر ایماندار کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہر ہر ایمان والے کے ساتھ یہ قرب بھی زمان ومکان وجہت سے پاک اور اوہام وعقول سے بالا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہر ہر ایمان والے کے ساتھ یہ قرب اللہ تبارک وتعالیٰ کی اسی صفت احاطہ لکل شئ ہی کا پرتو ہے۔

وقال کبیر الدیوبندیۃ للمرتدت سم النانوتوی علیہ مایستحقہ فی رسالۃ المسماۃ تحذیر الناس علی الصفحۃ الحادیۃ عشر۔

”رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیوں کہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے اور اگر بمعنی اَحَبّ یا اَولیٰ یا بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ اَحَبِّیَّت اور اَولَوِیَّت بالتصرف کیلئے اَقرَبِیَّت تو وجہ ہوسکتی ہے پر بالعکس نہیں ہوسکتا“۔

حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت مولٰنا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلے میں کوئی مستقل رسالہ مبارکہ اس وقت فقیر کے علم میں نہیں۔ البتہ مدت ہوئی اس مسئلہ پر حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فتوائے مبارکہ کی زیارت سے لاہور میں مشرف ہوا تھا جس کا خلاصہ مفہوم تقریبًا یہی ہے جو فقیر عرض کر چکا۔ برادر عزیز مولٰنا مولوی ابوطاہر محمد طیب صاحب قادری رضوی دانا پوری سلمہ ربہ کا ایک مختصر رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی ”اقوم البیان بان الحبیب لا یخلو منہ زمان ولا مکان“ اس فتوے کے ساتھ روانہ

لہ نحن المسلمون اہل السنۃ نقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

کیا جاتا ہے۔ اس فتوے کے دلائل کی تقریر اس میں ملاحظہ ہو۔

یہ عقیدۂ مبارکہ ضروریاتِ دینیہ یا ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت میں سے نہیں کہ محض اسکے انکار ہی کی وجہ سے کسی کی تکفیر یا تضلیل کی جاسکے۔ البتہ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فضائلِ رفیعہ وفواضلِ جلیلہ سے جلن کی بناپر جو شخص اس عقیدۂ حقّہ مقدسہ کا انکار کرے وہ بحکم شریعتِ مطہّرہ ضرور کافر مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق نارِ ابد ہے۔ اس عقیدۂ منورہ کے مخالف وہابیہ علیہم اللعنۃ الرب البریہ کے مونہوں میں قہرالٰہی کے حِجَارَۃٌ مِّنْ سِجِّیْلٍ ٹھونسنے کیلئے اتنا ہی کہہ دینا بس ہے کہ امام الوہابیہ علیہ ماعلیہ نے اپنی تفویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ا پر اس عقیدۂ حسنہ کو شرک وکفر بتایا تو مرتد قاسم نانوتوی بھی اس کے فتوے سے کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں؟ اور اس کو مسلمان مان کر سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ وللہ الحجۃ السامیہ۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخان غفرلہٗ

ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

روز ایمان افروز شیطان سوز دوشنبہ مبارکہ سوم محرم الحرام ۱۳۷۰ھ ۱۶ ر اکتوبر ۱۹۵۰ء

لَا یَرُدُّ الطِّیْبَ فَاِنَّہٗ خَفِیْفُ الْمَحْمِلِ۔

یہ مبارک رسالہ ہدایت قبالہ دربارۂ جواز صندل مزارات طیبات اولیائے عظام علماء اسلام وصلحائے کرام جس میں نہ صرف ثبوت جواز بلکہ تبرع علمائے اہلسنت اثبات استحسان واستحباب ہے

مسمّیٰ بنام تاریخی مشعر سال اختتام تالیف

عِطْرُ الصَّنْدَلْ فِیْ اَنَّھَا یَجُوْزُ عَلٰی قَبْرِ الْوَلِیِّ الصَّنْدَلُ

مُلقب بلقب تاریخی مشعر سال ابتدائے تالیف

پاکیزہ قولِ فیصل در استحسانِ صندل

۴۹ ھ ۱۳

﴿تالیف﴾

مناظر اعظم علی الاطلاق شیر بیشہ سنت مظہر اعلیٰ حضرت ابوالفتح عبید الرضا علامہ

مفتی محمد حشمت علی خاں

قادری رضوی مجددی لکھنوی پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اشاعت حسب فرمائش

شہزادۂ مظہر اعلیٰحضرت محمد ادریس رضا صاحب قبلہ حشمتی رضوی برکاتی قادری
شیخ طریقت حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں الحشمتی دامت برکاتہم القدسیہ

ناشر

عسکری اکیڈمی مجاہد اہلسنت حشمت الرضا کرنیل گنج گونڈہ

مسئلہ:

سوال ۱ــــ نعیم خاں صاحب کا کہنا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب تھا، جس کے شیخ اسد علی منکر ہیں۔

۲ــــ نعیم صاحب نے بتایا کہ میرا ایمان ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اسد علی منکر ہیں۔

۳ــــ اسد علی کا کہنا ہے کہ حضور بشر تھے، نعیم صاحب کا کہنا ہے مجھے حق نہیں کہ حضور کو بشر کہیں۔

۴ــــ اسد علی صاحب کہتے ہیں کہ ہم علمائے دیوبند کے معتقد ہیں اور انکی اقتدا کرتے ہیں۔

۵ــــ نعیم صاحب کا کہنا ہے کہ ہمارے علمائے اہلسنّت کا فتویٰ ہے کہ جو مسلمان علمائے دیوبند کو کافر نہ کہے اور ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

المستفتی: مظفر خاں بقلمِ خود، موضع پیر ساؤ ہریا، دستخط محمد نعیم خاں شہیر وارثی۔ دستخط اسد علی شیخ بقلم خود

الجــــواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

۱ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا۔ قرآن فصیح وحدیث کریم وائمۂ دین قویم وعلمائے اہلسنّت حدیث وقدیم کے نصوصِ قاہرہ وبراہینِ باہرہ اس مسئلے میں اس قدر ہیں جن کا احصار دشوار ہے۔ جس کو ان کا نمونہ دیکھنا ہو وہ حضور اعلیحضرت قبلہ مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری رضوی برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالۂ مبارکہ "خالص الاعتقاد" مطالعہ کرے۔ خود ان دیوبندیوں کے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علمِ حق ہے۔"

(ملاحظہ ہو شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱۵)

وہابی دیوبندی دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علمِ غیب ماننا شرک ہے والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ تو وہابی دیوبندیہ کے فقرے سے حاجی صاحب مرحوم بھی مشرک ہوگئے اور اُن کو اپنا پیرِ پیراں و مرشد الراشدین ماننے والے سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ بھی مشرک و کافر ہوگئے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۲۔ بیشک اللہ علیم وخبیر شہید وبصیر جل جلالہٗ نے اپنے فضل سے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حاضر وناظر بنایا۔ قرآن مجید وحدیث مجید سے اس عقیدہ حقہ پر دلائل کثیرہ قائم ہیں۔ خود وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

"النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم کو بعد لحاظ صلہ انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ اُن کی جانوں کو بھی اُن کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اَولیٰ بمعنی اقرب ہے اور اگر بمعنی احب یا اولیٰ بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کیلئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا۔"

جب خود قاسم نانوتوی کے اقرار سے بھی آیت کریمہ سے ثابت ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے ہر ایک اُمتی کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان رکھنے والے تمام ملائکہ بھی ہیں۔ کراماً کاتبین ہوں یا حفظہ یا نکیرین یا موکلین بالرزق یا بالمطر یا بالریاح یا بالجبال یا بالخلق والتصویر یا بالتوفی یا ملائکۃ الارض یا ملائکۃ السماء یا ملائکۃ السدرہ یا ملائکۃ الکرسی یا ملائکۃ العرش علیہم الصلاۃ والسلام۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اللہ تبارک وتعالےٰ کے فضل سے اس کی ساری خدائی میں حاضر وناظر ہونا ثابت ہوگیا۔ وللہ الحمد۔

وہابی دیوبندی دھرم میں ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تو وہابیہ دیوبندیہ کے فتوے سے قاسم نانوتوی بھی مُشرک وکافر ہوگئے۔ اور اُن کو اپنا مذہبی پیشوا مان کر سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ بھی مُشرک ہو گئے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۳۔ بیشک اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے محبوب مظہر اتم خلیفہ اعظم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جامہ بشریت سے ملبوس بنا کر دنیا میں جلوہ گر فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ مَلَکًا لَّجَعَلۡنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسۡنَا عَلَیۡهِمۡ مَّا یَلۡبِسُوۡنَ ۝ خود پیشوائے دیوبندیہ قاسم نانوتوی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جمال اقدس بشریت کے حجاب میں رہا۔ ظاہر ہے کہ لابس کی حقیقت میں لباس اور محجوب کی ماہیت میں حجاب ہرگز داخل نہیں ہوتا۔ قرآن شریف سے روشن ہے کہ نبی کے متعلق جو کہے کہ میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں (یا تم تو ہماری ہی طرح بشر ہو) وہ کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ

مِثْلُنَا وقال اللہ تعالیٰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔

۴ــــــ اکابر دیوبندیہ اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھی اور رشید احمد گنگوہی و قاسم نانوتوی و محمود حسن دیوبندی و عبد الشکور کاکوروی نے اپنی کتابوں حفظ الایمان صـ۸ و براہین قاطعہ صـ۵۱ و تحذیر الناس صفحہ ۳، ۱۴، ۲۸ و جہد المقل حصہ اوّل صفحہ ، ، و مختصر سیرت نبویہ صفحہ ۲۲ پر جو بعض علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کیلئے مجبوراً ماناہی تو ایسا علم غیب زید و عمرو بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کیلئے بھی ثابت بتادیا، شیطان کے لئے وسعتِ علم کو قرآن و حدیث سے ثابت مانکر حضور علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے وسعتِ علم ماننے کو قرآن و حدیث کے نصوص قطعیہ کے خلاف اور شرک ٹھہرا دیا۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام کے وصف خاتم النّبیین کے اس معنی کو کہ سب سے پچھلے نبی ہیں نافہموں کا غلط خیال لکھ کر حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی نئے پیغمبروں جدید نبیوں کے پیدا ہونے کو جائز کہدیا۔ کذب و ظلم وسائر قبائح کا اللہ تعالےٰ کی ذاتِ اقدس کیلئے کچھ برا نہ ہونا لکھ دیا، چالیس سال کی عمر شریف تک حضور نبی اُمّی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تہذیب اخلاق و تدبیر منزل و سیاست مُدن اور ایمان سے بھی قطعاً بے خبر و غافل لکھ دیا ــــــ حضرات علمائے اہلسنّت کا متفق علیہ فتویٰ ہے کہ یہ لوگ اپنے ان کفریات کیوجہ سے شرعاً کافر مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفری عقیدوں پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان سمجھے یا اُن کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے۔ ملاحظہ ہو "حسام الحرمین شریف" "الصوارم الہندیہ" "مبلغ وہابیہ کی زاری"۔

واللہ ورسولہ اعلم جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

ایک مولوی بچوں کو تعلیم دینے کیلئے رکھے گئے ہیں۔ اُن سے میں نے چند آدمیوں کے سامنے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ "ہم نے سُنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میلاد شریف میں یہ نیت کر کے نہ جانا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں"۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ "جو شخص یہ نیت کر کے میلاد شریف میں شامل ہو کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو وہ مُشرک ہے"۔

ایسے مولوی پر شریعتِ مطہرہ کا کیا حُکم ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسے مولوی کو بُلا کر رکھا ہوا ان پہ کیا حکم ہے۔ اور مسلمانوں کیلئے ایسے مدرسے میں اپنے بچوں کو تعلیم دینے کیلئے بھیجنا کیسا ہے اور ایسے مدرسے میں چندہ دینا کیسا ہے۔ براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین! بیّنوا توجروا۔

المستفتیان: محمد حنیف ساکن دھانے پور ضلع گونڈہ و کمال الدین نائب صدر بیت المال اہلسنّت وارد حال مدن پورہ بمبئی نمبر ۸۔ ۲۱ر صفر ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء روز پنجشنبہ۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

اللہ عزّوجلّ شہید و بصیر علیم و خبیر ہے مگر ربُّ العزّۃ جلّ جلالہٗ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے پاک ہے۔ حاضر کے معنی ہیں پردیس سے دیس میں یا جنگل سے شہر میں آنے والا۔ اور ناظر کے معنی ہیں غور و فکر کرنے والا یا نگاہ پر زور دے کر دیکھنے والا۔ اور ان چاروں معانی سے اللہ تبارک و تعالیٰ پاک و منزّہ ہے۔ اور قرآن عظیم و حدیث کریم میں یہ دونوں نام اللہ جلّ شانہٗ کیلئے وارد نہیں ہوئے۔ اور اس کے سب نام توفیقی ہیں۔ اسی لئے جو نام اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن و حدیث میں نہیں آئے نہ ائمۂ اسلام نے انکی تلقّی بالقبول کی ایسے ناموں کا اطلاق ذاتِ الٰہی تبارک تعالیٰ پر جائز نہیں۔ اور جس نام کے معنی میں ربّ تبارک و تعالیٰ کیلئے استحالۂ شرعیہ ہے ائمۂ دین اس کی تلقّی بالقبول نہیں فرما سکتے البتہ ایسا کوئی اسم توقیف میں اللہ عزّوجل کیلئے وارد ہوا ہے تو اس کا اطلاق ذاتِ الٰہی پر جائز ہوگا۔ مگر وہ از قبیل متشابہات ہوگا کہ اس کے ظاہری معنی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تنزیہہ لازم ہوگی اور اس کی مراد کو اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سُپرد کیا جائیگا کما ھو مسلک المتقدّمین۔ یا اس سے ایسے معنی مراد

لئے جائیں گے جو شانِ الٰہی کے خلاف نہ ہو کَمَا هُوَ مَسْلَكُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ ۔ اور اگر ایسا اسم توقیف میں اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے وارد نہیں ہوا تو ذاتِ باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق حرام ہوگا۔ بلکہ اگر معنی سمجھ کر ہو تو کفر یا ضلال ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور جس اسم کے معنی میں ذاتِ الٰہی کیلئے استحالۂ شرعیہ نہ ہو مگر نہ تو اُس کا اطلاق ذاتِ خداوندی پر توقیف میں آیا نہ ائمۂ اسلام نے اس کی تلقی بالقبول فرمائی ہو اس کا اللہ تقدس وتعالیٰ کے لئے اسما بولنا ممنوع وناجائز ہوگا۔ البتہ حمد وثنا کے ضمن بطور وصف کے بول سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کسی صفت کمال پر دلالت کرتا ہو۔ اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ کو یَا حَاضِرُ یَا نَاظِرُ کہنا بعض علمائے کرام نے کفر بتایا۔ اگرچہ صحیح یہ ہے کہ کفر نہیں کہ ان ناموں کی تاویل یَا مَنْ یَّعْلَمُ یَا مَنْ یَّرٰی ہو سکتی ہے یعنی اسے وہ جو جانتا ہے اسے وہ جو دیکھتا ہے۔ مگر گناہ وناجائز ضرور ہے۔ (وَ اَمَّا یَا حَاضِرًا لَیْسَ بِغَائِبٍ وَّ یَا حَاضِرِیْ وَیَا نَاظِرِیْ فَهٰذِهِ الْكَلِمَاتُ لَيْسَتْ مِنْ بَابِ اِطْلَاقِ هٰذَيْنِ الْاِسْمَيْنِ عَلٰى ذَاتِ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى بَلْ هِيَ تَوْصِيْفُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلِهٰذَا كَلِمَةُ الْحَاضِرِ فِيْ ضَرْبِ الْبَحْرِ وُصِفَتْ بِجُمْلَةِ لَيْسَ بِغَائِبٍ وَهٰذِهِ الْجُمْلَةُ كَمَا تَرٰى نَزَّهَتِ اللّٰهَ تَقَدَّسَ وَتَعَالٰى مِنَ الْمَعْنَى الَّذِيْ لَا يَلِيْقُ بِشَأْنِهٖ جَلَّ جَلَالُهٗ وَتُوْهِمُهٗ لَفْظَةُ الْحَاضِرِ ۔ وَلِهٰذَا اُضِيْفَتْ هَاتَانِ الْكَلِمَتَانِ اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ فِيْ مُرَاقَبَاتِ بَعْضِ الصُّوْفِيَّةِ الْكِرَامِ ۔ وَمَعَ ذَالِكَ فَالْكَلِمَاتُ الْعَالِيَةُ الصَّادِرَةُ فِي الْمَوَاجِيْدِ وَالْاَحْوَالِ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ الصَّافِيَّةِ اَهْلِ الشُّهُوْدِ وَالْوِصَالِ اِنَّمَا هِيَ شَطْحِيَّاتٌ نَظَائِرُ الْمُتَشَابِهَاتِ وَحُكْمُهَا اَيْضًا تَفْوِيْضُ مَعَانِيْهَا الْمُرَادَةِ مِنْهَا اِلَى اللّٰهِ الْعَالِمِ الْغُيُوْبِ وَالشَّهَادَاتِ وَاِلٰى حَبِيْبِهِ الشَّاهِدِ الْمُشَاهِدِ لِلْجَلِيَّاتِ وَالْخَفِيَّاتِ وَاِلَى الْقَائِلِيْنَ بِهَا اَصْحَابِ الْمُقَامَاتِ الْعَالِيَاتِ اَوْ تَاوِيْلُهَا اِلٰى مَعَانٍ لَا تُصَادِمُ الْمُحْكَمَاتِ جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَكْمَلُ التَّسْلِيْمَاتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)

حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ان کے رب قدیر شہید بصیر علیم وخبیر جل جلالہ نے بیشک حاضر وناظر بنایا۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی یہ غیب کی خبریں دینے والا نبی ایمان والوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ یہ

غیب کی تعلیم فرمانے والا نبی ایمان والوں کا اُن کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے یہ غیب کی باتیں بتانے والا نبی ایمان والوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ ذُوْ وُجُوْہٍ وَّ ھُوَ حُجَّۃٌ بِکُلِّ وَجْہٍ مَّا لَمْ تَتَعَارَضْ کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ الْاِمَامُ الْجَلِیْلُ الْجَلَالُ السُّیُوْطِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِیْ کِتَابِہِ الْمُسْتَطَابِ الْمُسَمّٰی بِالْاِتْقَانِ فِیْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ۔

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ یعنی بے شک اللہ نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا تو میں دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

کَمَا فِی الْمَوَاھِبِ اللَّدُنِّیَّۃِ لِلْقَسْطَلَانِیِّ وَشَرْحِہٖ لِلزُّرْقَانِیِّ عَلَیْھِمَا الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَانُ الرَّبَّانِیُّ

دیکھنا ناظر ہونا ہے اور کوئی شخص اپنی ہتھیلی سے غائب نہیں ہوتا۔ تو اسی حدیث شریف سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حاضر ہونا اور ناظر ہونا دونوں مبارک عقیدے ثابت ہو گئے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

اس عقیدۂ حقہ کو شرک بتانا جہالت وحماقت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ وتقدس کی اہانت بھی ہے اور شعارِ وہابیت وعلامتِ دیوبندیت بھی ہے۔ اور وہابیہ دیوبندیہ اپنے عقائدِ کفریہ مندرجہ حفظ الایمان تھانوی ص۸ و براہین قاطعہ انبیٹھی ص۵۱ و فوٹو ے فتوائے گنگوہی و تحذیر الناس نانوتوی ص۳ و ص۱۴ و ص۲۸ ومختصر سیرت نبویہ کاکوروی ص۲۲ وجہد المقل حصہ اول دیوبندی ص۴۷ کی وجہ سے بحکم شریعتِ مطہرہ قطعاً یقیناً کفار مرتدین منافقین زنادقین ملحدین ہیں۔ ایسے مولوی کو سُنی مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کیلئے مقرر کرنا، اس سے علمِ دین حاصل کرنا شرعاً حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ۔ یعنی یہ علم دین ہے تو غور کرلو تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو ___ جس مدرسے میں ایسا مولوی تعلیم دیتا ہو جان بوجھ کر اُس میں چندہ دینا سُنی مسلمانوں پر حرام ہے۔ کہ سُنی مسلمانوں کے گمراہ بے دین ہو جانے کا ذریعہ ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ___ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ

لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ٥ یعنی بیشک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں تو اب انھیں خرچ کرینگے پھر وہ ان پر پچھتاوا ہوں گے پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ وَاللّٰہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ مولی العزیز القوی۔ ۲۷ رماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ پنجشنبہ یکم نومبر ۱۹۵۶ء۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید کسی بات کی تصدیق میں ایک پرچہ لکھتا ہے اور اختتام پر لکھتا ہے" واللّٰہ اعلم ورسولہ جل جلالہ وصلی اللّٰہ علیہ وسلم" چونکہ لفظ "اَعْلَمْ" ہے لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی شان میں لفظ اعلم یا عالم لکھے از روئے شرع شریف کیا ٹھہرا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرماکر ممنون ومشکور فرمائیں۔ سائل: محمد شبیر احمد منشی پوروہ کانپور
وجملہ مسلمانانِ اہلسنّت منشی پوروہ کانپور

الجـــــــواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب: اللہ تبارک وتعالیٰ عالم بھی ہے علیم بھی ہے علام بھی ہے اعلم بھی ہے۔ یہ سب نام اس کیلئے توقیف میں وارد ہوئے لہٰذا زید پر واللّٰہ اعلم ورسولہٗ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لکھنے کی وجہ سے معاذ اللہ کفر یا ضلال یا فسق کا بلکہ خطا وغلطی کا حکم بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر عبید الرضا محمد حشمت علی خاں غفرلہٗ۔
۱۹ر شعبان معظم ۱۳۷۶ھ جمعہ مبارکہ ۲۲ر مارچ ۱۹۵۷ء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین حسب ذیل مسائل میں۔

۱ــــ اللہ تعالےٰ کے سوا کن کن حضرات کو علمِ غیب تھا اور دیا ہے؟

۲ــــ انبیاء کرام، شہداء، صحابۂ کرام، اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین ان میں کون کون حضرات سمیع و بصیر، حاضر و ناظر ہیں اور کن کن حضرات کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے اور کن کن حضرات کو مارنے جلانے کی طاقت حاصل ہے؟

۳ــــ کیا غیر اللہ کو ضرورت کے وقت پکارنا اور ان سے امداد طلب کرنا جائز ہے؟

۴ــــ کیا شیخ سدّو کے نام کا بکرا اور ہٹیلے پیر کے نام کا مرغا جائز ہے اور اس قسم کے منّتی جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے؟

۵ــــ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسماعیل شہید صاحب رشید احمد گنگوہی صاحب وغیرہ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ یہ حق پر تھے یا ناحق پر؟

۶ــــ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب اور جناب حشمت علی صاحب کے عقائد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ بیّنوا توجروا۔

المستفتی۔ رمضان علی قصبہ حسن گنج ضلع اناؤ ــ، رجادی الاول سنہ ۱۳۷۳ھ

الجــــواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

۱ــــ ذاتی علمِ غیب اللہ تبارک وتعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ عز و جل کی عطا سے اس کے مجتبیٰ و مرتضیٰ رسولوں کو بھی علمِ غیب حاصل ہے اور حضور اقدس مالکِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو اس کے جملہ مرتضیٰ و مجتبیٰ رسولوں کے بھی سرور و سردار ہیں۔ حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وساطت سے علوم غیبیہ عطا ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالۂ مبارکہ خَالِصُ الْاِعْتِقَاد و رسالۂ مبارکہ اِدْخَالُ السِّنَان اِلَی جیكِ الحلقی بسط البنان۔

۲ــــ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو انسان کو بھی سمیع بصیر بنایا ہے اور دیوبندی دھرم میں تو شیطان اور ملک الموت کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے (ملاحظہ ہو وہابیوں

دیوبندیوں کی تصدیق کردہ ملعون کتاب براۃ الابرار عن مکائد الاشرار صفحہ ۵۷)

نفع و نقصان پہنچانے کا ذاتی اختیار تو صرف اللہ جل جلالہ کی ذاتی صفت خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے بندوں کو نفع نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ اسی طرح مارنے اور جلانے کی ذاتی قدرت صرف اللہ عزوجل ہی کی صفت خاصہ ہے۔ اور اس کی عطا سے مارنے جلانے کی قدرت اس کے بندے کو بھی حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَّمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۔ تفصیل کیلئے کتاب مستطاب اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاءِ ورسالہ مبارکہ اَقْوَمُ الْبَیَانِ بِاَنَّ الْحَبِیْبَ لَا یَخْلُوْا مِنْهُ الزَّمَانِ ملاحظہ ہو۔

۳ ــــ غیر اللہ کو معبود سمجھ کر پکارنے والا کافر و مشرک، اس سے مدد مانگنے والا بھی جو اس کو معبود سمجھتا ہو کافر و مشرک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اس کا محبوب بندہ سمجھ کر ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے فریاد سُننے مدد فرمانے کی طاقت مان کر ان کو پکارنا اُن سے مدد مانگنا جائز ہے ثواب ہے۔ خود دیوبندیوں کے پیران پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی عرض کرتے ہیں ؎ اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں!

بس اب چاہو ہنساؤ یا رُلاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں

تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

اگر یہ پکارنا ایسا مدد مانگنا بھی شرک ہے تو حاجی صاحب بھی معاذ اللہ کافر و مُشرک اور اُن کو مُسلمان مان کر سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ بھی کافر مُشرک ہو گئے۔

۴ ــــ شیخ سدو کے نام کا بکرا اور حضرت سید ہٹیلے شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا مُرغا جبکہ وقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہکر کسی مُسلمان نے ذبح کیا حلال ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

۵ ــــ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی پر وہابیوں دیوبندیوں کے فتوؤں سے کفر و شرک مُعاذ

اللہ لازم ہے۔ تفصیل خالص الاعتقاد شریف و الامن والعلیٰ شریف میں مختصراً ملاحظہ ہو۔
پھر دہابیوں دیوبندیوں کو ان کے متعلق پوچھنے کا کیا حق ہے۔ اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان و صراطِ مستقیم میں سیکڑوں کفریات بکے ہیں۔ تفصیل کیلئے کتاب مبارک اَلْکَوْکَبَۃُ الشِّہَابِیَہ عَلٰی کُفْرِیَاتِ اَبِی الْوَہَابِیَۃ ورسالہ مبارکہ جَمَالُ الْاِیْمَان وَالْاِیْقَان بِتَقْدِیْسِ مَحْبُوْبِ الرَّحْمٰن ملاحظہ ہو۔ رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ "وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے" یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ معاذ اللہ خدا جھوٹ بول چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے۔ (فوٹو فتوائے گنگوہی)
اس کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر لکھا —— "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، سرورِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ یعنی شیطان و ملک الموت کیلئے علم کا وسیع ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم کا وسیع نہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے شیطان و ملک الموت کیلئے علم وسیع ماننے والا تو مومن مسلمان ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے وسیع علم ماننے والا مشرک بے ایمان ہے۔ اور اسی رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب کے آخر میں اس کے حرف حرف کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھ کر اس کی تصدیق لکھی۔ لہٰذا علمائے عرب و عجم کے فتووں سے بحکم شریعتِ مطہرہ انبیٹھی و گنگوہی ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے کفری اقوال کو جانتے ہوئے ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے سے توقف کرے وہ بھی بحکمِ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا و آلہ الصّلاۃ والتحیہ کافر مرتد زندیق ہے۔
۶ —— حضور اعلیحضرت امام اہلسنّت مجدّد اعظم دین و ملّت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دین و مذہب بفضلہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہی دین اسلام و مذہبِ اہلسنت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا نازل فرمایا ہوا حضور مالکنا وسیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا لایا ہوا حضراتِ صحابۂ کرام و اہلبیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پھیلایا ہوا حضرات ائمۂ شریعت اولیائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سکھایا ہوا ہے۔ سگِ بارگاہِ نبوی و بندۂ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی فقیر

ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں غفرلہٗ ربہٗ کا بھی بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہی دین ومذہب ہے۔ اللھم احینا علیہ وامتنا علیہ واحشرنا علیہ بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وبکرامۃ سیدنا الغوث الاعظم وببرکۃ سیدنا الامام الاعظم وبتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاھم عنا ورضی عنا لھم فی الدارین آمین ثم آمین۔ والبستگان دامن سرکار رضویت کا ایمان واسلام تو بتوفیقہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم ایسا واضح وبیّن وروشن ہے کہ مجدد الملۃ الوہابیہ حکیم الامۃ الدیوبندیہ اشرفعلی تھانوی نے بھی اپنی مجالس الحکمۃ صفحہ ۱۵۰ پر لکھ دیا کہ۔

"بریلویوں کی اقتدا میں تھانوی کے ہم عقیدہ لوگوں کی نماز درست ہے۔"

وَالْفَضْلُ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ و اخوانہ واحبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔ محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

تبلیغی جماعت

۱۳۴۷ھ

مسئولہ محبِّ سُنّت، عدوِ بدعت، عاشقِ رسول الثقلین، حاج الحرمین الطیّبین غلام حسن صاحب قادری برکاتی نوری زید مجدہم، یکم رجب ۱۳۴۷ھ ـــــــ از محلہ مومنہ واڑہ، گوپی پورہ، شہر سورت

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت وجماعت اس مسئلہ میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علمِ غیب تھا یا نہیں۔ اور وہابیہ کہتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے علمِ غیب مانے وہ کافر مشرک ہے۔ اُن کی اِس بات کا کیا جواب ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجـــــــواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَّامِ الْغُيُوْبِ ؛ غَفَّارِ الذُّنُوْبِ ؛ سَتَّارِ الْعُيُوْبِ ؛ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الَّذِىْ ارْتَضَاهُ رَبُّهٗ وَاَظْهَرَهٗ عَلَى السِّرِّ الْمَحْجُوْبِ النَّبِىِّ الْكَرِيْمِ وَالرَّسُوْلِ الْعَظِيْمِ وَالشَّفِيْعِ لِلْخَطَايَا وَالْحُوْبِ ؛ اَلَّذِىْ عَلَّمَهٗ رَبُّهٗ تَعْلِيْمًا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَظِيْمًا ؛ فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ اَمِيْنٌ ؛ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ؛ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحِزْبِهٖ وَعَلٰى اَوْلِيَاءِ مِلَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ وَعَلٰى سَائِرِ اَهْلِ سُنَّتِهٖ وَجَمَاعَتِهٖ اٰمِيْنَ ؛ اَمَّا بَعْدُ فَاَيُّهَا السَّائِلُ حَفِظَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِيَّاكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ عَنِيْدٍ صَائِلٍ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِيَّانَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الدَّارَيْنِ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علمِ غیب عطا فرمایا، ملکوت السمٰوات والارض کا انھیں شاہد بنایا، دریاؤں کا کوئی قطرہ، ریگستانوں کا کوئی ذرّہ، پہاڑوں کا کوئی ریزہ، سبزہ زاروں کا کوئی پتّہ ایسا نہیں جو حضور مطلع علی الغیوب عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علمِ اقدس میں نہ آیا۔ قرآن وحدیث وائمۂ قدیم وحدیث کے ارشاداتِ جلیلہ ونصوصِ جمیلہ اس مسئلہ مقبولہ میں اِس قدر ہیں کہ ان کا احصا واحاطہ ناممکن ہے۔ جسے ان میں کثیر پر اطلاع منظور ہو وہ حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنّت مجدّد دین وملّت سیّدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تصانیف قدسیہ

"اَنْبَاءُ الْمُصْطَفٰی بِحَالِ سِرٍّ وَّاَخْفٰی"۔ "خَالِصُ الْاِعْتِقَاد"۔ "اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃِ"۔ "اَلْفُیُوْضُ الْمَکِّیَّۃُ لِمُحِبِّ الدَّوْلَۃِ الْمَکِّیَّۃِ" وغیرہا کی طرف رجوع لائے۔ یا "اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا لِاِعْلَاءِ عِلْمِ الْمُصْطَفٰی"۔ "اَلْعَذَابُ الْبَئِیْسُ عَلٰی اَنْحَسِ حَلَائِلِ اِبْلِیْسَ" "اِدْخَالُ السِّنَانِ اِلٰی حَنَکِ الْحَلْقِی بِسْطِ الْبَنَانِ" وغیرہ حضور پرنور مرشد برحق مجدد دین و ملت امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی اصحاب وگرامی احباب کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کرے۔ اور جسے دو حرف مختصر اور بعونہٖ تعالیٰ شافی کافی دیکھنا منظور ہو تو فقیر کا رسالہ "اَلْقَلَادَۃُ الطَّیِّبَۃُ الْمُرَصَّعَۃ" و "مناظرہ سنبھل" ملاحظہ کرے۔

یہاں فیضِ حضور پُرنور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستعین ومتوسل ہوکر اس مسئلہ مبارکہ کو بطرزِ دیگر بعونہٖ تعالیٰ وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین پر شدِ قیامتِ کُبریٰ بن کر قائم ہو لکھنا منظور۔ والتوفیق من العفو والغفور فاقول وبحبل اللہ وذیل رسول اللہ اعتصم واحول وعلی الوہابیۃ المودۃ اصول۔

وہابیہ ذوالوجہین کی طرح اس مسئلہ علم غیب میں دوہری بولیاں بول رہے ہیں۔ پہلے وہ اقوال ملاحظہ ہوں جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم غیب کا انکار ہے۔

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ حصّہ دوم صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

"یہ عقیدہ رکھنا کہ آپکو علم غیب تھا صریح شرک ہے"۔

(۲) فتاویٰ رشیدیہ حصّہ سوم صفحہ ۷۔

"اثباتِ علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرکِ صریح ہے"۔

(۳) فتاویٰ رشیدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۶ پر ہے۔

"جو شخص اللہ جل شانہٗ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بیشک کافر ہے"۔

(۴) فتاویٰ رشیدیہ حصّہ سوم صفحہ ۴۲ پر۔

"جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے"۔

(۵) فتاویٰ رشیدیہ حصّہ سوم صفحہ ۴۲

"علم غیب خاصۂ حق تعالیٰ ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں"۔

(۶) فتاویٰ رشیدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۴۵۔

"جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصۂ حق تعالیٰ ہے، ثابت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست ہے"۔

اس پر حاشیہ چڑھایا ہے "لِاَنَّهٗ كُفْرٌ" یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کیلئے علم غیب ماننا کفر ہے۔

(۷) انھیں گنگوہی جی نے اپنے شاگرد محمد یحییٰ سہسرامی کے نام سے ایک رسالہ ساڑھے تین ورق کا لکھا جس کا نام یہ ہے "مسئلہ در علم غیب رسول اللہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم۔ اور اخیر میں اس کے حرف حرف کی تصدیق اپنے دستخط و مہر سے چھاپی۔ اس کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔

"اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب وجملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السّلام علم غیب پر مطّلع نہیں ہیں"۔

(۸) بہشتی زیور حصّہ اوّل مطبع انتظامی کانپور صفحہ ۵۲ زیر عنوان "کفر و شرک کی باتوں کا بیان" مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے" (کفر و شرک ہے)

(۹) مولوی کفایت اللہ جو امام الوہابیہ کے نئے خلیفہ بن کر کفر و شرک کی کسوت بغل میں دبائے وہابیت کے اُلٹے اُسترے سے مسلمانوں کی مسلمانی اور غریب سُنّیوں کی سُنّت کو مونڈنے میں مصروف ہیں اپنی تعلیم الاسلام حصّہ چہارم صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

"شرک فی العلم یعنی خدائے تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کیلئے صفت علم ثابت کرنا مثلاً یوں سمجھنا کہ خدائے تعالیٰ کی طرح فلاں پیغمبر یا ولی وغیرہ علم غیب جانتے تھے یا خدا کی طرح ذرّہ ذرّہ کا انھیں علم ہے یا ہمارے تمام حالات سے وہ واقف ہیں یا

دور و نزدیک کی چیزوں کی خبر رکھتے ہیں یہ سب شرک فی العلم ہے"۔

(۱۰) کاکوری کے ملکی شیخ جی مبلغ وہابیہ ایڈیٹر "النجم" مولوی عبد الشکور اپنی کتاب تحفۂ لاثانی برائے فرقہ رضاخانی" مطبوعہ خلافت پریس ص۳۷ پر لکھتے ہیں۔

"فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی سوا خدا کے کسی کو غیب داں جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے۔ بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے"۔

(۱۱) یہی کاکوروی جی اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں ـــــ حنفیہ نے اپنی فقہ کی کتابوں میں اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی غیب جانتے تھے۔

(۱۲) یہی ایڈیٹر صاحب اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے"۔

(۱۳) یہی مبلغ وہابیہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں" کافر ہو جائیگا بوجہ اس عقیدہ کے کہ نبی غیب جانتے تھے"۔

(۱۴) یہی ملکی شیخ جی اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"اللہ و رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو جائز نہ ہوگا، بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ شخص کافر ہو جائیگا"۔

(۱۵) تمام غیر مقلدین کے امام زمانہ انکے شیخ الکل فی الکل ثناء اللہ امرتسری اپنے رسالہ "اہلحدیث کا مذہب" صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"اہلحدیث کا مذہب ہے کہ سوائے خدا کے علم غیب کسی مخلوق کو نہیں نہ ذاتی نہ وہبی نہ کسبی"۔

(۱۶) میاں غلام محمد راندیری جو ملک گجرات میں وہابیت دیوبندیت کے بانی و بادی ہیں اپنے رسالہ "ازالۃ الریب عن علم الغیب" کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔

"اگر کسی شخص نے مثلاً چہار شنبہ کو بوقت دوپہر کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ میں نے خدا اور اس کے رسول کو گواہ کیا ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو میرے اعمال کا علم ہر وقت ہے اس طرح اللہ کے بتانے سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی میرے اعمال کی ہر وقت خبر ہے اور اسی بنا پر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میرے نکاح

میں وہ شاہد ہیں تو وہ شخص تمام فقہا کے نزدیک کافر ہوگا کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو علم غیب جاننے والا اعتقاد کیا۔"

(۱۷) رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی "براہین قاطعہ" صفحہ ۴۹ پر لکھتے ہیں۔

"تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اوس سے ایک ذرہ بھی زیادہ علم ثابت کرنا شرک ہے۔"

(۱۸) یہی گنگوہی و انبیٹھی اسی براہین قاطعہ کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی نکاح کرے بشہادت حق تعالیٰ اور فخر عالم علیہ السلام کے کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کے فخر عالم کی نسبت۔ پس فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا ہے۔"

(۱۹) یہی گنگوہی و انبیٹھی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

مسلمان اپنے ایمانی قلب پر ہاتھ رکھ کر انصاف کی آنکھ سے دیکھیں کیسی صاف تصریح کر دی کہ شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط "نص" یعنی قرآن عظیم و حدیث کریم سے ثابت ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننا شرک ہے جسمیں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ کیوں مسلمانو! اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس سے شیطان کے علم کو بڑھایا یا نہیں؟ اور جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس سے شیطان کے علم کو بڑھائے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو گالی دینے والا ہے یا نہیں؟ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی توہین و بدگوئی کرنے والا کافر ہے یا نہیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

(۲۰) یہی گنگوہی و انبیٹھی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

"ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ"۔

ملاحظہ ہو کیسا صاف بکا کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ملک الموت سے افضل ہیں، لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم ملک الموت کے علم سے زیادہ تو درکنار برابر بھی نہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۱) جناب اشرف علی تھانوی اپنی حفظ الایمان صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علمِ غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہوسکتا ہے۔ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیرِ نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیلِ نقلی و عقلی سے ثابت ہے"۔

مسلمانو! تمہیں تمہارے رب عزوجل تمہارے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیاری عزت پیاری عظمت پیاری جلالت پیاری وجاہت کا واسطہ! ذرا انصاف کی نظر سے تھانوی جی کی یہ عبارت ملاحظہ کرو۔ کس طرح علمِ غیب کی دو قسمیں کیں "کل علمِ غیب" اور "بعض علمِ غیب" پھر صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے کُل علمِ غیب ثابت ہونے کو عقلاً و نقلاً باطل ٹھہرا دیا۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے نہ رہا مگر بعض علمِ غیب، اسکو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں، ایسا علمِ غیب تو عام آدمیوں بلکہ تمام بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لئے بھی حاصل ہے۔ نبی

کے علم غیب میں اور پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب میں کیا فرق ہے، جیسا علم غیب ان کو ہے، ویسا تو جانوروں کو بھی ہے۔ لِلّٰہ انصاف! کیا اس ملعون عبارت کا صاف صریح یہی مطلب ہے یا نہیں۔ اور اگر یہی ہے اور قطعاً یہی ہے تو کیا یہ ملعون کلمات سرکار عرش مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شانِ جلیل ورفیع وعظیم میں کھلی گستاخیاں، صریح بے ادبیاں، غلیظ گالیاں ہیں یا نہیں۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(۲۲) تمام وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کے امام وپیشوا امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" مطبع مجیدی کانپور میں جو سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین کے نزدیک بالکل مسلّم ومقبول بلکہ معاذ اللہ قرآن عظیم سے بڑھ کر مرتبہ رکھتی ہے، صفحہ ۲۴، پر لکھتے ہیں۔

"جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اُس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کا انجام بخیر ہے یا بُرا سو وہ بات مجمل ہے"۔

(۲۳) اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۲ پر انبیاء واولیاء علی سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں لکھا کہ۔

"کچھ اس بات میں بھی اُن کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں کہ وہ جیتا ہے یا مرگیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال ہیں یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلانے کے یہاں اولاد ہوگی یا نہوگی یا اس سوداگری میں اسکو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان"۔

(۲۴) اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۳ پر لکھا۔

"جو شان اللہ کی ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ رسول

چاہے گا تو فلانا کام ہو جائیگا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی، یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔"

(۲۵) اسی تقویت الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

"جو کوئی کسی کا نام اوٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اوس کی دوہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لیکر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اوسکی صورت کا یا اسکی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور مجھ پر جو احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری تندرستی وکشائش وتنگی ومرنا جینا وغم وخوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے اور جو بات میرے مُنھ سے نکلتی ہے وہ سب سُن لیتا ہے اور جو خیال ووہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں۔ اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں۔

(۲۶) اب ذرا یہ بھی سُن لیجئے کہ ان باتوں کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے بالذات ماننا وہابی دھرم میں شرک ہے۔ یا اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے خدا کی عطا سے یہ علوم مانے تو وہ مشرک ہے۔ ملاحظہ ہو تقویت الایمان کے اسی صفحہ پر اسی عبارت سے متصل لکھا۔

"یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر وشہید سے خواہ امام وامام زادہ سے خواہ بھوت وپری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اونکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲۷) تقویت الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

"شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمّال اور جفّار اور فال دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں"۔

مسلمانو! ان تمام عبارات کے نتائج یہ نکلے کہ حضور[۱] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم غیب ماننے والا مشرک ہے، کافر ہے، [۲] جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے صرف مجلس نکاح کا علم مانے وہ بھی کافر ہے، حضور[۳] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا کا دیا ہوا علم غیب بھی نہیں، حضور[۵] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے جو شخص ملک الموت سے زائد علم مانے وہ مشرک ہے بلکہ[۶] جو شخص شیطان کے برابر علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے مانے وہ بھی مشرک ہے، حضور[۷] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایسا ہی علم غیب ہے جیسا پاگلوں جانوروں کو ہوتا ہے، نبی[۸] اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب اور پاگلوں جانوروں کے علم غیب میں کچھ فرق نہیں دونوں کے علم غیب ایک سے ہیں، حضور[۹] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالےٰ حضور کے ساتھ دنیا یا قبر[۱۰] یا آخرت[۱۱] میں کیا معاملہ کرے گا، غیب[۱۲] کی باتیں نہ جاننے میں انبیاء اولیاء مسلمان صالح فاسق کافر مشرک سب چھوٹے بڑے یکساں بے[۱۳] خبر اور نادان ہیں، حضور[۱۴] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کسی کے دل کا حال معلوم نہیں، کسی[۱۵] کے دل کا حال معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے، حضور[۱۶] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کسی کی شادی کا وقت بھی نہیں معلوم، کسی[۱۷] شخص کی شادی کا وقت معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے۔ حضور[۱۸] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کسی درخت کے پتوں کی تعداد بھی معلوم نہیں، کسی[۱۹] پیڑ کے پتوں کی گنتی معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے، حضور[۲۰] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آسمان کے تاروں کا شمار بھی معلوم نہیں اور تاروں کی گنتی بھی جاننا خدا ہی کی شان ہے، جو شخص ان[۲۱] باتوں میں سے کسی بات کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے خدا کا دیا ہوا بھی مانے وہ بھی مشرک ہے کیونکہ اس نے بقول وہابیہ خدا کا سا علم اور کیلئے ثابت کیا، جو شخص[۲۲] کسی کیلئے کشف مانے وہ مشرک ہے۔

یہ تو آپنے حضرات وہابیہ کے جبروتی احکام ملاحظہ فرمالئے۔ اب اگر یہ دیکھنا ہو کہ ان اقوال ملعونہ نے کن کن علمائے کرام وائمہ عظام بلکہ صحابہ کرام واہلبیت کبار وموسیٰ وخضر علیہم السلام بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بلکہ خود رب العزت جل جلالہ پر کفر وشرک کا فتویٰ جڑ دیا اور ایک سرے سے سب کو صریح مشرک اور کھلا کافر بتادیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، تو رسالۂ مبارکہ "خالص الاعتقاد"

شریف ملاحظہ فرمایئے۔ مگر اس وقت ہمیں مسئلہ علم غیب کے ثبوت میں وہی اقوال لانے منظور ہیں جنھیں دیکھکر وہابیہ بھی چُندھیا کر پٹ ہوجائیں۔ اور آنکھیں کھولیں تو چوپٹ ہوجائیں۔ یہ اقوال اُنھیں کے ہوں گے جو اہلسنّت و وہابیہ دونوں کے نزدیک مسلّم و مُستند و مقبول ہیں، یا اُن کے جو صرف وہابی دھرم کے گرو اور پیشوا واجب الاتباع والقبول ہیں۔

ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! ذرا کان ناک پھٹپھٹا کر کھوپڑیاتِ شریفہ پر حِجَارَۃٌ مِنْ سِجِّیْل کی ضرباتِ قاہرہ لینے کیلئے تیار ہوجاؤ۔

سوال اول: قیم الطریقۃ الاحمدیہ شیخ السلسلۃ العلیۃ النقشبندیۃ المجددیہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے مکتوبات جلد اوّل مکتوب سہ صد و دہم میں فرماتے ہیں۔

برعلم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ، خاص رُسل را اطلاع می بخشد۔ [1]	یعنی جو علم غیب اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے اُس پر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے اور محبوب رسولوں کو مطلع فرمادیتا ہے۔

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو، دیوبندیو، غیر مقلدو! سب ایک سرے سے بول چلو، علم غیوب خمسہ و علم غیوبِ ماکان ومایکون تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مبارک ہو وہابیت کا گھر گھروندا ہوگیا۔ اور اگر ہاں تو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ عزوجل کے خاص علم غیب کو بعطائے الٰہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے مان کر تمہارے تقویت الایمانی دھرم میں کافر مُشرک ہوئے یا نہیں۔ نہیں تو کیوں اور ہاں تو ذرا جی کڑا کر کے قبول دیجئے۔ پھر جب معاذ اللہ حضرت مجدد صاحب مُشرک ہوئے اور امام الوہابیہ اُن کا ثناخواں اُن کا معتقد اُن کا مُرید اُن کا مقلّد، اُنھیں امام سمجھے، پیشوا جانے ولی کہے، مقبولِ خدا مانے تو خود کُفر سے کب بچ سکتا ہے۔ جو شخص مُشرکین کو ایسا سمجھے خود کافر مشرک ہے۔ اور جب امام الوہابیہ کافر تو تم سارے کے سارے اسے امام و پیشوا ماننے والے سب کے سب کافر مشرک مُرتد ہوئے یا نہیں؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔

سوال دوم: سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمایا کرتے۔

"زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست" یعنی اِس گروہ اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر میں تمام زمین ایک

---

[1] منقول از رسالۃ الرّیب راندیری صفحہ ۲۳

ایک دسترخوان کے مثل ہے۔ جس طرح دسترخوان پر بیٹھنے والا دسترخوان پر رکھی ہوئی تمام چیزوں کو دیکھتا ہے اسی طرح اولیاء کرام ساری زمین کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ہاں گنگوہی جی و انبیٹھی جی! ذرا اپنی براہین قاطعہ کی خبر لیجئے کہ تمام روئے زمین کا علم محیط شیطان کیلئے ثابت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے ماننا شرک، تھانوی جی ذرا اپنی بہشتی زیور کو دیکھئے کہ کسی بزرگ کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ دور و نزدیک کی اُسے ہر وقت خبر رہتی ہے کفر و شرک ہے۔ او سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! بالخصوص مسٹر ثناء اللہ، مبلغ وہابیہ ایڈیٹر النجم، وخلیفۂ امام الوہابیہ میاں کفایت اللہ! تم سب کے سب ذرا اپنی لال کتاب تقویت الایمان کی خبر لو، اندھی آنکھوں سے سوجھو! اولیائے کرام کی نظر سے زمین کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔ ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو! بولو حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے دھرم میں کافر و مشرک و مرتد ہیں یا نہیں۔ اور تم سب کے سب انھیں ولی اور بزرگ اور خدا کا مقبول مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سوم: امام الطریقۃ العالیۃ النقشبندیہ حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وما می گوئیم چوں روئے ناخنے ست	یعنی ہم یوں فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کی نظر میں تمام زمین ایک ناخن کے مثل ہے۔

(اوردہٗ زین الفوائلین مولٰینا الجامی قدس سرہ السامی فی نفحات الانس)

ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو! بولو حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ، تمہارے تقویت الایمانی دھرم میں کافر مشرک مرتد ہیں یا نہیں۔ اور تم سب انھیں ولی اور مقبول حق مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

سوال چہارم: شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں۔

فَاضَ عَلَیَّ مِنْ جَنَابِہِ الْمُقَدَّسِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَیْفِیَّۃُ تَرَقِّی الْعَبْدِ مِنْ حَیِّزِہٖ اِلٰی حَیِّزِ الْقُدْسِ فَیَتَجَلّٰی لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ کَمَا اَخْبَرَ عَنْ ھٰذَا الْمَشْھَدِ فِیْ قِصَّۃِ الْمِعْرَاجِ الْمَنَامِیْ۔	یعنی مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہ سے فائض ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقام قدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہو جاتی ہے

جیسا کہ قصۂ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مقام سے خبر دی ما کان وما یکون اور علوم

خمس کا کونسا ذرّہ باقی رہ گیا جو ہر شئی میں نہ آیا ہو۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو بتقویۃ الایمانی دھرم پر شاہ ولی اللہ صاحب کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب انہیں ولی اللہ، عارف، واصل وغیرہ مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال پنجم: یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

اَلْعَارِفُ یُجْذَبُ اِلٰی حَیِّزِ الْحَقِّ فَیَصِیْرُ عِنْدَ اللّٰہِ فَیَتَجَلّٰی لَہٗ کُلُّ شَیْئٍ۔ یعنی عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے، تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

دیکھو شاہ ولی اللہ صاحب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں یعنی اولیائے کرام کیلئے ہر شئی کا علم مان رہے ہیں۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو شاہ صاحب کو سرکار وہابیت سے کونسا خطاب دلواتے ہو۔ اور انھیں امام و پیشوا مان کر تقویۃ الایمانی دربارسے کافر، مشرک، مرتد، کون سا لقب خود پاتے ہو؟ بیّنوا توجروا۔

سوال ششم: انھیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اسی فیوض الحرمین میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا کہ "وہ تمام نشاۃ عنصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے۔" پھر لکھا کہ یہ استیلا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔ وَاَمَّا فِیْ غَیْرِھِمْ فَمَنَاصِبُ وَرَاثَۃِ الْاَنْبِیَاءِ کَالْمُجَدِّدِیَّۃِ وَالْقُطْبِیَّۃِ وَظُھُوْرِ اٰثَارِھَا وَاَحْکَامِھَا وَالْبُلُوْغُ اِلٰی حَقِیْقَۃِ کُلِّ عِلْمٍ وَّحَالٍ۔ یعنی غیر انبیاء میں وراثت انبیاء کے منصب ہیں جیسے مجدّد اور قطب ہونا اور ان کے آثار و احکام کا ظاہر ہونا اور ہر علم و حال کی حقیقت کو پہنچ جانا۔ کیوں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! ماکان ومایکون و علوم خمس میں سے شاہ صاحب نے کیا باقی چھوڑا جو ولی فرد کے لئے ثابت نہ کیا۔ بولو بولو تمہارے ناپاک دھرم میں شاہ صاحب کافر، مشرک، مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب انھیں صوفی، عالم، محدّث، ولی اللہ مان کر خود بھی کافر، مشرک، مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال ہفتم: یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی فیوض الحرمین تقریر مذکور و تفصیل و تائق فرد کے بعد فرماتے ہیں۔

بَعْدَ ذَالِکَ کُلِّہٖ جُبِلَتْ نَفْسُہٗ نَفْسًا قُدْسِیَّۃً لَا یَشْغَلُھَا شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ یعنی اور ان سب کے بعد بات یہ ہے کہ فرد کا نفس اصل پیدائش میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک

وَلَا يَاْتِي عَلَيْهِ حَالٌ مِّنَ الْاَحْوَالِ اِلَى التَّجَرُّدِ اِلَى النُّقْطَةِ الْكُلِّيَّةِ اِلَّا وَهُوَ خَبِيْرٌ بِهَا الْاٰنَ وَاِنَّمَا الْاٰتِيْ تَفْصِيْلُ الْاِجْمَالِ

بات دوسرے سے غافل نہیں کرتی (یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دھیان میں دوسری چیز کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب ہر شے پر ہر وقت اسکی نگاہ ایک سی رہتی ہے) اور اب سے لیکر اسوقت تک کہ وہ سب سے جدا ہو کر مرکز عام سے جا ملے یعنی وقت وفات تک جو کچھ حال اس پر آنیوالا ہے اس سب کی اس وقت اُسے خبر ہے۔ وہ جو آئیگا اجمال کی تفصیل ہوگا۔

ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیرمقلدو! جلد اپنی لال کتاب لیکر دوڑو تقویت الایمانی شرک وکفر کی تسبیح پڑھو۔ بولو بولو دل کھول کر کہہ ڈالو۔ شاہ ولی اللہ صاحب تمہارے دھرم میں کافر مُشرک مرتد ہیں یا نہیں۔ اور انھیں مُسلمان باایمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال ہشتم: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی پارہ تبارک الذی سورۂ جن میں فرماتے ہیں۔

مطلع نمی کنند بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ رفع تلبس واشتباہ وخطائے کلی دراں اطلاع باشد مگر کسے را کہ پسندمی کند وآں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اورا اظہار بر غیوب خاصہ خود می فرماید۔

یعنی اللہ عزوجل اپنے خاص غیب پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ بغیر کسی شک وشبہ وخطا کے یقینی تفصیل کی اطلاع اسے ہوجائے مگر وہ شخص جسے اللہ پسند فرمائے اور وہ رسول بھی ہو خواہ فرشتوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس رسول کو اپنے خاص غیبوں پر مطلع فرمادیتا ہے۔

ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیرمقلدو! تمہارا ہی معبود تو بس اتنی شان رکھتا ہے کہ آسمان کے تاروں کی تعداد معلوم کرلے یا کسی پیڑ کے پتے گن دے۔ دیکھو حضرت شاہ صاحب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے اللہ عزوجل کے غیوب خاصہ پر مُطلع ہونا مان رہے ہیں۔ بولو اور جلد بولو تمہارے دھرم میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کافر مُشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور انھیں مُسلمان بلکہ اپنا دینی پیشوا مان کر تم سب بھی کافر مُشرک مُرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال نہم: یہی حضرت مولیٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسی تفسیر سورۂ جن

میں فرماتے ہیں۔

اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیاء بتواتر منقول است۔ یعنی لوح محفوظ پر مطلع ہونا اسے دیکھنا اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مطالعہ کرنا بھی بعض اولیاء سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

اب یہ قرآن عظیم سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ[1] یعنی ہم نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں جمع کر دیا ہے۔ لَا أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ[2] یعنی ذرہ سے چھوٹی اور بڑی چیز کوئی ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو اور فرماتا ہے۔ لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنی کوئی تر یا خشک چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ اور فرماتا ہے۔ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی ہر چھوٹی اور بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنی زمین و آسماں کے سب غیب لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ قرآن عظیم کی ان آیات کریمہ نے صاف فرمادیا کہ ایک علم قیامت کیا، علوم خمس درکنار، تمام ما کان و ما یکون روز اوّل سے جو کچھ ہوا اور روز آخر تک جو کچھ ہوگا سب ظاہر و باطن، ہر خشک و تر صغیر و کبیر تمام غیب و شہادت اور علوم خمس کا ذرّہ ذرّہ تفصیلاً قلم قدرت نے لوح محفوظ میں لکھدیا ہے۔ ہاں ہاں! وہابی صاحبو! دیوبندیو غیر مقلدو! تمہارے تقویت الایمانی دھرم پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام تو انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام، ان کے غلامان غلام اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیلئے ماکان و مایکون و علوم خمس وغیرہ جملہ مکتوبات قلم و تمام مکنونات لوح کا علم و مشاہدہ تواتر سے ثابت مان کر کافر مرتد ابوجہل کے برابر مشرک ہیں یا نہیں۔ اور انھیں امام و پیشوا و مقتدا مان کر تم سب لوگ بھی کافر مرتد ابوجہل سے بدتر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال دھم: یہی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی تفسیر عزیزی پارہ سیقول میں

---

[1] سورہ یٰسین شریف پ ۲۲ آیت ۱۲ [2] پ سورہ انعام آیت ۵۹

فرماتے ہیں۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اه و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بنورِ نبوّت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دینِ مَن رسیدہ و حقیقتِ ایمانِ او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ ست کدام ست پس اومی شناسد گناہانِ شمارا و درجاتِ ایمانِ شمارا و اعمال و اخلاص و نفاقِ شمارا لہٰذا شہادتِ اُو در دُنیا و آخرت بحکمِ شرع در حقِ امت مقبول و واجب العمل ست

یعنی تمہارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تم پر گواہ ہونگے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نبوّت کے نُور کے سبب اپنے دین پر ہر چلنے والے کے رُتبے سے واقف ہیں کہ حُضور کے دین میں اُس کا کتنا دَرجہ ہے اور اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس پردے کے سبب وہ ترقی سے رُک گیا ہے وہ کونسا حجاب ہے تو حُضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم تم سب کے گناہوں کو پہچانتے ہیں اور تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے تمام اچھے برے کاموں سے واقف ہیں اور تمہارے اخلاص و نفاق پر مطّلع ہیں کہ تم میں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمانوں کے سے تمام اعمال کرتا ہے تو آیا دل سے مُسلمان ہے یا فقط ظاہر میں مسلمان بنتا ہے اور دل میں منافق ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی گواہی دنیا و آخرت میں بحکمِ شرعِ اُمّت کے حق میں مقبول اور اُس پر عمل واجب ہے۔

ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! اپنی لال کتاب تقویت الایمان لیکر دوڑو۔ کافر کافر، مُشرک مشرک کی تسبیح بھانو، تقویت الایمان کی کفری عبارتیں سُناؤ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خدا کی عطا سے بھی ان باتوں کا ماننا شرک ہے۔ برادرانِ اہلسنّت ملاحظہ فرمائیے حضرت شاہ صاحبؒ نے اس دُکھیاری، اللہ کی ماری رسولوں کی للکاری، غوثِ اعظم کی دُتکاری، خواجہ غریب نواز کی پھٹکاری تقویت الایمان بیچاری پر ذرا ترس نہ کھایا، اپنا نیزۂ خارا شگاف اس پر ایسا چلایا کہ اس کے حلق تک پہنچایا۔ جس سے تلملا کر اوندھی ہوگئی، روتے روتے اندھی ہوگئی۔ ذرا غور فرمائیے سُنئے حضرت شاہ صاحبؒ تقویت الایمانی دھرم پر کیسے دھوم دھامی شرکی بول بول رہے ہیں کہ ۱؎ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم ہر مُسلمان کے ایمان کے درجے سے واقف ہیں، ۲؎ ہر مُسلمان کے ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہیں، ۳؎ ہر شخص کو ترقی سے رُک جانے کا جو سبب پیش آتا ہے اُس کی خبر رکھتے ہیں، ۴؎ ہر اُمتی کے تمام گناہوں کو جانتے ہیں، ۵؎ بلکہ ہر اُمتی کے تمام اچھے برے کاموں سے خبردار

ہیں، ٹ بلکہ ہر شخص کے دلی حالات پر مطلع ہیں کہ فلانے کے دل میں ایمان نہیں صرف ظاہر میں مسلمان کہلاتا ہے اور فلانے ظاہر و باطن میں مسلمان ہیں۔ کتنے ڈبل ڈبل شرکوں کے سات پہاڑ حضرت شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان کی ننھی سی جان پر ڈھا دیئے۔ ہاں گنگوہی وانبیٹھی صاحب اپنی براہین لیکر اپنے اپنے مفر کی راہ نکالو۔ تمہارا شرک تو فقط مجلس نکاح کا علم ماننے پر اچھلا تھا، یہاں تو شاہ صاحب نے تمام امتیوں کے تمام اچھے برے افعال کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے مان کر براہین کے گلے پر تیز چھری پھیر دی ہاں راندیری صاحبو اور کاکوری والے ملکی شیخ جی مبلغ وہابیہ ایڈیٹر النجم اور مسٹر ثناء اللہ اور دیو بند کے مفتیو اور ہاں جناب تھانوی جی! تم سب کی وہ ناپاک تحریریں تحفہ لاثانی وازالۃ الریب واہلحدیث کا مذہب وفتوائے علم غیب و بہشتی زیور سب کو شاہ صاحب نے تہہ تیغ بے دریغ فرما کر جہنم کے گھاٹ اتار دیا یا نہیں؟ ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! تقیہ کے گھونگھٹ میں مکھڑے نہ چھپاؤ۔ فرماؤ اور بہت جلد فرماؤ حضرت شاہ صاحب تمہارے دھرم میں کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور انہیں اپنا امام اور پیشوا مان کر تم سب بھی اپنے ہی منہ کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال یازدھم: تمام وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کے امام و پیر طائفہ صنم خانۂ وہابیت کے طاغوت اکبر میکدۂ نجدیت کے پیر مغاں جناب مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم مطبع قیومی صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

دریں حالت اطلاع بر امکنۂ افلاک وسیر بعضے مقامات زمیں کہ دور و دراز از جائے وے بود بطور کشف حاصل می آید۔

یعنی توحید صفاتی کے مقام پر پہنچ کر آسمانوں کے مکانوں پر اطلاع اور زمین کے ان مقام کی سیر، جو اسکی جگہ سے دور و دراز ہیں بطور کشف حاصل ہوگی۔

وآں کشفش مطابق می باشد

یعنی اس کا وہ کشف واقع کے مطابق بالکل درست ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں۔

برائے انکشافات حالات سموات وملاقات ارواح وملائکہ وسیر جنت ونار واطلاع بر حقائق آں مقام ودریافت امکنۂ آں جا وانکشاف امرے از لوح محفوظ یا حی یا قیوم است۔

یعنی آسمانوں کے حالات معلوم کرنا اور روحوں اور فرشتوں سے ملاقات کرنا اور جنت و دوزخ کی سیر کرنا اور اس مقام کی حقیقتوں سے خبردار ہونا اور وہاں کے مکانوں سے آگاہ ہونا اور لوح محفوظ میں سے کسی بات کا دریافت

کرنا اس سب کاموں کیلئے یا حی یا قیوم کا ذکر ہے۔

صفحہ ۴۱ پر لکھتے ہیں۔

روح درمیانِ ہر دو اسم باند روح را بالائے عرش رساند و در آنجا رسیدہ توقف نمودہ سیر دور نماید و در سیر و دور مختار است بالائے عرش نماید یا زیر آں و در مواضع آسمان نماید یا بقاع زمین۔

ان دونوں اسموں کے بیچ میں رہے روح کو عرش کے اوپر پہنچائے اور وہاں پہنچ کر ٹھہرے گھومے پھرے اور گھومنے پھرنے میں مختار ہے عرش کے اوپر سیر کرے یا اسکے نیچے آسمانوں میں پھرے یا زمین کے مقامات میں۔

اسی صفحہ پر لکھا۔

برائے کشفِ قبور سبوح قدوس رب الملائکۃ والرّوح مقرر است۔

یعنی قبروں کے حالات معلوم کرنے کیلئے سُبُّوحٌ قدوس ربُّ الملائکۃ والرُّوح مقرر ہے۔

صفحہ ۷۰ پر لکھتے ہیں۔

برائے کشفِ ارواح و ملائکہ و مقاماتِ آنہا و سیر اکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند۔

یعنی روحوں اور فرشتوں اور مقامات کے حالات دیکھنے اور زمین و آسمان و جنّت و دوزخ کے مکانوں کی سیر کرنے اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کیلئے شغل دورہ کرے۔

پس باستعانت ہماں شغل بہر مقامے کہ از زمین و آسمان و جنت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوالِ آں جا دریافت کند و با اہلِ آں مقام ملاقات سازد ــــ اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

یعنی اسی ذکر کی مدد سے زمین و آسمان جنت و دوزخ کے جس مقام کی چاہے سیر کرے اور وہاں کے حالات معلوم کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے۔

برائے کشف وقائع آئندہ اکابر ایں طریقہ طرق متعددہ نوشتہ اند۔

یعنی آئندہ ہونے والے واقعات معلوم کرنے کے لئے اس طریقہ کے بزرگوں نے کئی طریقے لکھے ہیں۔

صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔

آں عزیز با وجود وجاہت عند اللہ کامل النفس قوی التاثیر صاحبِ کشفِ صحیح باشد۔

یعنی پیر کا وہ مرید اللہ کے نزدیک عزّت و وجاہت والا ہونے کے ساتھ کامل نفس اور قوی تاثیر صحیح کشف والا ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

امثال ایں وقائع واشباہ ایں معاملات صدہا در پیش آمد تا ایں کمالات نبوت بذروہ علیائے خود رسید والہام وکشف بعلوم حکمت انجامید۔

یعنی اس قسم کے واقعات اور اس طرح کے معاملات سیکڑوں پیش آئے یہاں تک کہ نبوت کے راستے کے کمالات اپنی انتہائی حد کو پہنچ گئے اور علوم حکمت[1] کا کشف والہام پورا ہو گیا۔

ان دس تحریکات میں صاف کشف کی صحت کا اقرار ہے وہ بھی ایسا کہ اولیاء کو زمین کے دور دراز مقامات ظاہر ہوتے ہیں، بلکہ زمین کیا آسمانوں کے مکانات اور ملائکہ وارواح اور ان کے مقامات اور جنت ودوزخ اور قبروں کے اندر کا حال اور آنے والے واقعات کھل جاتے ہیں، یہانتک کہ عرش وفرش سب میں ان کی رسائی ہوتی ہے حتیٰ کہ لوح محفوظ پر اطلاع پا۔ تے ہیں وہ اپنے اختیار سے زمین وآسمان میں جہاں کا حال چاہیں دریافت کرلیں۔ اور ان سب باتوں کو حاصل کرنے کے طریقے خود ہی میاں اسمٰعیل جی بتا رہے ہیں کہ یوں کرو تو یہ رتبے مل جائیں گے، یہ کشف یہ اختیار ہاتھ آئیں گے۔ سبحان اللہ وہاں تو پیر جی کے ایک ایک مرید کو زمین وآسمان جنت ودوزخ حتیٰ کہ قبر کے حالات آئندہ کے واقعات لوح محفوظ وعرش اعظم غرض تینوں تلوک روشن تھے۔ عرش وفرش میں ہر جگہ کے کمالات کو جان لینا اپنے اختیار میں تھا۔ خود ان پیر جی کو وہ طریقے معلوم تھے کہ یوں کرو تو یہ سب باتیں روشن ہو جائیں گی۔ مگر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی انجانی یہاں تک ہے کہ آسمان کے تارے تو درکنار کیا دخل کہ ایک پیڑ کے پتے جان لیں اگر کوئی انھیں یہ کہدے کہ وہ کسی درخت کے پتوں کی گنتی جانتے ہیں تو اس نے انھیں اللہ کی شان میں ملا دیا وہاں تو بندگی کو وہ وسعت تھی یہاں آکر خدائی اتنی تنگ ہو گئی کہ ایک پیڑ کے پتے جاننے پر رہ گئی۔ حق فرمایا اللہ عزوجل نے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہیئے تھی۔ یہاں اگر کوئی عیار مکار وہابی دیوبندی یوں اندھیری ڈالنی چاہے کہ صاحب مولوی اسمٰعیل نے اپنے پیر اور اس کے مریدوں کیلئے کشف مانا ہے علم غیب ثابت نہیں کیا۔ تو اس کا جواب اوّلاً ـــــ تو یہی ہے کہ

---

[1] امام الوہابیہ اپنے پیر جی کیلئے وحی باطنی اور عصمت اور بعینہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا علم ثابت کرتا ہے اور مسلمانوں کے ڈر سے اس کو نبوت نہیں کہتا، بلکہ اس نے اس مرتبہ کا نام حکمت رکھا ہے۔ دیکھو اسی صراط مستقیم کا صفحہ ۳۲ و ۳۳ یہاں حکمت سے اس کی یہی مراد ہے۔ ۱۲

مطلب تو ان باتوں سے ہے جن کا عطائی علم بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ماننا تقویت الایمانی دھرم پر شرک ہے۔ اور خود ان سے بدر جہاز ائد پیر جی اور ان کے مریدوں کیلئے ثابت ملنے جارہے ہیں تم اُسے علم غیب نہ کہو انکشافِ غیب کہو بات تو وہی ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ماننا شرک اور پیر جی اور اس کے مریدوں کے لئے ان سے بدر جہاز ائد ماننا اسمٰعیل جی کو آنکھوں شکھ کلیجے ٹھنڈک۔

ثانیًا: وہ دیکھو تقویت الایمان بیچاری دور سے کھڑی انگلی دکھا رہی ہے کہ اُوں ہُوں! میرے نزدیک کشف کا دعویٰ کرنے والا بھی مُشرک ہے، میرے اکلوتے امام الوہابیہ نے اگرچہ اپنے پیر کیلئے علم غیب کا لفظ نہ کہا صرف کشف کا دعویٰ کیا مگر میرا جھینتا میری آغوشِ شرک سے کیونکر نکل سکتا ہے۔ (تقویت الایمان کی عبارت نمبری ۲۷ پھر ملاحظہ ہو) نیز براہین قاطعہ کی عبارتیں اوپر گزریں کہ گنگوہی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے فقط مجلسِ نکاح کی اطلاع ہو جانے کے اعتقاد کو شرک کہا ہے صرف اتنی سی بات کو کہ جہاں مجلسِ میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہو جائے علم محیط زمین ٹھہرا دیا، پھر اسے خدا کا خاصہ اور ساتھ ہی اپنے معبود ابلیس کی صفت بتا کر صاف حکمِ شرک جھنٹا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصّہ ایمان کا نہیں۔ پھر قبروں کے اندر کے حالات، آئندہ کے واقعات، ملائکہ وارواح کے مقامات زمین وآسمان وجنّت ودوزخ کے مکانات لوح محفوظ وعرش اعظم کا علم تو زمین کے علمِ محیط سے کروڑہا درجوں بڑا ہے۔ پھر اگر مجلسِ نکاح ومحفلِ میلاد سے ان علوم کا مقابلہ کیا جائے تو کیا پوچھنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے مجلسِ نکاح ومحفلِ میلاد کی اطلاع ماننے والا اگر معاذ اللہ ایک حصّہ کافر تھا تو اپنے پیر کیلئے ان علومِ متکاثرہ کا ماننے والا پدموں سنکھوں کافروں کے برابر ایک کافر ہوگا۔ پھر گنگوہی جی کا شرک تو مجالسِ میلاد ونکاح کا علم ماننے پر اُچھلا تھا۔ تقویت الایمان نے ایک پیڑ کے پتے ہی جاننے پر شرک اُگل دیا۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو گنگوہیو انبیٹھیو تھانویو دربھنگیو اجودھیا باشیو امرتسریو دہلویو کاکوریو امروہیو سنبھلیو راندیریو ڈھابیلیو تارا پوریو مالیگانویو! سب کے سب ایک ذرا دیر جی کڑا کر کے آنکھیں میچ کر منہ پھاڑ کر ایک بار تو کہہ ڈالو کہ اسمٰعیل دہلوی ہزاروں لاکھوں کروڑوں پدموں سنکھوں ڈبل کافروں مشرکوں کے برابر ایک اکیلا ڈبل کافر مُشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اور تم سب کے سب بھی بولو کہ اُسے امام ومقتدا وپیشوا مان کر لاکھوں

کروڑوں ڈبل کافروں مشرکوں کے برابر تم میں سے ہر ایک ڈبل کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں، بینوا توجروا۔

سوال دوازدھم: حضرت سیدنا و مولانا جلال الملۃ والدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرآن درزبان پہلوی یعنی مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں۔

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء   آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

یعنی اولیائے کرام کی نظر کے سامنے لوحِ محفوظ ہے اسی لئے ان کا علم غلطی اور خطا سے محفوظ ہے۔ اور فرماتے ہیں   دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست   دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست

یعنی پیر کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ اللہ ہی کا ہاتھ ہے اور فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود   دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

یعنی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا مگر اس وقت میرا دل اپنی طرف مشغول تھا یعنی سیر انفسی فرما رہا تھا۔ اور دوسرا نسخہ یوں ہے "دل دراں لحظہ باو مشغول بود" یعنی اس وقت میرا قلبِ مبارک جمالِ الٰہی میں مستغرق و مشغول تھا۔

اسی طرح اگر مثنوی شریف کے تمام اشعار جمع کئے جائیں جن میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام بلکہ ان کے غلامانِ بارگاہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے علمِ غیب ثابت فرمایا ہے تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔ ہمیں چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے ان تین شعروں پر اکتفا مناسب ہے۔ ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! بولو بولو حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تم کافر مشرک مرتد کیا کہتے ہو؟ ہاں ہاں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافر مشرک کہتے تمہیں کیا لگے گا۔ وہابی دھرم کا اصل الاصول ہی یہ ہے کہ دنیا بھر میں صرف وہی ڈھائی آدمی مسلمان ہیں اور باقی اگلے پچھلے سب کافر مشرک والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر غضب کی قیامت تو یہ ہے کہ سارے وہابیوں دیوبندیوں بالخصوص قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی سب کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب بھی مثنوی شریف کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اور اس کے سارے مضامین کو حق جانتے ہیں۔ عمر بھر مثنوی شریف کا درس دیتے رہے اور اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ مثنوی شریف اپنے ساتھ رکھا کریں۔ فرماتے ہیں۔

"مثنوی شریف حضرت مولانا قدس سرہٗ و کیمیائے سعادت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

لیکر گوشہ نشینی اختیار کرے اور اختلاط مردمانِ ناجنس سے پرہیز کرے اور فقیر (یعنی حاجی امداد اللہ) نے اپنی عادت کرلی ہے کہ سفر و حضر میں کلام شریف و دلائل الخیرات و مثنوی معنوی حضرت مولینا کو ضرور پاس رکھتا ہوں"۔ [1]

اب ذرا وہابیت عیارہ کمسن طرارہ نوخیز خام پارہ کے ننھے سے اُچھلتے ہوئے کلیجے پر ہاتھ رکھکر بول دو کہ حاجی امداد اللہ صاحب ایسے شہر کوں پر راضی رہ کر ان کی طرف دو سہر دں کو رغبت دلا کر کافر مُشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور ان کے مرید بن کر انھیں اپنا پیر بنا کر نانوتوی گنگوہی انبیٹھوی تھانوی اور سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سیزدھم: گنگوہی، نانوتوی انبیٹھی اور تمام دیوبندیوں کے آقائے نعمت و شیخ طریقت و پیر و مرشد و مرجع و مفزع و ملجا و ماویٰ یہی جناب حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

"لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ و حضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے"۔ [2] (یعنی اسوقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی اس لئے اسوقت ان خاص واقعات کا علم نہ ہوا توجہ فرماتے تو ضرور علم حاصل ہوجاتا)

ہاں یاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! سب کے سب ایک سرے سے بول چلو تقویت الایمانی دھرم پر اور براہینِ گنگوہی کے فتوے سے حاجی امداد اللہ صاحب اولیاء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے علم غیب مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ایسے مُشرک کے مرید بن کر نانوتوی گنگوہی تھانوی انبیٹھی کافر مُشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ایسے مشرکوں کو حکیم الامۃ حامی سنّت ناصرِ ملّت ماحیٔ بدعت یا امام و پیشوا و مقتدا یا کم از کم مُسلمان مان کر تم سب وہابیہ دیوبندیہ و غیر مقلدین بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

وھابی گورکھ دھندا:

حاجی صاحب کا قول تو ابھی آپ سُن چکے کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں غیوب کا مشاہدہ فرماتے

---

[1] شمائم امدادیہ مطبوعہ قیومی پریس لکھنؤ مصدقہ اشرفعلی تھانوی صفحہ ۸۰۔ [2] شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱۵

ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعاتِ افک میں تفصیلی اطلاع نہ ہوئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ سرکارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ ورنہ محبوبانِ خدا تو جس طرف نظر فرماتے ہیں غیوب کا مشاہدہ فرماتے ہیں"۔
یہ تو پیر جی کا قول تھا۔ اب مرید تھانوی جی کی لیجئے۔ تھانوی جی حفظ الایمان صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

"بہت سے امور میں آپ کا خاص اہتمام سے توجہ فرمانا بلکہ فکر و پریشانی میں واقع ہونا اور باوجود اس کے پھر مخفی رہنا ثابت ہے قصۂ افک میں آپ کی تفتیش اور استکشاف بابلغ وجوہ صحاح میں مذکور ہے مگر صرف توجہ سے انکشاف نہیں ہوا بعد ایک ماہ کے وحی کے ذریعے سے اطمینان ہوا"۔

ہمارے نزدیک اگرچہ پیر جی کا جواب بھی صحیح نہیں اس کا جواب باصواب حضرت سیّدی واستاذی صدر الافاضل استاذ العلماء امام المتکلمین سید المناظرین مولٰینا مولوی حافظ مفتی نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مراد آبادی دام ظلہم العالی نے اپنی کتاب مستطاب الکلمۃ العلیاء میں افادہ فرمایا من شاء فلیراجعہٗ مگر کہنا تو یہ ہے کہ پیر جی تو یہ کہتے ہیں کہ واقعہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی اس لئے علم نہیں ہوا، توجہ فرماتے تو ضرور علم ہو جاتا۔ اور مُرید صاحب یوں کہتے ہیں کہ واقعہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پوری توجہ فرمائی پھر بھی علم نہ ہوا۔ اب اگر تھانوی سچے ہیں تو حاجی صاحب جھوٹے اور حاجی صاحب اگر سچے ہیں تو تھانوی جی جھوٹے۔ کیوں دیوبندیو وہابیو یہ گورکھ دھندا کیونکر حل ہوگا؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔

سوال چہاردھم: تثلیثِ دیوبندیت کے اقنوم اوّل جناب مولوی قاسم صاحب نانوتوی اپنی تحذیر الناس صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔

"عُلومِ اوّلین مثلاً اور ہیں اور عُلومِ آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ صلعم[1] میں مجتمع ہیں"۔

ہاں وہابیو دیوبندیو بولو! علوم اوّلین وآخرین میں عُلومِ ماکان و مایکون و عُلومِ خمس سب آگئے یا نہیں، نانوتوی جی یہ تمام علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ثابت مان کر تقویت الایمانی دھرم

---

[1] ہم سُنّی مُسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

یہ کافر مرتد مشرک ہوئے یا نہیں۔ اور انھیں قاسم العلوم والخیرات و امام و مقتدا و پیشوا مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال پانزدھم[۱۵]: یہی نانوتوی جی اسی تحذیر النّاس کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں۔
"جس کی مربی صفت العلم ہو جو علم مطلق ہے مثل ابصار و اسماع علم خاص و قسم خاص نہیں تو لاجرم فرد تربیت یافتہ اعنی ذاتِ محمدی صلعم[لہ] بھی علم مطلق میں صاحب کمال ہوگی اور ظاہر ہے کہ مطلق میں تمام حصص خاصہ جو مقیدات میں ہوتے ہیں مندرج ہوتے ہیں سو یہ بعینہٖ مضمون عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ الخ ہے"۔

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلّدو! دیکھو نانوتوی جی نے کیسا صاف کہا کہ ذاتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو علم مطلق کے تمام حصص خاصہ سب حاصل ہوگئے۔ لولو وہابیو! علوم ما کان و ما یکون وعلوم خمس کا کونسا ذرّہ رہ گیا جو نانوتوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کیلئے ثابت نہ کیا۔ ارے لولو اور نور کسے بیشتر لولو کہ تقویت الایمانی دھرم دبر اپنی دھرم پر اور کاکوری ورانذیری وکفایتی فتوؤں کی بنا پر نانوتوی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور انھیں امام و پیشوا و مقتدا یا مسلمان مان کر تم سب وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلّدین بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال شانزدھم[۱۶]: یہی نانوتوی جی اسی تحذیر النّاس کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں۔
"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو بعد لحاظ صلہ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم[لہ] کو اپنی امّت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے"۔

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلّدین اپنے پر پرزے جھاڑ کر لولو! نانوتوی جی نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو ہر ہر امّتی سے اس کی جان سے زائد نزدیک بتایا اور اسی مضمون کو آیت سے ثابت فرمایا۔

اور بحمدہٖ تعالیٰ یہ امّتِ مرحومہ اقطار عالم اور اکنافِ جہاں اور دنیا کے چپّہ چپّہ اور گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا کوئی امّتی کہیں بھی ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم اس سے

لہ لہ ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم

اس کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اُمّتی بہت سے جنّات بھی ہیں۔ اور زمین و آسمان و سدرۃ المنتہیٰ و عرش و مستوی وغیرہ کے رہنے والے تمام فرشتے سب کے سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اُمّتی ہیں اور فرشتوں سے زمین و آسمان کا کوئی حصّہ کوئی مقام خالی نہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے ہر اُمّتی سے اس کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ تو نانوتوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو زمین و آسمان عرش و فرش بیت المعمور سدرۃ المنتہیٰ و مستویٰ کے ہر ہر مقام میں ہر جگہ پر ہر وقت ہر زمان ہر آن ہر مکان میں حاضر ناظر مانا یا نہیں۔ اور تقویت الایمانی و گنگوہی و تھانوی و کاکوری و رانذیری و کفایتی دھرم پر نانوتوی جی لاکھوں کروڑوں پدموں سنکھوں کافروں مشرکوں مرتدوں کے برابر تنہا کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور انہیں امام و پیشوا و مقتدیٰ یا مسلمان مان کر تم سب کے سب بھی ویسے ہی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال ھفدھم[۱۷]: یہی نانوتوی جی اسی تحذیر النّاس کے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

"اقربیت مذکورہ کا مابین رسول اللہ صلعم[۱] و امت مرحومہ ہونا بایں طور کہ آپ اقرب الی الامۃ المرحومہ من انفسہم ہوں ضرور ہے۔"

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلّدو! بولو نانوتوی جی دوبارہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حاضر و ناظر کہکر دوبارہ ویسے ہی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال ھیژدھم[۱۸]: نانوتوی جی کی تحذیر النّاس کے مطالعہ سے بالکل روشن طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کمالات کو ذاتی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصّلاۃ والسّلام کے کمالات کو عرضی مانتے ہیں۔ صفحہ ۴ پر کہا۔

"موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے، جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذّات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتَسَب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتَسَب اور مستعار نہیں ہوتا۔"

---

[۱] ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

صفحہ ۴ پر کہا۔

"آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوّت آپکا فیض ہے پر آپکی نبوت کسی اور کا فیض نہیں"۔

الحمد للّٰہ ہم مسلمان تو کمالاتِ ذاتیہ حتّٰی کہ وجود ذاتی بھی عزوجل ہی کیلئے خاص مانتے ہیں اور غیرِ خدا کیلئے کسی کمالِ ذاتی کا اثبات کفر و شرک جانتے ہیں اور اولیاء و انبیاء حتّٰی کہ خود سیّد الانبیاء علیہ و علیہم و علیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام کے لئے جو کچھ کمالات ثابت کرتے ہیں ان سب کو بالعرض یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانتے ہیں۔ وللّٰہ الحمد۔ مگر نانوتوی جی نے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو نبی بالذّات اور دوسرے انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام کو نبی بالعرض کہا۔ اسی معنی پر صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔

"عالمِ حقیقی رسول اللہ صلعم[1] ہیں اور انبیا باقی اور اولیا ر اور علمائے گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں"۔

بالعرض کے مقابل حقیقی کا لفظ بولنے سے ثابت ہو گیا کہ نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلّم کیلئے علمِ ذاتی مانتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلّدو! نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کیلئے علمِ ذاتی مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور انھیں قاسم العلوم والخیرات اور اپنا پیشوا و مقتدا یا از کم از کم مُسلمان مان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال نوزدھم[19]: یہی نانوتوی جی اسی تحذیر النّاس کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"ایسے نبی جامع العلوم کیلئے ایسی ہی جامع کتاب چاہیئے تھی" تا کہ عُلوِّ مراتبِ نبوّت جو لاجرم علوِّ مراتبِ علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا میسّر آئے ورنہ عُلوِّ مراتب نبوّت بے شک ایک قولِ دروغ اور حکایت غلط ہوتی"۔

اِس عبارت میں نانوتوی جی نے صاف قبول دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جامع العلوم یعنی تمام علموں کو جمع فرما لینے والے ہیں۔ اور قرآنِ عظیم بھی تمام علموں کی جامع کتاب ہے ہر علم کا بیان قرآن پاک میں موجود ہے اور ہر علم کے جاننے والے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تمام علوم کے جاننے والے نہ ہوتے اور قرآنِ کریم میں

---

[1] ہم سُنی مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

تمام علوم کا بیان نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تمام نبیوں سے اعلیٰ وافضل ہونا غلط ہوجاتا۔ کہاں ہیں وہ متکلمین وہابیہ ومناظرین دیوبندیہ جو یہ کہا کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو شعر وسحر وغیرہ باتوں کا علم نہ تھا۔ دیکھو کاکوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۱۷، آئیں اور دیکھیں کہ نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم کو تمام علموں کا جاننے والا اور قرآن حکیم کو تمام علموں کا بیان فرمانے والا بتارہے ہیں۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیرمقلّدو بولو! نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم کو ما کان وما یکون وخمس وغیرہا تمام علموں کا جاننے والا کہہ کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انھیں امام وپیشوا ومقتدا مان کر یا کم از کم مسلمان جان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا!

سوال بستم: یہی نانوتوی جی اپنی کتاب فیوض قاسمیہ مطبوعہ بلالی اسٹیم ساڈھورہ ضلع انبالہ صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں۔

> ”جناب سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوات والتسلیمات ہر چند بشر تھے مگر خیر البشر خدا کے منظور نظر تھے خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصّہ کامل ان کو عنایت فرمایا تھا منجملہ کمالات علم جو اول درجہ کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے ان کو مرحمت کیا چنانچہ مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اس دعوے کیلئے دلیل کامل ہے اس صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا وہ خدا ہی کا کہا نکلا باقی رہا کسی بات کا رہ جانا سو سورۂ نحل میں اس کلام اللہ کی شان میں تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ یعنی بیان کرنے والی ہر چیز کی ادھر اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا بھی اس احکام دین کے باب میں آیا ہے“۔

ملاحظہ ہو نانوتوی جی نے آیت اَكْمَلْتُ لَكُمْ کو احکام دین سے متعلق رکھا اور آیت کریمہ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کو دین ودنیا کی تمام چیزوں کیلئے عام بتایا جس پر ان کا لفظ ادھر دلالت کررہا ہے۔ ہاں وہابیو دیوبندیو غیرمقلدو! اب نانوتوی جی پر جلدی سے فتوے جڑو۔ دیکھو وہ کیسا صاف کہہ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم خدا ہی کا علم ہے۔ اللہ عزّ وجل نے اپنے حبیب اجمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا۔ بذریعہ قرآن مجید حضور انور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ہر چیز کا روشن بیان فرمادیا۔ بتاؤ اس ہیں کون سے ذرہ کا علم نہ آیا۔ بولو علوم خمس و علوم ما کان وما یکون میں سے کون سے علم کا اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں سے روشن بیان نہ فرمایا۔ جواب دو قرآن شریف کے کس لفظ کا کونسا مفہوم و مطلب اس چاہنے والے جل جلالہٗ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نہ سمجھایا۔ بولو تفویت الایمانی دھرم پر نانوتوی جی کافر مشرک مُرتد ہوئے یا نہیں اور تم سارے کے سارے بھی ان کو امام و پیشوا یا مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں، بینوا توجروا۔

سوال بست و یکم[۲۱]: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم ثانی جناب مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب امداد السلوک مطبع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

"مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دوراست اما روحانیت او دور نیست۔"

یعنی مرید یقین کے ساتھ جانے کہ پیر کی رُوح کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو مرید دور یا نزدیک کہیں بھی ہو اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی رُوح سے دور نہیں۔ دیکھو گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ تمام مریدوں کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہمارے پیر کی رُوح ہم سے نزدیک ہے۔ تو اگر کسی پیر کے ایک لاکھ مرید ہوں اور وہ دنیا کے ایک لاکھ حصّوں میں پھیلے ہوں گنگوہی جی حکم دیتے ہیں کہ وہ لاکھوں مرید یقین رکھیں کہ ہمارا پیر ہم سے قریب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں، یہاں تو گنگوہی جی مریدوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اپنے پیر کو اپنے حق میں حاضر و ناظر جانیں ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلّدو تھانویو دربھنگیو کاکورویو امروہیو سنبھلیو رانديريو تارا پوریو ڈھابیلیو مالیگانویو! سب کے سب ایک بہرے سے بول چلو گنگوہی جی تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم انھیں رشید الاسلام والمسلمین اور اپنا پیشوا و مقتدا یا مسلمان ہی جان کر خود بھی کافر مشرک مُرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و دوم: یہی گنگوہی جی اپنی کتاب لطائف رشیدیہ مطبوعہ بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۷، ۲ پر لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السّلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ و تنقیظ و حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ کما قال النّبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً

وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا اور فرمایا إِنِّیْ أَرٰى مَالَا تَرَوْنَ"۔

ملاحظہ ہو گنگوہی جی نے کیسا صاف کہا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہر وقت ہر آن غیب کی باتوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور عین اسی حالت میں جمالِ الٰہی کا دیدار ہر زمان و ہر دم انھیں حاصل ہے مشاہدۂ جمالِ الٰہی انھیں امورِ غیبیہ کے مطالعے سے باز نہیں رکھتا اور غیب کی باتوں کا دیکھنا دیدارِ خداوندی میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ اور اس مضمون کو حدیث لَوْ تَعْلَمُوْنَ وحدیث إِنِّیْ أَرٰى کا مفاد بتایا۔ کہاں ہیں ملکی شیخ جی مبلغ وہابیہ عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم اور ان کے ہم نوا دوسرے وہابیہ دیوبندیہ جو میدانِ مناظرہ میں اہلسنت کے کرّے واروں سے گھبرا کر کہہ بھاگتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو کسی وقت امورِ غیبیہ کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت اپنے گھر کی انھیں خبر نہیں ہوتی۔ دیکھو کاکوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۲۲۔ آئیں اور سوجھیں گنگوہی جی نے ان کے مونہوں میں کیسا پتھر ٹھونس دیا بولو وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! تقویت الایمانی دھرم پر گنگوہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا!

سوال بست و سوم ۲۳: گنگوہی و انبیٹھی کی براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ کی عبارت اوپر گذری کہ۔

"شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

دیکھو اس ناپاک عبارت میں کیسی صاف تصریح ہے کہ تمام روئے زمین کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گنگوہی دھرم میں تمام روئے زمین کا علم اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ اسی لئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننے والا مشرک ہوا کیونکہ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا کی خاص صفت کسی مخلوق کیلئے ثابت کی جائے اور اسی منھ سے گنگوہی جی نے اسی عبارت میں تمام روئے زمین کا علم شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت مانا۔ ہاں ہاں تمام وہابیو غیر مقلدو دیوبندیو بولو گنگوہی جی و انبیٹھی جی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے

سب بھی انھیں اپنا پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

سوال بست وچہارم: یہی گنگوہی وانبیٹھی اپنی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

"ان اولیاء کو حق تعالےٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور و علم ہو گیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے۔"

ہاں ہاں ہر وہ شخص جسکو ایمان و انصاف کی دونوں دولتیں عطا ہوئی ہیں، ملاحظہ کرے کہ گنگوہی وانبیٹھی نے اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کر لیا اور حضور سیدالانبیاء و مالکِ ارواح الاولیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے صاف کہدیا کہ ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیاء کیلئے تسلیم کر لئے وہی علوم انبیاء اور ان میں سے سیدالانبیاء علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے لئے تسلیم نہیں کئے۔ یہاں سے ان شیاطینِ دیوبندیہ و مرتدین وہابیہ بالخصوص اڈیٹر النجم کاکوروی اور شہاب ثاقب والے شیطان اجودھیا باشی وغیرہ کے منھ میں بحمدہ تعالیٰ قہرِ الٰہی کے پتھر سما گئے جو براہین قاطعہ کی شیطان والی عبارتِ کفریہ کی تاویلِ باطل میں یوں بکتے ہیں کہ شیطان کے علوم ذلیل ہیں اور ذلیل علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ماننا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین۔ (دیکھو اجودھیا باشی کی کتاب شہابِ ثاقب صفحہ ۱۰۸ اور عبدالشکور کاکوروی کی ناپاک کتاب نصرتِ آسمانی بر فرقۂ رضا خانی صفحہ ۱۴۴)

اولاً: علم کوئی ذلیل نہیں ورنہ ان علوم کا خدا کیلئے ماننا خدا کی توہین ہوگی اور اگر وہابیہ دیوبندیہ ان علوم کو خدا کیلئے نہ مانیں تو ان کا معبود جاہل ثابت ہوتا ہے۔

ثانیاً: براہین قاطعہ میں شیطان کے ساتھ حضرت ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام کا بھی ذکر ہے کہ "شیطان و ملک الموت کیلئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے"۔ کیا دیوبندی دھرم میں سید نا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم بھی معاذ اللہ ذلیل ہیں؟

ثالثاً: ابھی جو عبارت صفحہ ۵۲ کی لکھی گئی اس میں اولیاء کیلئے علم کشف و حضور مانا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے اسی علم کا انکار کر دیا کیا یہ علم بھی ذلیل ہے؟ کیا یہ عبارت انبیٹھی و گنگوہی کا مستقل

کفر نہیں۔ مگر اس سے قطع نظر کرکے ہمیں اس وقت یہ کہنا ہے کہ دیوبندی دھرم میں کسی نبی ولی کیلئے کشف ماننا شرک ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت نمبر ۲۔ ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو غیر مقلدو دیوبندیو بولو گنگوہی وانبیٹھی اولیا کیلئے کشف مان کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ان کو اپنا امام و پیشوا و مقتدیٰ یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

سوال بست و پنجم ۲۵: مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں۔

"جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو بدون اطلاع حق تعالیٰ کے علم غیب تھا تو اندیشہ کفر کا ہے کافر کہنے سے زبان روکے اور تاویل کرے۔"

ہم مسلمانوں کے نزدیک تو اللہ عزّ وجل کے تمام کمالات ذاتی ہیں اس کے سوا کسی دوسرے کو ذرہ برابر بھی کوئی ذاتی کمال ہرگز حاصل نہیں۔ جو شخص اللہ عزّ وجل کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذرہ کے کروڑویں حصّے کا علم ذاتی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مشرک مرتد ہے۔ بلکہ جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو خدائے پاک جلّ جلالہٗ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا یقینی قطعی کافر مشرک ہے یا نہیں اور جو ائمے مسلمان جانے اس کیلئے صرف کفر کا اندیشہ مانے اس کو کافر کہنے سے منع کرے اس کے ملعون کفر کی تاویل کرنے کا حکم دے وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اب بولو تمہارے دھرم گرو گنگوہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انھیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان جان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

دیوبندی الجھاؤ:

مسلمان سنّی بھائیو! دیوبندی دھرم بھی اپنے اندر ایسے ایسے الجھاؤ رکھتا ہے کہ "کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمّہ را" ملاحظہ ہو یا تو وہ تقویت الایمانی شور اشوری کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے خدا کا عطا فرمایا ہوا علم غیب مانے وہ بھی مشرک، یا یہ رشیدی بے نمکی کہ بغیر خدا کے عطا فرمائے ہوئے ذاتی علم غیب ماننے کو بھی گنگوہی جی کفر نہیں کہتے صرف کفر کا اندیشہ بتاتے ہیں۔ ایسے مرتد کو بھی جو اللہ عزّ وجلّ کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو شریک مانے کافر نہیں کہتے اسکے اس کفر ملعون میں تاویل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کچھ خبر بھی ہے آخر یہ بات کیا ہے۔ جی ہاں ہم سے سنئیے! نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ذاتی علم مانتے ہیں (سوال ہژدہم پھر ملاحظہ ہو) یہ انھیں کی حمایت ہے اس فتویٰ میں انھیں کو کفر سے بچایا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تھے، اپنوں کا زہر ہلاہل بھی شیرِ مادر، ان کا کفر بھی ایمان۔ وہ اگر غیرِ خدا کیلئے ذاتی علمِ غیب بھی مانیں تو نہ ان کا یہ قول کفر ہے نہ وہ خود کافر۔ ہاں غیر تو بیچارے غربائے اہلسنّت کے ائمۂ عظام و علمائے کرام ہیں جو سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے اللہ عزّ وجل کا عطا فرمایا ہوا علمِ غیب ماننے پر بھی سرکارِ گنگوہیت مدار سے کفر و شرک کا فتویٰ پاچکے۔ پیارے سُنّی بھائیو! ملاحظہ فرمایئے یہ ہے گنگوھی خانگی شریعت۔ وہاں توحید اتنی تنگ تھی کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے عطائی علمِ غیب مانے بلکہ جو صرف مجلس میلاد شریف کی اطلاع مانے بلکہ جو فقط کسی زکاح کا علم مانے اس پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگوایا اور اپنوں کے لئے وہی اپنی تنگ و سخت توحید اتنی نرم اور ڈھیلی کرلی کہ جو شخص غیرِ خدا کیلئے ذاتی علمِ غیب مانے خدائے واحد و قدوس جلّ جلالہٗ کے ذاتی علمِ غیب میں دوسرے کو اس کا شریک جانے وہ بھی کافر نہیں۔ غرض وہابی توحید بھی گویا رُبڑ کی بنی ہے جسکی کھول بیٹ اپنے ہاتھ ہے جس کیلئے چاہی تنگ اور سخت کرلی کہ کسی بیچارے غریب سُنّی کا ذکر تک اس میں نہیں آسکے اور جس کیلئے چاہی نرم اور ڈھیلی کرلی کہ کھلے کافروں مشرکوں کا بھی اس میں دخول ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو تم تقویت الایمان و براہین گنگوہیہ کے وہ فتوے صحیح مانتے ہو جو اوپر ذکر کئے گئے۔ یا فتاویٰ گنگوہیہ کا یہ فتویٰ! بولو دونوں میں کون ہے کذّاب؟ بیّنوا توجروا۔

سوال بست و ششم: تثلیثِ دیوبندیت کے اقنوم ثالث حکیم الامۃ النجدیہ مجدّد الملۃ الوہابیہ جناب مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارتِ ملعونہ نمبر ۱۲ میں گزری کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے" ـــــ اس عبارت میں تھانوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سا علمِ غیب ہر انسان بلکہ ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کیلئے ثابت کیا۔ ہاں ہاں تمام وہابیو غیر مقلدو! بولو گنگوہی و تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی بچوں پاگلوں جانوروں کیلئے علمِ غیب ثابت مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی انہیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال بست و ہفتم: یہی مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظاتِ حسن العزیز صفحہ ۲۰۵

ملفوظہ نمبر ۲۴۶ بروز دوشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۵ھ میں لکھتے ہیں۔

"دیکھئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوح و قلم کے علوم بھی ہیچ ہیں۔"

لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے اس کی تفصیل سوال نہم میں دیکھئے کہ ہر چھوٹی بڑی خشک و تر کھلی چھپی چیز زمین و آسمان کا ہر غیب سب کا تفصیلی علم محیط لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اس قدر علوم عطا فرمائے کہ تمام ما کان و ما یکون کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے علم کے سامنے ہیچ ہے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ ہاں ہاں اب ہر ایک دربھنگی، کاکوری، امرتسری، رانديری، تاراپوری، ڈھابیلی، مالیگانوی، سنبھلی، غیر مقلد وہابی دیوبندی بولے اور جلدی بولے کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم بھی ان کو اپنا امام و حکیم الامتہ یا کم از کم مسلمان جان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست وهشتم: صنم خانۂ دیوبندیت کے منات ثالثہ جناب مولوی اشرفعلی صاحب

تھانوی اپنی کتاب "نشر الطیب" مطبع احمدی لکھنؤ صفحہ ۲۵۰ پر قصیدہ بردہ شریف کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

"امام عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہٗ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا تھا انہوں نے باالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا یہ فوراً شفایاب ہو گئے۔ یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا۔ انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اس نے کہا جس کے اول میں یہ ہے۔ اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ م بِذِيْ سَلَمٍ ان کو تعجب ہوا کیونکہ انھوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔"

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قصیدہ بردہ شریف کو تھانوی جی صحیح اور درست تسلیم کرتے اور اسے الہامی قصیدہ مانتے ہیں کہ خدائے پاک جل جلالہٗ نے امام بوصیری قدس سرہٗ کو یہ قصیدہ الہام فرمایا۔ اور اس کا اقرار بھی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اس قصیدے کو سن کر خوش ہوئے اور امام بوصیری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھیر کر انہیں شفا بخش دی۔ اب ملاحظہ ہو اسی قصیدہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا   وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یارسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش کا ایک حصّہ ہیں اور لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا ایک جُز ہے ـــــ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ماکان و مایکون وخمس وجملہ مکتوبات قلم و مکنونات لوح محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک ٹکڑا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا علم اس سے بدرجہا زائد ہے تو تھانوی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ یہ مضمون اللہ عزّوجل نے امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الہام فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ مضمون سُن کر پسند فرمایا۔ ہاں اب دربھنگی کاکوردی امروہی سنبھلی راندیری اجودھیا باشی ٹھابیلی کشمیری تارا پوری مالیگانوی وہابی غیر مقلد دیوبندی سارے کے سارے ایک سرے سے بول چلیں کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب بھی انھیں اپنا پیشوا یا حکیم الامت یا کم از کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و نہم ۲۹: یہی جناب اشرف علی تھانوی اپنی کتاب تکمیل الیقین مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔

"شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رُسل اور اولیا ء غیب اور آئندہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں۔ اس مقام سے اس کو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ جب خدا غیب اور آئندہ کے حوادثات کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادث اسی کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہی خدا ان رُسل اور اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا امر آئندہ کی خبر دے دے اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ نفسِ فطرتِ انسانی کا یہ مقتضا نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مُغیبات میں سے کسی شئی کو جان سکے لیکن اگر خدا کسی کو بتلا دے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتلانے ہی سے معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیدیتے ہیں۔ ان میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعوے

کرتا ہو چنانچہ شریعتِ محمدیہ بالذات علمِ غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجے کے ممنوعات میں شمار کرتی ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتلاتی ہے"۔

دیکھو تھانوی جی اِس عبارت میں اللہ عزّوجل کے رسولوں اور ولیوں کیلئے علمِ غیب ثابت کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو ندویو ڈھابیلیو نرڈیا دیوتارا پوریو کاکورویو امروہیو دربھنگیو سنبھلیو مالیگانویو سب کے سب ایک سرے سے بول چلو تھانوی جی تقویۃ الایمانی دھرم اور گنگوہی پنتھ پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب انہیں اپنا پیشوا اور حکیم الامت یا کم از کم مسلمان جان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سئیم: یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب "کراماتِ امدادیہ" مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفحہ ۴۲ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست

یعنی پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ تو اللہ ہی کا ہاتھ ہے۔ اس شعر کا مطلب یہی تو ہوا کہ حاجی صاحب اپنے معتقدین و مریدین سے دور نہیں ہیں کوئی انکو کتنی ہی دُور سے پکارے حاجی جی کو اس کی خبر ہو جاتی ہے اور فوراً اس کی مدد کرتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیو، دیوبندیو غیر مقلدو! بولو تمہارے حکیم الامۃ اپنے پیر جی کیلئے یہ علم و قدرت مان کر تقویۃ الایمانی و گنگوہی دھرم پر کفر و شرک کے ناپاک مرض میں مریض ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب اُن کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی ویکم: حکیم الامۃ الدیوبندیہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی رسلیا حفظ الایمان کے صریح ناپاک ملعون کفر کو اسلام بنانے کیلئے ایک تحریر توضیح البیان اپنے ذنب خناس فحاش شنظیر مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کے نام سے مطبع قاسمی دیوبند میں چھپوائی اس کے صفحہ ۴ سطر ۴ میں ہے۔

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو تمامہا حاصل ہو گئے تھے" الخ ظاہر ہے۔

صفحہ ۴ سطر ۱۸

"یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کیلئے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہوتا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے"۔

صفحہ ۴ سطر ۲۲

"جس غیب کا علم ذات مقدسہ کیلئے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہ یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلّم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کیلئے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بالفرض محال جن امور کا علم غیب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی اُن سے بحث نہیں"۔

صفحہ ۵ سطر ۲۲

"وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذات مقدسہ کیلئے ثابت ہے"۔

صفحہ ۶ سطر ۳

"سینۂ فیض گنجینہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر متناہی غیوب کے علوم بالفعل ولو کان محالاً فرض کرو"۔

صفحہ ۷ سطر ۵

"سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں"۔

صفحہ ۷ سطر ۸

"بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں اس سے تو نہ یہاں گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے"۔

صفحہ ۸ سطر ۱۷

"سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں"۔

صفحہ ۹ سطر ۱۵

"سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا

جائز نہیں"۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱

" سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علمِ غیب ثابت ہے نہ اُس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے"۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۲

" یہاں گفتگو غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علمِ غیب پر بھی"۔

ملاحظہ ہو تھانوی جی و دربھنگی جی نے مسلمانوں کے خوف سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے سولہ بار علمِ غیب کا اقرار کیا حتیٰ کہ گھبراہٹ میں یہ بھی کہہ بھاگے کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا علمِ غیب غیر متناہی بالفعل بھی ہو تو بھی ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں۔ ڈر کے مارے یہ بھی قبول کر لیا کہ دنیا بھر کے سارے علوم بھی اگر جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ایک علم کے برابر نہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ اگر ذرّہ ذرّہ کا علم، خمس کے علوم، تمام ما کان وما یکون کے علوم سب کے سب جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ایک علم ان سب علوم اور اُن سے زائد پر مشتمل ہو گا یہ سب علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ایک ہی علم کا حصّہ اور جزء ہو جائیں گے اب کونسا علم رہ گیا جسے تھانوی و دربھنگی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے اُن عبارات میں ثابت نہیں کیا۔ ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلدوں کے اکابر واصاغر اراذل ثعالب اتراب سب ایک سرے سے بول چلو کہ تھانوی جی و دربھنگی جی دونوں تقویۃ الایمانی و گنگوہی دھرم پر پکّے مشرک ڈبل سے بڑھ کر ڈبل کافر ٹھیٹ مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی ان دونوں کو اپنا پیشوا اور حکیم الامت اور ابن تیمیہ خدا یا کم سے کم مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

دیوبندی کتھی:

توضیح البیان کی عبارتیں پھر ملاحظہ ہوں۔ تھانوی جی کی زبان دربھنگی جی کے منہ میں ہے فرماتے ہیں کہ حفظ الایمان میں تھانوی جی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے علمِ غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے لہٰذا حفظ الایمان کی وہ عبارت کفر نہیں۔ اور اگر حفظ الایمان میں تھانوی جی حضور اقدس

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ہر چیز کا روشن بیان فرما دیا۔ بتاؤ اس میں کون سے ذرّہ کا علم نہ آیا۔ بولو علوم خمس وعلوم ماکان وما یکون میں سے کون سے علم کا اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں سے روشن بیان نہ فرمایا۔ جواب دو قرآن شریف کے کس لفظ کا کونسا مفہوم ومطلب اس چاہنے والے جل جلالہٗ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نہ سمجھایا۔ بولو تفویت الایمانی دھرم پر نانوتوی جی کافر مشرک مُرتد ہوئے یا نہیں اور تم سارے کے سارے بھی ان کو امام وپیشوا یا مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست ویکم[21]: تثلیثِ دیوبندیت کے اقنوم ثانی جناب مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب امداد السلوک مطبع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

"مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دوراست اما روحانیت او دور نیست۔"

یعنی مرید یقین کے ساتھ جانے کہ پیر کی رُوح کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو مرید دور یا نزدیک کہیں بھی ہو اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی رُوح سے دور نہیں۔ دیکھو گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ تمام مریدوں کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہمارے پیر کی رُوح ہم سے نزدیک ہے۔ تو اگر کسی پیر کے ایک لاکھ مرید ہوں اور وہ دنیا کے ایک لاکھ حصّوں میں پھیلے ہوں گنگوہی جی حکم دیتے ہیں کہ وہ لاکھوں مرید یقین رکھیں کہ ہمارا پیر ہم سے قریب ہے۔ حُضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں، یہاں تو گنگوہی جی مریدوں کو حُکم دے رہے ہیں کہ اپنے پیر کو اپنے حق میں حاضر وناظر جانیں ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو تھانویو دربھنگیو کاکورویو امروہیو سنبھلیو رانديريو تارا پوريو ڈھابیلیو مالیگانویو! سب کے سب ایک بہرے سے بول چلو گنگوہی جی تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم انھیں رشید الاسلام والمسلمین اور اپنا پیشوا ومقتدا یا مسلمان ہی جان کر خود بھی کافر مُشرک مُرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست ودوم: یہی گنگوہی جی اپنی کتاب لطائف رشیدیہ مطبوعہ بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السّلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ وتنقیط وحضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ کما قال النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً

وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا اور فرمایا اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ"۔

ملاحظہ ہو گنگوہی جی نے کیسا صاف کہا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہر وقت ہر آن غیب کی باتوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور عین اسی حالت میں جمال الٰہی کا دیدار ہر زمان و ہر دم انھیں حاصل ہے مشاہدۂ جمال الٰہی انھیں امور غیبیہ کے مطالعے سے باز نہیں رکھتا اور غیب کی باتوں کا دیکھنا دیدار خداوندی میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ اور اس مضمون کو حدیث لَوْ تَعْلَمُوْنَ و حدیث اِنِّیْ اَرٰی کا مفاد بتایا۔ کہاں ہیں ملکی شیخ جی مبلغ وہابیہ عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم اور ان کے ہم نوا دوسرے وہابیہ دیوبندیہ جو میدان مناظرہ میں اہلسنت کے کرّے واروں سے گھبرا کر کہہ بھاگتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو کسی وقت امور غیبیہ کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت اپنے گھر کی انھیں خبر نہیں ہوتی۔ دیکھو کاکوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۲۲۔ آئیں اور سوجھیں گنگوہی جی نے ان کے مونہوں میں کیسا پتھر ٹھونس دیا بولو وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! تقویت الایمانی دھرم پر گنگوہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا!

سوال بست و سوم: گنگوہی و انبیٹھی کی براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ کی عبارت اوپر گذری کہ۔

"شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

دیکھو اس ناپاک عبارت میں کیسی صاف تصریح ہے کہ تمام روئے زمین کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گنگوہی دھرم میں تمام روئے زمین کا علم اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ اسی لئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننے والا مشرک ہوا کیونکہ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا کی خاص صفت کسی مخلوق کیلئے ثابت کی جائے اور اسی منہ سے گنگوہی جی نے اسی عبارت میں تمام روئے زمین کا علم شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت مانا۔ ہاں ہاں تمام وہابیو غیر مقلدو دیوبندیو بولو گنگوہی جی و انبیٹھی جی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے

سب بھی انھیں اپنا پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

سوال بست و چہارم: یہی گنگوہی و انبیٹھی اپنی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

"ان اولیاء کو حق تعالے نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور و علم ہو گیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السّلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرماوے ممکن ہے مگر ثبوتِ فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے"۔

ہاں ہاں ہر وہ شخص جسکو ایمان و انصاف کی دونوں دولتیں عطا ہوئی ہیں، ملاحظہ کرے کہ گنگوہی و انبیٹھی نے اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کر لیا اور حضور سیدالانبیاء و مالکِ ارواح الاولیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلّم کے لئے صاف کہدیا کہ ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیاء کیلئے تسلیم کرلئے وہی علوم انبیاء اور ان میں سے سید الانبیاء علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام کے لئے تسلیم نہیں کئے۔ یہاں سے ان شیاطینِ دیوبندیہ و مرتدینِ وہابیہ بالخصوص ایڈیٹر النجم کاکوروی اور شہابِ ثاقب والے شیطان اجودھیا باشی وغیرہ کے منہ میں بحمدہٖ تعالیٰ قہرِ الٰہی کے پتھر سماگئے جو براہینِ قاطعہ کی شیطان والی عبارتِ کفریہ کی تاویلِ باطل میں یوں بکتے ہیں کہ شیطان کے علوم ذلیل ہیں اور ذلیل علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ماننا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین۔ (دیکھو اجودھیا باشی کی کتاب شہابِ ثاقب صفحہ ۱۰۸ اور عبد الشکور کاکوروی کی ناپاک کتاب نصرتِ آسمانی برغرہ رضا خانی صفحہ ۲۴)

اولاً: علم کوئی ذلیل نہیں ورنہ ان علوم کا خدا کیلئے ماننا خدا کی توہین ہوگی اور اگر وہابیہ دیوبندیہ ان علوم کو خدا کیلئے نہ مانیں تو ان کا معبود جاہل ثابت ہوتا ہے۔

ثانیاً: براہینِ قاطعہ میں شیطان کے ساتھ حضرت ملک الموت علیہ الصلاۃ والسّلام کا بھی ذکر ہے کہ "شیطان و ملک الموت کیلئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے"۔ کیا دیوبندی دھرم میں سیدنا عزرائیل علیہ الصّلاۃ والسلام کے علوم بھی معاذ اللہ ذلیل ہیں؟

ثالثاً: ابھی جو عبارت صفحہ ۵۲ کی لکھی گئی اس میں اولیاء کیلئے علمِ کشف و حضور مانا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے اسی علم کا انکار کر دیا کیا یہ علم بھی ذلیل ہے؟ کیا یہ عبارت انبیٹھی و گنگوہی کا مستقل

کفر نہیں۔ مگر اس سے قطع نظر کر کے ہمیں اِس وقت یہ کہنا ہے کہ دیوبندی دھرم میں کسی نبی ولی کیلئے کشف ماننا شرک ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت نمبر ۲۷۔ ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو غیر مقلدو دیوبندیو بولو گنگوہی وانبیٹھی اولیا کیلئے کشف مان کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مُشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ان کو اپنا امام و پیشوا و مقتدیٰ یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مُشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

سوال بست و پنجم ۲۵: مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ گنگوہیہ حصّہ اول صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں۔

"جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو بدون اطلاع حق تعالیٰ کے علم غیب تھا تو اندیشہ کفر کا ہے کافر کہنے سے زبان رو کے اور تاویل کرے۔"

ہم مسلمانوں کے نزدیک تو اللہ عزّ و جلّ کے تمام کمالات ذاتی ہیں اس کے سوا کسی دوسرے کو ذرہ برابر بھی کوئی ذاتی کمال ہرگز حاصل نہیں۔ جو شخص اللہ عزّ و جلّ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذرہ کے کروڑویں حصّے کا علم ذاتی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مُشرک مرتد ہے۔ بلکہ جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو خدائے پاک جلّ جلالہٗ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا یقینی قطعی کافر مشرک ہے یا نہیں اور جو اُسے مُسلمان جانے اس کیلئے صرف کفر کا اندیشہ مانے اس کو کافر کہنے سے منع کرے اس کے ملعون کفر کی تاویل کرنے کا حکم دے وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اب بولو تمہارے دھرم گرو گنگوہی جی کافر مُشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انھیں اپنا پیشوا یا کم از کم مُسلمان جان کر تم سب خود بھی کافر مُشرک مُرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

دیوبندی اُلجھاؤ:

مُسلمان سُنّی بھائیو! دیوبندی دھرم بھی اپنے اندر ایسے ایسے الجھاؤ رکھتا ہے کہ "کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمّہ را" ملاحظہ ہو یا تو وہ تقویت الایمانی شورا شوری کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے خدا کا عطا فرمایا ہوا علم غیب مانے وہ بھی مُشرک، یا یہ رشیدی بے نمکی کہ بغیر خدا کے عطا فرمائے ہوئے ذاتی علم غیب ماننے کو بھی گنگوہی جی کفر نہیں کہتے صرف کفر کا اندیشہ بتاتے ہیں۔ ایسے مرتد کو بھی جو اللہ عزّ و جلّ کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو شریک مانے کافر نہیں کہتے اسکے اس کفر ملعون میں تاویل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کچھ خبر بھی ہے آخر یہ بات کیا ہے۔ جی ہاں ہم سے سُنئے! نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ذاتی علم مانتے ہیں (سوال ہشتم دہم پھر ملاحظہ ہو) یہ انھیں کی حمایت ہے اس فتویٰ میں انھیں کو کفر سے بچایا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تھے، اپنوں کا زہر ہلاہل بھی شیر مادر، ان کا کفر بھی ایمان۔ وہ اگر غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب بھی مانیں تو نہ ان کا یہ قول کفر ہے نہ وہ خود کافر۔ ہاں غیر تو بیچارے غربائے اہلسنت کے ائمۂ عظام وعلمائے کرام ہیں جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے اللہ عزّ وجل کا عطا فرمایا ہوا علم غیب ماننے پر بھی سرکارِ گنگوہیت مدار سے کفر وشرک کا فتویٰ پاچکے۔ پیارے سُنّی بھائیو! ملاحظہ فرمایئے یہ ہے گنگوھی خانگی شریعت۔ وہاں توحید اتنی تنگ تھی کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب مانے بلکہ جو صرف مجلس میلاد شریف کی اطلاع مانے بلکہ جو فقط کسی زکاح کا علم مانے اس پر بھی کفر وشرک کا فتویٰ لگوایا اور اپنوں کے لئے وہی اپنی تنگ وسخت توحید اتنی نرم اور ڈھیلی کرلی کہ جو شخص غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب مانے خدائے واحد وقدوس جلّ جلالہٗ کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو اس کا شریک جانے وہ بھی کافر نہیں۔ غرض وہابی توحید بھی گویا ربڑ کی بنی ہے جسکی کھول میٹ اپنے ہاتھ ہے جس کیلئے چاہی تنگ اور سخت کرلی کہ کسی بیچارے غریب سُنّی کا ذکر تک اس میں نہیں آسکے اور جس کیلئے چاہی نرم اور ڈھیلی کرلی کہ کُھلے کافروں مشرکوں کا بھی اس میں دخول ہوجائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو تم تقویت الایمان وبراہین گنگوہیہ کے وہ فتوے صحیح مانتے ہو جو اوپر ذکر کئے گئے۔ یا فتاویٰ گنگوہیہ کا یہ فتویٰ! بولو دونوں میں کون ہے کذّاب؟ بیّنوا توجروا۔

سوال بست وششم: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم ثالث حکیم الامۃ النجدیہ مجدد الملۃ الوہابیہ جناب مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارتِ ملعونہ نمبر ۱۲ میں گذری کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔۔۔۔۔اس عبارت میں تھانوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سا علم غیب ہر انسان بلکہ ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کیلئے ثابت کیا۔ ہاں ہاں تمام وہابیو غیر مقلدو! بولو گنگوہی وتقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی بچوں پاگلوں جانوروں کیلئے علم غیب ثابت مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی انہیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال بست وہفتم: یہی مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظات حسن العزیز صفحہ ۲۰۵

ملفوظہ نمبر ۲۴۶، بروز دوشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۵ھ میں لکھتے ہیں۔

"دیکھئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوح و قلم کے علوم بھی ہیچ ہیں۔"

لوحِ محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے اس کی تفصیل سوال نہم میں دیکھئے کہ ہر چھوٹی بڑی خشک و تر کھلی چھپی چیز زمین و آسمان کا ہر غیب سب کا تفصیلی علم محیط لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ عزوجل نے اس قدر علوم عطا فرمائے کہ تمام ماکان و مایکون کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم کے سامنے ہیچ ہے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ ہاں ہاں اب ہر ایک دربھنگی، کاکوری، امرتسری، رانديری، تاراپوری، ڈھابیلی، مالیگانوی، سنبھلی، غیر مقلد وہابی دیوبندی بولے اور جلدی بولے کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم بھی ان کو اپنا امام و حکیم الامۃ یا کم از کم مسلمان جان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست وهشتم: صنم خانۂ دیوبندیت کے منات ثالثہ جناب مولوی اشرفعلی صاحب

تھانوی اپنی کتاب "نشر الطیب" مطبع احمدی لکھنؤ صفحہ ۲۵۰ پر قصیدہ بُردہ شریف کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

"امام عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہٗ کو فالج ہوگیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہوگیا تھا انہوں نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک ان کے بدن پر پھیرا یہ فوراً شفایاب ہوگئے۔ یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا۔ انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اس نے کہا جس کے اول میں یہ ہے۔ اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ م بِذِيْ سَلَمٍ ان کو تعجب ہوا کیونکہ انھوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جارہا تھا اور آپ خوش ہورہے تھے۔"

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قصیدہ بردہ شریف کو تھانوی جی صحیح اور درست تسلیم کرتے اور اسے الہامی قصیدہ مانتے ہیں کہ خدائے پاک جل جلالہٗ نے امام بوصیری قدس سرہٗ کو یہ قصیدہ الہام فرمایا۔ اور اس کا اقرار بھی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس قصیدے کو سن کر خوش ہوئے اور امام بوصیری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھیر کر انہیں شفا بخش دی۔ اب ملاحظہ ہو اسی قصیدہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یارسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش کا ایک حصّہ ہیں اور لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا ایک جُز ہے ـــــــ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ماکان و مایکون و خمس و جملہ مکتوباتِ قلم و مکنوناتِ لوحِ محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علمِ اقدس کا ایک ٹکڑا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم اس سے بدر جہا زائد ہے تو تھانوی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ یہ مضمون اللہ عزّوجل نے امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الہام فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ مضمون سُن کر پسند فرمایا۔ ہاں اب در بھنگی کاکوروی امروہی سنبھلی راندیری اجودھیا باشی ڈھابیلی کشمیری تارا پوری مایگانوی وہابی غیر مقلّد دیوبندی سارے کے سارے ایک سرے سے بول چلیں کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب بھی انھیں اپنا پیشوا یا حکیم الامّت یا کم از کم مُسلمان مان کر کافر مُشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و نہم[۲۹]: یہی جناب اشرف علی تھانوی اپنی کتاب تکمیلُ الیقین مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔

" شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رُسُل اور اولیاء غیب اور آئندہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں۔ اس مقام سے اس کو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ جب خدا غیب اور آئندہ کے حوادثات کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادث اسی کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ تو پھر اس سے کون امر مانع ہوسکتا ہے کہ یہی خدا ان رُسُل اور اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا امرِ آئندہ کی خبر دے دے اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ نفسِ فطرتِ انسانی کا یہ مقتضا نہیں کہ وہ بذاتہٖ اور خود مُغیبات میں سے کسی شیٔ کو جان سکے لیکن اگر خدا کسی کو بتلادے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتلانے ہی سے معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیدیتے ہیں۔ ان میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو بذاتہٖ علمِ غیب کا دعوٰے

کرتا ہو چنانچہ شریعتِ محمدیہ بالذات علمِ غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجے کے ممنوعات میں شمار کرتی ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتلاتی ہے"۔

دیکھو تھانوی جی اس عبارت میں اللہ عزّوجل کے رسولوں اور ولیوں کیلئے علمِ غیب ثابت کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیرمقلدو راندیریو ڈھابیلیو نڑیادیو تاراپوریو کاکورویو امروہیو دربھنگیو سنبھلیو مالیگانویو سب کے سب ایک سرے سے بول چلو تھانوی جی تقویۃ الایمانی دھرم اور گنگوہی پنتھ پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب انہیں اپنا پیشوا اور حکیم الامت یا کم از کم مسلمان جان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال ستیم[۳۰]: یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب کراماتِ امدادیہ" مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفحہ ۴۲ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست

یعنی پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ تو اللہ ہی کا ہاتھ ہے۔ اس شعر کا مطلب یہی تو ہوا کہ حاجی صاحب اپنے معتقدین و مریدین سے دور نہیں ہیں کوئی انکو کتنی ہی دور سے پکارے حاجی جی کو اس کی خبر ہو جاتی ہے اور فوراً اس کی مدد کرتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیو، دیوبندیو غیرمقلدو! بولو تمہارے حکیم الامۃ اپنے پیر جی کیلئے یہ علم و قدرت مان کر تقویتُ الایمانی و گنگوہی دھرم پر کفر و شرک کے ناپاک مرض میں مریض ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب اُن کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی ویکم[۳۱]: حکیم الامۃ الدیوبندیہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی رسلیا حفظ الایمان کے صریح ناپاک ملعون کفر کو اسلام بنانے کیلئے ایک تحریر توضیح البیان اپنے ذنبِ خاص نجاش شنظیر مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کے نام سے مطبع قاسمی دیوبند میں چھپوائی اس کے صفحہ ۴ سطر ۸ میں ہے۔

" حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو تمامہا حاصل ہوگئے تھے" الخ ظاہر ہے۔

صفحہ ۴ سطر ۱۸

"یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہوتا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے"۔

صفحہ ۴ سطر ۲۲

"جس غیب کا علم ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلّم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کیلئے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بالفرض محال جن امور کا علم غیب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی اُن سے بحث نہیں"۔

صفحہ ۵ سطر ۲۲

"وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذاتِ مقدسہ کیلئے ثابت ہے"۔

صفحہ ۶ سطر ۳

"سینۂ فیض گنجینہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر متناہی غیوب کے علوم بالفعل ولو کان محالاً فرض کرو"۔

صفحہ ۷ سطر ۵

"سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بعض علومِ غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں"۔

صفحہ ۷ سطر ۸

"بعض علومِ غیبیہ کہ واقع میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں اس سے تو نہ یہاں گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے"۔

صفحہ ۸ سطر ۱۷

"سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں"۔

صفحہ ۹ سطر ۱۵

"سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو باوجود علمِ غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا

جائز نہیں۔"

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱

" سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علمِ غیب ثابت ہے نہ اُس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔"

صفحہ ۱۰ سطر ۱۲

" یہاں گفتگو غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عِلمِ غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علمِ غیب پر بھی۔"

ملاحظہ ہو تھانوی جی و در بھنگی جی نے مسلمانوں کے خوف سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے سولہ بار علمِ غیب کا اقرار کیا حتّٰی کہ گھبراہٹ میں یہ بھی کہہ بھاگے کہ اگر حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا علمِ غیب غیر متناہی بالفعل بھی ہو تو بھی ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں۔ ڈر کے مارے یہ بھی قبول کر لیا کہ دنیا بھر کے سارے علوم بھی اگر جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ایک علم کے برابر نہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ اگر ذرّہ ذرّہ کا علم، خمس کے عُلوم، تمام ماکان و مایکون کے عُلوم سب کے سب جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ایک علم ان سب علوم اور اُن سے زائد پر مشتمل ہوگا یہ سب علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ایک ہی علم کا حصّہ اور جزء ہو جائیں گے اب کونسا علم رہ گیا جسے تھانوی و در بھنگی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے اُن عبارات میں ثابت نہیں کیا۔ ہاں ہاں تمام وہابیو، دیوبندیو، غیر مقلدوں کے اکابر و اصاغر اذناب و ثعالب اتراب سب ایک سرے سے بول چلو کہ تھانوی جی و در بھنگی جی دونوں تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر پکّے مُشرک ڈبل سے بڑھ کر ڈبل کافر ٹھیٹ مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی ان دونوں کو اپنا پیشوا اور حکیم الامت اور ابنِ تیمیہ خدا یا کم سے کم مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

دیوبندی گتھی:

توضیح البیان کی عبارتیں پھر ملاحظہ ہوں۔ تھانوی جی کی زبان در بھنگی جی کے منہ میں ہے فرماتے ہیں کہ حفظ الایمان میں تھانوی جی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے علمِ غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے لہٰذا حفظ الایمان کی وہ عبارت کفر نہیں۔ اور اگر حفظُ الایمان میں تھانوی جی حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب کو تسلیم نہیں کرتے تو حفظ الایمان کی وہ عبارت ضرور کفر ہوتی اور ضرور اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین اور گستاخی ہوتی اور مبلغ وہابیہ ملکی شیخ جی ایڈیٹر النجم مولوی عبد الشکور کاکوروی نے مناظرہ لکھنؤ محلہ چکنمنڈی میں فقیر کے سامنے کہا کہ مولوی اشرفعلی صاحب حضور کے لئے علم غیب بالکل تسلیم ہی نہیں کرتے نہ کلی نہ بعض لہٰذا حفظ الایمان کی عبارت میں نہ توہین ہے نہ کفر ہے اور اگر مولوی اشرف علی صاحب حضور کیلئے علم مانتے اور پھر ایسا کہتے تو ضرور یہ عبارت توہین اور کفر ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایڈیٹر النجم انکار فرمادیں کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا لہٰذا میں اُن کا تحریری اقرار پیش کردوں۔ ایڈیٹر النجم اپنی خبیث کتاب "نصرت آسمانی بر فرقۂ رضا خانی" مطبوع عمدۃ المطابع لکھنؤ صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں۔

"رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مولانا اشرف علی صاحب بلکہ اہلسنت کی جماعت میں سے (یعنی وہابیہ دیوبندیہ میں سے) کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں مانتا لہٰذا عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو اگر رذائل سے تشبیہ ہو تو کوئی توہین نہیں اگر حضور کو عالم الغیب جانتے اور پھر علم غیب کی کسی صورت کو رذیل اشیاء کے ساتھ تشبیہ دیتے تو بیشک توہین ہوتی"۔

صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

"جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا میں صفتِ علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہوسکتی"۔

ان دونوں عبارتوں کا مطلب وہی ہوا کہ تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے صفتِ علم غیب مانتے ہی نہیں لہٰذا بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے ساتھ تشبیہ دینی نہ توہین ہے نہ کفر ہے۔ اور اگر تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم غیب مانتے اور پھر یہ تشبیہ دیتے تو یقیناً یہ تشبیہ کفر اور توہین ہوتی۔ اب اگر در بھنگی سچے ہیں کہ تھانوی جی نے حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم غیب بعطائے الٰہی تسلیم کیا ہے تو ایڈیٹر صاحب کے نزدیک تھانوی جی بیشک کافر مرتد ہیں۔ اور اگر ایڈیٹر صاحب سچے ہیں کہ تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے علم غیب سرے سے مانتے ہی نہیں تو در بھنگی کے نزدیک تھانوی کے کفر پر در بھنگی و کاکوروی دونوں

کا اجماع مؤلف ہوگیا۔ و للہ الحمد۔

سوال سی و دوم۳۲: صنم کدۂ دیوبندیت کے طاغوت رابع جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی اپنی ناپاک ملعون کتاب "التصدیقات لدفع التلبیسات" معروف بہ "المهند" مطبوعہ بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر لکھتے ہیں۔

"سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ وہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقتہائے حقہ و اسرارِ مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔"

اولین و آخرین میں تمام ملائکہ، جنات، حور، غلمان اور سب انسان کافر مومن اور اولیا و انبیا علیہم الصلاۃ والسّلام سبھی تو داخل ہیں تو جس قدر کلیات و جزئیات کا علم تمام اولین و آخرین کو تھا یا ہے یا ہوگا سب کا مجموعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے انبیٹھی جی کے اقرار سے ثابت ہوا۔ ما کان و ما یکون انھیں باتوں کا نام ہے جو پیدائش عالم کی ابتدا سے قیامت تک ہوئیں یا ہو رہی ہیں یا ہوں گی۔ اور ظاہر ہے کہ علوم اولین و آخرین میں یہ سب علوم داخل ہیں۔ تو انبیٹھی جی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جملہ ما کان و ما یکون تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ

اس "المهند" پر ۱ محمود حسن دیوبندی ۲ احمد حسن امروہی ۳ عزیز الرحمٰن دیوبندی ۴ اشرف علی تھانوی ۵ عبد الرحیم رامپوری ۶ محمد حسن دیوبندی ۷ قدرت اللہ مراد آبادی ۸ حبیب الرحمٰن دیوبندی ۹ محمد احمد نانوتوی ۱۰ غلام رسول مدرّس دیوبند ۱۱ محمد رسول مدرس دیوبند ۱۲ عبد الصمد بجنوری ۱۳ محمد اسحٰق نہٹوری ۱۴ ریاض الدین میرٹھی ۱۵ کفایت اللہ خلیفہ شاہجہانپوری ۱۶ ضیاء الحق مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی ۱۷ محمد قاسم مدرّس مدرسہ امینیہ دہلی ۱۸ عاشق الٰہی میرٹھی ۱۹ سراج احمد مدرّس سردھنہ ۲۰ محمد اسحٰق میرٹھی ۲۱ حکیم مصطفےٰ بجنوری ۲۲ مسعود احمد گنگوہی ۲۳ محمد یحییٰ سہسرامی ۲۴ کفایت اللہ گنگوہی یہ چوبیس ۲۴ وہابی دیوبندی مولویوں کے دستخط ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو تھانویو امروہیو رائے پوریو مراد آبادیو نانوتویو گنگوہیو بجنوریو نہٹوریو میرٹھیو شاہجہانپوریو دہلویو سردھنویو سہسرامیو کاکوریو راندیریو تاراپوریو ڈھابیلیو نڑیادیو سملکیو مالیگانویو سنبھلیو دربھنگیو سب کے سب بولو جلد بولو جس جس نے اس ناپاک خبیث ملعون "المهند" پر دستخط کئے وہ سب کے

سب تقویت الایمانی ورشیدی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب لوگ بھی انھیں اپنا مقتدا و پیشوا مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی و سوم[۳۳]: شیر میدانِ دشنام بازی وشہسوار عرصۂ فحاشی ابن شیر خدائے کاذب بالفعل جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی اپنی کتاب "تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن" صفحہ ۲۱ پر تحریر کرتے ہیں۔

"اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ جو لوگ غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ اُمور جو عقولِ مخلوقات سے غائب ہیں اور وہاں تک بجز اعلام خداوندی کسی شخص کا گزر ہو ہی نہیں سکتا اور وہ امورِ غیبیہ خاص انبیاء اور رسل کو ہی بتلائے جاتے ہیں لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو پسند کرلے اور وہ پسندیدہ کون ہوتا ہے وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی جماعت سے کوئی رسول اور نبی ہوتا ہے۔"

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو بولو کہ تمہارا خانگی امام المناظرین مصنوعی ابن شیر خدا دربھنگی انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے علم غیب مان کر کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں اور اسے ابن شیر خدا اور امام المناظرین وحجۃ المتکلمین مان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوگئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی وچہارم[۳۴]: امام جملہ دشنام بازاں وسرگروہ جمیع فحش گویاں جناب حسین احمد صاحب اجودھیا باشی اپنی اخبث وملعون ترونا پاک کتاب "الشہاب الثاقب" مطبع نامی میرٹھ صفحہ ۶۷ پر لکھتے ہیں

"علم احکام وشرائع وعلم ذات وصفات وافعال جناب باری عز اسمہ واسرار حقانی کونیہ وغیرہ وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کا وہ رتبہ ہے کہ نہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا علم ادر ما سوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عز اسمہ مرتبہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے علوم اولین وآخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مقرب کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں۔"

ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو! اجودھیا باشی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے تمام علوم اولین وآخرین مان کر تقویت الایمانی ورشیدی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا

یا نہیں اور تم سب انھیں مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال سی ۳۵ پنجم: ملکی شیخ جی مبلغ وہابیہ ایڈیٹر النجم جناب عبدالشکور کاکوروی رسالہ ملعونہ "تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضاخانی" مطبوعہ خلافت پریس بمبئی صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں۔

"ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی باتوں پر اطلاع دی۔ ماکان یعنی زمانہ گزشتہ کے غیب کی بہت سی چیزوں پر اور مایکون یعنی زمانہ آئندہ کے غیب کی بہت سی چیزوں پر بھی اور نہ صرف یہی بلکہ زمانہ حال کے غیب کی بہت سی چیزوں پر بھی مگر جمیع امور غیبیہ اور جمیع ماکان ومایکون کا علم مخصوص بذات حق تعالےٰ شانہ ہے"۔

اوپر انھیں کاکوروی جی کی عبارتیں گزریں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے جو شخص غیب کا جاننا ثابت کرے وہ کافر ہے۔ گنگوہی جی کی عبارت گزری کہ خدا کے سوا کسی کیلئے غیب کا علم ثابت کرنے والا قطعاً مشرک ہے۔ پھر کفر وشرک کا یہ حکم عام ہے، کل یا بعض کی تخصیص نہیں۔ ہاں ہاں اب تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو جلد بولو مبلغ وہابیہ کاکوروی جی تقویۃ الایمانی اور رشیدی دھرم پر اور خود اپنے ہی فتوی سے کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب انھیں مسلمان اور اپنے مذہب کا مناظر وعالم مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

دیوبندی طویلہ میں لتیاؤ:

میرے اس پینتیسویں نمبر کی ضرب شدید کی تاب نہ لاکر شاید کاکوروی جی چیخ پڑیں کہ "میں بعض امور غیبیہ کا علم خدا کے سوا کسی کے لئے مانتا ہوں نہ کل کا۔ البتہ بعض امور غیبیہ پر اطلاع مانتا ہوں۔ علم اور اطلاع کا فرق میں آپ کو دو نفیس نکتوں کے ضمن میں بتلاتا ہوں"۔۔۔۔۔ دیکھو کاکوروی جی کی ملعون ومکذب کتاب "فتح حقانی بر فرقہ رضاخانی" مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۴۔

اور چلا اٹھیں کہ۔

"ہم یہ نہیں کہتے کہ حضور غیب جانتے تھے یا غیب داں تھے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو غیب کی باتوں پر اطلاع دی گئی۔ فقہائے حنفیہ کفر کا اطلاق اسی غیب دانی پر کرتے ہیں نہ اطلاع پا بی پر"۔۔۔۔۔ (دیکھو وہی کاکوروی جی کی ناپاک وپلید کتاب "فتح حقانی

بر فرقہ رضا خانی" ص ۲۵ یعنی میرے نزدیک جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے خدا کی عطا سے بعض غیبوں کا علم مانے وہ بھی کافر اور جو شخص کل غیوب کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے بعطائے خداوندی مانے وہ بھی کافر ہے۔ فقہائے حنفیہ کا فتوی کفر جو مسایرہ و شرح فقہ اکبر و دُر مختار و بحرالرائق و خانیہ و خلاصہ و بزازیہ وغیرہا میں منقول ہے میرے نزدیک اس کا یہی مطلب ہے۔ تو تحفۂ لاثانی کی عبارت میں بھی میں نے علم نہیں مانا بلکہ بعض غیبوں پر اطلاع مانی ہے۔

تو اوّلاً: کاکوروی جی کی چاند پوری مارنے کیلئے گنگوہی جی تیار ہیں وہ اپنے مہری تصدیقی فتوے میں لکھ چکے کہ اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام غیب پر مطلع نہیں ہیں تو جناب گنگوہیت مآب صاف فرما چکے کہ انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کا غیب پر مطلع نہ ہونا اتفاقی اجماعی مسئلہ ہے جس پر تمام علماء اور حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں مذہبوں کے ائمہ کا اجماع ہے اور اپنے اسی مدعائے باطل کے اثبات میں اسی فتوے کے صفحہ ۳ و ۴ پر شرح فقہ اکبر مُلّا علی قاری کا وہ فتوائے کفر نقل کیا جو کاکوروی جی نے فتح حقانی کے صفحہ ۲۲ پر نقل کیا۔ تو ثابت ہوا کہ گنگوہی جی کے نزدیک جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے بعطائے الٰہی بعض غیب پر مطلع ہونا مانے وہ بھی کافر ہے تو گنگوہی دھرم پر کاکوروی جی باوجود اس تاویلِ باطل کے کافر ہی ٹھہرے کیوں کاکوروی جی وہ تمہارا علم و اطلاع کا گڑھا ہوا فرق کچھ تمہارے کام نہ آیا، تمہارے ان دو نفیس نکتوں نے تم کو کفر و شرک سے نہ بچایا۔ ذالِکَ جزاؤ اعداء اللہ النار، والعیاذ باللہ الغفار۔

ثانیًا: حاجی امداد اللہ صاحب فرما چکے کہ۔

"اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے۔" (دیکھو شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱۵)

حاجی جی بے چارے غیب کا علم انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام و اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کیلئے مان چکے اب اگر کاکوروی جی سچے ہیں تو اُن کے فتوے سے حاجی امداد اللہ صاحب کافر اور اگر حاجی صاحب کافر تو گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و انبیٹھی بھی کافر اور ان کو مسلمان مان کر کاکوروی جی اور سارے وہابیہ کافر۔ غرض سارا دیوبند کافرستان ہی نظر آنے لگا۔ اور اگر گنگوہی جی سچے ہیں تو ان کے فتووں سے بھی اوّلاً کاکوروی جی کافر پھر حاجی امداد اللہ بھی کافر۔ کیوں کہ گنگوہی جی کے نزدیک علم و اطلاع میں فرق باطل ہے دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں اور پھر حاجی صاحب

کے کافر ہوتے ہی سارا وہابستان کافر آباد و مرتد نگر دکھائی دے گا۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو! ان دونوں میں تمہارے نزدیک کون سچا ہے کون جھوٹا؟ بیّنوا توجروا۔

سوال سی و ششم: تمام غیر مقلدین زمانہ کے مُشکلکشا اور اُن کے شیخ الکل فی الکل مسٹر ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث اپنے رسالہ "علم غیب کا فیصلہ" صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔

"خدا فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اس آیت میں خدائے پاک نے انبیاء علیہم السّلام کے علم غیب جزئی کو اپنی طرف نسبت کیا ہے یعنی میں سکھاتا ہوں جس سے اُن کے علم غیب جزئی کا وہبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔"

اس عبارت کے دو سطر بعد کہا۔

"ذاتی کا وجود ذاتِ باری سے مخصوص ہے اور وہبی کا جزئیہ انبیاء علیہم السّلام میں یقینی اور اولیاء کرام میں ان کے تبعًا ظنّی ہے۔"

ہاں وہابیو غیر مقلّدو! بولو تمہارا شیر پنجاب مسٹر ثناء اللہ امرتسری تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں اور تم سارے کے سارے اس کو اپنا مقتدا و پیشوا مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال سی و ہفتم: یہی مسٹر ثناء اللہ صاحب اسی رسالہ علم غیب کا فیصلہ صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

"بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السّلام کو امور غیبیہ پر اطّلاع نہ ہوتی تھی، مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنّوں بلکہ تمام مخلوقات کی لعنت ہو۔"

(ہم اہلسنّت بھی مسٹر کی اس دُعائے لعنت پر بآواز بلند آمین کہتے ہیں)

ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو بولو بولو! مسٹر کے اس فتوے سے اسمٰعیل دہلوی و رشید احمد گنگوہی اور خود مسٹر ثناء اللہ ملعون ہوئے یا نہیں اور تم سب تینوں کو قبول کر کے خود بھی ملعون ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

دوبارہ تمام وہابیو غیر مقلدو پھر بولو! تمہارا شیر پنجاب انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کیلئے اطلاع علی الغیب کے منکر کو خدا و ملائکہ و جنّہ و انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کا ملعون بتاکر ڈبل مرتد ٹھیٹ کافر کٹّر مشرک ہوا یا نہیں اور تم سب اس کو اپنا پیشوا مان کر خود بھی اسی کی طرح کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال سی و ہشتم (۳۸): کفلیتہ ضلع سورت کے وہابی مولوی عبدالحئی نے ایک کتاب البصائر فی تذکیر العشائر عربی میں لکھی۔ اس کا ترجمہ گنگوہی جی کے خلیفۂ خاص عاشق الٰہی میرٹھی نے کیا۔ اس کا نام "الجواہر الزواہر" رکھا۔ اس پر تصدیق و تقریظ امام الوہابیہ کے نئے خلیفہ میاں کفایت اللہ شاہجہاں پوری نے لکھی جو وہابیت دیوبندیت کی کسوت بغل میں دبائے کفر و شرک کے الٹے استرے سے غریب مسلمانوں کی مسلمانی اور بھولے سنیوں کی سنت مونڈنے میں بہت زور سے مصروف ہیں۔ اس کتاب کے نسخۂ مطبوعہ پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۸۰، و ۷۹، میں ہے۔

"احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ ایک صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز میں دیر ہو گئی حتیٰ کہ قریب تھا کہ سورج دکھائی دے جاوے پس آپ لپکے ہوئے نکلے اور تکبیر کہی گئی پس آپ نے نماز پڑھائی اور بہت مختصر پڑھائی پس جب سلام پھیرا تو اونچی آواز سے پکارا کہ جس طرح بیٹھے ہو اپنی جگہ بیٹھے رہو اس کے بعد ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا سنو! میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ صبح تم سے کس شئے نے مجھے روکا میں آخر شب میں اٹھا پس وضو کیا اور نماز پڑھی جتنی بھی مقدر تھی پس نماز میں مجھے اونگھ آئی حتیٰ کہ گرانی ہوئی اور سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور میرا رب ہے، تبارک و تعالیٰ نہایت حسین صورت میں پس ارشاد فرمایا کہ اے محمد میں نے عرض کیا حاضر اے میرے رب فرمایا کیا باتیں ہیں جن میں ملاء اعلیٰ جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ اسی طرح تین بار فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا میرے شانوں کے درمیان حتیٰ کہ انگلیوں کی خنکی مجھے محسوس ہوئی اپنی چھاتیوں کے درمیان پس ہر چیز مجھے منکشف ہو گئی اور میں واقف ہو گیا۔"

ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو بولو! عبد الحئی کفلیتوی و عاشق الٰہی میرٹھی و کفایت اللہ شاہجہاں پوری تینوں کے تینوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ہر چیز کا علم اور ہر چیز سے واقفیت مان کر تقویۃ الایمانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب ان کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی و نہم (۳۹): گجرات میں وہابی دیوبندی دھرم کے پرچارک غلام محمد راندیری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ علم غیب سے ناواقف و نادان ثابت کرنے کیلئے ایک ناپاک

رسالہ "ازالۃ الریب" لکھ کر مطبع حقانی لدھیانہ میں چھپوایا۔ جس کے پرخچے حضرت مولانا بشیر الدین خاں صاحب بڑودوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "منیر الدین" میں اور حضرت مولانا نذیر احمد خاں صاحب احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "مستطاب السیف المسلول" میں بخوبی اڑا دیئے۔ اس "ازالۃ الریب" کے آخر میں اپنے دھرم کے مولویوں کا ایک فتویٰ لگوایا۔ اس کے صفحہ ۷ پر مولوی مشتاق احمد مدرس مدرسہ لدھیانہ کی تحریر چھاپی ہے اس میں مولوی مشتاق تحریر کرتے ہیں۔

"شک نہیں کہ سید الانبیاء علیہ افضل الصلاۃ والثناء جیسے اپنے تمام صفات کاملہ میں تمام انبیاء سے بہتر اور برتر ہیں، اسی طرح آپ کا علم بھی تمام انبیاء کے علوم سے زیادہ ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اور حدیث طبرانی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا و مافیہا اور قیامت تک ہونے والی اشیاء کا علم دیا تھا کَمَا فِی الْفُتُوْحَاتِ الْاَحْمَدِیَّۃِ عَلٰی متن الْهَمْزِیَّۃِ صفحہ ۳۶ مطبوعہ مصر اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ اور حدیث ابی داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر قیامت تک کے تمام حالات صحابہ کو بتا دیئے الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَمَا تَرَكَ شَیْئًا اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَنَا بِهٖ مگر یہ تمام علوم بواسطہ وحی یا الہام خدا نے دیئے تھے فَمَا اَحْسَنَ مَا قَالَ الْاِمَامُ الْبُوْصِیْرِیُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فِی الْقَصِیْدَةِ الْهَمْزِیَّةِ ۔ لَكَ ذَاتُ الْعُلُوْمِ مِنْ عَالِمِ الْغَیْبِ ۔ وَمِنْهَا لِاٰدَمَ الْاَسْمَاءُ۔"

اس عبارت میں چند باتیں ثابت ہوئیں۔ ۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے علوم سے زائد ہے۔ ۲ حضور کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا۔ ۳ حضور کو ساری دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کا علم عطا فرمایا گیا۔ ۴ یہ مضمون خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ۵ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کھڑے ہو کر قیامت تک کے تمام ما کان و ما یکون کا بیان فرما دیا۔ ۶ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

نے تمام ماکان ومایکون کا علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی عطا فرمایا۔ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالم غیب کے علوم کی ذوات عطا فرمائیں۔

ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو! بالخصوص راندیریو ڈھابیلیو سملکیو نڑیا دیوتارا پوریو! سب کے سب ایک سہرے سے بول چلو کہ راندیری جی اپنے رسالہ میں اس مضمون کو چھاپ کر اسکو پسند کر کے تقویت الایمانی وگنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب بھی انھیں مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

سوال چہاردہم: مسٹر ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر "اہلحدیث" اہلحدیث کا مذہب" مطبوعہ مطبع اہلحدیث کے صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۶ تک دیوبندی دھرم کے مولویوں کا ایک فتویٰ مسئلہ علم غیب میں چھاپا ہے۔ اس پر عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند اور شیخ الہنود محمود حسن دیوبندی وغلام رسول وگل محمد خاں ومحمد لیسین مدرسین مدرسہ دیوبند کے کے بھی دستخط ہیں۔ اس کے صفحہ ۱۲ پر ہے۔

"بہت سے مغیبات کا علم انبیائے کرام کو خصوصًا افضل الرسل خاتم الانبیاء علیہم السّلام کو سب سے زیادہ عطا ہوا ہے اور ان حضرات کی وساطت سے ان کی امّتوں کو بھی بہت سے مغیبات کا علم حاصل ہوا۔ خود قرآن شریف میں ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ الآیہ پس انکار اس کا خلاف منصوص ہے۔"

اب سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! بولو بولو اور جلد بولو! دیوبندی دھرم کے یہ سب مفتی تقویت الایمانی وگنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور ان کو مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

دیوبندیت کے ملعون چہرے کا گھونگٹ

پیارے سنّی بھائیو! اب تک جو کچھ سوالات کئے گئے اُن سے آپ نے یہ سمجھا ہوگا کہ وہابیہ دیوبندیہ و غیر مقلّدین صرف حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور دیگر انبیائے عظام واولیائے کرام علیہم وعلیہم الصّلاۃ والسّلام کے علم غیب کے متعلق دوہری بولیاں بول رہے ہیں۔ لیکن اس میں تو سب دیوبندیہ وغیر مقلّدین متفق ہیں کہ اللہ عزوجل کیلئے علم غیب خاص ہے۔ مگر حقیقۃً یہ وہابیت دیوبندیت غیر مقلّدیت

کے چہرے کا گھونگٹ ہے اُسے اُٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ وہابی دیوبندی دھرم میں خدائے پاک جلّ جلالہٗ کے علم غیب کی بھی خیر نہیں ۔ ع " کھانے کے دانت اور ہیں دکھانے کے اور ہیں " وہابی دیوبندی دھرم خدا کے علم غیب سے بھی انکاری ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کا اصل مذہب یہ ہے کہ خدا کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ ہاں اُسے اتنی قدرت ضرور ہے کہ جب چاہے غیب کو دریافت کرلے جب چاہے جاہل رہے۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل جی کی تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں۔

" غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔"

سچ فرمایا اللہ عزّ وجل نے وَمَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ظالموں نے اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہئے تھی پھر کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تو صرف امام الوہابیہ کا خاص عقیدہ تھا۔ اس زمانہ کے وہابیہ دیوبندیہ ایسا عقیدہ نہیں رکھتے ہوں گے کہ اوّلاً تو تقویت الایمان دیوبندی دھرم کا قرآن ہے بلکہ بقول گنگوہی قرآن سے زائد اس کی شان ہے۔ پھر کوئی وہابی تقویت الایمان کے کسی عقیدہ کو کیوں کر ترک کر سکتا ہے۔ قہر الٰہی کے اولوں کی پرواہ نہ کرکے تقویت الایمان پر سر منڈا دینے ہی کا نام تو وہابیت ہے۔ ثانیًا: تھانوی جی کی حفظ الایمان ملاحظہ ہو۔ سوال تو یہ ہے ' زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا اور بواسطہ اس معنی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے "۔۔۔۔۔ زید کے عقیدے کے دو جز ہیں پہلا یہ کہ بالذات علم غیب خدا کو ہے اور دوسرا یہ کہ بالواسطہ علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہے۔ اب تھانوی جی کا جواب سنئے۔ حفظ الایمان صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

" زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلافِ نصوص شرعیہ ہے ہرگز ان کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہئے کہ توبہ کرے۔"

چلو چھٹی ہو گئی زید کا عقیدہ سراسر غلط ہے یعنی تھانوی جی فرماتے ہیں کہ زید کے عقیدہ کے دونوں جز غلط ہیں نہ خدا کو بالذات علم غیب ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بالواسطہ علم غیب ہے اگر تھانوی جی کے نزدیک خدائے پاک جلّ جلالہٗ کو علم غیب ہوتا تو یوں ہرگز نہ لکھتے کہ زید کا عقیدہ سراسر غلط ہے بلکہ پہلے جز کو تسلیم کرکے اپنے ناپاک دھرم کے مطابق دوسرے جز پر منہ آتے۔ مگر دل میں دبی ہوئی کفر کی آگ بغیر بھڑکے ہوئے کہیں مانتی ہے۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا

قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ہاں ہاں وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو بولو کہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دھلوی خدائے پاک جل جلالہٗ کو غیب سے بالفعل جاہل بنا کر اور تھانوی جی خدا کے لئے بالذات علم غیب ماننے کو غلط بتا کر کافر مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب ان دونوں کو اپنا امام و پیشوا و مقتدا مان کر خود بھی کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

دیوبندی شرک وکفر کی مشین:

ہاں ہاں وہابیو غیر مقلدو دیوبندیو تھانویو انبیٹھیوں امرتسریو دربھنگیو کا کوریوں اجودھیا باشیو! بات کے پکّے اور قول کے سچّے ہو تو آنکھیں میچ کر، منھ پھاڑ کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں اہلسنّت وجماعت کے تمام فقہاو محدّثین مفسّرین متکلّمین اکابر علمار سے لیکر اولیار، اولیار سے لیکر ائمہ اطہار، ائمہ اطہار سے لیکر صحابہ کرام، صحابہ کرام سے لیکر انبیار عظام، انبیار عظام سے لیکر سیّد الانبیار، سیّد الانبیار سے لے کر واحد قہار (جلّ جلالہٗ، وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وبارک وسلم) تک تمہارے دھرم میں کافر مشرک ہیں۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ربّ العٰلمین۔ ان تمام حضرات کے اقوالِ کریمہ سے علم غیب کا روشن ثبوت رسالہ مبارکہ خالص الاعتقاد شریف میں ملاحظہ ہو۔ جب اُن سب حضرات نے محبوبانِ خدا کے لئے علم غیب ثابت کیا اور تقویت الایمانی و دیوبندی و گنگوہی دھرم میں خدا کے سوا دوسرے کے لئے علم غیب ثابت کرنے والا کافر و مشرک ہے تو معاذ اللّٰہ وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلّدوں کے نزدیک یہ سب حضرات کافر و مشرک ہیں۔ مسلمان! وہابیوں کی کفری مشین دیکھیں کہ گنگوہی و اسمٰعیل دو وہابیہ نے معاذ اللّٰہ کن کن ائمہ و علما، و محدّثین و فقہاو مفسّرین و متکلّمین و اولیا، و صحابہ و انبیار علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والثنار کو کافر مشرک بنا دیا۔ اور رہے یہ کہ جب اللّٰہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک نوبت ہے تو اگلے پچھلے جنّ و انس و مَلک تمام مومنین سبھی وہابیہ کی تکفیر میں آگئے۔ ان مکّاروں کا تماشا دیکھو سیّدنا محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر جو کفر کے فتوے دیئے گئے اس پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہائے سارے جہان کو کافر کہہ دیا (گویا جہان انھیں ڈھائی نفروں کا نام ہے) ہائے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا (گویا اسلام ان بے ایمانوں کے قافیہ کا نام ہے ان کا قافیہ تنگ ہوا تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہو گیا) اور خود یہ حالت کہ اشقیائے ملاعنہ نہ علمار کو چھوڑیں نہ اولیار کو نہ صحابہ کو نہ انبیار کو نہ مصطفیٰ کو نہ جناب کبریا کو جل جلالہٗ وصلی اللّٰہ تعالےٰ علیہٖ وعلیٰ آلہٖ وسلم علیہم وبارک وکرم سب پر

کفر کے فتوے جڑیں، دل کھول کر سب کو کافر کہیں اور خود مٹے کٹے مسلمان کے بچے بنے رہیں۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ۔ پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام ائمہ اولیا و محبوبانِ خدا کو تم کافر کہو تو جائے شکایت نہیں۔ انھوں نے تصور ہی ایسا کیا ہے ابلیس کی وسعتِ علم مانتی تمہارے لئے کلیجے ٹھنڈے آنکھوں ٹھنڈک ہوئی براہین قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے انہوں نے تو کیا نہیں لیکر چلے وسعتِ علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم بارک وسلم پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ "شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے"۔ یہاں تک تو تم پر آسان تھا۔ مگر اللہ عزّ وجل بھی تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے متعدد آیاتِ کریمہ میں علمِ غیب ثابت فرمارہا ہے۔ اب ذرا خدا کی تکفیر ٹیڑھی کھیر ہوگی۔ کاذب تو کہدیا کافر مشرک کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی۔ اور سب سے بڑھکر پتھر کے تلے دامن حضرت شیخ مجدد الف ثانی وجناب شاہ عبدالعزیز صاحب وجناب شاہ ولی اللہ کا معاملہ ہے جسے تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کیلئے سانپ کے منھ کی چھچھوندر کہئے تو بجا ہے کہ نہ اُگلتے بنتی ہے نہ نگلتے۔ وہ کہہ کر چل بسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ان کے رب نے اپنے غیبِ خاص پر مطلع فرمایا۔ وہ تو وہ ہیں اُن کے غلاموں کو بھی تمام ماکان ومایکون وخمس کا علم دیا جاتا ہے۔ جو کچھ لوحِ محفوظ میں لکھا ہے سب پر انھیں مطلع کیا جاتا ہے اُن پر ذرہ ذرہ روشن ہوجاتا ہے وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوتے ہیں۔ وفات تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کی اس وقت خبر رکھتے ہیں ——— کہاں تو وہ مجالس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا بحکم شرک بلکہ تمہاری اوندھی سمجھ میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاویٰ حنفیہ کی تکفیریں اور کہاں یہ عبدالعزیزی وولی اللّٰہی ومجددی بڑے بول جو وہابیت کھال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہتے تو غریب سُنیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہابیت کی مٹی پلید ہو وہ الگ۔ اور اگر جی کڑا کرکے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہابیت بے چاری کا ستیاناس لگ گیا۔ اُن کے کافر ہوتے ہی اسمٰعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، اُنہیں کو امام ومقتدا وپیر وپیشوا وحکیم امت ومجددِ ملت وصاحبِ وحی وعصمت مانیں کافر در کافر کافروں کے بچے کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب غیر مقلدین ودیوبندیہ کہ اسمٰعیل جی کے ویسے ہی ہو چیلے اسمٰعیل جی دونوں شاہ صاحبوں اور حضرت شیخ مجدد کے معتقد ومداح بنتے تھے تو ساتھ لگے گیہوؤں کے گھن تم سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کافر ان کہن۔ اور پھر گنگوہی نانوتوی انبیٹھی تھانوی دیوبندی دربھنگی کاکوری اجودھیا باشی امرتسری رامپوری امروہی سنبھلی تارا پوری ڈھابیلی کا کیا پوچھنا یہ تو طبقاتِ شرک وکفر کے اسفل السافلین میں پہنچے ہوں گے۔ کیوں وہابی صاحبو! اللہ عزّ وجل کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم کیلئے علم غیب ماننے والے غریب سُنّیوں پر کفر وشرک کے فتوے جڑنے کا نتیجہ دیکھا، کافر کہنے کا مزہ چکھا مُشرک بنانے کا بدلہ پایا، دیکھو تمہارا کفر وشرک تمہیں کو لے ڈوبا ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را — چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

مسلمانو! دیکھو وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین جو مسئلہ علم غیب میں طرح طرح کے مکر وفریب سے غریب سُنّیوں پر کفر وشرک کے فتوے سر بازار دیتے پھرتے تھے، قسم قسم کی مکّاریوں سے بھولے مُسلمانوں کی مُسلمانی اور اہلسنّت کی سُنّت پر منھ مارنا چاہتے تھے الحمد للہ کہ اپنے ہی منھ کھُلے کافر ٹھیٹ مُرتد اور کٹّر مُشرک ثابت ہو گئے ؎

نجدی گروہ اُلجھا ہے کفر خبیث میں — لو آپ اپنے جال میں کفّار آ گئے

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔ اب ہے دم ہے امرتسری دربھنگی سرہنگی تھانوی انبیٹھی امروہی کاکوروی سنبھلی رانديری اجودھیا باشی مالیگانوی ڈھابیلی تاراپوری گودھروی وغیرہ وغیرہ کسی وہابی نجدی غیر مقلد دیوبندی میں کہ اپنے سَر سے اور اپنے بڑوں پر سے یہ کفروں کے پہاڑ اُٹھا سکے اپنی اور اپنے اکابر کی کھوپڑیوں کو قہر الٰہی کے حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ کی اِن ضرباتِ قاہرہ سے بچا سکے یا باطل کی مدد کرنے سے ہر بندۂ باطل عاجز ومجبور ہے۔ یا آج ہی سے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ کا ظہور ہے۔ وللہ الحمد۔

اس تحریر سے مقصود دو امر محمود اَوَّلًا عامۂ اہلسنّت وبرادرانِ دین وملّت پر اظہار بوضاحت کہ مذہب وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین ایسے کفریات وضلالات وسفاہات پر مشتمل اور اُن کے بڑے ایسی خرافات وشناعات اور خباثات کے مُوجد وقائل۔ ثانیًا؛ عوام وخواص وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین پر عرض ہدیٰ وخوف خدا کرو دیکھو کیسے لوگوں کو امام وپیشوا بناتے ہو، کس کو قاسم العلوم والخیرات اور کسے رشید الاسلام والمسلمین بتاتے ہو، کس ہمارِ کفر کے سر حکیم الامّتی کی پگڑی بندھاتے ہو، اندھیری رات میں کیسے گمراہوں، گمراہ گروں کے پیچھے جاتے ہو۔ تھوڑی دیر کا اندھیرا ہے دم کے دم میں سویرا ہے ؎

بروز حشر شود ہمچو صبح معلوم ست
کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

کام نہیں چلتا، بگڑنے سے مذہب نہیں سنبھلتا اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ صرف ایک بات گزارش

کرتا ہوں کہ ایک ذرا تعصّب و نفسانیت و حمایت امام و حکیم الامّت و حمیّت جاہلیت سے جدا ہوکر لِلّٰہ فی اللّٰہ اس تحریر پر نظر کیجئے۔ وہابیہ کی کتابوں کے نشان صفحات بتادیئے ہیں۔ جس میں شبہ ہو تطبیق کرلیجئے پھر اگر نگاہِ انصاف میں تمہارے ہی بڑوں کے اقوال سے حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے بعطائے الٰہی علم غیب ثابت ہو تو خدا سے ڈرو، انکار پر اصرار نہ کرو، گمراہوں بے دینوں کی پیروی کا دم نہ بھرو اور اگر ہمّتِ جواب ہے تو کیوں پیچ وتاب ہے۔ "ہمیں گو وہمیں میداں"۔ اظہارِ حق سے کیوں خائف و ترساں، آدمی بن کر اور کی سنی اپنی کہی۔ ہاں ایک مکابرہ و عناد کی نہیں سہی۔

ذرا سوچو سنبھلو دیکھو! کس محبوبِ باوجاہت کی شان گھٹاتے ہو، کس جمیل باعزّت کے علم سے ابلیس لعین کا علم بڑھاتے ہو، کس حبیبِ باعظمت کے علم اقدس سے بچوں، پاگلوں، جانوروں کا علم ملاتے ہو، کس وجیہہِ باجلالت کی مجلس میلاد کو کنہیا کا جنم ٹھہراتے ہو، کس نبی اُمّی کو اردو زبان میں مدرسہ دیوبند کے ملّوں کا شاگرد بتاتے ہو، کس عظیم وجلیل کی عظمت وجلالت کو چوہڑے چمار سناتے ہو، کس شفیع المذنبین حامی اُمّت پناہِ غریباں ملجائے گنہگاراں، ماوائے عاصیاں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے یارانے دوستانے مناتے ہو ــــــ ذرا سوچو اور سنبھلو! قیامت قریب ہے اور واحد قہار حسیب اور عذابِ جہنّم سخت وعصیب!۔ اے میرے رب ہدایت فرما انت السمیع القریب وما توفیقی الا بک ایّھا المجیب یارب علیک توکّلت والیک انیب والصّلٰوۃ والسلام علیٰ حبیبہ القریب المجیب العظیم الجلیل الجمیل الحسیب وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ وعلیٰ سائر اولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلیٰ سیدنا ومرشدنا مجدد دینہ ومحی سنتہ وعلینا وعلیٰ سائر اھل سنتہ وجماعتہ اٰمین اٰمین یا ارحم الرحمین ؛ واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ : الفقیر ابوالفتح عبید الرّضا محمد المعروف بحشمت علی القادری الرضوی اللکنوی

غفرلہ ولابویہ ربہ المولی العزیز القوی آمین

یوم الثلثاء　۴ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ

مسـئلہ:

۴۸۶/۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذانِ ثانی جمعہ جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے دروازہ پر کہنا سنّت ہے یا مسجد کے اندر۔ اور سُنن ابوداؤد شریف جلد اوّل میں ہے عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسلم اِذَا کَانَ یَجْلِسُ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے دروازۂ مسجد پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں ـــــــ اس سے بداہتہً یہی معلوم ہوتا ہے کہ اذانِ ثانی جمعہ کی مسجد کے دروازے ہی پر کہنا سُنّت ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل میں ہے یُکْرَہُ اَنْ یُّؤَذَّنَ فِی الْمَسْجِدِ اور غُنیہ شرح منیہ میں ہے۔ اَلْاَذَانُ اِنَّمَا یَکُوْنُ فِی الْمِیْذَنَۃِ اَوْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ وَالْاِقَامَۃُ فِیْ دَاخِلِہٖ اور عمدۃ الرعایۃ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۴۵ میں ہے قولہ بَیْنَ یَدَیْہِ ای الْمُسْتَقْبِلَ الْاِمَامَ فِی الْمَسْجِدِ کَانَ اَوْ خَارِجَہٗ وَالْمَسْنُوْنُ ھُوَ الثَّانِیْ ان اقوال کے باوجود بکر اس پر اڑا ہوا ہے کہ خارج مسجد اذان ہونا حنفی مسلک کے خلاف ہے اور استدلال میں کفایہ شرح ہدایہ اول صفحہ ۴۱۰ کی عبارت پیش کرتا ہے کہ رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رحمہ المولیٰ تعالیٰ اَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِیْ وُجُوْبِ السَّعْیِ وَحُرْمَۃِ الْبَیْعِ الْاَذَانُ عَلَی الْمَنَارَۃِ لِاَنَّہٗ لَوِ انْتَظَرَ الْاَذَانَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ یَفُوْتُہٗ اَدَاءُ السُّنَّۃِ۔

لہٰذا آپ حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ معروض ہے کہ اپنے قلم ہدایت رقم سے اظہار حق فرمادیں کہ اذان خارج مسجد ہونا سُنّت ہے یا مسجد کے اندر۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: فقیر محمد عبدالوحید خانقاہ شکر تالاب ڈاکخانہ کینٹ بنارس۔

الجـــــواب اللھم ھدایۃ الحق والصّواب۔

حکمِ شرع یہی ہے کہ اذانِ خطبہ بھی اذانِ پنجگانہ کی طرح خارجِ مسجد کہی جائے۔ البتہ اس اذانِ خطبہ میں خصوصیت یہ ہے کہ خارجِ مسجد تو ہو لیکن منبر کے محاذات میں خطیب کے سامنے ہو۔ اس مسئلے کے ثبوت کیلئے منصف کو یہی عبارتیں کافی ہیں جو استفتاء میں درج ہیں۔ عباراتِ کفایہ سے استدلال کے جواباتِ کثیرہ رسائل مبارکہ وقایۃ اھل السنّۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ و سلامۃ اللّٰہ

لاهل السنة من سبيل العناد والفتنة واذان من الله لقيام سنة نبی الله۔

ومسئلہ اذان کا حق نما فیصلہ و فتویٰ مقدسہ او فی اللمعۃ فی اذان یوم الجمعۃ وغیرہا میں شائع ہو چکے جو بیالیس سال گذر چکے اب تک لاجواب ہیں۔ مختصراً اتنا بس ہے کہ "عند" ظرف زمان بھی ہے اور مکان کی طرف بھی ظرفِ زمان مضاف ہو جاتا ہے۔ جیسے یَوْمَ حُنَیْنٍ تو الْاَذَانُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ کے معنی یہ ہوئے اَلْاَذَانُ عِنْدَ جُلُوْسِ الْخَطِیْبِ عَلَی الْمِنْبَرِ۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جلّ جلالہٗ وصلی المولی تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں غفرلہٗ ولابویہ واہلہ ربہٗ

محلہ بھور ینجاں پیلی بھیت یوپی۔

۱۷ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ چہار شنبہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۷ء

مسئلہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں۔ جمعہ میں اذانِ ثانی میں جب نامِ سرکارِ کائنات حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (یعنی اشھد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لینے پر انگوٹھے چومنا یعنی تعظیم کرنا حرام ہے۔ ایسے مسئلہ دینے والے پر یا عقیدہ رکھنے والے پر شرعِ مطہر کا کیا حکم ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

اس مسئلے میں حضراتِ محققین فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مفتیٰ بہ حکم یہ ہے کہ اگر خطیب اذانِ خطبہ کا جواب نہ دے خاموش منبر پر بیٹھا رہے تو مقتدی بھی زبان سے جواب نہ دیں خاموش بیٹھے رہیں۔ اور اگر خطیب کلماتِ اذان کا جواب زبان سے دے رہا ہے تو مقتدیوں کو بھی زبان سے کلماتِ اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ اسی مسئلے پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نامِ اقدس اذان میں پڑھتے وقت انگوٹھے چومنے کا بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ تقبیلِ ابہامین کے معنی انگوٹھوں کا چومنا۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کیلئے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا نامِ پاک لب و زبان سے ادا ہوتے وقت انگوٹھوں کو یا کلمے کی انگلیوں کے اگلے پوروں کے ہتھیلیوں کی طرف والے حصوں کو لبوں سے مس کر کے آنکھوں سے لگا لینا۔ لیکن چڑیوں کے چہچہانے کی طرح چوں چوں کی سی آوازیں بلند ہونا خاص کر ایسے وقت

میں کہ خطیب خطبے کیلئے منبر پر بیٹھ چکا ہو ممنوع ہے اس سے احتراز ضروری ہے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی
غفرلہٗ ولابویہ واہلہ والویہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی
۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ جمعہ مبارکہ ۱۹ر اپریل ۱۹۵۷ء مکان ۲۶ محلہ بھوڑیاں پیلی بھیت یوپی

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ہٰذا میں کہ جمعہ کی اذانِ خطبہ (اذانِ ثانی) بیرونِ مسجد یا اندرونِ مسجد کہاں ہونی چاہئے۔ بینوا بالدلیل وتوجروا باجر جزیل۔

المستفتیان
مسلمانانِ اہلسنت مالیگاؤں

الجواب:-

اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ جمعہ کی اذانِ خطبہ بھی اذان ہی ہے۔ بلکہ اصل اذانِ جمعہ زمانۂ نبوی کی یہی ہے جو دروازۂ مسجد نبوی پر ہوتی تھی۔ اور زمانۂ خلفائے راشدین میں بھی اذانِ خطبہ دروازۂ مسجد پر ہوتی رہی۔ تو سنت رسول وسنت خلفائے راشدین وسنت صحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ورضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہی ہے کہ اذانِ خطبہ مسجد یعنی موضع اعدّ للصلاۃ سے خارج منبر کے سامنے ہو۔ ابوداؤد شریف میں حدیث موجود ہے۔ اور عمدۃ الرعایۃ میں یہی لکھا ہے کہ خطیب کے سامنے خارج مسجد اذان کہنا ہی سنت ہے۔ اور عمدۃ الرعایۃ میں فاضل لکھنوی نے دوسری روایت نقل کی ہے۔

کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر او بتعلیق المسجد

حاشیہ موطا امام محمد میں ان ہی فاضل لکھنوی نے یہ روایت لکھی۔

وعنہ الطبرانی کان یؤذن بلال علی عھد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وابی بکر وعمر۔

کشف الغمہ میں اسی کے قریب ہے اور فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق مسجد یعنی موضع میں اذان کہنا مطلقاً مکروہ وممنوع ہے۔ فتح القدیر میں ہے۔

الاقامة فی مسجد صلاة ولا بد واما الاذان فعلی المئذنة فان لم تکن ثمة ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد

اور اسی فتح القدیر میں ہے کہ لکراهة الاذان فی داخلة۔ فتاویٰ تاتارخانیہ ومجمع البرکات وفتاویٰ عالمگیریہ، فتاویٰ قاضی خاں وفتاویٰ خلاصہ وخزانۃ المفتیین وبحرالرائق میں ہے۔

ینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

اور شرح مختصر علامہ برجندی میں ہے وفیہ اشعار بانہ لا یؤذن فی المسجد اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے یکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القهستانی عن النظم اور شرح طحطاوی پھر شرح قدوری مجموع زاہدی میں ہے ولا یؤذن الا فی فناء المسجد او علی مئذنة۔ ان تمام ہی تصریحات جلیلہ میں عموم واطلاق صاف بتارہا ہے کہ مطلقاً اذان چاہئے۔ جمعہ یا خطبہ جمعہ کی ہو یا نماز پنجگانہ کی ہو، مسجد بمعنی موضع صلاۃ میں مطلقاً مکروہ ہے۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔

شمع منورہ نجات

شمع منور راہ جنت

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ زید کہتا ہے کہ مُکبّر کے تکبیر شروع کرتے ہی امام اور سب مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ اور چند دلائل اپنے دعوی کے اثبات میں پیش کرتا ہے۔
دلیلِ اوّل یہ کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من الصلوٰۃ۔ دلیل ثانی یہ کہ جب تک کھڑے ہو کر صف بندی نہ کریں وہاں تک صف برابر نہیں ہو سکتی دلیلِ ثالث یہ کہ بغیر کھڑے ہوئے تکبیر اولیٰ نہیں مل سکتی اور تکبیر تحریمہ کا ثواب ہاتھ سے جاتا رہتا ہے دلیلِ رابع یہ کہ کیا اگر بیٹھنے کا حکم ہوتا تو علمائے کرام حکم نہ فرماتے۔ دیکھو رنگون کلکتہ بمبئی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں کہیں بھی امام و مقتدی بیٹھتے نہیں عمرو کا قول ہے کہ حدیث شریف و اقوال فقہائے کرام سے ثابت کہ ہمارے علمائے ثلٰثہ کے نزدیک مُکبّر جب حی علی الفلاح کہے اسوقت مقتدی اور امام جب حاضر ہوں کھڑا ہونا چاہیئے کھڑے ہو کر تکبیر سُننا مکروہ ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص وضو کر کے آئے اور تکبیر شروع ہو تو بیٹھ جائے۔ اور حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو۔

تو دریافت طلب امر یہ کہ زید و عمرو میں حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے۔ مع حوالہ کتب ارقام فرمائیں۔ اور جس مسجد میں لوگ بوقت حیّ علی الفلاح کھڑے ہوتے ہوں ان کو جبراً حکم کرنا کہ تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جایا کرو ایسا حکم بالجبر کرنے والا کیسا اور اس کا شرعاً کیا حکم ہے بینوا بدلیل الکتاب توجروا یوم الحساب۔ (سوال از جماعت میمنان اپلیٹہ)

الجواب:-

صورتِ مستفسرہ میں عمرو حق پر ہے اور زید کا قول باطل محض ہے۔ حدیث شریف میں یہی تو وارد ہوا ہے کہ سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ پھر تسویہ صفوف کیلئے کھڑے ہو کر تکبیر سننا کیا ضرور۔ اقامت شروع ہونے سے پیشتر تسویۂ صفوف کر لیا جائے۔ پھر مؤذن اقامت شروع کرے اور باقی سب مقتدی بیٹھکر سُنیں حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اقامت بیٹھ کر سُنیں پھر حی علی الفلاح پر کھڑے ہو کر تسویہ صفوف کریں۔ اتنی سی دیر جو تسویۂ صفوف میں لگے گی شرعًا باعثِ کراہت نہیں۔ تکبیرۂ اولیٰ بعد ختم اقامت ہی ہوتی ہے تو اقامت بیٹھ کر سُننے سے تکبیرۂ اولیٰ کا فوت ماننا کذبِ محض و عنادِ بحث ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں بمبئی کلکتہ رنگون کا رواج

کوئی حجت نہیں بلکہ کتابِ الٰہی وحدیث شریف واجماعِ امت وقیاس مجتہد صرف یہی چار دلائلِ شرعیہ ہیں۔ اور اقامت بیٹھ کر سُننے کا ثبوت حدیث شریف وفقہ منیف دونوں میں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو افازۃ جلاالکرامۃ معہٰذا مسجد بھوساری محلہ بمبئی ومسجد ناخدا (المعروف بہ بڑی مسجد) کلکتہ و بنگالی جامع مسجد رنگون میں بھی اقامت بیٹھکر سُننے کی سُنّتِ کریمہ جاری ہے۔ جو شخص اقامت شروع ہوتے ہی فوراً کھڑے ہوجانے کا جبراً حکم کرتا ہے وہ امر بالمنکر وناہی عن المعروف ہے۔ اور قرآنِ عظیم نے منافقوں کی ایک شان یہ بھی بتائی کہ یأمرون بالمنکر وینھون عن المعروف۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرّضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجدّدی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ ربہ القوی۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ان مسائل میں کہ

۱۔ جس مسجد کی عمارت نقشہ پشت کاغذ ہٰذا کے مطابق ہو اس میں خطیب جب منبر پر بیٹھے تو خارج مسجد میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں مؤذن کھڑا ہوکر خطیب کی ناک کی سیدھ میں اذان کہہ سکے۔ ایسی صورت میں زید کہتا ہے کہ زینے کی دوسری سیڑھی پر نقشہ میں نقشہ دار تکونا نشان بنا ہوا ہے کھڑے ہوکر اذان مطابق سنت ہوجائیگی۔ اور عمر کہتا ہے کہ مؤذن کا خطیب کی ناک کی سیدھ میں کھڑے ہوکر اذان کہنا بین یدی الخطیب اذان کہنا ہے۔ اگر ناک کی سیدھ سے ذرا بھی داہنے یا بائیں ہٹ گیا، اگرچہ اس پر خطیب کی نگاہ بغیر اپنے چہرے کو دہنے یا بائیں گھمائے ہوئے بے تکلف پڑتی ہو محاذاتِ خطیب میں نہ رہا۔ لہٰذا مسجدِ مذکور میں اذانِ خطبہ داخلِ مسجد ہی میں صفِ اوّل کے اندر منبر کے سامنے کہی جائے۔ صورتِ مستفسرہ میں زید حق پر ہے یا عمرو۔ بینوا توجروا۔

۲۔ مسجد مذکور میں مقامِ مذکور پر جب مؤذن کھڑے ہوکر اذان کہتا ہے تو خطیب کی نگاہ بے تکلف بغیر اپنے چہرے کو کسی طرف گھمائے ہوئے مؤذن کے پورے چہرے پر اور بائیں مونڈھے پر اور اس سے نیچے سینے کے حصّے پر پڑتی ہے اور مؤذن کے جسم کا باقی حصّہ زینے کی دیوار سے چھپ جاتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ

اذانِ خطبہ میں مؤذن کیلئے محاذاتِ خطیب کی جس قدر ضرورت ہے وہ اس قدر سے حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تائید میں اس کا خسر عمرو دونوں کہتے ہیں کہ اس قدر سے مؤذن کو محاذاتِ خطیب حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا مسجد مذکور میں اذانِ خطبہ صفِ اوّل میں منبر کے سامنے ہونی چاہئے۔ صورتِ مسطورہ میں زید حق پر ہے یا مخلد و عمرو۔ بیّنوا توجروا۔

۳۔ مسجد مذکور کی عمارت اس طرز کی واقع ہوئی ہے کہ اگر لکڑی کا منبر بنا کر بھی محراب کی شمالی جانب کہیں بھی رکھا جائے تو خارج مسجد سے مؤذن کے سوا زینے کے کسی اور مقام پر محاذاتِ خطیب حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر محراب کے جنوبی جانب دیوارِ قبلہ کے انتہائی جنوبی گوشے پر لکڑی کا منبر رکھا جائے تو غسل خانہ

کے پاس والی تکونی جگہ سے مؤذن کو محاذاتِ خطیب حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر ایسا کرنا عوام کیلئے اثارت فتنہ کا باعث ہوگا کہ کہیں گے پیچھے صاحب خطیب کی جگہ ہی ہٹا دی گئی۔ منبر کو محراب کے جنوبی جانب اتنی دور پھینک دیا گیا۔ اس امر پر نظر رکھتے ہوئے مسجد مذکور میں محراب میں جہاں پر منبر بنا ہوا ہے اسی کے محاذی زینے پر اذان کہنے کو شرعاً ترجیح ہوگی یا اس منبر کو بیکار کر کے لکڑی کا منبر بنا کر دیوارِ قبلہ کے انتہائی جنوبی کنارے پہ رکھ کر غسل خانے کے پاس والی تکونی جگہ پر اذان کہنا شرعاً ترجیح ہوگا۔ بیّنوا توجروا۔

۴۔ زید کہتا ہے کہ اذانِ خطبہ کا محاذاتِ خطیب میں ہونا اس اذان کی سنّت زائدہ ہے اور اس کا خارج مسجد ہونا سنّتِ اصلیہ ہے اور سنّتِ زائدہ اور سنّتِ اصلیہ میں تعارض ہو تو سنّت اصلیہ کو ترجیح ہوگی۔ اور عمرو کہتا ہے کہ جب خارج مسجد سے خطیب کی ناک کی سیدھ پر مؤذن کی محاذات نہ ہو سکے
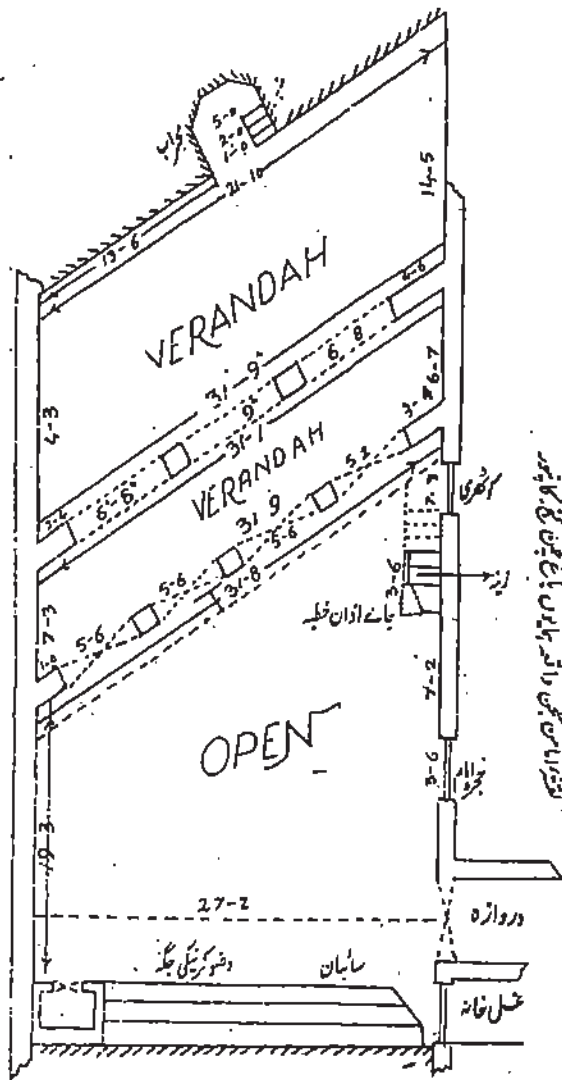
تو محاذاتِ خطیب کو ترجیح ہوگی یعنی داخلِ مسجد صفِ اوّل میں اذان کہی جائیگی۔ صورتِ محررہ میں زید حق پر ہے یا عمر۔ بینوا توجروا۔

۵۔ زید کہتا ہے کہ جب حضرات علمائے اہلسنّت بالخصوص اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وعنہم کے فتاویٰ مبارکہ ہمیں مل گئے جن میں حدیث شریف اور فقہ منیف سے مدلل طور پر ثابت فرمادیا گیا کہ اذانِ خطبہ محاذاتِ خطیب میں خارجِ مسجد ہونا سنّت ہے اور اس کے خلاف مکروہ تحریمی ہے تو ہم کو اس حکمِ شرعی پر سرِ تسلیم جھکادینا چاہئے۔ اس کے خلاف جو داخلِ مسجد صفِ اوّل میں عام طور پر اذان دینے کا رواج پڑ گیا ہے اس پر اڑا رہنا جائز نہیں۔ اور عمرو کہتا ہے کہ اس فتوے کو حق ماننے میں ہمارے ان بزرگوں اور پیروں کو جو اس کے خلاف پر زمانۂ قدیم سے عمل کرتے چلے آئے بدعتی گمراہ و مرتکبِ مکروہ تحریمی فاسق مخالفِ شریعت ماننا لازم آتا ہے۔ لہٰذا ہم اس فتوے کو کبھی حق تسلیم نہیں کرسکتے۔ صورت مسئول عنہا میں زید حق پر ہے یا عمرو۔ اور اگر زید حق پر ہے تو عمرو کے اعتراض کا کیا جواب ہے۔ بینوا توجروا۔

۶۔ مخلد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ہے۔ زید نے کہا کہ حاضر و ناظر کے الفاظ اللہ تعالیٰ کیلئے بولنا جائز نہیں۔ عمرو اپنے داماد مخلد کی حمایت میں کہتا ہے کہ صوفیائے کرام برابر اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر اور ہر جگہ سمایا ہوا کہتے چلے آئے۔ حتیٰ کہ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ۔

اندرون و بردن و در پس و پیش ؏ درچپ و راست و زیر و با لائے

لہٰذا ہمیں بھی ایسے الفاظ ان کے اتباع میں بولنا جائز ہے۔ صورت مذکورہ میں زید حق پر ہے یا مخلد و عمرو۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: مولانا صابر القادری نسیم بستوی، ساکن سکندرپور ضلع بستی۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

۱۔ رسالہ مبارکہ وقایۃ اھل السنۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ میں تفسیر جمل سے ہے بین یدی الانسان ما یقع علیہ بصرہ من غیر ان یحول وجھہ الیہ یعنی انسان کے بین یدی ہر وہ چیز ہے جس پر بغیر اس کے کہ اسکی طرف اپنا چہرہ گھمائے اس کی نگاہ پڑے۔ ستُرہ بھی بین یدی المصلی

ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس کا بھی نمازی کی ناک کی سیدھ پر ہونا مکروہ ہے۔ بلکہ داہنی یا بائیں بھوں کے مقابل ہو اور داہنی بھوؤں کے مقابل ہونا افضل ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمرو غلط کہتا ہے اور زید اس مسئلے میں حق پر ہے۔ کیونکہ مسجد مذکور فی السوال میں خطیب جب منبر پر بیٹھے اور مؤذن زینے کی سیڑھی پر جہاں نقشے میں تکونا نقطہ دار نشان بنا ہوا ہے کھڑا ہو کر اذان کہے تو خطیب کی نگاہ اس پر بے تکلف پڑے گی اور اس کیلئے خطیب کو مؤذن کی طرف اپنا چہرہ گھمانے کی ہرگز ضرورت نہ ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم۔

۲۔ صورتِ مستفسرہ میں مخلد اور اس کا خسر عمرو دونوں اپنے جی سے نئی شریعت گڑھتے ہیں۔ زید حق پر ہے۔ کسی فقیہہ نے محاذات مؤذن للخطیب کے یہ معنی ہرگز نہیں بتائے کہ مؤذن کا سارا یا اکثر بدن خطیب کے سامنے ہو بلکہ اگر مؤذن کا صرف چہرہ ہی خطیب کے سامنے ہو تو شرعًا محاذات حاصل ہو جائیگی۔ مؤذن اپنے چہرے ہی سے اذان کہتا ہے۔ بقیہ جسم کو اذان کہنے میں قطعًا کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اگر مؤذن کا سارا جسم بھی دیوار کی آڑ میں چھپا ہو اور صرف اس کا چہرہ ہی خطیب کے سامنے ہو تو محاذات خطیب اس کو حاصل ہو گئی۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم۔

۳۔ خطیب کا خطبہ پڑھنے کیلئے محراب کی شمالی جانب جبکہ قبلہ جانب مغرب ہو کھڑا ہونا بہتر اور سنّتِ متوارثہ ہے۔ وقس علیٰ ھذا صورتِ مستفسرہ میں دیوار قبلہ کے انتہائی جنوبی کنارے پر منبر رکھ کر اس پر خطبہ پڑھنا سنّتِ متوارثہ کے خلاف ہوگا۔ پھر جبکہ فتنہ کا اندیشہ بھی ہے۔ تو شرعًا اسی مقام پر اذان کہنا ارجح بلکہ ضروری ہوگا۔ جہاں مسجد مذکور میں زینے کی سیڑھی پر تکونا نقطے دار نشان بنا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ والفتنۃ اشد من القتل واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم۔

۴۔ فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذانِ خطبہ کا پتہ بتاتے ہیں کہ بین یدی الخطیب ہو مگر اس اذان کے بین یدی الخطیب سے ہٹ کر کہے جانے کی کراہت یا ممانعت کا حکم بیان کرنے سے مطلقًا ساکت ہیں۔ لیکن داخلِ مسجد اذان کہنے کو فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منع فرماتے ہیں لا یؤذن فی المسجد مکروہ بتاتے ہیں۔ یکرہ ان یؤذن فی المسجد نیز خارج مسجد اذان کہنے کو حضرات ائمہ مجتہدین اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے بدعت وممنوع نہیں بتایا لیکن محاذاتِ خطیب میں اذانِ خطبہ کو حضرات مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدعت سیئہ ممنوعہ بتاتے ہیں۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ اذان خطبہ کے محاذی خطیب ہونے کو ہرگز وہ اہمیت حاصل نہیں جو

اس کے خارج مسجد ہونے کو حاصل ہے۔ اور شریعتِ مطہرہ کا قاعدہ کلّیہ ہے کہ من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما لہٰذا جب ان دونوں سنّتوں میں تعارض ہو تو اسی قاعدۂ شرعیہ کے مطابق خارج مسجد اذانِ خطبہ کہنے کو ترجیح ہوگی۔ اگرچہ محاذاتِ خطیب نہ رہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ زید حق پر ہے اور عمرو باطل پر ہے واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم۔

۵۔ بیشک جب حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنّت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین ملّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر علمائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حدیث صحیح اور فقہ حنفی سے آفتاب نصف النہار سے بھی زائد روشن طور پر واضح فرما دیا کہ اذانِ خطبہ محاذاتِ خطیب میں خارج مسجد ہی سُنّتِ مصطفویہ وسنّتِ صدیقیہ وسنّتِ فاروقیہ ہے۔ بلکہ سنّتِ حیدریہ بھی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔ اور اذانِ خطبہ بھی اذانِ پنجگانہ ہی کی طرح داخل مسجد میں مکروہ تحریمی ہے۔ تو سُنّی مسلمان کا فرض ہے حکم شرعی پر سر جھکا دے اور شریعتِ مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کے خلاف جو رسم ورواج پڑ گیا ہے اُس پر اڑا رہنے سے پرہیز کرے۔ حکم شرعی تمام بزرگانِ دین پر بھی حجت ہے۔ بلکہ بزرگانِ دین جو بزرگانِ دین ہوئے وہ اتباعِ احکامِ شریعت ہی کے صدقے میں بزرگانِ دین ہوئے۔ اولیائے کرام عرفائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں وہ حضرات جن کی نگاہوں سے لوحِ محفوظ بھی مخفی نہیں وہ ملاحظہ فرماتے کہ تقدیراتِ الٰہیہ میں اس سنّتِ کریمہ کا احیا اس حکمِ شرعی کی تجدید فلاں زمانے میں فلاں بندۂ خدا کے ہاتھ پر مقدر ہے اس لئے وہ تقدیرِ خداوندی میں دخل نہیں دیتے بلکہ سکوت فرماتے ہیں۔ بعض حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ابنائے زمانہ میں ابھی اس سنّتِ کریمہ کے قبول کی استعداد نہیں پیدا ہوئی ہے۔ اگر ابھی اس سُنّتِ کریمہ کو جاری کیا جائیگا تو وہ قبول نہ کریں گے بلکہ ضد وعناد ونفسانیت سے کام لے کر اسلام وسُنّیت ہی سے معاذ اللہ بیزار ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ اپنے وقت میں دیدہ ودانستہ سکوت فرماتے ہیں اور اپنے انفاسِ نورانیہ وبرکاتِ روحانیہ سے بعون اللہ تعالیٰ وبعونِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے متوسلینِ سلسلہ اور اپنے مستفیضین ومستفیدین میں اس امر کی صلاحیت پیدا فرمانے کی سعی بلیغ فرماتے رہتے ہیں کہ جب اُن کے بعد اللہ تبارکؑ وتعالیٰ کا وہ موفق بالخیر بندہ اپنے زمانہ میں احیائے سُنّت وتجدیدِ دین کرے تو اُن کے متوسلین ومنتسبین اس کا ساتھ دیں۔ اس کی احیاء فرمائی ہوئی سُنّت نبویہ کو اس کے تجدید فرمائے ہوئے حکم شریعت کو قبول کرلیں۔ چنانچہ حضرات مشائخ عظام سرکار مارہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہی یہ فیضان ہے کہ ان کے اخلاف کرام وخلفائے عالی مقام رحمہم اللہ المنعام نے اس فتوائے مبارکہ سُنّت اذانِ خطبہ بیرونِ مسجد کو

بلا تکلف قبول فرمالیا۔ اور اسی پر عملدرآمد بھی فرمادیا۔ مثلاً حضرت مولانا شاہ عبداللطیف صاحب ستھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ہی فیض ہے کہ ان کے خلیفۂ ارشد حضرت مولانا شاہ عبید اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالۂ مبارکہ وقایۃ اھل السنۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ کی تصدیق انیق تحریر فرمادی یا مثلاً یہ بھی حضرت شاہ صاحب ستھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انفاس قدسیہ ہی کی برکت ہے کہ اُن کے خلیفۂ اکرم شاہ محمد یار علی صاحب اپنے مُریدین و متوسّلین میں اس سُنت کریمہ کا بھی احیا فرماتے ہیں اور جو بزرگانِ دین اس مرتبۂ علیا پر فائز نہیں ہوئے ہیں ان کا قول و فعل جو بر بنائے ناواقفی ہو شریعتِ مطہرہ میں حجت نہیں ہے۔ حجج شرعیہ صرف چار ہی ہیں کتابِ الٰہی و حدیثِ نبوی و اجماع و قیاس ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ احیائے سُنن نبویہ و تجدید دین متین عطیۂ الٰہیہ و موہبتِ نبویہ ہے۔ جس کو خدا و رسول چاہیں عطا فرمائیں۔ جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم۔

عمرو کا اعتراض اگر صحیح ہو تو ہر مجدّد دین ہر محیٔ سُنّت پر یہی اعتراض وارد ہوگا کہ تم سے پہلے جو بزرگانِ دین اسکے خلاف عامل رہے ان سب کو تمہارا فتویٰ مان لینے کی بنا پر فاسق یا مرتکب مکروہ تحریمی یا جاہل یا تارکِ سنت ماننا لازم آتا ہے۔ تو عمرو کا اعتراض صحیح مان لینے پر تجدید ملّت و احیائے سنّت کا دروازہ ہی سرے سے بند ہو جائیگا۔ بعض بزرگانِ دین وہ بھی ہوتے ہیں جو ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے عوام اس امر خلافِ سنت پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ احیائے سنت پر مفسدین اہل فتنہ کو مسلمانوں میں فساد پھیلانے فتنہ کرانے کا موقع ملے گا جس کے دفع کی قدرت وہ حضرات اپنے میں نہیں پاتے ہیں۔ اور الفتنہ اشد من القتل کے پیشِ نظر اپنے آپ کو معذور تصوّر فرماتے ہیں اور رخصتِ شرعیہ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ہمارے اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ زید کا کہنا حق اور عمرو کا اعتراض باطل ہے واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

۲۔ حاضر کے لغوی معنی ہیں اپنے وطن میں رہنے والا یا شہر میں رہنے والا جو سفر و بَدْو کی ضد ہیں سفر کے معنی پردیس میں جانا اور بَدْو کے معنی جنگل میں رہنا ہے۔ ناظر کے لغوی معنی گھورنے والا یا سوچنے والا ہیں۔ کما ھو مصرح بہ فی مفردات القرآن للامام الراغب الاصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور یہ معانی یعنی اپنے دیس میں رہنا یا شہر میں رہنا یا گھورنا یا سوچنا اللہ عزوجل کیلئے عیب ہیں اور جس لفظ کے حقیقی معنی اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے عیب ہوں اور وہ لفظ قرآنِ عظیم یا حدیث متواتر

نہیں اللہ جل وعلا کے لئے وارد نہ ہوا ہو اُس کو مجازی معنی میں لیکر بھی اللہ عز جلالہ کے لئے بولنا جائز نہیں اور حاضر و ناظر کے الفاظ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے نہ تو قرآنِ عظیم میں وارد ہیں نہ کسی حدیث متواتر میں لہٰذا اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا الحاد فی اسماء اللہ تعالیٰ ہے جو ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ زمان و مکان و زمانیات و مکانیات و جسم و جسمانیات سے مطلقاً وجوباً پاک و منزہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم اس کا سمع اس کا بصر اس کی قدرت اس کی مالکیت اس کی حاکمیت اسکی خالقیت اس کی ربوبیت ہر شئے کو ہر جگہ ہر وقت کو محیط ہے اس کا جلوہ بھی ہر جگہ ہر شئے ہر وقت کو محیط ہے۔ لیکن اس کی یہ صفت احاطہ بکل شئ بھی عقول وافہام وظنون واوہام سے ورا ہے۔ جسم و جسمانیات مکان و مکانیات زمان و زمانیات سے پاک و منزہ ہے۔ ضروریاتِ دینیہ و بدیہیاتِ ایمانیہ میں سے ہے کہ جگہ اور وقت اور جسم کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ تو جگہ اور وقت اور جسم کو پیدا فرمانے سے پہلے جس طرح وہ جسم و زمان مکان سے پاک و منزہ تھا اسی طرح جسم و زمان و مکان کو پیدا فرمانے کے بعد اب بھی جسم و جسمانیات مکان و مکانیات زمان و زمانیات سے پاک و منزہ ہے۔ کسی آیت یا حدیث یا قول بزرگانِ دین کے ظاہری معنی جو اس عقیدۂ حقّہ ضروریۂ مذہب اہلسنّت کے خلاف کو موہم ہوں وہ از قبیل متشابہات ہیں۔ اس کے ظاہری معنی سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ و تقدیس واجب ہے۔ اس میں ائمۂ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مسلک تفویض ہے۔ اور ائمۂ متاخرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک تاویل ہے۔ لیکن اس کے ظاہر معنی مراد لیکر اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود کہنا یا اس کے وجود کو ہر جگہ موجود بتانا یوں کہنا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں پر خدا نہیں قطعاً حرام ہے۔ گمراہی ہے بد دینی ہے۔ بلکہ فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے "از خدائے ہیچ مکاں خالی نیست" کہنے کو کفر بتایا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارکَ وتعالیٰ۔ اللہ جل جلالہٗ کو حاضر و ناظر کے معنی مجازی عالم اور ناظر کے مجازی معنی بصیر مراد لے کر حاضر و ناظر کہنا اگرچہ کفر نہیں لیکن ان الفاظ کا اللہ عزوجل پر اطلاق جائز نہیں۔ لہٰذا زید حق پر ہے۔ اور مخلد و عمرو دونوں باطل پر۔ البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو علیٰ کل شئ شہید اور بکل شئ محیط اور بکل شئ بصیر ہے اپنے محض فضل و کرم سے اپنے محبوبِ اکرم و خلیفۂ اعظم و مظہرِ اتم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہر زمان و ہر مکان میں حاضر و ناظر بنایا ہے۔

واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

سگِ بارگاہ نبوی و بندۂ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔ ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت
جمعہ مبارکہ نوزدہم ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۷۰ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۰ء۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص نے مکۂ معظمہ کے حرم شریف اور مدینہ کی مسجد نبوی میں جماعت سے نماز نہ پڑھی کیا وہ شخص پکا سُنّی ہے۔ اور اکثر حجاج زیادہ ثواب حاصل کرنے کیلئے وہاں جماعت سے نماز پڑھتے ہیں کیا وہ سُنّی حنفی نہیں ہیں؟ از روئے دلائل تحریر فرمائیں۔

المستفتی سکندر۔ محلہ اسلام پورہ
۱۴ اگست ۱۹۴۹ء۔ مالیگاؤں ضلع ناسک۔

الجواب:
اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:۔

آج کل حرمین طیبین پر ابن سعود نجدی خذلہ الواحد القہار تغلباً قابض ہے۔ وہ اور اس کے ہم عقیدہ وہابیہ نجدیہ اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد خارج از اسلام ہیں۔ خبثائے نجدیہ صرف یہی نہیں کہ عقیدۂ شفاعت کے منکر ہیں (ملاحظہ ہو تحفۂ وہابیہ صفحہ ۶۸) بلکہ اُن کا عقیدۂ خبیثہ ہے کہ من قال یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ فانہ کافر مشرک مھدر الدم والمال۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے والا کافر ہے مشرک ہے۔ اس کا خون بہانا حلال ہے، اس کا مال لوٹنا مباح ہے۔ شیاطین نجدیہ کا عقیدۂ نجسہ ہے۔ (ملاحظہ ہو تحفۂ وہابیہ صفحہ ۵۹) کہ من جعل الانبیاء والملائکۃ والاولیاء وسائط بینہ وبین اللہ لیشفعوا لہ عند ربھم فھو کافر مشرک حلال الدم مباح المال یعنی جو شخص انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کو یا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ و واسطہ ماننے اس لئے کہ وہ اللہ

تبارک وتعالیٰ کے حضور اس کے لئے شفاعت کریں تو وہ کافر ہے مشرک ہے اس کا خون بہانا حلال ہے اس کا مال لوٹنا مباح ہے ـــــــ یہ تو نجدی وہابیوں کے گندے عقیدے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندوں کا اس کے دربارِ عزت میں شفیع ہونا اور اللہ عزوجل کے حضور اس کے بندوں کے لئے ان کا واسطہ و وسیلہ ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ ان دونوں مبارک عقیدوں کی تصریح صریح خود رب العزۃ جل جلالہ نے قرآنِ عظیم میں فرمائی۔ فرماتا ہے جل وعلا۔ لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمٰن عہدا ۰ یعنی شفاعت کے مالک اللہ تعالیٰ کے صرف وہی بندے ہیں جنہوں نے رحمٰن کے حضور عہد لے رکھا ہے ـــــــ اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ۔ ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق وہم یعلمون ۰ یعنی اور وہ لوگ جن کو مشرک لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کے مالک نہیں شفاعت کے مالک تو صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔ اور فرماتا ہے عز جلالہ اولٰئک الذین یدعون یبتغون الیٰ ربہم الوسیلۃ ایہم اقرب یعنی عُزیر و عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام جنکہ یہود و نصاریٰ و مشرکین پوجتے ہیں یہ حضرات تو خود ہی اپنے رب کی طرف اسکو وسیلہ بناتے ہیں جو اللہ کے دربار میں ان سب سے زیادہ قرب رکھتا ہے (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوبِ اکرم و مظہرِ اتم شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نجدی مردود علیہ ما یستحقہ نے اپنے نجس اقوال میں ان آیاتِ قرآنیہ کو کھلم کھلا جھٹلایا۔ اور بھی اس قسم کے عقائدِ نجدیہ نجسیہ خود ابنِ سعود نجدی علیہ ما یستحقہ کی شائع کردہ ناپاک کتاب الہدیہ السنیہ والتحفۃ الوہابیہ میں بھرے پڑے ہیں۔ جن میں علانیہ نجدیہ نے کھلم کھلا قرآن پاک کی آیاتِ کریمہ کی تکذیب کی ہے اور جو شخص کسی ایک آیتِ قرآنیہ کی بھی تکذیب کرے وہ بحکمِ شریعتِ مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ملحد زندیق ہے۔ جس کو اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ کتاب مستطاب سل الصوارم الصمدیہ علیٰ حلیف شیاطین النجدیہ کو ملاحظہ کرے ـــــــ بہرحال جس سُنّی حنفی مسلمان کہلانے والے نے جان بوجھ کر مکۂ معظمہ یا مدینہ طیبہ میں یا اور کہیں ابن سعود مردود و خذلہ المعبود کے مقرر کردہ اس کے ہم عقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھی وہ بحکمِ شریعتِ مطہرہ وہابی نجدی کو قابلِ امامت مسلمان سمجھ کر خود کافر مرتد زندیق ہو گیا۔ اس کا ایمان و اسلام ہی معاذ اللہ جاتا رہا تو اس کی نماز باطل اس کا روزہ باطل اس کی زکوٰۃ باطل اس کا حج باطل۔ وہ حاجی نہیں بلکہ بے دین پاجی ہے اور مقدس دینِ اسلام کا ہاجی ہے۔ سُنّی مسلمانوں پر فرضِ شرعی ہے کہ ایسے شخص سے جملہ اسلامی تعلقات قطعاً ختم کر دیں۔

قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اس پر فرض قطعی ہے کہ وہ نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے توبہ کرکے تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے۔ استطاعت ہو تو دوبارہ حج اس پر فرض ہے۔ پہلا حج باطل ہوگیا۔ کثرتِ ثواب حاصل کرنے کیلئے مسجد حرام و مسجد نبوی شریف میں اپنی نماز الگ پڑھ سکتا ہے۔ یا چند سنی مسلمان کو اکٹھا کرکے اپنی نماز کی جماعت علیحدہ کرا سکتا ہے۔ کثرتِ ثواب کے لئے اگر مرتد کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہو تو رافضی قادیانی کی اقتدا میں بھی نماز جائز ہو جائے کہ آجکل وہابیوں دیوکے بندوں کی طرح بہتیرے رافضی قادیانی بھی آزادانہ حرمین مطہرین طہرہما اللہ تعالیٰ عن نجاسۃ النجدیہ اہل الکفر والمین کو حج کے نام سے جانے لگے ہیں۔ حرمین مطہرین پر نجدی مرتد کا تغلب بھی ہمارے ہی اعمالِ سیاہ کی شامت ہے ع " شامتِ اعمالِ ما صورتِ نجدی گرفت"۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
غفرلہٗ ولابویہ واہلیہ واخویہ وابنائہٖ واحبابہٖ ربہ المولی العزیز القوی۔
محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

اَلْقَوْلُ الْاَزْهَرُ فِی الْاِقْتِدَاءِ بِلَاؤُڈ اِسْپِیکَر

۱۳ــــــ ھ ـــــ ٧٢

اِســـــتفتــــاء

آمدہ از دارالافتاء قادریہ

نمبر٢٣٦ - کیولرے روڈ، معسکر بنگلور

مسئولہ: حضرت مولٰنا المکرم المفخم عبدالنبی الامی السید

حیدر شاہ القادری المعروف پیر بھڑوالا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسائلِ ذیل میں کہ آلہ نوایجاد جس کی عربی مُکَبِّرُ الصَّوت اور انگریزی "لاؤڈ اسپیکر" ہے۔ جس کا استعمال مجالس ومعابد نصاریٰ میں مجمع کثیر کو آواز پہنچانے کی غرض سے ہوا کرتا ہے، اگر اہلِ اسلام پنجگانہ یا جمعہ وعیدین کے وقت مصلّیوں کو آوازِ امام پہنچانے کے لئے اپنی مساجد وعیدگاہ میں نصب کریں، اُسکی آواز پر مصلّی تکبیر تحریمہ وانتقالات وعیدین ادا کریں قرأت وخطبہ سنیں جو قوتِ برقی سے اس آلہ کے ذریعے ہوا میں ٹکراتی ہوئی غیر جنس سے ان کو پہنچی جیسے تلاوت کا حکم نہیں، جیسے آیاتِ سجدہ ہوا، صدائے گنبد وجبال، طوطی، مولوگراف، ٹیلیفون سے سُننے پر سجدۂ تلاوت کا حکم نہ ہوا کہ وہ غیر جنس سے سُننے میں جو تلاوت نہیں۔ پس اس نماز کیلئے کیا حکم ہوگا؟ صحیح ودرست ہے یا فاسد وتباہ۔ اور یہ نوایجاد آلہ مساجد وعیدگاہ میں نصب کرنا مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً اور مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا میں داخل ہے یا مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً اور مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا اور مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا اور کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اور مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ میں۔ اور جن تکلّفات سے ہم مساجد میں منع کئے گئے یہ آلہ ان تکلّفات سے ہے یا نہیں؟ منتظمینِ مساجد وعیدگاہ پر اس کے ارتکاب سے توبہ لازم ہوگی یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

اَلْجَوَابُ وَتَوْفِیْقُ الصِّدْقِ وَالصَّوَابِ مِنَ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ۔

حضور پُرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ مولینا شاہ عبد المصطفےٰ امحمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ عنّا نے اپنے رسالۂ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی اَلْکَشْفُ شَافِیًا فِی حُکْمِ فُوْنُوْجِرَافِیَا میں صوت وصدا کے متعلق اپنے ابحاث رائقہ و تحقیقاتِ فائقہ سے چند امور روشن فرمائے۔ پہلے انھیں کا بیان کیا جائے کہ انھیں سے حکمِ مسئلہ رنگ انضاح پائے۔ مقدمۂ اول میں فرماتے ہیں۔ نَفَعَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِعُلُوْمِهِ الْمُبَارَكَةِ فِی الدَّارَیْنِ وَرَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

ایک جسم کا دوسرے سے بقوت ملنا جسے قَرْع کہتے ہیں یا سختی جدا ہونا کہ قَلْع کہلاتا ہے جس ملا رلطیف مثل ہوا یا آب میں واقع ہو، اس کے اجزاءِ مجاورہ میں ایک خاص تَشَکُّل وتَکَیُّف لاتا ہے اسی شکل وکیفیتِ مخصوصہ کا نام آواز ہے۔ اس صورتِ قرع کی قرع سے کہ زبان وگلوئے متکلم وقت تکلم کی حرکت ہوائے دہن کو بجا کر اس میں اشکالِ حرفیہ پیدا کرتی ہے، یہاں وہ کیفیتِ مخصوصہ اس صورتِ خاصہ کلام پر بنتی ہے جسے قدرتِ کاملہ نے اپنے ناطق بندوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یہ ہوائے اوّل یعنی جس پر ابتداءً وہ قرع وقلع واقع ہوا جیسے صورتِ کلام میں ہوائے دہن متکلم اگر بعینہٖ ہوائے گوش سامع ہوتی تو یہیں وہ آواز سننے میں آجاتی۔ مگر ایسا نہیں، لہٰذا حکیم عزّت حکمتہٗ نے اس آواز کو گوشِ سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو اس کی ہوائے گوش میں بنانے کیلئے سلسلۂ تموّج قائم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ایسے نرم و تر اجسام میں تحریک سے موج بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالو یہ اپنے مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا وہ اپنے متصل کو وہ اپنے متقارب کو جہاں تک اس تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے۔ یہی حالت بلکہ اس سے بھی زائد ہوا میں ہے کہ وہ لینت ورطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا قرع اول سے کہ ہوائے اوّل متحرک متشکل ہوئی تھی اس کی جنبش نے برابر والی ہوا کو قرع کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دوم میں بنیں، اسکی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا۔ اب اس ہوائے سوم میں مرتسم ہوئیں۔ یوں ہی ہوا کے حصّے بروجہ تموّج ایک دوسرے کو قرع کرتے اور بوجہ قرع وہی اشکال سب میں بنتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا بچھا اور پردہ کھچا ہے یہ موجی سلسلہ اس تک پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے متشکل ہو کر اس پٹھے کو بجایا یہاں بھی بوجہ جوف ہوا بھری ہے اس قرع نے اس میں بھی

وہی اشکال و کیفیات جن کا نام آواز تھا پیدا کیں۔ اور اس ذریعے سے لوح مشترک میں مرتسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں اور محض باذن اللہ تعالےٰ ادراک سمعی حاصل ہوا ـــــ الحاصل ـــ ہر شے کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ ہے، بے اس کے ارادے کے کچھ ممکن نہیں۔ وہ ارادہ فرمائے تو اصلاً کسی سبب کی حاجت نہیں۔ مگر عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی قرع و قلع ہے اور اس کے سننے کا تموج و تجدد قرع و قلع تا ہوائے جوف سمع ہے متحرک اول کے قلع سے ملا مجاور میں شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ و کلمات تھے نہ اور قسم کی آواز، اس کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش بھی دی۔ اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی پٹھا کہ یہاں اس میں بنا تھا، اس میں اتر گیا یوں ہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ تموج و قرع میں ضعف آتا جاتا ہے اور پٹھا ہلکا پڑتا جاتا ہے۔ لہٰذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حرف صاف سمجھ میں نہیں آتے۔ یہاں تک کہ ایک حد پر تموج کہ موجب قرع آئندہ تھا ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرع سے اس شکل کی کاپی برابر والی ہوا میں نہیں اترتی، آواز یہیں تک ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے جس کا قاعدہ اس متحرک و محرک اول کی طرف ہے اور راس اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جس طرح زمین سے مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروط شعاعی نہیں بنتی بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظلی کے کہ مقابل جرم میں اور بخلاف مخروط شعاع بصر کے کہ تنہا سمت مواجہ میں بنتا ہے۔ ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک پٹھا سب تک پہنچے گا سب اس آواز کو سنیں گے۔ پٹھوں کی تعداد سے آواز متعدد نہ سمجھی جائے گی۔ یہ کوئی نہ کہے گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنیں بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آئی ـــــــ

اس تقریر سے بحمدہٖ تعالیٰ منکشف ہو گیا، ۱ ـــ آواز اس شکل و کیفیت کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم تر میں قرع یا قلع سے پیدا ہوئی، ۲ ـــ اس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادۂ الٰہی ہے، دوسری چیز اصلاً نہ مؤثر نہ موقوف علیہ اور آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قلع و قرع ہے، ۳ ـــ سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بتشکل آواز ہونا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قرع کرنا۔ اور اس قرع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا، ۴ ـــ ذریعۂ حدوث

قرع وقلع ہیں اور وہ آتے ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہوجاتے ہیں اور وہ تشکل وکیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات ہیں، جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضروری نہیں، ۵ـــ آواز ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے، بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوئی کان تک پہنچتی ہے، ۶ـــ وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملار متکیف کی صفت ہے ہوا ہو یا پانی وغیرہ آواز کنندہ کی حرکت قرعی و قلعی سے پیدا ہوتی ہے ولہٰذا اس کی طرف اضافت کی جاتی ہے جبکہ، ـــ وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملار متکیف سے قائم ہے تو اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے، ۸ـــ انقطاع تموّج انعدام سمع کا باعث ہوسکتا ہے کہ کان تک اس کا پہنچنا بذریعہ تموج ہی ہوتا ہے نہ انعدام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکّل باقی ہے صوت باقی ہے، ۹ـــ دوبارہ تموج ہو تو اس سے تجدید سمع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہوئی، جبکہ تشکّل وہی باقی ہے، وحدت آواز وحدتِ نوعی ہے کہ تمام امثال متجددہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا تشکل اوّل کہ مثلاً ہوائے دہنِ متکلم میں پیدا ہو کبھی ہمیں مسموع نہیں ہوتا اس کی کاپیاں ہی چھپتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اس کو آواز کا سننا کہا جاتا ہے۔ انتہیٰ ملخصًا۔

مقدمۂ ثانیہ میں فرماتے قَدَّسَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَسْرَارِہِ الْقُدْسِیَّۃ،

گنبد کے اندر پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے پیچھے اور کبھی صحرا میں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اسکے سننے سے بھی دوبارہ سجدہ واجب نہیں نہ خود قاری پر نہ سامع اوّل پر جس نے تلاوت سن کر دوبارہ یہ گونج سنی نہ نئے پر جس نے پہلی تلاوت نہ سنی یہ صدا ہی سنی کہ حکم مطلق ہے۔ تنویر و در میں ہے لَا تَجِبُ بِسَمَاعِہٖ مِنَ الصَّدٰی (باب سجود التلاوۃ جلد اول ۵۱۸) بحر الرائق میں ہے تَجِبُ عَلَی الْمُحْدِثِ وَالْجُنُبِ وَعَلٰی کُلِّ السَّامِعِ بِتِلَاوَۃِ هٰؤُلَاءِ اِلَّا الْمَجْنُوْنَ لِعَدَمِ اَهْلِیَّتِہٖ لِانْعِدَامِ التَّمْیِیْزِ کَالسَّمَاعِ مِنَ الصَّدَاءِ کَذَا فِی الْبَدَائِعِ وَالصَّدٰی مَا یُعَارِضُ الصَّوْتَ فِی الْاَمَاکِنِ الْخَالِیَۃِ۔ اب صدا میں علماء مختلف ہیں کہ صدا اس تموّج اوّل سے پلٹتی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموّج زائل ہو کر تموّج تازہ اس کیفیت سے متکیف ہو کر ہم تک آتا ہے۔ مواقف ومقاصد اور ان کی شروح میں ثانی کو ظاہر بتایا، پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں۔ بعض اس طرف جاتے ہیں کہ پلٹی وہی صدا ہے۔ مگر اس میں تموّج نیا ہے۔ یہی ظاہر

شرح مواقف وطوالع وبعض شروح طوالع ہے، بعض تصریح کرتے ہیں کہ صدا ہی دوسری اس کیفیت سے متکیف ہوکر آتی ہے۔ یہ نص مواقف ومقاصد وشروح ہے۔ مطالع الانظار کی عبارت پھر محتمل ہے ولہٰذا ہم نے یہ مضمون ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنی پیدا کرے۔

اقول بر تقدیر ثانی ظاہر وہی معنی ثانی ہے کہ راجع ہوائے ثانی ہے۔ اوّلاً صدلئے جبل نے اگر ہوائے اول کو روک لیا اس کا تموج دور کر دیا تو دوبارہ اس میں تموج کہاں سے آیا وہ تصادم تو اس کا مسکن ٹھہرا (نہ محرک) ثانیاً ـــــ اثر قرع دو تھے تحرک وتشکل جو صدمہ تحرک سے روک دے گا تشکل کب رہنے دے گا، جو نقش بر آب سے نہایت جلد مٹنے والا ہے۔ پانی کو جنبش دینے سے جو شکل اس میں پیدا ہوتی ہے اس کے ساکن ہوتے ہی معًا جاتی رہتی ہے۔ اور جب وہ تشکل جاتا رہتا ہے تو اب اگر کسی محرک سے پلٹے گی بھی تو اشکالِ حرفیہ کہاں سے لائے گی کہ وہ تحریک غیر ناطق سے عادۃً ناممکن ہیں تو اس قولِ ثانی کی صحیح وصاف تعبیر وہی ہے جو مواقف ومقاصد میں فرمائی۔ یعنی مثلاً مقاومتِ جبل سے یہ ہوا تو رُک گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اس کے قرع سے اس میں تشکل وتحرک آیا آواز کا ٹھپا اس میں سے اتر گیا۔ اور یہ رک گئی کہ اس میں نہ تحرک رہا نہ تشکل۔ بہرحال اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی متکلم ہے خواہ پہلی ہی ہوا اُسے لئے پلٹ آئی یا اس کے قرع سے آواز کی کاپی دوسری میں اُتر گئی اور وہ لائی۔ مگر شرع مطہر نے اس کے سُننے سے سجدہ واجب نہ فرمایا، اقول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سمع میں ایجاب سجدہ کیلئے اسی تموّج اول سے وقوع سمع لازم ہے۔ اور قول اوّل پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموّج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو وزبانِ تالی نے پیدا کی تھی، پلٹنے میں وہ تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوتِ دافعہ بھی شریک ہوگئی۔ انتہی ملخصًا۔

اب کہ صوت وصدا دونوں کی حقیقت ان کے حدوث کی کیفیت ان کے احکام کی تفصیل با وضاحت معلوم ہوگئی تو اس آلہ لاؤڈ اسپیکر کی طرف چلیئے۔ یہ بھی اس مصادمت صوت کی اصل پر بنایا گیا ہے کہ جو آواز اس میں پہنچے آلہ اس کے ساتھ مقاومت کرکے اس میں گونج پیدا کرکے دور تک پہنچائے گنبد کی گونج اور اس آلہ سے سُنی ہوئی آواز دونوں صدا ہونے میں برابر ہیں، فرق اسی قدر ہے کہ عمومًا گنبدوں میں جو گونج پیدا ہوتی ہے وہ گنبد کے اندر ہر طرف پھیل جاتی ہے اور یہ آلہ اس گونج کو مقید ومحفوظ کرلیتا ہے جس کو لاؤڈ اسپیکر تک مفید ومحفوظ صورت میں برقی رو پہنچا دیتی ہے اور وہی

گونج لاؤڈاسپیکروں سے خارج ہوکر سنائی دیتی ہے۔ اسی تقید و تحفظ کے سبب لاؤڈ اسپیکر کے اس حصّے سے جس کے مقابل تلاوت یا گفتگو کی جاتی ہے۔ اگر آلہ بہت عمدہ ہو تو بہت خفیف گونج کی صورت میں صدا سنائی دیتی ہے۔ اور اگر آلہ خراب ہو تو نہایت ہی بھیانک اور مکروہ آواز کی شکل پر وہ گونج سننے میں آتی ہے۔ ایک آواز تو خود تالی یا متکلم اپنی تلاوت یا گفت گو کی اپنے کان سے سن رہا ہے۔ اگر آلہ مکبّر الصّوت سے سنائی دینے والی آواز صدا نہیں تو تالی یا متکلم خود اپنی آواز کے علاوہ یہ دوسری صدا گونج کی شکل میں کیسے سن رہا ہے۔ اگر کسی لاؤڈ اسپیکر کا منھ خود تالی یا متکلم کے مقابل اس کے قریب کر دیا جائے تو وہ بالکل اسی طرح اپنی آواز کی صدائے بازگشت اپنی آواز سے علیٰحدہ و متمیز طور سے سنتا ہے۔ اس کی صدا کا اصل صوت سے علیٰحدہ متمیز ہوکر مسموع ہوتا ہے۔ اس کے صدا ہونے کا بیّن ثبوت ہے کہ تالی یا متکلم اپنی اصل صوت تو اپنے کان سے سن چکا اس کی زبان و گلو کی تحریک نے ہوا میں جو تموج و تحریک و تشکّل کا سلسلہ پیدا کر دیا تھا اور اسی سلسلے کی ایک کاپی خود اس کے ہوائے گوش میں مرتسم ہو کر حسّ مشترک کے ذریعے نفس ناطقہ کو مدرک و مسموع ہو چکی پھر بغیر کسی مصادمت و مقاومت کے اس سلسلۂ تموّج کا دوبارہ اسی طرف واپس آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ تو یہ نہیں ہے مگر صدا۔ رہا یہ شبہ کہ صدائے گنبد اپنی اصل صوت سے مختلف ہوتی ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر کی صدا اصل صوت کے مثل ہوتی ہے۔ تو اولاً صدائے آلہ بھی یوں ہی اصل صوت سے ضرور فی الجملہ مختلف ہوتی ہے اگرچہ آلہ کی عمدگی کے سبب اختلاف بہت کم محسوس ہو۔ اور اگر آلہ خراب ہوا تو پھر میکروفون بالکل مکروہ فون ہی ہو جاتا ہے،

ثانیا۔۔۔۔۔ صدائے گنبد کا بھی اپنی صوت سے اختلاف محسوس ہونا ضروری نہیں، بیجا پور کا مشہور گول گنبد بہت زائد وسیع و بلند و فراخ ہے۔ اس میں یہ صنعت اب تک شاید ہے کہ اگر گنبد کے اندر دو شخص ایک دوسرے سے قطر بھر کے فاصلے پر دیوارِ گنبد کے پاس بیٹھ کر بہت ہی آہستہ آواز کے ساتھ باہم گفتگو کریں تو ہر ایک شخص دیوارِ گنبد سے کان لگا کر دوسرے کی گفت گو بخوبی سنتا ہے اور دیوارِ گنبد سے جو صدا مسموع ہوتی ہے اس کا اصل صوت سے کچھ بھی اختلاف محسوس نہیں ہوتا بعینہٖ اصل متکلم کی آواز معلوم ہوتی ہے بلکہ جو خوبی سلطان ابراہیم عادل شاہ کے مزار کے اس گول گنبد میں ہے وہ اب تک کسی بہتر سے بہترین لاؤڈ اسپیکر میں پیدا نہ ہو سکی۔ سینکڑوں برس کا ایک پرانا گنبد جس میں

رو بھی نہیں اور اس میں دو آدمی ایک دوسرے سے پورے قطر بھر کے فاصلے پر جو تقریباً سو گز ہوگا بیٹھ کر اس طرح آہستہ بات چیت کرتے ہیں جس کو سرگوشی کہا جاتا ہے۔

ہماری اس تقریر سے واضح ولائح ہو گیا کہ صدائے لاؤڈ اسپیکر درحقیقت صدا ہی ہے تو اس آلہ سے سُنی ہوئی آواز اگرچہ وہی اصل متکلم کی آواز ہے خواہ پہلی ہی ہوا اسے لئے ہوئے پلٹ آئی، یا اس آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی مگر بحکم شریعت مطہرہ اس کے سُننے سے سجدہ واجب نہیں۔ قولِ ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سماع سے ایجابِ سجدہ کے لئے اسی تموّج اوّل سے وقوعِ سماع لازم ہے۔ اور یہاں اس آلے کی ٹھیس سے ہوا کا وہ تموّجِ اوّل زائل ہو کر تموجِ تازہ اس کیفیت سے متکیّف ہم تک آتا ہے۔ اور قولِ اول پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموّج محض اس طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریکِ گلو وزبانِ تالی نے پیدا کی تھی، پلٹنے میں تنہا نہ رہی بلکہ آلے کی مصادمت کی قوت دافعہ بھی شریک ہو گئی جب بحکمِ فقہ صدا سے آیت سجدہ سننا سجدہ واجب نہیں کرتا تو اس کا اتباع کر کے اقتدا کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے۔ جو لوگ محض اس آلہ ہی سے تکبیرِ تحریمہ سُن کر اسی کو امام کی آواز سمجھ کر تحریمہ باندھیں گے ان کی نمازیں باطل اور جو لوگ امام کی تکبیرِ تحریمہ پر علاوہ اس آلہ کے کسی اور ذریعہ سے اطلاع پا کر تحریمہ باندھ چکے مگر تکبیراتِ انتقالات یا تکبیراتِ واجبہ کو اس آلہ سے سُن کر انہیں کو امام کی تکبیرات تصوّر کر کے ان کا اتباع کریں گے ان کی نمازیں فاسد ہوں گی۔

بالجملہ اس آلے کے متعلق اس فقیر کفش بردار علماء اہلسنت غفرلہٗ بھم کے نزدیک حکمِ شرعی یہی ہے کہ عین نماز میں اس کا استعمال کرنا از اں جا کہ عوامِ مسلمین کی نمازوں کے بطلان وفساد کا سبب ہوگا، گناہ حرام ہے۔ جن منتظمینِ مساجد وعیدگاہ نے ایسا کیا ان پر توبہ فرض ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے مقتدیوں پر نفس قرأت کا صرف سننا ہی فرض نہیں کیا بلکہ امام کی آواز مقتدی تک نہ پہنچے یا نماز سری ہو تو مقتدیوں کے لئے انصات یعنی خاموش رہنے کو استماع یعنی سُننے کا قائم مقام ٹھہرایا۔ اور اس کو بھی فرض ہی فرمایا۔ یا تحریمہ یا انتقالات امام پر مقتدیوں کو اطلاع دینے کیلئے شریعتِ مطہرہ نے مبلغین مقرر فرمائے ہیں جن کو عرفِ عوام میں مکبّرین کہتے ہیں ــــ تو نیچریوں، آزاد خیالوں نئی روشنی کے پرانے نمک حلالوں کی طرف سے نماز میں اس آلے کی جو ضرورت بتائی جا سکتی ہے وہ بذریعۂ مبلّغین شرعی طریقے پر پوری ہو جاتی ہے۔ اور مبلّغین کی آوازوں کو سُن کر کسی عامی کو بھی

یہ اشتباہ نہیں ہوتا کہ یہ امام کی آواز ہے نہ کوئی ان مبلغین کا اتباع کرتا ہے۔ بلکہ مقتدیوں نے جس امام کی اقتدا کی ہے ان تکبیراتِ مبلغین سے اپنے اس امام کا انتقالات پر اطلاع پاکر اسی کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی مقتدی اپنی ناواقفی کی بنا پر کسی مبلّغ ہی کا اتباع کرے تو وہ مبلّغ اس مقتدی کا اسی نماز میں شریک اور اسی امام کا مقتدی تو مَنْ لَمْ یَدْخُلْ فِی الصَّلٰوۃِ کی اقتدا نہ ہوئی۔ فافھم ۱۲ منہ

لہٰذا وقت نماز اس آلے کے استعمال سے احتراز لازم وضروری ہے۔ اور وقتِ خطبہ اس آلے کا استعمال نہ کرنا اچھا ہے۔ شرع مطہر نے خطبے کا مقصودِ اصلی ذکرِ الٰہی بتایا ہے۔ فاسعوا الی ذکر اللہ اور خطبہ کا صرف سُننا ہی فرض نہیں ٹھہرایا کہ خطبے سے متعلق قرآن پاک میں فاسمعوا ذکر اللہ نہ آیا بلکہ اگر مقتدی اس قدر فاصلے پر ہو کہ خطیب کی آواز نہ پہنچ سکے تو بھی اس پر خاموش رہنا فرض فرمایا۔ اور فقہ حنیف نے اس انصات پر بھی قائم مقام استماع ہونے کا حکم سنایا۔ تو خطبہ میں بھی یہ آلہ بے ضرورت ٹھہرا۔ اور خطبہ اگرچہ نماز نہیں لیکن نماز کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے لہٰذا وقتِ خطبہ اس نوایجاد آلے کے استعمال سے اجتناب احتراز ہی بہت ہے۔ خطبے کا مقصودِ اصلی ذکرِ الٰہی دور فاصلے پر جگہ پانے والے مقتدی کو بھی قلبی طور پر محض انصات ہی سے حاصل ہے۔ اور وہ اپنے حضور جسمی کے ساتھ احترامِ خطبہ وامتثال حکم شرعی کیلئے خاموش بیٹھ کر بھی فاسعوا الیٰ ذکر اللہ پر عمل کرنے والوں میں داخل۔ البتہ وعظ کی مجلسوں میں اس کا استعمال مضائقہ نہیں رکھتا کہ وعظ کا مقصودِ اصلی تبلیغ وتعلیم وتذکیر وتفہیم ہے جو بغیر سُننے محض انصات سے حاصل نہیں ہوتا۔ علامہ سید محمد امین المعرف بابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

اَلْمُبَلِّغُ اِذَا قَصَدَ التَّبْلِیْغَ فَقَطْ خَالِیًا عَنْ قَصْدِ الْاِحْرَامِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ وَلَا لِمَنْ یُّصَلِّیْ بِتَبْلِیْغِہٖ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ لِاَنَّہٗ اِقْتَدٰی بِمَنْ لَمْ یَدْخُلْ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنْ قَصَدَ بِتَکْبِیْرِہِ الْاِحْرَامَ مَعَ التَّبْلِیْغِ لِلْمُصَلِّیْنَ فَذٰلِکَ ھُوَ الْمَقْصُوْدُ مِنْہُ	یعنی مبلغ جب نماز میں داخل ہونے کی نیت سے خالی ہوکر صرف تبلیغ ہی کا ارادہ کرے۔ یعنی اسکی نیت صرف یہی ہو کہ مقتدیوں کو امام کی تکبیر تحریمہ پر اپنی تکبیر کے ذریعے سے اطلاع پہنچائے اپنی تکبیر سے خود اپنا نماز میں داخل ہونا اسکو مقصود نہ ہو تو نہ اسکی نماز ہے اور نہ ان لوگوں کی نماز ہے جو اس حالت میں اسکی تبلیغ پر نماز ادا کر رہے

شرعًا کذا فی فتاوی الشیخ محمد بن محمد الغزی الملقب بشیخ الشیوخ ووجهه ان تکبیرة الافتتاح شرط او رکن فلا بد له فی تحققها من قصد الاحرام ای الدخول فی الصلوٰة واما التسمیع من الامام والتحمید من المبلغ وتکبیرات الانتقالات منهما اذا قصد بما ذکر الاعلام فقط فلا فساد للصلوٰة کذا فی القول البلیغ فی حکم التبلیغ للسید احمد الحموی واقرہ السید ابو السعود فی حواشی مسکین والفرق ان قصد الاعلام غیر مفسد کما لو سبح لیعلم غیرہ انه فی الصلوٰة ولما کان المطلوب هو التکبیر علی قصد الذکر والاعلام فکانه لم یذکر وعدم الذکر فی غیر التحریمة غیر مفسد وقد اشبعنا علی هذه المسئلة فی رسالتنا المسماة تنبیه ذوی الافهام علی حکم التبلیغ خلف الامام۔ (صفحہ ۴۴۳ من الجلد الاول)

ہیں اس لئے کہ انھوں نے ایسے شخص کی اقتدا کی جو نماز میں داخل ہی نہیں ہے۔ تو اگر مبلغ اپنی تکبیر سے نماز میں داخل ہونے کے ساتھ مصلیوں کو امام کے تحریمہ پر اطلاع پہنچانے کا قصد بھی کرے تو شرعًا اس سے یہی مقصود ہے۔ ایسا ہی شیخ الشیوخ محمد بن محمد غزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ میں ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے وقت کی تکبیر شرط ہے یا رکن ہے۔ تو تکبیر تحریمہ ادا ہونے کیلئے نماز میں داخل ہونے کا ارادہ ضروری ہے۔ لیکن امام کا سمع اللہ لمن حمدہٗ کہنا اور مبلغ کا ربنا لک الحمد کہنا اور امام و مبلغ دونوں کا ایک رکن سے فارغ ہوتے ہوئے یا دوسرے رکن کو شروع کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجالاتے ہوئے تکبیریں کہنا اگر ان چیزوں سے صرف یہی مقصود ہو کہ مقتدیوں کو خبر دی جائے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ایسا ہی علامہ سید احمد حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالے "القول البلیغ فی حکم التبلیغ" میں ہے اور علامہ سید ابو السعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حواشی مسکین میں اسکو مقرر رکھا اور فرق یہ ہے کہ خبر دینے کی نیت کرنا مفسد نہیں ہے جیسا کہ نمازی نے نماز میں سبحان اللہ اس نیت سے کہا کہ دوسرے کو اپنا نماز میں مشغول ہونا بتادے۔ اور چونکہ شرعًا یہی مطلوب ہے کہ ذکر الٰہی اور اعلام مصلین کی نیت سے تکبیر کہے تو جب اُس نے صرف یہی نیت کی کہ مصلّیوں کو خبر دے تو گویا اس نے ذکر نہ کیا۔ اور تحریمہ کے سوا دوسرے انتقالات کے وقت ذکر نہ کرنا مفسد نہیں۔ اور بیشک اس مسئلے پر ہم نے اپنے رسالے "تنبیہ ذوی الافہام علی حکم التبلیغ خلف الامام" میں مفصل بحث کی ہے۔

یہ بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ اس مسئلہ کا گویا جزئیہ صریحہ ہے کہ جو شخص نماز میں داخل نہیں اس کی

اقتدا مفسدِ نماز ہے۔ اور آلۂ لاؤڈ اسپیکر نماز میں داخل ہونے کی قطعاً صلاحیت نہیں رکھتا تو اس سے تکبیرِ تحریمہ کی صدا سُن کر اسکی اقتدا کرنے والا نماز میں قطعاً داخل ہی نہیں ہوا۔ اور جس نمازی نے اقتدا تو اپنے امام کی کرکے نماز تو شروع کردی، نماز شروع کرنے میں لاؤڈ اسپیکر کی صدا کی اقتدا قطعاً نہ کی اسکی نماز تو شروع ہوگئی لیکن درمیانِ نماز میں کسی ایک رُکن سے فارغ ہوتے ہوئے یا کسی رُکن کو شروع کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجالاتے ہوئے اگر صدائے لاؤڈ اسپیکر کی اقتدا کرلی تو نماز فوراً جاتی رہی، بخلاف مبلغ کے جس نے تکبیرِ تحریمہ سے نماز میں داخل ہونے کی نیت بھی کرلی تو وہ نماز میں داخل ہوگیا، اب اگرچہ تحمید و تکبیراتِ انتقالات سے صرف اعلامِ مصلّین ہی کی نیت کرے تو بھی نماز سے خارج نہ ہوگا۔ لہٰذا کوئی مصلّی اگر اپنی ناواقفی یا کم فہمی کے سبب اسی مبلغ ہی کی اقتدا کرے گا تو ایسے ہی کی اقتدا کرے گا جو اس کے ساتھ اسی کی نماز میں داخل ہے۔ تو یہ مَنْ لَمْ یَدْخُلْ فِی الصَّلٰوۃِ کی اقتدا نہ ہوئی۔ اور لاؤڈ اسپیکر تو بہرحال مَنْ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ ہونے کی ہرگز صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس کی اقتدا تو بہرحال مُبطلِ صلوٰۃ و مُفسدِ نماز ہے۔

فَافْهَمْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَالِكِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؕ

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

جمعہ مبارکہ ۱۶ ر رجب المرجب ۱۳۶۱ھ

(مہر)

استفتـــــــاء :

مسئلہ از لالپور کاٹھیاواڑ، مسئولہ خدامِ اہلسنّت وجماعت بدست موسیٰ نور محمد

۱۴؍رجب المرجب ۱۳۶۴ھ

$\frac{۸۶}{۹۲}$ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق کہ یہاں سنّت جماعت کی مسجد کے استنجا خانوں میں غیر مذہب کے لوگ استنجا کرنے کیلئے آنا چاہتے ہیں اور بعض جاہل ان کو اجازت دینا چاہتے ہیں۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجــــــواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب :

مسجد کے متعلق جو استنجا خانے بنائے جاتے ہیں وہ ہر ایک شخص کیلئے عام نہیں ہوتے بلکہ صرف انھیں لوگوں کیلئے مخصوص ہوتے ہیں جو اس مسجد میں حاضر ہو کر نماز پڑھنے کے حقدار ہیں اور مسلمانانِ اہلسنت کی بنائی ہوئی مسجد میں حاضر ہونے، اس میں نماز پڑھنے کا حق صرف سُنّی مسلمانوں ہی کو ہے۔ سُنّیوں کی مسجد میں کسی اور فرقے کے کلمہ گو کو ہرگز کچھ حق نہیں اس لئے کہ سنیوں کے مذہبی مسائل میں یہ بھی ہے کہ بد مذہبوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول حرام ہے۔ اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔ یعنی بد مذہبوں سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔ (رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث شریف میں ہے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔ وَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَّاتُوْا فَلَا تَشْہَدُوْھُمْ یعنی اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو دیکھنے نہ جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے پر حاضر نہ ہو۔ (رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

تیسری حدیث شریف میں ہے، حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ۔ یعنی اگر ان سے تمہاری ملاقات ہوجائے تو انھیں سلام نہ کرو۔ (رواہ ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور شہنشاہِ دارین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ۔ یعنی ان کی صحبت میں نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ (رواہ العقیلی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پانچویں حدیث شریف میں ہے، حضور مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ۔ یعنی ان کے جنازے پر نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ رواہ ابن حبان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قرآن عظیم میں اللہ واحد قہار جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

یعنی اور اے سننے والے اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ

جب سُنّی مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسائل داخل ہیں کہ بدمذہبوں گمراہوں سے میل جول رکھنا حرام ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام، ان کی بیماری میں انھیں دیکھنے جانا حرام، ان کے جنازے پر جانا حرام، ان کو سلام کرنا حرام، ان کے ساتھ کھانا پینا حرام، ان کے ساتھ شادی بیاہ حرام، ان کے جنازے کی نماز پڑھنا حرام، ان کے ساتھ نماز پڑھنا حرام، تو پھر مسلمانانِ اہلسنّت کی بنوائی ہوئی مسجد میں سنّیوں کے سوا کسی اور فرقے کے کلمہ گویوں کو حاضر ہونے نماز پڑھنے کا حق ہونا خلافِ مذہبِ اہل سنّت ہے جو ہرگز ہرگز گمراہوں بدمذہبوں کو دینا جائز نہیں۔

مسجد کے استنجاخانے غسلخانے صرف انھیں لوگوں کی راحت وآسانی کیلئے بنائے گئے ہیں جو اس مسجد میں حاضر ہوتے ہیں، اس میں نماز ادا کرنے کے حقدار ہیں تو دوسرے مذہب کے لوگوں کو جو اس مسجد میں نماز پڑھنے حاضر ہونے کا حق بھی نہیں رکھتے سُنّیوں کی مسجدوں کے استنجاخانے اور غسلخانے وغیرہ کے استعمال کی اجازت دینا شرعاً کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ وہ جاہل لوگ جو بدمذہبوں گمراہوں کو مساجدِ اہلسنت کے استنجاخانے غسلخانے وغیرہ کے استعمال کی اجازت دینا چاہتے ہیں ان پر فرض ہے کہ اپنے اس ارادۂ بد سے فوراً توبہ کریں۔ اور اللہ عزوجل کے مقدس گھروں کی کسی چیز کے استعمال کی اجازت ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کو نہ دیں جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیزار وبری ہیں۔

چھٹی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں، اِنِّیْ بَرِیْئٌ مِنْھُمْ وَھُمْ بُرَءَاؤُ مِنِّیْ جِہَادُھُمْ کَجِہَادِ التُّرْکِ وَالدَّیْلَمِ۔ یعنی بیشک میں بدمذہبوں سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں اور ان پر جہاد کرنا ایسا ہے جیسا کہ ترک و دیلم کے کافروں پر جہاد کرنا۔ رواہ الدیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ یہ حکم تو ان بدمذہبوں کے لئے ہے جن کی بدمذہبی حدِّ کفر تک نہ پہنچی ہو۔ اور جن کی بدمذہبی معاذ اللہ حدِ کفر تک پہنچ گئی ہو جیسے اللہ عزوجل کو جھوٹا کہنے والے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم کی توہین وتنقیص کرنے والے وہابیہ دیوبندیہ، یا قرآنِ عظیم کو معاذ اللہ ناقص جاننے والے، حضرات ائمۂ اہل بیت رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو معاذ اللہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے افضل ماننے والے رافضیہ یا آغاخاں کو خدا کا اوتار ماننے والے اس کو پوجنے والے آغاخانیہ، یا ختمِ نبوت کا انکار کرنے والے قادیانیہ، یا معجزاتِ انبیاء کو جھٹلانے والے نیچریہ وغیرہم تو یہ لوگ بحکمِ شریعت کافر ومرتد ہیں۔ اور بے توبہ مرے تو مستحقِ نارِ ابد۔ والعیاذ باللہ الاحد الفرد الوتر الصمد۔

مسلمانانِ اہلسنت کی مسجد اور ان کی مسجد کی ہر ایک چیز صرف سنی مسلمانوں ہی کیلئے مخصوص ہے اور مرتد تو سرے سے مسلمان ہی نہیں۔ مساجدِ اہلِ سنت کی کسی چیز کے استعمال کی انھیں اجازت دینا سخت اشد حرام ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھو کتاب مستطاب فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین۔ وکتاب کامل النصاب تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ۔ ورسالۂ مبارکہ انفع الشواھد لمن یخرج الوھابیین عن المساجد۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ، ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ القوی، محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

یوم الخمیس یکم شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ

اِرْشَادُ اَھْلِ الرَّشَادِ اِلٰی بَابِ مَجَالِسِ الْمِیْلَادْ

۱۳۴۲ھ

استفتاء

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

محفلِ میلاد مروّجہ میں قیامِ تعظیمی فرض ہے یا واجب یا سُنّت یا مستحب۔ اور مستحب کی تعریف کیا ہے نیز اس کے کرنے سے کتنا ثواب اور نہ کرنے سے کتنا گناہ، علاوہ اس کے قیامِ تعظیمی کے منکر یا تارک کو بے ایمان دشمنِ رسول غیر مقلد وہابی، لہابی وغیرہ کہا جا سکتا ہے یا قابلِ ملامت و فضیحت یا ناقابلِ امامت والفت ہے۔ مفصّل جواب قرآن، حدیث و ائمۂ اربعہ نصوصاً فقہ حنفی کی معتبرہ و متداولہ کتب مع حوالۂ صفحہ وغیرہ مرحمت فرمایا جائے تاکہ مسائل پر عمل کرنے میں سہولت ہو۔

المستفتی خادم دین اللہ ابوالمجتبیٰ محمد مصطفےٰ خان

محلہ گدرہوا بلرام پور ضلع گونڈہ (یوپی)

الجواب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا

محفلِ میلادِ اقدس میں قیام اگرچہ فی نفس ذاتہٖ مستحب ہے جس کا مفصّل بیان کتاب مستطاب "اِذَاقَةُ الْاٰثَامِ لِمَانِعِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ" اور اس کے حاشیۂ مبارکہ "رَشَاقَةُ الْکَلَامِ" وفتوائے مقدسہ "اِقَامَةُ الْقِیَامَةِ عَلٰی طَاعِنِ الْقِیَامِ لِنَبِیِّ تِھَامَةَ" میں مدلل موجود ہے۔ جس کا جی چاہے ان کتبِ منیرہ کی طرف رجوع لائے اور بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مرضِ قلب سے شفا پائے۔ لیکن آج کل مجلسِ میلاد شریف میں قیام سے انکار کرنا اس سے باز رہنا کفارِ وہابیہ و مرتدین دیوبندیہ کا شعار ہے۔ جنہوں نے صاف بک دیا کہ کُل علمِ غیب تو سرکارِ دوعالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حاصل نہیں اور جو بعض علم غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بعطائے الٰہی حاصل ہے اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں بلکہ ایسا علم غیب تو ہر ایک ایرے غیرے کو بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کو بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(حفظ الایمان اشرف علی تھانوی صفحہ ۸)

شیطان وملک الموت کیلئے علم کا وسیع وزائد ہونا تو نص یعنی آیت قرآنی اور حدیث نبوی سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے علم کا وسیع وزائد ہونا کسی نص یعنی کسی آیت کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم کا وسیع ہونا نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ یعنی ایسی آیات قرآنیہ جن کے معنی بلاشبہ روشن ہیں اور ایسی روشن حدیثیں جن کے ثبوت ومعنی میں کوئی شبہ نہیں اسی بات کو بیان کرنے کیلئے فرمائی گئی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم وسیع نہیں تو عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان ملعون کے علم کو وسیع ماننے والا مومن مسلمان ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا مشرک بے ایمان ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (براہین قاطعہ خلیل احمد انبیٹھی صد ۵۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وصف خَاتَمُ النَّبِيِّيْن جو قرآن عظیم میں فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی مراد لینا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا زمانہ اقدس تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے زمانہ بعثت کے بعد ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی صد ۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں بھی کسی اور نبی کا پیدا ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تحذیر الناس صد ۱۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی جدید نبیوں نئے پیغمبروں کے پیدا ہونے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑ سکتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تحذیر الناس صد ۲)

چالیس سال کی عمر شریف تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تہذیب اخلاق سے بالکل

بے خبر تھے۔ ایمان سے قطعًا ناواقف تھے، تمام شرعی واخلاقی خوبیوں سے یکسر غافل تھے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (مختصر سیرت نبویہ عبد الشکور کاکوری ص۲۲)

وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے، یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا جھوٹ بول چکا خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فولوئے فتوائے رشید احمد گنگوہی)

جھوٹ بولنا ظلم کرنا ہر قسم کی تمام بے حیائیوں میں مبتلا ہونا اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ برا نہیں جھوٹ بولنے سے ظلم کرنے سے ہر قسم کی ہر ایک بے حیائی میں مبتلا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں کوئی عیب، کوئی نقصان نہیں آسکتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(جہد المقل محمود حسن دیوبندی حصہ اول ص۴۷)

خدا چوری کرسکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظلم ڈھا سکتا ہے، جاہل ہوسکتا ہے جتنے اچھے برے گندے گھنونے کام بندے کرسکتے ہیں وہ سب کام خدا بھی کرسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تذکرۃ الخلیل، عاشق الٰہی میرٹھی ص۸۶)

مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و ہند و سندھ و دکن و کوکن و گجرات و کاٹھیاواڑ و پنجاب و بنگال و مدراس کے مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اجماعی اتفاقی فتاوائے شرعیہ صادر فرمائے کہ ایسے اقوال کفریہ کے لکھنے والے ایسے کافر، مرتد، ملحد، زندیق منافق ہیں کہ جو شخص اُن کے ان اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو کافر کہنے سے زبان روکے یا اُن کے کافر ہونے میں شک رکھے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد ملحد زندیق منافق ہے۔ (کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف و کتاب کاہل النصاب الصوارم الہندیہ)

اور کفار و مشرکین و مرتدین کے شعار کو اختیار کرنا شرعًا حرام ہے، ان کے شعار سے پرہیز کرنا واجب شرعی ہے۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتھ تشبہ کرے تو وہ انھیں میں سے ہے۔

لہٰذا محفل میلاد مبارک میں قیام تعظیمی صلاۃ و سلام سنی مسلمانوں پر شرعًا واجب و لازم و ضروری ہے۔ اور بیشک اس قیام تعظیمی کے منکرین اپنے جن خبیث عقائد کفریہ مذکورہ ملعونہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ کفار مرتدین ملحدین زندیقین منافقین اور بیشک وہ اپنے اقوال کفریہ مذکورہ کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ

کے دشمن اس کے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمن وہابی دیوبندی ہیں یا وہابی غیر مقلد ہیں یا وہابی نجدی ہیں۔ اُن کے اقوال کفریہ واعمالِ خبیثہ پر اُن کو ملامت کرنا اُن کو فضیحت کرنا اُن کی اقتدا سے پرہیز کرنا اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا کے لئے ایسے لوگوں سے نفرت وجُدائی رکھنا شرعًا فرض ہے۔ حُسَامُ الْحَرَمَیْن عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْن وَ فَتَاوَی الْحَرَمَیْن بِرَجْفِ نَدْوَۃِ الْمَیْن آیاتِ منیفہ واحادیثِ شریفہ وارشاداتِ ائمہ اسلام وعباراتِ فقہائے حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ انہیں کتبِ مبارکہ میں ملاحظہ ہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

خدائے تعالیٰ نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید، یا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں مولود مروجہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی ایسا حکم ہے تو مع سند وحوالہ کتاب وغیرہ کے تحریر فرمائیے۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

محفلِ میلادِ مقدس کا ثبوت آیاتِ قرآنِ عظیم سے بھی ہے، نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم سے بھی ہے (ملاحظہ ہو مبارک کتاب انوارِ آفتاب صداقت) مگر قرآنِ عظیم وحدیث کریم میں کسی چیز کا حکم نہ دینے سے اس کا ناجائز ہونا شرعًا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ قرآن شریف یا حدیث شریف میں کسی چیز سے منع فرمانا ضرور اس کے ناجائز ہونے کا شرعی ثبوت ہے۔ لیکن کوئی دیوبندی کوئی غیر مقلد کوئی نجدی ہرگز ہرگز کوئی آیت کریمہ کوئی حدیث شریف ایسی نہیں پیش کر سکتا جس میں محفلِ میلاد شریف سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہو۔ وہابی جو محفلِ میلاد کریم کو ناجائز حرام کرتا ہے اپنے جی سے نئی شریعت گڑھتا ہے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا جڑتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جو پیغمبر اور انبیاء گزر چکے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت

ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ۔ ان انبیاء کی ولادت باعثِ مسرت ہے یا نہیں؟

اگر ان انبیاء کرام کی ولادت باعثِ مسرت ہے اور یقیناً ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام نے اُس خوشی میں ان کی مجلس مولود قائم کی تھی یا نہیں؟ بالدلیل بتایا جائے۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

حضور اقدس سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعثتِ مقدسہ کے بعد سے قیامت تک جملہ مسلمانوں پر شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ کے احکام کا اتباع ضروری ہے۔ جس چیز کا حکم شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ سے معلوم ہوچکا۔ اس کا حکم اگلی شریعتوں سے یا اُس کے متعلق اگلی اُمتوں کا معاملہ معلوم کرنا شرعاً ہرگز ضروری نہیں۔ جب شریعتِ مطہرہ کے اصولِ اربعہ کتابِ الٰہی وسنّتِ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہٖ وسلم واجماعِ امّتِ مرحومہ وقیاسِ مجتہدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے محفلِ میلاد شریف سے منع نہیں فرمایا تو شریعتِ مطہرہ سے اُس کا جائز ہونا ثابت ہوگیا۔ اب ہم کو یہ معلوم کرنے کی شرعاً ہرگز ضرورت نہیں کہ اگلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اُمتیوں نے اپنے نبیوں کی محفلِ میلاد شریف کی تھی یا نہیں۔

البتہ یہ ضرور ثابت ہے کہ تمام انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والسلام اپنے اپنے مبارک زمانوں میں اپنے اوپر ایمان لانے والوں کو جلسوں اور محفلوں میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا میلادِ اقدس برابر سناتے رہے۔ ملاحظہ ہو کتابِ مبارک **الدر المنظم فی مولد النبی المعظم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ ہر نبی ہر رسول کی ولادت یقیناً اللہ تبارک وتعالےٰ کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ [1]
یعنی یاد کرو اللہ کی نعمت کو تم میں اُس نے انبیاء پیدا کئے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا
یعنی اور اللہ کی جو نعمت تم پر ہے ذکر کرو کہ اس نے تم پر کتاب و حکمت نازل فرمائی اللہ تم کو اسکی نصیحت فرماتا ہے اور اللہ سے

---

[1] سورۂ مائدہ آیت نمبر ۲۰

اللہ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ ○ ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلادِ اقدس اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام نعمتوں کی اصل اور ان کا سبب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس کے بندوں پر بیشمار نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا [۲] یعنی اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو اُن کا شمار بھی نہ کر سکو گے

اور اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرنا حکم قرآنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ [۳] یعنی اور اے قرآن پر ایمان لانے والے اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کر۔

تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے مُبارک نام ہی جب مُسلمانوں کو معلوم نہیں تو اُن سب کی ولادت کا ذکر کرنا یقیناً مسلمانوں کی طاقت سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا شمار ہی جب نہیں ہوسکتا تو اس کی جُملہ نعمتوں کا چرچا کرنا مُسلمانوں کی قدرت میں ہرگز نہیں لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے میلادِ اقدس کا تذکرہ کرنا اللہ تعالیٰ کی جمیع نعمتوں کا چرچا کرنا۔ اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کا میلاد شریف بیان کرنا ہے۔ وَلَنِعْمَ مَا قَالَ الْعَارِفُ الرُّوْمِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

نامِ احمد نام جملہ انبیاست چوں کہ صد آمد نود ہم پیش ماست

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جلسوں میں اپنا میلادِ پاک بیان فرماتے رہے۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی محفلوں میں آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد شریف سُناتے رہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مبارک اَلدُّرُّ الْمُنَظَّمُ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْمُعَظَّمِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ۔

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے مجلس مولود اپنی زندگی میں قائم کرائی؟ یا اپنے بعد صحابہ

---

[۱] سورۂ بقرہ آیت ۲۳۱۔ [۲] سورۃ النحل آیت ۱۸۔ [۳] سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱

کرام کو اس کے قائم کرنے کا حکم کیا؟

الجـــواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تواضعاً وشفقۃً بھم اس کا حکم نہیں دیا لیکن اللہ عزوجل نے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ فرماکر قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کو ان کے جلسوں، ان کی محفلوں میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے میلادِ اقدس کے چرچا کرنے کا ضرور حکم دیا۔ واللہ ورسولہ اعلم واجل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

مســـــئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ۔

صحابۂ کرام، تابعین عظام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل میں سے کسی نے اس مجلس کا اہتمام کیا؟ اگر نہیں کیا تو کیا اُن کے خلاف چل کر اب اس بدعت کو جاری رکھنا درست ہو سکتا ہے؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

صحابۂ کرام واہلبیت عظام وتابعین ذوی الاحترام وتبع تابعین علیہم السلام ومجتہدین اعلام ومحدثین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حکم الٰہی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ کی تعمیل کرتے ہوئے ہر قرن ہر زمانے میں مسلمانوں کے جلسوں، مومنین کی محفلوں میں برابر نہایت اہتمام احترام کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلادِ اقدس سناتے رہے۔ ورنہ آج اہل اسلام کو میلادِ اقدس خیر المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واقعات مبارکہ ہرگز معلوم ہی نہیں ہوتے۔ وہابی اس سے بھی قصداً اندھا بن گیا کہ خلاف کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا وہ کیا جائے بلکہ مخالفت کے معنی صرف یہ ہیں کہ جس کام سے انہوں نے تحریماً منع فرمایا ہو اس کو کیا جائے۔ ورنہ سینکڑوں دینی ہزاروں دنیاوی کام وہ ہیں جن کا حکم نہ قرآن عظیم نے دیا نہ حدیث شریف نے نہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یا تابعین فخام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے، یا ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو کیا نہ اُن کا حکم دیا۔ پھر بھی تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین نجدیہ

ان میں مبتلا ہیں۔ نہ ان کو بدعت بتاتے ہیں نہ ان کو حرام و ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ ظالموں نے اپنے حسد و بغض کو اپنا دین بنالیا، اپنی خواہش نفس کو اپنا ایمان ٹھہرالیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ [۱] واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔ بدعت کسے کہتے ہیں؟ بدعت کی تعریف اگر مجلس مولود پہ صادق آجائے تو پھر کیا مولود مروّجہ کرنا چاہئے؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

بدعت سیّئہ کی تعریف محفل میلاد شریف پہ ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز صادق نہیں آسکتی اور بدعت حسنہ واجب بھی ہوتی ہے، مؤکدہ بھی ہوتی ہے، مستحبہ بھی ہوتی ہے، مباحہ بھی ہوتی ہے بدعت حسنہ شرعاً ہرگز ہرگز ہرگز ناجائز نہیں ہوتی بلکہ اس کے حقوق کی رعایت کے ساتھ جو رضائے الٰہی کیلئے اس کا التزام واہتمام کیا جائے وہ رضائے الٰہی حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔

مجلس مولود کو محبت رسول کا ذریعہ کہنے والے بتائیں کیا صحابۂ کرام اور امامان دین نعوذ باللہ محب رسول نہ تھے؟ اگر محب رسول تھے تو انھوں نے مولود مروجہ قائم کر کے محبت کیوں نہ دکھائی؟ ــــــ اسی طرح مولود میں خیر و برکت سمجھنے والے جواب دیں کہ صحابۂ کرام کو خیر و برکت کی ضرورت نہ تھی؟۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ محب اپنے محبوب کا کثرت کے ساتھ ذکر کرے مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ۔ اور بیشک محفل میلاد شریف بھی تکثیر ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

---

[۱] سورۃ الھود علیہ السلام آیت ۱۸!

وسلم کی ایک بہترین صورت ہے۔ اور بلاشبہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلامان خاص وبندگان باختصاص حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر نزول رحمت الٰہی کا باعث ہے عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ۔ پھر محفل میلاد شریف تو تمام اولیاء کرام کے آقا اور داتا جملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے سرور ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم کے ذکر اقدس کی پاک مبارک محفل ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ہے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔ ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَاتِ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ۔ پھر جلسہ میلاد اقدس جو خود حضور سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر مبارک کا مجمع ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی کیسی بڑی عبادت اور گناہوں کا کیسا زبردست کفارہ ہوگا۔

کتاب "الدر المنظم" وکتاب "انوار صداقت" ملاحظہ ہو کہ حضرات صحابۂ کرام واہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمۂ دین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم حسب موقع برابر مسلمانوں کے جلسوں مجمعوں میں حضور سید العلمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد اقدس ادب واحترام اجلال واہتمام کے ساتھ برابر فرماتے رہے اور بفضلہ تعالےٰ اپنے آپکو اور مسلمانوں کو مورد رحمت الٰہی ومہبط برکت لاتناہی بناتے رہے۔

اور اگر بالفرض وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین نجدیہ کی ہم مان بھی لیں کہ یہ مجلس ملائک وانس حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم وصحابۂ کرام واہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاک مبارک زمانوں میں نہ تھی ——— تو:

اَوَّلاً ——— حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وصحابہ واہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کسی فعل کو نہ کرنا یا ان مقدس زمانوں میں کسی کام کا نہ ہونا اس کے مکروہ وناجائز ہونے کی ہرگز دلیل نہیں۔ کہ ترک کی وجہ صرف کراہت وناجوازی ہی نہیں ہوتی۔ اس کے سوا اور وجوہ سے بھی کسی کام کو ترک کیا جاتا ہے۔ البتہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وصحابہ واہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کسی فعل سے پرہیز فرمانا اور قصدًا اس سے باز رہنا اسکی کراہت پر دلالت کرتا ہے۔ بشرطیکہ کسی اصل شرعی سے اس امر کی خوبی واجازت بھی ثابت نہ ہوتی ہو۔ اور اس کام سے باز رہنے کی کوئی اور وجہ بھی واقع میں موجود نہ ہو اور رخصت شرعیہ پر عمل فرمانے اور جواز کی تعلیم دینے اور حقوق نفسی کی رعایت اور حقوق خلق

کی مُراعات فرمانے اوؔر لنشاط فی العبادۃ حاصل کرنے کا بھی احتمال نہ ہو اورؔ یہ احتمال بھی نہ ہو کہ اسوقت اس کام کو ان صحابہ یا اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی مُہتم بالشان امر دینی میں مُخل سمجھا، یا جواز و استحسان کی کسی اصل شرعی کی طرف اس وقت اُن کی توجہ نہ ہوئی تو اسکو نا ندازہ کار سمجھکر ترک فرمایا۔ یا اس وقت اس فعل کی ضرورت یا اسکی بھلائی خیال میں نہ آئی، یا اس وقت اس کام کی فرصت نہ تھی اس سے بہتر واہم کام میں مشغول تھے یا آسانی و تسہیل پر نظر فرمائی کہ جو لوگ نئے نئے مشرف باسلام ہوئے ہیں اس فعل کو واجب و فرض نہ سمجھ لیں اور اُمت کو دشواری میں نہ ڈال دیں، یا تحفظ دین و ایمان کو ملحوظ رکھا کہ نوعہد انِ اسلام کسی چیز کی تعظیم میں حد سے تجاوز کر کے حدِ پرستش تک نہ پہنچا دیں اور زمانہ کفر سے قریب ہونے کے سبب پھر اُسی عقیدے کی طرف پھر نہ جائیں۔

تو وہابیہ کا ان چودہ امور کی تحقیق و تفتیش سے گریز کر کے صرف یہ بکواس کرنا کہ فلاں کام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ وصحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا لہٰذا بدعت و حرام و ناجائز ہے۔ یہ شریعتِ مطہرہ پر خبیث افترا اور خود اپنے جی سے نئی شریعت گڑھنے پر ابلیس اجترا ہے۔

ثانیاً ——— اَصلِ کُلّی یہ ہے کہ جو امر بعینہٖ زمانِ نبوت بلکہ عصرِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ زمانۂ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں بھی نہ پایا گیا اگر شرعاً اچھا سمجھا جائے تو مستحسن اور بدعتِ حسنہ ہے۔ پھر اگر قواعدِ شرعیہ سے اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہو وہ بدعتِ حسنہ شرعاً واجب ہوگی۔ جیسے عجمیوں کے حق میں صرف و نحو کا سیکھنا کہ قرآن و حدیث کا بغیر اس کے سمجھنا اور صحیح پڑھنا دشوار ہے اور قرآن عظیم میں زبر زیر پیش جزم تشدید لگانا۔ اگرچہ یہ حجاج بن یوسف ظالم کی ایجاد ہے کہ جو شخص عالم بھی نہ ہو حافظ بھی نہ ہو وہ ہزار جگہ قرآن شریف پڑھنے میں غلطیاں کرے گا۔ اور صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف و جامع ترمذی شریف و سنن ابوداؤد و ابن ماجہ شریف و سنن نسائی شریف وغیرہا کتبِ حدیث تصنیف کرنا اور مسائلِ فقہ مدوّن کرنا کہ حضرات علمائے اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کتابیں تصنیف نہ فرماتے تو یہ عُلوم عالم سے مٹ جاتے۔ اور کتبِ فقہ کا پڑھنا کہ واجب کفایہ ہے اور ائمۂ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمٰن بن ثابت کوفی و امام مطلبی محمد بن ادریس شافعی و امام دار الہجرۃ مالک بن انس و عَلَمُ السُنّۃ امام احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کرنا کہ جو اس زمانے میں اُن کی پیروی نہ کرے گا عبادات و معاملات میں اپنی رائے کو دخل دے کر بہکتا پھرے گا۔ اور حضرات مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تقریر و تخریج اصول میں غور و

خوض کرنا اور اس سے ایک مستقل علم پیدا کرنا اور اسکی بنا پر فروع و حوادث کے احکام شرعیہ استنباط کرنا کہ اگر حضرات ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسا نہ فرماتے تو عوام مسلمین کے عبادات و معاملات سب خراب ہو جاتے اور دین و مذہب حق کے مخالفوں سے مناظرہ و مباحثہ کرنا اور علم کلام کو مدون فرمانا کہ علمائے حق اگر بد مذہبوں کا جواب نہ دیں اور علمائے اسلام اگر پادریوں آریوں بد دینوں کے رد میں تصنیفیں نہ کریں تو لاکھوں آدمی گمراہ ہو جائیں۔

دیکھو قرآن عظیم میں اعراب لکھنا عہد نبوت میں نہ تھا باقی تمام امور قرن صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی رائج و معمول نہ تھے، باوجود اس کے یہ سب امور بالاتفاق واجب ٹھہرے۔ سوا بد مذہبوں لامذہبوں بد دینوں بے دینوں سے مناظرہ کرنے اور ان کے رد میں تصنیف فرمانے کے۔ حضرات ائمہ متاخرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مسلک یہی ہے کہ یہ بھی شرعاً واجب اور اس زمانے میں اسی قول پر اعتماد، اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر بدعت اصول و قواعد شرعیہ کی رو سے اچھی سمجھی جائے اور مقصود شرع سے موافق اور دینی مصلحت پر مشتمل ہو مگر ضرورت کو نہ پہنچی ہو تو وہ بدعت مستحبہ ہے، جیسے سرائیں، مسافر خانے پل سڑکیں، اذان کے واسطے منارے طلبہ علم دین کیلئے مدرسے، طالبان خدا کے لئے خانقاہیں بنانا، راستوں پر پانی یا دودھ شربت کی سبیل لگانا، تصوف کے دقیق مسائل میں کلام کرنا، جو علوم کچھ مفید ہوں ان کو حاصل کرنا، دوسروں کو سکھانا، مسائل پر مباحثے کیلئے مجلس منعقد کرنا، ہمیشہ یا اکثر بعد جمعہ وعظ کہنا اور سننا، لوگوں کو مجلس وعظ میں جمع کرنا، اخلاق و حساب وغیرہ نافع علوم میں تصنیف کرنا ان کو رواج دینا، دینی کتابوں کو بابوں اور فصلوں پر منقسم کر کے لکھنا اور ان کو مرتب و مہذب کرنا، خطبہ جمعہ و عیدین میں حضرات خلفائے راشدین و اہلبیت طاہرین و عمین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر شریف پڑھنا صبح جمعہ کے دن تیسری اذان کہنا جو سنتوں سے پہلے کہی جاتی ہے، نماز تراویح کی جماعت کا التزام اہتمام کرنا، قرآن عظیم میں سرخی سے علامتیں لکھنا، طریقہ جہدیہ مجاہدات و اشغال میں نئی باتیں جو اکابر صوفیہ خصوصاً طریقہ نقشبندیہ بلکہ مجددیہ میں رائج و معمول بہ ہیں کہ وہابیہ ہندیہ نقشبندی مجددی کہلاتے ہیں، اور ان کے سوا بہت سے کام کہ عصر رسالت بلکہ عہد صحابہ بلکہ زمانہ تابعین میں بھی اس ہیئت طریقہ ملتزمہ کے ساتھ ہرگز شائع نہ تھے۔ اور خود یہ وہابیہ دیوبندیہ، غیر مقلدین نجدیہ بھی ان کے حسن، ان کی خوبی میں دم نہیں مار سکتے۔ اہل حق کا اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہنا اور کلمہ پڑھنے والے اور مسلمان کہلانے والے

بد مذہبوں گمراہوں کا نام اہلِ بدعت و اہل اہوا مقرر کرنا بھی بدعتِ حسنہ کی اسی قسم میں سے ہے۔ اور جس بدعت میں نہ کچھ دینی فائدہ نہ مضرت ہو نہ کسی اصل شرعی سے اسکی خوبی یا برائی ثابت ہو وہ مباح و جائز ہے۔ اور جس بدعت میں دینی نقصان ہو اگر قواعدِ شرعیہ اس کے حرام ہونے کو مقتضی ہوں تو وہ بدعت سیئہ حرام ہوگی اور اگر قواعدِ شریعت سے ان کا مکروہ ہونا ثابت ہو تو وہ بدعتِ سیئہ مکروہ ہوگی۔

اس بیان میں بدعاتِ حسنہ واجبہ و بدعاتِ حسنہ مستحبہ کی صرف وہی مثالیں لکھی گئی ہیں جنکو وہابیہ دیوبندیہ و وہابیہ نجدیہ بھی بدعت مانتے ہوئے واجب یا مستحب جانتے ہیں۔ امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فَالْمَنَارَةُ عَوْنٌ لِإِعْلَامِ وَقْتِ الصَّلَاةِ وَتَصْنِيْفُ الْكُتُبِ عَوْنٌ لِلتَّعْلِيْمِ وَالتَّبْلِيْغِ وَنَظْمُ الدَّلَائِلِ لِرَدِّ شُبَهِ الْمَلَاحِدَةِ وَالْفِرَقِ الضَّالَّةِ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ وَذَبٌّ عَنِ الدِّيْنِ وَكُلُّ ذَالِكَ مَاذُوْنٌ فِيْهِ بَلْ مَامُوْرٌ بِهٖ ٥

یعنی منارہ نماز کے وقت کی خبر دینے کی مدد ہے اور کتابیں تصنیف کرنا تعلیم و تبلیغ کی مدد ہے۔ اور بے دینوں، گمراہ فرقوں کے شبہوں کو رد کرنے کیلئے دلائل قائم کرنا نہی عن المنکر یعنی بری باتوں سے روکنا اور دینِ اسلام سے دشمنانِ اسلام کے حملوں کو دفع کرنا ہے اور ان سب باتوں کی شریعت سے اجازت ہے بلکہ شریعتِ مطہرہ کیطرف سے اُن سب باتوں کے کرنے کا حکم ہے۔

ہمارے اس بیان سے روشن و مبرہن ہوگیا کہ سوال میں وہابی کی ساری بکواس محض خباثت و ضلالت اور وسوسۃ الخناس ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

ثالثاً ـــــــ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ٥ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ[1]

یعنی بیشک (اے محبوب) ہم نے تجھ کو حاضر و ناظر اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ (اے لوگو) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو ـــــــ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[1] سورۃ الفتح آیت ۸۔۹

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ [1]

یعنی اور جو شخص اللہ کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ [2]

یعنی اور جو شخص اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے حضور بہت بہتر ہے۔

اور شک نہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے شعارِ اعظم اور اس کی حرمتِ عظمیٰ ہیں۔ تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم جس طریقے سے بھی کی جائیگی حسن و محمود ہی رہے گی، اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت ہی رہے گی۔ اور جس خاص طریقے کی برائی بالتخصیص شریعتِ مطہرہ سے ثابت ہو جائیگی۔ تو وہ خاص طریقہ بیشک ناجائز و ممنوع ہوگا۔ جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سجدہ یا جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے بدلے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نامِ پاک لیکر ذبح کرنا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مطلق فرمایا۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۝ [3] یعنی تم سے جو ہو سکے قرآن پڑھو۔ اور اللہ تبارک وتعالےٰ نے مطلق فرمایا۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۝ یعنی تم سے جس قدر ہو سکے قرآن پڑھو۔ کوئی قید کوئی تخصیص کوئی شرط نہ فرمائی۔ تو اب مسلمان جس جگہ جس حالت میں قرآن پڑھے گا حسن و محمود ہی رہے گا، حکمِ الٰہی کی بجا آوری ہی رہے گا، اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت ہی رہے گا۔ اور وہ فرضِ تلاوت ہی کو ادا کرنیوالا ٹھہرے گا۔ اور اسے فرض کا ثواب ملے گا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقے کی برائی بالتخصیص شرعِ مطہر سے ثابت ہو جائے گی، تو تلاوتِ قرآن کا وہ خاص طریقہ بیشک ممنوع و ناجائز ہوگا جیسے معاذ اللہ بیت الخلا میں یا حالتِ جنابت میں یا نماز کے رکوع و سجود و قعود میں۔ یا عند الاحناف مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا کہ یہ قیام جو وقتِ ذکرِ ولادتِ مقدسہ مسلمانانِ اہلسنت محض بنظرِ تعظیم و اکرام حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بجالاتے ہیں، بیشک شرعاً حسن و محمود ہے بیشک

---

[1] سورۃ الحج آیت ۳۲ [2] سورۃ الحج آیت نمبر ۳۰ [3] سورۃ المزمل علیہ السلام آیت نمبر ۲۰

یہ بھی حکم الٰہی وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ کی بجاآوری ہے، بیشک یہ بھی اللہ عزوجل کی عبادت ہے
بیشک اس قیام تعظیمی کو بجالانے والا مسلمان فرض تعظیم رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام ہی کو ادا کرنے
والا ہے۔ اور بیشک بفضل اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اسکو فرض ہی کا ثواب ملے گا۔

اسی طرح ذکر الٰہی کی خوبی شریعت مطہرہ سے مطلقاً ثابت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝[1] یعنی اے ایمان والو! اللہ کو یاد کرو بہت یاد کرنا
اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بلکہ تمام انبیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کی بلکہ تمام
اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یاد عین خدا کی یاد ہے۔ کہ اُن کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔
یہ اللہ کے ولی ہیں۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یاد اُن مجالس مبارکہ ومحافل مقدسہ میں یونہی
تو ہوتی ہے کہ اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ نے یہ مراتب بخشے۔ یہ کمالات عطا فرمائے۔ اب چاہے اُسے نعت سمجھ لو۔ یعنی ہمارے
آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایسے ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے ایسے درجے دیئے۔
یہ کلام آیت کریمہ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ[2] کے قبیل سے ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ
اللہ نے ان رسولوں میں کسی کو درجوں بلندی بخشی۔ چاہے اسے حمد سمجھ لو۔ یعنی ہمارا خالق ومالک جل جلالہ ایسا
ہے جس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ رتبے بخشے۔ اس وقت یہ کلام آیت کریمہ
سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی
الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝[3]
و آیت کریمہ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ
عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ۝[4] کے طور پر ہوجائیگا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے

"پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو عظمت والی تھوڑی سی رات میں، حرمت والی
مسجد سے انتہائی کنارے والی مسجد کی جگہ تک۔ جس کے گرد ہم نے برکت پیدا
فرمادی ہے اسلئے کہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ بندہ سننے والا
دیکھنے والا ہے۔"

---

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۴۱ [2] سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۳ [3] سورۃ الاسریٰ آیت ۱ [4] سورۃ الفتح آیت ۲۸

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

"کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا۔ اس لئے کہ اسکو تمام دینوں پر غالب کردے اور اللہ کافی گواہ ہے"

اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ یعنی اور ہم نے تمہارے لئے ذکر کو بلند فرمایا ــــــ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت سیدی ابن عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں نقل فرماتے ہیں۔

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا من ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یادوں میں سے ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

خلاصہ یہ کہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا کہ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یاد بعینہٖ خدا کی یاد ہے۔ تو جس جس طریقے سے اُن کی یاد کی جائے گی حسن ومحمود ہی رہے گی۔ حکمِ الٰہی اُذْكُرُوا اللّٰهَ کی بجاآوری ہی رہے گی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ہی رہے گی۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا کہ مجلسِ میلادِ مبارک بھی شرعاً حسن ومحمود ہے حکمِ قرآنی کی بجاآوری ہے۔ اللہ عزّوجلّ ہی کی عبادت ہے۔ اس کو کہنے والا مسلمان فرضِ ذکرِ الٰہی کو ہی ادا کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے فرض ہی کے ثواب کا مستحق ہے۔ ہم اوپر آیتِ کریمہ تلاوت کرچکے ہیں وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے قرآن پر ایمان لانے والے اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو ــــــ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت مبارکہ تمام نعمتوں کی اصل ہے۔ تو اس کے خوب بیان کرنے چرچا کرنے کا قرآنِ عظیم کی نصِ قطعی سے ہم کو حکم ہوا۔ اور خوب بیان اور چرچا مجمع میں بخوبی ہوگا۔ تو ضرور چاہیئے کہ جس قدر ہوسکے لوگ جمع کئے جائیں اور انھیں ذکرِ ولادت باسعادت سنایا جائے۔ وقت وروز وتاریخ ومقام کی تعیین وتداعی واہتمام صرف اسی لئے ہے کہ مجمع بخوبی ہو۔ بس اسی کا نام مجلسِ میلادِ اقدس ہے ــــــ ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا کہ مجلسِ میلادِ پاک بیشک شرعاً حسن ومحمود ہے

حکم خداوندی کی بجا آوری ہے، اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ ہی کی عبادت ہے، اس کا کرنے والا فرض تحدیث نعمۃ اللہ کو ہی ادا کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرض ہی کا ثواب پا رہا ہے، بشرطیکہ ایمان والا ہو۔ وللہ الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ۔

حضراتِ صحابۂ کرام وامامانِ دین میں سے کوئی بھی غریب نہ تھا پھر انہوں نے اپنی غربت دُور کرنے خیر وبرکت حاصل کرنے کے لئے یہ مجلسِ مولود کیوں نہیں رچائی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اس مجلس کو بدعت سمجھکر اس سے بچتے رہے ہوں؟ صحابۂ کرام وبزرگانِ دین ائمہ اربعہ کا اِس مجلسِ مولود سے گریز کرنے اور بچنے کی کیا وجہ ہے مدلل جواب دیا جائے۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:

محفلِ میلاد شریف میں زینت وآرائش کرنا اور حلال و پاکیزہ شیرینی یا کھانا یا میوہ یا شربت بانٹنا بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ [1]

یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ اللہ نے جو زینت اپنے بندوں کے واسطے پیدا فرمائی اور پاکیزہ روزیاں ان کو حرام کرنے والا کون ہے تم فرماؤ کہ دنیا میں یہ چیزیں ایمان والوں کیلئے ہیں اور قیامت کے دن تو انھیں کیلئے خاص ہونگی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا میلادِ اقدس اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اور اس کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اس پر خوشی منانا اور فرحت وسرور ظاہر کرنے کے جائز طریقے استعمال میں لانا اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ اللہ کے فضل ہی پر اور

---

[1] سورۃ الاعراف آیت ۳۲

فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝[۱] اس کی رحمت ہی پر ایمان والے خوشیاں منائیں۔ یہ ان کی اکٹھا کی ہوئی کمائیوں سے بہتر ہے۔

اور احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقدس و مبارک ناموں میں سے دو نام یہ بھی ہیں سیدنا فضل اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور سیدنا رحمۃ اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ وللہ الحمد۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادتِ اقدس کا دن اللہ تعالےٰ کے تمام دنوں میں سب کا سردار ہے۔ اس کی یادگار قائم کرنے کیلئے خاص اسی دن کی تعیین بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝[۲] یعنی اے پیغمبر اپنے امتیوں کو اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے بڑے شکر گذار کیلئے نشانیاں ہیں۔

اللہ کے دنوں سے وہ دن مراد ہیں جن میں واقعاتِ عظیمہ رونما ہوئے۔ جو قدرتِ الٰہیہ کے نشان ہیں اور ظاہر ہے کہ ولادتِ اقدس کے وقت ایوانِ کسریٰ کا شق ہو جانا، اس کے چودہ کنگرے گر جانا، بتوں کا سر کے بل گر جانا، آتشکدۂ فارس کا بجھ جانا، دریائے ساوہ کا سوکھ جانا، وادیٔ سماوی میں دریا جاری ہو جانا، آسمان سے تاروں کا نیچے جھک آنا، کعبۂ معظمہ کا مقامِ ابراہیم کی طرف سجدے کر کے شکرِ الٰہی بجا لانا، فرشتوں اور حوروں کا دست بستہ قیامِ تعظیمی بجا لانا وغیرہا واقعاتِ عظیمہ یقیناً اللہ تعالےٰ کی قدرت وعظمت کے قاہر نشان ہیں۔ بلکہ خود حضور اقدس مظہر اللہ الاتم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب کریم جل جلالہٗ کے نشانِ اعظم ہیں تو ولادتِ مبارکہ نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والسلام والتحیۃ کا مبارک دن سیّدِ ایام اللہ ٹھہرا۔ وللہ الحمد۔ وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام۔

محفل میلاد شریف کیلئے تداعی کرنا یعنی مسلمانوں کو اشتہار دے کر اعلان کر کے بلانا اللہ تبارک وتعالےٰ ہی کے ذکر کے لئے بلانا ہے۔ یہ بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ یعنی اس سے زیادہ کس کی بات ہے جو اللہ کی

---

[۱] سورہ یونس شریف علیہ السلام آیت ۵۸ [۲] سورۂ ابراہیم علیہ السلام آیت ۵

وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ [1]

طرف بلائے اور اچھا کام کرے اور کہے بیشک میں تو اللہ و رسول کیلئے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہوں۔ (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے ربّ کریم جل جلالہٗ کی عطا سے اس کی نعمتوں کے خزانوں کے مختار۔ اس کے خوانہائے فضل وکرم کے قاسم بنے ہوئے اس دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔ تو جس دن ہم گنہگاروں سیہ کاروں کو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس کے خزائن کرم کا مختار اس کے موائد نعم کا قاسم ملا اس دن کو عید بلکہ عید اکبر وعید اعظم منانا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا [2]

یعنی مریم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے بیٹے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ ہمارے اگلوں اور ہمارے پچھلوں کیلئے عید ہو جائے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وَکُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ وَجَآءَکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَۃٌ وَّذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ [3]

یعنی اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور ان خبروں میں تمہارے پاس حق آیا اور نصیحت اور یاد دہانی ایمان والوں کیلئے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوگیا کہ اگلے انبیاء و مرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام کے واقعات حالات جو قرآن عظیم میں بیان فرمائے گئے وہ سب حق ہیں اور ہمارے لئے بھی وہ نصیحت و یاد دہانی قابل عمل ہیں جب تک ان میں سے کسی بات کو شریعت اسلامیہ ہمارے لئے منسوخ نہ فرمادے اور روز ظہور نعمت عظمیٰ کو اگلوں پچھلوں کے حق میں عید منانا شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصّلاۃ والتحیۃ نے ہرگز ہمارے لئے منسوخ نہ فرمایا۔ اس آیت مبارکہ سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ جب اگلے انبیاء و مرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام کے واقعات و حالات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب اقدس کے لئے سکون و تسلی کا باعث ہیں

---

[1] سورہ حٰمٓ السجدۃ آیت ۳۳ [2] سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۴ [3] سورۃ ھود علیہ السّلام آیت نمبر ۱۲۰

تو خود حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وسلم کے واقعات مبارکہ وحالات مقدسہ جو مجلس میلادِ اقدس میں بیان کئے جاتے ہیں وہ ہم غلامانِ وبندگانِ سرکارِ رسالت کیلئے بدرجۂ اولیٰ تقویتِ ایمان وتثبیتِ قلب وترویحِ روح کا موجب ہوں گے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنا بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کا ذکر ہے اہلِ ایمان سوتے وقت اپنے بستروں پر لیٹ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں۔ تو لیٹے لیٹے ذکرِ الٰہی کرتے ہیں۔ اور محفلِ میلاد شریف میں ذاکرین وسامعین بیٹھے بیٹھے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں تو بیٹھے ہوئے ذکرِ خدا کرتے ہیں۔ لہٰذا ذکرِ ولادتِ اقدس کے وقت کھڑے ہوکر ہاتھ باندھ کر بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں سلام عرض کرنا بھی کھڑے ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کا ذکر کرنا ہے۔ یہ بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز کے علاوہ دوسرے وقتوں کے متعلق بھی فرماتا ہے

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ [1] یعنی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر لیٹ کر۔

قیامِ تعظیمی میں یَا نَبِیُّ یَا رَسُوْلُ یَا حَبِیْبُ کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پکار کر صلاۃ وسلام عرض کیا جاتا ہے، یہ بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا [2] یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان اسطرح (نام لیکر) نہ پکارو جیسے تم ہیں کا ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

بلکہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ یا رسول اللہ وغیرہا اوصافِ عظیمہ والقابِ کریمہ کے ساتھ پکارا کرو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے ربِّ قدیر جلّ جلالہٗ کی عطا فرمائی قدرت سے حاضر وناظر ماننا بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ [3] یعنی یہ غیب کی خبریں دینے والا نبی ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اختیار رکھتا ہے۔

ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ

---

[1] سورۃ النساء آیت ۱۳۰ [2] سورۃ النور آیت ۶۳ [3] سورۃ الاحزاب آیت ۶

قریب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی چند عبادتوں کو ایک ساتھ اکٹھا کر دینا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ [۱]

یعنی اے ایمان والو بات تو صرف یہی ہے کہ بیشک تمہارا مددگار اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ ایمان والے لوگ ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اور صلاۃ وسلام بدرگاہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام عرض کرنے کا حکم تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی فرمارہا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ [۲] یعنی بیشک اللہ اور اس کے سب فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب کی خبریں دینے والے پر اے ایمان والو تم اس نبی پر صلاۃ وسلام بھیجو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَرُوْسَ مَمْلِکَۃِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا تَاسِعَ الْاَسْمَاءِ اللّٰہِ

امام ابو القاسم ترغیب میں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سیاح فرشتے جب ذکر کے حلقوں یعنی ذاکرین کی مجلسوں پر گذرتے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے بیٹھو۔ جب وہ دعا کرتے ہیں یہ آمین کہتے ہیں، جب وہ درود پڑھتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ درود پڑھتے ہیں۔ جب مجلس تمام ہوتی ہے ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے انہیں خوبی اور خوشی ہو کہ بخشے گئے۔

حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اپنی مجلسوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے زینت دو۔ دلائل الخیرات شریف میں فرمایا بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہوا کہ جس مجلس میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس سے پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے یہاں تک کہ آسمان تک پہنچتی ہے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ مجلس ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھا گیا۔ اور اکثر احادیث صحیحہ درود شریف کے فضائل وفوائد واجر جزیل وثواب جمیل کے بیان میں مطلق وارد ہیں تو وہ فضائل وفوائد کسی خاص صورت کے ساتھ ہرگز مخصوص نہیں، بلکہ ہر مسلمان درود خواں کو حاصل ہیں۔ عام اس سے کہ

---

[۱] سورۃ المائدۃ آیت ۵۵ [۲] سورۃ الاحزاب آیت ۵۶

تنہائی میں پڑھے یا محفلوں مجلسوں میں۔ اور درود شریف پڑھنے والا مسلمان ایک ہو یا سب مسلمانان حاضرین مجلس درود شریف پڑھیں۔ اور مجلس میں درود شریف کے ساتھ اور امورِ خیر بھی جمع کئے جائیں یا صرف درود شریف ہی پڑھنے کیلئے منعقد کی جائے یا کسی دوسرے کارِ خیر کیلئے یا اس کے ساتھ کوئی دوسرا کارِ خیر بھی مقصود ہو ہر صورت میں وہ فوائد و فضائل بفضل اللہ سبحٰنہ وتعالےٰ حاصل ہیں۔ تو محفل میلاد شریف بھی مجلس درود خوانی کے فوائد وثمرات پر مشتمل ہے۔

بانی اس شخص کے حکم میں داخل ہے جو مسلمانوں کو درود پڑھنے کیلئے جمع کر کے اس عمدہ کام کیطرف متوجہ کرے اور مسلمان میلاد خواں اور حاضرین مسلمین کے سیکڑوں ہزاروں بار مجلس میلاد مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں، درود شریف کے ثواب واجر و فضائل وثمرات وبرکات کے فضلِ الٰہی سے قطعاً مستحق ہیں۔ جن کا وعدہ صحیح حدیثوں میں فرمایا گیا ہے۔ اب اس کا ثبوت دینا منکرین ومخالفین ومانعین کے ذمہ ہے۔ کہ ذکرِ ولادت باسعادت وغیرہ حالاتِ طیبہ حضرت رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والسلام والتحیۃ یا کھانے مٹھائی میوے کی تقسیم یا تلاوتِ قرآن عظیم وغیرہ امورِ خیر کا درود شریف کے ساتھ جمع ہونا اس کے ثواب وبرکات کو زائل ودور کر دیتا ہے اور درود شریف پڑھنے والے مسلمانوں کو ان فوائد وفضائل سے محروم ومہجور کر دیتا ہے۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالےٰ۔

اور اس کا ثبوت کوئی وہابی دیوبندی غیر مقلد نجدی نہیں دے سکتا اور ہرگز ہرگز نہیں دے سکتا۔ وللہ الحمد وعلی حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام۔

آیت کریمہ نے روشن طور پر فرمادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا بھی اللہ تبارک وتعالےٰ کی ایک بہترین عبادت ہے۔ اور ہر ہر مجلس میلاد شریف میں میلاد خواں اور حاضرین سیکڑوں ہزاروں بار حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں تو روشن ہو گیا کہ بے شک یہ مجلس میلادِ مبارک بھی شرعاً حسن ومحمود ہے، بے شک یہ بھی حکم الٰہی صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[1] کی بجا آوری ہے۔ بلاشک یہ بھی اللہ عزّ وجل کی عبادت ہے۔ بلاشک اس محفل میلادِ اقدس کو منعقد کرنے والا اور اس میں شریک ہونے والا مسلمان فرض صلاۃ وسلام علی النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کو ادا کرنے والا ہے۔ اور بلاشک اللہ تعالےٰ ذو الفضل العظیم جل جلالہٗ کے

---

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۵۶

فضل وکرم سے اس کو فرض ہی کا ثواب ملے گا۔ وللہ الحمد وعلیٰ حبیبہ الصّلاۃ والسّلام۔

اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ؕ ۱؎
یعنی اور اے ایمان والو اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

قرآن عظیم کے ارشادِ مبارک کے مطابق جب اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شمار بھی بندوں سے ممکن نہیں تو سب نعمتوں کا شکر کیوں کر ادا ہو سکے گا۔ لہٰذا حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادتِ مقدسہ جو اصل جملہ نعم دنیا و آخرت ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا اللہ تعالےٰ کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ ثابت ہو گیا کہ نعمتِ میلادِ مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ الصّلاۃ والسّلام کا شکر ادا کرنے کے لئے محفل میلادِ مبارک منعقد کرنا اس آیت کریمہ کے حکم کی بجا آوری ہے۔ وللہ الحمد وعلیٰ حبیبہٖ وآلہٖ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ ـــــ اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ایک پیارا نام یہ بھی ہے سیّدنا نعمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ وللہ الحمد علیٰ حبیبہٖ وآلہٖ الصّلاۃ والسّلام ـــــ اور یہ تو ہر مسلمان کے نزدیک "ضروریاتِ دینیہ" و "بدیہیاتِ ایمانیہ" میں سے ہے کہ ہمارے مالک و آقا سرور و مولیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بلا شبہ بیشک قطعاً یقیناً اللہ تبارک وتعالےٰ کا فضل اعظم و اعلیٰ ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتِ کبریٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہیں وللہ الحمد وعلیٰ حبیبہٖ وآلہ الصّلاۃ والسّلام۔

کفار کی ایک جماعت نے حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے عرض کی اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے جس میں لات و منات وعزیٰ وغیرہا بتوں کی مذمت نہ بیان کی گئی ہو اور ہمارے بڑے بوڑھے جو بت پرستی کرتے رہے ان کو کافر مشرک جہنم کا ایندھن ملعون وغیرہا کہہ کر سختی نہ کی گئی ہو، بتوں کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ ایسا قرآن نازل نہ کرے تو آپ خود اپنی طرف سے بنا لیجئے، اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق بنا لیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْۤ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ	یعنی اے محبوب تم فرما دو مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف

۱؎ سورۃ النحل، آیت ۱۱۴

اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ [۱]

وحی ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گذار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے میں چالیس سال تم میں رہ چکا ہوں میری چالیس سال کی عمر شریف کا ایک ایک لمحہ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے، تم نے میرے تمام احوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، تم نے مجھے کبھی جھوٹ بولتے، لہو ولعب میں مبتلا ہوتے، ظلم و بدعہدی و خیانت کرتے نہ پایا، میرے واقعاتِ ولادت و ارہاصات[۲] جو تولّد شریف کے وقت اور اس کے قریب اور زمانۂ شیرخواری اور بچپن میں ظاہر ہوئے تم کو یقین کے ساتھ بخوبی معلوم ہیں، میرے عاداتِ طیّبہ اور خصائل مرضیّہ میرے بچپن میں میری جوانی میں اور میرے دعوائے نبوّت کرنے سے پہلے تک تم خوب دیکھتے رہے، جن میں کسی بے دین کو بھی سحر وکہانت وغیرہ کا کوئی احتمال نہیں ہوسکتا، میرے عاداتِ طیّبہ اور خصائل مرضیّہ اور شمائل رضیّہ میرے بچپن میں، میری جوانی میں اور میرے دعوائے نبوّت کرنے سے پہلے تک تم خوب دیکھتے رہے۔ میری دنیوی عمر شریف کے اس چہل سالہ حصّے میں تم میں سے کسی کو کہیں انگلی رکھنے کی مجال نہیں ہے۔ اس چالیس سال کے زمانے میں میں تمہیں میں رہا۔ اس عرصے میں تمہارے پاس میں کچھ نہیں لایا۔ اور میں نے تم کو کچھ نہیں سنایا، تم نے میری تمام حالتوں کا اچھی طرح مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا، کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس کے بعد میں یہ کتابِ مقدّس لایا جس کے حضور ہر ایک فصیح و بلیغ کلام پست اور بے حقیقت ہوگیا۔ اس کتاب میں نفیس علوم ہیں اصول و فروع کا بیان ہے، احکام و آداب ہیں، قوانین و ضوابط ہیں، مکارم و محاسنِ اخلاق کی تعلیم ہے، غیبی خبروں کا بیان ہے، اس کی فصاحت و بلاغت نے سارے ملکِ عرب کے تمام فصیحوں اور بلیغوں کو عاجز و مبہوت کردیا ہے۔ ہر عقل والے پر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہوگیا

---

[۱] سورۂ یونس علیہ السّلام آیت ۱۵-۱۶

[۲] نبی سے ظہورِ نبوّت سے قبل جو خوارقِ عادات ظاہر ہوں ان کو ارہاصات کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ عفااللہ عنہ۔

کہ یہ بغیر وحی الٰہی کے ہرگز ممکن نہیں۔ آیت کریمہ نے روشن طور پر فرما دیا کہ اظہار نبوت و دعوائے رسالت کے بعد سے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی دنیوی عمر شریف کے بست و سہ سال حصے میں جو کچھ دعوت و تبلیغ فرمائی اس کی حقانیت اسکی سچائی کا ایک بہت بڑا زبردست جلیل الشان ثبوت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واقعات ولادت قدسیہ وارہاصات مقدسہ اور حالات طیبہ وعادات مبارکہ ہیں جو تولد شریف کے وقت اور اس کے قریب اور شیر خواری کے زمانے میں اور بچپنے میں اور عہد شباب میں اور رسالت و نبوت کا اعلان فرمانے سے قبل تک ظاہر ہوتے رہے۔ ظاہر ہے کہ مجلس مولد اقدس بھی ایک بہترین مجلس وعظ و نصیحت ہے جس میں حضور سید الکائنات علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات کے فضائل کریمہ واخلاق عظیمہ وشمائل مقدسہ ومعجزات مبارکہ کے ساتھ ساتھ ولادت اقدس ورضاعت وصغر سنی کے واقعات وارہاصات وحالات طیبات بیان ہوتے ہیں۔ سامعین کے قلوب میں عظمت و محبت جناب رسالت علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام والتحیۃ متمکن ہوتی ہے اور یہی امر تمام دینی معاملات کا اصل اصول ہے۔ کہ جب تک رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم سے کامل عقیدت نہ ہوگی اللہ تعالےٰ کے کلام واخبار واحکام پر اطمینان کامل اور یقین واثق کیونکر حاصل ہوگا۔ اور جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور پوری عقیدت نہ ہوگی وہ شریعت کی باتوں پر کیا عمل کرے گا اور احکام شرعیہ کی عظمت و رفعت کیا سمجھے گا۔

لہٰذا خود مالک حقیقی جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل وکمالات و مناصب رفیعہ ومناقب جمیلہ اور اس قسم کے حالات جلیلہ اجمالاً وتفصیلاً ہر طرح بیان فرمائے۔ اور حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بارہا امت کو سنائے۔ تاکہ لوگ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منصب عظیم و کمال فخیم پر مطلع ہوکر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت واطاعت میں مستعد وسرگرم رہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کو تہہ دل سے قبول اور اوامر ونواہی پر عمل کریں۔ جس کے سبب دارین کی خوبی بلکہ مالک حقیقی جل وعلا کی محبوبی ہاتھ آتی ہے کہ آیت کریمہ،

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" ــــــــــــــ [1]

اسی مضمون کا اعلان فرماتی ہے۔ یعنی ــــ " اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو

---

[1] سورۃ آل عمران آیت ۳۱

تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تم کو محبوب بنالے گا اور تمہارے سب گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔۔۔۔۔ بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو محفل میلاد شریف کا فائدہ مجلس وعظ سے بدرجہا زیادہ ہے تجربۂ تامہ و مشاہدۂ کاملہ سے ثابت ہے کہ جو لوگ گھروں میں درود و سلام سے غافل رہتے ہیں بلکہ اپنے اکثر اوقات فضولیات و معاصی میں ضائع کرتے ہیں۔ اس مجلس مبارکہ میں حاضر ہو کر تحفۂ درود و سلام بکثرت عرض کرتے ہیں اور اکثر امراء و اہل دنیا جو صحبت علماء اور جلسہائے وعظ میں نہیں آتے اور اپنے مال و دولت و جاہ و ثروت کے غرور کی وجہ سے یا وعظ کے جلسوں کو خلاف مزاج و مراد سمجھ کر ان کی طرف رغبت رکھتے۔ مگر محفل میلاد شریف میں آتے ہیں اور دینی مذہبی باتیں سن جاتے ہیں۔ اسلئے بھی محفل میلاد شریف ترتیب دینا اور اس کیلئے لوگوں کو بلانا اور اکٹھا کرنے میں اہتمام بلیغ کرنا عین مصلحت دینیہ ہے اور فرمان الٰہی بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ[1] کی بجا آوری اور بفضلہ موجب ثواب دارین ہے۔

اس زمانۂ پر آشوب و فساد میں کہ نصاریٰ کے پادری اور آریوں کے پرچارک بلکہ خود عبدالرزاق ملیح آبادی و نیاز فتحپوری جیسے مسلمان کہلانے والے ملحدین بلکہ تھانوی، انبیٹھوی و گنگوہی، نانوتوی، کاکوری واعظ مولوی و پیر بننے والے مرتدین اپنی اپنی ملعون کتابوں حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس اور سیرت نبویہ وغیرہ میں اور ان کے دم چھلے اپنی اپنی گندی رسلچیوں، شیطانچے اور فسادی ملا وغیرہما میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت مبارکہ و رسالت مقدسہ و اخلاق کریمہ و عادات شریفہ پر طرح طرح کے بہتان باندھتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو علوم غیبیہ عظیمہ و اختیارات وسیعہ و کمالات رفیعہ عطا فرمائے ان کے خلاف خرافات و ہذیانات بکتے پھرتے ہیں سنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر تقریب میں اور ہر جگہ حضور پر نور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر اقدس کی محفلیں کریں اور خبثاء معترضین کے اعتراضات خبیثہ کا رد کرنے کیلئے معجزات و کمالات جو نبوت مقدسہ کی دلیل ہیں اور اخلاق کاملہ و عادات فاضلہ جن سے ان معترضوں مخالفوں کا مفتری و کاذب ہونا اور ان کے اعتراضات کا بہتان و افترا و باطل ہونا ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالمتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر روشن ہوتا ہے، بیان فرمائیں۔

خصوصًا ولادت اقدس کے واقعات مبارکہ و ارہاصات مقدسہ کہ تولد شریف کے وقت یا اس

---

[1] سورۃ المائدہ آیت ۶۷۔

کے قریب یا زمانۂ رضاعت و صغر سنی میں ظاہر ہوئے جن میں کوئی بے دین سحر و کہانت یا بناوٹ اور تصنع یا طلسم و شعبدہ کا احتمال ہرگز نہیں کرسکتا اور جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا رسولِ خدا و محبوبِ خدا ہونا بداہتہً ثابت ہوتا ہے نہایت تفصیل و شرح و بسط کے ساتھ ضرور سنائیں تاکہ عوام اہلِ اسلام جملہ دشمنانِ دین کے دام فریب سے محفوظ رہیں۔

ظاہر ہے کہ ایمان کا دوسرا جزو رسالت کی تصدیق ہے اور ایمان کا پہلا جزو یعنی توحیدِ الٰہی بھی اسی تصدیقِ رسالت ہی پر موقوف ہے۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی رسالت کی تصدیق ہی تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی اصل اصول ہے۔ اور جڑ ہی کو مضبوطی کے ساتھ جمانا نہایت اہم ہوتا ہے۔ اور عام عقلوں اور عام ذہنوں میں اس کا استحکام معجزے کے طریقے سے ہوسکتا ہے۔ خصوصًا وہ خوارق مبارکہ جو ولادتِ مقدسہ کے وقت یا اس کے قریب ظاہر ہوئے کہ ان میں نہ سحر و کہانت کا احتمال نہ بناوٹ اور تصنع کا شبہ نہ شعبدہ و طلسم کا گمان۔ اور ان باتوں سے عوام کا واقف ہونا اور انہیں ان کا یاد و محفوظ رہنا اور ان باتوں کا اُن کے دلوں میں عین مضبوطی کے ساتھ جم جانا بغیر اس کے کہ مجلسوں محفلوں میں بکثرت اور بار بار ان باتوں کا چرچا ہوتا رہے نہایت دشوار ہے۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا کہ محفلِ میلاد شریف ترتیب دینا درحقیقت اسی آیتِ مبارکہ پر عمل کرنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط ـــــــــــ [1]

یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

بہتر طریقے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیت اور دلائل سے بلائیں۔ ظاہر و روشن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادتِ اقدس سے لیکر چالیس سال کی عمر شریف تک جو واقعاتِ مقدسہ و ارہاصاتِ مبارکہ ظاہر ہوئے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہترین آیاتِ بینات اور اعلیٰ ترین دلائل قاہرات میں سے ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

ہمارے بیان سے یہ بھی مبرہن ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دنیوی عمر شریف کا

---

[1] سورۃ النحل، آیت ۱۲۵۔

وہ بست وسہ سالہ حصّہ جو ظہورِ نبوت کے بعد کا ہے اس کے صدق کی دلیل اس کی حقانیت پر برہان ـــ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی ظاہری عمر شریف کے اُسی چہل سالہ حصّے کو قرار دیا ہے۔ جو ولادتِ اقدس سے لیکر ظہورِ نبوت سے پہلے تک ہے۔ تو ثابت ہوگیا کہ قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کے پوتے طیّب کی یہ خبیث بکواس کہ "ہم کو حضور کی صرف انھیں تیئیس ۲۳ سال کی زندگی کی ضرورت ہے جو دعوائے نبوّت کے بعد کے ہیں کیوں کہ ہمیں تو انھیں تیئیس سال میں نازل ہونیوالی شریعت پر عمل کرنا ہے۔ ہم کو حضور کے دعوائے نبوّت سے پہلے کی چہل سالہ زندگی کی کچھ ضرورت نہیں اس سے ہم کو کچھ غرض مطلب نہیں اس سے ہمارا کیا تعلق" ـــــــــــ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ اور بڑے غرور وتبختر کے ساتھ کانپور دہرائچ شریف وغیرہ مقامات میں اس نے یہی بکواس کی۔ جو درحقیقت کلامِ الٰہی کی تکذیب اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتنقیص ہے، اس کی یہ کفری بکواس وَسْوَسَۃُ الْخَنَّاس ہے۔

ہم نے بِحَوْلِ اللہِ تَعَالٰی وَقُوَّتِہٖ وَبِفَضْلِ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَنُصْرَتِہٖ ثابت کردیا کہ گویا وہ تیئیس مقدس سال تو مدّعیٰ ہیں اور یہ چالیس مبارک سال اسی مدّعیٰ کی دلیل ہیں۔ اور ظاہر اور بدیہی ہے کہ مدّعیٰ کا اثبات دلیل ہی پر موقوف ہوتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ النَّاسِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔

محفلِ میلاد اقدس میں میلاد خواں کیلئے تخت بچھانا، اس پر ممبر یا کرسی رکھنا، اس کو خوشبودار خوشنما پھولوں کے گجرے پہنانا، خوشبو سلگانا، عطر بیزی گلاب پاشی کرنا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے ذکرِ اقدس کی تعظیم ہے۔ یہ بھی ان مبارک آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ؕ [۱] — یعنی اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو بیشک دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللہِ فَھُوَ خَیْرٌ — یعنی اور جو اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ

---

[۱] سورۃ الحج آیت ۳۰

لَهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ ۱ اس کیلئے اس کے رب کے حضور نہایت اچھا ہے۔

محفل میلاد شریف میں کھانا کھلانا یا مٹھائی میوہ شربت چائے بانٹنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنا مسلمانوں کے ساتھ بڑا احسان ہے۔ تو یہ اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۲ اور اے ایمان والو اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو بیشک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

اور محفل میلاد مقدس میں چند مسلمانوں کا مل کر آواز میں ملا کر نعت شریف کے قصائد و غزلیات خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا بھی ذکر رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ و اشاعت میں تاکید و مبالغہ اور اس پر اعانت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۳ یعنی اے محبوب تم فرما دو لوگوں میں تم کو صرف اسی ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کیلئے دو دو ایک ایک کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارا آقا ؐ جنون سے پاک ہے تو وہ سخت عذاب کے آگے ڈرانے والا ہے۔

ثابت ہو گیا کہ دو دو تین تین یا زیادہ آدمیوں کا نعت پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سنانا اور لوگوں کا سننا پھر ان کا غور و فکر کرنا کہ جس ذات اقدس کے اوصاف مبارکہ ہم نے سنائے اور سنے ہیں وہ یقیناً جنون سے پاک و منزہ ہے۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) یہ سب اسی آیت مبارکہ پر عمل کرنا ہے۔ و للہ الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام۔

اور اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۵ یعنی اے مسلمانو! بیشک تمہارا مددگار تمہارا محبوب تمہارا حاجت روا تو اللہ ہی ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

---

۱ سورۃ حج آیت ۳۰۔ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۵۔ ۳ سورۃ سبا آیت ۴۶
۴ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ۵ سورۃ المائدۃ آیت ۵۶

اور وہ اپنے رب کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝[۱]

یعنی اور جو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے محبت رکھے تو بیشک اللہ والے ہی غالب ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝[۲]

یعنی اے محبوب تم فرما دو لوگو اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جنکو تم نے کمایا اور وہ بیوپار جسکے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو ان چیزوں کے ساتھ تم کو اگر اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبت ہے تو ٹھہرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔

آیت کریمہ نے صاف فرما دیا کہ مسلمانوں پر اپنے دین کو محفوظ رکھنے کیلئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا لازم ہے۔ اور اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت و اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات دنیوی رشتے ناتے ہرگز کچھ قابلِ التفات نہیں اور جس شخص کو دنیا کے کسی رشتے ناتے کے ساتھ دنیا کی کسی چیز کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ محبت ہو وہ مسلمان نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ[۳]

یعنی مدینے والوں کو اور ان کے گرد کے گاؤں والوں کو یہ حق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ ان کو یہ حق ہے کہ انکی جان سے زیادہ اپنی جانوں کو پیارا سمجھیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۝[۴] یعنی یہ غیب کی خبریں دینے

---

[۱] سورۃ المائدۃ آیت ۵۶ ۔ [۲] سورۃ التوبۃ آیت ۲۴ ۔ [۳] سورۃ التوبۃ آیت ۱۲۰ ۔ [۴] سورۃ الاحزاب آیت ۶

والاذنی) ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اختیار رکھتا ہے، ان کی جانوں سے زیادہ ان سے قریب ہے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ ان کا محبوب ہے۔ ایمان والوں پر اپنے ماں باپ اپنی اولاد اپنی جان اور سارے جہان سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی محبّت کا فرض ہونا اور اس کا مدارِ ایمان ہونا "ضروریاتِ دین" میں سے ہے۔ جو مسئلہ یا عقیدہ ضروریات میں سے ہو اسکی تصریح اگر چہ کسی آیت کریمہ کسی حدیث شریف میں نہ آئی ہو پھر بھی اس کا منکر کافر ہے۔ پھر یہ عقیدہ صحیحہ کثیرہ متواتر المعنی میں تصریحًا بھی ارشاد فرمایا گیا ہے جن کو بخوف اطناب ہم یہاں نہیں لکھتے ہیں۔ اور ہم نے یہاں بعون اللہ تعالیٰ وبعونِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم پانچ آیاتِ قرآنیہ تلاوت کیں۔ جنہوں نے صاف فرمادیا کہ ایمان والوں کا محبوب صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے۔ اور اولیا روصالحین و متقین ہیں۔ ایمان والوں کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں ہی سے محبّت رکھنا چاہیئے۔ دنیا کے کسی رشتہ دار عزیز قریب سے دنیا کی کسی چیز کے ساتھ جو شخص اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے زیادہ محبت رکھے اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیئے۔ وہ بے حکم ہے، وہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت سے محروم ہے۔ ایمان والوں پر فرض ہے کہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ محبّت رکھیں۔ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایمان والوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ یہاں سے قاسم نانوتوی کے پوتے نام کے "طیب" کام کے خبیث کی بکواس کا بھی کفر فضیح وارتدادِ قبیح ہونا واضح ہوگیا، جو اس نے کانپور وبہرائچ شریف وغیرہ مقامات پر اپنے بھاشنوں میں بڑے نخروں غمزوں کے ساتھ جابجا بکی کہ قرآن شریف کی کسی آیت میں کہیں بھی حکم نہیں ہے کہ حضور کے ساتھ محبّت رکھو۔ بس صرف اسی بات کا حکم دیا ہے کہ رسول کا اتباع رسول کی اطاعت کرو۔ لہٰذا ہم کو حضور کی پیروی فرمانبرداری ہی کرنی چاہیئے، رسول سے محبت رکھنے کا حکم قرآن نے نہیں دیا ہے۔ ہم کو ایسا کام کرنے کی ضرورت نہیں جس کا ہم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم نہیں دیا۔

ہر سُنّی مسلمان دیکھ رہا ہے کہ "طیب مہتمم مدرسہ دیوبند" کا یہ قول بدتر از بول ایک اہم ترین زبردست عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار بھی ہے احادیثِ صحیحہ متکاثرہ متواتر المعنی کی تکذیب بھی ہے، آیاتِ قرآنیہ کی تکذیب بھی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ یعنی تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اُسے

مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ؕ اسکے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں

رَوَاهُ الْبُخَارِيْ وَمُسْلِمٌ عَنْ سَيِّدِنَا اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ۔

لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ ۔ یعنی تم میں کوئی شخص ہرگز مومن نہ ہوگا جب تک میں اُسے اُسکی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہ سُن کر فوراً امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ۔

وَالَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِي الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيَّ ۔ یعنی یا رسول اللہ اسکی قسم جس نے حضور پر قرآن نازل فرمایا حضور مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اَلْاٰنَ يَا عُمَرُ یعنی اے عمر اب تیرا ایمان کامل ہے ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ۔

قرآن عظیم وحدیث کریم نے روشن فرمادیا کہ جب تک حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے ساتھ ایسی محبت نہ ہو، ایمان حاصل نہیں ہوتا ۔ اور جب تک حضور محبوب رب العٰلمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ محبّت کامل نہ ہو ایمان کامل نہیں ہوتا ۔ اور محبّت کا تقاضہ ہے کہ محبوب کی یاد بکثرت آئے ۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ ۔ یعنی جو شخص کسی سے محبّت رکھتا ہے اس کا ذکر بہت کرتا ہے ۔

دلائل الخیرات شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم نے اپنے غلامانِ باوفا وارباب باصفا کی علامت ارشاد فرمائی ۔

اِيْثَارُ مَحَبَّتِيْ عَلٰى كُلِّ مَحْبُوْبٍ وَاشْتِغَالُ الْبَاطِنِ بِذِكْرِيْ بَعْدَ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی میری محبّت کو ہر محبوب کی محبت پر ترجیح دینا اور اللہ تعالیٰ کی یاد کے بعد میری یاد میں دل کو مشغول رکھنا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا ۔ اِدْمَانُ ذِكْرِيْ وَالْاِكْثَارُ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيَّ ۔ یعنی ہمیشہ میری یاد میں رہنا اور بکثرت مجھ پر درود بھیجنا ۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۔

تو حضور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر ولادتِ باسعادت ومعراج شریف ونزولِ وحی وہجرت وظہورِ شانِ رسالت ونبوّت اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارہاصاتِ مقدسہ

ومعجزاتِ مبارکہ وخصائصِ کبریٰ وکمالاتِ عظمیٰ واخلاقِ کریمہ وعاداتِ شریفہ وحُسنِ سیرتِ جلیلہ وجمالِ صورتِ جمیلہ وفضائلِ کثیرہ وعظمتِ عظیمہ بیان کرنا اور ان اذکارِ شریفہ ومحامدِ جلیلہ کو کمالِ رغبت و شوق کے ساتھ بکثرت بار بار سُننا سنانا اور ایسی مجالس مبارکہ ومحافلِ متبرکہ میں بُلائے اور بے بُلائے حاضر ہونا اور اس سے دل کا سُرور، جگر کی ٹھنڈک، جان کا آرام، آنکھوں کا نور، ایمان کی جلا حاصل کرنا سب حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کامل محبت کا مقتضیٰ اور کمال ایمان کا تقاضہ ہے۔

ہر عقل والا جانتا ہے کہ محبِّ صادق اپنے محبوب کو ہر طرح ہر حال میں یاد کرتا ہے اور جس قدر اس کی خوبیاں اور محامد دوسروں کی زبان سے سُنتا ہے خوش ہوتا ہے۔ اور اسکی کثرت کو ہر چیز سے زیادہ پیارا سمجھتا ہے۔ ہزار طریقے سے محبوب کی یاد اور اس کا ذکر سُننے اور کرنے میں مصروف اور ہر طرح بکثرت بار بار اسی کام میں مشغول رہتا ہے۔ اور جو لوگ طریقۂ محبت سے واقف اور اس کوچے سے آشنا ہیں خوب آگاہ ہیں کہ محبوب کا ذکر بالخصوص ہجر وفراق میں آتشِ شوق وسوزِ دل کو بھڑکاتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

مِنْ اَقْوٰی مِنْ اَسْبَابِ مَا نَحْنُ فِیْہِ سَمَاعُ الْاَصْوَاتِ الْمُطْرِبَۃِ بِالْاِنْشَادَاتِ بِالصِّفَاتِ النَّبَوِیَّۃِ الْمُغْرِبَۃِ الْمُعْرِبَۃِ

یعنی حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف شوق وانجذابِ قلب وجوشِ محبت حاصل کرنیکا ایک قوی سبب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نعت شریف عجیب وغریب صاف الحانوں طرب انگیز آوازوں سے سُنی جائے۔

اور اس بارے میں شوق ومحبت کی تکمیل عین ایمان کی تکمیل ہے۔ امید ہے کہ ایسی مبارک مجلسوں میں حاضر ہونے اور بار بار حضور محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر شریف سُننے سے حقیقتِ ایمان بعونہٖ تعالیٰ حاصل ہو۔ اور حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کو محبوب رکھتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی جو شخص مجھ کو محبوب رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اُن کے مطابق حضور مالکِ فردوس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حضوری جنت میں نصیب ہو کر اس نعمت کے مقابلے میں تمام دنیا ومافیہا مچھر کے پر سے بھی زیادہ خوار وذلیل ہے۔

ان احادیثِ مبارکہ و آیاتِ مقدسہ سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ کمالِ محبت بندوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبوب ومطلوب ہے۔ اور کمالِ محبت کیلئے لازم ہے کہ محب اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرے۔ مبالغے کے ساتھ اس کی تعظیم کرے اور کوئی شئے بغیر اپنے مقتضیٰ ولوازم کے پائی نہیں جاسکتی۔ تو روشن ہوگیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے بندوں سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم اور کثرت ذکر بھی مطلوب ہے۔ مجلس میلاد شریف اسی مبارک کام کے لئے منعقد ہوتی ہے اور یہی پیارا کام اس مجلس مقدس کا اصل مقصود ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

بعونِ اللہ تعالیٰ وبعونِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہاں تک ہم مختصر طریقے پر قرآن عظیم کی آیاتِ مقدسہ سے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ سے محفل میلادِ مقدس کا بوقت ذکر ولادتِ مقدسہ قیام تعظیمی کرنے کا یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْكَ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ پڑھنے کا وقت وتاریخ وروز ومقام معین کرنے کا، میلاد خوانوں کیلئے تخت بچھانے، اس پر ممبر وکرسی رکھنے کا، اُن کے گلوں میں خوشبودار پھولوں کے گجرے پہنانے کا، عطر لگانے، خوشبو سلگانے، کیوڑا چھڑکنے کا، مٹھائی، میوہ، چائے، شربت بانٹنے کا اعلان کرکے اشتہار دے کر اس مجلسِ میلادِ پاک کے لئے مسلمانوں کو بلانے کا، اس میں خوشی منانے، فرحت ومسرت ظاہر کرنے کا، میلادِ پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عید منانے کا، چند مسلمانوں کے باہم مل کر آوازیں ملاکر نعت شریف پڑھنے، پھولوں، گلدستوں، جھنڈیوں، شامیانوں دروازوں، نقشوں، کتبوں، روشنی کے ساتھ محفلِ میلاد مبارک کو آراستہ وپیراستہ کرنے کا۔ جلسۂ میلادِ اقدس میں خصوصًا واقعات ولادتِ مقدسہ وارہاصاتِ مبارکہ بیان کرنے کا مبرہن وقاہر روشن وظاہر ثبوت بار بار پیش کردیا ہے، اس سے صرف اپنے سُنّی مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اور اُنکے ایمان کو روشن کرنا مقصود ہے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، نجدیوں کے دھرم میں جب رسول[1] کا علم شیطان سے کم ہے، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کو بھی ان کا سا علم غیب ہے، وہ خدا[2] کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں تو ایسے رسول کی حدیث اُن پر کیا حجت ہوسکتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، نجدیوں کے دھرم میں جب خدا جھوٹا ہے، چوری کرسکتا ہے، شراب

---

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم [2] جل جلالہ [3] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

پی سکتا ہے، ظلم کر سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے اچھے برے گندے گھنونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام وہ خود بھی کر سکتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے ظلم کرنے سے ہر قسم کی تمام بے حیائیوں میں مبتلا ہونے سے اس کی ذات میں کوئی عیب کوئی نقصان لازم نہیں آسکتا۔ تو ایسے خدا کے کلام کا ان کو کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

شریعتِ مطہرہ کی چار دلیلیں ہیں۔ ۱ کتاب الٰہی ۲ سنّتِ رسول ۳ اجماعِ امت ۴ قیاس ائمہ مجتہدین

جب ہم نے خود احادیثِ نبویہ علٰی صاحبہا وآلہ الصّلوٰۃ والتّحیۃ اور قرآنِ عظیم کے نصوصِ قاطعہ سے محفل میلادِ اقدس کو اس کے ہر ہر جز و کو ثابت کر دیا تو اب اجماع و قیاس سے بھی ثبوت پیش کرنا ہرگز ضروری نہیں۔ پھر بھی اگر کسی کو اجماعِ امت سے اور فقہائے احناف و شوافع و مالکیہ وحنابلہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اقوال و افعال سے محفلِ میلاد شریف کا جواز و استحباب و استحسان دیکھنا منظور ہو تو کتابِ مستطاب "اِذَاقَةُ الْاٰثَامِ" وفتوائے مقدّسہ "اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ" کی طرف رجوع لائے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے انھیں مبارک تحقیقات مفصلہ کا اجمال اور انہیں تدقیقاتِ مبسوطہ کا اختصار ہے۔ نیز کتابِ مبارک "اَلدُّرُّ الْمُنَظَّمُ" کو ملاحظہ فرمائے۔

جب قرآنِ حکیم و حدیث کریم سے روشن و قاہر ثبوت پیش کر دیا گیا تو اب وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین نجدیہ کی یہ ہٹ دھرمی کہ ہم تو قرآن و حدیث کا فرمان معاذ اللہ نہیں مانیں گے جب تک یہ ثبوت بھی نہ دے دیا جائے کہ صحابۂ کرام و امامانِ دین رضی اللہ تعالٰی عنہم نے بھی محفلِ میلادِ پاک کی ہے؟ ہر عاقل منصف دیکھ رہا ہے کہ تریا ہٹ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

اَوّلاً ـــــ بے دینو! تمہارا گرو گھنٹال اسمٰعیل دہلوی اپنی "تقویۃ الایمان" مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ پر صاف لکھ چکا کہ۔

> "پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منّتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔"

یعنی جو شخص کسی نبی یا ولی کو پکارے وہ ابوجہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی

کو ثواب پہنچانے کی منّت مانے وہ ابوجہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کی نذر یا نیاز کرے وہ ابوجہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کو شفیع مانے وہ ابوجہل کے برابر کافر و مشرک۔

ارباب سیر و اصحاب مغازی فرماتے ہیں۔

كَانَ شِعَارُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ فِي الْحُرُوْبِ اِذَا اشْتَدَّتْ بِهِمُ الْحَرْبُ يَا مُحَمَّدَاهُ يَا اَحْمَدَاهُ يَا نَصْرَ اللّٰهِ اِنْزِلْ اِنْزِلْ اَمِتِ الْكُفَّارَ

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ خاص فعل تھا جس سے اُن کی پہچان تھی کہ جب جہاد کے میدانوں میں اُن پر جنگ کی سختی ہوتی تھی تو پکارا کرتے تھے یا رسول اللہ یا حبیب اللہ اے اللہ کی مدد تشریف لائیے نزول فرمائیے۔ کافروں کو قتل فرمائیے۔

نیز تمام صحابہ و اہلبیت اور تمام مجتہدین اور تمام ائمۂ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان و اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم شافع روزِ جزا اور شافع محشر اور شفیع المذنبین ہیں، تو تمہارے ناپاک دھرم میں تمام صحابۂ کرام و ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب معاذ اللہ ابوجہل کے برابر کافر و مشرک ہیں۔ بولو مرتدو! پھر اُن کے اقوال و افعال سے ثبوت مانگنے کا تمہیں کیا حق ہے۔ بولو زندیقو! جنکو تم اپنے ناپاک دھرم میں ابوجہل کے برابر کافر و مشرک جانتے ہو مسلمانانِ اہلسنّت کے ڈر سے انھیں کو صحابۂ کرام و امامانِ دین تم نے کہا۔ یہ تمہارے دو زبردست شرک ایسے ہوئے یا نہیں جن میں سے ہر ایک ہزارہا شرکوں کا مجموعہ ہے۔ پھر تقویۃ الایمانی دھرم پر تم سارے کے سارے ہزاروں ابوجہلوں کے برابر کافر و مشرک ہوئے یا نہیں۔ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ[1]

ثانیا ـــــ ہم ابھی کتابِ مبارک اَلدُّرُّ الْمُنَظَّمُ و کتاب کامل النّصاب "انوارِ آفتابِ صداقت" کے حوالے سے بتا چکے کہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مجلس میلادِ مقدس کرنا اور اس میں خود حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا بنفسِ نفیس تشریف فرما ہونا اور محفلِ میلادِ اقدس کرنے والے مسلمانوں کے حق میں روزِ قیامت شفاعت و شہادت کی عظیم بشارتیں عطا فرمانا منقول ہے اگرچہ اس وقت اس کا محفلِ میلادِ اقدس نام نہ تھا مگر کام یہی تھا جو آج بھی مسلمانانِ اہلسنّت کی مجالس میلادِ مقدس میں ہوا کرتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

---

[1] سورۃ القلم آیت ۳۳

ثالثاً ــــــ ہم اُن وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں نجدیوں کی مان لیتے ہیں کہ آج مسلمانان اہلسنت کے یہاں میلادِ اقدس کے ذکر پاک کی مبارک محفلوں میں جن امورِ خیر کا اجتماع ہوتا ہے، یہ سب امورِ حسنہ صحابۂ کرام و ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی ایک مجلس میں اکٹھا نہ فرمائے۔ اور اپنے کسی جلسے کا نام محفلِ میلادِ پاک نہ رکھا تو اصل بات وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا، تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کس نے منع کیا کہ اسے نہ کریں۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ کریں تو تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو کس نے روکا کہ وہ نہ کریں۔ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نہ کریں تو تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کو اس سے باز رکھنے والا کون۔ تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ بھی نہ کریں تو ہم پر کس نے واجب کیا کہ اس سے پرہیز کریں۔ بس صرف اتنا ہونا چاہئے کہ وہ کام شریعتِ مطہرہ کے نزدیک بُرا نہ ہو۔

عجب لطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہوا اور باوجود اُن سب کے نہ کرنے کے تبعِ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کو کرنیکی اجازت ملی۔ مگر تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب بعد والوں کیلئے راستہ بند ہوگیا اس بے عقلی کی کچھ حد بھی ہے؟

رابعاً ــــــ حقیقۃُ الامر یہ ہے کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معاذ اللہ محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خلاف یا خیر و برکت کا منافی یا بدعت سمجھ کر اس محفل شریف کی اس ہیئتِ کذائیہ سے ہرگز گریز نہیں کیا، بلکہ اُس کو اعلائے کلمۃ اللہ و حفظ بیضۂ اسلام و نشرِ دینِ متین و قتل و قہرِ کافرین و اصلاحِ بلاد و عباد و اطفائے آتشِ فساد و اشاعتِ فرائض و حدودِ الٰہیہ و اصلاحِ ذات البین و محافظتِ اصولِ ایمان و حفظ روایتِ حدیث وغیرہا امورِ کلیۂ مہمہ سے فرصت نہ تھی، لہٰذا یہ امورِ جزئیہ مستحبہ تو کیا معنیٰ بلکہ تاسیسِ قواعد و اصول و تفریعِ جزئیات و فروع و تصنیف و تدوینِ علوم و نظمِ دلائلِ حق و ردِّ شبہاتِ اہلِ باطل وغیرہا امورِ عظیمہ کی طرف بھی کامل توجہ نہ فرما سکے۔ مگر وہابیت کی بنا شرک و بدعت ہی کے دو لولے ستونوں پر ہے۔ وہابیوں کو ہر جگہ شرک و بدعت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

خامساً ــــــ وہابیو، دیوبندیو، غیر مقلدو، نجدیو! ذرا ہوشیار ہو کر سنبھل جاؤ بولو بولو جلد بولو بہت جلد ان سوالوں کے جواب میں اپنے لب کھولو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے

اپنے زمانۂ اقدس میں اپنے لئے مجلس میلاد شریف قائم کرنے سے منع فرمایا، آپ کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مجلس میلاد شریف کو منع کرنے کا حکم دیا، صحابۂ کرام تابعین عظام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے اس مجلس مبارک سے منع کیا۔ اگر نہیں منع کیا تو ان کے خلاف چل کر اب محفل میلاد شریف کو منع کرنے کی بدعت جاری رکھنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے۔ بدعت کسے کہتے ہیں؟ بدعت کی تعریف اگر مجلس میلاد شریف کو منع کرنے پر صادق آجائے تو پھر کیا محفل میلاد مبارک سے ممانعت کرنا جائز ہے، محفل میلاد شریف کے روکنے کو اتباع شریعت کا ذریعہ کہنے والے بتائیں کیا صحابۂ کرام اور امامان دین نعوذ باللہ متبع شریعت نہ تھے ــــــ اگر وہ متبع شریعت تھے اور یقیناً تھے بلکہ ہم سے بدرجہا زائد متبع شریعت تھے، تو انھوں نے محفل میلاد شریف سے ممانعت کرکے اتباع شریعت کیوں نہ دکھایا۔ محفل میلاد شریف سے ممانعت کرنے کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذریعہ بتانے والے بولیں کیا صحابۂ کرام وتابعین عظام وائمۂ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معاذ اللہ محب رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نہ تھے۔ اگر وہ محب رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے تو انھوں نے محفل میلاد شریف سے ممانعت کرکے محبت کیوں نہ دکھائی۔ کیا یہی بات ہے کہ وہ اس مجلس مبارک سے منع کرنے کو بدعت سمجھ کر اس کی ممانعت سے پرہیز کرتے رہے۔ محفل میلاد شریف کو روکنے اور اس کی ممانعت کرنے سے صحابۂ کرام و بزرگان دین ائمۂ اربعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے گریز کرنے اور بچنے کی وجہ کیا ہے؟ ــــــ کیا ہے کسی دھرے دیو کے بندے عقیدوں کے گندے ابلیسی پھندے شرک و بدعت کے دھندے میں دم کہ وہابی دھرم کے اصول کی پابندی کرتے ہوئے ان بارہ سوالوں کا جواب لاسکے، کیا ہے کسی وہابی دیوبندی غیرمقلد نجدی کو ہمت کہ قواعد وہابیت و ضوابط دیوبندیت سے ان بارہ سوالات کا جواب دے کر محفل میلاد مبارک کو حرام کرا سکے؟ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْقَاھِرَۃُ۔ وللہ الحمد وَعَلٰی حبیبہ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

مسئلہ ۶:

مجلس مولود میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر سمجھ کر قیام تعظیمی کیا جاتا ہے تو ثبوت کے ساتھ بتایا جائے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا نام سُن کر کسی صحابی یا امام نے کبھی تعظیمی قیام کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:

عارف باللہ سیدنا سندنا مولانا سید جعفر برزنجی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز اپنے رسالہ مبارکہ "عِقْدِ الْجَوْهَرْ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ الْأَزْهَرْ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم میں فرماتے ہیں۔

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهِ الشَّرِيفَةِ اَئِمَّةٌ ذَوُوْ رِوَايَةٍ وَرُؤْيَةٍ فَطُوْبٰى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيْمُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَايَةَ مَرَامِهٖ وَمَرْمَاهُ۔

یعنی بیشک نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے ذکر ولادت مقدسہ کے وقت قیام کرنا اُن اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت ودرایت تھے تو شادمانی اس کیلئے جس کی نہایت مراد وغایت مقصود نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعظیم

واللہ تعالیٰ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

مسئلہ ۷:

تاریخ ایجادِ میلادِ مروّجہ وقیامِ تعظیمی تحریر فرمایا جائے اور یہ بھی واضح فرمایا جائے کہ اس کا موجد اوّل کون ہے، نیز ائمہ اربعہ کے بعد رائج ہوا ہے یا قبل، مفصل اور مُدلّل تحریر فرمائیں؟

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصّواب:

جوابات سابقہ میں ہم بعونہ تعالےٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بتا چکے کہ مجمعوں جلسوں مجلسوں محفلوں میں حضور سید الکائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا میلادِ اقدس نہایت تعظیم واحترام وتبجیل واکرام وشوق واہتمام کے ساتھ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام برابر سُناتے رہے۔ حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سُناتے رہے۔ حتّٰی کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ

یعنی اور اے محبوب یاد کرو جب اللہ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ ضرور میں تم کو کتاب وحکمت عطا فرماؤں گا پھر تمہارے پاس ایک عظمت والا رسول تشریف لائے گا، جو تمہارے ساتھ کی چیزوں کی تصدیق فرمانے والا ہوگا تم ضرور ضرور اس پر ایمان

اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ [۱]

لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے اللہ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس بلند و عظیم الشان عہد پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے عرض کی ہم سب نے اقرار کیا اللہ نے فرمایا تو تم سب گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

کلامِ عرب میں ثُمَّ تراخی کیلئے آتا ہے۔ اس میں اشارہ فرمادیا کہ وہ رسول تم سب کے بعد آئیگا، آخر الانبیاء ہوگا۔ رَسُوْلٌ میں تنوینِ تفخیم فرماکر اس طرف اشارہ فرمادیا کہ وہ رسول واجب التعظیم ہوگا اس کی تعظیم و توقیر ضروری ولازم ہوگی۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی طرح تمام ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام بھی ہر ایک قسم کے گناہ سے معصوم ہیں۔ پھر بھی اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنی توحید کی عظمت ظاہر فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ○ [۲]

یعنی اور اُن فرشتوں میں سے جو کوئی کہے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا تو اس کو ہم بدلہ دیں گے جہنم ایسے ہی ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

یعنی اگرچہ کوئی فرشتہ میری نافرمانی نہیں کرسکتا لیکن میری توحید کی وہ عظمت ہے کہ اگر کوئی شخص فرشتہ ہوتے ہوئے بھی بفرضِ محال میری توحید کے خلاف خدائی کا دعویٰ کرے تو وہ بھی جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اسی طرح اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کی جلالت بیان فرمانے کیلئے ارشاد فرمایا کہ اس عہد و پیمان کے بعد جو کوئی رسول جو کوئی نبی پھر جائے تو وہ بھی فاسق ہوجائے گا۔ یعنی اگرچہ کوئی نبی کوئی رسول میری نافرمانی نہیں کرسکتا لیکن میرے محبوب کی رسالت وہ جلیل الشان ہے کہ اگر کوئی شخص نبی و رسول ہوتے ہوئے بھی بفرضِ محال میرے محبوب کی رسالت پر ایمان نہ لائے اسکا زمانہ پاکر بھی ضرورت کے وقت اس کی مدد نہ کرے تو وہ بھی بے حکم بن جائے۔ بتادیا کہ فرشتہ و نبی بھی اگر بفرضِ محال توحیدِ خدا اور رسالتِ مصطفےٰ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلاف بغاوت کرے تو نہ اس کی ملکیت سلامت رہے نہ اس کی رسالت، وہ جہنمی اور بے حکم ہوجائے۔ ــــــــــ پھر کسی مولوی کی مولویت، کسی پیر کی مشیخت کیا

---

[۱] سورۃ آلِ عمران آیت ۸۱-۸۲ [۲] سورۃ الانبیاء علیہم السلام ۲۹

فرشتے کی مَلَکیت اور نبی کی نبوّت سے بھی بڑھ سکتی ہے کہ کوئی مولوی کوئی پیر اگر اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو عیب لگائے اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان گھٹائے، دُشنامیں سنائے پھر بھی اسکی مولویت اور اس کی پیری میں فرق نہ آئے نہ اس کے ایمان واسلام میں کچھ خلل پڑنے پائے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

محفلِ میلاد شریف اسی کا نام ہے کہ لوگوں کو جمع کر کے ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے فضائلِ کریمہ ومناصبِ جمیلہ اور ولادتِ مقدّسہ کا ذکرِ پاک سنایا جائے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی اطاعت وفرمانبرداری کا شوق دلایا جائے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نافرمانی سے بچایا جائے۔

اللہ عزّ وجل نے بھی تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام کی اَرواحِ مقدّسہ کو بزمِ میثاق میں اکٹھا فرما کر اُن کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے واجب التعظیم، نبی الانبیاء، سیّد المرسلین و آخر النّبیّین ہونے کا ذکر سنایا، اُن سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لانے اور اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی مدد کرنے کا اقرار لیا اور اس عہدِ مبارک سے پھر جانے کے وبالِ عظیم سے ان کو آگاہ فرمایا اور ثُمَّ جَاءَکُمْ فرما کر کہ وہ تم سب کے بعد پیدا ہوگا ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلادِ اقدس یعنی ذکرِ پیدائشِ مقدّس بھی سنایا۔

تو آیتِ مبارکہ نے صاف روشن فرمادیا کہ سب سے پہلی بزمِ میلادِ مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ و السّلام والثّنار عالمِ ارواح میں منعقد ہوئی تھی جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا میلادِ پاک سننے والے حضرات انبیائے کرام ومرسلین تھے علیہم الصّلاۃ والسّلام اور اس میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا میلاد شریف سنانے والا خود اللہ تبارک وتعالیٰ تھا۔ "اِذْ" کا لفظ فرما کر اس طرف اشارہ ہوگیا کہ اس جلسۂ میلادِ اقدس میں تعیّن بزم بھی تھی۔ اَلنَّبِیّٖنَ جمع مذکرِ سالم پر لامِ استغراق فرمانے سے اس طرف اشارہ ہوگیا کہ اس بزمِ میلاد مقدّس میں نداٰ ئی بھی تھی کہ سب نبیوں کو بلایا گیا تھا۔ اجتماع بھی تھا کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام اس بزمِ مقدّس میں جمع تھے۔ کھڑا ہونا، بیٹھنا لیٹنا یہ سب جسم کی شانیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جسم وجسمانیت سے پاک منزّہ ہے۔ مگر "رَسُوْلٌ" میں تنوینِ تفخیم فرما کر اشارہ فرمادیا گیا کہ اس رسول کی توقیر وتعظیم واجب وضروری ہے تو قیامِ تعظیمی بھی اس میں داخل ہے (سوا اس مخصوص

طریقۂ تعظیم کے جس کی ممانعت شریعت نے فرمادی ہو) اللہ تعالیٰ بھی کھانے پینے سے وُجوُباً پاک و منزہ ہے اور اَرواح کی شان بھی کھانا پینا نہیں مگر اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ[1] سے اس طرف اشارہ ہوگیا کہ اس رُوحانی بزمِ مقدّس میں نبوت و رسالت و کتاب و حکمت کے حصّے تقسیم ہوئے تھے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حبیبہٖ وَاٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا کہ ذکرِ میلادِ محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام کا سب سے پہلا سُنانے والا خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اور اُس کے سب سے پہلے سُننے والے حضراتِ انبیاء و مُرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام ہیں۔ جبکہ کسی تاریخ کسی سن کسی مہینے کی ایجاد بھی نہ ہوئی تھی پھر اس کی تاریخ ایجاد کیونکر بتائی جاسکتی ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلّدوں نجدیوں کا یہ دروغ صریح و کذبِ قبیح ہے کہ اس مجلسِ میلادِ اقدس کا موجدِ اوّل حضرت سُلطان عادل عاقل جَواد باذل صوفی کاربل مُظفر الدّین ابوسعید شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتاتے ہیں اور محفلِ میلادِ مُبارک کو حضرت اربل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد کی ہوئی بدعت ٹھہراتے ہیں۔ مسلمانانِ اہلسنّت خبردار ہوشیار رہیں۔ اُن خبثاء و ملاعنہ کے دھوکے سے بچیں۔ خوب یاد رکھیں کہ حضرت سُلطان اربل مظفر الدّین ابوسعید رحمۃ اللہ کے سر پر صرف اِسی بات کا سہرا ہے کہ مجلسِ میلادِ مقدس ہر جگہ مسلمانانِ اہل سُنّت میں جن اُمورِ خیر پر مُشتمل ہوتی ہے جنکے مستحب و مستحسن ہونے کا روشن و ظاہر ثبوت قرآنِ عظیم ہی کی مُبارک آیتوں سے ہم پیش کرچکے ہیں اُن سب کو ایک ہی بزم میں اکٹھا فرمانا اور ہر سال ماہِ مبارک ربیعُ الاوّل شریف میں بارہویں تاریخ کو التزام و اہتمام کے ساتھ بلاناغہ اس مجلسِ مُبارک کو منعقد کرنا اور اس بزمِ مقدّس کا نام مجلسِ میلاد شریف رکھنا شاہانِ اسلام میں سب سے پہلے اُن ہی نے شروع کیا۔ اُن سے پہلے اس کا یہ نام نہ تھا۔ ہر سال ماہِ مُبارک ربیع الاوّل شریف ہی میں اس کے منعقد کرنے کا التزام نہ محفل شریف میں جن امورِ خیر کو بعونہٖ تعالیٰ و بعون حبیبہٖ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم ہم قرآنِ حکیم ہی کے ارشاداتِ قاہرہ سے ثابت کرچکے۔ اُن سب کو ایک ہی مجلس میں اکٹھا کردینے کا اہتمام نہ تھا۔ ورنہ ہم بیان کرچکے کہ ذکرِ میلادِ مُصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی پاک مُبارک محفلیں اُن سے پہلے بھی ہر زمانے ہر قرن میں برابر ہوا کرتی تھیں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حبیبہٖ وَاٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ یہاں اور بھی مباحث ہیں مگر ہم بخیال

---

[1] سورۃ آلِ عمران آیت ۸۱

اختصار اسوقت اسی قدر پر اختصار کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ۔

فاتحہ مروجہ (نذرونیاز) یعنی مخصوص دن مقرر کرکے مثلاً ہرماہ عربی کی پہلی جمعرات یا ربیع الثانی کی گیارہویں یا ۱۲ ربیع الاوّل، ۲۲ رجب، ۱۴ شعبان اور سامنے مختلف برتنوں میں کھانا یا شیرینی گلاس پانی، پان چراغ، معہ چراغی، پیسہ، لوبان، اگر بتی، ہار پھول وغیرہ رکھ کر ہاتھ اٹھاکر فاتحہ خوانی کرنا، بعدہٗ متبرک سمجھ کر اغنیا واحباب کو دینا اور خود مع اہل وعیال کھانا۔ غرضیکہ تاریخ تعین وخاص اہتمام مذکورہ سے ایصال ثواب کرنا فرض ہے یا واجب یا سنّت یا مستحب؟ اس کے کرانے سے کتنا ثواب اور نہ کرنے سے کتنا گناہ ہے۔ مفصل جواب قرآن وحدیث اقوال وافعال خلفائے راشدین وائمہ اربعہ خصوصًا فقہ حنفی کی معتبرہ ومتداولہ کتب سے مرحمت فرمایا جائے۔ بیّنوا توجروا

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ظاہر ہے کہ ہرماہ کی نوچندی جمعرات یا ربیع الاوّل شریف کی بارہویں یا ربیع الآخر شریف کی گیارہویں، یا رجب مرجّب کی چھٹی یا بائیسویں ستائیسویں یا شعبانِ معظم کی چودھویں یا شوال کی پہلی یا محرّم کی دسویں یا کسی اور متبرک تاریخ کو مختلف برتنوں میں کھانا یا شیرینی گلاس میں پانی رکھنا چراغی کے پیسے یا چالیسویں اور برسی کے فاتحہ میں کپڑوں اور جوتوں کے نئے جوڑے بھی رکھ دینا قرآنِ عظیم کی یا اس میں سے چند مبارک آیتوں، کچھ مقدّس سورتوں کی تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا ایصالِ ثواب ہی کیلئے ہے۔ پان رکھنا بھی فاتحہ پڑھنے والے کی تواضع ومدارات ہے۔ چراغ روشن کرنا تعظیمِ تلاوت ہے۔ لوبان اگر بتی سلگانا، خوشبودار پھول رکھنا قرآنِ عظیم اور ان فرشتوں کی جو تلاوتِ قرآن پاک کے وقت حاضر ہوتے ہیں توقیر وتعظیم ہے۔ ایصالِ ثواب کی دعا میں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔ جس کھانے شیرینی کا ثواب محبوبانِ خدا علیٰ سیدہم وعلیہم الصّلٰوۃ والسّلام کی اَرواحِ طیبہ کو نذر کیا جائے اس کو تبرّک سمجھ کر اپنے مسلمان اقربا واحباب فقرا وامنیا اور اپنے اہل وعیال کو کھلانا خود بھی کھانا جائز ودرست ہے۔

اصل اس نذرونیاز کی یعنی مالی وبدنی عبادتوں کا ثواب پہنچانا، یہ تو حدیث شریف سے ثابت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہٖ وسلم کی سنّتِ کریمہ ہے۔ خود امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی اپنی "صراط مستقیم"

مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی کے صفحہ ۵۵ پر لکھتا ہے۔

"حضرت رسالت پناہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) را بعد التماس ایشاں کہ مادرم ناگاہ فوت شدہ و یارائے گفتن نیافت اگر می یافت وصیتے می کرد پس برائے وے اگر چیزے بکنم نفع بوے خواہد رسید فرمودند کہ چاہ بکن وبگو کہ ایں برائے مادر سعد ست" ـــــــ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ان کے اس عرض کرنے کے بعد کہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور کچھ کہہ نہ سکیں اگر بول سکتیں تو کچھ وصیت کرتیں۔ ان کیلئے اگر میں کچھ کام کروں تو ان کو نفع پہنچے گا۔ فرمایا کہ کنواں کھود دو اور کہو کہ یہ کنواں میری ماں کیلئے ہے۔

سُنّی مسلمان بھائی ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنواں تیار کراتے ہیں، وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اے میرے رب اس تلاوتِ قرآن کا اس درود شریف کا اس مٹھائی کا اس کھانے کا اس پانی کا ثواب اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طفیل فلاں ولی فلاں بزرگ فلاں مسلمان کی رُوح کو پہنچا۔ پھر اصلِ ایصالِ ثواب کے سُنّت ہونے میں کیا شُبہ رہ گیا۔ ہم نے کتب حدیث شریف سے حدیث شریف کی اصل عبارتِ مبارکہ پیش کرنے کے بدلے خود امام الطائفہ کی "صراطِ مستقیم" سے اس کا فارسی ترجمہ پیش کر دیا ہے۔ تاکہ کسی وہابڑے دیو کے بندے غیر مقلد کو اس پر لب کشائی کا موقع نہ رہے۔

یہی بابائے نجدیہ اسی صراطِ مستقیم کے صفحہ ۶۴ پر لکھتا ہے۔

"نہ پندارند کہ نفع رسانید باموات باطعام فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید برسم نباید شد بے تعیّن تاریخ در روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجرِ جزیل بود بعمل آرد و ہرگاہ ایصالِ ثواب بہ میّت منظور دارد موقوف بر طعام نگزارد اگر میسّر باشد بہتر ست و اِلّا صرف ثوابِ فاتحہ و اخلاص بہترین ثوابہاست۔"

یعنی یہ نہ سمجھیں کہ مُردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیوں کہ یہ بات تو بہت اچھی اور افضل ہے۔ غرض صرف یہ ہے کہ رسم کے ساتھ مقیّد نہیں رہنا چاہئے۔ بغیر اس کے کہ تاریخ اور دن اور کھانے کی جنس اور قسم معیّن ہو جس وقت اور جس قدر بہت زائد ثواب کا باعث ہو عمل میں لائے اور جب کبھی مردوں کو ثواب پہنچانا

منظور ہو کھلانے پر موقوف نہ رکھے اگر ہو سکے تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ ہو سکے تو سورۂ فاتحہ وسورۂ اخلاص کا ثواب جملہ ثوابوں میں سب سے بہتر ہے اور یہی امام الطائفہ اسی صراطِ مستقیم کے صفحہ ۵۵ پر لکھتا ہے۔

"ہر عبادتے کہ از مسلمان ادا شود وثواب آں بروح کسے از گزشتگاں برساند وطریق رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی ست۔ پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن ست واگر آں کس کہ ثواب بر وحش میرساند از اہل حقوق اوست بس بمقدار حق وے خوبی رسانیدن ایں ثواب زیادہ تر خواہد شد۔ پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا واعراس ونذر ونیاز اموات شک وشبہ نیست"

یعنی مسلمان سے جو کوئی عبادت بھی ادا ہو گی اور اس کا ثواب دنیا سے تشریف لے جانے والے حضرات میں سے کسی کو بھی پہنچائے گا (اور اس کے پہنچانے کا طریقہ بارگاہِ الٰہی میں دعائے خیر کرنا ہے) تو بیشک یہ بات بہت اچھی اور مستحسن ہے اور اگر جس کی روح کو ثواب پہنچا رہا ہے وہ ثواب پہنچانے والے کے حقداروں میں سے ہے۔ تو جتنا اس کا حق ہے اتنی ہی اس ثواب پہنچانے کی بہتری زیادہ ہو جائیگی۔ تو جو امور رائج ہیں فاتحے اور بزرگوں کے عرس اور دنیا سے سفر کر جانے والوں کی نذر ونیاز ان کی اتنی بات کے اچھے ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

اور یہی الوالوہابیہ اسی "صراطِ مستقیم" کے صفحہ ۱۱۱ پر لکھتا ہے۔

"اوّل طالب را باید کہ باوضو دو زانو بطور نماز بنشیند وفاتحہ بنام اکابرین ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بہ بتوسط ایں بزرگاں نماید وبہ نیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دوضربی شروع نماید"۔

یعنی پہلے طالب کو چاہیئے کہ باوضو دو زانو نماز کی طرح بیٹھے اور سلسلۂ چشتیہ کے اکابر مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام فاتحہ پڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں ان بزرگوں کے وسیلے سے التجا اور پوری نیازمندی اور زیادہ سے زیادہ گریہ وزاری کیساتھ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی دعا کرے اور ذکر دوضربی شروع کرے۔

اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ سوالاتِ عشرۂ محرم" کے نویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثوابِ آں نیاز حضرات امامین نمایند وبرآں	یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حضراتِ امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فاتحہ دقل و درود خوانند تبرک می شود خوردن آں بسیار خوب ست۔

کی خدمات میں نذر کرتے ہیں اور اس پر فاتحہ دقل درود شریف پڑھتے ہیں تبرک ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت اچھا ہے

اور ان کے والدِ بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب "اَلْاِنتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں فرماتے ہیں۔

پس دہ مرتبہ درود خواندہ ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی بر حضراتِ خواجگانِ چشت عموماً بخوانند واز خدائے تعالیٰ سوال نمایند۔

یعنی پھر دس بار درود شریف پڑھکر ختم تمام کریں اور تھوڑی شیرینی پر حضراتِ خواجگانِ چشت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام فاتحہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کریں

اور "زبدۃ النصائح" پر یہی بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصدِ ایصالِ ثواب بر روح ایشاں پزند و بخورند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیار را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیارا ہم خوردن جائز است۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے فاتحہ کی بنا پر انکی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے ملیدہ اور کھیر پکائیں اور کھائیں تو کچھ حرج نہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی نذر کا کھانا مالداروں (یعنی ان لوگوں کو جو زکوٰۃ کے مستحق نہیں) کھانا حلال نہیں اور اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دیا گیا تو ان کو بھی کھانا جائز ہے۔

انبیٹھی وگنگوہی کی "براہین قاطعہ" پر حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انوارِ ساطعہ پڑھا ہوا ہے۔ اسی کے صفحہ ۹، وصفحہ ۸۰ سے ہم نے یہ پچھلی تینوں عبارتیں نقل کی ہیں جو عبارت جواب سوالاتِ عشرہ پر تو انبیٹھی وگنگوہی نے یہ بکواس کی کہ "شاہ عبد العزیز کیطرف سے ہونے میں کلام ہے" حالانکہ یہ جوابات ان کے "فتاوی عزیزیہ" میں موجود ہیں[1]۔ یوں تو ہر بے دین کو اختیار ہے کہ جس مسلم بزرگ کی کتاب میں اپنی بیدینی کا رد و ابطال دیکھے فوراً کہہ دے کہ اس کتاب کے ان بزرگ کی تصنیف ہونے میں کلام ہے۔ اس بکواس کا ثبوت دینے کی نہ انبیٹھی وگنگوہی کو کچھ ضرورت تھی نہ اس بے دین کو ہوگی۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

دوسری بکواس یہ کی کہ "نیاز ازا مابین" بھی صدقہ ہے کس طرح تبرک بن گیا بلکہ سب صدقات کو اوساخ النّاس حدیث میں فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کو منع ہوئے" ____ حالانکہ حدیث شریف وفقہ منیف کا خادم خوب جانتا ہے کہ صرف صدقاتِ واجبہ ہی کو بنی ہاشم کیلئے منع فرمایا گیا ہے صدقاتِ نافلہ ہرگز

[1] واضح رہے کہ فتاویٰ عزیزیہ کی اول طباعت خود دیوبندیوں نے کرائی ہے۔

انسانوں کا میل نہیں۔ اور صدقاتِ نافلہ بنی ہاشم کے لئے ہرگز ہرگز ہرگز منع نہیں۔ لیکن جو لوگ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً[1] کے مصداق ہوگئے، اُن کے اندھے پن کا کیا علاج۔ فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰہِ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔[2]

تیسری بکواس یہ کی کہ "اور جو قرآن پڑھے جانے سے تبرک ہوا ہے تو چاہیے کہ جس گھر میں کوئی قرآن پڑھے سارے گھر کا طعام تبرک ہوجایا کرے" ــــ اب ان استاد و شاگرد پیر و مرید اَعْمٰی وَمُتَعَامِی دونوں سے کون کہے کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے یہ کب اور کہاں فرمایا ہے کہ صرف قرآن پڑھے جانے سے کھانا تبرّک ہوجاتا ہے بلکہ وہ تو یہ فرمارہے ہیں اور صاف صاف فرما رہے ہیں کہ جس کھانے پر قرآنِ عظیم و درود پڑھ کر اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے محبوبانِ کرام علیٰ سیّدہم وعلیہم الصّلاۃ والسّلام کی نذر کردے گا۔ تو بیشک اس کے گھر بھر کا وہ سب کھانا تبرّک ہوجائیگا۔ مگر بات یہی ہے کہ فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ[3] وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی دونوں عبارتوں کے متعلق صرف اتنی ہی بکواس کرکے اَعْمٰی وَمُتَعَامِی دونوں یَتِیْمِیت ہوگئے کہ "خوب معلوم ہوگیا کہ فاتحہ دادن کے معنی ایصالِ ثواب کے ہوتے ہیں" مجاز متعارف کے طور پر یا عُرفِ عام کی وضع پر اب کون کہے کہ او گنگوہی و انبیٹھی کے بندو! دِلوں کے اندھو! اس بکواس سے کیا فائدہ تم کو پہنچا اور مسلمانانِ اہلسنّت کا کیا بگڑا۔ جُملہ فاتحہ دینے والے مُسلمانانِ اہلسنّت جو کھانے میوے شربت چائے مٹھائی وغیرہ پر سورۂ فاتحہ و سورۂ کافرون و سورۂ فلق و سورۂ ناس اور درود شریف اوّل و آخر پڑھ کر ہاتھ اُٹھاکر کسی بزرگ کا یا کسی مُسلمان کا فاتحہ دیتے ہیں ان کا مقصد بھی تو صرف یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کا ثواب اس کو پہنچادے۔ مگر اس براہین قاطعہ انبیٹھی و گنگوہی کے صفحہ ۸۲ پر "انوارِ ساطعہ" میں جناب شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی علیہ الرّحمہ کی ایک اور عبارت زبدۃ النّصائح مطبوعہ ۱۲۶۷ھ کے صفحہ ۲۲ سے منقول ہے۔ عبد الحکیم پنجابی کے اس اعتراض کے جواب میں کہ تم نے عُرس کو فرض سمجھ رکھا ہے کہ پابندی و التزام کے ساتھ ہر سال اسی تاریخ معیّن پر کیا کرتے ہو۔ فرماتے ہیں۔

این طعن مبنی ست بر جہلِ احوالِ مطعون علیہ زیراکہ غیر ـــــ یعنی اس اعتراض کی بنا اس بات پر ہے کہ شاہ عبد العزیز

---

[1] سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳ [2] سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳ [3] سورۃ الحج آیت ۴۶

از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچ کس فرض نمی داند آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں باہدائے ثواب تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برائے آن ست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب۔

صاحب محدث دہلوی جو ہر سال معین تاریخوں پر اپنے باپ دادا پردادا کا عرس کرتے ہیں ان کے حالات سے یہ اعتراض کرنے والا اعبد الحکیم پنجابی جاہل ہے۔ کیونکہ شریعت مُطہّرہ نے جو فرائض مقرر فرمادیئے ہیں ان کے سوا کسی اور چیز کو کوئی شخص فرض نہیں جانتا ہے۔ ہاں بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرنا اور اُن سے برکت حاصل کرنا اور تلاوت قرآن ودعائے خیر اور کھانا شیرینی تقسیم کرکے ان سب چیزوں کا ثواب ان کی خدمات میں ہدیہ کرکے انکی مدد کرنا علمائے کرام کے اجماع سے اچھا اور بہتر ہے اور عرس کے دن کا تعیین اس لئے ہے کہ وہ دن اس بات کو یاد دلانے والا ہے کہ وہ اسی روز دار العمل یعنی دنیا سے دار الثواب یعنی آخرت کو تشریف لیگئے۔

اِس عبارت کے بعد شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے عرس کی اصلیت کو تفسیر درمنثور و تفسیر کبیر سے اس حدیث شریف کو لکھ کر ثابت فرمایا۔

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم انّہٗ کان یاتی قبور الشھداء علیٰ رأس کلّ حول وّ کان یقول سلٰمٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھٰکذا یفعلون

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر سال کے سرے پر شہیدوں کے مزاروں پر تشریف لایا کرتے تھے اور دُعا فرماتے تھے کہ تم پر سلامتی ہو اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو اچھا ہے پچھلا گھر اور چاروں خلفائے راشدین ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم و عثمان غنی ذوالنورین و مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

اَعمیٰ واعمہ نے اس پر یہ بکواس کی کہ "شاہ صاحب نے الزاماً یہ روایت نقل کردی ہے ورنہ ہرگز قابل احتجاج کے نہیں"۔ اَعْمَین کے نزدیک قابل احتجاج نہ ہونے کا کیا اعتبار اُن کے نزدیک تو خدا ہی معاذ اللہ جھوٹا ہے۔ تو خود کلام خداوندی بھی اُن کے دھرم میں کب قابل احتجاج رہ گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مگر اُن کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا پیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تو اس حدیث شریف کو قابل احتجاج مان کر اس سے معترض پر الزام قائم فرمادیا۔ حدیث شریف "لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" کا مطلب تو یہ ہے کہ جاہلیت کی عیدوں کی طرح میرے مزار اقدس پر حاضر ہو کر لہو ولعب کھیل تماشے کے جلسے نہ کیا کرو بلکہ میرے

مزار اقدس کی زیارت کو ثواب اور عبادتِ الٰہی اور ذریعۂ نجات اور سببِ شفاعت تصور کر کے حاضری دیا کرو۔ پھر یہ حدیث صحیحین اس حدیث کے مزاحم و مخالف کیونکر ہوسکتی ہے اور اس سے مزاراتِ اولیاء پر اُن کے وصال کے دن مسلمانانِ اہلسنّت کا جمع ہوکر ان کی زیارت کرنا ان سے برکت حاصل کرنا، وہاں تلاوتِ قرآنِ عظیم و درود خوانی و ذکر خدا و رسول جلّ جلالہٗ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے جلسے کرنا ان سب چیزوں کا اور کھانے، شیرینی، شربت کا ان کی ارواحِ مبارکہ کو ثواب پہنچا کر کھانا تقسیم کرنا کیونکر حرام و ناجائز ہوسکتا ہے۔ وَلِلّٰہِ الحمد وعلیٰ حبیبہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

اور یہی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود اوّل کہ مردم روزِ عاشورہ یا یک دو روز بیش ازیں قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس زیادہ ازاں فراہم می آیند و درود می خوانند بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند و ذکرِ فضائل حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آنچہ در احادیث اخبارِ شہادت ایں بزرگاں وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ می آید پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر جائز نمی بود ہرگز برآں اصلاً نمی کرد۔ باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش ایں ست کہ تاریخ دوازدہم شہر ربیع الاوّل ہمیں کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند در خواندن درود شریف مشغول گشتند و فقیر می آید اوّلاً بعضے از احادیث و فضائل آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مذکور می شود بعد ازاں ذکرِ ولادت

یعنی تمام سال میں فقیر کے گھر پر دو مجلسیں منعقد ہوتی ہیں پہلی محفل جبکہ عاشورے کے دن یا اُس سے دو ایک روز پہلے چار پانچ سو بلکہ ہزار اور اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوجاتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اسکے بعد جب فقیر آتا ہے اور بیٹھتا ہے اور حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں بیان ہوتے ہیں اور ان دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے واقعات بھی جو حدیثوں میں آئے ہیں بیان کئے جاتے ہیں اُسکے بعد قرآنِ عظیم ختم کرکے پنج آیت پڑھکر جو کچھ حاضر ہوتا ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے تو اگر یہ باتیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں فقیر ان کے کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتا۔ باقی رہی محفل میلاد شریف تو اُسکا بیان یہ ہے، ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ جیسے ہی کہ لوگ معمول قدیم کے مطابق اکٹھا ہوئے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوگئے کہ فقیر آجاتا ہے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کچھ ارشادات فضائل

باسعادت ونبذے از احوالِ رضاع وحلیۂ شریف وبعضے آثار کہ دریں اوان بظہور آمد بمعرضِ بیان می آید پس برما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین می شود۔

بیان کئے جاتے ہیں اسکے بعد ولادتِ مقدسہ کا بیان ہوتا ہے اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ شیر خواری کے کچھ حالات اور حلیۂ اقدس اور کچھ واقعات جو اسوقت ظاہر ہوئے بیان ہوتے ہیں پھر جو کچھ موجود ہوتا ہے کھانا یا شیرینی اُس پر فاتحہ پڑھکر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

براہینِ قاطعہ میں گنگوہی وانبیٹھی سے اس کے جواب میں جھوٹ موٹ کی بھی کچھ بکواس نہ ہوسکی لیکن فتاوٰی گنگوہیہ مبوّب حصّہ اوّل مطبوعہ جیّد برقی پریس بلّی ماران دہلی کے صفحہ ۹۲ پر ہے۔

”سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقدِ مجلسِ مولود اگر چہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں وعلیٰ ہٰذا عرس کا جواب ہے۔ بہت اشیاء کہ اوّل مباح تھیں پھر کسی وقت میں منع ہوگئیں۔ مجلس عُرس ومولود بھی ایسا ہی ہے۔ فقط رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔“

اس خبیث وملعون فتوے میں گنگوہی نے صاف صاف بک دیا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمہ ہر سال عُرس بھی کیا کرتے تھے مجلس ذکرِ شہادت بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ محفلِ میلاد شریف بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ ان جلسوں میں تداعی بھی ہوتی تھی یعنی لوگوں کو اعلان کرکے بلایا بھی جاتا تھا، اہتمام بھی ہوتا تھا، اجتماع بھی ہوتا تھا، تاریخیں بھی معیّن ہوا کرتی تھیں، قرآن شریف کا ختم بھی ہوتا تھا، پنج آیت شریف بھی پڑھی جاتی تھی، کھانے شیرینی پر فاتحہ بھی پڑھا جاتا تھا، حاضرین کو تبرک بھی بانٹا جاتا تھا۔ مگر اُن کے زمانے میں یہ سب باتیں جائز ومباح ودُرست تھیں۔ لیکن اب گنگوہی کے زمانے میں ناجائز نادُرست اور حرام ہوگئیں۔ یعنی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک تو شریعتِ مطہّرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ کے حُکم سے عُرس ومجلسِ ذکرِ شہادت ومحفلِ میلاد شریف یہ سب باتیں جائز تھیں۔ لیکن اب گنگوہی کے زمانے میں یا تو شریعتِ اسلامیہ کے احکام بدل گئے یا زمانے کے حالات بدل گئے، یا معاذ اللہ شریعتِ اسلامیہ

منسوخ ہوکر گنگوہی پر نئی شریعت نازل ہوگئی۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

حالات تو بدلے نہیں اس لئے کہ "براہین قاطعہ" میں گنگوہی وانبیٹھی نے تقیید و تاکد ہی کو علّت ناجوازی ٹھہرایا ہے۔ اور عبارت مذکورۂ بالا میں تقیید بھی ہے تاکد بھی ہے۔ کیونکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تینوں کاموں کا التزام واہتمام وتداعی کے ساتھ ہر سال بلاناغہ معین تاریخوں پر کیا کرتے تھے۔ انھیں باتوں کا نام گنگوہی انبیٹھی نے تقیید و تاکد رکھا ہے۔ تو اب دو ہی احتمال رہ گئے کہ شریعتِ اسلامیہ کے احکام بدل گئے یا گنگوہی پر نئی شریعت نے نازل ہوکر شریعتِ اسلامیہ کے احکام کو منسوخ کردیا۔ وَالعیاذُ باللہِ ربِّ العٰلمین۔

اگرچہ اس ناپاک فتوے میں گنگوہی نے اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا پیر صاحب کو حرام و ناجائز و نادرست افعال کے ارتکاب سے بچانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن اسی امام الطائفہ نے "تذکیر الاخوان" مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۸۶ سے صفحہ ۸۸ تک بہت سی باتوں کو گن کر ان کا حکم صفحہ ۸۸ پر یہ لکھا ہے۔

"جو شخص اس کی برائی دریافت کرکے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لینا چاہئے کہ وہ شخص اس آیت کریمہ کے بموجب مسلمان نہیں۔"

ظاہر ہے کہ اسلام و کفر کے درمیان واسطہ نہیں۔ جو شخص کافر نہیں وہ مسلمان ہے اور جو شخص مسلمان نہیں وہ کافر ہے اور انھیں چیزوں میں محرم کی مجلس کرنا، ربیع الاوّل میں مولود کی محفل ترتیب دینا، عرس مردوں کے کرنا بھی گنا دیا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ ان تینوں چیزوں کی برائی معلوم کرکے ناخوش اور خفا بھی ہوئے اور ان کاموں کا ترک کرنا ان کو برا بھی لگا۔ جبھی تو عبدالحکیم پنجابی کا رد فرمایا اور صاف فرمادیا۔ "اگر ایں چیزہا نزد فقیر جائز نمی بود ات ام براں اصلاً نمی کرد"۔ ـــــــ معترضوں نے اُن امور کو ناجائز کہا تھا۔ اُن کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ باتیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو فقیر اُن کو کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتا۔ تو تذکیر الاخوانی دھرم پر شاہ صاحب علیہ الرحمہ معاذ اللہ تین وجہ سے کافر ہوگئے۔ اور ان کو اپنا دادا پیر مان کر امام الطائفہ بھی کافر ہوگیا۔ اور اپنا امام مان کر گنگوہی بھی کافر ہوگیا۔ اور گنگوہی کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان مان کر سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین بھی کافر ہوگئے۔ وَکَفَی اللہُ المؤمنینَ القِتَالَ وَالعیاذُ باللہِ ذی العزّۃِ وَالجلال۔

ـــــــــــ
ل سورۃ الاحزاب، آیت ۲۵

ہم اوپر بیان کر چکے کہ اصل تذکرہ میلاد اقدس تو حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ مقدس سے چلا آتا ہے۔ بلکہ ہر نبی ہر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اپنی مبارک محفلوں میں یہ تذکرہ مقدسہ کرتے رہے۔ بلکہ سب سے پہلے یہ تذکرۂ مبارکہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مقدسہ کی محفل مقدس میں خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ـــــ لیکن بعض خصوصیات کے ساتھ چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ملک عراق کے شہر موصل میں متقی دیندار صالح علامہ شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا۔ اور اسلامی بادشاہوں میں پہلے حضرت ملک عاقل بادشاہ عادل عالم عامل سلطان باذل صوفی کامل شاہ مظفر الدین ابو سعید فرمانروائے اربل رحمۃ اللہ علیہ نے ان تخصیصات و تعینات کے ساتھ ۶۰۴ھ میں جاری کیا۔ اس وقت عرب مصر و شام واندلس و روم وغیرہا ممالک اسلامیہ کے تمام حنفی شافعی مالکی حنبلی علمائے کرام و فقہائے اعلام و مشائخ عظام و صوفیۂ عالیمقام کا اس عمل خیر کے جواز و استحسان و استحباب پر اجماع منعقد ہو گیا۔

۶۵۴ھ میں فاکہانی پیدا ہوا۔ جس نے سب سے پہلے اس میلاد شریف کو حرام و ناجائز و بدعت سیئہ کہنے کی بدعت نکالی۔ اس مسئلے میں اسی فاکہانی مغربی کی تقلید پر گنگوہی و انبیٹھی اور سارے کے سارے وہابیہ اپنی کھوپڑیات شریفہ منڈائے بیٹھے ہیں۔ ظاہر ہے کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کے سن میں اس نے یہ خباثت ایجاد کی ہوگی۔ تو اجماع منعقد ہو جانے کے کم از کم پینسٹھ سال کے بعد فاکہانی خارق اجماع ہوا۔ اور اجماع کا منکر بحکم قرآن جہنمی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا ؁

یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے۔

مگر اس قدر تو گنگوہی کے اس پلید فتوے سے بھی ثابت ہو گیا کہ روز شیوع محفل میلاد مبارک سے لیکر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے تک اس محفل مبارک میں کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے تک بھی یہ محفل مقدس شرعاً جائز تھی۔ تو خود گنگوہی کے اقرار سے بھی ثابت ہو گیا کہ گنگوہی و انبیٹھی کے مقتداؤں فاکہانی اور اس کے ہمنواؤں نے محفل میلاد شریف کو جو حرام

وناجائز وبدعتِ سیئہ بکا ہے۔ وہ سب ان کی غلط اور جھوٹی بکواس ہے اور اپنے جی سے نئی شریعت گڑھنا اور اپنے نفسِ ناپاک کی ناپاک خواہش سے حلال کو حرام کرانا اور وُسوسۃ الخناس ہے۔ وللہ الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام۔

یہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مبارک کتاب "تحفۂ اثناعشریہ" مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ کے صفحہ ۲۱۴ پر فرماتے ہیں۔

حضرت امیر وذریہ طاہرہ او را تمام امت بر مثالِ پیران ومرشداں می پرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشاں رائج ومعمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور انکی اولادِ پاک کی پیروی اور مرشدوں کیطرح تمام امت پرستاری کرتے ہیں اور تمام عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے ان تمام امورِ تکوینیہ کو اُن کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور ان کے نام پر فاتحہ و درود وصدقات ونذر ومنت کا رواج وعمل ہوگیا ہے جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے

اب مسلمانانِ اہلسنت ملاحظہ فرمائیں شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے کلام میں کتنے تقویۃ الایمانی ڈبل شرک بھرے ہوئے ہیں۔ فاتحہ مروجہ ایک شرک، انکے نام کی نذر ومنت دوسرا شرک، پیر پرستی امام پرستی علی پرستی تیسرا چوتھا پانچواں شرک، اس پرستاری وبندگی پر تمام امتِ مرحومہ کا اجماع چھٹا بھاری شرک، فتح وشکست، تندرستی و بیماری، دولتمندی وتنگدستی، جینا مرنا، اولاد ہونا نہ ہونا، ملنا نہ ملنا، بادشاہ ہوجانا فقیر بن جانا اور ان کے مثل احکامِ تکوینیہ کا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وائمۂ اطہار واولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ وابستہ ہونا ساتواں لاکھوں کروڑوں شرکوں کا مجموعہ اشد شرک، اس سے وابستہ جاننے پر تمام امتِ مرحومہ کا اجماع ہونا آٹھواں سخت ترین شرک ـــــ آپ کاکوروی ـــــ سنبھلی ـــــ دیوبندی ـــــ ندوی ـــــ گونڈوی ـــــ بہرایچی ـــــ غیاث پوری ـــــ پھولپوری ـــــ سمدھنی ـــــ لبکوہری ـــــ بیت الناری ـــــ سمروی ـــــ جھنڈانگری ـــــ شاہجہاںپوری ـــــ بہرام گھاٹی ـــــ لاہرپوری ـــــ ٹانڈوی ـــــ بلرامپوری ـــــ نانپاروی ـــــ راندیری ـــــ ڈھابیلی ـــ تاراپوری ـــ گھمنوی ـــ رسولوی ـــــ کٹکی ـــــ پرانپوری ـــــ بھرونٹوی ـــــ کوٹرولوڑھیاری ـــــ وغیرہم ـــــ سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیرمقلدین ایک بہرے سے بول چلیں کہ تقویۃ الایمانی دھرم پر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ معاذ اللہ لاکھوں کروڑوں ابوجہلوں

کے برابر تنہا پکے کٹے مشرک ومشرک گر ہوئے یا نہیں۔ اور ان کا غلام ان کا شاگرد ان کے مرید کا مرید انکا مداح ان کو امام وولی چناں وچنیں ماننے والا امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی بھی کروڑوں ابوجہلوں کے برابر اکیلا پکا کٹا مشرک ومشرک گر ہوا یا نہیں اور اس کو اپنا امام ومقتدا مان کر تھانوی، انبیٹھی، گنگوہی، نانوتوی کروروں ابوجہلوں کے برابر چاروں میں سے ہر ایک پکا کٹا مشرک ومشرک گر ہوا یا نہیں۔ اور پھر ان پانچوں کو اپنا امام وپیشوا مان کر کروروں ابوجہلوں کے برابر تم ساروں کے ساروں میں سے ہر ایک بھی پکا کٹا مشرک ومشرک گر کافر وکافر گر مُرتد ومرتد گر ہوا یا نہیں۔ بولو! بولو!! ارے جلد بولو۔ کیا تم میں سے کسی سے ممکن ہے اس کا جواب، یا آج ہی سے يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا[1] کا ظہور بے حجاب۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهٖ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

تنبیہ نبیہہ: کوئی غیر مقلد یوں مکاری کر کے اس قاہر وار سے اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتا کہ ہم تو شاہ صاحب کے مقلد نہیں، پھر ہم کو اس سے کیا مطلب کہ انھوں نے کیا لکھا، ہم تو صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں ــــ سنو سنو! کان شریف کا میل نکلوا کر سنو! جب تک تم تقویۃ الایمان جیسی ملعون کتاب کو حق جانتے ہو، اس کے مصنف کو اپنا پیشوا مانتے ہو اس وقت تک اس لاجواب قاہر وار سے تمہارا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا تمہیں بولنا پڑے گا کہ تمہارے ناپاک ملعون تقویۃ الایمانی دھرم پر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو ان کے اس کلام کے باوجود مسلمان مان کر تم سارے کے سارے تمام ملعونوں سے بڑھ کر کافر ہوئے یا نہیں۔ وللّٰہ الحجۃ القاھرۃ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهٖ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اب تو معلوم ہو گیا کہ امور مذکورہ سوال ہٰذا کا جواز واستحباب واستحسان بقول شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ اجماع اُمت سے ثابت اور اجماع امت کا منکر بحکم قرآن عظیم جہنمی ہے لیکن وہابی ــــ دیوبندی ــــ غیر مقلد جمعیۃ العلمائی ــــ الیاسی ــــ مودودی ــــ امارتِ شرعی ــــ جب تک اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ سے توبۂ صحیحہ شرعیہ کر کے سُنّی مسلمان نہ ہو جائے اسوقت تک وہ میلاد شریف کرے یا نہ کرے قیام تعظیمی دست بستہ بجالائے یا اس سے محروم رہے، صلاۃ وسلام پڑھے یا نہ پڑھے، فاتحہ نذر ونیاز

---

[1] سورۃ العنکبوت، آیت ۲۵

کو جائز مانے یا نہ مانے۔ فاتحہ و نذر و نیاز کا کھانا کھائے یا نہ کھائے۔ ہر صورت ہر حال میں بحکم شریعتِ مطہرہ کافر ہے، مرتد ہے ملحد ہے زندیق ہے۔ اور معاذ اللہ بے توبہ مر گیا تو ہمیشہ کیلئے مستحقِ عذاب الحریق ہے بحکم شریعتِ مطہرہ سُنّی مسلمانوں پر ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول، کھانا پینا، بیاہ شادی، رشتہ ناتہ حرام۔ اُن کی اقتدا میں نماز حرام۔ بلکہ اُن کے عقائدِ کفریہ پر اطّلاع کے بعد ہو تو مبطلِ اسلام۔ وہ راستے گلی میں مل جائیں تو اُن کو سلام کرنا حرام۔ وہ بیمار پڑیں تو ان کو دیکھنے کیلئے جانا حرام۔ وہ مر جائیں تو ان کے جنازے پر حاضر ہونا حرام، اُن کی نمازِ جنازہ پڑھنا حرام۔ اُن کو چندہ دینا حرام، ان کا ذبیحہ کھانا حرام، اُن کے جلسوں میں جانا حرام، اُن کی تقریر سننا حرام۔ عوام کو ان کی تحریر دیکھنا حرام۔ اُن کی موت و زندگی میں ان پر مرتدین کے جملہ احکام۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ والحمد للہ ذی الجلال والاکرام وافضل الصلاۃ والسلام علی حبیبہ سید الانام وعلیٰ آلہ الکرام واصحابہ الاعلام وابنہ الغوث الاعظم۔ الفقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان القادری البرکاتی الرضوی اللکنوی

غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واحبابہ ربہ العزیز القوی،

ساکن محلہ بھورے خاں من بلدۃ پیلی بھیت۔ فی الہند

خواتین کی محفلِ میلاد شریف سے متعلق ایک ضروری فتویٰ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ میں کہ عورتوں کو عورتوں کے مجمع میں حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام کا ذکرِ مبارک سُننا یا سُنانا، تنہا یا مل کر جائز ہے یا ناجائز۔ یا عورتیں اِس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہی کردی گئی ہیں۔ وہ حضور کا ذکرِ مبارک یا نعت شریف یا آپکی ولادت کا بیان یا عورتوں کو پند و نصائح عورتوں کے مجمع میں بھی زبان پر لا ہی نہیں سکتیں۔ کیا صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے یا سلف صالحین میں عورتوں نے عورتوں کو کبھی ذکرِ خیر سُنایا ہی نہیں۔ بس حضور کی تعریف و توصیف کا حق صرف مردوں کو ہے خواہ نظماً ہو یا نثراً عورتوں کو قطعاً جائز ہے ہی نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت؟ بینوا توجروا۔ المستفتی: مولانا ابو النصر الحاج محمد عمر صاحب قادری چشتی وارثی لکھنوی۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب حضور

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ یعنی اور ہم نے تیرے لئے تیرے ذکر کو اونچا کیا۔ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حدیث قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فرمایا جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ یعنی تجھ کو اپنے ذکر سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تیرا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

ان الٰہی ارشادوں سے صاف وروشن، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر پاک اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اقدس ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالذّٰكِرِيْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا ۱ یعنی وہ ایمان والے مرد جو اللہ کا ذکر بہت کرنے والے ہیں اور ایمان والی عورتیں جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہیں اللہ نے ان کیلئے مغفرت اور بہت بڑے ثواب کو تیار کر رکھا ہے۔

ثابت وروشن ہو گیا کہ جو مسلمان مرد یا عورتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر پاک کریں ان کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بخشش واجرِ عظیم مہیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○ ۲ یعنی تو اے ایمان والو تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں بھی حدیثِ قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

مَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَمَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْ مَّلَئِهٖ۔ یعنی جو میرا ذکر تنہائی میں کرے گا میں اس کا ذکر تنہائی میں کروں گا اور جو کسی مجلس میں میرا ذکر کرے گا میں اسکی مجلس سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر کروں گا۔

اس حدیثِ قدسی کو اس حدیثِ قدسی کے ساتھ ملانے سے نتیجہ ظاہر وروشن کہ جو مسلمان مرد عورت تنہائی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالیٰ بھی تنہائی میں اس کا ذکر فرمائے گا۔ اور جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت کسی مجمع میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کے مجمع سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر فرمائے گا۔

لہٰذا اگر سُنی مسلمان عورتیں عورتوں کے ایسے مجمع میں جو ملاہی واسبابِ فسق وفجور سے پاک ہو، احکامِ شرعیہ کے موافق، صحیح روایتوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر پاک

نثر میں یا نظم میں سُنائیں تو شرعاً جائز ہے، مستحسن ہے، مستحب ہے، باعثِ ثوابِ جسیم و ذریعۂ حصولِ مغفرت و اجرِ عظیم ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۔

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہٗ و حفظ ربہ القوی۔

۱۴؍ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ روز شنبہ مطابق ۲۴؍ جنوری ۱۹۵۹ء

مسئلہ:

از حضرت علامہ ارشد القادری رضوی صاحب قبلہ (علیہ الرحمۃ والرضوان)

مدرسہ اہلسنت فیض العلوم۔ دھتکیڈیہہ۔ جمشید پور بہار

سیدی دامت برکاتہم القدسیہ تحیۃ سلام عقیدت

یہ استفتاء حاضر کیا جارہا ہے۔ یہاں کی جامع مسجد پر ایک وہابی قابض جس نے عداوتِ رسول کے نشے میں نقشۂ نعلِ اقدس پھاڑ کر پھینک دیا ــــ اس وقت سارا شہر اس کے خلاف مشتعل ہے۔ چند دولتمند وہابی اس کی حمایت پر ہیں۔ متولیانِ مسجد بھی وہابی ہیں۔ لیکن عوام کی برگشتگی یقین دلا رہی ہے کہ بہت جلد وہ مسجد سُنیوں کے قبضے میں آجائے گی ــــ دیوبند سے یہاں کے وہابیوں نے استفتاء کیا ہے اور یہ صراحت طلب کی ہے کہ نقشۂ نعلِ اقدس پر جو عبارت طبع ہے وہ قرآن کی آیت ہے اور اس میں قرآن کی توہین ہے۔ حضور کے نعل شریف کو بغرضِ اہانت جوتے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسلئے حضور مدلل طور پر جواب مرحمت فرمائیں ــــ بڑی نازک ترین صورتِ حال پیدا ہوگئی ہے۔

صاحبزادگانِ عالی وقار کو سلام۔

الجــــــواب:

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:

وہابیوں دیوبندیوں کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تکذیبیں اور اس کے محبوب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہینیں لکھی ہیں۔ وہابی دیوبندی ان گستاخیوں بے ادبیوں اور عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد خارج از اسلام ہیں۔

عبد الشکور کاکوروی نے اپنے اخبار "النجم" جلد ۱۲ نمبر ۱۱ صفحہ ۶ پر لکھا ــــ "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف کرنا حرام ہے" ــــ وہابیہ نجدیہ کا عقیدہ نجسہ ہے کہ مَنْ جَعَلَ الْاَنْبِیَاءَ اَوِ الْمَلٰٓئِکَۃَ اَوِ الْاَوْلِیَاءَ وَسَائِطَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللہِ یَشْفَعُوْا لَہٗ عِنْدَ رَبِّہِمْ فَھُوَ کَافِرٌ مُشْرِکٌ حَلَالُ الدَّمِ مُبَاحُ الْمَالِ۔ (تحفہ حنفیہ وہابیہ صفحہ ۵۹) ــــ یعنی جو شخص انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کو یا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ و واسطہ مانے اس لئے کہ وہ اللہ

تبارک وتعالیٰ کے حضور اس کے لئے شفاعت کریں تو وہ کافر مشرک ہے اس کا خون بہانا حلال ہے اس کا مال لوٹنا مباح ہے"۔۔۔۔ یہ تو نجدی وہابیوں کے گندے عقیدے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندوں کا اس کے دربارِ عزت میں شفیع ہونا اور اللہ عزوجل کے حضور اس کے بندوں کیلئے ان کا واسطہ ووسیلہ ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ ان مبارک عقیدوں کی تصریح اللہ ربّ العزت جلّ جلالہٗ نے قرآنِ عظیم میں بھی فرمائی ہے۔

اللہ ربّ العزت جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ **واتخذوا من مقام ابرھیم مصلّیً** اجلّہ محدثین عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وازرقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی **قال اثر قدمیہ فی المقام اٰیٰتٌ بیّنٰت۔** فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسّلام کے دونوں قدمِ پاک کا اس پتھر میں نشان ہوجانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزّوجلّ **اٰیت بینٰت** فرما رہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے۔

اَلْفَضِیْلَۃُ الثَّانِیَۃُ اَلْبَیْتُ مَقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَھُوَ الْحَجَرُ الَّذِیْ وَضَعَ اِبْرَاھِیْمُ قَدَمَہٗ عَلَیْہِ فَجَعَلَ اللّٰہُ مَا تَحْتَ قَدَمِ اِبْرٰھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْ ذَالِکَ الْحَجَرِ سَائِرَ اَجْزَائِہٖ کَالطِّیْنِ حَتّٰی غَاصَتْ فِیْہِ قَدَمُ اِبْرٰھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَھٰذَا فَمَا لَا یَقْدِرُ عَلَیْہِ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا یَظْھَرُہٗ اِلَّا عَلَی الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ اِبْرٰھِیْمُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَدَمَہٗ عَنْہُ خَلَفَ فِیْہِ الصَّلَابَۃَ الْحَجَرِیَّۃَ مَرَّۃً اُخْرٰی ثُمَّ اَنَّہٗ تَعَالٰی اَلْقٰی ذَالِکَ الْحَجَرَ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِمْرَارِ وَالدَّوَامِ فَھٰذِہٖ اَنْوَاعٌ مِّنَ الْاٰیٰتِ الْعَجِیْبَۃِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْبَاھِرَۃِ اَظْھَرَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ ذَالِکَ الْحَجَرِ ــــــــــ

یعنی کعبۂ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنا قدم مبارک رکھا۔ تو جتنا حصّہ ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہوگیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصّلاۃ والسّلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا۔ اور یہ خاص قدرتِ الٰہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ الصّلاۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کردی کہ وہ نشانِ قدم محفوظ رہ گیا۔ پھر اسے حق سبحٰنہٗ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے محفوظ فرمادیا تو یہ قسم قسم کے عجیب وغریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے۔

اِنَّ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْ اَثَرِ قَدَمَیْهِ فِیْ صَخْرَةٍ صَمَّاءٍ وَغَوْصِهٖ فِیْهَا اِلَی الْکَعْبَیْنِ وَ لَانَهٗ بَعْضٌ دُوْنَ بَعْضٍ وَاِبْقَائِهٖ دُوْنَ سَائِرِ اٰیَاتِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ حِفْظِهٖ مَعَ کَثْرَةِ الْاَعْدَاءِ اُلُوْفَ سَنَةٍ اٰیَةٌ مُّسْتَقِلَّةٌ۔

یعنی اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا جبکہ پتھر ایک۔ آیت نہ فرمایا آیات فرمایا جمع کے ساتھ اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا نشان قدم ہوجانا ایک۔ اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا دو۔ اور پتھر کا ایک حصّہ نرم ہوجانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین۔ اور معجزاتِ انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والتسلیم میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار۔ اور باوصفِ کثرتِ اعداء ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا پانچ۔ یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت اور معجزہ ہے۔

اور فرماتا ہے عزّوجل۔

ان الصفا والمروة من شعائر الله الخ بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں جن پر ایک عظیم نبی کی حرم محترم اور ایک عظیم الشان نبی کی والدہ ماجدہ مخدومہ معظمہ یعنی حضرت ہاجرہ پانی کی جستجو میں دوڑی تھیں، ان دونوں پہاڑیوں کو اپنی نشانیاں فرما رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اپنی عظیم عبادت یعنی حج مبارک کے ارکان میں سے ایک رکن قرار فرمادیا ——— اللھم ارزقنا من شعائرك ومن اٰثار حبیبك الکریم علیه وعلیٰ اٰله وصحبه وحزبه وعترته واهل بیته وذریاته الصلاة والتسلیم۔

اور اللہ رب العزت جلّ جلالہٗ فرماتا۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْکِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

یعنی بنی اسرائیل کے نبی شمویل علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ وہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ فرشتے اُسے اٹھا کر لائیں بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

وہ تبرکات کیا تھے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا اور اُن کی نعلین مُبارک اور ہارون علیہ الصّلاۃ والسلام کا عمامہ مقدّسہ وغیرہا، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے۔ اور جس مُراد میں اس سے توسّل کرتے اجابت دیکھتے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ــــــ قَالَ کَانَ فِی التَّابُوْتِ عَصَا مُوْسٰی وَھَارُوْنَ وَثِیَابُ مُوْسٰی وَثِیَابُ ھَارُوْنَ وَلَوْحَانِ مِنَ التَّوْرَاۃِ وَالْمَنُّ وَکَلِمَۃُ الْفَرَجِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ــــــ تابوت میں موسیٰ وہارون علیہما الصلاۃ والسّلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے مَن کہ بنی اسرائیل پر اترا۔ اور یہ دعائے کشائش لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ الخ۔

معالم التنزیل میں ہے کَانَ فِیْہِ عَصَا مُوْسٰی وَنَعْلُہٗ وَعَمَامَۃُ ھٰرُوْنَ وَعَصَاہُ الخ تابوت میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسّلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کا عمامہ وعصا۔

نعلِ مقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وحزبہ وبارک وسلم پر کلام الٰہی جل جلالہٗ کا طبع ہونا کلام الٰہی کی توہین ہے تو تابوتِ مبارکہ میں کلام الٰہی کے ساتھ مستعمل نعلِ مُبارک کا ہونا بھی معاذ المولیٰ تبارک وتعالیٰ بدرجۂ اولیٰ توہین ٹھہرے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ــــــ جب تابوت مقدس میں کلام باری تبارک وتعالیٰ (توریت شریف) اور نعلِ اقدس وغیرہ ایک ساتھ جمع ہوئیں اور اللہ سبحٰنہٗ تبارک وتعالیٰ نے بحال رکھا اور اپنے کلام مجید قرآن پاک میں اس کا تذکرہ بھی فرمایا، جب وہاں ممدوح ومحبوب ومرغوب رہا تو یہاں نعلِ اقدس سیّد عالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ واٰلہ وصحبہ واحفادہ وحزبہ وبارک وسلم کے اوپر تحریر کرنا بدرجۂ اولیٰ محبوب وممدوح رہے گا اور اس میں توہین نہیں ــــــ

نعلینِ مبارک کو بہ نیتِ توہین جوتے سے تعبیر کرنا کفر ہے ــــــ نعل بحالت استعمال اور محفوظ عن الابتذال میں فرق ہے۔ اور اعمال کا دار ومدار نیت پر ہے۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے جانوروں کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللّٰہ داغ فرمایا تھا، حالانکہ اُن کی رانیں غیر احتیاطی جگہیں ہیں۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں ــــــ وَمِنْ اِعْظَامِہٖ وَاِکْبَارِہٖ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْظَامُ جَمِیْعِ اَسْبَابِہٖ وَمَالَمَسَہٗ اَوْعُرِفَ بِہٖ ــــــ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو حضور کی طرف منسوب ہو، حضور نے اُسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو اُس سب کی تعظیم کی جائے ــــ

علمائے معتمدین وائمۂ دین متین ہمیشہ نعلِ اقدس کی شبیہہ ومثال کی تعظیم وتکریم فرماتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آثار وتبرکات شریفہ کی تعظیم تکریم مسلمان کا فرض عظیم ہے۔ اور انکی توہین وتکذیب نہ کریگا مگر گمراہ بدبخت مرتد بے دین ــــ بلاشبہ درحقیقت سلف وخلف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آثار شریفہ سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نیز صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دورِ اقدس سے لیکر آج تک یہ طریقہ بلا نکیر وانکار رائج اور مشہور ومعروف ہے۔ نیز اُسی پر عمل بھی رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے اجماع کے مطابق مندوب ومستحب اور محبوب وپسندیدہ بھی رہا۔ نیز احادیث صحیحہ مثلاً صحیح بخاری وسلم اور ان کے علاوہ دیگر صحاح وسنن کی کتابیں اس طور وطریقہ پر ناطق وشاہد ہیں۔

مُرشدِ برحق حضور پُرنور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ــــ فقیر نے بعض کی تفصیل اپنی کتاب "البارقۃ الشارقۃ علیٰ مارقۃ المشارقۃ" میں بھی ذکر کیا ہے" ــــ ایسے مقامات میں کسی محدث کی سند یا ثبوت کی قطعی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے امور کی تحقیق وتنقیح میں پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا بہت بڑی بدبختی ومحرومی ہے ــــ

ائمۂ دین صرف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نام اقدس سے کسی شئی کا معروف ومشہور ہوجانا تعظیم وتبرک کیلئے کافی سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں ــــ مِنْ اِعْظَامِہٖ وَاِکْبَارِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْظَامُ جَمِیْعِ اَسْبَابِہٖ وَاِکْرَامُ مُشَاھِدِہٖ اَمْکِنَتِہٖ مِنْ مَّکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ وَمَعَاھِدِہٖ وَمَا لَمَسَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْ عُرِفَ بِہٖ ــــ اسی طرح علمائے عرب وعجم اور معتمد ائمہ دین مشرق سے مغرب تک یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نعلین پاک کے نقشے کاغذوں پر بناتے ہیں اور کتابوں میں تحریر فرماتے ہیں اور بطور تعظیم سر پر رکھنے کا حکم بھی فرماتے رہے۔ مزید برآں امراض کے دفعیہ اور حصولِ اغراض کے لئے اُسے وسیلہ بھی بناتے رہے۔ بفضلِ الٰہی اس سے عظیم وجلیل برکات وآثار پاتے رہے۔ علامہ ابوالیمن ابن عساکر اور شیخ ابواسحٰق بن محمد بن خلف سلمی کی اس سلسلے میں مستقل تصانیف ہیں۔ علامہ احمد مقری کی مایۂ ناز تصنیف

"فتح المتعال نہایت جامع اور دیگر تصانیف کے مقابلے میں کافی معلوماتی تصنیف ہے۔

علاوہ ازیں دیگر علمائے دین وائمۂ متین مثلاً علامہ ابوالربیع بن سلیمان بن سالم کلاعی اور قاضی شمس الدین حنیف اللہ رشیدی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تو نعلِ پاک کے سلسلے میں نہ جانے کتنے قصائد تحریر فرمائے ہیں جن میں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے اور بطور تعظیم سر پر رکھنے کا بیان واضح طور پر موجود ہے۔ اور ایسا ہی مواہب لدنیہ اور شرح مواہب لدنیہ میں بھی مذکور و مسطور ہے۔

اس کے فوائد و فضائل میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کے پاس یہ نقشۂ مبارک ہوگا وہ ظالمین کے ظلم اور شیاطین کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اگر دردِ زہ کے وقت عورت اپنے ہاتھ میں لے اسکی برکت سے آرام وآسانی پیدا ہو۔ جو ہمیشہ اپنے پاس رکھے مخلوق کی نظر میں معزز ہو اور مخلوق اس کیلئے مسخر بھی رہے۔ زیارتِ روضۂ اقدس بھی نصیب ہو۔ اور خواب میں زیارت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بھی مشرف ہو۔ نعلین پاک جس لشکر میں ہو وہ دشمنوں سے کبھی شکست نہ کھائے۔ جس قافلے میں ہو اُسے ڈاکو کبھی لوٹ نہ سکیں، جس کشتی میں رہے وہ کبھی غرقاب نہ ہو۔ جس مال میں رہے وہ ہمیشہ محفوظ رہے۔ اس کے وسیلے سے حاجتیں پوری ہوں۔ تجارت اور فلاح کی راہیں اس کے توسط سے کھل جاتی ہیں۔ اس تعلق سے علماء کی روایتیں اور صلحاء کی حکایتیں امام تلمسانی وغیرہ نے بیان کی ہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ خذلہم اللہ تعالیٰ عداوتِ خدا اور رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے باعث اپنا ایمان تو پہلے ہی گنوا چکے۔ جو دل حُبِّ رسول سے خالی ہے اُسمیں عداوت وگستاخی کے سوا کیا ہوگا۔ اُس کور باطن کو نقشِ نعلِ پاک پر آیاتِ مُبارکہ کا لکھا ہونا توہین نظر آیا، مگر اپنے گھر کی خبر نہیں — انھیں دیوبندیوں وہابیوں کے مقتدا و پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی اپنی کتاب "اعمالِ قرآنی" حصہ سوم مطبوعہ رزاقی کانپور کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

" دیگر:۔ برائے امساک:۔ انگور کے پتے پر لکھ کر بائیں ران پر باندھ دے ابجد

هوز حطي كلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ وَقِيْلَ يٰاَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ اَمْسِكْ اَيُّهَا الْمَآءُ النَّازِلُ مِنْ صُلْبِ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةٍ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ

مولوی تھانوی صاحب نے امساک کا جو تعویذ بتایا ہے اُس میں اوّل تو حروف تہجّی ہیں۔ پھر ایک آیت سورۂ ہود علیہ الصلاۃ والسلام کی ہے۔ پھر ایک آیت سورۂ مائدہ شریف کی ہے۔ پھر تھانوی صاحب کی اضافہ کی ہوئی ایک عربی عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے فلانی عورت کے بیٹے فلاں کی پیٹھ سے اترنے والے پانی ٹھہر جا۔ اللہ اکبر! اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس ومُطہّر کلام انگور کے پتے پر لکھا جائے اور بائیں ران پر باندھا جائے اور پھر اپنا فعل مخصوص شروع کیا جائے تو زیادہ دیر تک ٹھہرے۔ العظمۃ للہ! اِس عبارت میں قرآنِ عظیم کی آیاتِ مقدّسہ کی کیسی زبردست توہین اپنے مریدین معتقدین سے مولوی تھانوی صاحب کرا رہے ہیں۔ اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہابیو! دیوبندیو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دشمنی سے باز آؤ، توبہ وتجدید ایمان کرو، ورنہ جہنم کے عذابِ الیم گستاخ ومرتدین وبیدینوں کے منتظر ہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہٗ اعلم واتم واحکم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجدّدی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہٗ المولی العزیز القوی، ساکن محلہ بھوریخاں پیلی بھیت۔

اس فتوے کے پہنچنے کے بعد وہ مسجد بفضلہٖ تعالیٰ سُنّیوں کے قبضے میں آگئی۔

استفتـــــــــــــــــــاء :

مسئولہ یکے از لیڈر، بمعرفت حضرت علامہ مولٰینا حکیم مقصود حسن خانصاحب دام بالمفاخرہ (شاگرد رشید حضور محدث سورتی علیہ الرحمۃ والرضوان) محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک دیہاتی حلقہ سے صوبہ جاتی کونسل کی ممبری کیلئے تین امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک لیگ کے ٹکٹ پر دوسرا کانگریس کے ٹکٹ پر تیسرا آزاد بغیر کسی ٹکٹ کے کھڑا ہوا۔ اور تینوں سُنّی ہیں۔ اُن میں سے ہم اہلسنت کس کو ووٹ دیں؟۔

الجـــــــــواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

سُنّی مسلمانوں پر بحکم شریعتِ مطہرہ لازم کہ ان تمام کمیٹیوں پارٹیوں سے قطعًا علیحدہ رہیں، ان میں سے کسی کے نمائندے کو ووٹ دینے سے پرہیز کریں، ان میں سے کسی کے نمائندے پر اعتماد کرنے سے اجتناب رکھیں، ان بدمذہب وبددین لامذہب وبے دین لیڈروں کو ووٹ کے لئے باہم لڑنے دیں۔ سنّی مسلمان بھائی الیکشن بازی کے ان جھگڑوں میں کسی پارٹی کی طرف کسی قسم کا کچھ بھی حصّہ ہرگز نہ لیں۔ اگر کوئی خالص سُنّی مسلمان متبع شریعت دیندار امیدوار ایسا مل جائے جو کانگریس ویونینسٹ وکمیونسٹ وسوشلسٹ ونیشنلسٹ واحرار ومسلم لیگ وخاکسار اور مرتد عبد الشکور کاکوروی کے نام نہاد یوپی سنی بورڈ اور دیوبندی مرتدین کی گڑھی ہوئی نام نہاد تنظیم اہلسنّت وغیرہا جو مجالس شرور و اشرار سے اور مسلم لیگ کے پروگرام ومقاصد کی سوفیصدی علمبردار آل انڈیا سنی کانفرنس سے اور کانگریس کی ہمنوا وطرفدار آل انڈیا مومن کانفرنس سے اور ہر ایسی جماعت سے جو کسی بدمذہب وگمراہ کمیٹی کی حمایت وتائید کیلئے کھڑی ہوئی ہو کھلم کھلا صاف صاف علانیہ شرعی ومذہبی طور پر قطعًا اپنے سے علیحدہ ومتنفر وبیزار ہونے کا اور اسی ساڑھے تیرہ سو برس والے اسلام قدیم اور اہلسنّت کے اسی مذہب قدیم کا متبع وپیرو کار ہونے کا اعلان شائع کردے،

جسکی ہمارے زمانے کے علماء اہلسنّت ومشائخ طریقت حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملّت مولٰینا الشاہ عبد المصطفٰی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی وحضور سراپا نور خاتم اکابر ہند سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری قادری برکاتی مارہروی ـــــــ وحضرت

جبل الاستقامت کنز الکرامت مولانا وصی احمد محدّث سورتی نقشبندی فضل ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تحریرًا وتقریرًا تعلیم وتلقین وتبلیغ فرماتے رہے، وہ خود مسائل شرعیہ کا واقف کار ہو یا کم از کم اسمبلی وکونسل کے اندر اسی مسلک کے معتمد ومستند علمائے اہلسنّت کی ہدایات شرعیہ پر اس کی ہر آواز کا دارومدار ہو تو بخوشی اس کو ووٹ دیکر اپنا نمائندہ بنا کر اسمبلی وکونسل میں بھیجیں۔

اور اگر ایسا شخص امیدواروں میں نظر نہ آئے، نہ کسی ایسے شخص کو امیدواری کیلئے تیار کرسکیں تو سُنّی مسلمان ہرگز ہرگز کسی اور پارٹی کسی اور کمیٹی کے نمائندے کو ووٹ نہ دیں۔ قانونًا یا مذہبًا ہرگز کسی طرح ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ کسی نہ کسی کو ضروری ہی ووٹ دیا جائے۔ آجکل عمومًا ہر جگہ یہی حالت نظر آرہی ہے کہ ان شرائط کا جامع امیدوار کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ لہٰذا سُنّی مسلمان بھائی کسی طرف بھی ووٹ دینے سے بہ حکم شریعت مطہرہ قطعًا باز رہیں۔ پیروئی شریعت مطہرہ و پابندی مذہب اہل سنّت پر بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مضبوطی وپختگی کے ساتھ ثابت ومستقیم رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق خیر رفیق فرمائے آمین ثم آمین۔

سُنّیت کسی عیار کی زنبیل کا نام نہیں جس میں لیگی وکانگریسی ویونینسٹ وصلحکلی وغیرہ ہر سُنّی کہلانے والے کی سمائی ہے۔ عقیدہ ومذہب سے کام نہیں۔ کلا واللہ جملہ عقیدۂ مذہب اہل سنّت کو درست وحق ماننے کا ہی سُنّیت نام ہے۔ ان مسائل کی تفصیل حضور پر نور مرشد برحق آقائے نعمت اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہل سنّت مجدّد اعظم مولٰنا الشاہ عبدالمصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب بہ نام تاریخی اَلْمُعْتَمَدُ الْمُسْتَنَدُ بِنَاءُ نَجَاۃِ الْاَبَدْ میں ملاحظہ ہو۔

کسی عقیدۂ ضروریہ مذہب اہل سنّت کی مخالفت معاذ اللہ جس کسی سے صادر ہو وہ گمراہ بدمذہب مبتدع ہوگا۔ اور کسی عقیدۂ ضروریہ دینیہ کی منافات عیاذًا باللہ تعالیٰ جس کسی سے ثابت ہو وہ کافر مرتد بے دین ہوگا، خواہ وہ مسلم لیگی ہو یا خاکساری، کانگریسی ہو یا احراری یا یونینسٹ وکمیونسٹ و سوشلسٹ وغیرہا کسی اور فرقے کا بے دین ناری۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وھوالخالق الباری۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب کامل النصاب مسمّٰی بنام تاریخی تجانب اھل السنۃ عن اھل الفتنۃ۔

اور شک نہیں کہ وہابیہ دیوبندیہ وہابیہ غیر مقلّدین ومرزائیہ قادیانیہ وروافض اثناعشریہ اسمٰعیلیہ

آغاخانیہ وملحدین نیچریہ وزنادقۂ دہریہ وغیرہم کفار ومشرکین ومرتدین کے ساتھ محبت ودوستی ووداد ان کی اطاعت وپیروی وانقیاد اُن سے گھل مل کر دوستانہ وبرادرانہ اتحاد وحمایت میں ان پر اعتماد، اُن سے مواخات وموالات ان کی توقیر وتعظیم ومدح وستائش میں مغالات جو یہ کانگریس ومسلم لیگ وآزاد وخاکسار ویونینسٹ وکمیونسٹ واحرار وجمعیۃ الانصار ومومن کانفرنس وغیرہا پارٹیاں کر رہی ہیں اور عوام سے کرا رہی ہیں، اُن امور کو روا رکھتے ہوئے اُن کا ارتکاب کرتے ہوئے کوئی شخص بھی سنی نہیں رہ سکتا۔ ملاحظہ ہو حضور پر نور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبارک مسمیٰ بہ نام تاریخی اَلطَّارِیُ الدَّارِیُ لِھَفَوَاتِ عَبْدِ الْبَارِیْ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی، محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

یوم السبت سادس شہر ربیع الاول المبارک ۱۳۶۵ھ

الف وثلث مأتہ وخمس وستین من الہجرۃ القدسیہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ۔

کَھْرُ الْمَعْبُوْدِ عَلٰی اٰلِ اِعْتِقَادِ حِزْبِ الْمَرْدُوْدِ

۱۳ ھ ۶۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک حکومت الٰہیہ اور جماعت اسلامی کیسی جماعت ہے۔ اور اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اُس کے قائم کردہ بیت المال میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید نیاز احمد قادری رضوی فتحپوری غفرلہٗ۔ ناظم اعلیٰ جماعت مبارکہ اہلسنت، غفار منزل افتخار آباد کانپور

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

ابوالعلیٰ مودودی کی تحریک حکومتِ الٰہیہ اور اُس کی جماعت اسلامیہ کوئی نئی تحریک نہیں۔ بلکہ وہابیت کے معلم اول محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک نجدیت اور وہابیت کے معلم ثانی اسمٰعیل دہلوی کی تحریک وہابیت ہے۔ مودودی نے یہ دیکھ کر کہ عام طور پر مسلمانانِ اہلسنت بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نجدیت و وہابیت سے متنفر و بے زار اور اُس کی خباثتوں ضلالتوں سے خبردار ہو چکے ہیں۔ انھیں معتقداتِ نجدیہ وعقائدِ وہابیہ کو نئے عنوانات اور جدید تعبیرات میں بھولے بھالے سیدھے سادے سُنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے تحریکِ حکومتِ الٰہیہ اور جماعتِ اسلامیہ کے نام سے پیش کیا ہے۔ اسکی کتابوں میں غیر مقلدیت ونجدیت ووہابیت کے اعتقاداتِ کفریہ بکثرت بھرے پڑے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ "پیغامِ حق" کی اشاعتِ خاص میں سید محمد شاہ ایم۔ اے نے ظفر منزل تاجپورہ لاہور سے مودودی کا جو مضمون "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" شائع کیا ہے اُسکے دیباچے صفحہ د پر لکھتا ہے۔

> ۱۔ "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" مولانا کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ شرک کے رد اور توحید کی تائید میں حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان سے زیادہ سائنٹیفک اور بہتر کتاب اب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت وتوضیح میں یہ کتاب لکھ کر اسلامی دنیا پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس چیز کو مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا۔ اُسی کو مولانا نے اپنے مخصوص انداز اور بالکل انوکھے انداز سے بیان کر کے مبلغین اسلام کی صف میں اپنے لئے ایک ممتاز مقام بنا لیا ہے۔"

اس عبارت سے صاف طور پر واضح وآشکارا ہو گیا کہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" کے ذریعے سے جن عقائدِ کفر وضلال کو نہایت بھدّے اور بھونڈے الفاظ میں لوگوں کے اندر پھیلانا چاہتا تھا انھیں گندے اور نجس اعتقادات کو چکنے چپڑے دلفریب کلمات میں مودودی اپنی نام نہاد جماعت اسلامی و تحریکِ حکومتِ

الٰہیہ کے ذریعے سے پھیلانا چاہتا ہے۔ چنانچہ مودودی نے اپنے رسالہ "دینیات" صفحہ ۹۵ میں غیر مقلدوں کو بھی حق پر بتایا

۲۔ اپنے رسالہ "دستور جماعت اسلامی" کے صفحہ ۲ پر صاف لکھا۔

"خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیا یا اولیاء۔"

اقول حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے کرم سے جو اختیارات اپنی سلطنت میں عطا فرمائے ہیں ان کا انکار قرآن پاک کی تکذیب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (پ۱۰ رکوع ۱۶ سورہ توبہ) یعنی اللہ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے دولتمند کر دیا

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۔ (پ۱۰ رکوع ۱۱ سورہ توبہ شریف) یعنی اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا۔ اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہم کو اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے۔

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً (پ۷ رکوع ۱۴ سورہ انعام شریف) یعنی اور اللہ تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ (پارہ عم سورہ نازعات شریف رکوع ۲) یعنی پھر ان کی قسم جو کاموں کی تدبیر کریں۔

۳۔ اسی کے صفحہ ۴ پر جاہل و عالم ہر ایک انسان کو حکم دیا کہ۔

"جو خیال یا عقیدہ یا طریقہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اسے اختیار کرے جو اس کے خلاف ہو اسے ترک کر دے اور جو مسئلہ بھی حل طلب ہو اسے حل کرنے کیلئے اسی سرچشمۂ ہدایت کی طرف رجوع کرے۔ یعنی ہر ایک شخص جس خیال جس عقیدے کو اپنی سمجھ اور اپنے خیال میں کتاب و سنت کے خلاف سمجھے اسے چھوڑ دے اور اپنی سمجھ اپنے علم کے مطابق جس مسئلے کا جو حکم قرآن و حدیث سے سمجھے بس اسی پر عمل کرے۔"

اقول: ہر خاص و عام عالم و عامی کو یہ حکم دینا کہ وہ خود ہی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق براہ راست بلاواسطہ قرآن و حدیث ہی سے احکام شرعیہ حاصل کرے۔ اور حقانی علمائے اہلسنت حاملان شریعت سے بے نیاز ہو جائے یہ بھی قرآن عظیم کی تکذیب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ (پ۱۷ رکوع ۱ سورۂ انبیاء شریف)

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے ہو۔

۴۔ اپنے رسالہ "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" کے صفحہ ۱۰ و ۱۱ پر لکھا۔

"اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا دیوتا کو پکارتا ہوں تو یہ ضرور اس کو الٰہ (یعنی معبود) بنانا اور اس سے دعا مانگنا ہے۔"

اقول: جو مسلمان اللہ عزوجل کے محبوبان کرام علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو مظہر عون الٰہی و جارحۂ قدرت خداوندی مانتے ہوئے اپنی مصیبتوں حاجتوں میں ان کو پکارتے ہیں، ان سب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ ان کو الٰہ یعنی

معبود بناتے ہیں، تمام امتِ مرحومہ کو کافر و مشرک بنانا ہے۔ اور شفا شریف صفحہ ۳۴۲ میں فرمایا۔

نَقْطَعُ بِتَکْفِیْرِ کُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَوْلًا یَتَوَصَّلُ بِہٖ اِلٰی تَضْلِیْلِ الْاُمَّۃِ۔ یعنی ہم قطعی طور پر ہر اُس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ایسا کلمہ کہے جس سے تمام اُمت کو گمراہ کرنے کی طرف راہ نکلے۔

اپنے رسالہ "حقیقتِ اسلام" کے آخری صفحہ پر لکھا۔

"اگر آپ اپنی خیر چاہتے ہیں تو ان جتھوں کو توڑیئے۔ ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہیئے۔ اور ایک امت بن جائیے۔ خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر اہلِ حدیث حنفی دیوبندی بریلوی شیعہ سُنّی وغیرہ الگ الگ اُمتیں بن سکیں۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک اُمت مسلمہ بنائی تھی"۔

اقول: اجماعِ اُمت وقیاسِ مجتہدین کے دلیلِ شرعی ہونے کا انکار کرنے والے وہابیہ غیر مقلدین اللہ عزوجل کی تکذیب اس کے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کرنے والے دیوبندیہ قرآن پاک کو ناقص ماننے والے رافضیہ کو مسلمان کہنے والا شرعًا خود کافر مرتد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس عبارت میں صاف صاف تمام مسلمان کہلانے والے مرتد فرقوں دیوبندی رافضی غیر مقلد وغیرہم کو مسلمان بتادیا اس قسم کی عبارت سے متعلق مفصل شرعی بحث تو ان شاء اللہ تعالیٰ ثم شاء رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عنقریب ایک مفصل شرعی فتوے مسمّیٰ بنام تاریخی "قہرِ معبودی بر اعتقادِ مبطل مودودی" (۱۳۶۶ھ) میں کی جائیگی۔ لیکن مختصر طور پر ان کلمات سے یہ بات تو روشن ہوگئی کہ مودودی کی یہ تحریک در حقیقت وہی نجدیت و وہابیت و صلحکلیت کی تحریک ہے۔ لہٰذا اس میں شرکت اسکی اعانت شرعًا حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجوا بالبر والتقوٰی واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون ۝ یعنی اے ایمان والو جب تم آپس میں مشورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی پر مشورت نہ کرو۔ اور نیکی اور پرہیزگاری پر مشورت کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جسکی طرف اٹھائے جاؤگے۔

وقال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۝ یعنی اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

سُنّی مسلمانوں پر شرعًا فرض ہے کہ اس تحریک کے جلسوں میں شامل ہونے سے قطعًا پرہیز کریں جس طرح وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مرتدوں بدمذہبوں کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

واِمّا ینسینّک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین ۝ یعنی اور جو کہیں شیطان تجھے بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔

اس تحریک کے قائم کردہ بیت المال میں زکاۃ دینا حرام ہے۔ اس میں زکاۃ دینے سے زکاۃ کا فرض ادا نہ ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ فسینفقونها ثم تکون علیهم حسرۃ ثم یغلبون ٥ والذین کفروا الی جهنم یحشرون ٥ یعنی تو اب ان مالوں کو خرچ کریں گے۔ پھر وہ اُن پر پچھتاوا ہونگے۔ پھر مغلوب کردیئے جائیں گے۔ اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہوگا۔

جس سُنّی مُسلمان کو مودودی کے ان اقوال کفر و ضلال کا شرعی ردّ و ابطال علی وجہہ الکمال ملاحظہ کرنا منظور ہو وہ حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مقدسہ "تمہید ایمان بآیات قرآن" و "کشف ضلال دیوبند" و "ردّ الرفضہ" و "النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید" و "الکوکبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ" کی طرف رجوع لائے۔ یا کتاب مستطاب "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ" کا مطالعہ کرے۔ فانّہٗ یجدھا باذن رب الجلیل تسقی الغلیل وتشفی العلیل وتھدی الضلیل۔ اور مُسلمان کہلانے والے جملہ مرتد فرقوں کا اُمّتِ مُسلمہ سے خارج اور کافر و مرتد ہونا کتاب مستطاب "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ" میں بکثرت آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ سے ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زائد روشن طور پر واضح ولائح کردیا ہے۔ فلوجہ ربنا الکریم الحمد وعلیٰ حبیبہ والہ الصلاۃ والسلام فمن شاء فلیراجعہ وباللہ التوفیق۔

مختصرًا یہ کہ کلمہ پڑھنے والے منکرین ضروریاتِ دین کو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اُمّتِ مُسلمہ میں داخل ماننے والا قرآنِ عظیم کا مُنکر اور اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ کا مکذّب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ٥ یعنی بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مُسلمان ہوکر۔ وقال اللہ تعالیٰ ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامهم ٥ یعنی اور بے شک ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے۔ وقال اللہ تعالیٰ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما هم بمؤمنین ٥ یعنی اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ وقال اللہ تعالیٰ اذا جاءك المنٰفقون قالوا نشهد انك لرسول اللہ واللہ یعلم انك لرسوله واللہ یشهد ان المنٰفقین لکٰذبون ٥ یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقینًا اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک یقینًا تم اُس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یقینًا منافق جھوٹے ہیں۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلیہ واخوانہ و واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی، ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت، یوم السبت ثامن الشہر المبارک الثنیف الربیع

دفع الزام از مکتوبات مجدد

۱۳۰۷ھ

سبیل ھدایت

بخدمت اقدس حضرت شیر بیشہ اہلسنت حامی السنن ماحی الفتن یکتائے زماں مولٰنا بالفضل اولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر اسلام و سنیت مظہر اعلیحضرت ابو الفتح عبید الرضا شاہ محمد حشمت علی دام فیوضھم و برکاتھم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ'

دیگر عرض مودبانہ کہ دو دن سے ایک پٹھان مولوی کہ جو اپنا نام حبیب اللہ خاں بتاتا ہے۔ اپنے منھ سے مجددی ہونے کا مدعی یہاں گونڈل میں ٹکڑے مانگنے کے بہانے سے آن گھسا ہے۔ اور نگینہ مسجد میں مقیم ہے پرسوں بعد نماز عشاء مدینہ مسجد میں بغیر دعوت وعظ کیلئے کھڑا ہوا۔ ابتداءً تو اپنی تعریف آپ ہی کرنے لگا۔ بعدہٗ وعظ شروع کیا۔ جس کا ہر فقرہ صلحکلیت اور دیوبندیت کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ جس کا رد احقر نے بعونہ تعالیٰ ثم بعون حبیبہ علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التسلیمات اسی وقت اسی مقام پر کر دیا (اس کے بعد مفصل ذکر وعظ اور رد کا لکھا جو بخوف طوالت چھوڑ دیا جاتا ہے) اور مولوی مذکور جب نہایت ذلیل ورسوا ہوا اور دیکھا کہ کوئی صورت کامیابی کی نہیں ہے تو ایک نیا کھیل کھیلا۔ دوسرے دن پیر فضل عمر صاحب مدظلہ' کے بعض مریدین کے پاس جا کر انھیں اکسانے لگا کہ اعلیحضرت عظیم البرکت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ' نے الملفوظ شریف حصہ سوم کے صفحہ ۷۵ و ۷۶ پر اس عبارت میں حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ کی توہین کی ہے۔

"عرض: کیا حضرت مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے؟

ارشاد: تلك امة قد خلت لها ما كسبت و لكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔ پھر فرمایا مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی تو کیا گنتی۔ تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں نور القمر مستفاد من نور الشمس اسی میں لکھا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں لکھا صحو سے کہا۔ نہیں بلکہ زیادہ سکر ہے"۔ الخ

۱۔ حضرت مجدد صاحب علیہ رحمۃ نے کبھی سکر میں کچھ کہا ہی نہیں۔ نہ اقرار سکر کیا ہے اور نہ ہی ایسی کوئی عبارات مکتوبات میں ہیں کہ جسکو سکر سے تاویل کرنیکی ضرورت پڑے۔ یہ ان پر بہتان ہے لہٰذا توہین ہوئی۔

۲ــــ مجدد صاحب علیہ رحمۃ حضور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ سے افضل ہی تو تھے پھر انھوں نے اگر اپنی تفضیل لکھی بھی ہو تو اس میں اعتراض کرنا توہین نہیں تو اور کیا ہے ؟

۳ــــ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کے ساتھ علیہ رحمۃ کیوں نہیں لکھا یہ بھی توہین ہی تو ہے"۔

اس پر بھی اُس کو بہت کچھ سمجھایا گیا۔ لیکن وہ اپنی ضد و ہٹ دھرمی سے باز نہیں آیا۔ اور بعض جاہل و بے علم مجددی اُس کے دامِ فریب میں آ گئے ہیں۔ چونکہ سُنّیوں کے آپس ہی آپس میں فتنہ و فساد پھیل جانے کا اندیشہ ہے اس لئے احقر اپنی بے بضاعتی کو خیال میں لاکر نیز مکتوبات کی جلدوں تک اتنی جلدی سے جتنی کہ ضرورت ہے دسترس نہ پا سکنے کی وجہ سے حضرت کو تکلیف گوارا فرمانے کی عرض کرتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ہمارے آقا و مولیٰ معراج والے دولہا علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقہ و طفیل میں آپ کو اس نئے فتنے کو مٹانے کی کوشش کا اپنے فضل و کرم سے ضرور اجر عطا فرمائے گا۔ فقط سلام مسنون

ساکن ملہال ضلع جہلم حال وارد گونڈل کاٹھیاواڑ۔ ذیقعدہ شریف ۱۳۵۶ھ

فقیر حقیر کے اِس عریضے کے دوسرے دِن رکنِ سُنّت سیٹھ حاجی محمد ہاشم بن جمال زید مجدہٗ نے ایک خط حضرت شیر بیشۂ سُنّت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کا مختصر مضمون جو اس واقعے سے متعلق ہے، ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (رُکنِ سُنّت محمد ہاشم)

حضرت شیر بیشۂ سُنّت ابوالفتح مولانا مولوی حافظ قاری شاہ محمد حشمت علی صاحب دام ظلکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

دیگر عرض ہے کہ کل مرزا صاحب سلمہٗ نے جو خط آپکی خدمت روانہ کیا ہے براہِ کرم جواب حتی الامکان بہت جلدی عنایت فرمایئے گا تاکیداً عرض کرتا ہوں۔ کیوں کہ مولوی عبدالعلی مجددی پیش امام نگینہ مسجد بھی اُس پٹھان مولوی کی تائید میں کھڑا ہو گیا ہے۔ اور شہر بھر میں بلکہ سب سُنّیوں کے گھر میں اس بات کا چرچا ہو رہا ہے اس پٹھان مولوی (جو غالباً دیوبندی المذہب معلوم ہوتا ہے اور تقیہ سے مجددی ہونے کا اظہار کرتا ہے) کا مقصد یہ ہے کہ سُنّیوں میں پھوٹ ڈال دے اور اعلیحضرت قدس سرہٗ اور مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو بدنام کر دے۔ تاکہ سُنّیوں کے دلوں سے اپنے بزرگوں کی عظمت جاتی رہے۔ پھر دیوبندیت وہابیت کے پرچار کی راہ ملے۔

فقط راقم الحروف محمد عمر بن صالح محمد قادری عفی عنہٗ پیش امام جامع مسجد کا سلام قبول افتد۔ از طرف سیٹھ حاجی محمد ہاشم بن محمد جمال نقشبندی (زید مجدہٗ) مالک کارپٹ فیکٹری گونڈل کاٹھیاواڑ۔ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ

اس کے اسی روز شام کو وہ پٹھان مولوی تو کہیں رفو چکر ہو گیا اور اپنا مچایا ہوا فتنہ باقی چھوڑ گیا چند ہی

یوم کے بعد حضرت شیر بیشۂ سنّت حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر اسلام وسنیت ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی مجددی دامت فیوضہم القدسیہ کا نوازش نامہ مع فتویٰ وصول ہوا۔ جو معہ فتوے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ پھر کہیں اس قسم کا فتنہ برپا ہونے نہ پائے۔ اور کسی وہابی دیوبندی کی شرارت کارگر نہ ہو سکے۔ جہاں کہیں اس قسم کی کوشش کریں، لوگوں سے لعنت ملامت سنیں۔ اور ہمارے سنی احباب اصحاب بفضلہ تعالیٰ ثم بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم آپس میں شیر وشکر بنے رہیں۔

نوازش نامہ یکتائے زمانہ حضرت شیر بیشۂ سنت مولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی ابو الفتح شاہ عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی مجددی

دامت فیوضہم وبرکاتہم القدسیہ

۷۸۶ / ۹۲ علمبردار سنیت مکرم وکرمفرمائے من جناب سیٹھ حاجی ہاشم جمال صاحب نقشبندی زیدت مکارمہم

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ ربّ عزّ وجل اپنے حبیب اجل علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام الاکمل کے صدقے میں آپ کو اور آپ کے جملہ برادران و فرزندان و برادرزادگان و احباب اہلسنّت کو مذہب اہلسنّت پر خیر وعافیت کے ساتھ اور مجھ گنہگار کو بھی حیات وموت وثبات واستقامت عطا فرمائے۔ اور آپ سب حضرات کو دین وایمان وتندرستی واولاد ومال میں بے شمار برکات بخشے۔ اور آپ حضرات مجھ گنہگار پر جو احسانات فرمارہے ہیں اُن کو قبول فرماکر ان کے بہترین صلے دارین میں آپ حضرات کو عطا فرماتا رہے۔ آمین بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم وسندنا الامام الاعظم ومرشدنا المجدد الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم وارضاہم عنا ورضی عنا بہم آمین۔ بحمدہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایمان وسنیت پر قائم اور بخیر وعافیت ہوں۔ چہارشنبہ ۲۲ ذی قعدۃ الحرام ۱۳۵۶ھ کو بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرزندم احمد مشہود رضا سلمہ ربہ کا عقیقہ ہو گیا۔ دعا کیجئے کہ میرے دونوں بچوں کو خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنّت مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا سچا غلام اور مجھ گنہگار کی زندگی ہی میں شریعت مطہرہ کا حق گو عالم اور دین پاک اسلام کا سچا خادم اور بدمذہبوں بالخصوص وہابیت دیوبندیت ونیچریت وصلح کلّیت کی اساس وبنیاد کا قامع دہادم بنائیں۔

مرزا صاحب کے خط کا مختصر جواب اسی خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں ـــــــ مرزا صاحب سے فرما دیجئے کہ اپنے اوقات فرصت میں اسکی ایک صاف نقل کر کے میرے نام روانہ کر دیں۔ امید ہے کہ یہ جواب بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہ

صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عروقِ فتنہ کا قاطع اور حق وہدایت کا آفتاب ساطع ہو آمین۔ اخبار پُر بہار اہل سنّت گجراتی کی بہار رب ورسول (جل شانہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم) ہمیشہ قائم رکھیں۔ اور اس کے مدیر مضمون نگاران ومددگاران سلّمہم ربّہم جمیعًا کو اس سے بھی زائد ہمیشہ دین کی خدمتیں کرنے کی توفیق بخشیں آمین حضرت مولنا قاضی قاسم میاں صاحب دامت فیوضہم عافاہم المولیٰ تعالیٰ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کیجئے۔ اور دیگر جملہ برادران اہلسنّت کو، بالخصوص سید مصطفٰے میاں صاحب وسید عبدالرحیم صاحب کی خدمات میں سلام مسنون معروض۔ اور مولنا نور محمد صاحب خطیب مدینہ مسجد وگرامی دوست مرزا عبدالرضا صاحب سلّمہٗ کو سلام مسنون۔ فرزندم مولنا محمد طیب صاحب سلّمہ ربّہٗ اخیر ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۶ھ تک یہاں رہ کر ابتداء محرم الحرام ۱۳۵۷ھ میں باذنہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تکمیلِ تعلیم کیلئے لاہور چلے جائیں گے۔ آپ سب حضرات کی خدمات میں سلام مسنون گذارش کرتے ہیں۔ والسلام مع الدعاء۔ فقیر عبد سید الرضا غفرلہٗ دوشنبہ مبارکہ ۲۸ ذی ۱۳۵۶ھ محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

فتوےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم | نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الجواب

مکتوب ہشتادوہفتم

بمولانا صالح کولائی در اسرار مرادی و مریدی حضرت الشیال مدظلّہ العالی الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ من ہم مرید اللہ ام وہم مراد اللہ عزشانہٗ سلسلۂ ارادت من بے توسطِ یداللہ متصل ست تعالےٰ و ید من یداللہ است سبحٰنہٗ وارادتِ من بمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسائط کثیرہ است در طریقۂ نقشبندیہ بیست و یک واسطہ درمیان است و در طریقۂ قادریہ بیست و پنج واسطہ و در طریقۂ چشتیہ بیست و ہفت وارادتِ من باللہ تعالیٰ قبول وساخت

مکتوب نمبر ۸۷

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اُس کے تمام بندوں پر سلام جن کو اُس نے برگزیدہ کیا۔ میں اللہ کا مُرید بھی ہوں اور اللہ عزّ شانہ کی مراد بھی ہوں۔ میری مریدی وپیری کا سلسلہ بغیر کسی کے واسطے کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ متصل ہے اور میرا ہاتھ یداللہ کے قائم مقام ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ میری مُریدی بہت واسطوں سے ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں اکیس واسطے درمیان میں اور سلسلۂ قادریہ میں پچیس اور سلسلۂ چشتیہ میں ستائیس اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری مُریدی واسطوں کو قبول ہی نہیں کرتی۔

نمی نماید۔ چنانچہ گذشت۔ پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام صلی اللہ علیہ وسلم وہم ہم پیراو۔ پس نزد او صلی اللہ علیہ وسلم بر خوانِ ایں دولت ہر چند طفیلی ام اما ناخواندہ نیامدہ ام و ہر چند تابعم از اصالت بے بہرہ نیم و ہر چند امتم اما شریکِ دولتم نہ شرکتے کہ ازاں دعویٰ ہمسری خیزد کہ آن کفر است۔ بلکہ شرکتِ خادم است با مخدوم تا نہ طلبیدہ اند بر سفرۂ ایں دولت حاضر نہ شدہ ام و تا نخواستہ اند دست بر ایں دولت دراز نہ کردہ۔ ہر چند اویسے ام اما مربی حاضر و ناظر دارم ہر چند در طریقۂ نقشبندیہ پیرِ من عبد الباقی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما متکفلِ تربیتِ من الباقی ست جل جلالہٗ وعم نوالہٗ۔ من بفضل تربیت یافتہ ام و براہ اجتبا رفتہ سلسلۂ من سلسلۂ رحمانی ست کہ عبد الرحمٰن ام کہ ربّ من رحمٰن جلّ شانہٗ وعم احسانہٗ۔ و مُربّی من ارحم الراحمین و طریقۂ من طریقۂ سبحانی ست کہ از راہِ تنزیہ رفتہ ام و از اسم و صفت جز ذاتِ تقدس و تعالیٰ آں نخواستہ۔ ایں سبحانی نہ آں سبحانی ست کہ بسطامی بآن قائل گشتہ است کہ آں را بایں مناسبے نیست۔ آں از دائرۂ انفس نہ برآمدہ است و ایں ماورائے انفس و آفاق است و آں تشبیہ ست کہ لباسِ تنزیہ پوشیدہ است و ایں تنزیہ ست کہ گردے از تشبیہ بوے نرسیدہ و آں چشمہ از سکر جوش زدہ و ایں از عینِ صحو برآمدہ است۔

ارحم الراحمین در حقِ من اسبابِ تربیت را غیر از معدات نداشتہ است و علت فاعلی در تربیتِ من غیر از فضلِ خود نساختہ۔ از کمالِ کرم اہتمام

جیساکہ ابھی گذرا۔ تو میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مرید بھی ہوں اور پیر بھائی بھی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نزدیک اس دولت کے دستر خوان پر اگرچہ طفیلی ہوں لیکن بغیر بلائے ہوئے نہیں آیا ہوں۔ اور اگرچہ میں تابع ہوں لیکن اصل ہونے سے محروم نہیں ہوں۔ اور اگرچہ اُمتی ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دولت میں شریک ہوں۔ ایسی شرکت نہیں جس سے ہمسری پیدا ہو کہ یہ تو کفر ہے بلکہ خادم کی شرکت ہے مخدوم کے ساتھ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بلایا نہیں ہے اِس دولت کے سفرہ پر حاضر نہیں ہوا ہوں اور جبتک حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام نے طلب نہیں فرمایا ہے میں نے اس دولت کیطرف ہاتھ نہیں بڑھایا ہے اگرچہ اویسی ہوں لیکن مربی حاضر و ناظر رکھتا ہوں اگرچہ سلسلۂ نقشبندیہ میں میرے پیر عبد الباقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں لیکن میری طبیعت کا متکفل خود اللہ باقی ہے جلّ جلالہٗ وعم نوالہٗ میں نے فضل کیساتھ تربیت پائی ہے اور اجتبا یعنی برگزیدگی کی راہ سے گیا ہوں میرا سلسلہ رحمانی سلسلہ ہے کہ میں رحمٰن کا بندہ ہوں کیونکہ میرا رب رحمٰن ہے جلّ شانہٗ وعم احسانہٗ اور میری تربیت کرنیوالا ارحم الراحمین ہے اور میرا طریقہ سبحانی طریقہ ہے کہ تنزیہ کے راستے سے گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اسم وصفت سے ذاتِ باری تعالےٰ کے سوا میں نے کچھ اور نہیں طلب کیا ہے یہ سبحانی وہ سبحانی نہیں جس کا قائل بسطامی ہوا ہے کہ اُس کو اُس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ دائرہ انفس سے نہیں نکلا ہے اور یہ انفس و آفاق سے بھی وراء ہے اور وہ تشبیہ ہے جس نے تنزیہ کا لباس پہن لیا ہے اور یہ تنزیہ ہے کہ تشبیہ کی گرد تک اسکو نہیں پہنچی ہے اور اُس سرچشمہ نے سُکر سے جوش مارا ہے اور یہ خالص صحو سے نِکلا ہے۔

ارحم الراحمین نے میرے حق میں تربیت کے واسطوں کو معدات کے سوا کچھ اور نہیں رہنے دیا ہے اور میری تربیت میں اپنے فضل کے سوا کسی اور علتِ فاعلی نہیں بنایا ہے۔ وہ اہتمام دغیرت جو رب تبارک

وغیرتے کہ در حقِ من دارد تعالیٰ و تقدّس تجویز نمی فرماید کہ فعلِ دیگرے را در تربیتِ من مداخلتے باشد و یا من بدیگرے در معنی متوجہ گردم۔ مربا را الٰہی ام جلّ شانہٗ و مجتبائے فضل و کرم نامتناہی او تعالیٰ با کریماں کار ہا دشوار نیست۔ الحمد للّٰہ ذی الجلال والاکرام والمنۃ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ والتحیۃ اولاً واخراً۔

وتعالیٰ میرے حق میں کمالِ کرم سے رکھتا ہے وہ اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ کسی دوسرے کے فعل کو میری تربیت میں کسی قسم کا کچھ دخل ہو اور یا میں اس بارے میں کسی دوسرے کیطرف متوجہ ہوں۔ اللہ جل شانہ کا تربیت فرمایا ہوا ہوں اور اسکے غیر محدود فضل و کرم کا برگزیدہ کیا ہوں تبارک و تعالیٰ کریموں پر کام دشوار نہیں ہیں سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو بزرگی و عزت احسان والا ہے اور اسکے رسول پر اول و آخر میں درود و سلام

مکتوب نود و چہارم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۷۱

آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بتوسطِ آں فرد کمالاتِ محیط آں دائرہ نیز میسر شد و ولایتِ خلّت در حقِ او علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز تمام گشت و دعاء اللّٰھم صلّ علیٰ محمد کما صلّیت علیٰ ابراھیم بعد از ہزار سال باجابت مقرون گشت مسئول مستجاب شد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس فرد (مجدد الف ثانی) کے واسطے اس دائرہ ولایتِ خلّت کے محیط کے جملہ کمالات بھی میسر ہو گئے اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ولایتِ خلت بھی تمام ہو گئی اور اللھم صل علیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم کی دعا ہزار سال کے بعد قبول سے مشرف ہوئی دعا قبول ہو گئی۔

مکتوب نود و پنجم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۷۱

آں خدائے کہ قدیم الاحسان وارحم الراحمین ست توانا ست کہ مثلِ من واپس ماندگان را بدرجات سابقان رسانندہ بطفیل شان شریک دولتِ شان گردانند۔

وہ خدا جو قدیم الاحسان اور ارحم الراحمین ہے اس بات پر قادر ہے کہ مجھ جیسے پیچھے رہ جانے والوں کو اگلے لوگوں کے مرتبوں تک پہنچا کر انہیں کے طفیل سے ان کی دولت میں شریک کر دے۔

مکتوب صدم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲

ایں بزرگوار ہر چند نبی نیست اما بہ تبعیت انبیاء شریک دولت خاصۂ انبیاء ست علیہم الصلوٰۃ والسلام

یہ بزرگ (مجدد الف ثانی) اگرچہ نبی نہیں لیکن انبیاء کے طفیل میں انبیاء کا ان کی خاص دولت میں شریک ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام

اگرچہ طفیلی ست اما سفرہ نشینِ خوانِ نعمتِ شاں ست و
ہرچند خادم ست اما ہمنشینِ مخدوماں ست و آں تابعے
ست مصاحب و ہمراز متبوعاں ست۔ گاہے بود کہ
اسرارے باوے درمیان آرند کہ انبیاء دراں غبطہ
نمایند و شرکت باوے خواہند علیہم الصلوٰت والتسلیمات

اگرچہ طفیلی ہے۔ لیکن انبیا کی نعمت کے سفرہ پر بیٹھنے والا ہے اور وہ
ایسا تابع ہے جو آقاؤں کا مصاحب و ہمراز ہے۔ کبھی ایسا ہوتا
ہے کہ ایسے اسرار اس کو بتائے جاتے ہیں جن میں انبیا رشک
کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں۔
علیہم الصلوٰت والتسلیمات۔

مکتوب صدم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۹۰

ہرچند دریں دولت خاصۂ محمدی دیگرے را شرکت نیست
اما ایں قدر می یابد کہ ازاں دولت خاصۂ او علیہ
الصلوٰت والسلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیہ وعلیٰ
آلہ الصلوٰت والتسلیمات بقیہ ماندہ بود کہ در
خوانِ دولتِ ضیافتِ کریمان زیادتیہا لازم ست
کہ اولش گویا نصیبِ خادماں بود۔ آں بقیہ را
بیکے از دولتمندانِ امّتِ او علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ و
السلام اولش گویا عطا فرمودہ اند و آں را خمیرمایہ
ساختہ تخمیرِ طینتِ او نمودہ و بہ تبعیت و وراثت
او شریکِ دولتِ خاصۂ او گردانیدہ علیہ وعلیٰ آلہ
الصلوٰت والسلام۔ ع
"باکریماں کارہا دشوار نیست"

اگرچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دولتِ خاص
میں کسی دوسرے کو شرکت نہیں لیکن (مجدد الف ثانی) اس قدر
پاتا ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کرنے اور کامل
فرما دینے کے بعد حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی دولتِ خاصہ
میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ کیوں کہ کریموں کی ضیافت کے خوانِ
نعمت میں زیادتیاں ضروری ہیں کہ گویا اولش خادموں کا حصہ ہوتا ہے
وہ بچا ہوا حصہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے امتیوں میں سے
ایک دولتمند (یعنی مجدد الف ثانی) کو گویا اولش عطا فرمایا ہے۔ اور
اسی کو خمیر بنا کر مجدد الف ثانی کی مٹی اسی سے گوندھی ہے۔ اور مجدد الف
ثانی کو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا تابع و وارث بنا کر حضور علیہ
وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی دولتِ خاصہ میں اس کو شریک کر دیا
کریموں پر کام دشوار نہیں ہیں۔

اِسوقت ہجومِ مشاغل و افکار اور عدیم الفرصتی و کاہلی و سستی کے سبب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات کی جلد اوّل و دوم کی سیر نہیں کر سکا اور برادر دینی و یقینی سائل سلمہٗ ربہٗ تعالیٰ من کل شر حاسد و صائل، کا تقاضا تھا کہ جواب میں تاخیر نہ ہو۔ لہٰذا جواب کو دوسرے وقت کیلئے ملتوی بھی نہ کر سکا سردست صرف جلد سوم کی یہ پانچ ہی عبارتیں بطورِ نمونہ پیش کر دی ہیں۔ اہل انصاف نظر فرمائیں۔ ان عبارات میں کس قدر دعاوی ہیں۔

۱ ــــــ میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور اس کا مراد بھی ہوں۔

۲ ——— میں اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ مُرید ہوں۔

۳ ——— محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کا تو میں اکیس، بچیس، ستائیس واسطوں سے مُرید ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا جو میں مُرید ہوں یہ میری مُریدی واسطہ کو قبول ہی نہیں کرتی۔

۴ ——— میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مُرید بھی ہوں اور اُن کا پیر بھائی بھی ہوں۔

۵ ——— اگرچہ اُمتی ہوں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دولت میں حصّہ دار ہوں۔

۶ ——— میری تربیت میں جس قدر واسطے ہیں اُن سب کو اللہ تعالیٰ نے معزّات کر دیا ہے۔ یعنی جب تک میری تربیت ہو رہی تھی مجھے اُن واسطوں وسیلوں کی ضرورت تھی۔ اب کہ میری تربیت مکمل ہوگئی اور میں اللہ تبارک تعالیٰ تک واصل ہوگیا اب مجھے کسی واسطے وسیلہ کی احتیاج نہیں۔

۷ ——— میری تربیت میں کسی دوسرے کو (نبی ہو یا ولی) ہرگز کچھ دخل نہیں۔

۸ ——— غیرتِ الٰہیہ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنی تربیت کے بارے میں کسی اور کی طرف (نبی ہو یا ولی) توجہ کروں کیونکہ میری تربیت کرنے والا رب عزّوجل کے سوا ہرگز کوئی دوسرا نہیں۔

۹ ——— مجدد الف ثانی کے وسیلے سے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو محیط دائرہ ولایت خُلّت کے جملہ کمالات میسّر ہوئے۔

۱۰ ——— حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام اور جملہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور جملہ غوث قطب ابدال اوتاد نجبا اولیا و علما و جمیع اہل اسلام جو دعا کرتے رہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وہ ہزار برس کے بعد مجدد الف ثانی کے وسیلہ سے قبول ہوئی۔

۱۱ ——— مجدد الف ثانی اگرچہ نبی نہیں، مگر حضراتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے طفیل سے اُن کی دولتِ خاصہ میں شریک ہے۔

۱۲ ——— مجدد الف ثانی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا طفیلی بن کر ان کے خوانِ نعمت پر بیٹھا ہے۔

۱۳ ـــــ مجدّد الف ثانی انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام کا خادم ہے مگر اپنے مخدوموں یعنی انبیا علیہم الصّلاۃ والسّلام کے برابر بیٹھنے والا ہے۔

۱۴ ـــــ مجدّد الف ثانی کو کبھی کبھی ایسے اسرار بتائے جاتے ہیں جن کے باعث انبیا علیہم الصلاۃ والسّلام کو بھی اس پر رشک ہوتا ہے۔

۱۵ ـــــ انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کو آرزو ہوتی ہے کہ اُن کو مجدّد الف ثانی کے اسرار میں شریک کیا جائے۔

۱۶ ـــــ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخلوق و مکمّل کرنے کے بعد حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام کی دولتِ خاصہ میں سے جو حصّہ باقی رہ گیا تھا اُس سے کسی رسول کسی نبی کسی صحابی کسی اہلبیت کسی سیّد کسی امام کو نہیں بنایا گیا۔ بلکہ ہزار سال کے بعد اس سے مجدد الف ثانی کی طینت گوندھی گئی اور اُسی سے مجدد الف ثانی کو پیدا کیا گیا۔

۱۷ ـــــ مجدّد الف ثانی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مُتّبع و وارث بنا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دولتِ خاصہ میں شریک کر دیا گیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اِن دعووں میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی اولیاء و مشائخ طریقت کا کیا کیا شمار، یہاں تو حضراتِ انبیاء و مرسلین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کی بھی رسائی نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

کسی شئے کا خاصہ وہ ہوتا ہے جو اُسی میں پایا جائے اور اُس کے سوا کسی اور چیز میں نہیں پایا جائے۔ تو نبی کا کا خاصہ جس میں پایا جائیگا وہ نبی ہی ہوگا۔ غیر نبی میں نبی کا خاصہ پایا جانا مُحال ہے۔ پھر کیا ان عبارات میں اپنے آپکو انبیا کا طفیلی بتا کر انبیا علیہم الصّلاۃ والسّلام کی دولتِ خاصّہ میں اپنے آپ کو اُن کا حصّہ دار نہیں بتایا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وسلّم علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کا اپنے آپکو متبع و وارث کہکر حضور اقدس شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی دولتِ خاصہ میں اپنے آپکو شریک نہیں ٹھہرا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ پھر کیا یہ کلمات شریعتِ مطہّرہ کے خلاف نہیں ؟ کیا کوئی مجدّدی صاحب اِن کلمات و امثالہا کو علیٰ ظواہرہا کے مطابق شریعت ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا ہوشیاری میں بلا تاویل ان کلمات کا قائل شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کے اِلزام سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ کیا ایسے کلمات کا بولنا جنکا ظاہر منافی اسلام ہو۔ بلکہ تاویل کر کے ان کو منافاتِ اِسلام سے نکالا جا سکے، بحالتِ صحو و ہوشیاری جائز و حلال ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بے دین وہ ہے جو حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی فرطِ عقیدت میں مبتلا ہو کر ان کلمات و امثالہا کا بولنا جائز اور بلا تاویل اُن کو مطابق شریعت

مطہرہ مانے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور بدعقل ہے وہ جو ان کلمات وامثالہا پر شریعت مطہرہ کے احکام بیان کرنے والوں کو حضرت مجدد الف ثانی کا برا جاننے والا جانے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بلکہ حقیقۃ الامر یہ ہے کہ بعض اکابر اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بعض اوقات ایسی تجلیات ربانیہ ہوتی ہیں جن کے مشاہدہ میں وہ حضرات اپنے ہوش وحواس سب گم کر دیتے ہیں۔ بحالت گم کردگی ہوش وحواس کسی شخص کے قول وفعل پر شریعت مطہرہ مواخذہ نہیں فرماتی۔ اس حالت کو حضرات صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اصطلاح میں سُکر کہتے ہیں۔ اسی کی طرف حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ فرماتے ہیں ؎

اُس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف　　ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

اور حالت ہوشیاری کو صوفیہ کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدین والدنیا والآخرہ کی اصطلاح میں "صحو" کہتے ہیں۔ حضرات صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہم سے بحالت "سکر" اگر بعض اقوال وافعال مخالف شریعت سرزد ہو جاتے ہیں تو بحالت صحو اُن کلمات وحرکات سے اپنی تبرّی وبیزاری ظاہر فرماتے ہیں۔ ہمارا مسلک ان کلمات وامثالہا کے بارے میں بھی یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ سے یہ کلمات بحالت سکر سرزد ہوئے ہیں۔ جن سے اپنی بیزاری وتبرّی کے کلمات خود اُنہی نے بحالت صحو لکھے ہیں۔ کسی کے کلمات سکر کو اُن کے ظاہری معانی پر محمول کرتے ہوئے اُن کو مطابق شریعت جان کر اُن سے استدلال کرنے والا بحکم شرع بددین یا بے دین ہے۔

مکتوب صد وبست ویکم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۲۳۰

این فقیر کہ این ہمہ دفاتر در میان علوم واسرار این طائفۂ علیہ نوشتہ است، ظاہرا بخاطر شریف شما قرار یافتہ است کہ از روئے صحو خالص نوشتہ است بے مزج سکر، حاشا کہ آں حرام ومنکر است وگزاف وسخن باقی ست، سخن باقاں کہ بصحو خالص متصف اند بسیار اند، چرا این قسم سخنان نبافند ودلہا مردم را از جا نبرند	اس فقیر (مجدد الف ثانی) نے جو سب دفتر صوفیہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علوم واسرار میں لکھ ڈالے ہیں تو بظاہر آپکے ذہن مبارک میں یہ بات جاگزین ہو گئی ہے کہ بغیر سکر کی آمیزش کے خالص صحو سے لکھے ہیں۔ ہرگز نہیں کہ یہ تو حرام وناجائز وبیہودہ گوئی وسخن سازی ہے باتیں بنانے والے جو صحو خالص کیساتھ موصوف میں بہت ہیں۔ وہ اسطرح کی باتیں کیوں نہ بنائیں اور لوگوں کے دلوں کو انکی جگہ سے کیوں نہ ہٹائیں۔

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست　　حافظ کی یہ تمام فریاد آخر بیہودہ گوئی پر مبنی نہیں

ہم قصۂ عجیب وحدیث غریب نیست　　عجیب قصہ اور کوئی تعجب خیز بات بھی نہیں

مخدوما این قسم سخنان کہ مبنی از افشاء اسرار باشد　　اے مخدوم اس قسم کی باتیں وہ ہیں جو اسرار ظاہر کرنے والی ہیں۔ اور جو

واز ظاہر مصروف، در ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم بظہور آمدہ است عادت مستمرہ ایں بزرگواراں گشتہ، امرے نیست کہ ایں فقیر آں را ابتداکردہ باشد و اختراع نمودہ لیس ہذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام۔

ظاہری مطلب اُن سے سمجھ میں آتا ہے وہ مراد نہیں۔ اور مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم سے ہر ایک وقت میں ایسی باتیں ظاہر ہوئی ہیں اور یہ بات تو اُن بزرگوں کی ہمیشہ کی عادت ہوگئی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی ابتدا میں نے کی ہو، یہ پہلا شیشہ نہیں ہے جو اسلام میں توڑا گیا ہے۔

اِس عبارت میں مجدد الف ثانی پکار پکار کر بآوازِ بلند ببانگِ دہل فرما رہے ہیں کہ اُن کے مکتوبات میں دفتر کے دفتر کلمات سکر سے بھرے پڑے ہیں۔ کھلم کھلا فرما رہے ہیں کہ اُن میں بکثرت ایسی باتیں بھری ہیں جنکو اگر حالتِ سکر میں سرزد شدہ نہیں مانا جائے تو ان کلمات کا بولنا حرام و ناجائز ہوگا۔ صاف صاف فرما رہے ہیں کہ اُن میں بکثرت ایسے اقوال ہیں جن کے ظاہری معنی شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہیں۔ اُن کی تاویل کرنا ضروری ہے ورنہ اُن کے قائل پر منافاتِ اسلام لازم آئیگی۔ پھر عذر فرماتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلا شیشہ میں نے ہی نہیں توڑا ہے، بلکہ اس سے قبل اور مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں ایسے شیشے توڑ چکے ہیں۔ یعنی مجھ سے یہ غلطی کوئی نئی قسم کی نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ مجھ سے پہلے اور بزرگوں سے بھی اس قسم کی غلطیاں ہو چکی ہیں۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان روشن تصریحات کے ہوتے ہوئے بھی اُن کے مکتوبات میں کلمات سکر ماننے کو جو مجددی بہتان بتاتا ہے وہ سب سے پہلے اپنے شیخ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جھوٹا کذاب کہتا ہے۔ اور درحقیقت وہ بالفاظِ دیگر اپنے مرتد طریقت ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں منسلک ہونے پر افتخار اور انھیں کے روشن واضح ارشادات کی تکذیب پر اصرار کیا معنے رکھتا ہے۔ حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایسوں ہی کے حق میں فرماتے ہیں۔

شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے   کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرہ تیرا

مکتوب صد و بست و سوم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۲۴۷، ۲۴۸

پیشوار واصلان ایں راہ و سرگروہ اینہا و منبع فیضان ایں بزرگواران حضرت علی مرتضیٰ ست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و ایں منصب عظیم بایشاں تعلق دارد دریں

اس راہ (طریقت) کے واصلوں (پہنچنے والوں) کے پیشوا اور ان سب کے سرگروہ اور ان سب بزرگوں کیلئے فیض کا چشمہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں اور یہ منصب عظیم انھیں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اس

مقام گویا ہر دو قدم مبارکِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بر فرقِ مبارک وست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں مقام بالیشاں شریک اند، انگارم کہ حضرتِ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبل از نشاۃ عنصری نیز ملاذِ ایں مقام بودند، چنانچہ بعد از نشاۃ عنصری و ہر کرا فیض و ہدایت ازیں راہ میرسید بتوسطِ ایشاں می رسید۔ ایشاں نزد نقطہ منتہائے ایں راہ و مرکزِ ایں مقام بالیشاں تعلق دارد و چوں دورہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تمام شد ایں منصبِ عظیم القدر بحضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ترتیباً مفوض و مسلّم گشت و بعد از ایشاں بہر یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب و التفصیل قرار گرفت و در اعصارِ ایں بزرگواراں و ہمچنیں بعد از ایشاں ہر کرا فیض و ہدایت میرسد بتوسطِ ایں بزرگواراں بودہ و بحیلولتِ ایشاناں ہر چند اقطاب و نجبائے وقت بودہ باشند و ملاذِ ہمہ ایشاں بودہ اند چہ اطراف را غیر از لحوق بمرکز چارہ نیست، تا آں کہ نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہٗ و چوں نوبت ایں بزرگوار شد منصب مذکور باو قدس سرہٗ مفوض گشت و ما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمی گردد و وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسطِ شریفِ او مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیرِ اورا میسر نشدہ، ازیں جاست

مقام میں گویا حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ شریک ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا و ماویٰ اور جائے پناہ تھے۔ جس طرح دنیا میں تشریف لانےکے بعد۔ اور جس کسی کو فیض و ہدایت اس راہ (طریقت) سے پہنچتا تھا انھیں کے واسطے سے پہنچتا تھا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راہ (طریقت) کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور یہ اس مقام کا مرکز انھیں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورہ تمام ہوگیا۔ تو یہ عظیم القدر منصب حضرت سیدنا امام حسن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یکے بعد دیگرے سپرد کیا گیا اور ان دونوں حضرات امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک تک ترتیب وار پہنچا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانوں میں اور یونہی ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وصال کے بعد جس کسی کو بھی فیض و ہدایت پہنچتا تھا۔ انھیں بزرگوں حضرات ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطہ اور ذریعے سے پہنچتا تھا۔ جتنے بھی اپنے وقت کے قطب اور نجبا ہوتے ہیں اور ان سب کے ملجا و ماویٰ و جائے پناہ یہی حضرات ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے ہیں۔ کیونکہ کناروں کو بغیر اپنے مرکز کے ساتھ وابستہ ہونےکے کوئی چارہ نہیں یہانتک کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت آیا اور جب حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا یہ منصب عظیم حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کیا گیا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ائمہ اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر نظر نہیں آتا ہے اور اس راہ (طریقت) میں فیوض و برکات کا پہنچنا اقطاب و نجبا میں سے جس کسی کو بھی ہو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک واسطے ہی سے سمجھ میں آتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کو

کہ فرمودہ ؎

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُب

مراد از شمس آفتاب فیضانِ ہدایت و ارشاد ست و از افول آں عدمِ فیضانِ مذکور و چوں بوجود حضرتِ شیخ معاملۂ کہ باوّلیں تعلّق داشت باو قرار گرفت واو واسطۂ وصولِ رشد و ہدایت گردید چنانچہ پیش از وے اوّلیں بودہ اند و نیز تا معاملۂ توسّط فیضان بر پاست بتوسّل اوست ناچار راست آمد کہ

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُب

سوال: ایں حکم منتقض ست بمجدّد الفِ ثانی زیرا کہ درمیانِ معنی مجدّد الف ثانی در مکتوبے از مکتوباتِ جلدِ ثانی اندراج یافتہ است کہ ہر چہ از قسم فیض دراں مدت بامتاں برسد بتوسطِ او باشد ہر چند اقطاب و اوتاد باشند و بدلا و نجبا ر وقت بوند گویم کہ مراد بمجدد الف دریں مقام نائب مناب حضرتِ شیخ ست و بہ نیابتِ حضرتِ شیخ

میسر نہیں ہوا اور اسی وجہ سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج بلندیوں
کے افق پر ہے کہ کبھی نہیں ڈوبے گا۔

سورج سے ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب مراد ہے۔ اور ڈوبنے سے اُس فیضان کا نہ پہنچنا مراد ہے۔ اور جبکہ حضور غوثِ اعظم کے عہدِ مبارک سے وہ معاملہ جو اگلوں کے ساتھ متعلق تھا حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوا۔ اور حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رشد و ہدایت پہنچنے کا واسطہ ہو گئے ہیں جیسے کہ حضور سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اگلے حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ اور جب تک فیوض و برکات پہنچنے کا معاملہ جاری ہے وہ سب حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے ہے۔ تو اب یقیناً حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا ٹھیک ہو گیا کہ

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا آفتاب
ہمیشہ بلندیوں کے افق پر ہے، کبھی نہیں ڈوبے گا ؎۵

سوال: یہ حکم مجدّد الفِ ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ مجدّد الفِ ثانی کے معنی جلد ثانی کے مکتوبات میں سے ایک مکتوب میں لکھے ہیں کہ ہزار برس تک اُمتیوں کو جس قدر فیض پہنچے گا خواہ وہ اوتاد و اقطاب ہوں یا اپنے وقت کے بدلا و نجبا ہوں سب مجدّد الفِ ثانی کے واسطے سے پہنچے گا۔

جواب: میں کہوں گا کہ اس مقام میں مجدّد الفِ ثانی سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام مراد ہے اور حضور غوثِ پاک رضی

؎۵ یہی وہ مضمون ہے جو حضور پُر نور مرشدِ برحق امامِ اہلسنّت مجدّدِ اعظم فاضلِ بریلوی سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقائے نعمت و خداوندِ دولت حضور پُر نور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکارِ غوثیت مدار میں یوں عرض کیا ہے۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

این معاملہ بواو مربوط است، — اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے یہ معاملہ مجدد الف ثانی کیساتھ وابستہ ہے جس

چنانکہ گفتہ اند — طرح علماء ہیئت نے کہا ہے کہ چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل کیا ہوا

نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ فلا محذور — ہے۔ تو اب کوئی اعتراض نہیں۔

وہ مجددی حضرات جو حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل علی جمیع الاولیاء پر اعتراض کرتے ہیں اپنے شیخ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اس چمکتے ہوئے ارشاد کے نور سے اپنے دیدۂ انصاف کو منور فرمائیں اور غور کریں کہ اُن کا یہ اعتراض بندگانِ بارگاہِ غوثیت پناہ پر نہیں بلکہ خود طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کے امام مولیٰ ومرجع وماویٰ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہے۔ اس ارشاد ہدایت بنیاد میں صاف صاف فرمادیا کہ حضور پُرنور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ اقدس سے لیکر قیامت تک جس کسی سالک یا واصل یا غوث قُطب اَبدال اوتاد وبدلا ونجبا کو جو کچھ فیوض وبرکات وہدایات پہنچیں گے خواہ وہ چشتی ہوں یا نقشبندی یا سہروردی یا رفاعی یا شاذلی خواہ کسی اور سلسلے میں منسلک ہوں، ان سب کو وہ تمام فیوض وہدایات وبرکات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ووسیلے سے پہنچیں گے۔ واشگاف فرمادیا کہ جیسے چاند میں خود کچھ بھی نور نہیں بلکہ جب چاند مقابلِ آفتاب آتا ہے اور خورشید جہاں تاب اُس پر اپنا پَرتو ڈالتا ہے تو چاند بھی تاباں ودرخشاں ہوکر چمکتا اور عالم کو اپنی ضیاؤں سے منور کردیتا ہے۔ بالکل اسی طرح مجدد الف ثانی کو بھی جو کچھ کمالات وکرامات وبرکات حاصل ہوئے سب حضور پُرنور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آفتابِ قادریت وخورشید غوثیت کی پرتوافگنی وضیا پاشی کا صدقہ ہے۔ اس روشن ارشاد کے ہوتے ہوئے بھی جو مجددی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل واعلیٰ برتر وبالا کہنے کو کذب وبہتان بتاتا ہے وہ سب سے پہلے اپنے امام الطریقہ وشیخ السلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو جھوٹا کذاب ومفتری بناتا ہے۔ اور درحقیقت اپنے کافرِ طریقت ہونے کو بے نقاب کراتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی غلامی وبندگی کا زبانی اقرار اور پھر انھیں کے واہروزاہر دباہروظاہر ارشاد کے مقابلے میں ہٹ دھرمی ضد عناد استکبار آخر کیا معنی رکھتا ہے۔ حضور پُرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے کافرانِ نعمت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

سیّم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار — منکرِ فضلِ حضور آہ یہ لکھا تیرا

میرے سیّاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں — چیر کر دیکھے ارے کوئی کلیجا تیرا

ابنِ زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے — بل بے او منکرِ بے باک! یہ زہرا تیرا

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی — دیکھ اُڑ جائیگا ایمان کا طوطا تیرا

حق سے بدہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا ؎

مُجدّدی مُعترض صاحب نے یہ بھی اعتراض فرمایا ہے کہ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نام کے ساتھ "الملفوظ" شریف میں "علیہ الرحمۃ" نہیں لکھا ہے ——— اوّلاً وہ عبارت سوال کی ہے سائل کی عبارت میں اگر کچھ قصور بھی ہو تو اُس سے حضرت مُجیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرنا کیا کمالِ نابینائی اور غضب کی ہٹ دھرمی نہیں ——— ثانیاً مجدّدی معترض صاحب ذرا ان عباراتِ منقولہ میں سے عبارت اوّل ملاحظہ فرمائیں کہ اُن کے شیخ سلسلہ حضرت مجدّد الف ثانی نے حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیسے ادب و احترام کے ساتھ فرمایا ہے۔ نیز عبارت مکتوب صد و بست و سوم جلد سوم صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۸ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرات ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذکر میں "رضی اللہ تعالیٰ عنہم" یا "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم" کچھ بھی تحریر فرمایا ہے ——— مجدّدی معترض صاحب کے نزدیک اگر "الملفوظ" شریف میں توہین ہے تو کیا حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بھی توہین کی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

هٰذا جوابٌ مختصرٌ وللتفصیل مقامٌ اٰخر واللّٰہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلّم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجدّدی لکھنوی غفرلہٗ محلہ بھورنجاں پیلی بھیت۔

؎ ان اشعار پُر انوار میں ان چاروں الفاظ (حُضور، میرے سیّاف، ابن زہرا، بازِ اشہب) سے حضور پُرنور غوث الثقلین سیدنا سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مراد ہیں۔ ۱۲ منہ

تبلیغی جماعت

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ تبلیغی جماعت کیسی جماعت ہے اور اسمیں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی: سجاد حسین قادری رضوی غفرلہٗ نائب ناظم وخازن بزمِ قادری رضوی چمن گنج کانپور

الجواب: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَا: نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَا: وَعَلٰی ذُرِّيَّتِهٖ وَصَحْبِهٖ اَبَدَ الدُّهُوْرِ وَكَرَّمَا: اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں ایک کفری جماعت ہے کوئی نئی جماعت ہرگز نہیں بلکہ وہابیوں دیوبندیوں ہی کی تحریکِ وہابیت ودیوبندیت ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں نے یہ دیکھ کر کہ اب مسلمانانِ اہلسنت ہوشیار و خبردار ہوگئے ہیں تو انھوں نے مسلمانانِ اہلسنت کو پھانسنے کیلئے طرح طرح کے جال بنا رکھے ہیں۔ کہیں جمعیۃ العلماء کا جال ہے، تو کہیں مومن کانفرنس کا فریب ہے، تو کہیں اسلامی جماعت کی ٹٹی ہے، تو کہیں نمازی فوج کا دھوکا ہے غرض کہ طرح طرح کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ ہمارے سیدھے سادے بھولے بھالے سنی مسلمان دھوکے میں آجائیں۔

پیارے سنی بھائیو! میں عرصۂ دراز سے تم کو خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے دشمنوں خصوصاً وہابیوں دیوبندیوں سے ہوشیار وخبردار کر رہا ہوں۔ ہوشیار، خبردار! ہرگز ہرگز دھوکے میں نہ آنا چاہیئے۔ یہ کتنے لباسوں میں صورت دکھائیں مگر فریب میں نہ آنا، ان کے جال میں نہ پھنسنا۔ سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کریں، اُن کے ساتھ جاکر پروپیگنڈہ نہ کریں، ان کے جلسوں میں جانے سے قطعاً پرہیز کریں۔ جس طرح وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مرتدوں بدمذہبوں کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب فرض ہے۔ اسی طرح اس تبلیغی جماعت وہابیہ کے جلسوں میں شریک ہونا حرام ہے۔ اور اس سے بچنا فرض ہے۔ جو سنی مسلمان بھائی ناواقفی وبے خبری کے سبب اس کے ممبر بن گئے اُن پر فرض ہے کہ فوراً اس سے قطع بحکم شریعتِ مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ علیحدہ ہو جائیں ـــــ دہلی میں ایک شخص مولوی الیاس تھا۔ جو کہ

مولوی اشرفعلی تھانوی کا خلیفہ اور بھانجہ تھا۔ اس کے وہابی ہونے میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ اسی نے وہابیت اور دیوبندیت کے جال میں سُنّیوں کو پھانسنے کیلئے یہ تبلیغی جماعت قائم کی ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں کا چوٹی کا مناظر مولوی منظور سنبھلی اب اِس تحریکِ وہابیت کا روحِ رواں ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی رسلیا مسماۃ "حفظ الایمان" کے صفحہ ۸ پر یہ عبارت لکھی ہے۔

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

اِس عبارت کا واضح و صاف و صریح مطلب صرف یہی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُن کے ربّ کریم جل جلالہ نے جو غیبوں کا علم عطا فرمایا اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں۔ ایسا علمِ غیب تو (معاذ اللہ) ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ مکۂ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے اور ہندوستان و سندھ و بنگال و پنجاب و گجرات و کاٹھیاواڑ کے علمائے اہلسنّت و مشائخ طریقت نے بالاتفاق فتوے دیئے کہ ایسی عبارت لکھنے والا بحکم شریعت مطہرہ ایسا کافر مُرتد ہے کہ جو شخص اُس پر مطلع ہونے کے بعد اسکے قائل کو مُسلمان جانے یا کافر مرتد نہ ماننے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اسکو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعًا کافر مرتد ہے۔ اور بے توبہ مرا تو مستحق نارِ ابد و لائق لعنتِ سرمد ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مستطاب "حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین" و رسالہ مبارکہ "الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ" و "درمختار" و "ردالمحتار"

جلسوں کے علاوہ اس تبلیغی جماعت والوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ ناواقف سُنّی مُسلمان بھائیوں کو پھانسنے کیلئے مسجدوں مسجدوں گاؤں گاؤں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور منافقانہ چال چلتے ہیں کہ دِل میں کچھ اور زبان پر کچھ۔ اللہ عزوجل قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝	یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقینًا تم اسکے رسول ہو۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یقینًا منافق جھوٹے ہیں۔

تبلیغی پارٹی نے کلمہ پڑھانے کا نیا ڈھنگ نکالا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ لوگ یہ مانتے ہیں کہ یارسول اللہ، یاعلی مشکلکشا یاغوث المدد، یاخواجہ غریب نواز، یااعلیحضرت کُن مددی کے نعرے لگانے والوں اور مشکل کے وقت پکارنے والوں کو اور یہ یقین کرنے والوں کو کہ یہ ہماری آواز سُنتے اور مدد کرتے ہیں۔ اور میلاد شریف کرنے والوں جملہ سُنّی مُسلمانوں کو یہ مردود پارٹی مشرک کہتی ہے اِسی لئے کلمہ پڑھاتی ہے۔ دوّم یہ کہ سُنّی مسلمانوں کو جال میں پھانسنے کیلئے یہ طریقہ نکالا ہے۔ اپنے سُنّی بھائیوں کو اُن دین کے لُٹیروں سے بچنے کیلئے سب سے آسان اور عُمدہ ترکیب بتاتا ہوں کہ جب یہ آئیں اور کلمہ پڑھنے کیلئے

کہیں تو آپ حضرات یہ جواب دیں کہ ہم تو کلمہ پڑھتے ہی ہیں مگر پہلے تم یہ لکھ کر ہمیں دے دو کہ ہم لوگ بحکم شریعت مطہرہ مولوی اشرفعلی تھانوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی قاسم نانوتوی کو کافر مرتد کہتے ہیں۔ جیسا کہ علمائے کرام نے فتاوے دیئے ہیں۔ پھر وہ لوگ اگر اس فتوے کو ماننے سے انکار کریں تو ان سے کہدو کہ کلمۂ طیبہ سے پہلے جز "لا الٰہ الا اللہ" پر تو تمہارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹا ہے (فوٹو فتوائے گنگوہی) خدا چوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظالم ہو سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے بُرے گندے گھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب گندے گھونے بُرے کام خدا بھی کر سکتا ہے (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۸۶) اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جز "محمد رسول اللہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر تمہارا ایمان یہ ہے کہ انکو سب سے پچھلا نبی ماننا جاہلوں کا خیال ہے۔ اُن کے زمانے میں بلکہ اُن کے بعد بھی نئے نبیوں کا پیدا ہونا ختمِ نبوت کے کچھ خلاف نہیں۔ تحذیر الناس صفحہ ۳-۱۴-۲۸) اُن کا علم شیطان سے کم ہے (براہین قاطعہ صفحہ ۵۱) اُن کا سا علمِ غیب تو ہر بچے کو، ہر پاگل کو، ہر بیل، ہر گدھے، ہر کتے، ہر سور، ہر جانور اور ہر چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸) ــــــ جب کلمۂ طیبہ کے متعلق اپنے اُن اعتقاداتِ خبیثہ کی وجہ سے بحکم شریعت مطہرہ تم خود ہی کافر، مرتد، بے دین ہو۔ پھر تمہیں کسی اور کو کلمۂ طیبہ پڑھانے کا کیا حق ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان بھاگتا ہے اس طرح اس ترکیب سے یہ الیاسی جماعت والے بھاگیں گے۔

سُنّی بھائیو! یہ فتنوں کا دور ہے۔ ایک سے بڑھکر ایک فتنہ سامنے آتا ہے۔ ایمان کے چوٹّے، دین کے لٹیرے طرح طرح کے لباسوں میں سُنّی بن بن کر، حنفی و قادری و چشتی کہلا کہلا کر تمہارے بیش اور انمول ایمان کو لوٹنا چاہتے ہیں۔ اُن سے ہوشیار رہو۔

مسلمان بھائیوں کو ضروری نصیحت

پیارے مسلمان بھائیو! یہ زمانہ نہایت پُرفتن و پُرمحن ہے۔ دین کے لُٹیرے ایمان کے چوٹّے بہت پھر رہے ہیں۔ اپنے دین و مذہب کو بچانا بہت اہم ہے۔ اُنھی ساڑھے تیرہ سو برس والے پُرانے مذہب اہل سُنّت کے سوا جتنے نئے مذہب، نئے فرقے نکل پڑے ہیں اُن سب سے بچو اور دور رہو۔ خصوصًا فرقہ وہابیہ غیر مقلدین و فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ جن کے چند عقائدِ خبیثہ محض بطور نمونہ اسوقت تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خدا جھوٹ بول سکتا ہے (براہین قاطعہ صہ ۲) ۲۔ خدا چوری کر سکتا ہے۔ ۳۔ شراب پی سکتا ہے، ۴۔ ظلم کر سکتا ہے۔ ۵۔ جاہل ہو سکتا ہے (تذکرۃ الخلیل صہ ۸۶) ۶۔ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے (تقویۃ الایمان مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صہ ۱۶) ۷۔ سب انبیاء اولیا خدا کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے

بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان صد ۶۳) ۸۔ جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان صد ۴۱) ۹۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان صد ۶) ۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے (تقویۃ الایمان صد ۶۸) ۱۱۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو پکارے یا اُن کی منت ماننے یا اُن کی نذر و نیاز کرے یا کسی نبی ولی کو شفاعت کرنے والا مانے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے (تقویۃ الایمان صد ۸) ۱۲۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اُسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویۃ الایمان صد ۳۱) ۱۳۔ نماز میں رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کا تصور یا اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال کرنے سے ایمان میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کا تعظیم کیساتھ نماز میں خیال لانے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور ایسا شخص مشرک ہو جاتا ہے۔ ۱۴۔ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کا تعظیم کے ساتھ خیال لانا نماز میں اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراطِ مستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صد ۸۶) ۱۵۔ جو معجزے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے دکھائے ان معجزوں سے کمال و قوت میں بڑھے ہوئے جادو اور تماشے جادوگر اور بھانمتی دکھا سکتے ہیں (منصب النبوت صد ۳۱ و صد ۳۲ و فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم مبوب صد ۲۵)

یہ تو وہ عقائدِ خبیثہ ہیں جن میں غیر مقلدین و دیوبندیہ برابر کے شریک ہیں۔ اب ذرا دیوبندی وہابیوں کے مخصوص عقائدِ نجسہ کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو اُردو زبان معلوم نہ تھی۔ جب سے حضور علیہ وعلٰی آلہ الصلاۃ والسلام کا دیوبندی مولویوں کے ساتھ معاملہ ہوا تو حضور علیہ وعلٰی آلہ الصلاۃ والسلام کو اُردو زبان آگئی (براہین قاطعہ صد ۲۶) ۱۷۔ اسمٰعیل دہلوی قطعی جنتی ہے جو اسکو کافر کہے خود کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صد ۱۶) لیکن جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں سے کسی کو کافر کہے وہ اگرچہ ملعون ہے فاسق ہے مگر کافر نہیں گمراہ بھی نہیں سُنّی مسلمان ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مبوب صد ۱۴۱) ۱۸۔ رحمۃ للعٰلمین خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی صفت نہیں۔ وہابی مولویوں کو بھی رحمۃ للعٰلمین کہنا جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صد ۹) ۱۹۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیاز کا دودھ اور شربت اُن کی سبیل کا پانی سب حرام و ناجائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صد ۱۱۳) لیکن ہولی دیوالی کی پوریاں کچوریاں جائز و حلال ہیں (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صد ۱۲۳) ۲۰۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو خدا کے بغیر دئیے ہوئے ذاتی علمِ غیب تھا اسکو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے بلکہ اس کے اس خبیث عقیدے کی تاویل کرنا چاہیئے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول مبوب صد ۱۵) ـــــــ بیس ۲۰ ناپاک عقیدے یہ ہوئے اور چار عقائدِ کفریہ حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس دفولو فتوائے گنگوہی سے اوپر عرض کئے گئے۔ ایسے ناپاک عقیدے والوں سے بحکمِ شریعت میل جول دوستی

محبت حرام، اُن کے ساتھ کھانا پینا حرام۔ اُن کے ساتھ بیاہ شادی حرام۔ اُن کے پیچھے یا اُن کے جنازے کی نماز حرام۔ وہ راستے گلی میں ملیں تو ان کو سلام کرنا حرام۔ وہ بیمار پڑیں تو اُن کو دیکھنے جانا حرام۔ غرض کہ اُن کی موت و زندگی میں مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ اُن کے ساتھ کرنا حرام اور اُن پر مرتدین کے جملہ احکام۔ والعیاذ باللہ الملک المنعام۔

یہ وہابیہ غیر مقلدین و دیوبندیہ مشرکوں کے بندے بُت پرستوں کے پجاری کفار کے ایجنٹ ابلیس کے دلّال ایک طرف تو تمہارے دین پر حملہ کر کے تم کو اپنے ساتھ ابدی نار میں لے جانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تمہارے روزگار پر حملے کر کے تم کو کفر و ارتداد پر بھینٹ چڑھا کر تمہاری دنیوی ہستی کو بھی مٹانا چاہتے ہیں۔ غرض اس طرح یہ لوگ اپنے مثل تم کو بھی خسرالدنیا والآخرۃ کا مصداق بنانا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالٰے۔

پیارے بھولے بھالے سُنّی بھائیو! اپنے دین و دنیا کو ان دشمنانِ دین و دنیا کے حملوں سے بچاؤ۔ آپس کی ذاتی عداوتیں دنیاوی دشمنیاں نفسانی مخالفتیں چھوڑ کر شریعتِ مطہرہ کا دامن مضبوط تھام کر وہابیوں، دیوبندیوں اور جملہ دشمنانِ دین کے حملوں سے اسلام و سُنّیت کو بچانے کیلئے باہم جلد متفق و متحد ہو جاؤ۔ پھر اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلّی اللہ تعالٰے علیہ و علٰی آلہ واصحابہ وسلم تمہارے ساتھ ہوں گے، کامیابئ دارین کے سہرے تمہارے سر بندھیں گے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہ وصحبہ وسلم۔ فقیر ابوالفتح عُبید الرضا **محمد حشمت علی خاں** قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ، ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔ ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔ یوم الخمیس السادس عشر من شوال المکرم سنۃ الف وثلث مأۃ واثنین و سبعین من ہجرۃ سید المرسلین صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلیہم وعلٰی آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۷۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیانِ دین و ملت کثر اللہ تعالیٰ امدادہم و کسر اللہ تعالیٰ اضدادہم اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے وعظ میں کہا ــــ "رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا مرتبہ مجھ سے بھی بڑا ہے۔ اگر مجھ سے بڑا نہ سمجھو تو میرے برابر ضرور ضرور سمجھو" ــــ اس پر ایک سن رسیدہ میمن نے کہا ــــ "ملّا صاحب میں نے بھی دو چار وقت امامت کی ہے تو کیا معاذ اللہ من ذالک میرا بھی ایسا مرتبہ ہوا؟ زید نے کہا کہ ــــ آپ کا نہیں جو لوگ مسجدوں کے دائمی امام ہیں اُن کا یہ مرتبہ ہے میں فقط اپنے ہی واسطے یہ نہیں کہتا ہوں"

دوسری بات زید نے یہ بیان کی کہ ــــ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک بہت قیام کرنے سے وَرم کر جاتے تھے۔ تو آپ پتھر کو آگ پر گرم کر کے اُس سے پا مبارک سینکتے تھے۔ تو پتھر نے خدا سے شکایت کی کہ تیرا رسول اپنے نفع کے واسطے مجھے تکلیف دیتا ہے۔ تو خدا نے پتھر سے کہا کہ میں تیرا عوض لوں گا۔ پھر اس پتھر کو احد کے پہاڑ میں پھنکوا دیا۔ جب آپ جنگ احد میں گئے اور ایک حبشی نے پتھر اُٹھا کر آپ کو مارا جس سے آپ کا دندان شہید ہو گیا۔ یہ وہی پتھر تھا اس طرح خدا نے بدلہ لیا" ــــ حمید نے جو بحمدہ تعالیٰ سنی عالم ہے، فرمایا کہ یہ الفاظ بہت سخت ہیں۔ یعنی غیر نبی سے افضل بلکہ نبی کے برابر بھی کہنا کفر ہے، میرے نزدیک یہ الفاظ کفریہ ہیں۔ مکرمین علمائے اہلسنت کو لکھوں گا وہ جو حکم صادر فرمائیں گے وہی حکم ہوگا۔

اس پر ولید نے جو مذہباً دیوبندی ہے زید کی حمایت اور حمید کی مخالفت میں ایک اشتہار شائع کیا۔ ولید نے حمید کو "دجال کا پجاری" لکھا۔ اور حمید کیلئے یہ الفاظ تحریر کئے خانہ خراب، پنڈت جی، بھگت جی، کھر حت جی! حمید کا فیصلہ علماء دین اہلسنت و الجماعت حنفی المذہب کی رو سے از روئے شریعت مردود و باطل ہے۔ حمید قانوناً و شرعاً سخت سے سخت مجرم اور بائیکاٹ کے لائق ہے، سوائے توبہ تجدید نکاح اور معافی مانگنے کے از روئے شریعت اس کا چھٹکارا نہیں۔ زید بالکل بے قصور اور بری الذمہ ہے، زید کو کافر سمجھو گے تو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم کے مستحق ٹھہرو گے۔ اپنا اپنا مذہبی فرض ادا کرنے میں دوبارہ قصوروار نابکار اور مجرم نہ ٹھہرو ــــ زید اور ولید اپنے ان اقوال کی بنا پر کس حکم کے مستحق ہیں؟ بیّنوا توجروا۔

المستفتی: میمن جماعت، از مقام ترسائی، ملک کاٹھیاواڑ

اَلجَـــــــوَابُ ؛ وَاللّٰـــهُ المُوَفِّقُ لِلصِّدْقِ وَالصَّوَابُ

رَبِّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ

اَلْحَمْدُ وَالشُّكْرُ لَكَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِیْ عَلَّمْتَهٗ مَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ ؛ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ؛

زید بُرِمکر وکید نے اپنے پہلے کلمۂ خبیثہ میں ہر امام مسجد کو اگرچہ کیسا ہی ناکس ہو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے برابر بتایا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم باجماع اہلِ اسلام تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔ تو جس کا مرتبہ معاذ اللہ زید بے قید نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے برابر کہا، اس کو تمام باقی انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے افضل ٹھہرایا اور نبی کا ہر غیر نبی سے افضل ہونا یہ ضروریاتِ دین سے ہے، اس کا منکر قطعاً یقیناً کافر، مرتد، ملعون اور مستحقِ عذابِ ابد ہے ـــــ کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ علیہ الصلاۃ والثناء میں امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ نَقْطَعُ بِتَكْفِیْرِ غُلَاةِ الرَّافِضَةِ فِیْ قَوْلِهِمْ اِنَّ الْاَئِمَّةَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ۔

یعنی اسی طرح غالی رافضیوں کے کافر ہونے پر ہم یقین کرتے ہیں اُن کے اس قول کے سبب کہ ائمۂ اہلبیت انبیاء سے افضل ہیں۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۷۵ پر ہے، علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔

اَلنَّبِیُّ اَفْضَلُ مِنَ الْوَلِیِّ وَهُوَ اَمْرٌ مَقْطُوْعٌ بِهٖ وَالْقَائِلُ بِخِلَافِهٖ كَافِرٌ لِاَنَّهٗ مَعْلُوْمٌ مِنَ الشَّرْعِ بِالضَّرُوْرَةِ۔

یعنی نبی ولی سے افضل ہے اور یہ مسئلہ یقینی ہے اور جو اُس کے خلاف کہے کافر ہے۔ کیوں کہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ (علیہم الصلاۃ والسلام و رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اسی طرح اُس نے اپنے دوسرے ناپاک کلمہ میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت توہین کی۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کرنے والا حتماً جزماً کافر مرتد لائقِ عذابِ اشد ہے۔

امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ كَذَّبَهٗ اَوْ عَابَهٗ اَوْ تَنَقَّصَهٗ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَاَتُهٗ۔

یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا

اُس کی جورو اُس کے نکاح سے نکل گئی۔

شفا قاضی عیاض وفتاویٰ بزازیہ و دُرر و غرر و فتاویٰ خیریہ میں ہے۔

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ أَنَّ شَاتِمَهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَافِرٌ وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ كَفَرَ

یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اور جو اُسکے مستحق عذاب و کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر و درمختار میں ہے۔

وَاللَّفْظُ لِلدُّرِّ الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ كَفَرَ۔

یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہوا اُسکی توبہ کسی طرح سے قبول نہ کی جائیگی اور جو اُس کے لائق عذاب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

یہیں سے ولید پلید کا حکم بھی ظاہر ہوگیا کہ زید خبیث نے کفریاتِ ملعونہ بکے اور ولید ملعون نے اُسکو بے قصور ٹھہرایا اور کفر سے بری بتایا۔ ابھی سُن چکے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کرنے والے کو کافر نہ جانے یا اُسکے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ دیوبندی دھرم کے ائمۃ الکفر گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی، تھانوی نے پہلے ہی جو کفریات بکے وہ کیا کم تھے۔

___ اپنے فتوے میں خدا کو جھوٹا کہا۔

___ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخرالانبیاء ہونے کو جاہلوں کا خیال اور حضور کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کو جائز ٹھہرایا۔

___ شیطان ملعون کے علم کو حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس پر بڑھایا۔

___ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علمِ غیب کے مثل بتایا۔

وغیرہا من الکفریات الکثیرۃ الملعونہ۔ ملاحظہ ہو براہین قاطعۂ گنگوہی صفحہ ۵۱ و تحذیر الناس نانوتوی صفحہ ۳ و ۱۴ و ۲۸ و حفظ الایمان تھانوی صفحہ ۸)

دیوبندی شیاطین پر اُن کے اُن کفریاتِ ملعونہ کے سبب علمائے کرام و مفتیانِ عظام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ نے اور اُن کی تائید میں ہندوستان کے تمام علمائے اہلسنت نے نام بنام بالاتفاق فتوے دیئے کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ یعنی گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی میں سے کسی کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی جو شخص اُس کو مسلمان جانے یا اُس کے کافر ہونے میں شک کرے یا اُس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مستطاب "حُسَامُ الْحَرَمَيْنِ عَلٰى مَنْحَرِ الْكُفْرِ وَالْمَيْنِ"، و رسالہ مبارکہ

"اَلصَّوَارِمُ الْهِنْدِیَّةُ عَلٰی مَکْرِ شَیَاطِیْنِ الدِّیُوبَنْدِیَّةِ" ـــــ ولید مرید کے کافر مرتد ہونے کیلئے ان کا ان خبثاء دیوبندیہ کو مسلمان جاننا بلکہ اُن کے کفر میں شک کرنا ہی بس تھا۔ مگر دیوبندی دھرم کی اصل ہی یہ ہے قدم کفر پیشتر بہتر" وہاں تو آفتاب ہر روز ایک نئے فتنہ پر طلوع کرتا ہے۔ ولید کے دو کفر تو یہی ہوئے کہ زید کے دونوں اقوالِ کفریہ کی اُس نے حمایت کی۔ پھر شریعت کا استہزا، علمائے اہلسنّت کی توہین مطالبۂ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گالیاں سُنانا یہ علاوہ ہیں۔ خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مُطابق جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو کافر کہے اسکو ولید نے یہ گالیاں دیں۔ دجال کا پجاری، خانہ خراب، پنڈت جی، بھگت جی، کھر جٹ جی، حضور کی توہین کو کفر جاننا مردود و باطل، حضور کی توہین کو کفر جاننے والا سخت سے سخت مجرم یا برکات کے لائق، اُس کے اس فعل کے سبب اُس پر توبہ تجدید نکاح فرض، حضور کی توہین کرنے والے سے معافی مانگنا لازم، حضور کی توہین کرنے والے کو کافر کہنے والا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم کا مستحق، نابکار قصور وار ہے، حضور کی توہین کرنے کو کفر جاننا اور توہین کرنے والے کو مسلمان جاننا مذہبی فرض ہے۔ ولید طرید وبعید نے اپنے اس ناپاک اشتہار میں یہ سترہ کفریاتِ ملعونہ اور زائد بکے۔ مجمع الانہر میں ہے۔

اَلْاِسْتِخْفَافُ بِالْعُلَمَاءِ وَالْاَشْرَافِ کُفْرٌ

یعنی علماء اہلسنّت اور سادات کرام کو اُن کے علم دین و سیادت کے سبب ہلکا سمجھنا یا اُن کی توہین کرنا کفر ہے۔

شفاء امام قاضی عیاض میں ہے۔

وَنُکَفِّرُ مَنْ لَّمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ مِلَّةِ الْاِسْلَامِ مِنَ الْمِلَلِ اَوْ وَقَفَ فِیْهِمْ اَوْ شَكَّ۔

یعنی ہم اسکو کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملتِ اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا اُن کے بارے میں توقف کیے یا شک لائے۔

بحر الرائق میں ہے۔

مَنْ حَسَّنَ کَلَامَ اَهْلِ الْاَهْوَاءِ اَوْ قَالَ مَعْنَوِیٌّ اَوْ کَلَامٌ لَهٗ مَعْنًی صَحِیْحٌ اِنْ کَانَ ذٰلِكَ کُفْرًا مِنَ الْقَائِلِ کَفَرَ الْمُحَسِّنُ۔

یعنی جو بدمذہبوں کی باتوں کو اچھا بتائے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا کہے کہ اُس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اُس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اُس کی بات کو اچھا بتاتا ہے یہ بھی کافر ہو جائیگا۔

امام ابن حجر مکی نے کتاب "الاعلام بقواطع الاسلام" کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے۔ فرمایا۔

مَنْ تَلَفَّظَ بِلَفْظِ الْکُفْرِ یَکْفُرُ وَکُلُّ مَنِ اسْتَحْسَنَهٗ اَوْ رَضِیَ بِهٖ یَکْفُرُ۔

یعنی جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے۔ اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اُس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

بالجملہ ہمارے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ زید و ولید دونوں کافرانِ عنید مرتدانِ پلید اور مستحق

عذابِ شدید ہیں۔ دونوں پر جلد از جلد فوراً اپنے ان کفریاتِ خبیثہ سے توبہ کرکے نئے سرے سے مسلمان ہونا، پھر اگر جورو رکھاتے ہوں تو اُن سے نئے مہر پر نیا نکاح کرنا فرض ہے۔ اُن کی عورتیں اُن کے نکاحوں سے باہر ہو گئیں۔ یہاں تک کہ یہ دونوں بعد توبہ و تجدیدِ اسلام بھی اُن پر جبر نہیں کرسکتے۔ اُن کی مرضی ہو تو نئے مہر پر دوسرا نکاح کریں۔ ورنہ جس کے ساتھ چاہیں نکاح کرسکتی ہیں۔ بغیر توبہ و تجدیدِ اسلام و نکاح اُن عورتوں سے جماع حرام حرام محض و زنائے خالص ہوگا۔ اُس سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ولد الزنا ہوگی۔ اگر زید ولید توبہ و تجدیدِ اسلام نہ کریں تو مسلمان پر فرض ہے کہ اُن سے سلام کلام میل جول بیاہ شادی موت غمی کھانے پینے کے تعلقات فوراً بند کردیں۔ اُن کے پیچھے نماز پڑھنا، اُن کے جنازے پر نماز پڑھنا، اُن کے ساتھ سلام کلام کھانا پینا اُن کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، غرض اُن کی موت و زندگی میں اُن کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی برتاؤ کرنا حرام حرام حرام و زہر و بیخ کن اسلام ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ لَا تُؤَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفر لہٗ ولابویہ
ربہٗ مولی العزیز القوی

استفتــــــــــــاء
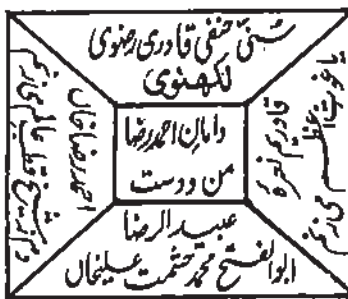
کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنّت و مفتیانِ دین و ملّت دامت ارشاداتھم و عمّت افاداتھم اس مسئلہ میں کہ اِس دورِ پُرفتن میں مخالفین اسلام خصوصًا ہندو و سکھ و دیگر اقوام آریہ وغیرہ جو کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کردیں اور ان کے نام و نشانوں کو معاذ اللہ اپنے خیالِ باطل کی رو سے مٹانے کی اُمنگ میں مسلمانوں پر چڑھائی کردیں۔ تو تمام فرقوں کو جو کہ مُسلمان ہونے کے مدّعی ہیں خواہ وہ وہابی ہوں یا دیوبندی، قادیانی ہوں یا رافضی، غرض کہ کوئی بھی ہوں اِن کو باہم مِل کر ان کا مقابلہ کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور غیر مسلم جو کہ خود اسلام کے مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کسی بدمذہب و بددین مرتد و بے ایمان کسی فرقہ کے ساتھ خواہ وہ وہابی ہو یا دیوبندی یا کوئی ہو مقابلہ شروع کردیں تو ہم غربائے اہل سنّت کو لازم و ضروری ہے کہ ان کی مدد کرنے کیلئے ہم بھی اِن کفّار کے خلاف جنگ کریں اور ان وہابیوں دیوبندیوں کی حمایت کریں۔ اور اکٹھے مِل کر غیر مسلموں کا مقابلہ کریں۔ خصوصًا جبکہ غیر مسلم ہر اس مدّعیٔ اِسلام کو مٹانا چاہتا ہے جو کہ اسلام کا دعویٰ کرے۔ تو اس صورت میں ہم ان کی مدد کرسکتے ہیں یا نہیں؟ یا اِن کی بیوی بچوں کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھکر خود اُن سے علیٰحدہ رہیں اور الگ ہو کر مقابلہ کریں۔

دوم: وہ مُسلمان جن کے محلوں میں سِکھ ہندو وغیرہ رہتے تھے ان مسلمانوں نے ان کو پناہ دی ان کے بچوں اور عورتوں کو بچایا ان کی عزّت کو محفوظ رکھنے کیلئے اپنی جان تک قربان کردی اور اپنے خرچ سے اِن کی خوراک بہم پہنچائی، ان کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حُکم ہے؟

سوم:۔ اہلسنت وجماعت کے چند گھر اگر ہندوؤں یا سکھوں کے محلے میں ہوں اور وہابی دیوبندی وغیرہم ان کو وہاں سے نِکال لینے کیلئے جائیں اور ان کو بحفاظت لے آنے کے متعلق کہیں تو ان اہلسنّت وجماعت کو شرعًا حق ہے یا نہیں کہ اِن کے ساتھ آجائیں، یا بالفرض انھیں لے آئیں اور اپنے محلہ میں بحفاظت رکھیں تو کیا ان کیلئے یہ لازم ہے یا نہیں کہ وہابیوں دیوبندیوں کے ساتھ مِل کر کفّار کا مقابلہ کریں؟ یا کیا؟ ــــــ جو کچھ حکم شریعت ہو وہ بیان فرمائیں۔ اِن سوالوں کا ہر طرح اور ہر پہلو سے جواب دیں تاکہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ بینوا توجروا۔

۲۵ رجمادی الاخریٰ دوشنبہ ۶۶ھ

سائل عبد الحمید قادری رضوی و غلام نبی قادری رضوی۔ از امرتسر۔

الجـــــــــواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلما وعلیٰ ذویہ وصحبہ ابدالدھور وکرّما

جواب سوالِ اوّل: مسلمان کہلانے والوں میں جو فرقے کسی ضروری دینی مسئلے کے منکر ہیں وہ سب بحکم شریعت مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ مرتد ہیں۔ جیسے قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، بابی وبہائی، خاکساری اور قرآنِ عظیم کو ناقص ماننے والے رافضی اور مرتد حسن نظامی کے عقائدِ کفریہ کو ماننے والے حضراتِ صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کے مقدس دامنوں کو اپنے الحاد وزندقہ واتحاد میں سانے والے متصوفہ مبطلہ اور حدِّ کفر تک پہنچ جانے والے مظلم لیگی وکانگریسی ــــ ان کے عقائدِ کفریہ کی اجمالی تفصیل اور ان پر شرعی ردّ وطرد کی مختصر تکمیل فقیر کی املائر لکھوائی ہوئی کتابِ مستطاب مسمّیٰ بنام تاریخی تجانب اھل السنۃ عن اھل الفتنۃ میں ملاحظہ ہو۔

مرتدین احکامِ دنیا میں حربی کفار کی بدترین قسم ہیں۔ اور ازانجا کہ یہ فرقے انکارِ ضروریاتِ دین کے ساتھ ساتھ کلمہ گو ومدّعیٔ اسلام بھی ہیں، اپنے آپکو مسلمان بتاتے ہیں، گورنمنٹی مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھواتے ہیں۔ لہٰذا شرعاً یہ منافقین بھی ہیں۔ اور منافقین احکامِ آخرت میں جملہ شیاطین وکفّار ومشرکین سے بدتر ہیں۔ مرتدین ومنافقین کے عقائدِ کفریہ واعتقاداتِ نفاقیہ کو جانتے ہوئے ان سے وِداد واتحاد منانا، محبت وموالات رچانا شرعاً حرام ہے۔ اس مسئلے کی بہترین تفصیل حضور پُرنور مرشدِ برحق امامِ اہلسنت مجدّدِ اعظم دین وملت اعلیحضرت عظیم البرکت مولٰنا الشاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خانصاحب قبلہ فاضلِ بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب کاال النصاب مسمّیٰ بنام تاریخی المحجۃ المؤتمنہ فی الآیۃ الممتحنۃ میں ملاحظہ ہو۔

صورتِ مستفسرہ میں اگر کسی مقام کے مسلمانانِ اہلِ سنّت اس قدر ظاہری قوت ووجاہت، دنیوی شوکت واستطاعت رکھتے ہوں یا کوئی اور ایسی صورت ان کو میسّر ومتصور ہو کہ ان کو اس بات کا ظنِ غالب اور اس کی امیدِ واثق ہو کہ حملہ آور وفساد انگیز کفار ومشرکین کی شرارتوں وخباثتوں سے اپنے ایمان وجان وعیال اور اپنے ناموس واہل ومال کو بعون اللہ تبارک وتعالیٰ وبعونِ حبیبہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بچالیں گے تو ان سُنّی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہوگا کہ مرتدین ومنافقین کے ساتھ اتحاد واتفاق منانے، اُن کو اپنا دوست دیا ور بنانے سے قطعاً مجتنب ومحترز رہیں۔ اور خود اپنے ہی آپس

میں باہم متحد و متفق ہو کر کفار و مشرکین کے حملوں کو دفع کریں۔ اور ہر حال میں بھروسہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی پر رکھیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ وَفِي الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ قُلْ لَهُمْ فَلْيَرْجِعُوْا فَاِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ وَفِي الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ۔"

اور اگر کسی مقام کے سنی مسلمانوں کو اس قدر قوت و شوکت و جماعت و استطاعت معاذ اللہ حاصل نہ ہو کہ وہ خود کو کفار و مشرکین کے حملوں سے محفوظ رکھ سکیں اور اس کی کوئی اور صورت بھی عیاذاً باللہ تعالیٰ ان کو میسر و متصور نہ ہو اور اس بنا پر معاذ اللہ ان کو ظن غالب ہو کہ کفار و مشرکین کے حملوں سے محفوظ نہیں رہیں گے تو اس صورت میں اگرچہ اس مقام کے مسلمانانِ اہلسنت مضطر ہوں گے لیکن مرتدین و منافقین پر قلبی اعتماد کرنا ان کو اپنا مخلص دوست سچا مددگار سمجھنا تو بہر حال حرام ہی رہے گا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ــــ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ــــ ایسی حالتِ مجبوری و اضطرار میں اُن مرتدین و منافقین سے بھی کفار و مشرکین کے حملوں کی مدافعت کا کام لے سکتے ہیں ایسے ہی مقام ضرورت شرعیہ میں ایسی ہی حالت مخمصہ میں انھیں مضطر مسلمانانِ اہلسنت کو جب کہ تمام امیدیں منقطع ہوں اور قتل و غارت و بربادی و ہلاکت متعین ان مرتدین و منافقین سے بھی مدافعت کفار و مشرکین کا کام لینے میں حرج نہیں کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے۔ مرتدین و منافقین بدخواہی کریں گے یہی نہ کہ ہلاک کر دیں گے ہلاک ہونا تو ایسے ہی معلوم ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ لیکن ایسی حالت میں بھی یہ حکم رخصت ہی ہوگا حکم عزیمت پھر بھی یہی رہے گا کہ ارشاد قرآنی لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا پر سچا اور کامل ایمان و یقین رکھتے ہوئے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اور فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ پر پورا اعتماد کرتے ہوئے خود ہی جس طرح بن پڑے جس قدر

ہو سکے کفار و مشرکین کے حملوں کو دفع کرنے کی سعی و کوشش فرمائیں اور ایسی حالت میں بھی ان مرتدین و منافقین کو اپنی نصرت و حمایت کیلئے ہرگز نہ بلائیں۔ معاذ اللہ جو قرآن عظیم کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو قتل و ہلاک سے نجات دینے والا مخلص و مددگار اور اپنا دلی خیرخواہ سمجھے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مرتدین و منافقین کے بھی بچوں اور ان کی بھی عورتوں کو قتل و ہلاک سے بچانا یعنی استطاعت ہوتے ہوئے ان کو قتل و ہلاک سے بچانے کی کوشش کرنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ حربی کفار و مشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں پر بھی جہاد و قتال شرعاً جائز نہیں ہے، بلا وجہ شرعی ان کو مارنا پیٹنا قتل کرنا جلانا ہرگز جائز نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً ۝ فنفس النص ابتداء لم يتعلق باهل الذمة والمعاهدين والنساء والصبيان لانه مقيد بمن حيث يقاتل ويحارب۔

البتہ کھلے ہوئے کفار و مشرکین جو مسلمان کہلانے والے کلمہ گو مرتدین و منافقین کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اسی بنا پر اگر وہ کفر و اسلام کی جنگ میں سنی مسلمانوں پر حملہ کرنے سے پہلے ان مرتدوں منافقوں پر حملہ آور ہوں تو اگر کسی مقام کے سنی مسلمانوں کو اس قدر قوت و طاقت و شوکت و جمعیت حاصل ہے کہ ان مرتدین و منافقین کے ختم ہو جانے کے بعد بھی ان کفار و مشرکین کے حملوں سے اپنے ایمان و جان و عیال و ناموس و اہل مال کو بعونہ تعالٰی و بعون حبیبہ علیہ و علٰی آلہ الصلاۃ والسلام بچالیں گے تو ان کو کفار و مشرکین اور مرتدین و منافقین کی اس باہمی جنگ میں کسی طرف دخل دینے کی شرعاً ہرگز ضرورت نہیں۔ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ۔

اور اگر کسی مقام کے مسلمانان اہل سنت کو نہ تو اس قدر طاقت و جماعت حاصل ہو اور نہ کفار و مشرکین کے حملوں سے محفوظ رہنے کی کوئی اور صورت ہی بن پڑے تو ایسے وقت مرتدین و منافقین سے قطعاً قطع نظر کرتے ہوئے اپنے ایمان و ناموس و عیال و جان و اہل مال کو کفار و مشرکین کے حملوں سے بچانے کیلئے خود اپنے طور پر بھی سعی کریں۔ فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی۔ (مشکوٰۃ شریف)

لیکن خوب یاد رہے کہ ان احکام کی شرط یہی ہے کہ وہ جنگ کفر و اسلام ہی کی جنگ ہو، مظلم لیگ و کانگریس کی جنگ نہ ہو، نام نہاد پاکستان اور سوراج کی جنگ نہ ہو، اس کا ثبوت اسی طرح ہوگا کہ مسلمانان

اہلسنت ان احکام شرعیہ کے مطابق جو حضور پُر نور اعلیٰحضرت عظیم البرکت مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوائے مبارکہ اَلدَّلَائِلُ الْقَاهِرَة عَلَى الْكَفَرَةِ النَّيَاشِرَة میں قرآن عظیم وحدیث حمید سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ مسلم لیگ وخاکسار وکانگریس واحرار اور نام نہاد مُومن کانفرنس اور لیگ کے اصول ومقاصد کی فیصدی حامی نام نہاد سنی کانفرنس اور مرتد ابوالاعلیٰ مودودی کی نام نہاد جماعت اسلامی اور مرتد چمن بسویشور صدیق دیندار کی نام نہاد دیندار پارٹی وغیرہا تمام مجالس کفار وجماعات اشرار سے کھلم کھلا تحریرًا وتقریرًا فعلاً وقولاً ہر طرح اپنی بیزاری کا اظہار اور کانگریس کے مطالبۂ سوراج مسلم لیگ کے مطالبۂ تقسیم مرتد مودودی کے نام نہاد مطالبۂ حکومت الٰہیہ سے اپنی تبرّی کا اعلان وآشکاف وآشکار کریں اس کے بعد بھی اگر کفار ومشرکین اُن پر حملہ کرنے سے باز نہ آئیں تو اب متعین ہوجائیگا کہ جنگ کفر واسلام ہی کی جنگ ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ کانگریس کے مطالبۂ سوراج یا مسلم لیگ کے مطالبۂ تقسیم، یا مرتد مودودی کے مطالبۂ حکومت الٰہیہ کی حقیقت سمجھتے بوجھتے ہوئے بھی کہ اوّل کا مقصد اعدام مسلمین۔ دوم کا مآل افنائے سُنّیت سوم کا مقصود قیام حکومت وہابیت ہے۔ اس کی عملاً قولاً کسی طرح بھی امداد کرنا حرام ہے۔ اور اس کا اصل مقصد جانتے ہوئے بھی جو شخص اس کی حمایت کرتا ہوا مارا جائے گا وہ حرام موت مرے گا۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ ضرورت ومخمصہ کے ماتحت جو احکام شرعیہ دیئے جاتے ہیں وہ ہرگز عام نہیں ہوتے بلکہ صرف مقام ضرورت ووقت ضرورت وقدر ضرورت واہل ضرورت ہی پر مقتصر رہتے ہیں، یہ ہرگز ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ نام نہاد آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے صدر وناظم کی طرح بعض مقامات پر نام نہاد ضرورت شرعیہ کا اِدّعا کر کے ہندوستان بھر کے بھولے بھالے سیدھے سادھے سُنّی مسلمانوں کو حمایت لیگ کی سنّیت سوز آگ میں جھونک دیا جائے، اسلام سوز والحاد افروز پاکستان کی اصل نیچریانہ وزندیقانہ شکل وصورت پر خلافت صدّیقیہ وخلافت فاروقیہ وامامت عثمانیہ وامارت حیدریہ کا پرتو اور اسلامی شرعی فقہی پاکستان وغیرہا الفاظ کا پردہ ڈال کر سُنّی مسلمانوں کے ناموس وجان واہل وعیال ومال کو اس پر بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔

اور جبکہ بقول سائل اِس دورِ پر فتن میں مخالفین اسلام خصوصاً ہندو و سکھ و دیگر اقوام آریہ وغیرہ مسلمانوں کی جان و مال اور ان کے خون کے پیاسے ہیں اور اسلام کے مقابلے میں آکر جگہ جگہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں، مسلمانوں کے نام ونشان کو معاذ اللہ اپنے خیالِ باطل کی رو سے مٹانے کی امنگ میں مسلمانوں پر چڑھائی کر دیتے ہیں اور وہ ہر اُس مدّعیِ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں جو کہ اسلام کا دعویٰ کرے، تو اب منافقین ومرتدین کو اپنی نصرت وحمایت کیلئے بلانے کا اور کفار ومشرکین کے حملوں سے اپنی حفاظت کیلئے اُن مرتدوں منافقوں کو اپنے ساتھ ملانے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ جب ہر شخص ایک ہی بلا میں مبتلا ہے تو ہر ایک مجبوراً خود ہی اپنی حفاظت کی تدابیر کرے گا۔

مسلمانانِ اہلسنّت باہم متحد ومتفق ہوکر کفار ومشرکین کے حملوں سے اپنی حفاظت کریں۔ اور مرتدین منافقین کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ کفار ومشرکین کا ان پر حملہ ان کو خود ہی اپنی مدافعت کے لئے تیار کر دے گا۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

جواب سوال دوم:

جواب سوالِ اول میں گزرا کہ حربی کفار ومشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں پر بھی جہاد وقتال شرعاً جائز نہیں، بلا وجہِ شرعی ان کو بھی مارنا پیٹنا قتل کرنا جلانا ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح ان کی عورتوں کے ساتھ بھی معاذ اللہ زنا حرام قطعی ہے۔ قَالَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا ؀ اور جس قدر باتیں شرعاً منکر وناجائز ہیں ان کو اگر ہوسکے تو اپنے ہاتھ سے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے قلب سے اس کو مٹانے کی سعی کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ کَمَا جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اور کفار ومشرکین کے محلوں میں جو قلیل التعداد مسلمان رہتے ہوں ان کو کافروں مشرکوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے مسلمانوں کا اپنی آبادی کے قلیل التعداد کفار ومشرکین کو بطور یرغمال اپنی پناہ اور اپنے قبضہ میں محفوظ رکھنا بھی بلاشبہ جائز ہے۔ البتہ مقاتلین ومحاربین فی الدین کو اپنی پناہ میں لینا مظاہرت علیٰ قتل اہل الاسلام وعلیٰ اخراج المسلمین ہے جو شرعاً حرام قطعی ہے۔ وہ سب کے سب کفار ومشرکین کے مددگار، مسلمانوں کے دشمن خونخوار، مستحق غضب جبّار سزاوار عذاب نار اشد فسّاق وفجار ہیں۔ ان میں سے جو ایسا کرتے ہوئے مارے گئے وہ حرام موت مرے اور جو زندہ

ہیں اُن پر تو بہ فرضِ قطعی ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

جواب سوال سوم:

اس سوال کا جواب، جواب سوالِ اوّل سے واضح ولائح ہے۔ بحکم قرآنِ عظیم یہ منافقین مرتدین بھی ان کھلے ہوئے کفار ومشرکین ہی کی طرح مسلمانانِ اہلسنّت کے دین وایمان وناموس وجان کے دشمن ہیں۔ اُن کے وعدۂ حفاظت پر اعتماد کرنا، ان کو اپنا ولی، مخلص، یار سمجھنا شرعاً حرام ہے اگر یہ اندیشہ ہو اور اکثر وبیشتر ضرور ایسا اندیشہ ہوتا ہے کہ ان کی پناہ میں چلے آنے کے سبب سُنّی مسلمانوں پر ان کا استعلاء واستیلاء ہو جائے اور ان کو ان سنی مسلمانوں سے کفار ومشرکین کے حملوں کی مدافعت کا کام استخداماً لینے کا موقع ہاتھ آجائے یا معاذ اللہ ان کا یہ احسان ضعفائے مسلمین کے قلوب سے ان کے کفری اعتقادات ارتدادی معتقدات کی طرف سے نفرت مٹائے، دلوں میں ان کی دینی مذہبی محبت جمائے تو حالتِ اضطرار میں بھی سنی مسلمانوں کو ان کی پناہ میں آنا ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر اس اندیشہ سے قطعی طور پر امن ہو تو بحالتِ اضطرار اسی تفصیل مذکور کے ساتھ جب کہ تمام امیدیں منقطع ہوں اور قتل وہلاک متعین ہو اُن کے ساتھ ان کے محلے میں چلے جانے میں حرج نہیں۔ بشرطیکہ سُنّی مسلمانوں کی کسی آبادی میں چلا جانا بھی متعذر ہو۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور ان جملہ مصائب وآفات سے قطعی یقینی طور پر بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم محفوظ اور دنیا وآخرت میں کامیاب وکامراں وفائز ومُفلح ہونے کا واحد ذریعہ صرف یہی ہے کہ مسلمانانِ اہلسنّت ظاہر وباطن صورت وسیرت خلوت وجلوت میں ہر طرح اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے احکام وفرامین کی سچے دل سے اطاعت وفرمانبرداری کریں۔ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جملہ دوستوں محبوبوں محبوں کے ساتھ محبت والفت رکھیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جملہ دشمنوں سے قطعاً جدا وبیزار رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوبِ اکرم وخلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی

عزت و عظمت و محبت و الفت پر اپنی جان دے دینے ہی کو اپنی دُنیوی زندگی کا اصل مقصود اور حیات سرمدی سمجھیں، اسلام وسنّیت پر اپنی موت کو اپنا محبوب بنالیں، زادِ راہِ آخرت ہونے کی حیثیت کے علاوہ ہر ایک حیثیت کی محبت دنیا کو اپنے دلوں سے نکالیں، دین سے آزاد اور شریعت سے بے قید نیچری و صلحکلی و کانگریسی و مسلم لیگی و خاکساری و احراری وغیرہم لیڈروں وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں قادیانیوں، چکڑالویوں، رافضیوں، خارجیوں وغیرہم گمراہ بدمذہب مرتد فرقوں کے مولویوں مبلّغوں کی آوازوں شوروشوں پر ہرگز کان نہ دھریں۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی محبّت و تعظیم پر جئیں اسی پر مریں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ واللّٰہ تعالیٰ ھو الموفق لنا و لسائر اخواننا واخواتنا من اھل السنۃ والجماعۃ وھو تعالٰی ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی

مجددی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ العزیز القوی

محلہ بھورے خاں پیلی بھیت، یکشنبہ سوم رجب المرجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۴۷ء

پاکیزہ قول فیصل در استحسان صندل

۱۳۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ اہلسنّت وجماعت عرس کے قبل اگلے روز اولیائے کرام کا صندل نکالتے ہیں تمام شہر میں مع جلوس کے گشت کراتے ہیں جس سے بدمذہبوں کے دل میں بزرگانِ دین کا رعب وعظمت غالب رہے، بعد کو صندل چڑھایا جاتا ہے۔ قبر شریف پر ختم قرآن مجید کرکے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ فعل کرنا کیسا ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا فعل کفار کا ہے؟ کیا بزرگان دین کی قبروں پر صندل چڑھانا لگانا مشرکوں کا طریقہ ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا حرام ہے؟ کیا یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے؟ کیا جو چیز قبر پر چڑھتی ہے وہ حرام ہے؟ ہمارے شہر بھڑوچ میں راندیر ضلع سورت سے ایک نظم گجراتی میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ صندل قبروں پر چڑھانا حرام ہے اور یہ فعل کفار اور مشرکوں کا ہے۔ وہ نظم اس کے ہمراہ رکھی ہے۔ اسی لئے اب جو حق ہو وہ تحریر کریں مع مہر بیّنوا توجروا۔ مولوی حاجی محمد عباس میاں ولد مولوی حاجی محمد علی میاں صدیقی عفی عنہ لال بازار چیاواڑ بھڑوچ

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ الجواب ھوالموفق بالحق والصواب: اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزاراتِ طیبہ پر صندل لگانا اور لگانے سے پہلے اس کو شہر میں گشت کرانا اور اس کے ساتھ نعت شریف یا اشعارِ منقبت بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پڑھنا یقیناً جائز ومباح ہے۔ شریعتِ مطہرہ سے اس کی ممانعت پر ہرگز کوئی دلیل نہیں۔ جو اس کو ناجائز کہتا ہے وہ ثبوت پیش کرے کون سی آیت یا حدیث میں اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صندل اٹھانے کو منع فرمایا ہے۔ ائمہ شریعت واکابر طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کس بزرگ نے کس کتاب میں ناجائز بتایا ہے یا شریعتِ مطہرہ معاذ اللہ وہابی کے گھر کی ہے یا وہابی کو معاذ اللہ اختیار حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہے حرام کرالے۔ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ط (سورہ یونس علیہ الصلاۃ والسلام ۵۹) (اے وہابیو) کیا اللہ نے تم کو خبر دی ہے (کہ صندل اٹھانا حرام ہے) یا تم اللہ پر افترا باندھتے ہو۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ	اور جن چیزوں کو تمہاری زبانیں جھوٹ کہدیں ان کو
هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ	مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام اس لئے کہ اللہ پر جھوٹ
الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ	افترا باندھو بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں

اَلۡكَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ؕ (سورہ النحل ۱۱۶) وہ فلاح نہیں پائیں گے۔

اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی آیت یا حدیث میں مزاراتِ اولیاء پر صندل لگانے یا اس کے گشت کرانے کو منع نہیں فرمایا جو اس کو جائز کہتا ہے اسے اتنا ہی کافی۔ ہاں جو وہابی ناجائز کہتا ہے بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ وہ ثبوت لائے کہ کہاں اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہٖ وعلیٰ آلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اگر ثبوت نہ دے سکے اور ان شاء اللہ الواحد القہار قیامت تک نہیں دے سکتا تو دل سے نئی شریعت گڑھنا خود شارع بننا اور اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افترا کرنا ہے۔ جس بات کو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہٖ وعلیٰ آلہ وسلم نے کہیں حرام نہیں فرمایا یہ اُسے اپنی طرف سے حرام کہتا ہے۔ حالانکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡ اَشۡیَآءَ اِنۡ تُبۡدَ لَكُمۡ تَسُؤۡكُمۡ ۚ وَ اِنۡ تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡهَا حِیۡنَ یُنَزَّلُ الۡقُرۡاٰنُ تُبۡدَ لَكُمۡ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ؕ (المائدہ ۱۰۱)

یعنی اے ایمان والو! ان باتوں کو نہ پوچھو جن کا حکم اگر تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانہ میں پوچھو گے جس وقت قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائیگا اللہ ان چیزوں کو معاف کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا حلم والا ہے۔

کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعتِ مقدسہ نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے۔ جب تک قرآنِ پاک نازل ہو رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی وجہ سے منع فرما دی جاتی۔ اب کہ قرآنِ عظیم اتر چکا دین کامل ہو گیا اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا، جتنی باتوں کا شریعتِ مطہرہ نے حکم دیا نہ اُن سے منع فرمایا ان کی معافی ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی۔ وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے۔ وللہ الحمد۔ اور اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔

وَمَاۤ اٰتٰكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ (الحشر ۷)

یعنی میرا رسول جو کچھ تم کو عطا فرمائے تو تم اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع فرمائے اس سے باز رہو۔

یہ آیتِ کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ جن اُمور کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حکم دیا وہ فرائض واجبات مستحبات ہیں اور جن چیزوں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہٖ وعلیٰ آلہ وسلم نے منع فرمایا وہ منہیات مکروہات ہیں۔ تو درمیان میں وہ چیزیں رہ گئیں جن کا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہٖ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ حکم

دیا نہ اُن سے منع فرمایا۔ تو ایسی چیزیں نہ واجب ہوسکتی ہیں نہ حرام، لاجرم مباحات میں شامل ہوں گی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اگر مزارات پر صندل چڑھانے کا حکم فرما دیتے واجب یا مستحب ہو جاتا منع فرما دیتے، حرام یا مکروہ ہو جاتا۔ اب کہ سرکارِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صندل اٹھانے کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا، لاجرم جائز و مباح ہے۔ ہاں ہاں اب ہر ایک وہابی دیوبندی رانڈیری ڈھابیلی تھانوی گنگوہی انبوہی انڈرہی کو اعلانِ عام و اعلامِ تام ہے کہ صندل اٹھانے کی جو کیفیت ہم نے بیان کی اسکی ممانعت پر کوئی حدیث لائے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کلام معجز نظام سے صندل اٹھانے کی اِس کیفیت کا عدم جواز بتائے۔ ورنہ اپنے گھر میں مُنہ چھپائے۔ آئندہ سے شیرانِ بیشۂ سنّت کو اپنی صورت ہرگز نہ دکھلائے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ فَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ۔

یعنی جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا وہ حلال ہے اور جو کچھ اپنی کتاب میں حرام فرمادیا وہ حرام ہے اور جسکا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے

رواہ الترمذی وابن ماجہ عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

دوسری حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَا اُحِلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حُرِّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سُكِتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ۔

یعنی جسے اللہ ورسول نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جسکا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔

رواہ ابوداؤد عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بحمدہٖ تعالٰی احادیثِ کریمہ ان آیاتِ عظیمہ کی تصدیق و تفسیر اور صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہیں فرمایا وہ معافی میں ہے۔ اب ہم دیوبندی، رانڈیری سے پوچھتے ہیں کہ اولیاءِ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے عرسوں میں صندل شریف اس طریقہ پر اٹھانا جو ہم بیان کرچکے قرآنِ عظیم و حدیثِ کریم میں کہیں اس کی حلّت و حُرمت کا تذکرہ ہے یا نہیں اگر ہے تو مردِ میدان بنے اور بہت جلد وہ آیت یا حدیث پیش کرے جس میں صندل اُٹھانے کا تذکرہ ہو۔ اور اگر کہے نہیں تو احادیث و آیت نے فرما دیا کہ شریعت نے جس بات کا کچھ تذکرہ نہ فرمایا وہ جائز و مباح اور اللہ کی معافی میں داخل ہے اللہ کی معافی پر اعتراض کرنے والا دیوبندی یا رانڈیری شرع سے جاہل یا قصداً متجاہل اور شریعتِ مطہرہ پر صائل ہے۔ وللہ الحمد۔

یہاں تک جواز کا بیان تھا۔ رہا استحباب تو جب صندل اٹھانے کی کیفیت مذکورہ میں کوئی چیز ناجائز و حرام نہیں اور مسلمانانِ اہلسنّت اسے نیت حسن محمود سے کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد سے داخلِ سُنّت ہے۔ اگرچہ زمانۂ سلف میں کسی نے نہ کیا ہو۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقۂ ندیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

يُسَمُّوْنَ بِفِعْلِهِمُ السُّنَّةَ الْحَسَنَةَ وَاِنْ كَانَتْ بِدْعَةً اَهْلَ السُّنَّةِ لَا اَهْلَ الْبِدْعَةِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَسَمَّى الْمُبْتَدِعَ لِلْحَسَنِ مُسْتَنًّا فَادْخَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّنَّةِ فَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْنٌ فِي اِبْتِدَاعِ السُّنَّةِ الْحَسَنَةِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَاَنَّهُ مَاجُوْرٌ عَلَيْهَا مَعَ الْعَامِلِيْنَ بِهَا بِدَوَامِهَا فَيَدْخُلُ فِي السُّنَّةِ كُلُّ حَادِثٍ مُسْتَحْسَنٍ قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اُجُوْرِ تَابِعِيْهِ سَوَاءٌ كَانَ هُوَ الَّذِيْ ابْتَدَاَهٗ اَوْ كَانَ مَنْسُوْبًا اِلَيْهِ وَسَوَاءٌ كَانَ عِبَادَةً اَوْ اَدَبًا اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ۔ مُلْتَقَطًا۔

یعنی نیک بات اگرچہ بدعت ونو پیدا ہو اس کا کرنے والا سُنّی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی اسلئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سُنّت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سُنّت میں داخل فرمایا اور اسی ارشادِ اقدس میں قیامت تک نئی نئی اچھی باتوں کے پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور حسنہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائیگا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا تو اچھی بدعت سُنّت ہی ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا خواہ اس نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہوا ور چاہے وہ عبادت کی بات ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور۔

وَلِلّٰہِ الْحَمْد! اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ علماء صلحاء مشائخ کے یہاں مُدّتہائے دراز سے ہر ہر ملک میں عرس معمول ہے۔ پھر کسی عُرس میں صندل اٹھتا ہے، کہیں گاگر اُٹھائی جاتی ہے، کہیں چادر چڑھائی جاتی ہے۔ مسلمان اس میں عام طور پر زمانۂ قدیم سے شرکت کرتے ہیں اور اس کو موجب خیر و برکت جانتے ہیں یا مستحسن سمجھتے ہیں۔ تو کافۂ اہلِ اسلام کا عمل اور صالحین کا تعامُل کسی چیز کے استحباب کیلئے خود ایک دلیل ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔ یعنی جو بات مسلمانوں کے نزدیک

بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔ تو ثابت ہوا کہ صندل شریف یا گاگر شریف اٹھانا یا چادر شریف چڑھانا اللہ عزّوجل کے نزدیک بھی مستحب و مستحسن ہے وللّٰہ الحمد۔ اللہ عزّ وجل ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ (سورۃ الحج ۳۲) یعنی جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بیشک یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہٗ۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔ (الحج ۳۰) یعنی جو شخص اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے پاس بہتر ہے۔

اور شک نہیں کہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اللہ عزوجل کی نشانیاں ہیں۔ تو ان کی تعظیم یقیناً دلوں کی پرہیزگاری اور اللہ عزّ وجل کے حضور لے جانے کے لئے بہترین تحفہ ہیں۔ اور شک نہیں کہ صندل اٹھانا گاگرے جانا چادر چڑھانا یہ سب امورِ تعظیم ایسے ہیں جن سے نہی نہیں۔ ان سے اولیاء کرام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ امور جائز و مستحسن و مستحب ہیں۔ وللّٰہ الحمد۔

عُرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ کسی مقبولِ بارگاہِ الٰہ کی یادگار میں مسلمان جمع ہوں، قرآن عظیم و درود شریف پڑھیں، خدا و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ذکر کے حلقے ہوں، مواعظِ حسنہ اور میلاد شریف کے جلسے ہوں۔ کچھ کھانا پکا کر یا شیرینی منگا کر ان سب چیزوں یعنی خیرات و حسنات کا ثواب اُن بزرگ کی رُوح کو پہنچا کر اُن کی رُوحانیت سے فیوض و برکات حاصل کئے جائیں۔ اور شک نہیں کہ عُرس کی یہ حقیقتِ حقہ یقیناً بلاشبہ جائز و مستحسن و مستحب و صواب اور درحقیقت ذکرِ ملک عزیز وہاب ہے۔ جلّ جلالہٗ و عم نوالہٗ۔ اور شک نہیں کہ عرس بطور مذکور کی طرف بلانا اللہ عزّ وجل کی طرف بلانا ہے جو یقیناً احسن و افضل ہے۔ اللہ عزّ وجل ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حم السجدہ ۳۳) یعنی اور اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں بے شک مُسلمان ہوں ـــــــ اور شک نہیں کہ صندل و گاگر و چادر وغیرہ مراسمِ عُرس جن بزرگانِ دین نے ایجاد فرمائے اور مصالح کے علاوہ ایک عظیم مصلحت ان کے پیشِ نظر یہ بھی تھی کہ اس طرح ساری آبادی میں اِعلان اور بستی کے تمام مُسلمانوں کو خبر ہو جائے کہ آج فلاں بزرگ کا عُرس ہے اور مزار پر حاضر ہوں، صاحبِ مزار کو سلام کریں فاتحہ پڑھیں ثواب پہنچائیں۔ ذکرِ خدا

اور رسول میں شامل ہوں۔ اور شک نہیں کہ یہ فائدہ ان مراسم میں اب بھی موجود ہے۔ تو یہ مراسم حقیقۃً اللہ عز وجل کی طرف بلانے کے طریقے ہیں۔ تو یقیناً مستحسن و مستحب ہیں۔ وللہ الحمد۔

شریعتِ مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ جس مباح بات سے دشمنانِ اسلام جلیں بھنیں، ان کے دلوں میں غیظ و غضب کے انگارے بھڑکیں اس کو افضل ٹھہرا دیتی ہے، مستحب و مستحسن و باعثِ ثواب فرما دیتی ہے اگرچہ فی نفسہٖ وہ شئے مفضول ہی ہو۔ مثلاً مسافر کیلئے تین روز اور مقیم کیلئے ایک دن وضو میں موزوں پر اُنکے شرائط کے ساتھ مسح کرنا جائز ہے لیکن ان کو اتار کر پاؤں دھونا افضل ہے مگر روافض ملاعنہ کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں اسلئے وضو کرتے وقت اگر کوئی رافضی دیکھ رہا ہو تو اسکو جلانے کیلئے موزوں پر مسح کرنا ہی افضل ہے اور اس وقت اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ یا حوض اور نہر دونوں موجود ہوں تو اگرچہ حوض سے وضو جائز ہے لیکن نہر سے وضو کرنا افضل ہے مگر معتزلہ مخذولہ کے نزدیک حوض سے وضو ہی جائز نہیں اسلئے اگر وضو کے وقت کوئی معتزلی موجود ہو تو اسکو جلانے کے لئے نہر چھوڑ کر حوض ہی سے وضو کرنا افضل اور باعث ثواب ہے۔ کَمَا نَصَّ عَلٰی هَاتَیْنِ الْمَسْئَلَتَیْنِ الْفُقَهَاءُ الْکِرَامُ فِیْ مُصَنَّفَاتِهِمْ۔ اور خود قرآنِ عظیم سے اسکی اصل ثابت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَلَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۙ (التوبۃ ۱۲۰)

یعنی مسلمانوں کو اللہ کے راستے میں نہ پیاس پہنچتی ہے نہ بھوک اور نہ کوئی رنج اور نہیں چلتے ہیں وہ کوئی ایسی رفتار جس سے کفّار کو جلن ہو اور نہیں پاتے ہیں دشمن کی طرف سے کوئی تکلیف۔ مگر اُن میں سے ہر ایک بات کے بدلے میں اُن کے لئے ایک عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

اور شک نہیں کہ صندل گاگر چادر اُٹھانے سے کفار وہابیہ و مرتدین دیوبندیہ دشمنانِ حضرت الٰہیہ اعدائے آستانہ نبویہ اپنے غم و غصّہ میں گھٹ گھٹ کر مرتے ہیں۔ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رفعتِ شان دیکھ دیکھ کر غیظ و غضب میں اپنی بوٹیاں چبا چبا کر تھوکتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ صندل و گاگر و چادر اٹھانا مستحسن و مستحب باعثِ ثواب و رضائے رب الارباب ہے۔ وللہ الحمد۔ قَالَ الرَّاضِیُ بِرَبِّیْ۔

مومنو قبروں کو ہرگز نہ لگانا صندل
مشرکوں کا یہ طریقہ ہے چڑھانا صندل

اقول: راندیری جی! مشرکوں میں جس قدر باتیں رائج ہوں کیا وہ سب شرعاً حرام وناجائز ہوتی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کڑھی کھچڑی بھی کھانا حرام ہوگا، گجراتی زبان بولنا بھی ناجائز ٹھہرے گا، گجراتی زبان میں اخبار و اشتہار چھاپنا بھی گناہ ہو جائیگا کہ کڑھی کھانا گجراتی میں بات چیت کرنا گجراتی میں اخبار واشتہار نکالنا یہ سب گجرات کے ہندوؤں کے طریقے ہیں۔ اور انہیں تینوں پر راندیری جی نہ بدکیں۔ وہ ذرا کھل کر اقرار تو دیں پھر دیکھیں کہ ان کا پاخانہ پیشاب بند ہو جائیگا، کھانا پینا حرام ٹھہرے گا، اٹھنا بیٹھنا بلکہ سانس لینا بھی دشوار ہوگا۔ کیوں کہ یہ سب باتیں مشرکوں میں رائج ہیں۔ بہتر ہے کہ دیوکے بندے مشرکوں کے ان سب طریقوں کو چھوڑ دیں اور سیدھے عدم آباد کی راہ لیں۔ سنّی مسلمانوں کو بھی ہر وقت اُن کے پیچھے لگے رہنے سے فرصت ملے۔ اور وہ بھولے بھالے سنّی مسلمان جو دیو کے بندوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اُن پر باب ہدایت کھلے۔ اور اگر راندیری جی پلٹا کھائیں اور کہیں کہ یہ تمام باتیں اگرچہ مشرکین میں رائج ہیں مگر اُن کے ساتھ خاص نہیں۔ اور اُن کے کرنے کے وقت میں موافقت مشرکین کا خیال بھی نہیں ہوتا اس لئے یہ تمام باتیں جائز ہیں۔ تو بیشک اب ٹھکانے سے آ گئے۔ کسی قوم کے ساتھ تشبّہ اسی بات میں ہو سکتا ہے جو اس قوم کے ساتھ خاص ہو یا اس میں کسی قوم کی موافقت کا ارادہ ہو۔ مزارات پر صندل چڑھانا ہرگز مشرکین کا فعل نہیں۔ اور بالفرض ہوتا بھی تو اُن کے ساتھ خاص نہیں۔ نہ معاذ اللہ سنّی مسلمان اُن کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں۔

قال الراندیری: صندل چڑھانے کا ثبوت نہ قرآن وحدیث سے ہے نہ صحابہ وتابعین سے نہ ائمہ اربعہ نہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نہ مشائخ چشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ سے۔ لہٰذا صندل چڑھانا حرام ہے۔

اقول: یہ راندیری کی ہوس خام ہے۔ ہم ابھی قرآن عظیم وحدیث کریم سے ثابت کر چکے کہ بزرگان دین کے مزارات طیّبہ پر صندل چڑھانا، گاگرے جانا، چادر چڑھانا جائز ومستحسن ومستحب وثواب وباعث خوشنودی ذوالجلال والاکرام ہے۔ ان دلائل قاہرہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ صندل چڑھانے کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کس قدر ظلم شدید اور شریعت مطہرہ پر افترائے ناکام ہے۔ دیوبندی مُلّا ہمیشہ دعوتوں میں شیرمال قورمہ اڑاتے، مرغ مسلّم کھاتے، گھی کا حلوہ، متنجن مزعفر وغیرہ سبھی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ مگر کبھی اپنی اس انوکھی بانکی ترچھی انیلی رسیلی نرالی اچھوتی دلیل کو یاد نہیں فرماتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے ان غذاؤں کے کھانے کی سند ملتی ہے نہ صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین واولیائے عارفین رضی اللہ تعالےٰ

عنہم سے اُن کھانوں کا کھانا ثابت ہے۔ انہیں کی دلیل اُن کھانوں کو حرام کر رہی ہے۔ کیسی کور باطنی ہے کہ اپنے پیٹ بھرنے کیلئے قرآن و حدیث وغیرہ کچھ یاد نہیں آتے۔ مگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جلالت دیکھ کر اپنی بوٹیاں چباتے اور غیظ و غضب کی آگ میں بھن جاتے ہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (سورہ ہود علیہ الصلاۃ والسلام ۱۸)

قال الراندیری: جُز خدا کے نہیں جائز ہے کسی کی بھی نیاز۔

اقول: مگر دیوبندی دھرم میں کسی نبی یا ولی کی نذر و نیاز کرنے والا ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ (دیکھو دیوبندیوں کے گرو گھنٹال اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی ص۸) اسی وہابی دھرم میں بزرگانِ دین کا عُرس کرنے والا کافر و مشرک ہے (دیکھو دیوبندیوں کے امام نافرجام اسمٰعیل دہلوی کی تذکیر الاخوان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۸۶ سے ۸۸ تک) اور گنگوہی و نانوتوی تھانوی کے پیر اور انبیٹھی راندیری کے دادا پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے ملفوظات شمائم امدادیہ مصدقہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے۔

> جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا۔ اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولینا روم کی نیاز بھی کی جائیگی۔ گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں۔ ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کے واسطے نہیں۔ بلکہ ناجائز شرک ہے۔ اور دوسرے۔ خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان میں عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف۔ اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کہ کوئی آتا ہے تو لوگ اُسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردارانِ عالم و عالمیاں (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (الیٰ قولہ) جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولانِ الٰہی سے کہتے ہیں نم کنومة العروس عُرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا۔"

اِس عبارت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی نیاز جائز ہے۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں۔ شیرینی اور کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے، میلاد شریف جائز ہے۔ بوقت ذکر ولادت قیام تعظیمی کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ نیاز اولیاء اور میلاد شریف سے روکنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عُرس دن مقرر کرکے کرنا جائز ہے، اس میں کوئی گناہ بھی لازم نہیں آتا۔ عُرس کی اصل حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ عرس یا میلاد شریف یا نیاز اولیاء میں اگر جاہل لوگ خلافِ شریعت باتیں شامل کردیں تو بھی عرس و میلاد شریف اور نیاز اولیاء کو روکنا جائز نہیں۔ بلکہ ان ناجائز باتوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے ———

اب حاجی صاحب نیازِ اولیاء و عرس بزرگانِ دین کو جائز کہکر اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے ڈبل کافر و مشرک ہوئے۔ اور سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ دھرم کے نئے قرآن تقویت الایمان پر سر منڈا کر حاجی صاحب اور گنگوہی و نانوتوی وانبیٹھی و تھانوی کے کافر مُشرک جہنمی ہونے پر ایمان لاتے ہو یا ان پانچوں کو مُسلمان کہہ کر اپنے گرو گھنٹال اسمٰعیل دہلوی کو کافر مرتد دوزخی بتاتے ہو۔ الحمد للہ دیوبندیتِ ملعونہ کا اگلا راستہ شمائم امدادیہ نے بند کردیا۔ اور پچھلا راستہ اسمٰعیل دہلوی بند کر چکا۔ اب نہیں معلوم راندیری جی کس طرح اپنی مُشکل کشائی کرائیں گے۔ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿سورۃ القلم ۳۳﴾

قال الراندیری: "چیز جو قبر پہ چڑھتی ہے وہ ہوتی ہے حرام"

اقول: اوّلاً دیو کے بندے جو مزاراتِ اولیاء کو معاذ اللہ بت جانتے ہیں وہ آپ ہی تبرکِ مزارات بزرگان کو بت کے چڑھاوے کی طرح حرام جانیں گے مگر وہ ملعون ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں محبوبانِ الٰہی کی طرف جو چیز منسوب ہو جائے مسلمان کے نزدیک ضرور متبرک ہے۔ امام اجل سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقۂ ندیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ وَالتَّبَرُّكُ بِضَرَائِحِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعَلُّقِ ذٰلِكَ عَلٰى حُصُوْلِ شِفَاءٍ اَوْ قُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّهٗ مُجَازٌ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَادِمِيْنَ لِقُبُوْرِهِمْ كَمَا قَالَ الْفُقَهَاءُ فِيْ مَنْ دَفَعَ الزَّكٰوةَ لِفَقِيْرٍ وَسَمَّاهَا

یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور اولیاء و صلحاء کے مزارات سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیاء کرام کیلئے منت ماننا کہ مقصود محض انکے مزارات کے خادموں پر تصدیق ہے جیسے فقہا نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکاۃ دے اور قرض کا نام لے زکاۃ ادا ہو

فَرَضًا صَحَّ لِاَنَّ الْعِبْرَۃَ بِالْمَعْنٰی لَا بِاللَّفْظِ۔ ہو گئی کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا۔

کیوں رانڈیری جی! اب سمجھے نذر اولیاء نذر فقہی نہیں بلکہ حقیقتاً متوسلین اولیاء پر تصدق ہے۔

واقول ثانیاً: رانڈیری جی! کچھ گھر کے اندر کی بھی خبر ہے؟ تمہارے گرو گھنٹال رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی پریس دیو بند کے صفحہ ۱۱۹ پر لکھا۔

"مسئلہ: ہنود کے تیوہار ہولی یا دیوالی میں استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا اُستاد یا حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: درست ہے۔"

کیوں رانڈیری جی! جب تمہارے ناپاک دھرم میں ان پوریوں کچوریوں کا کھانا جائز ہے جو ہولی دیوالی کی پوجا میں چڑھائی جاتی ہیں تو تبرکِ مزاراتِ اولیاء کو کس منہ سے حرام کراتے ہو۔ مگر ہاں تم کو صرف محبوبانِ خدا سے عداوت ہے۔ شیطانوں اور مشرکین کے دیوتاؤں سے تو تمہیں گہری اُلفت ہے۔ اسی لئے تمہارے دھرم گرو رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ حصہ سوم مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۱۴۵ پر لکھا۔

"محرم میں ذکر شہادتِ حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایتِ صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔"

سنی مسلمان بھائیوں! گنگوہی خانگی شریعت تو دیکھو۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر شہادت بروایتِ صحیحہ اور حضرت امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کے شربت کے حرام کرانے کو رافضیوں کے ساتھ "تشبہ" سوجھا مگر ہولی دیوالی کی پوریوں کچوریوں سے اپنے پیٹ کا جہنم بھرنے کے وقت ہندوؤں کے ساتھ تشبہ دکھائی نہ دیا۔ کیا دیوبندی دھرم میں رافضیوں کے ساتھ تشبہ حرام اور ہندوؤں کے ساتھ تشبہ حلال ہے؟ حالانکہ حضور شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شہادت بروایتِ صحیحہ بیان کرنا یا حضور کی نیاز دلانا ہرگز روافض کے ساتھ خاص نہیں۔ عامۂ اہلسنت میں یہ اُمور بلا نکیر رائج ہیں۔ نہ اہل سنت ان باتوں میں روافض طاعنہ کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں۔ مگر ہولی دیوالی کی کھیلیں پوریاں تو یقیناً ہندوؤں ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ مگر ہے یہ کہ دیو کے بندوں کو مہا دیو کے بندوں کی طرف داری اور اُن کے دیوتاؤں کی حمایت اور اہل اللہ کی عداوت و مخالفت لازم ہے۔ خذلہم اللہ تعالیٰ

قال الرانڈیری: جو شخص صندل کو جائز مانتا ہو وہ مرد میداں ہو کر آئے اور قرآن و حدیث و صحابہ و

ائمہ کے قول سے ثابت کردکھائے۔

اقول: ارے بے دینو! صندل کے جواز اور عدم جواز پر بحث کرنے کے لئے اس قدر ہمکتے ہو اور اپنے کفر و ارتداد پر مناظرہ کے نام ہی سے اپنے گھروں میں دبکتے ہو۔ تم نے خدائے قدوس جل جلالہ کو جھوٹا کہا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے سے انکار کیا۔ حضور مالک دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم مبارک کو اپنے پیر ابلیس ملعون سے کم بتایا، اپنے بزرگ ابلیس ملعون کو خدا کا شریک ٹھہرایا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چار پایوں کے علم کے مثل گایا۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے ہند و سندھ و پنجاب و بنگال و مدراس و دکن و کوکن و بلوچستان و کاٹھیاواڑ و گجرات کے دو سواڑسٹھ علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے تم پر اور جو تمہارے ان کفریات پر مطلع ہو کر تمہارے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھیں ان سب پر کفر و ارتداد کا فتوی صادر فرمایا۔ دیکھو حسام الحرمین شریف والصوارم الہندیہ۔

دیو کے بندو، عقیدوں کے گندو، ابلیسی پھندو! صندل یا گاگر یا چادر یا عُرس کو تمہیں حرام کرانے کا کیا حق ہے۔ پہلے اپنے کفریات سے توبہ کر کے مسلمان تو بنو۔ مسلمانی کے سایہ میں تو آؤ۔ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت تو دو۔ اپنے اور اپنے بڑوں کے اوپر سے کفر و ارتداد کے پہاڑ تو ہٹاؤ۔ اپنے ناپاک چہروں سے دیوبندیت وہابیت کے کالے ٹیکے تو مٹاؤ۔ اس کے بعد جس مسئلے پر تمہاری خواہش ہوگی سنیوں کا ایک ایک بچہ بعونہ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمہاری دہن دوزی و سرکوبی کیلئے آمادہ و تیار ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمَالِكِ الْمُخْتَارِ الْمُطَّلِعِ عَلَی الْغُیُوْبِ وَالْاَسْرَارِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَخْیَارِ وَابْنِهِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهِ الْاَطْهَارِ وَعَلَیْنَا وَعَلٰی سَائِرِ اُمَّتِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ۔ اٰمِیْنَ۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

قَالَ بِفَمِهٖ وَاَمَرَ بِرَقْمِهٖ وَصَحَّحَهٗ بِقَلْبِهٖ، کَلْبٌ مِّنْ کِلَابِ الْجَنَّةِ النَّبَوِیَّةِ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ الْحَضْرَةِ الْقَادِرِیَّةِ اَحَدُ الْفُقَرَاءِ الْاَسْتَانَةِ الرَّضْوِیَّةِ الْفَقِیْرُ اَبُوالْفَتْحِ عُبَیْدُ الرِّضَا الْمَدْعُوْ بِحَشْمَتْ عَلِی خَانِ الْقَادِرِی الرضوی اللکنوی غَفَرَ لَهٗ وَلِاَبَوَیْهِ وَاَخَوَیْهِ وَاَهْلِهٖ رَبُّهُ الْمَوْلَی الْقَوِیُّ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الْوَلِیِّ عَلٰی جَدِّهٖ وَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جمال الایمان والایقان بتقدیس محبوب الرحمٰن

۱۳ــــ۶۹ــــھ

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین آئندہ صفحات کے سوالات کے جوابات کے متعلق۔ فتویٰ مشرح ومدلل اور واضح ہونا ضروری ہے۔ بینوا توجروا۔

المرقوم مورخہ ۱۲ ا شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ۔ المستفتی محمد عبد الصمد قادری رضوی ساکن موضع پیر اشرف ڈاکخانہ سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ۔

جواب بپتہ مندرجہ بالا پر آنا۔ رجسٹری کیلئے ٹکٹ ہمراہ استفتاء روانہ خدمت ہیں۔

۱ سوال ــــ کتاب تقویۃ الایمان میں یہ عبارت کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا ہو وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے، لکھی ہے۔ آپ اس عبارت کو کیا سمجھتے ہیں۔ حق یا ناحق؟ اصل کتاب پیش فرمایئے!

۲ سوال ــــ جس عبارت مذکورہ بالا کے متعلق سوال ہے، یہ عبارت کیسی ہے اور ایسا کہنے والا اور عقیدہ رکھنے والا کیا ہے؟

۱ ۲ جواب ــــ چونکہ اپنے آپکو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیۂ ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرتا ہے لہٰذا اگر کسی نے یہ عبارت قرآن کریم کی تابعداری کر کے لکھی ہے تو ایسا لکھنے والا کافر نہیں کہا جا سکتا۔ چونکہ اُس نے قرآن کریم کی تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا۔ اس لئے اس شخص کے حق میں فیصلہ کفر کا عائد نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲ سوال ـــــ جو آیۂ کریمہ آپ نے لکھی ہے اس کا ترجمہ بھی تحریر کیجئے۔

۲ جواب ـــــ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی دراں حالیکہ تم ذلیل تھے۔

۴ سوال ـــــ اس آیۂ کریمہ کا ترجمہ صرف ذلیل لکھا گیا ہے اور عبارت مذکورہ بالا میں "چمار سے ذلیل" کا لفظ موجود ہے، یہ لفظ قرآن پاک کی تابعداری میں لکھنا ہوا یا مخالفت میں۔

۴ جواب ـــــ چونکہ میں اس کا جواب لکھ چکا کہ تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو لہٰذا غور کر لیجئے۔

۵ سوال ـــــ قرآن پاک کی تابعداری میں "چمار سے ذلیل" لکھنا کیسے مناسب ہو سکتا ہے جبکہ قرآن کریم نے "چمار سے ذلیل" فرمایا ہی نہیں۔

۵ جواب ـــــ چونکہ ذلیل ہونا ثابت ہے۔ سوال چمار سے ذلیل کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں تو کیا آپ ہر شئے کو بالتشریح قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

۶ سوال ـــــ جب لفظ "ذلیل" صاف ہے بلا کم و بیش اور مشرح بھی ہے۔ پھر "چمار سے ذلیل" کا لفظ بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہوا یا نہیں۔

۶ جواب ـــــ شاید آپ عربیت سے بالکل ناواقف ہیں انتم اذلۃ کے معنی پر غور فرمائیے اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ خدا کے نزدیک اب کوئی درجہ مقرر نہیں۔ جس قدر بھی اپنے کو ذلیل سمجھا جاوے۔ چونکہ مخلوقات میں جن حضرات نے اپنے آپکو ذلیل سمجھا اللہ تبارک و تعالےٰ نے اُسے عزت دیا اس لئے اس معنے میں چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنا ساری مخلوقات کا اس حیثیت سے عین عبادت ہے۔ ہاں اگر اس معنی سے کہ جیسا چمار ذلیل ہے اور مالک عزت نہیں کرتا ہے تو البتہ ایسا سمجھنا جائز نہیں۔

۷ سوال ـــــ ساری مخلوقات میں شیطان لعین و قارون و ہامان و ابوجہل بھی ہیں۔ ان خبثاء ملاعین سے بھی اپنے کو ذلیل سمجھنا کیا ہے۔ آیا یہ بھی عین عبادت ہے۔

۷ جواب ـــــ بحیثیت نفس ملعونہ یعنی نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں۔

۸ سوال ـــــ نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے۔

۸ جواب ـــــ کیا نفس بد اچھا ہے۔ سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے نفس کی خواہشات کی برائی سارے قرآن میں بھری پڑی ہے۔ پڑھئے سورۂ بقر۔

۹ سوال ـــــ قرآن پاک کا حوالہ آپ نے دیا ہے لہٰذا قرآن پاک سے ثابت کیجئے کہ ساری مخلوقات سے اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ حتیٰ کہ شیطان لعین و قارون و ہامان وغیرہ سے بھی۔

۹ جواب ـــــ یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم

اے ایمان والو اپنے نفسِ خبیث سے خبردار ہو جاؤ۔ اگر تم اپنے نفس کے بہکانے سے بچ گئے تو تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ معلوم ہوا کہ شیطان لعین سے زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا خود انسان کا نفسِ بد ہے۔ غور کیجئے۔

۱۰ سوال ـــــ انبیائے کرام کے نفس کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔ خصوصًا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفسِ پاک کو۔

۱۰ جواب ـــــ سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اور دُعا پڑھی اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندك ارحمنی انك انت الغفور الرحیم۔ معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نفسِ خبیث سے ہوشیار رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ البتہ نبی علیہ السلام معصوم و بے گناہ ہیں اس لئے آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوسکتی۔ مگر نبی علیہ السلام اپنے تقوی و طہارت و بزرگی کی وجہ سے اپنے نفسِ خبیث کو خبیث سمجھتے تھے۔ شقِ صدر ہوا اور آپ کا سینہ چاک ہوا۔ اور آپ کو بے گناہ بنایا۔ اللہ تبارکؔ تعالیٰ نے لہٰذا اس معنی کر یعنی بحیثیت نفسِ امّارہ ضرور آپ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے کو ذلیل سمجھتے تھے۔ چونکہ اللہ تبارکؔ تعالیٰ کی ذات لم یزل ولایزال ہے اور سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات محدود ہے۔ لہٰذا سردارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارکؔ تعالیٰ کے مقابلے میں ذرّہ سے کم ہیں۔ البتہ ساری مخلوق سے بڑھ کر ہیں۔ خدا کے بعد آپ کا درجہ ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

۱۱ سوال ـــــ جو عبارت آپ عربی میں لکھا کریں اُس کا ترجمہ بھی تحریر کیا کیجئے۔ لہٰذا جو دُعا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ بھی عربی عبارت ہے۔ اس کا بھی ترجمہ لکھئے۔

۱۱ جواب ـــــ کیا آپ عربی جانتے ہیں کہ نہیں۔

مندرجہ بالا ہر سوالات کا سائل محمد حیات علی صدّیقی قادری رضوی بھاؤپوری غفرلہٗ ربہٗ ضلع بستی

یوسٹ الٹو البقلم خود

مجیب مولوی محمد وکیل دیوبندی مقام ملہی پور ڈاکخانہ ہتھیا گڈھ ضلع گونڈہ۔

الجـــــواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب، الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہ سید العٰلمین وعلیٰ اٰلہ واصحٰبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین۔ رب انی اعوذ بك من ھمزات الشیٰطٰن واعوذ بك رب ان یحضرون۔ سائل سُنی حفظہ اللہ تعالیٰ کے

لاجواب سوالات اور مجیب دیوبندی خذلہ اللہ تعالیٰ کے نجس جوابات ملاحظہ میں آئے۔ مجیب دیوبندی نے ہر سوال کا جواب صاف دینے سے اپنے پہلو کو بچایا۔ بہت ہی کوشش بلیغ کے ساتھ اُن گھائیوں کے حجاب میں ادعائے عربی دانی کے نقاب میں دیوبندی مولویوں کے نجس و ناپاک عقائد کفریہ ملعونہ کو چھپایا۔ مگر پھر بھی وہ کفریات ملعونہ چھپ نہ سکے، منظر عام پر آہی گئے۔ اُ پر سے کشف حجاب اور اظہار حق وصواب کیلئے حضور پُرنور مرشد برحق امام اہلسنّت مجدّد اعظم دین وملّت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف نورانیہ وبرکات روحانیہ سے استعانت کرتے ہوئے چند مختصر کلمات لکھنے مناسب۔ وما العون الا من ربنا الملك الواهب فاقول وبالله سبحٰنه وتعالیٰ احول وعلیٰ حبيبه النبي الرسول عليه وعلیٰ اٰله وصحبه وابنه الغوث الاعظم وحزبه الصلاة والسلام اعول وفی میدان الجواب اجول وعلی الشاتمین السابين المخذولین اصول واضع فيهم بعونه تعالیٰ وبعون حبيبه صلی الله تعالیٰ عليه وعلیٰ اٰله وسلم الحسام المسلول۔

۱ــــــ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اپنی تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۱۶ پر لکھتا ہے

" جس نے اللہ کا حق اسکی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔

پھر صفحہ ۲۱ پر لکھتا ہے۔

" ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اسی نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چمار کا تو کیا ذکر ہے"۔

پھر صفحہ ۳۲ پر لکھتا ہے۔

" اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے"۔

پھر صفحہ ۶۳ پر لکھتا ہے۔

اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں"۔

اولاً ــــــ عبارت صفحہ ۱۶ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو بڑے سے بڑا کہا اور تمام مخلوقات کو ذلیل سے ذلیل

توکم سے کم بیچ میں ایک اور چاہیئے جو اللہ سے چھوٹا اور مخلوقات سے بڑا ہو۔ اللہ سے ذلیل اور مخلوقات سے معزز ہو۔ یہ کفر ہے۔ یعنی بابا النجدیہ نے اللہ عزّوجل کو بڑے سے بڑا اور تمام مخلوقات کو ذلیل بتایا۔ تو یہاں چار ہوئے۔ ایک اللہ کہ بڑے سے بڑا ہے۔ دوسرا وہ بڑا جو ذلیل نہیں اور اللہ سے چھوٹا ہے۔ تیسرا ایک ذلیل چوتھا مخلوقات کہ اس ذلیل سے ذلیل ہے۔ تو اللہ اور مخلوق کے درمیان دو اور ہوئے۔ ایک بڑا جو خدا سے بڑائی میں کم ہے۔ دوسرا ذلیل جو مخلوق میں ذلت سے کم ہے۔ اور اگر معلم الطائفۃ الوہابیہ کی طرف سے کوئی دیوبندی یوں تاویل گڑھے کہ وہ ایک ہی ہے، جو خدا سے بڑائی میں کم ہے اور مخلوق سے ذلت میں کم ہے، جب بھی بیچ میں تیسرا ماننے سے چارہ نہیں۔ پھر اگر صفاتِ الٰہیہ کو درمیان کا یہ تیسرا بتایا جو نہ خالق ہیں نہ مخلوق تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفاتِ کریمہ کو معاذ اللہ ذلیل ٹھہرایا اور یہ کفر ہے۔ اور صفات خداوندی کے سوا کسی اور چیز کو بیچ کا تیسرا بتایا تو ذاتِ باری تبارک وتعالیٰ و صفاتِ خالق عزّوجل کے سوا ایک اور کو مانا، جو اللہ کا مخلوق نہیں، یہ بھی کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک تعالیٰ۔

ثانیًا ـــــــ بحکم شریعتِ مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والسلام والتحیۃ ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ ذلیل کفّار و مشرکین ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنم خٰلدین فیھا اولٰئک ھم شر البریۃ۔ — بے شک جتنے کافر کتابی اور مشرک ہیں سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اسمیں رہیں وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔

نیز بحکم شریعتِ مقدسہ احمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ معزز اہل ایمان و عمل صالح ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریہ۔ — یعنی جو بے شک ایمان لائے اور اچھے کام کیئے وہی تمام مخلوقات میں بہتر ہیں۔

اور کفار و مشرکین میں نصاریٰ سے نیچے یہود ہیں۔ یہود سے نیچے صابئین۔ صابئین سے نیچے مجوس ہیں، مجوس سے نیچے مشرکین عبدۃ الاصنام ہیں۔ پھر بت پرستوں مشرکوں میں برہمن سے نیچے چھتری ہیں، چھتری سے نیچے بنیئے ہیں، بنیوں سے نیچے شودر ہیں، شودروں میں بھی سب سے نیچے چوڑھے اور چمار مانے جاتے ہیں۔

اُدھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایماندار نیکوکار بندوں میں صالحین سے اونچے شہداء ہیں، شہیدوں سے اونچے صدیقین ہیں، صدیقوں سے اونچے انبیاء ہیں، پھر نبیوں میں سب سے اونچے مرسلین ہیں۔ علیٰ سیدہم وعلیٰ جمیعھم وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلاۃ والسلام۔

پھر رسولوں میں بھی زیادہ اونچے صاحب شریعت رسول ہیں۔ پھر وہ مرسلین جو اپنی اپنی شریعت اللہ

تبارک وتعالیٰ کے حضور سے الگ الگ لیکر آئے۔ اُن میں سب سے زیادہ اونچے مرسلین اولوالعزم ہیں پھر اولوالعزم رسولوں میں بھی سب کے درجے یکساں نہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ و السلام سے افضل حضرت سیدنا کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اُن سے اکرم سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اُن سے اعلیٰ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام۔ اور اُن ہیں سب سے اعلیٰ واولیٰ سب سے اعظم واعلم سب سے والا وبالا سب سے بہتر وبرتر حضور اقدس سید العلمین مالک کونین شہنشاہِ دارین سیدنا ومالکنا وملکنا وملیکنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین وبارک وسلم وکرم۔

اسی مضمون کو حضور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یوں فرماتے ہیں۔

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا ووالا ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے — ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے — ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رُسُل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم

آہ! آہ! آہ! اس ابوالوہابیہ عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہٗ کا کیسا ظلم شدید، کتنا حیف بعید ہے کہ حضور اقدس سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ٹھہرادیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یعنی اس ذاتِ اوجہ واشرف واعز واعظم کو جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اسکی ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت وعظمت اور رفعت وجلالت والی ہے۔ ایسی قوم سے بھی زیادہ ذلیل ٹھہرادیا۔ جو اللہ عزوجل کی جملہ کائنات میں سب سے زیادہ دنائت وخسّت وحقارت وذلت والی ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

ثالثًا ـــــــ رشید الوہابیہ مرشد الدیوبندیہ جناب مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل مبوّب مطبوعہ جید برقی پریس بازار بلی ماران دہلی کے صفحہ ۱۶ پر تقویۃ الایمان کی اسی چمار سے زیادہ والی عبارت کی تاویل یوں گڑھتے ہیں۔

"اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اسکی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی ہو اُس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کمہار لوٹا مٹی کا بناوے اگرچہ خوبصورت پسندیدہ ہو، اسکو احتیاط

سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے۔ اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی۔ پس
حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک جو خالق محض قدرت سے ہے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہو سکتا
ہے۔ چمار کو شہنشاہ دنیا سے اولاد آدم ہونے میں مناسبت و مساوات ہے اور شہنشاہ نہ خالق و رازق
چمار کا ہے تو چمار کو تو شہنشاہ سے مساوات بعض وجوہ سے ہے بھی۔ مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی
مناسبت کسی کو نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ فخرِ عالم علیہ السّلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے
برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ مثل اُن کے نہ ہوا نہ ہوگا۔ مگر حق تعالےٰ کی ذاتِ پاک کے مقابلہ
میں وہ بھی بندۂ مخلوق ہیں۔ تو یہ سب حق ہے۔ مگر کج فہم اپنی کج فہمی سے اعتراض بیہودہ کر کے شانِ
حق تعالیٰ کو گھٹاتے ہیں اور اُس کا نام حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں۔" فقط
واللہ تعالےٰ اعلم۔ رشید احمد عفی عنہ۔

قرآنِ عظیم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعریف و تعظیم سے ربّ العزّۃ جل جلالہٗ کی حمد کرتا ہے۔

هُوَالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ○

یعنی اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے۔

هُوَالذی بعث فی الامیّین رسولا منهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ○ واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم وهوالعزیز الحکیم ○ ذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم ○

یعنی اللہ وہ ہے جس نے بے پڑھوں میں اُنھیں میں سے ایک عظمت والے رسول بھیجے کہ اُن پر اللہ کی آیتیں پڑھتے اور وہ رسول اُنھیں پاک کرتے اور اُنھیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ لوگ اُن سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور یہ رسول اُن میں کے اوروں کو پاک کریں گے اور کتاب و حکمت کا علم عطا فرمائیں گے جو ابھی نہیں آئے ہیں اور اللہ ہی عزت و حکمت والا ہے۔ اس رسول کی غلامی ملنی اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

۳ تبٰرك الذی نزل الفرقان علیٰ عبده لیکون للعٰلمین نذیرًا ○

یعنی بڑی برکت والا ہے وہ جس نے قرآن اتارا اپنے بندے پر کہ وہ سارے جہان کو ڈر سنانے والے ہوں۔

۴ سبحٰن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بٰرکنا حوله

یعنی پاکی ہے اُسے جو رات میں لے گیا اپنے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حرمت والی مسجد سے مسجد اقصیٰ تک

لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر ○ جس کے گرد ہم نے برکت رکھی کہ انھیں اپنی نشانیاں دکھائیں بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی سنتے دیکھتے ہیں کہ اُن کا سا سُننا دیکھنا کسی کو نہ ملا۔

مسلمانانِ اہلِ سنّت اِس طریقہ حمدِ الٰہی کو دیکھیں۔ جو اُن کے رب جل جلالہٗ کا ہے کہ وہ قرآن حکیم میں جا بجا اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح وثنا سے اپنی حمد فرماتا ہے اور اس بابا النجدیہ کی ناپاک رُوش دیکھیں۔

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔" صلا "ذلیل سے ذلیل جیسے چمار" ایضاً "پھر کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔" ص۲۹ "سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔" ص۲۹ "سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔" ص۳۳ "ناکارے لوگ" ص۴۱ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" ص۶۳ "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔" ص۴، وص۵، "فرمایا کہ مجھکو مُبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل سو اُن کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیئے۔" ص، "جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔" ص۲۵ "انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو اُن میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہوتے ہیں۔ سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔" ص۱، وص۲، کسی بزرگ کی تعریف میں میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔"

تقویۃ الایمان کی اسی قسم کی ناپاک دریدہ دہانیوں، اسمٰعیل دہلوی کی ایسی نجس بدزبانیوں کی حمایت میں گنگوہی جی اپنے فتاویٰ گنگوہیہ مبوّب حصّہ اوّل کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔ "اس عبارت سے مراد حق تعالےٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے۔" ——— یعنی اُس کی بے نہایت بڑائی کا بیان کرنا خود اُسے نہ آیا کہ قرآن کریم میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظمتوں سے اپنی عظمت ظاہر فرمائی۔ بلکہ گنگوہی جی کے نزدیک اُسکی بے نہایت بڑائی یوں ظاہر ہوگی کہ اُسکے محبوبوں کی بے نہایت بُرائی کرو، ذرّہ ناچیز سے کمتر کہو، بھنگی چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہو۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○

رابعًا ـــــــ گنگوہی جی نے تقویۃ الایمان کے اس گندے گھنونے کفری گھاؤ میں تاویل کی بتی رکھوانے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کمہار کے ساتھ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مٹی کے لوٹے کے ساتھ تشبیہ دی۔ مگر کام تو اس سے بھی نہ کٹا۔ کمہار کو بے بلا شبہ اپنے بنائے ہوئے سب برتنوں کو توڑ پھوڑ ڈالنے کا اختیار ضرور ہے لیکن اس اختیار سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اسکی بنائی ہوئی اچھی چیزیں اس کے روبرو اسکی بنائی ہوئی بری چیزوں بھی بدتر ہو جائیں۔ ایک کمہار سنی مسلمان دیندار نمازی پرہیزگار ہے۔ اس نے اپنے لئے اپنے یہاں آنیوالے مہمانوں کے لئے مٹی کو گوندھ کر اس سے استنجے کے ڈھیلے بھی بناتے ہیں۔ اور اسی نے اپنے اور اپنے مہمانوں کے وضو کیلئے مٹی کے لوٹے، کھانے پینے پکانے کیلئے برتن بھی بنائے ہیں۔ پھر کیا ایسا کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ کمہار کا بنایا ہوا مٹی کا ہر ایک برتن اس کے وضو کا ہو یا اس کے کھانے یا پینے پکانے کا، وہ کمہار کی شان کے آگے اس کے استنجے کے ڈھیلے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ ہر ادنیٰ عقل والا جانتا ہے کہ ایسا کہنے والا خود اس کمہار کو بے نقط سنا رہا ہے کہ اس کے پکانے کھانے پینے کے برتنوں، اس کے وضو کے لوٹوں کو اس کے استنجا کے ڈھیلوں سے بھی بدتر بتا رہا ہے۔ حالانکہ وہ برتن لوٹے ڈھیلے سب اسی کمہار کے بنائے ہوئے ہیں۔

بے شک بلا شبہ قطعًا یقینًا ساری مخلوقات، جملہ کائنات کا خالق و مالک صرف وہی ایک اکیلا نرالا اللہ واحد احد صمد ہے جل جلالہ، بے شک بلا شبہ اسے قطعًا یقینًا ہر ایک اپنی چھوٹی بڑی رذیل شریف حقیر ورفیع ذلیل وعزیز مخلوق کو مارنے اور جلانے فنا کرنے، باقی رکھنے، اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا پورا کامل اختیار ہے۔ لیکن اس سے معاذ اللہ یہ کیوں کر جائز ہوگا کہ اس کی عزیز ترین مخلوق کو اسکی شان کے آگے اسکی ذلیل ترین مخلوق سے بھی زیادہ ذلیل بتا دیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوبوں کو اسکی شان کے آگے اس کے دشمنوں سے بھی زیادہ ذلیل کہنا یقینًا خود اللہ عزوجل کی توہین وتنقیص کرنا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خامسًا ـــــــ آگے چل کر گنگوہی جی تقویۃ الایمان کی اس گندی گھنونی کفری عبارت کا یہ مطلب گڑھ کر بھولے بھالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کی مسلمانی وسنیت کو اپنے حلقۂ تلبیس وتزویر میں پھانسنا چاہتے ہیں کہ چمار کو جتنی مناسبت ومشابہت ومساوات شہنشاہِ دنیا کے ساتھ حاصل ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اتنی مناسبت ومشابہت ومساوات بھی حاصل نہیں۔ لیکن ہر منصف ذی عقل دیکھ رہا ہے کہ "تقویۃ الایمان" کی اس عبارت کفریہ کو گنگوہی جی کے اس گڑھے ہوئے مطلب سے کسی طرح کا ہرگز کچھ تعلق نہیں ـــ عبارت

"تقویۃ الایمان" کا یہ مطلب اسوقت ہوسکتا تھا کہ وہ عبارت یوں ہوتی۔کہ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اس کو اللہ کی شان کے آگے وہ خود اختیاری و استقلال بھی حاصل نہیں جو ایک چمار کو شہنشاہِ دُنیا کے مقابلے میں حاصل ہے"۔ —— مگر ہر دیکھنے والا دیکھ رہا ہے کہ عبارتِ "تقویۃ الایمان" میں شہنشاہِ دُنیا کا نام کو بھی قطعًا کچھ ذکر نہیں۔ بلکہ خود گنگوہی جی اپنے امام کی اس عبارت میں شہنشاہِ دُنیا کا ذکر زبردستی داخل کرا رہے ہیں۔ اور اپنے مُقتدا کے کفر کو اسلام بنا رہے ہیں۔ حالانکہ اس میں صرف تین ہی چیزیں ہیں۔ نمبر ایک "ہر مخلوق بڑا ہو چھوٹا"، نمبر دو "اللہ" عزوجل نمبر تین "چمار"۔ امام الوہابیہ کہہ رہا ہے کہ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔ اس کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار جتنا ذلیل ہے۔ اُس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک بڑا چھوٹا مخلوق اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے ذلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی اتنا زیادہ ذلیل نہیں جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کا ہر بڑا چھوٹا مخلوق اُسکی شان کے آگے ذلیل ہے۔ بے دین اپنی بے دینی سے اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے حضور اقدس شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتاتے ہیں۔ خُدائے پاک جلّ جلالہٗ کے محبوب صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ اقدس میں سڑی بُسڑی دُشنامیں سُناتے ہیں۔ اور اس دریدہ دہنی و بدگوئی کو اللہ تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ٹھہراتے ہیں۔ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون۔

سادساً —— بعض عیار وہابی مکار دیوبندی جاہلوں نافہموں پر یوں اندھیری ڈالتے ہیں کہ "صاحبو! تقویۃ الایمان کی اس عبارت میں حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یا کسی نبی ولی کا نام کہاں ہے۔ صاحبو! اُس میں تو ہر بڑے چھوٹے مخلوق کا ذکر ہے۔ بڑے مخلوق سے دُنیا کے دولتمند اور چھوٹے مخلوق سے دُنیا کے تنگدست لوگ مراد ہیں"۔ —— حالانکہ یہ شیطان کے کیدِ ضعیف سے بھی زیادہ بودا مکرِ سخیف ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انبیاء و اولیا و مشائخ و شہدا و ائمہ و ابنائے ائمہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم و علیہم الصّلاۃ والسلام کیلئے بعطائے الٰہی علمِ غیب و قدرت تصرّف ماننے اور اللہ کی رضا کیلئے اُن کی تعظیم و توقیر، اُن کی یاد کرنے ہی کو شرک و کفر ٹھہرانا امام الوہابیہ کی ساری "تقویۃ الایمان" کا مقصود ہے۔ جو مسلمانانِ اہلسنت اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کی عطا سے علمِ غیب و قدرتِ تصرّف مانتے ہیں۔ اپنے معبود و خالق جل جلالہٗ کی رضا کیلئے اُس کے محبوبوں کی تعظیم و توقیر اور اُن کی یاد کرتے ہیں۔ اُنھیں کو کافر مشرک ظالم بتانے کیلئے بابائے نجدیہ نے کتاب "تقویۃ الایمان" لکھی ہے۔

صفحہ ۱۶ کی اس عبارتِ کفریہ میں بھی اُنھیں کو آیۂ کریمہ ان الشرک لظلم عظیم کا مصداق بنانے

کیلئے یہ کفری تقریر گڑھی ہے۔ تو ضرور اس عبارتِ خبیثہ میں "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا" اِس لفظ سے یقیناً انبیاء اور اولیاء ہی مراد ہیں۔

دوسرے یہ کہ اِس عبارت ۂبیسہ میں "ہر" کا لفظ کل افرادی کا ترجمہ ہے جو ہر ہر فرد پر حکم ثابت کرنے کیلئے آتا ہے۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "دیوبند کے مدرسے کا ہر ایک مدرّس بڑا ہو یا چھوٹا وہ کافر مرتد بے دین دیو کا بندہ ہے" تو ایسا کہنے والے نے کیا مدرسہ دیوبند کے صدر المدرسین حُسین احمد ٹانڈوی کو بھی کافر مرتد بے دین دیو کا بندہ نہیں کہہ دیا۔ اگر وہ کہے کہ میں نے حسین احمد ٹانڈوی کا نام تو ہرگز نہیں لیا ہے۔ میں نے تو مدرسۂ دیوبند کے ہر ایک بڑے چھوٹے مدرّس کو کافر بے دین دیو کا بندہ کہا ہے تو کیا حُسین احمد ٹانڈوی اُس کا یہ عُذر قبول کر لیں گے۔

تیسرے یہ کہ گنگوہی جی سے سوال صرف اسقدر ہوا تھا۔

"سوال۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴ میں ہے (یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے مولانا علیہ الرحمہ نے کیا مُراد لیا ہے۔"

اِسی سوال کے جواب میں گنگوہی جی فتاویٰ گنگوہیہ حصّہ اول کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

"فخرِ عالم علیہ السّلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ کوئی مثل اُن کے نہ ہوا نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے مقابلے میں وہ بھی بندۂ مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے۔"

دیکھئے گنگوہی جی صاف لفظوں میں کُھلے طور پر قبول رہے ہیں کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت و بزرگی و برتری والے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مثل نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ لیکن پھر بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہنا معاذ اللہ گنگوہی دھرم میں حق ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو گنگوہی جی کے اِس اِقرار سے بھی صاف طور پر روشن ہوگیا کہ اِس عبارت تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴ میں اِمام الوہابیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا۔ اور گنگوہی جی نے بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ میں اپنے امام کی اسی گندی اور گھنونی گالی کو حق بتا دیا۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

چوتھے یہ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یقیناً قطعاً اللہ تبارک تعالیٰ کے مخلوق ہیں

جو شخص حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ عزّ وجل کا مخلوق نہ مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد بے دین ہے۔ اور حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے مخلوق ہیں تو قطعاً یقیناً اللہ عزّ وجل کی جملہ مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جمیع مخلوقات خداوندی میں سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ بھی قطعاً یقیناً کافر مرتد بے دین ہے۔ اور مخلوقات الٰہیہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے چھوٹے مخلوق قطعاً یقیناً دوسرے حضرات انبیاء ومرسلین وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام اور اصفیاء واولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ تو اس عبارت خبیثہ کا صاف صریح مطلب، بے پھیر پھار، بے گنجائش انکار یہی اور صرف یہی ہوا کہ "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں اور دوسرے انبیاء ملائکہ اصفیا واولیاء جو اللہ تعالیٰ کے مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم سے چھوٹے مخلوق ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ چمار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزّت اللہ کی شان کے آگے ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اور کسی نبی ورسول وفرشتہ وولی کی اللہ کی شان کے آگے اتنی عزّت ووقعت بھی نہیں جتنی اللہ کی شان کے آگے ایک چمار کی وقعت وعزّت ہے"۔ ـــــ العظمۃ للہ!

کفار ومرتدین اپنے کفر وارتداد کی بنا پر حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کھلی ہوئی توہین وتنقیص کرتے ہیں اور اس کا نام حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا دھرتے ہیں۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

پانچویں بات یہ ہے کہ عبارت صفحہ ۶۳ میں تو وہ صاف طور پر کھل کھیلا ہے۔ نام لے لے کر کہتا ہے۔ "سب انبیاء اور اولیاء اُس کے رُوبرو ایک ذرّۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں"۔ ـــــ اب تو کھلے طور پر ثابت ہوگیا کہ وہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام واولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کو کھلم کھلا ناکارے لوگ، چمار سے بھی زیادہ ذلیل، چوہڑے چمار، ذلیل سے ذلیل بتا رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سابعاً ـــــ امام الوہابیہ کے اس قول خبیث اور گنگوہی جی کی اس تاویل خبیث سے سیکھ کر اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو گنگوہی جی کتّے سے بھی زیادہ بدتر اور نانوتوی جی گدھے سے بھی زیادہ بدتر اور انبیٹھی جی وتھانوی جی سُوئر سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اور مطلب یہ بتائے کہ "کتّے کو دھوبی سے، گدھے کو کمہار سے، سوئر کو پاسی سے مخلوق ہونے میں مساوات ہے۔ دھوبی کتّے کا، کمہار گدھے کا، پاسی سوئر کا نہ تو خالق ہے نہ رازق ہے۔ تو کتّے کو دھوبی سے، گدھے کو کمہار سے، پاسی

کو سؤر سے بعض وجوہ کی بنا پر مساوات ہے بھی مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی مُناسبت گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی و تھانوی صاحبان کو بلکہ کسی مخلوق کو ہرگز نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ گنگوہی، نانوتوی انبیٹھی، تھانوی صاحبان اگرچہ مولوی کہلاتے ہیں مگر حق تعالےٰ کے مقابلے میں وہ بھی بندۂ مخلوق ہیں، تو اُن چاروں مولویانِ دیوبندیہ کو خدا کے روبرو کُتّے، گدھے، سؤر سے بھی زیادہ ذلیل کہنا سب حق ہے"۔

تو دیوبندی وہابی مولویوں کے نزدیک ایسا کہنا اُن چاروں پیشوایانِ اُمّتِ دیوبندیہ کی توہین ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہی عبارت ان چاروں صاحبوں کیلئے لکھ کر کم از کم ضلع بستی و ضلع گونڈہ ہی کے سارے مُلّایانِ وہابیہ و دیوبندیہ کے دستخطوں کے ساتھ چھپوا کر شائع کرائیں۔ اور ہزار پانسو نسخے عُلماءِ اہلسنّت کے حضور بھی بھجوائیں تاکہ وہ اپنے سُنّی بھائیوں کو دکھائیں اور اُن کی تسکین فرمائیں کہ بھائیو! دیوبندی وہابی مولویوں کو کچھ خاص تمہارے مالک و مولیٰ وارث و آقا سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم ہی کے ساتھ عداوت نہیں بلکہ اُن کی بولی ہی ایسی ہے، وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ اور اگر ایسا کہنے میں اُن چاروں مُلّایانِ دیوبندیہ کی توہین ہوگی تو سُنّی مُسلمانو! اللہ انصاف! اَب تم خود ہی غور و انصاف سے کام لو۔ دیکھو اِن دیوبندی وہابیوں سے بڑھ کر اور کون سا کافر مُرتد بے دین دیو کا بندہ ہوگا جن کے نزدیک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کو گالی دینا حلال و شیرِ مادر ہے، اِمامت و پیشوائی کا جوہر ہے۔ لیکن وہی کلمات ان مولویوں کو کہنا زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر ہے۔ یعنی ان کے نزدیک اُن کے مولویوں کی ساختہ عزّت مصنوعی عظمت معاذ اللہ حضورِ اقدس سیّدنا محمد رسول اللہ اعزّ خلق اللہ عند اللہ احبّ خلق اللہ الی اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچّی عزّت سچّی عظمت سے بدرجہا برتر و بہتر ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالےٰ۔

ثامنًا ــــــــ قرآنِ پاک میں ہے۔" اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمے کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین۔ آبرو دار (یعنی صاحبِ جاہ ومنزلت) ہوگا دُنیا اور آخرت میں اور قرب والا ــــــــ اور اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

وکان عند اللہ وجیھا ۝ یعنی اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا، انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا ۝

یعنی اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ، بیشک اگر تو انھیں رہنے دیگا تو تیرے بندوں کو گمراہ کردیں

کردیں گے۔ اور اُن کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر۔

اور اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

فلما ذهب عن ابراهيم الروع وجاءته البشرى يجادلنا فى قوم لوط ○ ان ابراهيم لحليم اواه منيب ○ يا ابراهيم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك وانهم اتيهم عذاب غير مردود ○

یعنی پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوشخبری ملی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ بیشک ابراہیم تحمل والا۔ بہت آہیں کرنے والا۔ رجوع لانے والا ہے۔ اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ، بے شک تیرے رب کا حکم آچکا۔ اور بے شک اُن پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا۔

اور اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

وللاخرة خير لك من الاولى ○ ولسوف يعطيك ربك فترضى ○

یعنی اور (اے محبوب) بیشک پچھلی تمہارے پہلی سے بہتر ہے۔ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنفقين لا يعلمون ○

یعنی اور عزت تو اللہ اور اُس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

اور اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

يرفع الله الذين امنوا منكم والذين اوتو العلم درجت ○

یعنی اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدى الله ورسوله واتقوا الله ان الله سميع عليم ○ يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون ○ ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله

یعنی اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں

اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوىٰ لهم مغفرة واجر عظيم ○ ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون ○ ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم ○

رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ لیا ہے۔ اُن کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کیلئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضًا ○

یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایکدوسرے کو پکارتا ہے۔

اور اللہ جلّ جلالہٗ فرماتا ہے۔

انه لقول رسول كريم ○ ذی قوة عند ذی العرش مكين ○ مطاع ثمّ امين ○

یعنی بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے حضور عزت والا وہاں اُسکا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے۔

اِن آیاتِ مبارکہ نے اور اُن کے مثل اور صدہا آیاتِ قرآنیہ نے صراحۃً اس عقیدۂ دینیہ ضروریہ کو بیان فرمادیا۔ بار بار اعلان فرمادیا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کے حضور اُس کے ایمان والے بندوں کو اُس کے دین کے عالموں کو عزت ورفعت حاصل ہے۔ بالخصوص اُس کے محبوبانِ بارگاہ حضراتِ انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اُسی کی عطا سے اُسکی بارگاہ میں عظمت وجلالت وقربت ومنزلت رکھتے ہیں خصوصًا اس کے تمام محبّین کے آقا اور اُس کے جملہ محبوبین کے مولیٰ حضور اقدس سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تو اُسی کے فضل وکرم سے اُس کی سرکار میں وہ عزت وعظمت حاصل ہے کہ اُن کیلئے ہر پچھلی ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ خود اُن کا بے نیاز بے پرواہ ربّ کریم جلّ جلالہٗ بکمالِ کرم اُن کا رضا جو ہے۔ اُن سے آگے بڑھنا حرام، اُن کی آوازِ پاک سے اپنی آواز بلند کرنا حرام، اُن کے حضور چلّا کر بات کہنا حرام، وہ اگر کاشانۂ نبوت میں جلوہ فرما ہوں تو حاضرِ دربار ہونے والے کو یہ بھی حرام کہ حجراتِ مقدسہ کے باہر سے اُن کو پکارے۔ اُن کو اُن کا نامِ اقدس لیکر اس طرح پکارنا حرام جیسے آپس میں ایک دوسرے کو اُس کا نام لے کر پکارتا ہے۔

وہ عزت والے رسول ہیں، قوت والے ہیں، عرشِ عظیم کے مالک جلّ جلالہٗ کے حضور عزت والے ہیں

عرشِ اعظم پر بھی اُن کا حکم نافذ ہے۔ وہاں بھی اُن کی حکومت ہے، وہ اللہ تبارک و تعالےٰ کے امانت دار ہیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے علم و فضل کے خزانے انھیں کی امانت میں سُپرد فرمائے ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انھیں کی رضا کو وادیٔ مقدس طویٰ میں طلب فرمانے والے حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام بھی اللہ رب العزت جل جلالہٗ کے حضور وجاہت والے ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اُن کے ہوا خواہ حضرت سیّدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ و رُوح اللہ علیہ الصّلاۃ والسلام بھی اُس عزیز مقتدر جل جلالہٗ کے دربار میں وجاہت والے اور اُس کے مقرّب ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اُنھیں کے نام اقدس کا جھنڈا اپنی کشتی پر بلند فرمانے والے حضرت سیّدنا نوح نجی اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام اس قاہر و متکبّر جل جلالہٗ کے حضور اپنی قوم کے کفّار کے ہلاک کیلئے اس نازِ محبوبانہ کے ساتھ دُعا عرض کرتے ہیں کہ "اے میرے رب ان کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا نہ چھوڑ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے دوسرے ایماندار بندوں کو بھی گمراہ کردیں گے اور جو اولاد جنیں گے وہ بھی بدکار اور بڑی ناشکری جنیں گے۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اُنھیں کے دُعا گو حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام کو جب حضرت سیّدنا لوط علیہ الصّلاۃ والسّلام کی قوم پر عذاب آنے کی خبر دی جاتی ہے تو وہ بہ ناز و انداز خلیلانہ اُسی غنی عن العٰلمین جل جلالہٗ سے اُس کام کے بارے میں جھگڑنے لگتے ہیں۔ اُن کا بے پرواہ بے نیاز رب جلّ جلالہٗ اپنے پیارے خلیل جلیل علیہ الصّلاۃ والسلام کو مناتا ہے اور فرماتا ہے کہ اُس خیال میں نہ پڑ اے میرے پیارے خلیل اب تو تیرے رب کا حکم آچکا۔ اُن کافروں پر عذاب کا آنا قضائے مبرم ہے جو رَد نہیں ہوسکتی۔

بہر حال حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو "اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل" کہنے والا تمام انبیاء و اولیاء کو خدا کے رُوبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر بتلانے والا جملہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی گالی دے رہا ہے، تمام انبیائے عظام علیہم الصلاۃ والسّلام کو بھی گندی دُشنام سُنا رہا ہے حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھی سخت شدید اہانت و توہین کر رہا ہے خود قرآنِ عظیم کی صدہا آیاتِ مبارکہ کو جھٹلا رہا ہے۔ حتّٰی کہ خود حضرت ربُّ العزت جلّ جلالہٗ کو بھی جھوٹا اور کاذب بنا رہا ہے، مقدس دینِ اسلام کے اعظم ترین و اہم ترین عقیدہ ضروریہ دینیہ و وجاہت انبیاء و عظمتِ مرسلین و عزّت حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کھلا ہوا انکار کر رہا ہے۔ پھر ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین، بندۂ دیو، عبد الشیطان، ذرّیتِ ابلیس ہونے میں کون سے مسلمان کو شک و شبہ رہ سکتا ہے۔

ناظرینِ اہلسنت کے قلوب کو جِلا دینے کیلئے اور ملاعینِ دیوبندیت کے دِلوں کو جلا دینے کیلئے اِتنا اور بھی سُنادینا مناسب ہے کہ "بیضاوی" و "ارشاد العقل السلیم" و "رغائب الفرقان" و "مدارک التنزیل" وغیرہا تفاسیر میں ہے "الوجاھۃ فی الدنیا النبوۃ وفی الاٰخرۃ الشفاعۃ" یعنی دُنیا میں وجاہت یہ کہ نبی ہیں اور آخرت میں یہ کہ شفاعت فرمائیں گے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

مگر امام الوہابیہ تو ان کو "ناکارے لوگ" "چوہڑے چمار سے بھی زیادہ ذلیل" "ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر" کہتا ہے۔ وہ اُن کے لئے وجاہت کیونکر مان سکتا ہے۔ وَالعیاذ باللہ تعالےٰ۔

تاسعًا ـــــــــ ایک عبارت میں "چمار سے بھی زیادہ ذلیل" کہا، دوسری عبارت میں "ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر" لکھا یعنی چوہڑے چمار سے بھی زیادہ بدتر کہ وہ پھر اِنسان ہیں۔ اور انسان کو عزّت بخشی ہے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے "ولقد کرمنا بنی ادم" یعنی بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزّت بخشی۔ انبیاء و مُرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام کو چوڑھے چمار سے بھی بدتر کہنا کیسی زبردست گالی ہے۔ وَالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عاشرًا ـــــــــ امام الوہابیہ نے اپنی گالی کا پردہ یہ رکھا کہ ہم نے تو اللہ کی شان کے روبرو کہا ہے۔ اس کے رَد میں حُضور پیر نور اعلیحضرت قبلہ مرشد برحق امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم دین وملت رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں "ماقدروا اللہ حق قدرہٖ" ظالموں نے اللہ ہی کی شان کی قدر نہ کی ـــــ اللہ عزّوجل ایک قوم کا حال بیان فرماتا ہے۔

یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہٖ ۝ یعنی اللہ اور اُس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔

فرماتا ہے

اولئک ھم الکٰفرون حقا ۝ یعنی یہی حقیقی کافر ہیں۔

اللہ اور اُس کے رسولوں میں یہ جُدائی ڈالنا ہے کہ اُن کی عزّت اُن کی عظمت اللہ تعالےٰ کی عزّت و عظمت سے جُدا ہے۔ حاشا للہ! انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام کی شان اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی شان ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام کی عزّت اللہ تعالےٰ ہی کی عزّت ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم اللہ تعالےٰ ہی کی تعظیم ہے۔ دیکھو ائمۂ دین نے فرمایا ہے کہ غیر خدا کیلئے تواضع حرام ہے (دیکھو ملتقط و درمختار وعالمگیری میں ہے "التواضع لغیر اللہ حرام" یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کیلئے تواضع حرام ہے) پھر علماء وغیرہم معظّمانِ دین کے لئے تواضع کا حُکم دیا ہے۔ اگر اُن کی عزّت اللہ ہی کی عزّت نہ ہوتی تو اُن کیلئے تواضع حرام ہوتی۔ قال اللہ تعالیٰ فان العزۃ للہ جمیعا ۝ یعنی ساری عزّت اللہ کے لئے ہے۔ اور فرماتا ہے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ○ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں ہی کیلئے ہے۔ اگر اُن کی عزت عزتِ الٰہی سے جُدا ہوتی تو عزت کے حصّے ہو جاتے۔ ساری عزت اللہ کیلئے نہ ہوتی تو اس نے اللہ ہی کی شان کو چمار سے بدتر اور ذرّہ ناچیز سے کمتر کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حادی عشر ——— اقول ساری علّت وہی (اللہ از اس کے رسولوں میں) فرق ڈالنا ہے کہ اس نے انبیاء اولیاء کو خدا کے مقابل ایک مستقل ہستی سمجھا ہے۔ وہاں کہا "اللہ کی شان کے آگے" یہاں کہا "اس کے روبرو"۔ آگے اور روبرو مقابل ہی کو کہتے ہیں۔ گنگوہی صاحب نے اس ملعون قول کا چاک سِلانے کو اپنے فتاویٰ میں اس لفظ کی تصریح کی کہ "فخر عالم حق تعالےٰ کے مقابلہ میں" یہ ان شرک پرستوں کا کھلا ہوا شرک ہے۔ انھوں نے دو مستقل عزتیں رکھیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی دوسری انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی۔ اور اُن کا باہم یوں موازنہ کیا کہ اس کے مقابل یہ چمار اور ذرّے سے بھی بدتر ہے۔ حالانکہ یہ اسی کے ظل ہیں۔ اسی کی عزت ان میں تجلّی فرما ہے۔ پھر ناپ تول کیسی۔ اگر بلا تشبیہ آئینے میں بادشاہ کے عکس کی اس کے مقابل تذلیل کیجئے کہ یہ تو اُس کے سامنے نہایت ہی ذلیل و ناپاک سوئر سے بھی بدتر ہے تو یہ بادشاہ ہی کی توہین ہوگی کہ اُس کے عکس میں بادشاہ ہی کی خوبی جلوہ گر ہے۔ یہ اسی لئے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام و اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مدد مانگنا شرک بتاتے ہیں کہ وہ اُن کے نزدیک خدا سے جُدا ہستی ہیں جیسے مشرکوں کے بُت والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ حالانکہ اُن (محبوبانِ خدا علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام) سے مانگنا بعینہٖ خدا سے مانگنا ہے۔

ثانی عشر ——— ظل کو اصل ٹھہرانا ہی ظلم عظیم اور شرک ہے۔ یہ تین طور پر ہے (۱) دوسرے کو معبود جاننے (۲) یا واجب الوجود ماننے (۳) یا اُسے خدا سے جُدا ایک مستقل عزت والا ٹھہرا کر خدا کا اور اُس کا مقابلہ کرے، باہم ناپ تول کرائے۔ پہلا مشرکوں کا تھا ہی، دوسرا آریہ نے اختیار کیا۔ تیسرا رہ گیا تھا وہ امام الوہابیہ گنگوہی صاحب و جملہ وہابیہ کے حصّے میں آیا۔ یہ تینوں گروہ خالص مشرک ہیں۔

طرفہ یہ کہ آریہ تو آریہ، وہابیہ بھی اپنے آپ کو موحّد کہتے ہیں۔ انھوں نے تو دو ہی کو مستقل رکھا تھا، روح و مادّہ۔ ان کے یہاں تو لاکھوں سے گنتی بڑھ گئی کہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عزت خدا کی عزت سے جدا مانتے اور اُن کی ناپ تول اور مقابلہ کراتے ہیں۔ گنگوہی صاحب نے صاف مقابلہ کا لفظ لکھ ہی دیا۔

ثالث عشر ——— صفحہ ۲۳ والی ناپاک عبارت بھی اسی دعوے کے ثبوت میں لکھی کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو پُکارنا شرک ہے۔ یہاں محبوبانِ خدا (علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام) کو "عاجز، ناکارے" کہا ہی تھا اور یہ کہ "وہ کچھ فائدہ نقصان نہیں پہنچا سکتے" یعنی (معاذ اللہ) بیل

اور سانپ سے بھی گئے گذرے۔ سانپ نقصان دیتا اور بیل فائدہ پہنچاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولھم فیھا منافع ومشارب افلا یشکرون ○ اور ان کیلئے اُن (چوپاؤں) میں کئی طرح کے نفعے اور پینے کی چیزیں تو کیا شکر نہ کریں گے یہ پتھر کنکر بھی نقصان دیتا فائدہ پہنچاتا ہے۔ نیو کو مضبوط بناتا ہے۔ سر پر گرے تو دو سر کر دیتا ہے، پانی نہ ملے تو تیمم میں کام آتا ہے۔ تو اس نجس عبارت میں حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام واولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ کنکر پتھر سے بھی بدتر ٹھہرا دیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابع عشر ـــــــــــ یہ خبیث تو یوں بکتا ہے کہ "چھوٹے بڑے سب اُس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر" لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ یعنی ان کو غنی کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے ـــــ اور اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔

ولو انھم رضوا ما اٰتٰھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا من فضلہ ورسولہ۔ یعنی کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انھیں اللہ اور اللہ کے رسول نے عطا بخشی۔ اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں دیتا ہے اللہ اور اللہ کا رسول اپنے فضل سے۔

اور اللہ جل وعلا حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد بیان فرماتا ہے۔

ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ یعنی میں اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں زندہ کرتا ہوں مُردے کو اللہ کے حکم سے۔

اقول: (۱) کیا محتاج اور وہ جنھوں نے اُسے غنی کر دیا۔ (۲) حاجت والے اور وہ جس سے لو لگائے رہنے کا انھیں حکم ہے کہ اب ہمیں وہ عطا فرمائیں گے (۳) مادرزاد اندھا اور وہ جو اُسے انکھیارا کر دیتے ہیں۔ (۴) برص والا اور وہ جو اسے شفا دیتے ہیں۔ (۵) مُردہ اور وہ جو اُسے زندہ کر دیتے ہیں۔ یہ سب یکساں عاجز ہیں اور بے اختیار؟ اور اگر نرے عاجز اور بے اختیار بھی یہ کام کر سکتے ہیں (اگرچہ ایسا نہ کہے گا مگر مجنوں) تو اوّل یہ کہ محتاج بیمار مُردے خود ہی کیوں نہ غنی و تندرست و زندہ ہو جاتے۔ یہ بھی تو آخر اُن کے برابر ہی کے ہیں۔

دوسرے یہ کہ تم خود بھی تو اُن کے برابر کے ہو کر بندوں سے باہر نہیں۔ اُنہوں نے مُردے جلائے تم ایک بال تو اُکھیڑ کر جما دو۔ اور اگر کہو کہ اُن کو یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے دئیے۔ تو

پہلی بات یہ ہے تمہارا امام یہ تشاخسانہ مانتا ہی نہیں۔ وہ دیکھو تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۱۱

"خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

دُوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے انھیں اختیار دیا، اوروں کو نہ دیا تو دیئے بے دیئے برابر کیسے ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دینا بھی معاذ اللہ بیکار ہوگیا۔ کوئی اندھے سے بھی اندھا بادشاہ مالکِ خزائن اور ایک بھک منگے کو نہ کہے گا کہ دونوں یکساں بے زر ہیں اور نادار۔ اگرچہ ماں کے پیٹ سے وہ بھی نہ لایا ——— بات یہ ہے کہ وہابی ایمان کی دولت سے خالی اور دل کا مادر زاد اندھا ہے۔ اُسے نہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایمان کی دولت عطا کی نہ مسیح علیہ الصّلاۃ والسّلام نے اُسے انکھیارا کیا۔ پھر وہ کیوں کر اُن کو سب بڑے چھوٹے بندوں کی طرح یکساں عاجز اور بے اختیار نہ بتائے، کیونکر اُن کے اختیار نہ بتائے، کیونکر اُن کے اختیارات پر ایمان لائے۔ اندھا جب بتیا ہے کہ وہ آنکھیں پائے۔

سُنّی مُسلمان بھائیو! للہ انصاف! کیا حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور ہر قلّاش بھک منگے نادار مفلس لولے لنگڑے اپاہج کو برابر کے عاجز اور بے اختیار بتانا مُسلمان کا کام ہو سکتا ہے۔ وَالعیاذُ بِاللہِ تعالیٰ۔

خامس عشر ——— غنیمت ہے کہ انبیاء ومُرسلین علیہم الصّلاۃ والسّلام واولیائے کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم وحضور شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب بڑے چھوٹے بندوں کے برابر یکساں بے خبر اور نادان کہا۔ گنگوہی نے تو اس وسعتِ علم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ابلیسِ ملعون سے بھی لاکھوں درجے گھٹا رکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو براہینِ قاطعہ گنگوہی صفحہ ۵۱)

کتابِ مبارک انباءُ المصطفےٰ وکتابِ مستطاب الدولۃ المکیۃ شریف وکتاب کامل النصاب خالص الاعتقاد شریف ملاحظہ ہوں۔ جن میں حضور پُرنور مرشدِ برحق امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم دین وملّت اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قرآنِ عظیم وحدیثِ کریم وائمۂ دینِ قویم سے ٹھیک دوپہر کے آفتابِ عالمتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر براہینِ قاطعہ ودلائلِ متکاثرہ سے ثابت فرمایا ہے کہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کے ذرّے ذرّے کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا ہوا، تمام جہان حضور کے پیشِ نظر ہے، دلوں کے خطروں سے آگاہ ہیں۔ سرِدست یہی چار آیتیں سُنیئے۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔

عٰلمُ الغیبِ فلا یظھرُ علیٰ غیبہٖ احدًا ۙ الّا منِ ارتضیٰ من رسولٍ ۝ یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

اور اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

وعلمنٰہ من لدنا علما ○ یعنی اور ہم نے خضر علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے خاص غیب کا علم دیا۔

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وما ھو علی الغیب بضنین ○ یعنی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غیب کے بتانے میں بخیل نہیں

اور اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ○ یعنی اور اللہ اس لئے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

دیکھو اللہ عزّوجل تو رسولوں اور عام لوگوں میں فرق بتاتا ہے اور امام الوہابیہ کہتا ہے "سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان"۔۔۔۔۔ اقول: قرآن نے بتادیا کہ فرق کے لئے اپنی ذات سے ہونا ضروری نہیں۔ نہ دیئے بے دیئے یکساں ہوسکیں۔ کیا جاہل اجہل کہ الف کے نام بے جانے اور صدّیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، معاذ اللہ برابر کے جاہل ٹھہریں گے۔ کہ صدّیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا علم بھی ذاتی نہیں۔ غرض ہر جگہ الوالوہابیہ کو دو کام ہیں قرآن کی تکذیب اور رسُولوں کی توہین۔ واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ○

سُنّی مُسلمان بھائیو! للہ انصاف! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور ہر جاہل کافر کو برابر کے نادان کہنا مسلمان کا کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر بھی غنیمت ہے کہ بابا النجدیہ نے اس عبارت صفحہ ۲۹ میں انبیاء و مرسلین و سیّد المرسلین صلوٰت اللہ تعالےٰ وسلامہٗ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو سب چھوٹے بڑے نِدُرل کے برابر بیخبر و نادان بتایا۔ حکیم الامۃ الدیوبندیہ مجدد الملّۃ الوہابیہ اشرفعلی تھانوی نے تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علمِ غیب کے مثل علمِ غیب ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کیلئے بھی بتادیا (ملاحظہ ہو حفظ الایمان تھانوی صفحہ ۸) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سادس عشر۔۔۔۔۔ شیخ الطائفہ دہلوی نے عبارت صفحہ ۱۴ میں تو اتنا ہی لکھا کہ "جس کا نام محمّد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" اور صفحہ ۳۳ پر لکھ دیا کہ "کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے نہ اسکی طاقت رکھتے ہیں"۔ بلکہ صفحہ ۴۵ پر صاف لکھ دیا کہ "اُن سے کچھ دین و دُنیا کے فائدے کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں"۔ یہ نہ صرف حُضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بلکہ خود اللہ قادرِ مُقتدر جلّ جلالہٗ کی بھی توہین ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت سیّدنا آدم صفیُّ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کیلئے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی بے شک میں زمین میں نائب مقرر کرنے والا ہوں۔ اور فرماتا ہے جلّ مجدہٗ۔ یٰداؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض یعنی اے داوٗد بے شک ہم نے تمہیں زمین

میں نائب مقرر کیا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے گا، اُسکی طاقت اُسے دی جائیگی جسے نہ کسی کام میں دخل نہ کسی کام کی طاقت نہ کسی چیز کا اختیار وہ پتھر ہو گا۔ اور پتھر پتھر ہی کا نائب ہو سکتا ہے نہ کہ قادر کا۔ تو یہ صرف انبیاء و مرسلین علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام ہی کی اہانت نہیں بلکہ اُن کے رب قدیر جل جلالہٗ کی بھی توہین ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سابع عشر ـــــــ معلم الطائفہ نے تمام اُمّتِ مرحومہ کو مُشرک ٹھہرا دیا۔ مُسلمانو! تم میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دین و دنیا کے کسی فائدے کی کچھ بھی کسی طرح کی بھی اُمّید نہ رکھتا ہو۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

ثامن عشر ـــــــ اُس نے تو یہ کہا لیکن قرآنِ کریم نے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے لَو لگی رکھنے کا حکم دیا کہ اب ہمیں اپنے کرم سے عطا فرماتے ہیں۔ (آیتِ کریمہ رابع عشر میں تلاوت کی گئی) اس کے نزدیک یہ قرآنِ عظیم کا معاذ اللہ شرک ہے۔ قرآنِ حکیم تو شرک سے پاک ہے یہی مُشرک ہے جس کا بیان حادی عشر و ثانی عشر میں گذرا۔ اس کا معلم نجدی خبیث تو یہی کہتا تھا کہ میری لکڑی تو محمد سے زیادہ فائدے کی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) جس سے یہ نکل سکتا کہ کچھ فائدہ ان سے بھی ہے۔ اگرچہ ایک لکڑی کے فائدے سے کم۔ مگر اُس نے اصلاً لگی نہ رکھی مطلقاً اُن سے نفع کی اُمید ترک کردی۔ کوئی دھوکہ باز، بے ایمان یہاں یہ کہے گا کہ بالذات بے عطائے خدا نفع رسانی کی نفی مُراد ہے۔ مگر اللہ واحد قہار جل وعلا دغا بازوں کے فریب کو راہ نہیں دیتا۔ اوّل تو یہ کہ اُمّید کیلئے بے عطائے الٰہی نافع ہونے کی کیا ضرورت۔ ایک مُحتاج جہاں سے تنخواہ پائے گا اُسکی اُمید رکھے گا۔ دوسرے یہ کہ بد دین تو صاف کہہ چکا کہ" اُن کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی" (تقویۃ الایمان صـــ) تو صراحۃً عطائی کا مُنکر ہے اور یہ قرآنِ عظیم کی تکذیب اور کُھلا کفر ہے وما العیاذ الا بربنا سُبحٰنہٗ وتعالیٰ۔

تاسع عشر ـــــــ حدیث شریف تو اس قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی ابن مریم فانما انا عبدہٗ فقولوا عبد اللہ ورسولہ

جس کا ترجمہ صرف اس قدر ہے۔ کہ مجھ کو حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ علیہما الصلاۃ والسلام کو نصاریٰ نے حد سے بڑھایا کیونکہ بات تو یہی ہے کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (رواہ البخاری ومسلم عن سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام الوہابیہ نے اپنی بھدی بھونڈی زبان میں اس کا ترجمہ یہ گڑھا۔ "پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابنِ مریم علیہما السلام کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا سو میں اُس کا بندہ ہی ہوں، سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اُس کا رسول" ـــــــ اُس کے بعد "کفر" کی "ف"

لکھ کر اس حدیث شریف کا کفری مطلب گڑھتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف اس حدیث شریف سے یہی ناپاک مطلب اور مراد لینے کا افترا جڑتا ہے کہ " یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھے بخشتے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں"۔ ــــــ یہ حضور سید الکونین شاہنشاہ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سب فضائل خاصہ سے کفر ہے۔ مولیٰ عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو لاکھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے کہ کسی نبی و رسول نے نہ پائے۔ ازاں جملہ فوق السمٰوٰت معراج ہونا، اس زندگی میں دیدار الٰہی ہونا، خاتم النبیین ہونا، سید المرسلین ہونا، اکرم الاولین والآخرین ہونا، صاحب شفاعت کبریٰ ہونا، صاحب مقام محمود ہونا، صاحب الوسیلۃ العظمیٰ ہونا، صاحب الدرجۃ الرفیعہ ہونا۔ ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول اللہ کہہ دینے میں ہرگز نہیں آسکتے۔ ورنہ رسول تو سبھی مرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ سیدہم وعلیہم وعلی الاجمعین سبھی میں یہ فضائل و کمالات ہوتے۔ لیکن امام الوہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جتنی خوبیاں جتنے کمالات ہیں سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں تو صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں کوئی ایسی خوبی کوئی ایسا کمال نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو۔ یہ معراج و دیدار الٰہی و ختم نبوت و شفاعت کبریٰ و افضلیت مطلقہ وغیرہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمام خصائص مبارکہ سے صریح انکار اور کھلا کفر ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور " یعنی" کہہ کر اس کفر کا افترا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر رکھ دیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اتنا ہی تھا کہ " اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو" ترجمہ وہ گڑھا کہ " یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول"۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر یہ حصر کا افترا بھی اسی خباثت کیلئے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں رسالت کے سوا کوئی خوبی نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عشرین ــــــ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير وما مسني السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون ○	یعنی تم فرماؤ میں اپنے جان کے بھلے برے کاموں کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی۔ میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

آیت مبارکہ کا مطلب صاف اور واضح اور روشن ہے کہ بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہونچنا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے۔ کیونکہ کوئی عطائی قدرت رکھنے والا ہرگز اپنی خواہش کے مطابق تمام بھلائیوں کو جمع نہیں کرسکتا۔ کوئی عطائی قدرت رکھنے والا ہر قسم کی برائیوں تکلیفوں کو اپنے تک پہنچنے سے ہرگز روک نہیں سکتا۔ عطائی قدرت رکھنے والا تو بندہ ہی ہوگا اور بندہ

صرف انھیں بھلائیوں کو جمع کرسکتا ہے جنکو حاصل کرنے کے متعلق ذاتی قدرت رکھنے والے خدا جل جلالہٗ کی مشیت ہو۔ بندہ صرف انھیں برائیوں اور تکلیفوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک سکتا ہے جنکے نہ پہنچنے کے متعلق ذاتی قدرت رکھنے والے خدا عزّ جلالہٗ کی ارادت ہو تو بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہوسکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی ہو۔ کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے اُس کے تمام صفات ذاتی۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کر لیتا اور برائی نہ پہنچنے دیتا۔ بھلائی سے مُراد راحتیں اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے۔ اور برائیوں سے مراد تنگی و تکلیف اور دشمنوں کی ایذا رسانی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کو مطیع اور نافرمانوں کو فرمانبردار اور کافروں کو مومن کر لینا ہو اور برائی سے بد بخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا۔ تو حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر میں نفع و ضرر کا ذاتی اختیار اور غیب کا ذاتی علم رکھتا تو اے کافرو! اے منافقو! تم سب کو مومن کرڈالتا اور تمہارا کفر و نفاق دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ ظاہر ہے کہ آیت مبارکہ متلوّہ میں "اعلم الغیب" سے وہی علم غیب مراد ہے جسکے لئے اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی پہنچنا اس کے منافی ہو۔ روشن ہے کہ جس کو ذاتی علمِ غیب ہوگا وہ خدا ہی ہوگا ہرگز بندہ نہیں ہوسکتا۔ اور جس کو عطائی علم غیب ہوگا وہ بندہ ہوگا ہرگز خدا نہیں ہوسکتا۔ کوئی بندہ ہرگز اپنی خواہش کے مُطابق بھلائیوں کو جمع نہیں کرسکتا۔ کوئی بندہ ہر قسم کی تکلیف سے اپنے آپکو بچا نہیں سکتا۔ ہر ایک بندہ اس بات کا علم عطائی رکھتا ہے کہ عمرِ دوامی ضرور ایک بھلائی ہے لیکن کوئی بندہ اپنے اس علم عطائی کے ذریعے سے عمرِ دوامی حاصل نہیں کرسکتا۔ ہر ایک بندہ اس بات کا علمِ عطائی رکھتا ہے کہ موت ضرور ایک برائی اور تکلیف ہے لیکن کوئی بندہ اپنے اس علم عطائی کے سبب موت کو اپنے تک پہنچنے سے روک نہیں سکتا۔ تو واضح ہوگیا کہ کوئی علم عطائی ہرگز ایسا نہیں جس کے لئے اپنی خواہش کے مُطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی کا پہنچنا اس کے منافی ہو۔ البتہ علم ذاتی کیلئے بے شک ضرور اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی پہنچنا اس کے قطعًا منافی ہے۔ کیونکہ علم ذاتی خدا ہی کا علم ہے۔ اور خدا قادرِ مُطلق ہے۔ اپنی مشیت کے مُطابق جو چاہے کرسکتا ہے۔ خدا کو بیشک کوئی بُرائی نہیں پہنچ سکتی وہ سبّوح قدوس ہے، وہ فعّال لما یرید ہے۔ جلّ جلالہٗ و عمّ نوالہٗ۔

تو آیت کریمہ میں عطائی علم غیب ہرگز مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ قطعًا یقینًا اس آیت مبارکہ میں ذاتی علم غیب ہی مُراد ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ "اے محبوب تم فرما دو کہ میں خود اپنی ذات سے بغیر مشیت الٰہی کے خود اپنی جان کے بھی بھلے بُرے کاموں کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو نفع نقصان کا وہی اختیار رکھتا ہوں جس کا مجھے اختیار عطا فرمانا میرے رب جل جلالہٗ نے چاہا۔ اور اگر مجھے ذاتی علم غیب ہوتا تو میں خود خدا ہوتا، تو میں

جو چاہتا خود اپنی خواہش اپنے ہی ارادے سے تمام بھلائیاں جمع کر لیتا۔ اور ہرگز کوئی برائی کوئی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ میں خدا نہیں بلکہ خدا کا بندہ ہوں۔ میرے علوم غیبیہ کو دیکھ کر کہیں مجھ کو خدا نہ سمجھ لینا۔ میرا یہ علم غیب ذاتی نہیں بلکہ میرے خدا جل جلالہ کا مجھے عطا فرمایا ہوا ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعطائے الٰہی عالم غیب ہونے کا ثبوت خود اسی آیت کریمہ میں بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ بندہ جس چیز کو اپنے حواس اپنی عقل سے عادی طور پہ دیکھ کر، سُن کر، چکھ کر، سُونگھ کر، چھو کر، سوچ سمجھ کر معلوم کر لے اس کو شہادت کہتے ہیں۔ اور بندے کے ان ادراکاتِ عادیہ سے جس چیز کا علم وَرا ہوا اُسی کو غیب کہتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے جن احکام کو بجالانے پر جن نعماتِ الٰہیہ کی خوشخبری سُنائی، جن کے بجالانے سے باز رہنے پر جن عقوباتِ الٰہیہ کا ڈر سُنایا وہ سب احکاماتِ الٰہیہ وہ سب نعماتِ الٰہیہ وہ سب عقوباتِ الٰہیہ ہرگز ایسے نہیں جن کو بندے اپنے اُن ادراکاتِ عادیہ سے معلوم کر سکتے۔ تو ضرور بلاریب بلاشک و شُبہ یہ سب امورِ غیب ہیں جن کا علم خود حضور مطلع علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی ادراکاتِ عادیہ سے نہیں بلکہ وحیِ الٰہی کے ذریعے سے ہوا۔

اگرچہ اُمت کو ان امورِ غیبیہ کا علم حضور واقف غیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اصالۃً یا وساطۃً سُن کر یا ادراک عادی سماع کے ذریعے سے ہوا تو اُمت کیلئے اُن امورِ غیبیہ کا علم اگرچہ علم غیب نہیں لیکن حضور دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُن امورِ غیبیہ کا علم ضرور علم غیب ہے۔

تو آیتِ کریمہ کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بحکم الٰہی اپنے لئے ذاتی علم غیب کا انکار فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

اِن اَنَا اِلَّا نَذِیرٌ وَّبَشِیرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُونَ ○ یعنی میں بھی تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اپنی ذاتِ اقدس سے ذاتی علم غیب کی نفی فرمائی اسکو دلیل بنا کر کوئی شقی بہرے سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعطائے الٰہی عالم غیب ہونے کا بھی انکار کر کے کہیں یوں نہ بک دے کہ "غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر" تو دِلوں کے اندھے، آنکھوں کے اندھے، ہیئے کے پھوٹے، عقل و حیا و ایمان سے چھوٹے سُن لیں کہ حضور بشیر و نذیر سراجِ مُنیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں تک جو احکامِ الٰہیہ پہنچائے اُن کی بجا آوری پر جن انعاماتِ الٰہیہ کے مژدے سُنائے اُن کی بجا آوری سے باز رہنے پر جن

عذاباتِ الٰہیہ کے ڈر بتائیے یہ سب بھی غیوب ہی ہیں جس کا علم بندوں کے ادراکاتِ عادیہ سے قطعاً وراء ہے۔ یہ علمِ غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وحیِ الٰہی سے حاصل ہوا ہے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بہ تعلیم ربہٖ تعالیٰ عالمِ غیب ہونے کا ایک اور ثبوت روشن و پرضیاء ہے۔

ہمارے اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ جس طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے نفع و نقصان کا ذاتی اختیار بلا مشیّتِ الٰہیہ ماننے والا لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا کا منکر اور کافر مرتد بے دین ہے اسی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بمشیّتِ الٰہیہ و بعطائے الٰہی نفع و نقصان کا مالک ہونے سے انکار کرنے والا بھی الا ماشاء اللہ کا منکر اور کافر مرتد بے دین ہے۔ جس طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ذاتی علمِ غیب ماننے والا ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسّنی السوء کا منکر اور کافر مرتد بے ایمان ہے اسی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے بتعلیمِ خداوندی عالمِ غیب ہونے سے مطلقاً انکار کرنے والا بھی ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون ۞ کا منکر اور کافر مرتد بے ایمان ہے۔ وللہ الحمد۔

بہرحال امام الوہابیہ اپنے بھدّے اور بھونڈے الفاظ میں اس آیتِ کریمہ کا یہ بیہودہ ترجمہ گڑھتا ہے کہ۔

"نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع اور نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ۔ اور جو جانتا میں غیب تو بے شک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی۔ میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری سنانے والا اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں"۔

پھر صفحہ ۲۸ پر بکتا ہے۔

"اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو اُن میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں"۔

اس کفر نے معجزے درکنار رسالت بھی اُڑا دی۔ جب امام الوہابیہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم میں صرف اتنی ہی بڑائی مانی کہ اللہ کی راہ بتاتے اور بھلے برے کاموں سے واقف ہیں تو باقی جملہ فضائل اور ظاہر و باطن کے تمام محاسن، جمیع معجزات اُن سب سے تو کفر ہوا ہی، رسالت کی بھی خیر نہ رہی۔ ظاہر ہے کہ راہ بتانا اور بھلے برے کاموں سے واقف ہونا رسول کے ساتھ خاص نہیں بس ایک عالمِ ہادی کی شان رہ گئی۔ یہ جو وہابیہ خود امام الوہابیہ کیلئے مانتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ بتاتا اور بھلے برے کاموں سے واقف تھا۔ بلکہ یہ خود راہ پر

ہونے کو بھی مستلزم نہیں۔ بہتیرے ہیں کہ برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ اور اوروں کو راہ بتاتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون ○ یعنی کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپکو بھولتے ہو اور تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تمہیں عقل نہیں۔

امام الوہابیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بس اتنا مرتبہ رکھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حادیا وعشرین ——— حدیث شریف میں حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی انزلنیہا اللہ تعالیٰ انا محمد بن عبد اللہ عبد اللہ ورسولہ۔ یعنی بیشک میں نہیں چاہتا کہ جو مرتبہ اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اُس سے زیادہ رفعت میرے لئے ثابت کرو میں عبد اللہ کا فرزند محمد ہوں اور اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ اصولہ وفروعہ وسلم۔

(رواہ رزین عن سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

امام الوہابیہ نے صفحہ ۴۷ پر اپنے بھدے بھونڈے محاورے میں اس کا یہ نازیبا ترجمہ گڑھا۔

" فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھکو سو میں وہی محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول۔

اور آگے چل کر صفحہ ۴۷، وصفحہ ۷۵ پر لکھا۔

" فرمایا کہ مجھکو مبالغہ خوش نہیں آتا۔ سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھکو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل"۔

اب ہدایت بھی رہ گئی، نری احکام دانی رہ گئی۔ وہاں "یعنی" کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر معنوی افترا تھا۔ یہاں "فرمایا" کہہ کر حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صریح افترا ہوگیا۔ وہاں بڑائی کا ذکر تھا یہاں مطلق امتیاز کا۔ اسی میں حصر ہوگیا۔ ع قدم فسق بیشتر بہتر۔ وہاں تک ہدایت باقی تھی یہاں وہ اُڑ کر بھی نری احکام دانی رہ گئی کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا مجھے صرف اتنا امتیاز حاصل ہے کہ میں اللہ کے احکام جانتا ہوں اور لوگ غافل۔ غرض ؎

چندانکہ رخش حسن نہد بر سر حسن ایں دہلوی کفر نہد بر سر کفر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثانیا وعشرین ——— حدیث شریف میں حضرت سیدنا مطرف بن عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

انطلقت فی وفد بنی عامر الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید اللّٰہ فقلنا و افضلنا فضلاً و اعظمنا طولاً فقال قولوا قولکم او بعض قولکم ولا یستجرمنکم الشیطٰن۔ (رواہ ابو داؤد عن سید نا مطرف رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

یعنی میں بنی عامر کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے عرض کی کہ حضور ہمارے سید ہیں فرمایا سید تو اللّٰہ ہے تو ہم نے عرض کی کہ حضور ہم سب سے کمالات میں افضل اور مرتبے میں ہم سب سے اعظم ہیں۔ فرمایا اپنی یہ بات کہو یا اس میں سے کچھ کہو اور شیطان تم کو ہرگز گناہگار نہ بنادے۔

امام الوہابیہ اس حدیث شریف کے ترجمے میں بھی اپنا بھدّا پن اور بھونڈا پن اور اپنی بے ایمانی کا اظہار کرتے ہوئے صفحہ ۱، وصفحہ ۷۷ پر کفر کی "ف" لکھ کر کہتا ہے کہ۔

"یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اسمیں بھی اختصار ہی کرو"۔

یہاں احکام دانی بھی اُڑ گئی۔ صاف بک دیا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی مدح وثنا بس ایسی ہی اور اتنی ہی کرد جیسی اور جتنی آپس میں ایک دوسرے بشر کی کیا کرتے ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی کم کرو اللّٰہ اکبر! اللّٰہ تبارکُ تعالےٰ تو فرمائے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا اور ارشاد فرمائے یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی لا تجھروا لہٗ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ٥ یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اور اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اُس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

مگر امام الوہابیہ اللّٰہ تعالےٰ کے ارشادات قرآنیہ کو صاف جھٹلا کر حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح وثنا کو آپس میں ایک دوسرے بشر کی تعریف کی طرح بلکہ اُس سے بھی کم بتا رہا ہے۔ اور ان عبارات نجسہ میں حضور صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو رعایائے الٰہی کے پاس اللّٰہ تعالےٰ کا فرمانِ شاہی لانے والا، بس ایک چپراسی اور وہ بھی معمولی درجے کا چپراسی ٹھہرا رہا ہے۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔

ثالث وعشرین ـــــــ دیوبندی مرتد طبی پوری کے چھپے ہوئے عقائد نجسہ کفریہ دیوبندیہ کو طشت ازبام کرنے کیلئے جب سُنّی سائل سلمہٗ ربہٗ نے سُنّتِ الٰہیہ۔ یمیز الخبیث من الطیب پر عمل کرتے ہوئے

یہی" چمار سے زیادہ ذلیل" والی ملعون عبارت دیو کے بندے کے سامنے پیش کی تو فوراً مچل گیا۔ اور "اصل کتاب پیش فرمایئے" کہہ کر نکل گیا۔ سمجھا تھا کہ سُنّی سائل سلّمہٗ ربّہٗ یہاں مسافرانہ وارد ہیں، سفر میں اُن کے ساتھ ناپاک ملعون کتاب "تقویۃ الایمان کہاں ہو گی۔ مگر خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سُنّی سائل سلّمہٗ ربّہٗ کا دونوں جہان میں بھلا کریں۔ جنہوں نے دیو کے بندے ملہی پوری کا پیچھا نہ چھوڑا اور اُس پر یہ سرشکن پہاڑ توڑا کہ جس عبارت مذکورہ بالا کے متعلق سوال ہے یہ عبارت کیسی ہے اور ایسا کہنے والا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے"۔

اِس قاہر وار پر مرتد ملہی پوری نے گھبرا کر اپنی دیو بندیت ملعونہ کے گندے گھنونے چہرے کو تقیّے کے برقعے میں سے کھولا۔ اور صاف صاف یہ کفری بول بولا" چونکہ اپنے آپکو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیت ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ میں ارشاد ہے اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے یہ عبارت قرآن کریم کی تابعداری کر کے لکھی ہے تو ایسا لکھنے والا کافر نہیں کہا جا سکتا۔ چوں کہ اُس نے قرآن کریم کی تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو اس لئے اس شخص کے حق میں فیصلہ کفر کا عائد نہیں ہوتا"۔

اِس عبارتِ ملعونہ میں دیوبندی ملہی پوری نے صاف صاف کہہ دیا کہ قرآن پاک سے تمام مخلوق کا ذلیل ہونا ثابت ہے اور قرآن کریم کی تابعداری کرنا بھی ذلیل ہونا ہے۔ لہٰذا جو شخص حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللّٰہ تعالےٰ کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتا ہے وہ معاذ اللّٰہ قرآن کریم کے مطابق کہتا ہے۔ اُس پر کفر کا فتویٰ غلط ہے۔ العظمۃ للّٰہ! یہ دیو کا بندہ کیسی سڑی ہوئی گندی گھنونی گالی حضور اقدس مالک کونین صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سُنا رہا ہے۔ بلکہ حضور اوجہ الشافعین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں چمار سے زیادہ ذلیل کہنے کو معاذ اللّٰہ قرآن کریم کی تابعداری بتا رہا ہے۔ آہ آہ! ایسے گستاخوں پر آسمان سے انگارے کیوں نہیں برسا دیئے جاتے۔ اسی دنیا میں ایسے بد لگاموں کے چہرے بندروں سوؤروں کے سے کیوں نہیں بنا دیئے جاتے۔ مگر یہی کہ ؎

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے ؛ کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللّٰہ کی
صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

اگر اسی دیوبندی ملہی پوری سے اسکی یہی دلیل ذلیل سیکھ کر کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ ملہی پوری دیوبندی کا باپ چمار کا بچہ تھا، اس کی ماں چوڑھے کی بچی تھی تو ابھی یہ چیخ پڑے گا، شور مچانے لگے گا کہ اُس کے ماں باپ کو گالی دی جا رہی ہے، اُس کی انتہائی توہین ودل آزاری کی جا رہی ہے۔ پھر اس کے ماں باپ کو ایسا کہنے والا اگر یوں جواب دے کہ" چوں کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا

قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیت لقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلۃ میں ارشاد ہے۔ اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔ لہٰذا اگر میں نے ملہی پوری دیوبندی کے دادا کو چمار کے برابر ذلیل اور اُس کے نانا کو چوہڑھے کے برابر ذلیل سمجھ کر اُس کے باپ کو چمار کا بچہ اور اُس کی ماں کو چوہڑے کی بچی کہا ہے تو یہ قرآن کریم کی تابعداری ہے" ــــــ تو کیا یہ ملہی پوری دیوبندی ایسا کہنے والے کے اس کہنے کو مان لے گا۔ اور اگر نہیں مانے گا اور ہرگز ہرگز نہیں مانے گا تو صاف کھل گیا کہ دیوبندی مرتدوں کے نزدیک خود اُن کی اور اُن کے ماں باپ کی اور اُن کے نانا دادا کی عزت معاذ اللّٰہ حضور سید اکرم صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت وعظمت سے زیادہ ہے۔ پھر ایسے بے دینوں کے کافر و مرتد ہونے میں کس مسلمان کو شبہ ہو سکتا ہے۔

رابعاو عشرین ــــــ مرتد ملہی پوری آیت کریمہ ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلۃ کا ترجمہ لکھتا ہے۔ تحقیق اللّٰہ نے تمہاری مدد کی دراں حالانکہ تم ذلیل تھے ــــــ مرتد ملہی پوری کتنا عیّار ومکّار ہے۔ حضور اقدس سید الاعزین صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللّٰہ چوہڑے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتانے کیلئے انتم اذلۃ کا ترجمہ "تم ذلیل تھے" گڑھ دیا۔ حالانکہ اردو میں ذلت کے معنی رسوائی اور ذلیل کے معنی رسوا ہوتے ہیں۔ لیکن عربی میں اَذِلَّۃٌ جس طرح ذلت سے مشتق ہے اسی طرح اُس کا ماخذ ذُلٌّ بھی ہے اور ذُلٌّ کے معنی جس طرح رسوائی و بے وقاری و بے عزتی ہیں اسی طرح اُس کے معنی نرمی و فرمانبرداری و خدمتگاری بھی ہیں۔ ذُلٌّ بمعنی رسوائی اور بے غیرتی کے معنی میں اُس کی صفتِ مشبہ ذَلُولٌ آتی ہے۔ لیکن ذَلِیلٌ اور ذَلُولٌ دونوں کی جمع اَذِلَّۃٌ کے وزن پر آتی ہے۔ تیسرے معنی اُس کے کمزوری بھی ہیں۔ چوتھے معنی اُس کے خوش خلقی و مہربانی بھی ہیں۔ (کما ھو مصرح فی القاموس لمجد الدین الفیروز آبادی وفی المفردات فی غریب القرآن للراغب الاصفہانی) اسی لئے کسی مفسر نے اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ کے معنی ہرگز یہ نہیں لکھے کہ تم ذلیل تھے یا تم رسوا تھے یا تم بے غیرت تھے۔

چنانچہ امام بغوی رحمۃ اللّٰہ تعالےٰ علیہ تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں۔

" وَانتم اَذِلَّۃٌ ، جمع ذلیل واراد بہ قلۃ العدد فانھم کانوا ثلث مائۃ وثلثۃ عشر رجلا فنصرھم اللّٰہ تعالیٰ مع قلۃ عددھم وکثرت عدوھم "

یعنی ذَلِیلٌ کی جمع اَذِلَّۃٌ ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ نے اَذِلَّۃٌ سے (اُن کا رسوا و بے غیرت ہونا مراد

نہیں لیا ہے بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گنتی میں کم ہونا مراد لیا ہے کہ وہ حضرات تین سو تیرہ مرد تھے تو باوجود ان کی تعداد کے کم ہونے اور اُن کے دشمنوں کے زیادہ ہونے کے اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد فرمائی ـــــ امام خازن بغدادی صوفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں۔

(وانتم اذلۃ) جمع ذلیل وھو جمع قلۃ و اراد بہ قلۃ العدد فان المسلمین کانوا ثلث مائۃ وبضعۃ عشر وفی روایۃ وثلثۃ عشر رجلا والمراد بذلتھم ضعف الحال وقلۃ السلاح والمرکوب والمال وعدم القدرۃ علی مقاومۃ العدو وذالک انھم خرجوا علی نواضح وکان النفر منھم یتعقب علی البعیر الواحد وکان اکثرھم رجالۃ ولم یکن معھم الا فرس واحد وکان عدوھم من کفار قریش فی حال الکثرۃ زھاء الف مقاتل ومعھم مائۃ فرس وکان معھم السلاح والشوکت فنصر اللہ المؤمنین مع قلتھم علی عدوھم مع کثرتھم۔

یعنی ذَلِیلٌ کی جمع قلت اَذِلَّۃٌ ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس لفظ سے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شمار میں کم ہونا مراد لیا ہے۔ اس لئے جنگِ بدر شریف میں مسلمان تین سو اور کچھ اوپر دس اور ایک روایت میں ہے کہ تین سو تیرہ تھے۔ اور ان کی ذلت سے (مراد بے غیرتی ورسوائی نہیں بلکہ) کمزوری حال اور ہتھیاروں، سواریوں، مال کی کمی اور دشمن کے مقابلے میں ٹھہرنے کی قدرت نہ ہونا مراد ہے۔ اور یہ بات یوں ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم چند پانی کھینچنے والے اونٹوں پر مدینہ طیبہ سے برآمد ہوئے تھے اور کئی کئی آدمی ایک ایک اونٹ پر آگے پیچھے باری باری سے سوار ہوتے تھے اور اکثر وہ حضرات پیدل تھے۔ اُن کے ساتھ صرف ایک ہی گھوڑا تھا۔ اور اُن کے دشمن کفارِ قریش کثرت میں تھے۔ ایک ہزار جنگجوؤں کے قریب تھے۔ اُن کے ساتھ سو گھوڑے اور ہتھیار اور سامانِ جنگ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو باوجود اُن کے کم ہونے کے اُن کے دشمنوں پر، باوجود ان کے بہت ہونے کے مظفر ومنصور فرمایا۔

تفسیر بیضاوی میں فرمایا کہ۔

"وانتم اذلۃ" حال من الضمیر وانما قال اذلۃ ولم یقل اذلاء لیدل علی قلتھم مع ذلتھم لضعف الحال وقلت المراکب والسلاح

یعنی نصرکم کی ضمیر مذکر حاضر کُمْ کا "وَاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ" حال ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی لئے اَذِلَّۃٌ فرمایا اور اَذِلَّاءُ نہیں فرمایا تاکہ حضراتِ غازیانِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کم ہونا اور حالات کی نزاکت سواروں اور ہتھیاروں کی کمی کے سبب اُن کا کمزور ہونا سب ایک ساتھ اسی لفظ سے بتا دے۔

تفسیر روح البیان شریف میں فرمایا۔

(وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ) حال من الضمیر جمع ذلیل وانما قال اَذِلّة ولم یقل ذلائل بجمع الکثرة لیدل علٰی انهم کانوا قلیلا و ذلتهم ما کان بهم من ضعف الحال و قلة السلاح والمال والمرکوب وذالك انهم خرجوا علی النواضح یعقب النفر منهم علی البعیر الواحد وما کان معهم الا فرس واحد للمقداد بن الاسود وهو اول من قاتل علی فرس فی سبیل الله وتسعون بعیرا وست ادرع وثمانیة سیوف وقلتهم انهم کانوا ثلث مائة وثلثة عشر رجلا ستة وسبعون من المهاجرین وبقیتهم من الانصار وکان عدوهم فی حال کثرة زهاء الف مقاتل ومعهم مائة فرس والشکة والشوکة وکان صاحب رأیة رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وعلٰی اله وسلم علی ابن ابی طالب رضی الله تعالٰی عنه وصاحب رأیة الانصار سعد بن عبادة رضی الله تعالٰی عنه۔

یعنی نصرکم میں جو کمؔ جمع مذکر حاضر کی ضمیر ہے اُس سے وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ حال واقع ہوا ہے۔ یہ ذَلِیْلٌ کی جمع ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اسی لئے اَذِلَّةٌ جمع قلت کا صیغہ فرمایا اور ذلائل جمع کثرت کا صیغہ نہ فرمایا تاکہ بتا دے کہ حضرات صحابۂ بدریین رضی اللہ تعالیٰ عنہم باوجود کمزور ہونے کے تھوڑے بھی تھے۔ اور اُن کی کمزوری تو یہ تھی کہ اُن کی حالت نازک تھی۔ ہتھیاروں سواروں اور مال کی کمی تھی۔ اور یہ بات یوں تھی کہ وہ حضرات مدینہ طیبہ سے چند آب کش اونٹوں پر برآمد ہوئے تھے کہ ایک ایک اونٹ پر کئی کئی آدمی وہ بھی باری باری آگے پیچھے سوار ہوتے تھے۔ اور اُن کے ساتھ صرف ایک ہی گھوڑا حضرت سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ اور وہی وہ پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے راہ خدا میں گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد فرمایا۔ اور نوّے اونٹ تھے اور چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور اُن کی کمی یہ تھی کہ تین سو تیرہ مرد تھے۔ چھہتر ۷۶ مہاجرین اور دو سو سینتیس ۲۳۷ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور اُن کے دشمن کثرت میں تھے کہ ایک ہزار کے قریب نبرد آزما تھے اور اُن کے ساتھ سو گھوڑے تھے اور ہتھیار اور سختی سے جنگ کرنے کے سامان تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمبردار حضرت سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصار کے علمبردار حضرت سیدنا سعد بن ابی عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر جلالین شریف میں فرماتے ہیں۔

(وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ) بقلة العدد والسلاح

یعنی وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کے معنی یہ ہیں کہ تم تعداد اور ہتھیاروں کی کمی کے سبب کمزور تھے۔

علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں

(بقلّۃ العدد والسّلاح) ای فلم یکن معھم الّا ثلٰثۃ افراس وثلٰثۃ سیوف وکان عدّتھم ثلثمائۃ وثلٰثۃ عشر وعدّۃ الکفار نحو الف

یعنی کمی تعداد کمی سلاح اس حد تک تھی کہ (ایک روایت کی بنا پر) اُن کے ساتھ صرف تین گھوڑے تھے اور تین تلواریں تھیں۔ اور اُن کا شمار تین سو تیرہ تھا اور کفار کی گنتی ایک ہزار کے قریب تھی۔

سات تفسیروں کی یہ عبارتیں ہم نے پیش کر دی ہیں۔ اور اسی طرح ہر ایک تفسیر میں اَذِلَّۃٌ کے معنی صرف یہی بتائے گئے ہیں کہ وہ حضرات تعداد کے اعتبار سے کم اور سامانِ جنگ کے لحاظ سے کمزور تھے ہرگز ہرگز ہرگز کسی معتبر تفسیر میں مرتد ملہی پوری کے گڑھے ہوئے معنی حقیر اور رُسوا و بے عزت نہیں بتائے گئے۔ یہ اس مرتد کے دل میں حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت بھری ہوئی ہے۔ جو اس سے قرآنِ پاک کے ترجمے میں کھُلی ہوئی تحریف کرا رہی ہے۔

انھیں تفاسیرِ معتبرۂ اہلسنّت کی روشنی میں اس آیتِ کریمہ کا حضور پُرنور مُرشدِ برحق امام اہلسنّت مجدّدِ اعظمِ دین وملّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ترجمہ فرمایا ــــ "اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے"۔

للہ الحمد کہ ہمارے اس مختصر بیان سے کالشمس فی نصف النہار واضح وآشکار ہو گیا کہ "تقویۃ الایمان" کی نجس عبارت کو معاذ اللہ صحیح ثابت کرانے کیلئے مرتد ملہی پوری کا قرآنِ پاک کی آیتِ کریمہ کو پیش کرنا ابلیسی فریب اور شیطانی کید ہے۔ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ہ

خامسا وعشرین ــــ ہم پہلے کہہ چکے کہ محاورہ اُردو میں "ذلیل" کے معنی صرف رسوا حقیر بے عزت بے وقار ہی ہیں۔ لیکن زبانِ پاک عربی میں "ذَلِیْل" چند معانی میں مشترک ہے۔ اس کے معنی بے عزت بیوقار بھی ہیں، اس کے معنی فرمانبردار و خدمتگار بھی ہیں، اس کے معنی نرم اور کمزور بھی ہیں، اس کے معنی خوش خلق و مہربان بھی ہیں۔ اُردو زبان میں صرف پہلے ہی معنی کے سوا کسی اور معنی کیلئے لفظ "ذلیل" ہرگز نہیں بولا جاتا۔ لیکن مرتد ملہی پوری صاف لفظوں میں کھلّم کھلّا بکتا ہے کہ "ذلیل ہونا قرآنِ کریم کی تابعداری کرنا ہے"۔ اس مرتد کی اس گندی عبارت کا صاف صاف واشگاف مطلب یہی تو ہوا کہ قرآنِ پاک کی اطاعت وفرماں برداری کرنا ذلیل ہونا ہے۔ یعنی جو شخص قرآنِ پاک کی تھوڑی فرمانبرداری کرے گا وہ تھوڑا ذلیل ہوگا۔ اور جو شخص قرآنِ پاک کی بہت زیادہ فرمانبرداری کرے گا وہ بہت زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور جو شخص سارے جہان میں سب سے زیادہ فرمانبرداری قرآنِ پاک کی کرے گا وہ سارے جہان میں سب سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور

جو شخص قرآن پاک کی اطاعت وفرمانبرداری قطعاً بالکل ہی نہیں کرے گا وہ ذلت ورسوائی سے بالکل ہی بری رہے گا۔ آہ آہ آہ! یہ مرتد کیا بک رہا ہے۔ قرآن عظیم تو بتاتا ہے کہ قرآن پاک کی کامل اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے عُلوّ وعزّت پائیں گے۔ فرماتا ہے۔

اَنتُمُ الْاَعلون ان کنتم مؤمنین ○ یعنی تمہیں سب پر بلند وبالا رہو گے اگر ایمان والے ہو گے

اور فرماتا ہے۔

وللّٰه العزة ولرسوله وللمومنین ولٰکن المنٰفقین لا یعلمون ٥ یعنی اور اللہ ہی کیلئے عزت ہے اور اسکے رسول کیلئے اور ایمان لانے والوں کیلئے لیکن منافق نہیں جانتے۔

مگر یہ مرتد ملہی پوری امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کی محبت میں اس کی ملعون کتاب "تقویۃ الایمان" کی حمایت میں صاف صاف قرآن عظیم کو جھٹلا کر معاذ اللہ قرآن کریم کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے ہی کو ذلیل ہونا بتا رہا ہے۔ الا لعنة اللّٰه علی من کذب کتاب اللّٰه او اھان رسول اللّٰه وصلی اللّٰه تعالیٰ وسلم علیٰ رسوله واٰله وصحبه ومن والاہ۔

سادساً وعشرین ـــــ سُنّی سائل سلّمہٗ ربّہٗ نے ارخائے عنان کے طور پر مرتد ملہی پوری کے گڑھے ہوئے ترجمے کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بھی اُس پر قہرِ الٰہی کا یہ جبلِ عظیم نازل فرمایا کہ "آیتِ کریمہ کے ترجمے میں صرف ذلیل لکھا گیا ہے اور عبارتِ مذکورہ بالا میں چار سے بھی زیادہ ذلیل موجود ہے۔ یہ لفظ قرآنِ پاک کی تابعداری میں لکھا ہوا یا مخالفت میں" ـــــ یعنی اے مرتد ملہی پوری اگر ہم تیری مان ہی لیں اور فرض کرلیں کہ اَذِلَّۃٌ کا ترجمہ بقول تیرے "ذلیل" ہے تو بھی تیرے امام بدلگام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو خدا کے سامنے معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل لکھا اور تیرے گڑھے ہوئے ترجمے سے بھی تجاوز کیا۔ یہ قرآن پاک کی اطاعت ہوئی یا مُخالفت۔ تو مرتد ملہی پوری بوکھلا گیا اور اس قاہر وار سے یوں میر بجری کترا گیا ـــــ "چونکہ میں اس کا جواب لکھ چکا کہ تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو لہٰذا غور کر لیجئے" ـــــ سُنّی سائل سلّمہٗ ربّہٗ نے پھر بھی مرتد کا پیچھا نہ چھوڑا اور اس پر اس طرح واحدِ قہّار جلّ جلالہٗ کا قہر توڑا کہ "قرآن پاک کی تابعداری میں چار سے زیادہ ذلیل لکھنا کیسے مُناسب ہو سکتا ہے۔ جبکہ قرآن کریم نے چار سے زیادہ ذلیل فرمایا ہی نہیں" ـــــ اس کڑے وار پر تو مُرتد ملہی پوری رونے لگا عجز و لاجوابی کے آنسوؤں سے یوں مُنھ دھونے لگا کہ ـــــ "چونکہ ذلیل ہونا ثابت ہے سوال چار سے زیادہ ذلیل کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں تو کیا آپ ہر شیٔ کو بالتصریح قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں" ـــــ یعنی اے سُنّی سائل آپ کو گنگوہی جی کی پھوٹی آنکھوں کا واسطہ، آپ کو تھانوی جی کے امراضِ مخصوصہ کا واسطہ اب

میرا پیچھا چھوڑ دیجئے میں آپ کے اس قدر کرارے وار کی تاب نہیں لاسکتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل لکھنے کے جائز ہونے کا ثبوت قرآن کریم سے ہرگز نہیں دکھا سکتا۔ بس اب میری حالتِ زار پر رحم کیجئے، آپ کے قاہر ضربات سے بیدم ہو رہا ہوں، ذرا تو دم لینے دیجئے ـــــ لیکن خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دارین میں سُنّی سائل سلّمہٗ ربہٗ کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازیں کہ مُرتد ملہی پوری کی اس خوشامد درآمد پر بھی اُن کو رحم نہ آیا اور فی الفور ایک اور زبردست وار اُس پر یوں نازل فرمایا ـــــ "جب لفظ "ذلیل" صاف بے بلا لکم و بلیش اور مشرح بھی ہے، پھر چمار سے زیادہ ذلیل کا لفظ بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہوا یا نہیں"۔ یعنی اے مرتد ملہی پوری بالفرض ہم پھر دوبارہ تیری مان لیں اور فرض کریں کہ اَذِلَّۃٌ کے معنی وہی ہیں جو تو نے گڑھے یعنی "ذلیل" تو بھی تیرے امام نافرجام نے جو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو خدا کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل لکھا۔ تیرے گڑھے ہوئے ترجمے کے مطابق بھی یہ تیرے امام کا قرآنی حد سے تجاوز ہوا یا نہیں۔ اس زبردست وار سے مرتد ملہی پوری تلملا گیا اور بے چارہ یوں کہہ کر اپنی دُکھتی ہوئی رگ کو بچا گیا کہ "آپ عربیت سے بالکل ناواقف ہیں۔ انتم اذلۃ کے معنی پر غور فرمائیے" ـــــ دیکھئے وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہے۔ ہم ابھی تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے کہ انتم اذلۃ سے حقارت و رسوائی و بے عزتی کو جسے محاوراتِ اردو میں ذلت کہتے ہیں قطعاً کچھ بھی علاقہ نہیں۔ لیکن مرتد ملہی پوری عیاذاً باللہ تعالیٰ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو چمار اور چوڑھے سے بھی زیادہ ذلیل بتانے کیلئے آیتِ قرآنیہ میں اَذِلَّۃٌ کو اردو کی ذلت سے مشتق بتا رہا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ عربی میں لفظ "حیوان" کے معنی ہیں جاندار۔ خواہ وہ جنّی ہو یا انسان یا پرندہ یا چرندہ یا درندہ یا گزندہ۔ لیکن محاوراتِ اردو میں حیوان صرف اسی جاندار کو کہتے ہیں جو نہ جن ہو نہ انسان۔ چنانچہ منطق کی عربی کتابوں میں موجبہ کلیہ کی مثال کل انسان حیوان اور موجبہ جزئیہ کی مثال بعض الحیوان انسان اور قضیۂ مہملہ کی مثال الانسان حیوان برابر بولا جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ جانور کے معنی فارسی میں جاندار ہیں۔ جیسے طاقتور کے معنی طاقت رکھنے والا، سُخنور کے معنی گویائی رکھنے والا۔ یوں ہی جانور کے معنی جان رکھنے والا۔ اسی لئے اردو میں انسان کو حیوان یا جانور کہنا انسان کی توہین ہے لیکن مرتد ملہی پوری حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو معاذ اللہ چوڑھے چمار سے بھی زیادہ بتانے کی ضد میں قرآنِ پاک کے عربی لفظ اَذِلَّۃٌ کا ترجمہ زبردستی اردو کا لفظ "ذلیل" بتا رہا ہے۔

اس کی ایک اور مثال یوں سمجھئے کہ عربی میں لفظ مَکر کے معنی دھوکا اور فریب بھی ہیں اور خفیہ تدبیر بھی ہیں۔ اسی لئے قرآنِ عظیم میں فرمایا گیا ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۵ یعنی اور وہ

کافر اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر والا ہے ——
لیکن اردو میں مکر کے معنی صرف دھوکا اور فریب ہی ہیں۔ اسی لئے محاورات اُردو میں مکر ہمیشہ بُرا اور عیب ہے۔ لیکن عربی محاورے میں مکر بُرا اور عیب بھی ہوتا ہے اور اچھا اور کمال بھی ہوتا ہے۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ نے جسطرح محاورہ اردو میں ہر مخلوق کو بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کی ہے —— اسی طرح تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۵۲ پر اُردو محاورے میں یہ ناپاک فقرہ لکھ کر کہ "اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے" اللہ قدوس سبوح جل جلالہ کی اہانت کی ہے۔

پھر کیا اگر کوئی شخص یہی ترکیب اس مرتد ملہی پوری کی مان لے اور یوں کہتا پھرے کہ ملہی پوری صاحب ایک عجیب حیوان کے فرزند ایک الو کھے جانور کے بچے ہیں تو کیا اس مرتد کو اس کا کہنا سب ودشنام معلوم نہ ہوگا۔ کیا ملہی پوری مرتد اپنے باپ دادا کو اُردو محاورے میں حیوان اور جانور کہنا اُن کی تعریف ومنقبت سمجھے گا۔ کیا بابا النجدیہ اسمٰعیل دہلوی کی حمایت میں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی بزبانِ اُردو مکر کرنے والا بتادے گا۔ کیا اُردو زبان میں اللہ جلّ وعلا کو مکر کرنے والا کہکر اس قدوس وسبوح عزّوجل کو بھی دھوکہ باز وفریبی ٹھہرا دے گا۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

سابعًا وعشرین —— اس کے بعد مرتد ملہی پوری عاجز ومبہوت ہو کر سُنّی سائل سلّمہٗ ربّہٗ کے ضربات قاہرہ سے اپنی جانِ زار یوں بچاتا ہے کہ۔

"اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے خدا کے نزدیک۔ اب کوئی درجہ مقرر نہیں جس قدر بھی اپنے کو ذلیل سمجھا جاوے۔ چونکہ مخلوقات میں جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللہ تبارک تعالیٰ نے اُسے عزت دیا۔ اس لئے اس معنی میں چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔"

اوّل تو یہ کہ شریعتِ مطہرہ میں عبادت کے معنی ہیں رضائے معبود کیلئے کوئی کام کرنا۔ اصطلاحِ شریعتِ مطہرہ میں معبود اس ہستی کو کہتے ہیں جو انتہائی تعظیم کا مستحق ہو۔ بداہتہً یہ امر ظاہر ہے کہ انتہائی تعظیم وہی تعظیم ہے جو ایسی ذات کے لائق ہو جو حسنِ ذاتی واحسانِ ذاتی وعظمتِ ذاتیہ کے ساتھ موصوف ہو۔ یہ تو مصطلحات شرعیہ ہیں جن کو مسلمان اپنے مذہبی دینی شرعی محاورات میں استعمال کیا کرتے ہیں۔ لیکن مرتد ملہی پوری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل بتانے کے شوق میں صاف کہدیا کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا بس خدا کے نزدیک یہی عین عبادت ہے۔ اب اگر اس مرتد سے سوال کیا جائے کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے ہی کا خدا کے نزدیک عین عبادت ہونا کونسی آیت کریمہ سے ثابت ہے تو بیچارہ پھر رونے لگے گا چیخ پڑے گا کہ "کیا آپ ہر شے کو بالتصریح قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں" —— جن مواضع وقریات میں برہمنوں راجپوتوں

کی کثرت ہے اُن میں اب بھی چمار بھنگی پاسی وغیرہم تمام اچھوت اور شودر اپنے آپکو ذلیل سمجھتے ہیں۔ مرتد ملہی پوری کے نزدیک وہ سب چمار بھنگی پاسی بھی خدا کی عین عبادت میں مشغول ہیں۔ وَلاحول ولاقوۃ الّا باللّٰہ۔

ثامناً وعشرین ——— وہ وہابی ہی کیا جو خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گھر گھروندا نہ کرلے۔ چنانچہ ملہی پوری خود ہی کہتا ہے۔

"جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے عزّت دیا" ———

جب اُس کے دھرم میں اپنے آپکو ذلیل سمجھنا ہی خدا کے نزدیک عین عبادت ہے تو اب سُوال یہ ہے کہ حضراتِ انبیاء و مُرسلین نے اور خود حضور سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین نے اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کی یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو پھر سوال یہ ہے کہ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے والے انبیاء و مرسلین صَلواتُ اللّٰہ تعالیٰ وسلامہٗ علیٰ سیّدہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو عزّت عطا فرمائی یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو پھر سوال یہ ہے کہ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جن محبوب بندوں کو عزّت عطا فرمائی وہ حضرات اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کے عزّت وجلالت عطا فرمانے کے بعد اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک عزیز وجلیل ہو گئے یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو جو حضرات اللّٰہ تبارک وتعالےٰ کے عزّت وجلالت عطا فرمانے سے اللّٰہ تعالےٰ کے نزدیک عزیز وجلیل ہیں اُن کو خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتانا اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کے محبوبانِ کرام علیٰ سیّدہم وعلیہم الصّلاۃ والسّلام کی اور خود اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کی بھی توہین ہے یا نہیں؟ اگر کہے نہیں تو کافر اور اگر کہے ہاں تو حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو مَعاذ اللّٰہ قرآن کی تابعداری میں چمار سے زیادہ ذلیل ٹھہرا کر اور ایسا کہنے کو مَعاذ اللّٰہ قرآن پاک سے ثابت بتا کر پھر بھی کافر۔ بے چارے کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہو گئے۔ اِدھر سے بھی کافر اُدھر سے بھی کافر۔ غرض کفر بھی وہابی پر عاشق ہے۔ کوئی پہلو بدلے، کسی کروٹ پر پلٹا کھائے مگر کفر ہے کہ کسی طرح وہابی کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ کذالک العذاب و لعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ہ وللّٰہ الحجۃ البالغۃ۔

تاسعاً وعشرین ——— ہر ادنیٰ سمجھ والا جانتا ہے کہ اپنے آپکو ذلیل سمجھنا تواضع ہے۔ اور دوسرے کو ذلیل سمجھنا یا کہنا اُس کی توہین ہے۔ گنگوہی جی رشید احمد صاحب نے اپنے شاگرد و مُرید وخلیفہ انبیٹھی جی خلیل احمد صاحب کے نام سے ناپاک کتاب "براہین قاطعہ" تصنیف کی اور اُس کے آخر میں اس کو مِن اوّلہٖ الیٰ آخرہٖ بغور دیکھ لینے کے بعد اس کے ایک ایک حرف کی تقریظ اپنے مہر و دستخط کے ساتھ لکھی۔ اسی تقریظ میں اپنے آپ کو "احقر النّاس خادم الطلبہ بندہ رشید احمد گنگوہی" لکھا

اس کو تو وہابی اپنے پیشوا گنگوہی کی تواضع بتائیگا۔ لیکن مرتد ملہی پوری پر لازم ہے کہ وہ اپنی دلیل ذلیل کے مطابق خود اپنے منھ سے بھی کہے کہ گنگوہی احقر النّاس تھا اور احقر النّاس کے معنی ہیں تمام انسانوں میں سب سے زیادہ ذلیل۔ اور بحکم قرآن عظیم کوئی ایمان والا ذلیل نہیں وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ـــــ تو حقیقۃً احقر النّاس وہی ہوگا جو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ کافر ہو۔ تو مرتد ملہی پوری پر لازم ہے کہ وہ اپنی دلیل علیل کے مطابق خود اپنے منھ سے یہ بھی کہے کہ گنگوہی اکفر الناس تھا۔

امید ہے کہ ہمارے اس مختصر سا ذکر کر دینے کے بعد مرتد ملہی پوری کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اپنے آپکو ذلیل سمجھنا، ذلیل کہنا تواضع ہے اور کسی دوسرے کو ذلیل کہنا اس کی توہین ہے۔

بالفرض ہم پھر مرتد ملہی پوری کی مان بھی لیں کہ حضرات محبوبان خدا علیٰ سیدہم وعلیٰ آلہ وعلیہم الصّلاۃ والسّلام والثّنار نے اپنے آپکو خدائے تبارک تعالیٰ کے سامنے ذلیل سمجھا تو یہ اُن کی تواضع تھی۔ اور بقول ملہی پوری کے یہ اُن حضرات کیطرف سے اپنے رب کی عین عبادت تھی۔ اور اُن کی شان عبودیت تھی۔ لیکن امام الوہابیہ نے جو اپنے منھ سے انبیاء ومرسلین کو اور خود حضور سیّد المرسلین صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتایا اور مرتد ملہی پوری نے اس قول بدتر از بول کو معاذ اللہ قرآن عظیم کی آیت سے ثابت ٹھہرایا۔ یہ اُن حضرات عالیات علیٰ سیّدہم وعلیٰ آلہ الصّلوٰت والتسلیمات کی زبردست توہین شدید اہانت ہوئی۔ وللہ الحجۃ القاھرہ۔

تلنتین ـــــ آگے چل کر جو مرتد ملہی پوری کو کفر وارتداد کی تیزو تند چڑھی تو کھلے لفظوں میں بکتا ہے کہ۔ "اس لئے اس معنی میں چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے" ـــــ اس نجس عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ "جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اُن کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی۔ اس لئے نبیوں اور رسولوں کو اور اُن سب کے سردار حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کو معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ آہ آہ یہ مرتد ملہی پوری بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصّلاۃ والتحیۃ میں کیسی کھلی ہوئی گندی گالی بک رہا ہے۔ اور بکمال شقاوت کیسا کھلا ہوا کفر وارتداد بک رہا ہے کسی چیز کا عین وہی ہوتا ہے جس کے بغیر اس چیز کا وجود ہی نہ ہو سکے۔ اس طرح کہ اگر وہ ہو تو وہ چیز موجود ہو اور وہ نہ ہو تو وہ چیز موجود نہ ہو۔ جیسے قرآن پاک پر کامل اور سچے طور پر ایمان لانا عین اسلام ہے۔ حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم پر مکمل اور سچا ایمان رکھنا عین اسلام ہے۔ جو ایسا کرے وہی مسلمان ہے اور جو ایسا نہ کرے وہی کافر ہے۔ اس مرتد نے انبیاء ومرسلین علیٰ سیّدہم وعلیہم وعلیٰ آل الصّلاۃ والسّلام کو معاذ اللہ چمار سے ذلیل سمجھنا ہی عین عبادت ٹھہرایا۔ تو اس مرتد نے نماز روزہ حج زکوٰۃ تلاوت قرآن کے عبادت ہونے کو سہرے

سے باطل بتادیا۔ اس کے دھرم میں انبیاء و مرسلین علیٰ سید ہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام کو معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنے کے سوا کوئی اور کام قطعًا عبادتِ خدا ہے ہی نہیں۔ کذالک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار ـــــــ اس مردک کی نجس دلیل کا مطلب صاف طور پر یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے جن بندوں کو عزت عطا فرما دیتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی سے عزت وعظمت عطا ہونے کے بعد بھی چمار سے زیادہ ذلیل ہی رہتے ہیں۔ دربارِ الٰہی سے اُن کو عزت وعظمت حاصل ہو جانے کے بعد بھی اُن کو چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہی رہتا ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالےٰ کا اپنے کسی محبوب کو عزت وعظمت عطا فرمانا بھی اس کو چمار کے برابر بھی نہیں بلکہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہی رکھتا ہے۔ تو یہ خود اللہ عزّوجل کی بھی کیسی شدید توہین ہے کہ اس کے عزت عطا فرمانے سے اُس کے کسی محبوب بندے کو عزت مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی محبوب بندے کو لاکھ عزت وجلالت عطا فرمائے پھر بھی وہ چمار سے زیادہ ذلیل ہی رہتا ہے۔

کسی دیندار سُنّی مسلمان کو ملہی پوری کے ایسے ناپاک اقوالِ خبیثہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی کیا اُس کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حادیا وثلثین ـــــــ مرتد ملہی پوری آگے چل کر پھر اپنے کفر وارتداد پر پردہ ڈالنے کی سعی ناکام کرتا ہوا کہتا ہے۔

"ہاں اگر اس معنی سے کہ جیسا کہ چمار ذلیل ہے اور مالک عزت نہیں کرتا ہے تو البتہ ایسا سمجھنا جائز نہیں۔"

ہم ثالثًا کے ماتحت مولوی رشید احمد گنگوہی کی عبارت پیش کر چکے۔ اس میں گنگوہی جی صاف طور سے اسی چمار سے زیادہ ذلیل والی عبارت کا مطلب گڑھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقابلہ کو شاہنشاہ اور چمار کے مقابلے کے ساتھ تشبیہ دیکر بتاتے ہیں کہ جو نسبت چمار کو شاہنشاہ کے ساتھ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے اس نسبت کو "عزت برابری" کی اور "مساوات" ٹھہرا دیا ـــــــ اس کا ردِّ قاہر تو وہیں ثالثًا کے تحت میں ملاحظہ فرمائیے۔ کہنا یہ ہے کہ گنگوہی جی کی اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہو گیا کہ جیسا شاہنشاہ کے سامنے چمار ذلیل ہے اور چمار کی عزت شاہنشاہ نہیں کرتا ہے اسی معنی میں امام الوہابیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا کی شان کے آگے معاذ اللہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا ہے۔ مگر مرتد ملہی پوری کی شقاوت ملاحظہ ہو کہ ایسا سمجھنے کو بھی کفر نہیں بتاتا، گمراہی نہیں ٹھہراتا، اُس پر حرام ہونے کا بھی فتویٰ نہیں لگاتا۔ بلکہ کہتا ہے کہ "ایسا سمجھنا جائز نہیں" کہ مکروہ تحریمی پر بھی ناجائز ہونے

کا اطلاق آتا ہے۔ یہ ہے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین کی طرفداری۔ والعیاذ باللہ الباری۔

تانیاً و ثلثین ــــــ اس کے بعد سُنّی سائل حفظہٗ ربہٗ تعالیٰ نے براہِ تواضع اپنے آپکو ذلیل سمجھنے اور براہِ توہین دوسرے کو ذلیل سمجھنے کے درمیان فرق دکھا کر مرتد ملہی پوری پر فرار کا راستہ بند نہیں فرمایا۔ بلکہ جس نئی گلی میں فرار کر کے ملہی پوری نے اپنی جان کو بچایا سُنّی سائل سلمہٗ ربہٗ نے اس کے پیچھے اُسی گلی میں اپنے توسنِ ردّ و ابطال کو دوڑایا۔ چنانچہ سوال کر لیا کہ ــــ "ساری مخلوقات میں شیطانِ لعین و قارون و ہامان و ابوجہل و فرعون بھی ہیں۔ کیا اُن خبثاء و ملاعین سے بھی اپنے کو ذلیل سمجھنا کیا ہے۔ آیا یہ بھی عینِ عبادت ہے" ــــ اس سوال کا مطلب صاف ہے کہ شیطان ملعون کو دنیا میں دوڑنے دھوپنے وسوسہ ڈالنے ایک وقت میں تمام بنی آدم کے ساتھ رہنے، ان کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑنے، نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شکلِ اقدس کے سوا جس شکل میں چاہے متشکل ہو جانے کا اقتدار و اختیار حاصل ہے۔ قارون کو دولتِ دنیا کے اِس قدر خزانے دیئے گئے تھے کہ بڑے بڑے زبردست کئی پہلوان صرف اُن کی کنجیاں اُٹھا سکتے تھے۔ فرعون کو بادشاہت، ہامان کو اسکی وزارتِ عظمیٰ، ابوجہل کو سردارِ قریش کی سرداری حاصل تھی۔ ان ملعونوں کو جو کچھ بھی ذلت و حقارت ہے وہ بحکمِ شریعتِ مطہرہ صرف اُن کے اِرتداد و کفر و شرک ہی کی وجہ سے ہے۔ تو اُن خبیث ملعونوں سے بھی زیادہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا بحکمِ شریعتِ مقدسہ اپنے آپ کو ان ملاعنہ و خبثا سے بھی زیادہ کافر سمجھنا ہے۔ اور اپنے آپ کو کافر سمجھنا بحکمِ شریعتِ اسلامیہ درحقیقت کافر ہونا ہے۔ وَالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سُنّی سائل سلّمہٗ ربہٗ کو خیال تھا کہ اس سوال کے جواب میں منہ پھاڑ کر ہاں کہتے ہوئے شاید ملہی پوری مرتد کچھ خوف کرے گا، جھجکے گا، ڈرے گا۔ مگر واہ رے جیوٹ منچلے بہادر کہ پھر کھلا ہوا کفر بکتے ہوئے ذرا بھی نہ گھبرایا۔ خدا اور رسول جل جلالہٗ، وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے کچھ بھی نہ شرمایا۔ بلکہ صاف صاف یہ کفری جواب تحریر میں لایا کہ۔

"بحیثیت نفسِ ملعونہ یعنی نفسِ بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں" ــــــ

اس ملعون جواب کا کھلا ہوا مطلب یہی ہوا کہ اپنے آپ کو شیطانِ لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابوجہل سے بھی زیادہ کافر سمجھنا ٹھیک ہے۔ ایسا سمجھنے میں کوئی حرج اور کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

ما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ — یعنی مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود

شٰھدین علیٰ انفسھم بالکفر اولئٰک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خٰلدون ۝ اپنے کفر کی گواہی دے کر اُن کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے ۔ اس آیتِ کریمہ نے فرمادیا کہ جو شخص اپنے آپ کو کافر سمجھنے اپنے کافر ہونے کی گواہی دے وہ خود کافر ہے۔

مرتد ملہی پوری نے اِس عبارتِ ملعونہ میں اپنے آپ کو شیطانِ لعین و فرعون وہامان وقارون و ابوجہل سے بھی زیادہ ذلیل یعنی اُن سے زیادہ کافر سمجھنا یعنی کافر ہوجانا، جائز بلا مضائقہ بتادیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ـــــ اتنا سب کچھ بک دینے کے بعد بھی سُنّی سائل سلّمہٗ ربہٗ کے سوال کا جواب تو نہیں دے سکا۔ سوال تو یہ تھا کہ " آیا یہ بھی عینِ عبادت ہے"۔ جواب میں صاف صاف "ہاں" نہیں کہہ سکا۔ بلکہ کہتا ہے کہ " ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں"۔ کیا مرتد ملہی پوری کے دھرم میں ہر وہ کام جس میں کوئی مضائقہ نہ ہو عینِ عبادت ہوا کرتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ہر مباح کام جسمیں شرعًا کوئی مضائقہ نہ ہو اس کے نزدیک عینِ عبادت ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔

ثالثًا وثلثین ـــــ سُنّی سائل سلّمہٗ ربہٗ نے اس کھلے ہوئے ردّ قاہر سے اعراض فرماتے ہوئے اُس پر ایک یہ سوال قائم فرمایا کہ ـــــ "نفسِ بد کو تصوّر کرکے ایسا سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے"۔ یعنی اپنے نفس کی بدی کو تصوّر کرتے ہوئے بھی اپنے آپکو شیطانِ لعین و فرعون وہامان وقارون و ابوجہل سے زیادہ ذلیل، یعنی ان خبثا و ملاعنہ سے زیادہ اپنے آپ کو کافر سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے۔ مرتد ملہی پوری اس سوال سے گھبرا گیا اور جواب سے پہلو بچا گیا۔ کہتا ہے۔

" کیا نفسِ بد اچھا ہے سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے نفس کی خواہشات کی برائی سارے قرآن عزیز میں بھری پڑی ہے۔ پڑھئے سورۂ بقرہ"۔

چلئے چھٹی ہوگئی، جواب ہوگیا۔ یعنی عقل وحیا دین و دیانت سب کو نفسِ بد کا اچھا نہونا نفس کی خواہشات کی برائی کا قرآنِ عظیم میں جابجا بارہا بیان فرمایا جانا بس یہی اس بات کی دلیل بن گئی کہ اپنے آپ کو شیطانِ ملعون و فرعون وہامان وقارون و ابوجہل سے بھی بدتر و اکفر سمجھنا جائز ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوا کہ کوئی شخص یوں کہے کہ مرتد ملہی پوری حیوانِ ناہق ہے اور اُس کی دلیل یہ ہے کہ زمین گول ہے۔ اور بات یہی ہے کہ مسلمانانِ اہلسنّت کو ان کے عقائدِ حقہ کی بنا پر بے علم، بے عقل، بے وقوف بتانے والے بحکم قرآنِ عظیم خود ہی بے علم، بے عقل، بے وقوف ہیں۔ الا انھم ھم السفھاء ولٰکن لا یعلمون ۝

بیچارہ رونے لگا، عجز و گریز کے آنسوؤں سے منھ دھونے لگا کہ۔

" کیا نفسِ بد اچھا ہے، سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے"ـــــ

اب کون اس مردک ملھی پوری سے کہے کہ او بے دین یہ تو کس کے سوال کا جواب دے رہا ہے۔ نفس بد کو اچھا کون بتا رہا ہے، نفس کی خواہشات کی برائی کا کون انکار کر رہا ہے۔ سوال تو صرف یہ تھا کہ نفس بد کا تصور کر کے اپنے آپ کو شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے بھی ذلیل تر و کافر تر سمجھنے کا بلا مضائقہ جائز ہونا کس دلیل سے ثابت ہے۔ جواب میں کوئی دلیل نہ دے سکا۔ بھلا یہ بھی کوئی دلیل ہوئی کہ "سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے یہی دلیل ہے"۔۔۔۔۔ یہ دلیل تو اس مرتد ملھی پوری سے سیکھ کر ہر کافر، ہر مشرک، ہر بے دین اپنے کفر اپنے شرک اپنی بے دینی کے معاذ اللہ حق و صحیح ہونے پر بھی دے سکتا ہے۔ اور پھر بے تمیزی تو دیکھئے۔ لکھنا تو یہ تھا کہ نفس کی خواہشات کی برائی کے بیانات سے سارا قرآن عزیز بھرا ہوا ہے۔ اس کے بدلے یہ ناپاک فقرہ لکھ مارا کہ " نفس کے خواہشات کی برائی سارے قرآن عزیز میں بھری پڑی ہے"۔۔۔۔۔ یعنی قرآن عظیم ہی کو معاذ اللہ نفس کی خواہشات کی برائیوں کا مجموعہ بتا دیا۔

الا لعنة الله على الكافرين ٥

رابعاً و ثلثین۔۔۔۔۔ سنی سائل سلمہٗ ربہٗ نے پھر اس پر ایک اور قاہر رد فرمایا کہ قرآن پاک کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ لہٰذا قرآن پاک سے ثابت کیجئے کہ ساری مخلوقات سے اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے حتیٰ کہ شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل وغیرہ سے بھی۔ مرتد ملھی پوری اس کے جواب میں قرآن عظیم پر افتراآتِ خبیثہ و بہتاناتِ بئیسہ کے پھلکے بے تحاشا اڑانے لگا۔ کہتا ہے۔

> " یا ایها الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم اے ایمان والو اپنے نفس خبیث سے خبردار ہو جاؤ۔ اگر تم اپنے نفس کے بہکانے سے بچ گئے تو تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔۔ معلوم یہ ہوا کہ شیطان لعین سے زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا خود انسان کا نفس بد ہے۔ غور کیجئے"۔

حالانکہ مردک ملھی پوری نے جو آیت کریمہ پیش کی ہے اس کا ترجمہ صرف اسی قدر ہے۔ "اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو، تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا، جب کہ تم راہ پر ہو"۔۔۔۔۔ علیکم اسم فعل ہے جس کے معنی ہیں لازم پکڑو۔ انفسکم مضاف مضاف الیہ سے مل کر اس کا مفعول بہ ہوا۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہوا کہ اپنے نفسوں کو لازم پکڑ لو۔ اور بامحاورہ ترجمہ یہ ہوا کہ تم اپنی فکر رکھو۔ لیکن مرتد ملھی پوری نے پہلا افترا قرآن پاک پر یہ جڑا کہ آیت مبارکہ کے ترجمے میں اپنے نفس کے ساتھ اپنے نفس خبیث کی طرف سے لفظ "خبیث" بڑھا دیا۔ اور دوسرا افترا قرآن عظیم پر یہ باندھا کہ علیکم کا ترجمہ "خبردار ہو جاؤ" بنا دیا۔ تیسرا بہتان عظیم قرآن کریم پر یہ رکھا کہ اهتدیتم کا ترجمہ " تم اپنے نفس کے بہکانے سے بچ گئے"۔ گڑھ دیا۔ حالانکہ اس کا ترجمہ صرف اسی قدر

ہے کہ تم راہ پر ہوگئے۔ چوتھا بہتان قرآنِ عظیم پر یہ تراشا کہ مَن ضلّ کا ترجمہ "کوئی" کر دیا۔ حالانکہ اس کا ترجمہ صِرف اِتنا ہی ہے کہ "جو گمراہ ہوا"۔ پانچواں افترا قرآنِ پاک پر یہ اُٹھایا کہ یہ سراسر من گڑھت ترجمہ لکھ کر جھٹ لکھ دیا کہ "معلوم ہوا کہ شیطانِ لعین سے خبیث اور نقصان پہنچانے والا خود انسان کا نفس بد ہے"۔ اِس عبارت کا کھُلا ہوا مطلب یہ ہوا کہ قرآنِ عظیم کی یہ آیتِ کریمہ بتا رہی ہے کہ ہر ایک انسان کا نفس شیطانِ لعین سے بھی زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ حالانکہ یہ افترائی مضمون نہ قرآنِ عظیم میں کہیں اِرشاد ہے نہ کسی آیتِ کریمہ کا مفاد ہے۔ نہ کسی آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ مراد ہے۔

مُسلمانانِ اہلسنّت ملاحظہ فرمائیں کہ اُن کے مالک و آقا سرورو مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتنقیص کرنے والا قرآنِ عظیم پر افترا اتِ ملعونہ کے کیسے کیسے سُوَر نِکلتا ہے۔ پھر بھی اپنے مدعائے باطل پر دلیل لانے کے قاہر مُطالبے کا جانگسل پہاڑ اُس کی کھوپڑی پر سے نہیں ٹلتا ہے۔ اب دیکھئے قرآنِ عظیم کی سرکار سے قرآنِ پاک پر افترا کرنے والوں کیلئے کیا حُکم نِکلتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے۔

انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون بایٰت اللہ — یعنی جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اُو
واولٰئك ھُم الکٰذبون — وہی جھوٹے ہیں ـــــــ اور اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔
قُل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحونُ — یعنی تم فرماؤ، جو اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں اُن کا بھلا نہ ہوگا۔ دنیا میں
متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم — کچھ برت لینا ہے۔ پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا ہے پھر ہم انہیں
العذاب الشدید بما کانوا یکفرون ہ — سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ اُن کے کفر کا۔

مُلہی پوری اپنے اُن پانچوں افترائت کے صحیح ہونے پر اپنی بُرہان لائے۔ ورنہ بحکمِ قرآنِ پاک اپنے کافر مرتد ہونے پر ایمان لائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خامسًا و ثلثین ـــــــ سُنّی سائل سلّمہ ربّہ نے اُن افترائتِ شنیعہ و بہتاناتِ قطعیّہ سے قطعِ نظر فرماتے ہوئے ایک ایسا سوال فرمایا جس کے جواب میں اگر مُلہی پوری مردک کے دِل میں رائی کے دانے کے ہزارویں حصّے کے برابر بھی ایمان ہوتا تو فوراً حق قبول دیتا۔ ملاحظہ ہو ـــــــ "سوال یہ ہے انبیائے کرام کے نفس کو آپ کیا سمجھتے ہیں، خصوصًا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفسِ پاک کو" ـــــــ اس سوال کا صاف واضح مطلب یہ تھا کہ او مردک مُلہی پوری اگر تیرے افترائتِ لعینہ پر پانچوں مرتبہ تیری مان ہی لی جاتی تو بھی زیادہ سے زیادہ صِرف اِسی قدر تو ثابت ہو سکتا کہ عام مؤمنین کو ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے ہوشیار رہو۔ تم اگر نفس کے بہکانے سے بچے رہے تو تمہارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اور یہ بھی فرض کر لیا جاتا کہ شیطانِ ملعون سے بھی زیادہ خبیث اور اُس سے بھی زیادہ نقصان پہنچانے والا نفس بد ہے

تو پھر بھی کیا ہوتا۔ ان غلیظ افتراؤں کی نجاست تیرے کھا لینے کے بعد بھی تو تیرا کال نہیں کٹتا۔ تیرے امام بدلگام کی عبارتِ نجسہ میں صرف مومنین ہی کو خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل نہیں بتایا گیا ہے۔ بلکہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا کہہ کر تمام انبیاء و مرسلین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو بھی خدا کے سامنے معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اطلاقاتِ شرعیہ میں الذین اٰمنوا بالمؤمنین جب مطلق بولا جاتا ہے تو اُس سے صرف امتی ہی مراد ہوتے ہیں۔ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اس اطلاق میں مراد نہیں ہوتے۔ پھر حضور سید المرسلین تو حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین، قرآن عظیم اُس عورت کا جو اپنے نفس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں نذر کرے اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اگر اُس سے نکاح فرمانا چاہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے حلال ہونا بیان فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔

خالصة لك من دون المؤمنین ○ — یعنی یہ خاص تمہارے لئے ہے ایمان والوں کیلئے نہیں۔

آیت کریمہ سے روشن ہو گیا کہ اطلاقاتِ شرعیہ میں ایمان والوں سے امت ہی مراد ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجه امھٰتھم ○ — یعنی یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اُسکی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔

آیتِ مبارکہ نے بتادیا کہ ایمان والے سب مملوک ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُن کے مالک ہیں۔ ایمان والے سب کے سب بیٹے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان کی مائیں ہیں۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُن سب کے ایمانی وروحانی باپ ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھٰذا النبی والذین اٰمنوا واللہ ولی المؤمنین ○ — یعنی بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو اُن کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

آیتِ مقدسہ سے واضح وروشن ہو گیا کہ اطلاقاتِ شرعیہ میں الذین اٰمنوا سے مراد امت ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ — یعنی اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانوں رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر

والیوم الاٰخر ذالك خیر واحسن تاویلاO اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اسکا انجام سب سے اچھا۔

آیت مقدسہ نے صاف بتا دیا کہ الذین اٰمنوا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت فرض ہے۔ مؤمنین محکوم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حاکم ہیں۔ ایمان والے فرمانبردار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمان روا ہیں۔ آیت کریمہ نے اولی الامر کے ساتھ منکم کی قید لگا کر افادہ فرمایا کہ امام امیر، بادشاہ، حاکم، قاضی اور عالم دین یہ سب تو مسلمانوں ہی میں سے ہیں۔ لیکن الرسول کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ جس طرح اطیعوا اللہ فرمایا اسی طرح اطیعوا الرسول فرمایا۔ یعنی بتا دیا کہ جس طرح ایمان ذاتی و ایمان قدیم اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی صفت خاصہ ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام بھی "مؤمن" بتایا ہے لیکن پھر بھی اصطلاح شرعی میں خود اللہ عزوجل الذین اٰمنوا میں ہرگز داخل نہیں، بلکہ ایمان والے اس کے بندے اور وہ ایمان والوں کا معبود ہے۔ اسی طرح تمام مخلوقات کے ایمانوں سے اسبق واقدم وافضل واعلیٰ ایمان حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی صفت خاصہ ہے۔ اور اسی لئے قرآن عظیم نے حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں بھی اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ یعنی رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا۔ لیکن پھر بھی مصطلحات شرعیہ میں خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم الذین اٰمنوا میں ہرگز داخل نہیں۔ بلکہ ایمان والے سب کے سب محکوم و غلام و فرمانبردار ہیں۔ اور حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان سب کے حاکم و آقا و فرمانروا ہیں۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

قرآن عظیم میں الذین اٰمنوا فرما کر صرف امت کو مراد لیا گیا ہے۔ اور جہاں کہیں قرآن پاک میں "یا ایھا الذین اٰمنوا"، فرما کر ایمان والوں کو مخاطب فرمایا گیا ہے۔ تو وہاں اس لفظ سے صرف حضور اقدس سید العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت مرحومہ ہی کو خطاب سے مشرف فرمایا گیا ہے۔ اور مردک ملھی پوری تیری ان خباثتوں شرارتوں بطالتوں ضلالتوں کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ صرف اتنا ہی ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ تمام امتی خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ پھر انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کا اور خود حضور سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا بھی خدا کی شان کے آگے معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل ہونا کہاں سے ثابت ہوگا۔ اس کے جواب میں مرتد ملھی پوری "قدم کفر پیشتر بہتر" سمجھتے ہوئے کھلم کھلا یوں کفریات ملعونہ خبیثہ وارتدادات لعینہ وبیسہ بکتا ہے کہ۔

"سردار دو عالم صلی اللہ (تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) نے جو فرمایا اور دعا پڑھی اللھم انی ظلمت نفسی

ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم ٥ معلوم ہوا کہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نفسِ خبیث سے ہوشیار رہتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ البتہ نبی علیہ السلام معصوم و بے گناہ ہیں۔ اسلئے آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو سکتی۔ مگر نبی علیہ السلام اپنے تقویٰ و طہارت و بزرگی کی وجہ سے اپنے نفس خبیث کو خبیث سمجھتے تھے۔ شقِ صدر ہوا۔ آپ کا سینہ مبارک چاک ہوا۔ اور آپ کو بے گناہ بنایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے، لہٰذا اس معنی کر یعنی بحیثیت نفسِ امارہ ضرور آپ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے کو ذلیل سمجھتے تھے چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات لم یزل ولایزال ہے اور سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات محدود ہے۔ لہٰذا سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ سے کم ہیں۔ البتہ ساری مخلوقات سے بڑھ کر ہیں۔ خدا کے بعد آپ کا درجہ ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔"

حضورِ اقدس سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جو دعائے مبارک جو مرتد ملھی پوری نے نقل کی اُس کا ترجمہ صرف اس قدر ہے کہ "اے اللہ بیشک میں نے اپنی جان پر بہت زیادتی کی اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا، تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحمت فرما بیشک تو ہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" ـــــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دعائے مبارک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے غلامانِ بارگاہ و بندگانِ درگاہ یعنی اپنے اُمتیوں کو تعلیم فرمانے کیلئے ارشاد فرمائی ہے۔ کسی کی تعلیم کیلئے جو کلمات تلقین کئے جائیں اُن کے پہلے **قولوا** محذوف ہوا کرتا ہے (یعنی ایسا کہو) اور اس محذوف **قولوا** کو منوی و مراد رکھتے ہوئے ہی وہ کلمات اس تلقین کرنے والے کا کلام ہوا کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! ہم اپنے رب کی حمد کس طرح کریں۔ اس پر اپنے محبوب سیدنا محمد و احمد و محمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت کو جن کا لقب اُس نے اپنی اگلی کتبِ مقدسہ میں "حمادین" رکھا تھا اپنی حمد تلقین فرمانے کے لئے سورۃ الحمد یعنی سورۂ فاتحہ نازل فرمائی۔ اُس کی ابتدا میں بھی وہی لفظ **قولوا** محذوف ہے۔ یعنی میری حمد میں اس طرح اپنے لب کھولو۔ میری تعریف میں میرے تلقین فرمائے ہوئے یہ کلمات بولو۔ اسی سورتِ مقدسہ میں فرمایا گیا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین ٥ اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ٥ یعنی ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ بھٹکے ہوؤں کا۔

مرتد ملھی پوری نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کیلئے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی اپنی امت کو تلقین فرمائی ہوئی دعا کو بغیر لفظ **قولوا** کو مراد لیتے ہوئے معاذ اللہ خود حضور

علیہ وعلیٰ آلہٖ الصّلاۃ والسلام ہی کا کلام ٹھہرا کر عیاذاً باللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کے نفسِ اقدس کو (آہ صد آہ ہزار آہ بلکہ بے شمار آہ کہ) نفسِ خبیث بتادیا۔ اسی طرح سورۂ فاتحہ کو بھی بغیر اس کے پہلے لفظ قولوا مقدر مانے ہوئے کہہ دے گا کہ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود ہی کو پوجتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود ہی سے مدد مانگتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود سے سیدھا راستہ چلانے کی طلب کرتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہاں تک فقیر لکھ چکا تھا۔ اس کے بعد حدیث شریف دیکھی تو اس میں حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ہے کہ۔

قال قلت یارسول اللہ علمنی دعاءً ادعوا بہ فی صلاتی۔ — یعنی فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے ایسی دعا سکھلایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔

قال قل اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔ — یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا یوں کہو اللھم انی (الیٰ آخر الدعا المذکور)

(رواہ البخاری والمسلم عن سیدنا ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما فی الاشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایضاً رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ کما فی الحصن الحصین للامام محمد بن الجزری الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ثابت وظاہر روشن وباہر ہوگیا کہ مرتد ملھی پوری نے جو دعا لکھی ہے وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خود اپنی ذاتِ اقدس کی طرف سے اِنشاء ہرگز نہیں فرمائی بلکہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سکھائی۔ سورۂ فاتحہ شریف کی ابتدا میں تو قولوا ہرگز لفظ میں موجود نہیں مقدر ہی ہے۔ لیکن حدیث شریف میں اس دعائے استغفار سے پہلے تو صاف لفظ موجود ہے "قال قل" یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے یارِ غار صاحب الاسرار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ارشاد فرمایا کہ تم اس طرح نماز میں دعا کیا کرو ——— افسوس کہ حضور سید اصحاب النفوس المطمئنۃ القدسیہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ الصّلاۃ والسّلام والتحیہ کے نفسِ اقدس کو معاذ اللہ نفسِ امّارہ ونفسِ خبیث بتانے کے اندھا دھند ملعون جوش میں "وعن ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت یارسول اللہ علمنی دعاءً ادعوا بہ فی صلاتی قال قل" اس پوری لمبی عبارت کو نگل گیا۔

اور اس دعائے استغفار کو خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی انشا فرمودہ دعا بتانے پر کیسی افترا پردازیوں کے ساتھ مچل گیا۔ اور اسلام و سنّیت کے دائرے سے صاف نکل گیا۔

سُنی بھائیو! اِن وہابیوں، نجدیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں سے ہوشیار!! یہ تمہاری سُنّت کی تاک میں ہیں۔ مُسلمان بھائیو! خبردار! یہ وہابیہ نجدیہ وغیر مقلدین دیوبندیہ اپنے حلقۂ تزویر وافترا میں تمہاری مُسلمانی پھانسنا چاہتے ہیں۔ ولنعم ماقال مرشدنا المجدد الاعظم الدین والملۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے	سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں	تیری گھٹری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
سونا پاس ہے سُونا بن ہے سُونا زہر ہے اُٹھ پیارے	تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
آنکھیں مَلنا جھنجلا پڑنا لاکھوں جماہی انگڑائی	نام پر اُٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے

ثبتنا اللہ تعالیٰ وایاکم معشر اھل السنۃ والجماعۃ بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ بحرمۃ حبیبہ صاحب المعجزات القاھرۃ ذی الایات الباھرۃ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وابنہ الغوث الاعظم واحزابہ صلوات اللہ الزاکیۃ وتسلیماتہ الطاھرۃ امین۔

سادساً وثلثین ـــــــ یہاں پر بھی بالفرض اگر مرتد ملہی پوری دیوبندی ہی کی بھرمان لی جائے اور فرض کر لیا جائے کہ خود حضور اقدس سید عالم سیّد المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے ربِّ کریم عزوعلا کی بارگاہ میں انشاءً ہی یہ صیغۂ استغفار عرض کیا تو بھی اس صیغۂ استغفار سے استناد کر کے جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ اپنی جان پر بڑا ظلم کرنے والا کہے گا۔ وہ بدگو بد لگام یقیناً قطعاً بحکم شریعتِ مطہرہ کفرِ قطعی وارتداد یقینی کے دریائے ہلاک میں بہے گا۔ امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ھما یجب علی المتکلم ان یلتزم الواجب من توقیرہ وتعظیمہ ویراقب حال لسانہ ولا یھملہ فاذا اخذ فی ابواب العصمۃ تحری احسن اللفظ وادب العبارۃ ما امکنہ و اجتنب بشیع ذالك وھجر مایقبح کلفظۃ المعصیۃ۔	یعنی بولنے والے پر جو امور واجب ہیں اُن میں سے یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم و توقیر جو واجب ہے اس کا التزام رکھے۔ اور اپنی زبان کی حالت کی نگہداشت کرے اور اُسے بے لگام نہ چھوڑ دے تو جب عصمت کی بحث میں گفتگو کرنے لگے، بہترین کلمات سوچ سمجھ کر ادا کرے اور آدابِ تقریر کا جہاں تک اُس سے

ہو سکے لحاظ رکھے اور ناگوار کلمات بُرے الفاظ سے قطعاً پرہیز کرے جیسے معصیت (یعنی گناہ اور ظلم) کا لفظ ہے۔

پھر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

والمعنی لا ینسب شیئا منها و امثالها الیه و الیٰ غیرہ من الانبیاء علیهم السلام ولا یستند الیٰ ما ورد فی حقهم من قوله تعالیٰ و قوله علیه الصلاۃ والسلام فان ﷲ ولرسوله ان یعبرا بما شاءا فی حق من شاءا

یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ معصیت و گناہ و ظلم و ذنب اور اُن کی طرح اور الفاظ سے کسی لفظ کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف یا انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کسی کی طرف ہرگز نہ کرے اور اُن کے حق میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد اس قسم کے کلمات پر مشتمل وارد ہوا ہے ان سے ہرگز دلیل نہ لائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حق ہے کہ وہ جس کیلئے چاہیں جیسی عبارت چاہیں ارشاد فرمائیں

حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی قدس اللہ تعالیٰ سرہ القدسی "حدیقہ ندیہ" شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

الحق انا نؤمن بما ورد من ذلك فی الكتاب و السنة مع تنزیه ساحتهم مما نفهمه من العصیان۔

یعنی حق یہی ہے کہ اس قسم کے جو کلمات قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں اُن سب پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اُن الفاظ کے ظاہر سے گناہ جو ہماری سمجھ میں آتا ہے اُس سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سرکاریں پاک ومنزہ ہیں۔

پھر یہی حضرت سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مطالب وفیہ" شریف میں فرماتے ہیں۔

المتشابه الوارد فی القرآن والحدیث النبوی علی قسمین متشابه ورد فی حق اللہ تعالیٰ وقد سبق تفصیله و بیان الاقوال فیه و متشابه ورد فی حق الرسل علیهم الصلاۃ والسلام و نحن نجعله عندنا كالمتشابه فی حق اللہ تعالیٰ (الیٰ قوله) ولكل علم ذلك باطنا الی اللہ تعالیٰ۔

یعنی متشابہات جو کلام الٰہی وحدیث نبوی میں وارد ہیں دو قسم ہیں۔ پہلی قسم وہ متشابہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں وارد ہوا ہے۔ اور اسکی تفصیل اور اس کے متعلق علمائے اسلام کے اقوال کا بیان گذر چکا۔ اور دوسری قسم وہ متشابہ ہے جو انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں وارد ہوا ہے۔ اور اسکو بھی ہم اپنے حق میں (یعنی امت کے حق میں) اسی متشابہ کے مثل مانتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں وارد ہوا ہے یعنی جو اُس کے ظاہری معنی سمجھ میں آتے ہیں وہ تو ہرگز مراد نہیں اور جو اُس کے باطنی معنی ہیں اُن کو بذاتہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے۔

پھر حضرت شیخ محقق ومحدث دہلوی مولانا العلامہ عبد الحق قادری مجدد مائۃ حادی عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مدارج النبوۃ" شریف جلد اول باب سوم وصل در ازالہ شبہات صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں۔

بداں کہ ایں جا ادب و قاعدہ ایست کہ بعضے از اصفیا و از
اہل تحقیق ذکر کردہ اند و شناخت آں و رعایت آں موجب
حل اشکال و سبب سلامت حال ست و آں این ست کہ
اگر از جناب ربوبیت جل و تعالیٰ خطابے و عتابے و سطوتے
و سلطنتے و استغنائے و استعلائے واقع شود مثل انك
لا تهدی من احببت ولیس لك من الامر شیء
وترید زینة الحیوة الدنیا وامثال آں یا از جانب
نبوت عبودیتے وانکسارے وافتقارے وعجزے و مسکنتے
بوجود آید مثل انما انا بشر مثلکم اغضب کما
یغضب العبد ولا اعلم ما وراء هذا الجدار
وما ادری ما یفعل بی ولا بکم و مانند آں بوجود آید
ما را نباید کہ دراں دخل کنیم و اشتراک جوئیم و انبساط نمائیم
بلکہ برحد ادب و سکوت و تحاشی توقف نمائیم۔ خواجہ را میرسد
کہ با بندۂ خود ہرچہ خواہد بگوید و بکند و استیلا و استعلا نماید
و بندہ نیز با خواجہ بندگی و فروتنی کند۔ دیگرے را چہ مجال و
یارائے آنکہ دریں مقام درآید و دخل کند و از حد ادب بیروں
رود و دریں مقام پائے لغزش بسیارے از ضعفا و جہلا رو
تضرر ایشاں ست ومن الله العصمة والعون۔

یعنی جان لو کہ اس مقام پر ایک ادب اور ایک قاعدہ ہے
جسکو بعض برگزیدگان الٰہی محققین نے بیان فرمایا ہے اور اسکو
پہچان لینا اور اسکی رعایت کرنا اعتراضات کے دفع ہونے کا
موجب اور حال سلامت رہنے کا ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ ہے
کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی خطاب یا عتاب یا
سطوت یا اقتدار یا بے نیازی اور بے پرواہی یا غلبہ واقع ہو
جیسے یہ آیت کریمہ انك لا تهدی من احببت یعنی بیشک
یہ نہیں کہ تم جسے چاہو اپنی طرف سے ہدایت فرماؤ۔ اور یہ آیت
کریمہ لیس لك من الامر شیء یعنی یہ بات تمہارے
ہاتھ نہیں۔ اور یہ آیت کریمہ کہ ترید زینة الحیوٰة
الدنیا یعنی کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور ان
کے مثل اور آیات کریمہ۔ یا سرکار نبوت کی طرف سے کوئی بندگی
و تواضع و محتاجی و عاجزی و مسکینی بارگاہ الٰہی میں ظاہر ہو۔
جیسے یہ ارشاد کریمہ کہ انما انا بشر مثلکم اغضب کما
یغضب العبد یعنی بات تو یہی ہے کہ ظاہر میں تمہاری طرح
ایک بشر ہوں غضب فرماتا ہوں جیسے بندہ غضب کرتا ہے
اور یہ ارشاد (اگر بالفرض بصحت ثابت ہو بھی جائے) کہ
لا اعلم ما وراء هذا الجدار یعنی میں نہیں جانتا جو کچھ
اس دیوار کے پیچھے ہے۔ اور یہ ارشاد کہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم یعنی میں اپنے قیاس اور اپنی اٹکل سے نہیں جانتا
کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ اور ان کے مثل اور ارشادات مبارکہ۔ تو ہم کو (یعنی امتیوں کو)
جائز نہیں کہ اس میں دخل دیں۔ اور کوئی ایسی صفت ڈھونڈیں جسمیں ہماری اُن کی شرکت نکلے۔ اور ایسے ارشادات سے لطف
حاصل کریں بلکہ ہمارے لئے تو (یعنی امتیوں کیلئے) ضروری ہے کہ ادب و خاموشی کی اور اس قسم کے ارشادات سے بے تعلقی کی
حد پر ٹھہرے رہیں۔ آقا کو حق ہے کہ اپنے غلام سے جو چاہے سو کہے، جو چاہے اس سے برتاؤ کرے، جس طرح چاہے اُس پر اپنا
قبضہ اپنی زبردستی جتائے۔ اور غلام کو بھی سزاوار ہے کہ اپنے مالک کے ساتھ بندگی و بے چارگی ظاہر کرے۔ مگر کسی اور کو کیا مجال کیا
طاقت ہے کہ اس مقام میں خود بھی گھس پڑے۔ اور آقا و بندے کے درمیان تعلقات خاصہ میں دخل دے اور ادب کی حد سے باہر

چلا جائے۔ اور یہ مقام بہت سے کمزور ایمان والوں اور جاہلوں کے قدم سے پھسل جانے اور اُن کے نقصان پاجانے (یعنی بے دین بے ایمان ہوجانے) کی جگہ ہے اور کفر و گمراہی سے بچانا اور اسلام و سنیت پر ثابت قدم رہنے میں مدد عطا فرمانا اللہ تبارک و تعالیٰ ہی طرف سے ہے۔

ائمۂ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات سے واضح و روشن ہوگیا کہ اگر یہ صیغۂ استغفار خود بدولت حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی ہی ذاتِ اقدس کی طرف سے اپنے خالق و مالک و معبود جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا ہو تو بھی اُمّت پر واجب ہوگا کہ اس کے اُن کلمات مبارکہ کو جن کا ظاہری مفہوم خلاف شانِ نبوت ہے، متشابہات میں سے مانیں اور اُن کے معانی ظاہرہ سے حضور سرکار رسالت علیٰ صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ کو قطعاً پاک و منزّہ جانیں ــــــــ حیف صد حیف کہ مرتد ملہی پوری انھیں کلماتِ متشابہہ سے استدلال کر کے حضور اقدس سید الطاہرین امام الطیبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفسِ اقدس کو معاذ اللہ نفسِ خبیث بتا رہا ہے۔

مسلمانو! مسلمانو! اے مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزّت و عظمت پر قربانو! کیا اپنے پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار میں ایسی گندی گالی دینے والے کے کافر مرتد ہونے میں تم کو کوئی شک کوئی شبہ ہو سکتا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

جس طرح مرتد ملہی پوری نے حدیث شریف کے کلماتِ متشابہہ کے ظاہری معنی مُراد لے کر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں یہ گندی گالی بکی ہے، اسی طرح قرآنِ عظیم کی آیاتِ متشابہہ فثم وجہ اللّٰہ لتصنع علیٰ عینی ۵ وخلقت بیدی والرحمٰن علی العرش استوی ۵ ولما یعلم اللّٰہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصّٰبرین ۵ وغیرہا سے بھی ان کے ظاہری معنی مراد لیکر کہدے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا معاذ اللہ چہرہ بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی معاذ اللہ آنکھ بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے معاذ اللہ دو ہاتھ بھی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ عرش پر معاذ اللہ چڑھتا بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ جب تک آزماتا نہیں اُس وقت تک اس کو مجاہدین و صابرین کا معاذ اللہ علم ہی نہیں ہوتا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ۵

حالانکہ یہ آیاتِ متشابہات ہیں اُن کے ظاہر سے جو معنی سمجھ میں آتے ہیں انھیں کو اُن سے مُراد لینے والا یقیناً گمراہ بدمذہب بد دین ہے۔ ائمۂ متکلمین و متقدمین کا مسلک تو یہی ہے کہ اُن کے جو کچھ معانی اللہ تعالیٰ پھر اُس کے بتانے سے اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جانتا ہے وہی حق ہے۔ انھیں پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اُن کے ظاہر سے جو معانی ہماری سمجھ میں آتے ہیں وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی ہرگز مُراد نہیں۔ اُن سے یقیناً اللہ سبحٰنہٗ تعالیٰ پاک و منزّہ ہے۔ اُن ظاہری معانی پر اعتقاد رکھنے والا یقیناً کافر مرتد یا گمراہ بدمذہب ہے۔ لیکن ائمۂ متاخرین متکلمین پہلی آیت فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ کے ظاہری معنی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو پاک مانتے اسکی تاویل یوں

فرماتے ہیں کہ" تم جدھر منھ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔ اور دوسری آیت ولتصنع علی عینی کے ظاہر سے جو جسمانی عضو آنکھ سمجھ میں آرہا ہے اُس سے اپنے رب جل وعلا کی پاکی بیان کرتے ہوئے اُسکی تاویل یوں کرتے ہیں کہ اسی لئے تو میری نگاہ رحمت وحفاظت کے سامنے طیار ہو۔ اور تیسری آیت سے جو جسمانی عضو ہاتھ ظاہری طور پر سمجھ میں آرہے ہیں اُن سے اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہوئے اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ میں نے اپنے فضل اپنی رحمت کے دونوں ہاتھوں سے اُسے بنایا۔ اور چوتھی آیت الرحمٰن علی العرش استوی کے ظاہر سے جو اللہ تعالیٰ کا عرش پر جسمانی طور پر چڑھنا سمجھ میں آرہا ہے اُس سے اپنے رب جلّ جلالہٗ کی تنزیہہ کرتے ہوئے اسکی یوں تاویل کرتے ہیں کہ وہ بڑی رحمت والا اُس نے عرش پر استیلا فرمایا یعنی وہ عرش پر غالب، حاکم ومتصرف ہے۔ اور پانچویں آیت ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ لمّا یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصّٰبرین ہ کے ظاہر سے جو یہ معنی سمجھ میں آرہے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ امتحان نہیں لیتا اُس وقت تک اُس کو مجاہدین وصابرین کا علم نہیں ہوتا۔ اُس سے اپنے رب جلّ جلالہٗ کی تقدیس کرتے ہوئے اس آیت کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ" کیا اس گمان میں ہو کہ جنّت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں اور صابروں کو ظاہر نہیں کیا۔ وقس علیہ جمیع الاٰیات المتشابہات الحمد بنعمتہ تتم الصالحات

سابعاً وثلٰثین ــــــــ ظلم کے لغوی وتحقیقی معنی صرف اِس قدر ہیں۔ وضع الشئ فی غیر موضعہ المختص بہ امابنقصان او بزیادۃ واما بعدول عن وقتہ او مکانہ۔ یعنی کسی چیز کی جگہ جو اس کے ساتھ خاص ہو اُس کے سوا کسی اور جگہ میں اس کو رکھنا خواہ کمی کے ساتھ یا زیادتی کے ساتھ ہو اُس کے وقت یا اُسکی جگہ سے تجاوز کرنے کے ساتھ ہو جس طرح نفسِ انسانی پر جس قدر اُمور فرض ہیں اُن سے کم کام نفسِ انسانی سے لینا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اِسی طرح نفسِ انسانی آسانی کے ساتھ جس قدر عباداتِ الٰہیہ بجالا سکتا ہے اُن سے زیادہ طاعات وریاضاتِ شاقّہ اس سے لینا بھی لغۃً اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال	یعنی بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور
فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان	زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا
انہ کان ظلوما جہولا	اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُٹھائی بیشک وہ اپنی جان کو مشقّت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر دردِ عشق کی جو امانتِ الٰہیہ بطور تخییر پیش کی گئی یعنی اُن کو اختیار دیا گیا کہ اگر آپ اپنے میں قوت وہمّت پائیں تو اُٹھائیں ورنہ معذرت کردیں۔ اگر تم اُس کے حقوق پورے ادا کروگے تو تم کو ثواب دیا جائیگا۔ اور اگر اسکی حق تلفی کروگے تو عذاب پاؤ گے۔ اُن سب نے عرض کی نہیں اے ربّ

ہم تیری اِس امانت کو اُٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہتے ہیں نہ عذاب۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ امانت حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے پیش فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش فرمائی تھی وہ نہ اُٹھا سکے کیا تو اس امانت کو اس کی تمام ذمہ داریوں کے ساتھ اُٹھا سکے گا۔ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے دردِ عشق کی لذتوں کے شوق میں اپنی کمزوری، ضعیف البنیانی کا بھی کچھ خیال نہ فرمایا اور اس امانتِ الٰہیہ کو اٹھا لیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے اس عُلوِّ ہمت پر اُن کی مدح وثنا فرماتا ہے کہ انہ کان ظلوما جھولا ہ ظاہر ہے کہ اس موقع پر ایسا فرمانا ہرگز مذمت ونکوہش نہیں بلکہ مدح وثنا ہے۔ تو یہاں ظلم سے اپنی جان کو مشقت میں ڈالنا ہی مراد ہے۔ اس موقع پر" جہل" سے راہِ عشق میں آنے والی کلفتوں، مصیبتوں کی پرواہ نہ کرنا، ان کو خیال میں نہ لانا ہی مراد ہے۔ ائمہ متکلمین متقدمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک تو متشابہات میں تفویض ہی ہے جیسا حضرت سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا سب حق ہے۔ اس سب پر ہم ایمان لاتے ہیں اور اُن کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں اُن سے اللہ ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکاروں کو ہم یقیناً پاک ومنزہ مانتے ہیں۔ پھر آخر ان متشابہات سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسکے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کیا معنی مُراد لئے ہیں یہ صرف اللہ تبارک تعالیٰ ہی بالذات جانتا ہے پھر اُسکی عطا سے اُسکا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لیکن ائمہ متکلمین متاخرین کا مسلک تاویل متشابہات ہے۔ یعنی اُنکے ظاہر سے ظاہری طور پر شانِ الوہیت وشانِ نبوت کے خلاف جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں اُنکو تو قطعاً چھوڑ دیا جائے۔ اور اُن کے ایسے معنی بیان کئے جائیں جو کسی مسئلۂ ضروریۂ دینیہ اور کسی عقیدۂ ضروریۂ مذہب اہلسنت کے خلاف نہ ہوں۔ لہٰذا مسلکِ متاخرین متکلمین پر بھی اس صیغۂ اِستغفار میں ظلمت نفسی ظلماً کثیراً کی تاویل یہی ہوگی کہ اے رب بیشک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ مشقت ڈالی۔ یعنی بے گناہوں کا آقا معصوموں کا مولیٰ ہوتے ہوئے بھی اپنے تمام گناہگاران اُمت کی شفاعت کا اُن کی مغفرت کا اُن کی حفاظت کا اُن کی نصرت کا ان پر اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتوں کی قسمت کا باذن ربہ تعالیٰ ذمہ لے لیا۔ فرمادیا شفاعتی لاھل الکبائر من اُمتی یعنی میری شفاعت میرے اُن اُمتیوں کیلئے ہے جو کبیرہ گناہوں والے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اپنے رب جل جلالہ کے حکم سے اِعلان فرمادیا۔

یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا	یعنی اے میرے (محمد مصطفےٰ کے) وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر
من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا ہ	زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تمام گناہ بخش دے گا۔ جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اور فرمادیا اللہ ورسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ، یعنی جس کا کوئی حافظ وناصر نہیں اُس کا حافظ وناصر اللہ اور

اللہ کا رسول ہے۔ جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجہ عن امیر المؤمنین سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

اور فرمایا انما انا قاسم واللہ یعطی یعنی بات تو یوں ہی ہے کہ بیشک میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رواہ البخاری ومسلم عن سیدنا معٰویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ولنعم ما قال سیدی ومرشدی اعلیٰحضرت الشیخ امام اھلسنت المجدد الاعظم للدین والملّۃ الفاضل البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؎

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر ایک جانِ بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

صیغۂ استغفار میں الذنوب محلیٰ باللام ہے۔ اور لام عہد کیلئے ہے تو کلمۂ لا یغفر الذنوب الا انت کے تاویلی معنی عند المتاخرین المتکلّمین یہ ہوئے کہ میرے گناہگار بندوں، سیاہکار اُمتیوں کے گناہوں کو تیرے سوا اور کون بخشنے والا ہے۔ فاغفرلی میں لام تسبّب کیلئے ہے تو متکلمین متاخرین کے نزدیک کلمہ فاغفرلی مغفرۃ من عندك کے تاویلی معنی یہ ہیں کہ تو اے اللہ میرے طفیل میرے اُن سب گنہگارانِ امت کی اپنی سرکار سے مغفرت فرما دے۔ کلمۂ وارحمنی انك انت الغفور الرّحیم کی تاویل متکلمین متاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہوئی کہ اے اللہ مجھ پر رحمت نازل فرما تیرے کرم سے تیرے بندوں پر جن دینی ودنیوی احسانات وانعامات واکرامات وتفضّلات وتعطفات کا میں نے ذمّہ لے لیا ہے اُن کو پورا کرنے کی اپنے فضل وکرم سے مجھے توفیق دے۔ بیشک تو ہی میرے سیاہکار نام لیوؤں کو بڑا بخشنے والا اُن پر رحم فرمانے والا ہے۔

مسلمانانِ اہلسنّت بنگاہِ ایمان وبنظرِ انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مرتد ملہی پوری کا اس صیغۂ استغفار کو پیش کر کے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفسِ اقدس کو معاذ اللہ نفسِ خبیث بتانا مسلکِ تفویض ومسلکِ تاویل دونوں مسلکوں پر ایسا ہی کفرِ خبیث وارتدادِ ابلیس ہے جیسے آیتِ کریمہ لما یعلم اللہ پیش کر کے اللہ عالم الغیب والشہادۃ جلّ جلالہٗ کو معاذ اللہ کوئی بے دین واقعاتِ آئندہ سے جاہل بتائے۔ جب اللہ عزّ وجل کو واقعاتِ آئندہ سے جاہل بتانے والے کا آیتِ کریمہ لما یعلم اللہ پیش کرنا کفر سے نہیں بچا سکتا تو حضورِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفسِ اقدس کو معاذ اللہ نفسِ خبیث بتانے والے کا یہ صیغہ استغفار پیش کرنا اسکو کافر ومرتد ہونے سے کیونکر بچالے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثامناً وثلثین ــــــــ مرتد ملہی پوری نے کفریات کے جیتے سوئر نگلتے ہوئے صاف لفظوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفسِ اقدس کو معاذ اللہ نفسِ امّارہ یعنی برائیوں کا بہت زیادہ حکم کرنے والا بھی بتادیا۔

حالانکہ نفس کے معنی جان اور روح اور حقیقت شئی و عین شئی و ہستی شئی ہیں۔ آہ آہ بے شمار آہ اس اخبث ملہی پوری نے کس طرح اپنا نجس گندہ منہ پھاڑ کر حضور اقدس اطیب الطیبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جانِ اطہر روح اقدس کو اور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہستی مقدس کو اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خبیث اور نفس امارہ بتادیا۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔

حضرات صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرہ کی اصطلاح میں اگرچہ حقیقت میں نفس اسی ایک روح ہی کا نام ہے لیکن چونکہ مختلف صفات سے مختلف نفوس متصف ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے حضرات صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدین والدنیا والآخرہ ببرکاتہم القدسیہ کی اصطلاح میں نفس کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول نفس امارہ یعنی وہ نفس جو لذاتِ فانیہ و شہواتِ ممنوعہ کی طرف بہت زیادہ سختی کے ساتھ بکثرت حکم کرنے والا جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا کہ ان النفس لامارۃ بالسوء یعنی بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم کرنے والا ہے۔ پھر بھی نفس امارہ جب معاذ اللہ کفر و معصیت کی تاریکیوں کے اندر بالکل ہی چھپ جاتا ہے تو نفس مدسسہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقد خاب من دسّٰہا یعنی بے شک نامراد ہوا وہ جس نے اُس (نفس) کو (کفر و معصیت) میں چھپایا۔ دوم نفس ملہمہ یعنی وہ نفس جسکو بدکاری کا برا ہونا اور پرہیزگاری کا اچھا ہونا الہام فرما دیا جائے۔ جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونفس وما سوّٰہا فالہمہا فجورہا و تقوٰہا ۝　یعنی اور جان کی قسم اور اسکی جس نے اُسے ٹھیک بنایا پھر اُس کی بدکاری اور پرہیزگاری دل میں ڈالی۔

سوم نفس لوامہ یعنی وہ نفس جو اپنے آپکو گناہوں میں مبتلا ہونے پر نور دل کی ہدایت کے ذریعہ سے بہت زائد ملامت کرنے والا۔ جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ولا اقسم بالنفس اللوامۃ ۝　یعنی اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرنے والی ہے۔

چہارم نفس زکیہ۔ یعنی وہ نفس جو گناہوں سے بالکل پاک صاف ستھرا رہا۔ کسی وقت کسی گناہ میں کبھی آلودہ نہ ہوا۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

قد افلح من زکّٰہا وقد خاب من دسّٰہا ۝　یعنی بیشک مراد کو پہنچا جس نے اس (نفس) کو ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اُسے معصیت میں چھپایا۔

پنجم نفس مطمئنہ یعنی وہ نفس جو جملہ صفات ذمیمہ سے پاک و صاف اور تمام اخلاق حمیدہ کے ساتھ متصف ہوا

اور قربِ الٰہی پر فائز ہو کر اطمینان و سکون حاصل کرے۔ جیسا کہ اللہ جلّ وعلا فرماتا ہے۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ ○ یعنی اے اطمینان والی جان اپنے رب کیطرف واپس ہو یوں کہ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

پہلی قسم کا نفس فسّاق و فجار و اشرار کا ہوتا ہے۔ اور نفس مدرسہ مشرکین و مرتدین و کفار و منافقین کا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا نفس عامۂ مومنین و صالحین کا ہوتا ہے۔ تیسری قسم کا نفس متقین و اولیا کا ہوتا ہے۔ چوتھی قسم کا نفس اکابر اولیائے محفوظین کا ہوتا ہے۔ پانچویں قسم کا نفس صدیقین و انبیا و مرسلین علیٰ سیدہم و علیہم الصلاۃ والسلام کا ہوتا ہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کا نفس اقدس تو وہ نفسِ اقدس ہے جس پر جملہ نفوسِ مطمئنہ بھی صدقے اور قربان ہیں۔ وہ پیاری جانِ پاک تو وہ پیاری جانِ پاک ہے جسکی قسم خود ربّ عزّ وجل نے یاد فرمائی۔ فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ لعمرك انهم لفی سكرتهم یعمهون ○ یعنی اے محبوب تیری جان کی قسم بیشک وہ کافر اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں۔ حیف صد حیف کہ اخبث الخبثا ءلطھی پوری اپنی نجس گندی زبان سے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث اور نفس امّارہ کہکر واحد قہار جلّ جلالہٗ کی بے شمار لعنتیں اوڑھ رہا ہے۔ الا لعنۃ اللہ علیٰ من یوذی رسول اللہ وعلیٰ هذا الحبیب عظیم الجاہ و اٰلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ ومن طلب احمد رضا من ربہ اجمل السلام واکمل الصلاۃ۔

تاسعاً و ثلثین ــــــ دینِ الٰہی میں معتقد حق و تحقیق یہ ہے کہ تمام حضرات انبیائے کرام علیٰ سیدہم و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام ہر گونہ گناہ کبیرہ و صغیرہ منفّرہ و غیر منفّرہ یعنی تعمّد یک ذرّہ مخالفت اوامر و نواہی الٰہیہ سے بعد نبوت و قبل نبوت عموماً مطلقاً ہر طرح پاک و منزّہ و معصوم ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔

ان عبادی لیس لك علیهم سلطٰن ○ یعنی بیشک جو میرے بندے ہیں (نیک مخلص انبیا و اصحاب فضل) اُن پر (او ابلیس) تیرا کچھ قابو نہیں۔

وقال تعالیٰ انا اخلصنٰهم بخالصۃ ذكری الدار ○ وانهم عندنا لمن المصطفین الاخیار ○ بیشک ہم نے انھیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے اور بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

وقال تعالیٰ وكلا جعلنا صٰلحین ○ وجعلنٰهم ائمۃ یهدون بامرنا واوحینا الیهم فعل الخیرات و اقام الصلٰوۃ وایتاء الزكٰوۃ وكانوا لنا عٰبدین ○ اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا اور ہم نے انھیں امام کیا کہ وہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انھیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے

وقال تعالیٰ ولقد همت بہ وهم بها لولا ان رّا یعنی اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ

برھان ربہ کذالك لنصرف عنه السوء والفحشاءُ انه من عبادنا المخلصین ○ — کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے چُنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

وقال تعالیٰ ولقد اصطفینٰه فی الدنیا وانه فی الاٰخرة لمن الصّٰلحین ○ — یعنی اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اُسے چُن لیا اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے قربِ خاص کی قابلیت والوں میں ہے

وقال تعالیٰ وکان عند ربه مرضیا ○ — یعنی اور وہ اپنے رب کو پسند تھا۔

وقال تعالیٰ وجعلنا لهم لسان صدق علیا ○ — یعنی اور ہم نے اُن کیلئے سچی بلند ناموری رکھی۔

وقال تعالیٰ اولٰئك الذین انعم الله علیهم من النّبیّین من ذریّة اٰدم وممن جعلنا مع نوح ومن ذریة ابراهیم واسرائیل وممن هدینا واجتبینا ○ — یعنی یہ ہیں وہ جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں (نبیوں) میں سے آدم کی اولاد سے اور اُن میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا۔ اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے اور اُن میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چُن لیا۔

وقال تعالیٰ وانا اخترتك فاستمع لما یوحیٰ ○ — یعنی اور میں نے تجھے پسند کیا۔ اب کان لگا کر سُن جو تجھے وحی ہوتی ہے

وقال تعالیٰ ولتصنع علیٰ عینی ○ — یعنی اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے طیار ہو (میری حفاظت ونگرانی میں پرورش پائے)

وقال تعالیٰ واصطنعتك لنفسی ○ — یعنی اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا۔

وقال تعالیٰ واجتبینٰهم وهدینٰهم الیٰ صراط مستقیم ○ — یعنی اور ہم نے انھیں چُن لیا اور سیدھی راہ چلائی۔

وقال تعالیٰ اولٰئك الذی هدی الله فبهدٰهم اقتده ○ — یعنی یہ ہیں وہ جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی تو تم انھیں کی راہ چلو۔

وقال تعالیٰ اعلم حیث یجعل رسٰلته ○ — یعنی اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

(اللہ تعالےٰ کو خوب معلوم ہے کہ اُس نے اپنے فضل وکرم سے نبوّت کی اہلیت کس کو بخشی ہے۔ کس کو اس کا اِستحقاق محض اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے کس کو نہیں)

وقال تعالیٰ قال انی جاعلك للنّاس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظٰلمین ○ — یعنی فرمایا (اے ابراہیم) میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

وقال تعالیٰ فی صحابة رسول الله صلی الله تعالیٰ — یعنی اور (اے میرے محبوب کے صحابیو) جان لو کہ تم میں اللہ

عَلیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم وسلم واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم ولٰکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولٰئک ھم الرٰشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ علیم حکیم○

کے رسول ہیں۔ بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے۔ اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے

جب حضور سیّد المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خود اللہ تبارک و تعالیٰ یہ شان بیان فرما رہا ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ و بنعمتہٖ ایمان انھیں پیارا اور اُن کے دلوں میں آراستہ ہے، کفر و فسق و عصیان انھیں طبعًا ناگوار ہے، ایسے ہی لوگ رشد و ہدایت پر ہیں۔ تو اللہ عزّ وجل کے انبیاء و مرسلین علیٰ سیّدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام کا کیا پوچھنا۔ پھر اُن سب نبیوں رسولوں کے سرور و سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا تو کیا کہنا۔ ظواہر نصوص اخبار کہ اُس کے خلاف کو موہم ہوں متروک و مخذول ورنہ محامل حسنہ پر محمول یا مثل متشابہات علم مراد حضرت علیم و خبیر جل مجدہٗ کی طرف پھر اُسی کے بتائے سے اُس کے محبوب بشیر و نذیر علیہ وعلیٰ آلہٖ الصّلاۃ والسّلام کی طرف موکول۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ○

یعنی اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اسلئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

اور اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا○

یعنی بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں پیروی کا اچھا نمونہ ہے اُس کیلئے جو اللہ اور پچھلے دن کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے

پہلی آیتِ مبارکہ نے صاف فرما دیا کہ اُمت پر رسول کی اطاعت و فرمانبرداری بحکم الٰہی مطلقًا فرض ہے۔

دوسری آیتِ مبارکہ نے روشن فرما دیا کہ اُمت پر رسول کے صرف اقوال ہی کی اطاعت ضروری نہیں بلکہ رسول کے افعال کی بھی جو رسول کے خصائص میں سے نہ ہوں اُمّت پر پیروی لازم ہے۔ اب اگر نبی و رسول معاذ اللہ معصوم نہ ہوں اور رسول و نبی سے عیاذًا باللہ تعالیٰ گناہ و معصیت بھی صادر ہو سکے تو اُمت پر اُس گناہ و معصیت میں بھی اپنے نبی و رسول کی پیروی کرنا حکم الٰہی کے مُطابق لازم و ضروری ہو جائے گا۔ تو نبی و رسول کو معاذ اللہ معصوم نہ ماننے سے گناہ و معصیت کا منکر و منہی عنہ ہونا باطل ہو کر اس کا معروف و مامور بہٖ ہونا لازم آجائیگا۔ اور یہ لازم شرعًا بالیقین باطل ہے۔ یعنی گناہ و معصیت کا اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مامور بہ ہونا بحکم شرع مطہر یقینًا باطل ہے

قال اللہ تعالیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعنی اللہ جلّ جلالہٗ بے حیائی اور بُری بات اور ظلم کرنے سے منع فرماتا ہے ـــــ تو جس خبیث عقیدے کو ماننے سے یہ بئیس عقیدہ لازم آیا تھا یعنی حضرات انبیاء و مرسلین صلوٰت اللہ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہٖ اجمعین کا معاذ اللہ معصوم نہ ہونا اس کا بھی بحکمِ شریعت مطہرہ قطعاً باطل ہونا ثابت ہو گیا۔ فلوجہ ربنا الکریم الحمد۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم ۝ یعنی اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم کرنے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کہیں اس آیتِ مبارکہ سے مرتد ملھی پوری یا مرتد بے بہادر فتحپوری استدلال کر کے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے نفوسِ قدسیہ کا معاذ اللہ نفوسِ امّارہ ہونا یا اُن کا عیاذاً باللہ تعالیٰ گناہگار ہونا اپنے زعم خبیث میں ثابت کر کے بھولے بھالے سیدھے سادے سُنّی مُسلمانوں کو دھوکے نہ دے۔ لہٰذا پہلی بات تو یہی گذارش کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کا معصوم ہونا عقائد ضروریہ مذہب اہلسنّت میں سے ہے۔ منکر کے منکر ہونے کا اور معروف کے معروف ہونے کا اسی عقیدۂ حمیدہ پر دارو مدار ہے۔ کسی نص کا ظاہر بشرطیکہ قطعی الثبوت ہو۔ اگر اُس کے خلاف کا ایہام فرمائے تو اسکو کسی محمل حَسَن پر محمول کرنا یا اُس کے علم کو اللہ پھر رسول جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کیطرف موکول کرنا ورنہ سِرے سے اُس کو متروکُ مخذول کرنا واجب۔ یہ آیتِ مُبارکہ بھی قطعی الثبوت ہے کیونکہ قرآنِ عظیم ہی کی آیتِ مُبارکہ ہے۔ لہٰذا عند الائمۃ المتقدمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اِس آیتِ مبارکہ کے جو بھی معنی اللہ تعالیٰ کے علم میں پھر اس کے بتائے سے اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم میں ہیں وہ قطعاً حق ہیں۔ ان پر ہمارا ایمان ہے لیکن اُس کے ظاہر سے اگر حضرت سیدنا یوسف صدّیق علیہ الصلاۃ والسّلام کے نفسِ قدسیہ کے معاذ اللہ امّارہ ہونے کا کسی کے ذہن میں ایہام ہوتا تو یہ قطعاً غلط و باطل ہے۔ اللہ ورسول جَلّ جلالہٗ وصلّی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا پیارا کلام اُس سے قطعاً یقیناً پاک و منزہ ہے کہ ایسے غلط و باطل معنیٰ اُسکی مراد ہو سکیں۔ وللہ الحمد۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سیّدنا یوسف صدّیق علیہ الصّلاۃ والسّلام کا یہ کلام مقامِ تواضع میں ہے۔ مقامِ تواضع میں متکلم اپنے لئے جو کلمات بولتا ہے وہ ہرگز کسی محکی عنہ کی حکایت نہیں ہوتے۔ اُن سے ہرگز کسی واقعے کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ حقیقۃً انشا ہوتے ہیں۔ اُن سے متکلم کو صرف اپنا ہضمِ نفس مقصود ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس آیتِ مُبارکہ کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے اقرار و اعتراف کے بعد حضرت سیدنا یوسف صدیق

علیہ الصّلاۃ والسّلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں نے اپنی برأت کا اظہار اسلئے چاہا تھا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اُسکی غیبت میں اُس کی خیانت نہیں کی ہے اور میں اُس کے اہل کی حُرمت خراب کرنے سے مجتنب رہا ہوں۔ اور جو الزام مجھ پر لگائے گئے ہیں میں اُن سے قطعاً پاک ہوں۔ اُس کے بعد آپ کا خیالِ اقدس اس طرف گیا کہ اس میں تو اپنے نفس کی خوبی اور اپنی طرف پاکی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں شانِ خود پسندی و خود بینی کا شائبہ بھی آنے پائے۔ لہٰذا فوراً اللہ تبارک و تعالےٰ کے حضور تواضعًا و انکسارًا عرض کرتے ہیں وما ابرّئ نفسی اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں ہے۔ اور میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار نہیں دیتا۔ نفس کی جنس کا تو یہ حال ہے کہ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم کرنے والا ہے اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ یعنی اپنے جس مخصوص بندے کو گناہوں سے معصوم بنادے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ ہی کا فضل اُسی کی رحمت ہے۔ اور معصوم پیدا فرمانا اسی کا فضل اُسی کا کرم ہے۔ انّ ربی لغفور رحیم۔ بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہ الصّلاۃ والسّلام نے ان النفس لامارۃ بالسوء فرما کر خود اپنے نفسِ قدسیہ کا معاذ اللہ اَمّارہ ہونا ہرگز مراد نہیں لیا تھا، بلکہ جنسِ نفس کی اَمّاریت بیان فرمائی تھی۔ اور جس نفس پر اللہ تبارک و تعالیٰ رحم فرمائے اسکو اَمّارہ ہونے سے یقیناً مُستثنیٰ فرمالیا تھا۔

قرآنِ عظیم کی اس آیتِ مُبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ جن نفوس پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے وہ ہرگز امارہ نہیں ہوتے۔

اب مرتد ملھی پوری جو معاذ اللہ حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے نفسِ اقدس کو اَمّارہ بتارہا ہے اگر یہ کہے کہ بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفسِ اقدس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا رحم و کرم تو ضرور ہے مگر پھر بھی نفسِ اَمّارہ ہی رہا تو تکذیبِ قرآن کر کے کافر مرتد ہو گیا۔ اور اگر یہ کہے کہ سرکارِ دو عالم رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفسِ اقدس پر معاذ اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا رحم ہے ہی نہیں اس لئے وہ نفسِ اَمّارہ رہا تو بھی تکذیبِ قرآن کر کے کافر مرتد ہو گیا۔ غرض اس مرتد ملھی پوری کے اگلے پچھلے دونوں رستے قہرِ الٰہی کے حِجَارَۃً مِّنْ سِجِّیْلٍ نے بند فرما دیئے۔ کذالک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعملون۔

العظمۃ للہ! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلامِ قدیم قرآنِ عظیم میں اپنے پیارے نبیوں اپنے محبوب رسولوں علیہم الصّلاۃ والسّلام کے جن نفوسِ قدسیہ کو صاف فرمائے کہ شیطان کا اُن پر کچھ قابو نہیں، جنکو ممتاز کرے، جن کو اپنا برگزیدہ، اپنا پسندیدہ، اپنا پسند فرمودہ بتائے، جنکو اپنے حکم سے اپنی طرف بلانے والا امام بنائے، جنکی طرف اچھے کاموں کے کرنے، نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجے، جن کو اپنی ہی بندگی کرنے والا فرمائے، جن سے بُرائی اور بےحیائی کو دور رکھے، جن کو اپنے بندوں میں سے اپنے لئے چُن لے، جن کو اپنے قربِ خاص کا سزاوار ٹھہرائے، جن کے لئے سچی

بلند ناموری رکھے۔ جن پر انعام واحسان فرمائے، جن کو اپنے فضل وکرم سے وہ خود سیدھی راہ چلائے، جن کو اپنے لئے پسند فرمائے، جن کو خاص اپنے ہی لئے بنائے، خاص اپنی حفاظت ونگہبانی میں جنکی پرورش فرمائے، جن کو وہ خود ہی اپنی صراطِ مستقیم پر چلائے۔ ان سب حضراتِ کرام علیہم الصّلاۃ والسّلام کو مرتد جے بہادر حسرت فتحپوری علیہ ما علیہ معاذ اللہ عاصی وگناہ گار بتار ہا ہے۔ کیا یہ قرآنِ عظیم کی تکذیب نہیں۔ کیا یہ انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کی توہین نہیں کیا یہ خود اللہ عزّوجل کی اہانت نہیں کہ وہ اپنے چُنے ہوئے نبیوں اور رسولوں کو بھی گناہ ومعصیت سے نہ بچا سکا۔ اُس نے خود ہی تو ابلیس ملعون سے فرمادیا تھا کہ بے شک جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ مگر وہ اپنے خاص بندوں پر سے بھی اپنے محبوب ومرضی بندوں پر سے بھی شیطانِ ملعون کے قابو کو نہ ہٹا سکا، اپنے قول کو بھی نہ نبھا سکا۔ ایسے مکذبِ قرآن، ایسے دُشنام دہندۂ حضور سید الانس والجان علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام الاتمان الاکملان، ایسے گستاخِ بارگاہِ رحمٰن عزیز ذیشان ایسے بیدین بے ایمان کے کافر مرتد بے دین ہونے میں کون سے مُسلمان کو شک وشُبہ ہوسکتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم۔

الکبریاء للہ! کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جسے اپنے اُن چُنے ہوئے، پسند کئے ہوئے خاص اپنے ہی لئے بنائے ہوئے خاص اپنی نگہبانی وحفاظت میں پرورش فرمائے ہوئے اپنے مرضی ومحبوب نبیوں ورسولوں علیہم الصّلاۃ والسّلام کا سیّد وسرور سرداراں سب کا امام وپیشوا اپنا محبوب ومختار بنائے۔ اس محبوبِ خدا سیّد الانبیاء علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام والثّنار کے نفسِ اقدس کو مرتد ملعی پوری علیہ ما یستحقہ، معاذ اللہ نفس خبیث اور نفسِ امّارہ بتار ہا ہے۔ کیا ایسے اخبث الاعتقاد، ایسے انجس القلب واللّسان کے کافر مرتد بے ایمان ہونے میں کسی ذرّہ بھر ایمان رکھنے والے مُسلمان کو شک وشبہ ہوسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ۔

اربعین ــــــــ حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی تعظیم سے باپ اور بادشاہ کی تعظیم کو کچھ نسبت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا ○ — یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اور ارشاد ہوتا ہے۔

یا ایّھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم ○ — یعنی اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سُنتا جانتا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النّبیّ ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم — یعنی اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چِلّا کر نہ کہو جیسے آپس

لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ○ میں ایک دوسرے کے ساتھ چلاتے ہو۔ کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجر عظیم ○ یعنی بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ لیا ہے اُن کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ○ یعنی بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم ○ یعنی اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ہی برآمد ہو کر اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کیلئے بہتر تھا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت سیدنا ابو سعید بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کنت اصلی فی المسجد فدعانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم فلم اجبہ فقلت یارسول اللہ انی کنت اصلی فقال الم یقل اللہ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم — یعنی میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھے بلایا تو میں (نماز میں مشغولیت کے سبب) حضور کے بلانے پر خدمت اقدس میں حاضر نہیں ہوا۔ (نماز سے فارغ ہو کر جب حاضر خدمتِ اقدس ہوا) تو میں نے عرض کی یارسول اللہ بیشک میں نماز پڑھ رہا تھا تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم یعنی اے ایمان والو اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائیں — رواہ البخاری عن سیدنا ابی سعید رضی تعالیٰ عنہ۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من المھاجرین والانصار وھم جلوس وفیھم ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فلا یرفع احد منھم الیہ بصرہ الا ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (کا شانۂ مقدسہ سے) برآمد ہو کر اپنے اصحاب مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جلوہ گر ہوتے اور وہ حضرات بیٹھے ہوتے اور ان میں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوتے۔ تو اُن میں سے صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی اپنی آنکھ اُٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

فاینما کان ینظر ان الیه وینظر الیهما ویتبسّمان — علیٰ آلہ وسلّم کو نہیں دیکھتا کہ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
الیه ویتبسّم الیهما۔ — حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ملاحظہ فرماتے اور صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھ دیکھ کر مسکراتے رہتے اور
سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھ دیکھ کر تبسم فرماتے رہتے۔ رواہ
الترمذی عن سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور حضرت امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ علیہ وعلیٰ الہ الصلاۃ والسلام والثنا میں ہے کہ جب آیت کریمہ "یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم" نازل ہوئی تو اس کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق وحضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور اس طرح عرض ومعروض کیا کرتے تھے جیسے سرگوشی کرتے ہیں۔ اور اسی شفا شریف میں حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے گرد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیٹھے تھے، گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ اور حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب سالِ حدیبیہ قریش نے حضور اقدس سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی خدمت میں بھیجا اور انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم دیکھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے اعضائے وضو سے بروقتِ وضو جو پانی جدا ہوتا ہے اُس پر دوڑ پڑتے ہیں گویا کٹ مریں گے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب تھوکتے یا بینیٔ مبارک صاف فرماتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُسے اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اُسے اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کوئی موئے مبارک نہیں جدا ہوتا مگر یہ کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہوئے اُسے لے لیتے ہیں۔ اور جب کچھ حکم فرماتے ہیں تو تعمیلِ ارشاد پر دوڑ پڑتے ہیں۔ اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کلام فرماتے ہیں تو اپنی آوازیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور بالکل پست اور بند کر لیتے ہیں۔ اور تعظیم کی وجہ سے حضور شاہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف تیز نظر سے نہیں دیکھتے۔ تو جب حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی طرف لوٹ کر گئے کہا اے گروہ قریش میں کسریٰ وقیصر ونجاشی بادشاہانِ فارس وروم وحبش کے پاس اُن کے ملکوں میں گیا اور بے شک میں نے کسی بادشاہ کو کسی قوم میں ہرگز ایسا نہیں دیکھا جیسے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے اصحاب کرام میں ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم ——— اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کسی بادشاہ کی تعظیم اُسکی رعیت

کو ایسے کرتے ہرگز نہیں دیکھا جیسی تعظیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اُن کے اصحاب کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اور اُسی شفا شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے موئے مبارک حلاق مونڈ رہا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی موئے مبارک جدا ہو مگر یہ کہ کسی صحابی کے ہاتھ میں آئے۔

اور اسی شفا شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی بات پوچھنا چاہتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے برسوں اس کے پوچھنے سے رُکا رہتا تھا۔ اور امام ابو ابراہیم تجیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر پاک کرے یا سُنے تو اسوقت اُسی طرح خضوع وخشوع توقیر وسکون بجالائے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہیبت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اجلال وادب میں اُسی طرح مصروف ہو جائے جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں کرتا۔ جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُسکی ظاہری آنکھوں کے سامنے جلوہ فرما ہوتے۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سلفِ صالحین اور ہمارے ائمہ ماضیین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی یہی سیرت تھی۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر شریف فرماتے یا سُنتے تو اُن کا رنگ بدل جاتا اور اُن کی پیٹھ جُھک جاتی۔ اور جب کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کوئی حدیث دریافت کرنے آتا تو غُسل فرماتے، نئے عُمدہ کپڑے پہنتے، اپنا جُبّہ مبارکہ پہنتے، عمامہ باندھتے، سرِ مبارک پر چادر اوڑھتے، خوشبو لگاتے، تخت پر بیٹھتے، عود سُلگاتے اور نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ حدیث بیان فرماتے۔ کہ اس تخت پر حدیث شریف سُناتے وقت کے سوا کبھی نہ بیٹھتے۔ اور فرماتے کہ میں محبوب رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں۔

ایک روز حدیث شریف بیان فرمارہے تھے کہ سولہ بار بچھو نے ڈنک مارا۔ آپ کا رنگ بدل بدل جاتا تھا، چہرۂ مبارک زرد ہو ہو جاتا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث پاک کو سُنانا بند نہ فرمایا فارغ ہونے کے بعد فرمایا اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلَالًا لِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ یعنی یہ جو میں نے سولہ بار بچھو کے ڈنک مارنے پر صبر کیا یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث پاک کے ادب میں۔ حدیثِ پاک سُناتے وقت اِس قدر روتے کہ لوگوں کو اُن پر رحم آتا۔

امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت مزاح فرمانے والے اور بہت مُسکرانے والے تھے لیکن جب اُن کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو ہیبت وتعظیم کی وجہ سے اُن کے چہرے کا رنگ زرد پڑ

جایا کرتا ——— امام ابن المعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے۔ آپ لیٹے ہوئے تھے انھوں نے آپ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث پوچھی، آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور اُن سے وہ حدیث بیان فرمائی۔ اُنھوں نے عرض کی میری خوشی یہ تھی کہ آپ تکلیف نہ فرماتے اور لیٹے ہی لیٹے حدیث بیان فرمادیتے۔ فرمایا کہ میں نے اِس بات کو مکروہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث تم سے بیان کروں۔ اور اس حال میں لیٹا رہوں ——— قتادہ باوضو حدیث شریف سُنانے کو مستحب جانتے ——— اِمام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس بات کو مکروہ جانتے کہ راستے میں یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث شریف سُنائیں۔ ہشام بن غازی نے امامِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جبکہ وہ کسی جگہ کھڑے ہوئے تھے کوئی حدیث شریف پوچھی۔ آپ نے ان کو بیس کوڑے مارے۔ پھر اُن پر رحم فرمایا۔ اور اُن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بیس حدیثیں اپنے دولت کدے پر لاکر سُنائیں۔ ہشام فرماتے ہیں کاش مجھے اور زیادہ کوڑے مارتے اور پھر اور زیادہ حدیثیں سُناتے ——— حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منبرِ اقدس کی اُس جگہ کو جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے، اپنے ہاتھ سے مَس کرکے اپنے چہرے پر پھیرتے۔ اُن کے سوا بہت تعظیمات و آداب اکابرِ دین وائمۂ اسلام وعلمائے مِلّت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے شفائے قاضی عیاض وغیرہ کتبِ معتبرہ میں منقول ہیں۔

باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کو جو خبیث اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر بتاتا ہے۔ قرآنِ عظیم وحدیثِ کریم وسیرتِ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ومشائخ وعلمائے دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے جاہل اور عظمتِ مقام سیّد الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام بلکہ حقیقتِ نبوت ورسالت اور اس کے حقوق پر صائل ہے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸ پر حدیث شریف لکھی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الٰہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین والانصار فجاء بعیرٌ فسجد لہ فقال اصحابہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد لک البھائم والشجر فنحن احق ان نسجد فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اُونٹ آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سجدہ کیا تو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ چارپائے اور درخت تو حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم حضور کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو

رواہ الامام احمد عن سیدتنا ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ صلی اللہ تعالیٰ علی بعلھا وعلیھا وعلیٰ ابیھا وجدّھا وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلّم۔

اِس حدیث شریف میں حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تواضعًا اپنی ذاتِ اقدس کو اپنے بندگانِ سرکار و غلامانِ دربار کا بھائی فرمایا۔ امام الوہابیہ اس کا اپنی زبان میں بھدّا اور بھونڈا ترجمہ کر کے فساد کی "ف"، لکھ کر لکھتا ہے۔

"یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام، امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو اُن کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔"

اس ناپاک عبارت میں کیسے کیسے افترارات کے پھندے اڑاتے ہوئے اس نے اپنے آپکو حضور مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا چھوٹا بھائی بنایا اور حضور شاہنشاہِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی بتایا۔ اور حضور آقائے ثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کو باپ کی سی بھی نہیں بادشاہ کی سی بھی نہیں آقا کی سی بھی نہیں بلکہ صرف بڑے بھائی کی سی تعظیم ٹھہرایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیا اِس قدر بھی نہیں جانتا کہ باپ اپنے بیٹے کو یا بادشاہ اپنے محکوم کو یا آقا اپنے غلام کو حضور شاہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کے خلاف حکم دے تو اُس کی نافرمانی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کی اطاعت فرض ہے۔ اور یہ جو سید المتواضعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلٰے آلہ وسلم نے فرمایا اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ اس سے امام الوہابیہ کا استدلال محض اغوا و اضلال ہے۔ اگر بادشاہ تواضعًا اپنی رعیت سے کہے کہ تم سب میرے بھائی ہو تو رعیت میں کیا کوئی شخص بادشاہ کو "بھائی صاحب" کہہ سکتا ہے یا لکھ سکتا ہے ـــــ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اس کلام کے مخاطب تھے جن سے براہِ راست فرمایا گیا اکرموا اخاکم کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو "بھائی صاحب" کہہ کر پکارا کرتے تھے! حاشا و کلا! بلکہ اکثر اوقات فَدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یا بِاَبِیْ انت واُمّی اور اسی طرح کے کلمات عرض کیا کرتے تھے۔ یعنی میرے باپ ماں حضور پر صدقے، میرے ماں باپ حضور پر قربان۔ جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں اور ماں باپ میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوتا۔ بلکہ "شفا شریف" میں ہے کہ ابن قانع سے روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے باپ کو حضور کی شان میں ایک قبیح کلمہ بولتے ہوئے سنا تو میں نے اسکو قتل کر ڈالا فلم یشق ذالك علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

کو اُن کا یہ فعل کچھ ناگوار نہ ہوا۔ ان کے اس فعل پر کچھ اعتراض نہ فرمایا۔ پھر قرآنِ عظیم یہ بھی تو فرماتا ہے۔

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھٰتھم ۔ یعنی یہ غیب بتانے والے نبی) مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اختیار رکھتے ہیں اور اُن کی بیبیاں مُسلمانوں کی مائیں ہیں۔

جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات تمام مُسلمانوں کی مائیں ہیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تمام مُسلمانوں کے باپ ہوئے، تو تمام مُسلمان حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بیٹے ہوئے۔ قرآنِ پاک سے تو تمام ایمان والوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بیٹے ہونا ثابت ہو رہا ہے پھر بیٹا اپنے باپ کا چھوٹا بھائی کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ وہابیہ خُبثا اگر ایمان والے ہوتے تو حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا بڑا بھائی ہرگز نہ کہتے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی ہرگز نہ بن بیٹھتے، حضور سید المعظمین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعظیم اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر ہرگز نہ ٹھہراتے۔ اللہ تقدس وتعالیٰ خود طرح طرح سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہٖ وسلّم کا ادب اپنے بندوں کو سکھاتا ہے اور فرماتا ہے میرے رسول کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پُکارتے ہو۔ اور اُن کے حضور چلّا کر بات نہ کرو جیسے باہم کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے تمام اعمال حبط ہو جائیں ۔۔۔۔ اور یہ خبثا کہتے ہیں کہ اُن کی بڑے بھائی کی سی تعظیم چاہیے ۔۔۔۔ آیاتِ صریحہ واحادیثِ صحیحہ وسیرتِ صحابہ وتابعین وائمہ وعلمائے دین سے آنکھ بند کرنا اور اس قسم کے الفاظ کو گو کیسے ہی موقع پر وارد یا قرآن وحدیث کے ارشاداتِ مفسّرہ محکمہ سے معارضے کے سبب متروک الظاہر واجب التاویل ہوں، مدارِ اعتقاد وعمل ٹھہرانا دلوں میں چھپے ہوئے کفر ونفاق کی دلیل ہے۔ اور اس قول سے کہ "جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اُس میں بھی اختصار ہی کرو"۔ یہی مراد ظاہر کہ وہابیہ وامام الوہابیہ کے نزدیک حضور احمد المحمودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدح وستائش بس اسی قدر چاہئیے جس قدر ہم آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی کم۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تکثیرِ محامد وتحدیثِ حمائد معاذ اللہ نہیں چاہئیے۔

حالانکہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرح طرح سے مدح وثنا فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بکثرت محامد ومحاسن بیان فرمائے کہ ہرگز کسی جن وملک وبشر کی ایسی اور اتنی مدح وثنا اس نے ہرگز نہیں فرمائی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعینِ عظام رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم حضور سیّد المحمودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی برابر تکثیرِ مدح وثنا فرماتے رہے۔ ائمہ محدّثین رحمہم اللہ تعالےٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جمیع فضائل ونشرِ کمالات وخصائص میں برابر اہتمام بلیغ فرماتے رہے رہے۔ حدیث وسیر کی کتابوں میں حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ہزار ہا معجزات وخصائص وکمالات مذکور اور

حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے احوالِ شریفہ واوصافِ کریمہ کے بیان میں ابواب موضوع۔ صدہا کتابیں خاص حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تذکرہ فضائل وکمالات میں تصنیف ہوئیں۔ اور ایمان بغیر حضور سیّد المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبّت کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اور محبّت کیلئے ذکرِ محبوب کی تکثیر لازم۔ تو تکثیرِ مدح وثنائے سرکارِ رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کمالِ ایمان کی دلیل اور اس میں کمی ضعفِ ایمان کی علامت ہے۔ اور یوں کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح وستائش اس سے بھی کم چاہیئے جس قدر ہم آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہیں، مرضِ قلبی وفسادِ باطن کی دلیل ہے۔ بلکہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتحقیر ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ جمیع اھل السنّۃ منہ۔

اسی طرح حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کے پاس اُس کا کلام اور اُس کے احکام لانے کے سبب چپراسی کے ساتھ تشبیہ دینا جو رعایا کے پاس فرمانِ شاہی لاتا ہے یہ بھی منصبِ نبوّت وعہدۂ رسالت کی کھُلی ہوئی اہانت ہے۔ ان دِل کے اندھوں عقل کے اوندھوں کو کیا یہ بھی نہیں سوجھتا کہ نبی ورسول بمنزلہ صوبہ دار یا خلیفہ کے ہے۔ جسکی اطاعت وفرمانبرداری رعایا پر فرض ہوتی ہے۔ اور اُس کے احکام اُن پر نافذ ہوتے ہیں۔ اور وہ فرمان جو اُس کے ہاتھ میں ہوتا ہے بطور فرمان تقرر کے اور بمنزلہ دستور العمل کے ہے کہ وہ اُن احکام کو جاری فرمانے اور بندگانِ خدا سے اُن کی تعمیل کرانے کیلئے معیّن ہوکر تشریف لاتا ہے۔ چپراسی کے کام کو اُس اعلیٰ ترین منصبِ نبوّت وعہدۂ رسالت سے معاذ اللہ کیا نسبت ہوسکتی ہے۔ خصوصًا حضورِ اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا منصب ارفع المناصب جو تمام مقربانِ بارگاہِ احدیت کے سردار اور شفاعتِ کبریٰ اور وسیلۂ عظمیٰ ومقامِ محمود وسیادتِ مطلقہ ومحبوبیتِ عظمیٰ وخلافتِ کبریٰ وغیرہا مناصبِ عالیہ کثیرہ ومراتبِ رفیعہ متکاثرہ سے سرفراز ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ساری خدائی میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مرتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ ایسی ذاتِ اقدس مجموعۃ الکمالات معصوم عن النقصانات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کو جسے حضرت مالک الملک والملکوت جلّ جلالہ کا وزیرِ اعظم کہنا حق وبجا ہے، بمنزلہ ایک چپراسی کے ٹھہرانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں اور دوسرے تمام لوگوں میں صرف اسی قدر امتیاز بتانا کہ بس حضور احکامِ الٰہیہ سے واقف ہیں اور دوسرے لوگ غافل۔ یہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کھُلی ہوئی تنقیص وتحقیر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو اللہ واحد قہار قدوس سبّوح قادر مقتدر جلّ وعلا کے نائبِ اکبر ومحبوبِ اجمل وخلیفۂ اعظم ومظہرِ اتم ومختارِ کل وقاسمِ جملہ نعم ہیں ـــــ مرتد ملہی پوری کا براہِ تقیہ خدا کے بعد اور ساری مخلوقات سے بڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے درجے کو ساری مخلوقات سے ارفع واعلیٰ بتانا اور اسی فقرے

اُسی عبارت، اسی سانس میں حضور سیّد المعظمین صلے اللہ تعالیٰ عَلیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ سے بھی کم ٹھہرانا کیسی گندہ شقاوت اور کتنی نجس خباثت ہے۔ یعنی مرتد ملھی پوری کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناچیز ذرہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے معاذ اللہ بڑھ کر ہے۔

مسلمانو! تمہارے پیارے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایسی سڑی ہوئی گندی گالی دینے والے کے کٹر کافر پکّے مرتد کھلے ہوئے بیدین ہونے میں کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ ایمان والے کو بھی کچھ شک و شبہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناچیز ذرّے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر بتا رہا ہے۔

ناچیز ذرّے پیشابوں پاخانوں نجاستوں غلاظتوں میں کہاں کہاں پڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اُن سب نجس ناپاک گندے ناچیز ذرّوں کو حضور انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھا ہوا بتا کر سرکارِ رسالت علے صاحبہا وآلہ الصّلاۃ والسّلام والتحیہ میں کیسی سڑی ہوئی گندی گالیاں سُنا رہا ہے۔ مرتد ملھی پوری نے اسی گندی عبارت میں اپنی نہانی چیر توحید بھی کھول دی۔ اپنے زیر سایۂ مسلمانی ہونے کے ادّعا پر بھی آخری بولی بول دی۔ اِسی عبارت نجسہ میں اُس نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ساری مخلوقات سے بڑھ کر اور ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ کہا اور اِسی عبارتِ خبیثہ کے اندر اُس نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ذرّے سے کم لکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد ملھی پوری تمام عالم کے ذرّات کو اللہ تعالےٰ کی مخلوق نہیں جانتا۔ ورنہ حضور افضل الخلق صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بعد سارے عالم جملہ مخلوقات کے تمام ذرّات سے بھی بڑھ کر اور ارفع و اعلےٰ مانتا لیکن یہ مرتد اپنی اس عبارتِ نجسہ میں حضور صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وعلے آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے کم اور بعد اور ساری مخلوقات کو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کم اور بعد اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہر ہر ذرّے سے کم اور بعد خدا کے مقابلے میں بتا رہا ہے۔ یعنی مرتد ملھی پوری کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں جتنی عزّت و وقعت ہر ہر ناچیز ذرّے کو حاصل ہے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں اتنی وقعت و عزّت بھی حاصل نہیں۔ تو کھل گیا کہ مرتد ملھی پوری کے دھرم میں عالم کا ہر ایک ذرّہ مخلوقاتِ الٰہیہ سے خارج ہے۔ مرتد ملھی پوری کے نزدیک عالم کا کوئی ذرّہ بھی اللہ تبارک و تعالےٰ کا مخلوق یعنی اُس کا پیدا فرمایا ہوا نہیں۔ اب بڑے، چھوٹے سارے کے سارے دھیڑے دیو کے بندے ایک سرے سے بول چلیں کہ تمام عالم کے مہا سنکھوں مہا سنکھ ذرّوں کو اللہ تبارک تعالےٰ کی ساری مخلوقات سے خارج ماننے والا مہا سنکھوں مہا سنکھ مشرکوں کے برابر تنہا مشرک کافر مرتد بے دین بے ایمان ہوا یا نہیں۔ کذالک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون ہ وللہ الحجۃ القاھرۃ۔

سُنّی سائل نے اس پر قاہر سوال نازل فرمایا کہ ـــــ "جو عبارت آپ عربی میں لکھا کریں اُس کا ترجمہ

بھی تحریر کیا کیجئے لہٰذا جو دعا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمائی ہے وہ بھی عربی عبارت ہے اس کا بھی ترجمہ لکھیئے" ـــــــ اس زبردست سوال کا مطلب صاف ظاہر و باہر ہے کہ جب مرتد ملھی پوری اپنی لکھی ہوئی عبارتوں کے اپنے ہی قلم سے خود ہی اُردو ترجمے لکھے گا تو ان ترجموں کے اندر قرآنِ پاک کی تابعداری کا ذلیل ہونا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے ہی کا عین عبادتِ الٰہی ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کا بلا استثنا بد ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کو بلا استثنار شیطانِ لعین و فرعون و ہامان و قارون و نمرود و ابوجہل و امثالہم خبثار و ملاعین سے بھی زیادہ ذلیل سمجھنا اور اُسی کا عینِ عبادت ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کا بلا استثنا شیطانِ لعین سے بھی زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا ہونا اور خود حضور اقدس انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے نفسِ اقدس کا معاذ اللہ معاذ اللہ نفس خبیث اور نفسِ امّارہ ہونا اور اللہ تعالٰی کے مقابلے میں ہر ہر ذرّے کا حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہٖ وسلم سے عیاذًا باللہ سبحانہٗ وتعالٰی بڑھ کر ہونا کسی طرح ہرگز نہیں لاسکے گا۔ تو خود مرتد ملھی پوری ہی کی زبان سے اس کا مفتری کذاب بے ایمان ہونا گاؤں کے رہنے والے، کھیتی کسانی کرنے والے ہر ایک بے پڑھے مسلمان پر بھی ٹھیک دوپہر کے جگمگاتے ہوئے سورج سے بھی زیادہ روشن طور پر کھلے گا۔ اور پھر ہر ایک ناخواندہ مسلمان بھی اس پر لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن پڑھے گا۔ اور فورًا ہی اُسکو لاحول شریف کا تحفہ بھیجے گا۔

مناظرات و مباحثات میں اس قسم کے سوالات برابر بلا نکیر ہوتے ہی رہتے ہیں۔ کوئی جاہل سا جاہل کوئی کودن سا کودن بونگا ہیولی گھامڑ بھی اس قسم کے سوالوں کا ہرگز یہ مطلب نہیں سمجھتا کہ خود سوال کرنے والا اُس کے جواب سے جاہل ہے۔ لیکن مرتد ملھی پوری کو اس جانگزاں سوال کے جواب میں وہابیت خبیثہ، دیوبندیت بلیسہ کی موت احمر نظر آئی۔ لہٰذا اُس کے جواب سے ایسے مڑچڑے پن کے ساتھ جان بچائی کہ جواب "کیا آپ عربی جانتے ہیں کہ نہیں"۔ اِس مختصر سے نجس ناپاک فقرے میں اس نے اپنا نجس ناپاک عندیہ یہ بتایا کہ ہر سوال کرنے والے کا اُس سوال کے جواب سے جاہل ہونا ضروری ہے۔ اور اگر سائل کو اُس کا جواب معلوم ہو تو اس کا وہ سوال کرنا ہی بے کار ہوگا۔ ایسا کہنے میں مناظرانہ و ممتحنانہ و مقررانہ و زاجرانہ و موبّخانہ سوالات کو سرے سے بے کار و باطل بتانا تو اُس کی جہالت و سفاہت و غباوت ہے ہی۔ کہنا تو یہ ہے کہ اس قسم کے بیسیوں سوالات خود قرآنِ عظیم میں بھی فرمائے گئے ہیں، سرِدست صرف ایک ہی مثال پیش کیجاتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالٰی نے حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام کو تمام اشیار و جملہ مسمّیات اُن کے سامنے پیش فرما کر اُن سب کے نام اور صفات و احوال و خواص تعلیم فرمادیئے پھر اُنہی اشیار و مسمّیات کو ملائکہ علیہم الصّلاۃ والسلام کے سامنے پیش کر کے فرمایا۔ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "ان کے نام تو مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو" ـــــــ یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ فرماؤں گا۔ اور اگر تمہارا یہ گمان ٹھیک ہے کہ میری مخلوقات میں تم سے افضل کوئی ایسا پیدا نہیں ہوگا جو تمہارے مقابلے میں سزاوارِ خلافت

ہو سکے تو اُن کے نام بتاؤ۔ کیونکہ خلیفہ کا کام تصرف و تدبیر اور عدل و انصاف ہے۔ اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خلیفہ کو اُن تمام چیزوں کا مفصل علم ہو جن پر اُس کو متصرف و حاکم بنایا گیا ہے۔

اب کیا کہتا ہے مرتد ملھی پوری اس قسم کے سوالاتِ قرآنیہ کے جوابات کا علم اُس کے دھرم میں اللہ تعالیٰ کو تھا یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جاہل بتا کر کافر مرتد بے دین ہو گیا یا نہیں۔ اور اگر کہے ہاں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوالات کو لغو و فضول و بیکار بتا کر کافر مرتد بیدین ہو گیا یا نہیں۔ غرض اس کے دونوں رستے بند ہو گئے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

یہ مرتد ملھی پوری بھی عجیب طرح کا اخبث ہے۔ اسی عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بے گناہ و معصوم بھی بتا رہا ہے۔ سُنّی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے ان کو حضور سید الطیبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ تقویٰ و طہارت و بزرگی بھی مرے جی سے سنا رہا ہے۔ شقِّ صدر شریف ہونا، سینۂ اقدس کا شرح فرمایا جانا، اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضور سید المطہرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بے گناہ پیدا فرمانا بھی دبے لفظوں میں گنا رہا ہے۔ اور اسی عبارت میں حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفسِ خبیث اور نفسِ امّارہ بھی بتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں حضور سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ ہر ہر ناچیز ذرّے سے زیادہ ذلیل بھی ٹھہرا رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نشرح لك صدرك ۝ یعنی (اے محبوب) کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا ــــــ مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کے سینے کو ہدایت و معرفت و موعظت و نبوت اور علم و حکمت کیلئے کشادہ اور وسیع کیا، یہاں تک کہ عالم غیب و عالم شہادت اُس میں سما گئے۔ اور علائق جسمانیہ انوارِ روحانیہ کیلئے مانع نہ ہو سکے۔ اور علوم لدنیہ و حکم الٰہیہ و معارف ربانیہ و حقائق رحمانیہ سینۂ اقدس میں جلوہ گر ہو گئے۔ اور ظاہری شرح صدر اقدس بھی چار بار ہوا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں جب تشریف فرما تھے اور دس سال کی عمر شریف میں۔ اور چالیس سال کی عمر اقدس میں ابتدائے نزولِ وحی کے وقت اور ترپین سال کی عمرِ مبارک میں معراج شریف کو تشریف لے جاتے وقت جیسا کہ احادیث کریمہ میں وارد ہے۔ اُس کی شکل یہ تھی کہ جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے سینۂ اقدس کو چاک کر کے قلب اقدس نکالا۔ اور طشتِ زرّیں میں آبِ زمزم سے غسل دیا۔ اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم قدر حسنہ وجمالہ وفضلہ وکمالہ۔

مرتد ملھی پوری کی ان خباثتوں کا مطلب آخر اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس ذاتِ اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ معصوم و بے گناہ پیدا فرمائے، جس کو تقویٰ و طہارت و بزرگی بھی بخشے، جسکے سینۂ مقدس کو ہدایت و نصیحت و موعظت و نبوت و رسالت اور علم و حکمت کے انوار کیلئے کشادہ بھی فرمادے اُس کا نفسِ اقدس بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان انعامات و اکرامات کے بعد معاذ اللہ نفس بد اور نفسِ خبیث اور نفسِ امّارہ ہی رہتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ عظیم

و جلیل موہبتیں عنایتیں بھی اس کے نفسِ اقدس کی معاذ اللہ بدی و خباثت و اماریت کو دور نہیں کر سکتیں۔ کیا یہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ کو عاجز بتانا نہیں، کیا اللہ قدوس و سبّوح قادر و مقتدر جلّ جلالہٗ کو عاجز بتانے والا اُس کی توہین و تنقیص کر کے کافر مرتد بے دین نہیں ہو گیا؟ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ

بالجملہ عبارات "تقویۃ الایمان" سے صاف اور صریح طور پر جو معانیٔ کفریہ ظاہر ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے رب جلّ جلالہٗ کے سامنے معاذ اللہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم معاذ اللہ جس قدر ذلیل ہیں، چمار بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اتنا ذلیل نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم معاذ اللہ ہر ہر ناچیز ذرّے سے بھی کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناچیز ذرّہ بھی معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بڑھ کر ہے۔ انھیں کفریاتِ ملعونہ کا التزام کر کے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نفسِ اقدس کو معاذ اللہ شیطانِ لعین و قارون و ہامان و ابوجہل سے بھی زیادہ ذلیل اور ان سب خبثاء و ملاعین سے بھی زیادہ خبیث و نقصان رساں اور نفسِ بد اور نفسِ امارہ بتا کر بحکمِ شریعتِ مطہرہ کھلا ہوا کافر مرتد بے دین ہو گیا کہ اُس نے اس مکالمے میں حضور محبوب اللہ الاکرم خلیفۃ اللہ الاعظم مظہر اللہ الاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قصداً و اختیاراً و التزاماً اکٹھی سترہ گندی گالیاں سنائیں۔ سولہ گالیاں تو یہی جو ابھی گنائی ہیں۔ اور سترہویں سڑی ہوئی گھنونی گالی جو اوپر گزری کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو معاذ اللہ ایسا ہی سمجھنا یہی عینِ عبادت ہے۔

اور انھیں گالیوں پر ہی کیا موقوف ہے، کبرائے طائفۂ دیوبندیہ تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے کل علومِ غیب کے ثابت ہونے کو عقلاً و نقلاً باطل ٹھہرا چکے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بارگاہِ الٰہی سے اصالۃً و بلا واسطہ علومِ غیب عطا فرمائے جانے کو حضراتِ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہٗ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین کے ساتھ جن آیاتِ قرآنیہ میں خاص بتایا "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے" کہہ کر ان کو جھٹلا چکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام کو جو بعض علمِ غیب وسیع عظیم محیط بجمیع ماکان وما یکون عطا فرمایا۔ اس کے مثل زید و عمرو بلکہ ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کا علمِ غیب بتا چکے (حفظ الایمان اشرف علی تھانوی ص۸) ــــــ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیلئے علم کے وسیع و زائد ہونے کو قرآن و حدیث کے خلاف اور ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام و شیطانِ ملعون کے لئے علم کے وسیع و زائد ہونے کو قرآن و حدیث سے ثابت ٹھہرا چکے۔ ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام و شیطان لعین کی وسعتِ علم پر ایمان لانے والے کے مومن مسلمان ہونے کا اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

کیلئے وسعتِ علم ماننے والے کے مشرک بے ایمان ہونے کا کفری گیت گا چکے (براہین قاطعہ خلیل احمد انبہٹی مصدقہ رشید احمد گنگوہی ص۵۱)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں خاتم النبیین فرمایا جسکے ضروری دینی معنی صرف یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا شرعاً محال اور ناممکن ہے۔ اُس کے اس ضروری دینی معنی کو ناسمجھ لوگوں کا خیال اور اہلِ فہم کے نزدیک غلط و باطل لکھ کر انکارِ ختمِ نبوت کی نیو جما چکے۔
(تحذیر الناس، قاسم نانوتوی ص۳)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں نئے نبیوں کے پیدا ہونے کا ختم نبوت کے مخالف نہ ہونا شائع کرا چکے۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص۱۴)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی اور جدید پیغمبروں کے پیدا ہونے کو ختم نبوت میں کچھ خلل نہ ڈالنے والا چھاپ کر تکذیبِ ضروریاتِ دین کے پھنکے اُڑا چکے۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص۲۸)
"وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے" کہکر اللہ واحد و قدوس و سبوح جل جلالہ کو کاذب بالفعل بتا کر اپنے آپ کو دائرۂ اسلام سے خارج بنا چکے۔ (فوٹو فتوائے رشید احمد گنگوہی)

اور اپنے ان کفریاتِ قطعیہ یقینیہ کے سبب بحکم شریعتِ مطہرہ مکہ معظمہ مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیانِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم العلام من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا متفق علیہ مجمع علیہ فتویٰ پا چکے یعنی جو لوگ اُن کفریاتِ ملعونہ میں سے کسی کفر پر مطلع ہونے کے بعد بھی اُسکے قائل کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک رکھیں وہ بھی اسلام کے دائرے سے نکل کر کفر و ارتداد کے دائرے میں جا چکے۔ (کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی "حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین") پھر ہند، سندھ، مدراس، بنگال، پنجاب، بلوچستان، گجرات، کاٹھیاواڑ، دکن، کوکن، سرحد و برما وغیرہ مقامات کے سینکڑوں مشائخ طریقت و علمائے اہلسنت و مفتیانِ دین و ملت بھی ان فتاویٰ مبارکہ کی تصدیق و تائید و تقریظ فرما چکے (کتاب لاجواب مسمی بنام تاریخی "الصوارم الھندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ) فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (توجس کا جی چاہے ایمان لائے، جس کا جی چاہے کفر کرے)

خادمانِ اسلام و سنیت تو احکامِ شرعیۂ الٰہیہ صاف صاف سمجھا چکے۔ امام مذہب حنفی حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامۃ سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت

کوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تلمیذ اجلّ وشاگرد ارشد وصاحب اوّل ہیں، کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

ایّما رجل مسلم سبّ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالٰی وبانت منہ امرأتہ۔

یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اور اسکی جورو اُس کے نکاح سے نکل گئی۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اُس کی جورو اُس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ پھر کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا؟ سب کچھ ہوتا ہے مگر حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

اصل بات یہ ہے کہ شریعت محمدیہ علٰی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ اُن میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اُسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف وبزازیہ ودُرر وغرر وفتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے۔

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر

یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے مستحق عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر ودرّ مختار میں ہے (اور یہ عبارت جو آتی ہے درّ مختار کی ہے)

الکافر لسبّ نبی من الانبیاء لا یقبل توبتہ مطلقاً ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر

یعنی جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ (سلطان اسلام کی بارگاہ میں) کسی طرح قبول نہیں اور جو اُسکے مستحق عذاب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

الحمد یہ نفس مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے بدگویوں و دشنام دہندوں اہانت کنندوں کے کافر ہونے پر تمام اُمّت کے اجماع کی تصریح ہے۔ اور اس پر بھی کہ جو اُنھیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ فاضل چلپی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قد اجتمعت الامۃ علی ان الاستخفاف نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم بای نبی

یعنی بے شک ساری اُمّت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کی توہین کرنا یا حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ و

کان من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کفر سواءٌ فعلہٗ فاعل ذالک استحلالاً اَمْ فعلہٗ متیقنا لحرمتہ ولیس بین العلماء خلافٌ فی ذالک والذین نقلوا الاجماع فیہ وفی تفاصیلہ اکثر من ان یحصوا منہم امام الحرمین وغیرہٗ۔

اسلام میں سے کسی نبی کی توہین کرنا کفر ہے۔ ایسا کرنے والا اُس کو حلال سمجھ کر کرے یا اُس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا کرے ہر طرح کافر ہے۔ اور علمائے اسلام کے درمیان اس مسئلہ میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ حضرات علمائے اسلام جنہوں نے اس مسئلہ میں اور اُسکی تفصیلات میں اجماع نقل فرمایا ہے اس سے زیادہ ہیں کہ اُن کا شمار کیا جائے۔ انھیں میں سے امام الحرمین وغیرہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

خود اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیمٌ ۝

یعنی وہ جو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہٗ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدّ لہم عذابا مہینًا ۝

یعنی بے شک جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلّت دینے والا عذاب طیار کر رکھا ہے۔

اللہ عزّوجل ایذا سے پاک ہے۔ اُسے کون ایذا دے سکتا ہے۔ مگر اُس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ اوپر آیتِ کریمہ تلاوت کی گئی جس میں اللہ تبارکٔ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہٖ علیٰ آلہٖ وسلم کی آواز پاک پر آوازیں اونچی کرنے اور اُن کے حضور چلّا کر بات کرنے سے منع فرمایا کہ کہیں اُن کے سب اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔ اور شریعتِ اسلام کا ایک واضح اور روشن مسئلہ یہ ہے کہ کفر وارتداد کے سوا کوئی گناہ ایسا ہرگز نہیں جو اپنے سے پہلے کے تمام اعمالِ حسنہ کو اکارت اور باطل کر دیتا ہو۔ لاجرم تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

لانّ فی الجہر والرّفع استخفافا قد یؤدی الی الکفر المحبط وذلک اذا انضمّ الیہ قصد الاہانۃ وعدم المبالاۃ

یعنی اس لئے کہ بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی آواز اقدس پر اپنی آواز اونچی کرنے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہٖ علیٰ آلہٖ وسلم کے حضور چلّا کر بات کرنے میں شانِ اقدس کا استخفاف ہے جو کبھی اعمال کو برباد اور اکارت کر دینے والے کفر تک پہنچا دیتا ہے اور یہ اسوقت ہے کہ آوازِ مبارک پر اپنی آواز اونچی کرنے یا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حضور چلّا کر بات کرنے کے ساتھ معاذ اللہ اہانت کا ارادہ یا بے پرواہی منانا شامل ہو جائے۔

محصّلِ کلام یہ کہ ذکر کردہ شدہ ملعون پر بحکمِ شریعتِ مطہرہ فرض اور ہر فرض سے اہم فرض ہے کہ فوراً فوراً دیوبندیتِ خبیثہ اور اپنے کفریاتِ مذکورہ خبیثہ سے علی الاعلان توبہ کرکے از سرِ نو اسلام لائے، سُنّی مسلمان بن جائے۔ اسکی جورو اسکے نکاح سے نکل چکی۔ اگر جورو رکھنا چاہے تو از سرِ نو اسکی مرضی سے نئے مہر پر اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے۔ ورنہ جماع زنائے خالص ہوگا۔ اور اس سے جو اولاد ہوگی حرامی اور اولاد الزّنا ہوگی۔ اور جب تک وہ تھانوی، انبیٹھی، گنگوہی، نانوتوی چاروں کبرائے طائفۂ دیوبندیہ کا بحکمِ شریعتِ مطہرہ کافر، مرتد، بے دین ہونا اور خود اپنی سترہ گالیوں کا جو اس نے بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصّلاۃ والتحیۃ میں بے دھڑک بکی ہیں، کفر وارتداد و بے دینی ہونا اور اس سے اپنی برأت و بیزاری لکھ کر اس پر اپنے دستخط کرکے نہ دے اسوقت تک سُنّی مسلمانوں پر اس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا حرام، اس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اس کے ساتھ بیاہ شادی حرام، وہ راستے گلی میں مل جائے تو اسکو سلام کرنا حرام، وہ بیمار پڑے تو اسکو دیکھنے جانا حرام، وہ مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر ہونا حرام، اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام، اس کے جنازے پر نماز پڑھنا حرام، بلکہ اس کی دیوبندیتِ خبیثہ اور اس کے کفریاتِ خبیثہ پر مطلع ہوتے ہوئے بھی اسکی اقتداء میں اس کے جنازے کی نماز پڑھنا خود کفر و ارتداد بلا کلام۔

غرض سُنّی مسلمانوں پر اس کے ساتھ اور اس کے ہم عقیدہ تمام لوگوں کے ساتھ ان کی موت و زندگی میں مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنا حرام۔ ایسے لوگوں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا حرام۔ حضور اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم (رواہ العقیلی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم (زاد ابن حبان عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی مسلمان کہلانے والوں، کلمہ پڑھنے والوں میں جو بدمذہب گمراہ بددین پیدا ہوں ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور اُن کیساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ اور اُن کے ساتھ پانی نہ پیو اور اُن کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ اُن کے جنازے پر نماز نہ پڑھو۔

اور فرماتے ھیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی تم اُن سے دور رہو اور اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم رواہ ابوداؤد عن سیدنا ابن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یعنی اگر وہ بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو اُن کے جنازے پر حاضر نہ ہو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

ان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم (زاد ابن ماجۃ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یعنی اگر راستے گلی میں اُن سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو اُن کو سلام نہ کرو۔

اور حدیث شریف میں ہے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذِ معظم حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے۔

ان ھٰذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔ (رواہ مسلم) یعنی بے شک یہ علم تو دین ہے۔ تو دیکھ بھال کرلو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔ (کہیں کسی بے دین سے تو دین حاصل نہیں کر رہے ہو)

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین ○ یعنی اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا ترکنوا الی الّذین ظلموا فتمسّکم النّار ○ یعنی اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تم کو آگ چھوئے گی۔

للہ الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصّلوٰۃ والسلام کہ آج چہارشنبہ پنجم ماہ فاخر ربیع الآخر شریف ۱۳۶۹ھ ۲۵ جنوری ۱۹۵۰ء کو یہ جواب بدر سمائے ختام اور جمال الایمان والایقان بتقدیس محبوب الرحمٰن اس کا نام ہوا۔ ھٰذا واحسن ما یختم بہ الکلام ان الحمد للہ العزیز العلام وافضل الصلاۃ واکمل السلام علیٰ حبیبہ سید الانام واٰلہ الکرام وصحبہ العظام وابنہ سیدنا الغوث الاعظم وحزبہ الفخام وسراج امتہ سندنا الامام الاعظم امام ائمۃ الاسلام وامام اھل السنۃ مرشدنا احمد رضا المجدد الاعظم للدین والملۃ بعون ذی الجلال والاکرام وعلینا وعلیٰ جمیع اخواننا واخواتنا من اھل السنۃ والجماعۃ دائما ابدا یاذا الطول والانعام واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ؛ وھا انا کلب من کلاب لعتبۃ المصطفویۃ عبد من عباد الحضرۃ القادریۃ احد فقراء الآستانۃ الرضویۃ الفقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخان القادری البرکاتی الرضوی المجددی اللکنوی غفرلہ ولابویہ ولاھلہ واولادہ واخوانہ ربہ المولی العزیز القوی الساکن محلہ بھورے خان من بلدۃ پیلی بھیت صانہا اللہ تعالیٰ اھلھا المسلمین من شر کل متمرد وعفریت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین از روئے کتاب وسنّت نیچے لکھے ہوئے کاموں اور باتوں میں کہ یہ کام وباتیں خلافِ شرعِ اہلسنّت ہیں یا نہیں۔ اور یہ لفظ وباتیں اہلسنّت سے ہیں یا اہلسنّت سے خارج ہیں۔ اور انکے قائلین سے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اور جو مرید ہو چکے ہیں اُن کو دوسرا پیر کرنا چاہیئے یا نہیں۔

سوال ۱؎ ــــ کیا دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

سوال ۲؎ ــــ جو شخص دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھے اس کیلئے کیا حکم ہے۔ سُنی ہے یا وہابی یا دیوبندی؟

سوال ۳؎ ــــ معلوم ہوتے ہوئے کہ دیوبندی امام ہے اسکی اقتدا کرنے والا، اس کی تعریف کرنے والا سُنی ہے یا دیوبندی؟

سوال ۴؎ ــــ دیوبندی کی تعظیم وتعریف کرنے والے اور انہیں پیشوا، امام بتانے والا سُنّی ہے یا دیوبندی؟

سوال ۵؎ ــــ دیوبندیوں سے ملنا جلنا، محبّت دوستی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ جو تعلقات رکھے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

سوال ۶؎ ــــ اسمٰعیل دہلوی کو شہید کہنے والا یا کتاب میں دیکھکر پڑھنے والا سُنّی ہے یا وہابی، عنداللہ مقبول ہے یا مغضوب؟

سوال ۷؎ ــــ دیوبندیوں بالخصوص ندوۃ المصنّفین کی کتابوں کو نہایت دلچسپی ومحبّت سے پڑھنا، اُن کو بہت اچھا سمجھنا اور کہنا کہ یہ کتابیں بہت اچھی ہیں اس طرح ماننے وکہنے پر شرعًا کیا حکم ہے؟

سوال ۸؎ ــــ دیوبندیوں کی تعظیم وتوقیر کرنا، اُن کی غائبانہ بھی تعریف کرنا، اُن کو بڑا عالم دین واہلِ علم جاننا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۹؎ ــــ ان کی تعظیم وتعریف کرنے والے اور عالم جاننے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

سوال ۱۰؎ ــــ دیوبندیوں کی کتابوں کو اچّھا کہنا، دیوبندی مولویوں کو اہلِ علم سمجھنا، اُن کی تعریف کرنا، اختلافی مسائل بیان کرنے والا یا یہ فرقے ہمارے بھائی نہیں ہیں۔ اور ہمارے یہاں کے دیوبندی تو ایسے نہیں ہیں اور نہ ہمارے یہاں سُنّی دیوبندی جھگڑے ہیں ایسا کہنے والا اور جاننے والا کون ہے؟

سوال ۱۱؎ ــــ کیا اہلسنّت اور گمراہ فرقوں کے اعمال وعقائدِ بد سے لوگوں کو آگاہ کرنا شرعی حکم ہے یا نہیں۔ اگر معلوم ہوتے ہوئے کوئی اپنے مریدوں کو منع نہ کرے تو شرعی حکم کیا ہے؟

سوال ۱۲؎ ــــ وہابی دیوبندی مُریدوں کو اُن عقائد سے منع نہ کرنا توبہ نہ کرانا مریدی سے خارج نہ کرنا علامت دیوبندیت ہے یا نہیں؟

سوال ۱۳ ـــــ دیو بندیوں وہابیوں کی دعوتیں قبول کرنا اور اُن سے اتمامِ حجت نہ کرنا لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ پر عمل کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال ۱۴ ـــــ سُنّی مولویوں کو محرم میں تقریر کیلئے بلاتے ہیں تو جو شخص کہے کہ کیوں پیسے برباد کرتے ہو، کیا یہ سُنّیت کو ختم کرانا ہوگا یا نہیں تاکہ مولوی نہ آئیں۔ سُنّی وہابی کے عقائد سے لوگ واقف نہ ہوں۔؟

سوال ۱۵ ـــــ جامعہ ملیہ سُنّیوں کا مدرسہ ہے یا دیوبندیوں کا۔ ندوۃ المصنّفین کی کتابیں پڑھنے سے ایمان قوی ہوگا یا برباد۔ جامعہ ملیہ، ندوۃ المصنفین وہابی ہیں یا نہیں؟

سوال ۱۶ ـــــ کسی کو کہنا ہمارے یہاں حافظِ قرآن ہوتے ہوئے ہم نے اپنے بچوں کو حافظ نہ بنوایا، بلکہ انگریزی پڑھائی اور تمہارے یہاں تو پڑھانے والے حافظ بھی نہیں ہیں پھر بچے کو حافظ بنانا بیوقوفی ہے، اس طرح کہنا درست ہے یا نہیں ہے۔ اس میں حقارتِ علمِ دین ہے یا نہیں؟

سوال ۱۷ ـــــ ایک پیر صاحب نصیر آباد آکر مرید کرتے ہیں عقائد و اعمالِ سُنّی کا انکار بھی نہیں کرتے سُنّی معلوم ہوتے ہیں لیکن دیوبندیوں کو بُرا نہیں کہتے اور نہ بُرا جانتے ہیں بلکہ اُن کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ان کی کتابیں پڑھتے ہیں، ان کی کتابوں کی تعریف کرتے ہیں، دیوبندی مولویوں کی تعریف کرتے ہیں۔ تو ایسا شخص سُنّی ہے یا دیوبندی ہے۔ اس کی بیعت جائز ہے یا ناجائز؟

سوال ۱۸ ـــــ ایسے پیر سے توبہ کیسی کرانا چاہئے۔ یہاں نصیر آباد میں توبہ کر کے اُن کی کتابوں، اُن کے مولویوں، اُن کے عقائد کو برا بولیں تو اُن کو سُنّی مان لینا چاہئے اور ان کو سُنّی سمجھیں یا اُن کے وطن میں جب تک اعلانیہ اپنے سُنّی ہونے کا اعلان نہ کریں اور ان سے ملنا جلنا دوستانہ تعلقات رکھنا، ان کی تعریف ان کی کتابوں کو اچھا سمجھنا، اُن کے پیچھے نماز پڑھنا جب تک یہ باتیں ترک نہ کریں سُنّی نہ مانیں اگر وہ وطن میں یہ کام کریں توبہ وغیرہ تو پھر اُن کو سُنّی مان کر بیعت کرنا چاہیئے یا نہیں۔

سوال ۱۹ ـــــ کیا دیوبندی اچھے بھی ہوتے ہیں یا بُرے ہی ہوتے ہیں۔ بُرے ہوتے ہیں۔ یا کافر ہیں تو کیوں؟

سوال ۲۰ ـــــ سُنّی دیوبندی علماء کے مناظرے مباحثے واجب ہیں یا سُنّت یا بیکار و فضول ہیں۔ مولویوں کی لڑائیاں ایمانی ہیں یا فضول۔ اور فضول و بیکار جاننے والا کیسا ہے۔ مرسلہ کا جواب کتاب وسُنّت سے دیجئے لفظ آسان اور صاف لکھئے تاکہ عوام سمجھ لیں۔ فقیر شیخ غلام محمد قادری رضوی ضیائی

۳ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ

الجـــواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔

وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر کافر و مرتد ہیں۔ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشواؤں کا پہلا عقیدہ یہ ہے کہ "کذب و ظلم و سائر قبائح میں بالنظر الیٰ ذات باری کوئی قبح ہی نہیں"۔

(جہد المقل محمود حسن دیوبندی۔ حصہ صفحہ ۷۷)

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے"۔ (براہین قاطعہ، رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی ص۵۱)

تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئیگا"۔ (تحذیر الناس، قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ص۲۱)

چوتھا عقیدہ یہ ہے "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔

(حفظ الایمان، اشرفعلی تھانوی ص۸)

پانچواں عقیدہ یہ ہے کہ "سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔ (تقویۃ الایمان، اسمٰعیل دہلوی ص۶۶)

اس قسم کے گندے گھنونے عقیدے اور بھی ہیں جو بوجہ اختصار ذکر نہ کئے گئے۔ زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب "حسام الحرمین" شریف دیکھئے۔ اس میں مکۂ معظمہ مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیان عظام کے مبارک فتوے ہیں۔ جو تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، قاسم نانوتوی سب کے سب کافر مرتد ہیں۔ جو اُن کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے مسلمان سمجھے وہ بھی شرعًا کافر مرتد ہے "مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ"
ان کو امام بنانا ان کی اقتدا کرنا ان کے ساتھ میل جول سلام کلام اُن کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب حرام اور عقیدے میں متفق ہو کر اُن کو مسلمان سمجھ کر یہ افعال کرے گا تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اس کی بیوی اُس کے نکاح سے نکل جائے گی، اس کی ساری عبادتیں برباد ہو جائیں گی، اُسکی بیعت ٹوٹ جائیگی۔ آئندہ نہ وہ مرید کر سکتا ہے نہ اُسکا کوئی مرید ہو سکتا ہے۔ اس کے اوپر توبہ صحیحہ شرعیہ لازم اور توبہ کرنے کے بعد اسلام لانے کے بعد بھی وہ مرید نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے مرشد برحق سے دوبارہ اجازت خلافت حاصل کرے اور دوبارہ مرید ہو تو پھر مرید کر سکتا ہے اور جو مرید ہو چکے تھے اُن سب کی بیعت بھی ٹوٹ گئی۔ وہ جس مرشد برحق سے چاہیں دوبارہ مرید ہو سکتے ہیں ـــــ ان سب احکام کو دیکھنے

کیلئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام کے مقدس فتوے دیکھئے جو رسالۂ مبارکہ فتوائے حرمین برجف ندوۃ المین اور حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین میں مدلل ومفصل مذکور ہیں۔

اب ہر سوال کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔ اور یہ سب احکام شرعیہ دیوبندیوں کے عقائدِ کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو واقع ہوں گے۔

ج ۱ ـــــ دیوبندی امام کے پیچھے اس کو مسلمان سمجھ کر نماز پڑھنا کفر ہے۔

ج ۲ ـــــ ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔

ج ۳ ـــــ وہ سُنّی نہیں ہے۔

ج ۴ ـــــ وہ بھی سُنّی نہیں ہے

ج ۵ ـــــ ایسے لوگوں کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے لَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ نہ اُن کے ساتھ کھاؤ اور نہ پانی پیو۔ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ اور اگر ملاقات ہو جائے تو ان پر سلام مت کرو۔

ج ۶ ـــــ اسمٰعیل دہلوی کو شہید کہنے والا، اُس کی تعریف کرنے والا وہابی ہے۔ سُنّی اُس کی تعریف نہیں کرتا۔

ج ۷ ـــــ ندوہ بھی بد مذہبوں مرتدوں کی ایک جکڑی ہے۔ اُن سے بھی سلام کلام میل جول ممنوع وحرام، اُن کی کتابیں پڑھنا زہر قاتل۔ زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو فتوائے حرمین دیکھئے۔

ج ۸ و ج ۹ ـ دیوبندی عالموں کی تعریف و توصیف تعظیم و تکریم فضول، منجر الی الکفر ہے۔ کم از کم حرام ہے۔ ایسے شخص پر تجدید ایمان و تجدید نکاح احتیاطًا لازم۔

ج ۱۰ ـــــ سُنّی دیوبندی اختلاف کو جھگڑا کہنا یہ ایک مستقل کفر ہے۔

ج ۱۱ و ج ۱۲ ـــــ بد مذہبوں، گمراہوں، بے دینوں، مرتدوں کے عقائد سے آگاہ کرنا اشد ضروری۔ جو پیر اپنے مرید کو اُن کے عقائدِ باطلہ سے آگاہ نہیں کرتا اسکو حدیث شریف میں شیطان اخرس بتایا گیا۔ اُس کے مریدوں کو چاہئے کہ اسکی بیعت کو توڑ دیں۔ کسی جامع شرائط مرشدِ برحق کے ہاتھ پر مرید ہو جائیں۔

ج ۱۳ ـــــ کا حکم ج ۵ میں گذرا۔

ج ۱۴ ـــــ سُنّی عالم دین کی تقریر میں جو خرچ ہوا، اس کو پیسہ برباد ہونا بتائے وہ یقینًا سنّیت کو ختم کرنا چاہتا ہے، چھپا ہوا دیوبندی معلوم ہوتا ہے۔

۱۵ــــــ جامعہ ملیہ بد مذہبوں کا مدرسہ ہے۔ ندوۃ المصنفین یا جامعہ ملیہ کی اکثر کتابیں مذہب اہلسنت کے خلاف ہیں۔ ایسی کتابوں کا پڑھنا حرام ہے۔

۱۶ــــــ قرآن عظیم حفظ کرانے والے کو بے وقوف بتانے والا کافر ہے۔

۱۷ــــــ ایسا شخص سُنّی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ وہ دیوبندی ہے۔ اُسکی بیعت جائز نہیں۔ بلکہ ایمان کو تلف کرنے والی ہے معاذ اللہ۔

۱۸ــــــ ایسا شخص اگر ایک جگہ توبہ کرے اور دوسری جگہ ویسی ہی باتیں کرے وہ مکّار ہے۔ فریبی ہے۔ اُس کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے۔ اگر وہ توبہ کر کے سچّا پکا مسلمان ہو جائے تو اُسکی توبہ عند اللہ مقبول ہے۔ مگر اس سے مُرید ہونا جائز نہیں کہ جامع شرائط نہیں رہا۔

۱۹ــــــ دیوبندی عالم اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر شرعًا کافر و مرتد ہے۔ ان کو مُسلمان سمجھنا کافر و مرتد ہونا ہے۔

۲۰ــــــ سُنّی علماء کا مناظرہ کرنا احقاق حق و ابطال باطل کیلئے ہوتا ہے۔ ذریعۂ اشاعت دین و مذہب ہے۔ اسکو بے کار و فضول کہنا، اس کو لڑائی جھگڑا بتانا کفر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عُبید الرضا محمد حشمت علی خاں غفرلہٗ ربّہٗ ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ سہ شنبہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء۔ کمرہ ۷ مکان ۱۴۱ چوتھی گلی مرین لائن بمبئی ۲

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین دریں باب کہ ایک صاحب طریقت عارف باللہ محفل سماع میں یہ نعت شریف پڑھوا کر سُنا کرتا ہے جو ذیل میں مذکور کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو اور جواب مع دلیل کتب وصفحہ بزرگانِ دین کے دیں۔ آیا یہ جمہور اہلسنّت کے نزدیک گمراہ بددین ہیں یا مومن کامل۔ بیّنوا توجروا۔

۱ــــــ نعت شریف مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اب شمس و قمر کے روز نہاں کا ذکر عیاں کچھ ہوتا ہے ۔۔۔ جو گنج پوشیدہ تھا در نہاں وہ راز اب افشاں ہوتا ہے

والشمس ذات رسول اللہ والقمر نبوت نور ھدیٰ ۔۔۔ ایک نقطہ عجب ہے سُن تو ذرا اب راز ہمیبر کھلتا ہے

جب نورِ ازل پُر جوش ہوا، تب بحرِ حقیقت میں شور اُٹھا
اک قطرہ دریا سے ہو کے جُدا اب شکلِ پیغمبر ہوتا ہے

دریا سے ہوئی قطرے کو ندا اے قطرۂ دریا سُن لے ذرا
جو قطرہ ہے وہ ہی دریا ہے نہیں فرق ذرا کچھ ہوتا ہے

خالق نے کہا محبوب مرا، تو پردۂ لاہوتی تو اُٹھا
تو دیکھ تماشا دریا کا وہاں قطرہ بھی دریا ہوتا ہے

تفسیر سراج مُنیر کا، تفسیر ہے ذاتِ رسول اللہ
وہ چراغِ ازل ہے چراغِ ابد جس پیش رو آدم اب ہوتا ہے

آتا ہے دل میں کر دوں بیاں ہر نقطۂ حقیقت قرآں کا
اے محتسبانِ شرع بگو، کیا حکم اجازت ہوتا ہے

نعت دیگر جو آستانہ دہلی ماہ جولائی ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا موجود ہے۔ وہ یہ ہے۔

جہاں میں شور اِک صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا ہے
خدائی بھر میں جو کچھ ہے محمد مصطفےٰ کا ہے

یہاں جو ہے تماشائی حبیبِ کبریا کا ہے
صلی اللہ اکبر کس قدر اُن کی ولا کا ہے

زمیں سے آسماں تک نام اس دولت سرا کا ہے
خدا بھی ہے اُسی کا جو محمد مصطفےٰ کا ہے

وہ محبوبِ خدا ہیں اور کُل عالم خدا کا ہے
جو بندہ ہے محمد کا وہی بندہ خدا کا ہے

۲ ـــــ اپنے مرشد کے ہاتھ کا بوسہ لینا اور قدمبوسی کرنا اہلِ تصوّف کے نزدیک اور شرع مطہر سے جائز ہے یا ناجائز۔ مع حوالہ کتب وصفحہ وطریقہ بزرگانِ دین بالتشریح تحریر فرمائیں۔

۳ ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کو نوری کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ صرف خاکی شانِ رسالت کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں اور نوری کے مُنکر ہیں اُن کے بارے میں شرع مطہر کیا حکم کرتا ہے۔ قرآن وحدیث وفقہ وصفحہ بالتشریح فتویٰ تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

۴ ـــــ محفل میلاد شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

۵ ـــــ جو لوگ محفل میلاد شریف کو شرک اور کنہیاجی کا جنم کہا کرتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں شرع مطہرہ کیا حکم کرتا ہے مع دلیل وطریقہ بزرگانِ دین اور حکمِ شرع تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

توحید یعنی یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ ایمان ہے۔ اور وحدت یعنی یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں یہ حق ہے۔ اور اتحاد یعنی معاذ اللہ یہ سمجھنا کہ ہر ایک موجود خدا ہے یہ کفر والحاد ہے۔ حضورِ اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نورِ خدا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نورِ اقدس کو اپنے ہی نورِ ذات بحت سے بغیر کسی تجزّی بغیر کسی تبعّض کے بغیر کسی کم وکیف کے بغیر کسی واسطے کے محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اللہ تعالیٰ کے نور بھی اللہ تعالیٰ کے نائبِ اکرم ومظہرِ اتم وخلیفۂ

اعظم بھی ہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ خدا یا معبود ماننے والا ہرگز مُسلمان نہیں۔ سوالِ اوّل میں جو اشعار پہلے دُرج کئے گئے ہیں وہ وحدۃ الوجود کے مسلک پر کہے گئے ہیں۔ یہ مسئلہ قال نہیں حال ہے۔ اور جب قال میں لایا جائیگا اُس کی پورے طور پر صحیح تعبیر ہرگز نہ ہو سکے گی۔ چوتھے شعر میں دریا سے قطرہ جُدا ہونے کا مطلب دریائے وحدتِ الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات سے قطرے کا یعنی نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مظہرِ نورِ خدا جل وعلا ہونا اور خدا بھی نہ ہونا اور خدا سے جُدا بھی نہ ہونا مراد ہے۔ چھٹے شعر کے دوسرے مصرعے سے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اول مخلوق ہونا اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے ابدی حیّ قیّم اور آخر الانبیاء ہونا مُراد ہے۔ اور شک نہیں کہ ان معانی کو کُفر سے معاذ اللہ ہرگز دُور کا بھی کچھ علاقہ نہیں۔ یہ معانی حقہ صحیحہ ہیں۔ تفصیل کیلئے حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے رسائل مبارکہ صلاۃ الصفاء بنور المصطفےٰ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ: بیاض شریف میں یہ جواب اِتنا ھی دستیاب ھو سکا۔

مسئلہ: علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ محمد ادریس معہ اہلیہ اور اپنی حقیقی بہن جس کا نام آمنہ خاتون ہے حج شریف کو جانے والے تھے، ہر سہ اشخاص ٹیکہ لگوانے میونسپل آفس جارہے تھے۔ اہلیہ محمد ادریس کے موٹر سے ٹکر لگ گئی۔ جسکی وجہ سے محمد ادریس اور اُن کی اہلیہ کا جانا ملتوی ہو گیا۔ آمنہ خاتون کا قصد جانے کا ہے، اُن کے شوہر نے ان کو اجازت بھی دے دی ہے۔ عزیز داروں میں وہ کس کے ہمراہ جا سکتی ہیں۔

آمنہ خاتون، کرنیل گنج بزریہ کانپور

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

مستفسرہ کو چاہئے کہ اپنے کسی ایسے قریبی رشتہ دار کے ساتھ جس کا رشتہ کی وجہ سے شرعًا اس کیساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو جیسے بھائی بھتیجا بھانجہ چچا ماموں دادا نانا۔ لیکن یاد رہے کہ چچازاد ماموں زاد خالہ زاد پھوپھی زاد بھائی بھتیجا بھانجا چچا ماموں دادا نانا شرعًا محرم نہ ہوں گے۔ اگر ایسے محرم رشتہ دار ساتھ جانے کے لئے نہ مل سکیں تو اپنے شوہر کو ساتھ لے جانے کے لئے طیار کرے۔ بغیر اس کے جانا، جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم

فقیر ابو الفتح عُبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ، ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔ ۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ جمعہ مبارکہ ۱۹ر اپریل ۱۹۵۷ء محلہ بھورنجاں پیلی بھیت

مسئلہ:

۸۶ / ۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت ومفتیانِ دین وملت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم اس مسئلے میں کہ آجکل اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان کی رویت ہلال کے اعتبار سے ایک دن پہلے ہی حج کرا دیا جاتا ہے جو لوگ اس اعتبار سے حج کرتے ہیں اُن کا حج ادا ہوجاتا ہے یا نہیں اور اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

المستفتی: سید نیاز احمد قادری رضوی غفرلہ، ناظم اعلیٰ بزم قادری رضوی کانپور

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

اختلافِ مطالع تو قولِ صحیح ومفتیٰ بہ پر مذہب حنفی میں مطلقاً معتبر نہیں، لیکن صورت مستفسرہ میں مسلمانانِ اہلسنّت کا حج بفضل اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بحکم شریعتِ مطہرہ جائز وصحیح ہوجاتا ہے۔ علّامہ سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے دربارۂ اضحیہ اختلاف مطالع معتبر ہونے کو ظاہر بتایا۔ اور بطور استدلال فرمایا یُفْھَمُ مِنْ کَلَامِھِمْ فِیْ کِتَابِ الْحَجِّ اَنَّ اخْتِلَافَ الْمَطَالِعِ فِیْہِ مُعْتَبَرٌ فَلَا یَلْزَمُھُمْ شَیْئٌ لَوْ ظَھَرَ اَنَّہٗ رُءِیَ فِیْ بَلْدَۃٍ اُخْرٰی قَبْلَھُمْ بِیَوْمٍ۔ اس کے جواب میں حضور پُرنور مرشد برحق امام اہلسنّت مجدّد اعظم دین وملّت اعلیٰحضرت قبلہ مولٰنا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ مُبارکہ مُسمّٰی بنام تاریخی "طریق اثبات الھلال" (۱۳۲۰ھ) کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں۔

"اَمَّا مَا تَمَسَّکَ بِہٖ مِنْ مَسْئَلَۃِ الْحَجِّ فَاَقُوْلُ لَا حُجَّۃَ فِیْھَا فَاِنَّھَا فِیْ مَا اَرٰی لِدَفْعِ الْحَرَجِ الْعَظِیْمِ وَنَظِیْرُہٗ مَا فِی التَّنْوِیْرِ وَالدُّرِّ تَبَیَّنَ اَنَّ الْاِمَامَ صَلّٰی بِغَیْرِ طَھَارَۃٍ تُعَادُ الصَّلٰوۃُ دُوْنَ الْاُضْحِیَۃِ لِاَنَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ قَالَ لَا یُعِیْدُ الصَّلٰوۃَ اِلَّا الْاِمَامُ فَصَلَّوْا وَضَحَّوْا ثُمَّ بَانَ اَنَّہٗ یَوْمُ عَرَفَۃَ اَجْزَاءَتْھُمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّضْحِیَۃُ لِاَنَّہٗ لَا یُمْکِنُ التَّحَرُّزُ عَنْ مِثْلِ ھٰذَا الْخَطَاءِ فَیُحْکَمُ بِالْجَوَازِ صِیَانَۃً لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ زیلعی اھ ملخصاً۔"

حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تحقیق انیق سے ثابت ہوگیا کہ اختلاف مطالع تو شرعاً

حج کے بارے میں معتبر نہیں نہ تو قربانی کے بارے میں اس کا اعتبار لیکن صورت مذکورہ سوال میں لاکھوں مسلمانوں کی جماعت پر سے حرج شدید وعظیم کو دفع کرنے کیلئے شریعت مطہرہ ہی حکم صادر فرمائیگی کہ حج صحیح وجائز ہوگیا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی
غفرلہ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ القوی
دوم شوال مکرم ۱۳۷۴ھ چہار شنبہ ۲۶ مئی ۱۹۵۵ء

مسئلہ:

بخدمت حضرت مولانا مفتی مولوی محمد حشمت علیخاں صاحب پیلی بھیت

عبدالحبیب عبداللطیف بھڈا کی طرف سے دست بدست عرض یہ کہ میں خیر وعافیت سے ہوں اور آپکی خیر وعافیت بارگاہ الٰہی سے نیک چاہتا ہوں۔ نیچے لکھے ہوئے مسئلے کا جواب فوراً دینا۔

ایک لڑکے کو حج کیلئے جانا ہے اس کی شادی ہوگئی ہے اس کا والد خدائے تعالیٰ کی رحمت کو پہنچ گیا اس کی والدہ زندہ ہے اس کی بڑی ماں زندہ ہے۔ اس کے تین بھائی ہیں ایک عمر لائق ہوگیا ہے۔ اس کی شادی باقی ہے اس کی شادی حج کے اوّل کردے گا تو وہ حج کرسکتا ہے یا نہیں؟ فتوے کے ساتھ جواب فوراً دینا۔ جواب کتابوں کے حوالے سے مہر لگاکر بھیج دینا۔

خاکسار غلام عبدالحبیب عبداللطیف بھڈا۔ بڑا محلہ اُپلیٹا۔

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

حج واجب ہونے کے شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پاس سفر خرچ اور سواری کے مصارف اس کی حاجت سے فاضل ہوں۔ یعنی مکان ولباس وخادم اور سواری کا اور جانور اور پیشے کے اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دین سے اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے۔ اور جانے سے واپسی تک عیال کے نفقہ اور مکان کی مرمت کیلئے کافی مال چھوڑ جائے اور جائے اور جانے اور آنے میں اپنے نفقہ میں اہل وعیال کے نفقہ میں قدر متوسط کا اعتبار ہے نہ کمی ہو نہ اسراف۔ عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس پر واجب ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔ کما ھو مصرح فی الکتاب المستطاب بہار شریعت عن

الدرالمختار والفتاوی العٰلمگیریہ ۔ جس لڑکے کے متعلق سوال میں استفسار ہے اسکی حالت ایسی ہے تو اس پر حج فرض ہے ورنہ نہیں ۔

نیز اس کے لئے شرط ہے کہ اپنی والدہ کی اور جن بھائیوں کی کفالت اسکے ذمہ ہے اُن کی خدمت وحفاظت کا معقول انتظام کر کے جاسکے ۔ اگر وہ اس امر کے حاجت مند ہیں انھیں جس کی بسر اوقات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہوگئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور اس کے یک ماہ بچوں کی خوراک پوشاک نکالے تو اتنا باقی رہے گا کہ اس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گذر کے کر سکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں ۔ اگر وہ کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لئے کافی ہو تو حج فرض ہے ۔ اور پیشے والوں کیلئے ان کے پیشے کے سامان کے لائق بچنا ضروری ہے ورنہ حج فرض نہ ہوگا ۔ کما ھو منصوص علیہ فی بہار شریعت عن الفتاوی الھندیہ والدرالمختار والفتاوی العٰلمگیریہ ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وسلم ۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں غفرلہٗ

محلہ بھوریخاں پیلی بھیت ، بچہار شنبہ ۱۵ ؍ ذی قعدۃ الحرام ۱۳۶۹ھ

۳۰ ؍ اگست ۱۹۵۰ء

مسمّٰی بنام تاریخی

۱۳۷۴ھ

القول الازہر فی الاقتداء باولاد حیدر

تصنیف لطیف

محمد حشمت علی خاں

مسئلہ:

حضور پر نور شیر بیشۂ سنّت قبلہ مدظلہم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مسئلہ میں فقیر سخت حیران ہے کہ وہ مینڈھا یا بھیڑ جس کی خلقۃً دُم نہو یا نسلاً بعد نسلٍ دم نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔ خلقۃً کان نہ ہونے کا جزئیہ تو مل جاتا ہے کہ وَالَّتِیْ لَا اُذُنَ لَھَا فِی الْخِلْقَۃِ اور اوپر لکھا ہے لَا یَجُوْزُ یعنی یہ بھی ناجائز ہے۔ مگر دم کے متعلق تصریح نہیں۔ کیا اسی پر قیاس کرلیں۔ اور نہیں قیاس کرنے کا حق ہے تو وَیَجُوْزُ بِالْجَمَّاءِ الَّتِیْ لَا قَرْنَ لَھَا پر کیوں نہ قیاس کریں کہ اس میں تیسیر بھی ہے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی مولوی محمد طیب صاحب از شرقپور۔

الجواب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ:

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ وہ مینڈھا یا بھیڑ جسکی خلقۃً دم ہو ہی نہیں اس کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ اگر دُم تو ہو لیکن خلقۃً بہت ہی چھوٹی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ ہمارے فقہائے کرام رحمہم اللہ الملک المنعام نے ایک قاعدہ کلیہ تحریر فرمادیا ہے کہ عیبِ قلیل مانع قربانی نہیں۔ دوسرا قاعدہ کلیہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو عیب گوشت کو نقصان نہ پہنچائے وہ بھی عیب قلیل ہے۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ جلد دوازدہم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰ پر ہے۔ وَالْیَسِیْرُ مِنَ الْعَیْبِ غَیْرُ مَانِعٍ لِاَنَّ الْحَیْوَانَ قَلَّمَا یَخْلُوْ مِنَ الْعَیْبِ الْیَسِیْرِ فَالْیَسِیْرُ مَالَا اَثَرَلَہٗ فِیْ لَحْمِھَا۔ یعنی اور عیبِ قلیل مانع نہیں کیونکہ جانور عیب قلیل سے بہت کم سالم رہتا ہے تو جس عیب کا اثر اس جانور کے گوشت میں نہ ہو وہ قلیل ہے۔ اور دُم کا قطعاً نہ ہونا یقیناً گوشت کا کم ہونا ہے۔ دُم کے ٹکڑے کا گوشت بہت چکنا اور لذیذ ومرغوب ہوتا ہے۔ فلہٰذا دُم کا قطعاً نہ ہونا یقیناً مانع قربانی ہے۔ مبسوط کی اسی جلد دوم صفحہ ۱۱ پر عجفاء یعنی قربانی کے اس جانور کے متعلق جسکی ہڈیوں کے اندر مغز باقی نہ رہے فرماتے ہیں۔ لِلنَّھْیِ الَّذِیْ رَوَیْنَا وَلِاَنَّ ھٰذَا عَیْبٌ فَاحِشٌ مُؤَثِّرٌ فِیْ لَحْمِھَا۔ یعنی اس کی قربانی جائز نہیں۔ اس حدیث ممانعت کے سبب جس کو ابھی ہم نے روایت کیا اور اس لئے کہ یہ ایک ایسا کھلا ہوا عیب ہے جو اس کے گوشت میں موثر ہے۔ اور اگر بالفرض قیاس ہی کرنا پڑے تو اَلْجَمَّاءُ الَّتِیْ لَا قَرْنَ لَھَا پر اس کا قیاس نہیں ہوسکتا کیونکہ فارق موجود ہے۔ سینگ ماکول نہیں اور

دم یقیناً ماکول ہے تو اس کا قیاس پھر کان یا سرین وغیرہ اعضائے ماکولۃ اللحم ہی پر ہوگا اور پھر وہی حکم منع ظاہر ہوگا۔ سینگ کے متعلق مبسوط جلد دوم صفحہ ۱۱ میں ہے۔ وَاَمَّا الْجَمَّاءُ فَلِاَنَّ مَافَاتَ مِنْهَا غَيْرُ مَقْصُوْدٍ لِاَنَّ الْاُضْحِيَةَ مِنَ الْاِبِلِ اَفْضَلُ وَلَا قَرْنَ لَهٗ۔ یعنی جمار کی قربانی اس لئے جائز ہے کہ جو چیز اس میں موجود نہیں یعنی سینگ وہ قربانی سے مقصود نہیں کیونکہ اونٹ کی قربانی افضل ہے حالانکہ اس کے سینگ نہیں ہوتے مگر یہاں تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں قواعد کلیہ موجود ہیں۔ اور حضرات فقہائے کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ارشاد فرمائے ہوئے قواعد کلیہ کو کسی جزئیہ پر منطبق پا کر وہی حکم اس جزئیہ پر صادق کرنا یہ وہ قیاس نہیں جو حضرات مجتہدین و فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ پھر اس مسئلہ میں تو خاص جزئیہ بھی موجود ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ میں ہے۔ وَلَوْ ذَهَبَ بَعْضُ هٰذِهِ الْاَعْضَاءِ دُوْنَ بَعْضٍ مِّنَ الْاُذُنِ وَالْاَلْيَةِ وَالذَّنَبِ وَالْعَيْنِ ذُكِرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ اِذَا كَانَ الذَّاهِبُ كَثِيْرًا يَمْنَعُ جَوَازَ التَّضْحِيَةِ وَاِنْ كَانَ يَسِيْرًا لَا يَمْنَعُ۔ یعنی اور اگر ان اعضا یعنی کان اور سرین اور دُم اور آنکھ میں سے کسی عضو کا کچھ حصّہ جاتا رہے تو جامع صغیر میں بیان فرمایا کہ اگر زائد حصّہ جاتا رہا تو قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہوگا اور اگر قلیل حصہ جاتا رہا تو مانع قربانی نہ ہو گا۔ پھر پونے دو سطر بعد ہے۔ وَالصَّحِيْحُ اَنَّ الثُّلُثَ وَمَا دُوْنَهٗ قَلِيْلٌ وَمَا زَادَ عَلَيْهِ كَثِيْرٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى۔ كَذَا فِيْ فَتَاوٰى قَاضِيْ خَان۔ یعنی قول صحیح یہی ہے کہ تہائی یا تہائی سے کم تو قلیل ہے اور تہائی سے زائد کثیر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ایسا ہی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

مبسوط جلد ۱۲ صفحہ ۱۷ پر ہے لَا يَجُوْزُ اَنْ يُّضَحِّيَ بِشَاةٍ لَيْسَ لَهَا اُذُنٌ فَاِنْ خُلِقَتْ كَذَالِكَ وَهِيَ السَّكَاءُ لِاَنَّ قَطْعَ الْاُذُنِ لَمَّا كَانَ مَانِعًا مِّنَ الْجَوَازِ فَعَدَمُ الْاُذُنِ اَصْلًا اَوْلٰى۔ یعنی ایسی بکری کی قربانی کرنا جائز نہیں جسکے دونوں کان خلقۃً ہی نہ ہوں اور اس کو سکار کہتے ہیں۔ کیونکہ جب کان کا کٹا ہونا قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہے تو کانوں کا سرے سے پیدا ہی نہ ہونا کان کے کثیر حصّے کے کٹے ہونے کے مقابلہ میں بدرجۂ اولیٰ مانع جواز قربانی ہے۔ بعینہٖ یہی دلیل اس مسئلہ میں بھی جاری کہ لَا يَجُوْزُ اَنْ يُّضَحِّيَ بِضَانٍ لَيْسَ لَهَا ذَنَبٌ خُلِقَتْ كَذَالِكَ لِاَنَّ ذَهَابَ الْاَكْثَرِ مِنْ ثُلُثِ الذَّنَبِ لَمَّا كَانَ مَانِعًا مِّنَ الْجَوَازِ فَعَدَمُ الذَّنَبِ اَصْلًا اَوْلٰى بِمَنْعِ

اَلْجَوَازِ مِنْ ذَهَابِ الْاَكْثَرِ مِنْ ثُلُثِهٖ ۔ یعنی جس بھیڑ کے خلقۃً ہی دم نہ ہو اس کی قربانی کرنا جائز نہیں کیونکہ جب تہائی سے زائد دم کا جاتا رہنا قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہے تو اصل پیدائش ہی میں دم کا قطعًا نہ ہونا تہائی سے زائد دم کے جاتے رہنے کے مقابلہ میں بدرجۂ اولیٰ مانع جوازِ قربانی ہے ہدایہ میں ہے۔ وَلَا تُجْزِیٔ مَقْطُوْعَةُ الْاُذُنِ وَالذَّنَبِ اَمَّا الْاُذُنُ فَلِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِسْتَشْرِفُوا الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ اَیْ اُطْلُبُوْا سَلَامَتَهَا وَاَمَّا الذَّنَبُ فَلِاَنَّهٗ عُضْوٌ كَامِلٌ مَقْصُوْدٌ فَصَارَ كَالْاُذُنِ ۔ یعنی جس جانور کا کان یا دم کٹی ہوئی ہو وہ قربانی کرنے میں کافی نہ ہوگی۔ لیکن کان ضرور ہونے کی دلیل تو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا فرمان ہے کہ آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لو یعنی ایسا جانور تلاش کرو کہ جس کے کان آنکھ دونوں سالم ہوں اور دم کے ضروری ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ بھی ایک پورا عضو مقصود ہے تو دم کا بھی وہی حکم ہے جو کان کا ہے اور کان کا حکم ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ سکاء یعنی وہ جانور جس کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ تو جس جانور کے خلقۃً دم نہ ہو اس کی قربانی بھی ناجائز ہوگی۔ ملاحظہ ہو مجموعۂ نتائج الافکار وہدایہ وعنایہ وحاشیہ سعدی چلپی مطبوعہ مطبع مصطفےٰ محمد بمصر جلد ثامن صفحہ ۹۴۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی، محلہ بھوریخاں پیلی بھیت۔ سہ شنبہ ۱۵ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۲ھ

مسئلہ:

منجانب جملہ پنچان زمرد گنج

گذارش ہے کہ مسمّی رجب ولد اللہ نواز ساکن زمرد گنج تحصیل و ضلع فیض آباد کی دختر لطیف النسا کا عقد چھاپ رومال پر عمر تخمیناً ۵ سال کی تھی بمقام قصبہ بھدرسہ شکر اللہ کے لڑکے کے ساتھ ہوا تھا۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور اپنے سسرال جانے سے انکار کرتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے خاوند اور سسر وغیرہ نے دیوبندی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں آپکی کیا رائے ہے۔ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

العبد: نشان انگوٹھا رجب ولد اللہ نواز ساکن زمرد گنج

گواہ ۱ عبدالرشید بقلم خود گواہ ۲ لال محمد بقلم خود گواہ ۳ عبدالرؤف بقلم خود گواہ ۴ محمد قاسم بقلم خود

راقم۔ چھیدی ساکن بازار زمرد گنج بقلم خود مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۶ء

میرا پتہ یہ ہے: ضلع فیض آباد۔ ڈاکخانہ جوتی سہرن۔ موضع بازار زمرد گنج پہنچ کر رجب کو ملے۔ اسوقت میں کانپور میں ہوں۔ میرا پتہ یہ ہے۔ شہر کانپور۔ محلہ طلاق محل۔ قائم خاں کی لکڑی کی ٹال میں پہنچکر رجب علی کو ملے۔

الجواب:

اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تکذیبیں اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہینیں لکھی ہیں۔ عبد الشکور کاکوروی نے اپنے اخبار النجم جلد ۱۳ نمبر ۱۱ صفحہ ۶ پر لکھا۔

"اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف کرنا حرام ہے۔"

اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلیے بھی حاصل ہے۔"

خلیل احمد انبیٹھی و رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر لکھا۔

"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس صفحہ ۳ پر لکھا۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

اور صفحہ ۴ پر لکھا۔

"اسی طور پر آپ کی خاتمیت کو تصور فرمانے کے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔"

صفحہ ۱۴ پر لکھا۔

"اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔

صفحہ ۲۸ پر لکھا۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئیگا"۔

ان عبارتوں کا واضح وصاف وصریح مطلب یہی ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اس کے کسی محبوب کسی نبی کسی رسول کی تعریف کرنا بھی حرام ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے ربِ کریم جلّ جلالہٗ نے جو غیبوں کا علم عطا فرمایا اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علمِ غیب تو ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ شیطان اور ملک الموت کے علم کا وسیع ہونا تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کا وسیع ہونا کسی پختہ دلیل سے ثابت نہیں۔ شیطان وملک الموت کے علم کو وسیع ماننے والا تو قرآن وحدیث کے مطابق کہتا ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا مشرک ہے۔ قرآنِ عظیم میں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو "خاتم النبیین" فرمایا گیا ہے اس کے معنی یہ سمجھنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ نانوتوی کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور کو بغیر کسی نبی کے واسطے کے نبوت ملی اور ہر ایک نبی کی نبوت حضور کے فیض سے ہے۔ لہٰذا حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے زمانے کے بعد

بھی اگر اور نئے نبی پیدا ہو جائیں تو نہ یہ قرآن کے خلاف ہوگا نہ اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ فرق پڑے گا ——— کہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے اور ہندوستان و سندھ و بنگال و پنجاب و گجرات و کاٹھیاواڑ کے علمائے اہلسنت و مشائخ طریقت نے بالاتفاق فتوے دیئے کہ ایسی عبارتیں لکھنے والے بحکم شریعتِ مطہرہ ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ان پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے قائلین کو مسلمان جانے یا کافر و مرتد نہ مانے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحقِ نارا بد و لائق لعنتِ سرمد ہے۔

مُرتد اگر بوقتِ نکاح بھی مرتد تھا تو نکاح سرے سے قطعاً ہوا ہی نہیں یقیناً باطل محض۔ اور اگر بعدِ نکاح مُرتد ہوا تو فوراً ہی نکاح فسخ ہوگیا۔ اور عورت اس کے نکاح سے قطعاً نکل گئی، بحکمِ شریعتِ مطہرہ وہ عورت اس مرتد کی زوجہ ہی نہیں۔ اور جبکہ عورت کی اس مُرتد شوہر کے ساتھ خلوتِ صحیحہ بھی نہیں ہوئی تو اس کو استبراء و عدّت کی ضرورت بھی شرعاً نہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب مُبارک حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین و رسالۂ مُبارکہ الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ و رسالۂ مختصرہ مبلغ وہابیہ کی زاری و فتاویٰ ہندیہ و درمختار۔

سُنّی لڑکی کو دیوبندی عقائدِ مذکورہ رکھنے والے کے گھر بھیجنا بحکمِ شریعتِ مطہرہ زنا کیلئے بھیجنا ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جس لڑکی کا وہ حال ہو جو سوال میں مذکور ہے اس کو شرعاً اپنے اس مرتد شوہر سے جس نے حسبِ سوال سائل معاذ اللہ دیوبندی مذہب اختیار کر لیا ہے طلاق لینے کی بھی ہرگز ضرورت نہیں۔ بحکمِ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جس سُنّی مسلمان مرد سے جو اس کا کفو ہو نکاح کرلے۔ کما فی تنویر الابصار والدر المختار ورد المحتار وغیرہا من الغرر الاسفار واللہ ورسولہٗ اعلم۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی غفرلہٗ ولوالدیہ
واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی ساکن محلہ بھوڑیاں پیلی بھیت یوپی۔
یوم الثلثاء الحادی عشر من ذی القعدۃ الحرام سنۃ الف وثلث مائۃ وخمس وستین من ہجرۃ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین وعلینا بہم یا ارحم الراحمین۔

مسئلہ:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی حقیقی ہیں۔ دونوں کے پاس ایک ایک لڑکی ہیں۔ ایک لڑکی کی عمر بارہ سال ہے دوسری لڑکی کی عمر دس سال ہے۔ دونوں لڑکیوں کی شادی کی تاریخ ایک ہی دن مقرر ہوئی۔ دونوں لڑکے مقررہ وقت پر حاضر ہوئے۔ بارہ سال والی لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے امام صاحب نے پڑھا دیا جسکی بات چیت دوسرے لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی مقرر کر دیا، خطبۂ نکاح پڑھ دیا۔ بعد کو دونوں حقیقی بھائیوں میں جھگڑا ہونے لگا کہ نکاح میری لڑکی کا اس لڑکے کے ساتھ کیوں پڑھا گیا اس کی بات چیت دوسرے لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی۔ امام صاحب نے فوراً اس لڑکے سے زبردستی طلاق دلوا کر پندرہ منٹ کے بعد دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح پڑھ دیا۔ آیا یہ نکاح جائز ہے؟ اس کی عدت نہیں؟ مہر نہیں ہے؟ اور امام صاحب کا نکاح نہیں ٹوٹا؟ کیا ایسے امام کے پیچھے جمعہ جماعت یا عیدین کی نماز جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

سائل محمد شفیع چودھری حنفی سنت وجماعت ساکن دھتورہ پوسٹ شہرت گڑھ ضلع بستی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

صورت مسئولہ میں بظاہر پہلا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تھا۔ قاضی نے گاؤں والوں کے اطمینانِ قلب کیلئے طلاق دلوائی اور دوسرا یعنی دوبارہ نکاح منعقد ہو گیا اور اگر قاضی اصل وکیل تھا اور اذنِ عام یا اذنِ خاص اسی ناکح کیلئے حاصل کیا تھا تو پہلا نکاح منعقد ہو گیا تھا مگر طلاق ہو گئی۔ اور ایسی طلاق جو بغیر مجامعت یا خلوتِ صحیحہ کے ہو تو اس میں شرعاً عدت نہیں ہے۔ خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا[1] لہٰذا اس طلاق کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح جائز ہو گیا اور اس قاضی کی اقتدا میں نماز جائز ہے اگر وہ سنی صحیح العقیدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

فقیر عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی غفرلہٗ۔

---

[1] الاحزاب ۴۹ پ ۲۲

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ۔ زید اپنی شادی ایک عورت سے کرنا چاہتا ہے۔ چند مخالفین کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے بلکہ دادا کے نطفے سے پیدا ہے۔ اگر بالفرض یہ مان لیا جاوے کہ وہ زِنا ہی سے پیدا ہے تو زید اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟ اس کا نِکاح جائز ہو گا یا حرام؟ فقط

المستفتی: عبدالغفور خاں خزانچی، محلہ قندھاری بازار فیض آباد۔

الجـــــــــواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:ـــ چند مخالفین کا کہنا کہ وہ عورت اپنے باپ کے نطفے سے نہیں۔ قال تعالیٰ فاذلم یأتوا بالشھداء فاُولٰئِکَ عِندَ اللّٰہِ ھُمُ الکٰذِبُوْنَ ہ بغیر ثبوتِ شرعی کے جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ شرعاً سخت فاسق گناہگار مستحق عذاب نار حق اللہ وحقوق العباد میں گرفتار اور اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو بحکم شریعت مطہرہ حدّ قذف یعنی اَسّی کوڑوں کے سزاوار ہیں۔ اگر بالفرض ان کا یہ کہنا بثبوتِ شرعی ثابت ہو بھی جائے تو بھی کسی عورت کا ولدالزنا ہونا اس کے ساتھ نکاح کئے جانے کا شرعاً ہرگز مانع نہیں۔ جو شخص ایسے نکاح کو حرام و ناجائز بتاتا ہے وہ اپنے جی سے نئی شریعت گڑھتا ہے اللہ ورسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر افتراء جڑتا ہے۔ قال تعالیٰ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ و قال تعالیٰ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ہ یہ نکاح شرعاً جائز اور اس کو حرام کہنے والوں پر توبہ فرض ہے۔ واللّٰہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ ربّہٗ۔ ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ روز یکشنبہ، ۱۷ر جون ۱۹۵۱ء

استفـــــتاء: از: طفیل احمد، احمد حسین

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیانِ شرع عظام حسب ذیل مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر نے ہندہ کو تحریری طلاق دے دی جس کو تقریباً ۹ ماہ ہو گئے ہیں۔ عورت حاملہ تھی اب ۶ یا ۷ یوم ہوئے کہ ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ہندہ کے ساتھ بکر نکاح کرنا چاہتا ہے، کر سکتا ہے یا نہیں؟ جو حکم شرعی ہو ارشاد کیا جاوے۔ بینوا و توجروا۔ ہندہ کو حمل بکر سے تھا، کیا حکم ہے؟

الجـــــواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

حمل مذکور فی السوال کو بغیر ثبوتِ شرعی کے بکر کا حمل بتانا شرعاً گناہ و حرام ہے، اس سے توبہ فرض ہے۔ بکر و ہندہ نے اب تک باہم جو حرام تعلقات رکھے اُن سے بھی دونوں کو توبہ فرض ہے۔ لڑکا پیدا ہوتے ہی ہندہ کی عدّت ختم ہو گئی، بکر کا اب اس سے نکاح کر لینا شرعاً جائز و حلال ہے، مسلمانوں کو اس نکاح میں شریک ہونا بھی جائز ہے۔ البتہ نکاح کے بعد بکر کو ہندہ سے جماع کرنا اسوقت حلال ہوگا کہ ہندہ نفاس سے فارغ ہولے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وقال سبحانہٗ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ، محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

مســـــئلہ:

قبلہ جناب مولوی حشمت علی خاں صاحب۔ السلام علیکم۔ التماس خدمت میں یہ ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ مارا اور کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں۔ آج سے تو میری عورت نہیں ماں ہے مکرر کہا ماں۔ اس کے دو یا تین مہینے کے بعد پھر مارا اور کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی۔ دو مرتبہ کہا اور باہر چلا گیا۔ عورت زید کے یہاں رہتی رہی۔ کچھ دنوں کے بعد عورت اپنے ماں باپ کے یہاں چلی آئی پھر زید کے یہاں نہیں گئی۔ تین برس کا عرصہ ہو گیا زید اس درمیان میں بیوی کو لینے آیا۔ اب زید کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، عورت کہتی ہے کہ ہو گئی۔ برائے کرم اطلاع بخشئے کہ آیا طلاق

ہوگئی یا نہیں۔ رجب علی خاں ساکن پیلی بھیت محلہ شیر محمد ۱۰ ستمبر ۱۹۵۰ء

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورتِ مستفسرہ میں زید کی بیوی پر بحکم شریعتِ مطہرہ دو طلاق واقع ہوگئیں بشرطیکہ پہلی مرتبہ "میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں" کے بعد عدّت کے اندر رجعت کر لی ہو ورنہ وہی ایک طلاق ہوئی دوسری لغو ہوگئی۔ پہلی صورت میں اگر دوبارہ جب زید نے کہا میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی اس کے بعد عدّت کے اندر قولاً وفعلاً رجعت کر لی تو اس کی مذکورہ بیوی بدستور اسکی بیوی ہے۔ ورنہ دوبارہ نئے مہر پر عورت کی رضا سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ پہلا مہر اس کے علاوہ واجب الادا ہوگیا۔ دوسرے نکاح میں عورت کو اختیار ہے جس قدر مہر پر چاہے راضی ہو اور زید بہرحال صرف ایک ہی طلاق کا مالک رہ گیا۔ یعنی اب اگر صرف ایک طلاق دے گا تو اس کی مذکورہ بیوی پر مغلظ طلاق ہو جائے گی کہ بغیر حلالہ ہرگز حلال نہ ہو سکے گی۔ اور اگر پہلی ہی طلاق کے بعد عِدّت بے رجعت گذر گئی تو زید دو طلاق کا مالک رہے گا۔ طلاق کی عدّت کتبِ فقہ میں دیکھو۔ رجعت اس بات کو کہتے ہیں کہ عورت کو اپنے نکاح میں واپس لے خواہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنے نکاح میں واپس لے لیا یا اس کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے جس سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ رجعت کے لئے عورت کا راضی ہونا ضروری نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ ولو قال توذن من نئ لا یقع وان نوی ھو المختار کذا فی جواھر الاخلاطی۔ اسی میں ہے۔ فی محیط السرخسی ولو طلقھا ثم قال لھا "دادمت" تقع اخری ولو قال "دادہ است" لا تقع اخری۔ طلاق کی عدت نابالغہ اور آئسہ کے لئے تین ماہ حاملہ کیلئے وضع حمل اور بالغہ غیر آئسہ کے لئے تین حیض ہیں کہ طلاق کے بعد سے یکے بعد دیگرے شروع ہو کر ختم ہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ القادر القوی محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

سہ شنبہ ۲۸ ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۶۹ھ / ۱۲ ستمبر ۱۹۵۰ء

مســـــئلہ:

بحضور پیر روشن ضمیر ہادیٔ راہ حق الیقین دریائے رحمت خداوندِ دولت عظیم البرکت حامیٔ دین وملت، دین ودنیا میں ہمارے مددگار آقائے نعمت گرامی منزلت عالی مرتبت حضرت والا درجت ملک العلماء دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم۔

سرکار عالی میں یہ کمترین عرض کر رہا ہے کہ ایک باپ کے دو لڑکے ہیں اور دونوں کے بال بچے ہیں دونوں یکے بعد دیگرے پردیس گئے۔ دونوں اپنے والدین اور بی بی بچوں کی خدمت وکھانا کپڑا شاملات میں دیتے رہے۔ یعنی جب ایک نوکری کرنے جائے تو وہ والدین اور اپنے بچوں اور بھائی کے بھی بچوں کو بھی خدمت وپرورش کرے ـــــــــ کچھ زمانہ ایسا چلا، ایک مرتبہ بڑا لڑکا پردیس ماں باپ کی چوری سے گیا خدا ورسول کی نامرضی کہیں پردیس میں نوکری نہ ملی۔ پھر ملتے ملتے ملی تو جان بوجھ کر چھوڑ کر چلا آیا۔ دو تین بار پھر چوری سے گیا۔ اس طرح قرض کا بوجھ ہوگیا سبھوں کے اوپر۔ چھوٹا لڑکا جب نوکری پر گیا مرضی سے وہ جتنا قرض تھا ادا کیا اور کچھ سامان بھی گھر گرہستی کا بنوایا۔ کچھ دن بعد بڑے لڑکے کے بیٹے نے بھی باپ کا ایسا کام کرکے قرضہ کر دیا۔ اب دونوں بیٹوں میں نا اتفاقی ہونے لگی۔ تو حضور میں عرض ہے کہ۔

(الف) باپ اپنی ملکیت کا برابر برابر حصّہ کرکے دونوں بیٹوں میں تقسیم کرے۔ یا گھر میں جتنا سامان اور چیزیں ہیں انھیں کا برابر برحصّہ کرکے دونوں میں تقسیم کرے۔

(ب) بڑے لڑکے کے بیٹے نے جو قرضہ کیا ہے اس کو کون ادا کرے۔ چونکہ گھر میں ہر وقت جھگڑا لگا رہتا ہے۔ لہٰذا حضور میں نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ جیسا شریعت مطہرہ کا حکم ہو تحریر فرماکر جلد از جلد ارسال فرمادیں۔ حضور کے کرم نامہ کا منتظر ہوں۔ اور غلام جیلانی (غریب زادے) کیلئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں اور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں شفا کلی عطا فرمائے اور یہاں والد ماجد اور تمام سُنّی بھائی حضور میں سلام عرض کرتے ہیں اور حضور دعائے خیر فرماکر ہم غربائے اہلسنّت کی رہبری فرمادیں۔ فقط

الراقم: غلام ابوالنظفر محب الرّضا محمد علی قادری رضوی عفی عنہ۔ اس خط میں غلطی کو حضور بخدا معاف فرمادیں۔ پتہ محمد علی ساکن ہرہر پلور ڈاکخانہ بسیسر گنج ضلع سلطانپور۔ ۲۶ جولائی ۵۱ء

الجـــــــواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

جبکہ دونوں بھائی اپنے اہل وعیال سمیت اپنے باپ ہی کے ساتھ اسی کی سرپرستی میں رہتے تھے تواب تقسیم کے وقت باپ کو گھر کے سب سامان سب چیزیں وغیرہ اپنی ساری ملکیت اپنے دونوں بیٹوں پر برابر تقسیم کرنا چاہیئے۔ جو قرضہ ہوگیا ہے وہ بھی دونوں پر برابر تقسیم ہو۔ نصف قرضہ بڑا بیٹا ادا کرے نصف چھوٹا ادا کرے۔ جب نفع میں دونوں برابر کے شریک ہیں تو نقصان میں بھی دونوں کو برابر ہی کے شریک کرنا چاہیئے۔ البتہ تقسیم کے بعد ہر ایک اپنے اپنے منافع کا تنہا مالک اور اپنے اپنے نقصانات کا اکیلا ذمہ دار ہوگا۔ کیونکہ تقسیم سے قبل ساری کمائی شرعاً باپ ہی کی ہے۔ اور اس کے بیٹے اس کے معین ہیں تو اس کو چاہیئے کہ تقسیم میں دونوں بیٹوں کے درمیان انصاف کرے۔ ردالمحتار میں فتاویٰ خیریہ سے ہے لَوِاجْتَمَعَ اِخْوَۃٌ یَّعْلَمُوْنَ فِیْ تَرْکَۃِ اَبِیْھِمْ اَنَّھَا لِلْاَبِ ھُمْ سَوِیَّۃٌ وَّ لَوِاخْتَلَفُوْا فِی الْعَمَلِ وَالرَّاْیِ۔ پھر اسی میں ہے اَلْاَبُ وَابْنُہٗ یَکْتَسِبَانِ فِیْ صَنْعَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّلَمْ یَکُنْ لَّھُمَا شَیْءٌ فَالْکَسْبُ کُلُّہٗ لِلْاَبِ اِنْ کَانَ الْاِبْنُ فِیْ عِیَالِہٖ لِکَوْنِہٖ مُعِیْنًا لَّہٗ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت
چہار شنبہ ہیژدہم ذی القعدۃ الحرام سنہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۲ر اگست سنہ ۱۹۵۱ء

مسـئلہ:

محترم جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج گرامی! دست بستہ عرض خدمت عالی میں یہ ہے میں نے ایک کتاب دہلی سے منگائی ہے جسکی قیمت چھ روپے آٹھ آنے ہے کتاب کا نام فلاح دین و دنیا ہے۔ بتلایا گیا ہے اس کتاب میں اہلسنت وجماعت کے عقائد اعمال نیز وظائف واشغال پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں اور اسلامی عبادات معاشرت اور معاملات کے ہر شعبہ کے متعلق تمام ضروری دس ہزار سے زیادہ دینی اور دنیاوی مستند مسائل کو درج کر دیا گیا ہے اور یہ بھی بتلایا گیا ہے عربی کی ساٹھ سے زیادہ مستند اسلامی کتابوں کی مدد سے اس کو شائع کیا گیا ہے اس کے مؤلف مولٰنا مولوی محمد علی خاں صاحب مرحوم رامپوری ہیں۔ اس کا سابق ایڈیشن ختم ہو جانے کی

وجہ سے ایک عرصہ کے بعد یہ دوسرا ایڈیشن طبع کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر جناب مولینا سید ظہور احمد صاحب شاہجہاں پوری نے بھی نظرِ ثانی فرمائی ہے۔ ناچیز ان حضرات سے ناواقف ہے۔ اس لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہ صاحبان اپنی تحریر کے مطابق اہلسنّت وجماعت ہیں یا نہیں، اس کتاب پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے مطلع فرمائیے۔ کتاب کا پتہ بیشِ خدمت ہے۔ دین ودنیا پبلشنگ کمپنی خواجہ بکڈپو جامع مسجد دہلی۔ اس سلسلہ میں حضرت سے دو رسالوں کے متعلق بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ رسالہ "آستانہ" جو دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ دوسرا رسالہ "سلطان المشائخ" جو لاہور سے نکلتا ہے۔ ان رسالوں کا تعلق کن عقائد سے ہے۔ معلوم ہوا ہے ان رسالوں میں اکثر مسائل آتے رہتے ہیں۔ اور دینی واقعات درج ہوتے ہیں جن سے معلومات بہم پہنچائی جاتی ہے۔ قرآنِ عظیم اور احادیث مقدس کے ترجمے بھی درج ہوتے ہیں۔ ان رسالوں کے مطالعہ کرنے میں حرج تو واقع نہ ہوگا۔ حضرت سے معلومات ضروری ہے۔ چونکہ جراثیم مختلف قسم کے پھیلے ہوئے ہیں۔ کمترین کو جواب سے مشرف فرمائیے۔ واپسی جواب کیلئے لفافہ میں دو آنے کے ٹکٹ حاضرِ خدمت ہیں۔ پتہ سید مصطفےٰ علی کنفکشنر محمودی بلڈنگ ۱۷۵ باپٹی روڈ دوسرا مالا روم نمبر ۴۲ کماٹی پورہ پہلی گلی بمبئی ۸

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: کتاب "فلاح دین ودنیا" فقیر کے مطالعہ میں نہیں گذری۔ بغیر دیکھے اس کے متعلق کوئی صحیح رائے کیونکر قائم کی جا سکتی ہے۔ رسالہ "آستانہ" دہلی میں وہابیوں دیوبندیوں کے مضامین حتّٰی کہ حکیم الامۃ الدیوبندیہ مجدّد الملۃ الوہابیہ اشرفعلی تھانوی کے مدائح ومناقب اور اس کی کفری تصانیف کے اشتہارات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مسائلِ فقہیہ بھی اس میں غلط چھپ جاتے ہیں۔ رسالہ "سلطان المشائخ" لاہور کے متعلق معلوم نہیں کس قسم کے خیالات کی اشاعت کرتا ہے۔ سائل کو چاہیئے کہ مسائلِ فقہیہ کیلئے کتاب مستطاب "بہارِ شریعت" اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اور عقائدِ حقہ صحیحہ معلوم کرنے کیلئے حضور پُرنور مرشدِ برحق امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم دین وملّت مولانا الشاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیفِ مبارکہ کا مطالعہ کیا کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ فقیر ابو الفتح عبید الرّضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ القادر القوی۔ جمعہ مبارکہ دوم ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۹ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء

مسئلہ:

علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

۱۔ بکر کہتا ہے کہ اس کو اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے۔ زید کہتا ہے کہ اس جملے کا کہنے والا مشرک ہے۔

۲۔ بکر کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسّلام شفیع محشر ہیں۔ زید کہتا ہے کہ نہیں روزِ قیامت جب خدا حکم دے گا تو شفیع محشر ہوں گے۔

۳۔ بکر کہتا ہے کہ نماز میں ''التحیات'' میں حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام تشریف لاتے ہیں اور حاضر سمجھنا چاہیئے۔ زید اس کیلئے کہتا ہے کہ یہ باریک مسئلہ ہے۔ ایسے شخص کے توبہ کرنے کیلئے میلاد کر لینا کافی ہے یا از سرِ نو کلمہ پڑھے؟

مسئولہ: فیاض الدّین احمد صدیقی عفی عنہ، موضع وڈا کھانہ سکسراواں ضلع رائے بریلی

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب:

''اللہ و اللہ کا رسول جانے'' جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایسا کہنے والے کو مشرک بتانا حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ مشرک بنانا ہے۔ احادیثِ کثیرہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ''اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ'' بات بات پر عرض کرنا تواتر کے ساتھ ثابت ہے حضور اَوْجَہُ الشَّافِعِیْنَ اَحَبُّ الْمُشَفَّعِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دنیا ہی میں اُن کے ربِّ کریم جلّ جلالہٗ کا اذنِ شفاعت عطا فرما دینا ایسے قطع و یقین کے ساتھ ثابت ہے۔ جس کا انکار گمراہی و بدمذہبی ہے۔ قال تعالیٰ لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے حضور اقدس شاہد و مشہود حاضر و موجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا حق ہے۔ جس کا مختصر مگر مدلّل بیان مولٰنا ابوطاہر محمد طیّب صاحب سلمہم ربہم کے رسالۂ مبارکہ اقوم البیان بان الحبیب لا یخلو منہ زمان ولا مکان میں ملاحظہ ہو۔

یوں کہنا کہ یہ باریک مسئلہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس فضلِ عظیم پر معاذ اللہ پردہ ڈالنا ہے۔ ایسا کہنے والے عموماً وہابی دیوبندی ہوتے ہیں۔ اور وہابیہ دیوبندیہ اپنے عقائدِ کفریہ قطعیہ ملعونہ مندرجہ حفظ الایمان تھانوی صہ و براہین قاطعہ انبیٹھی و فوٹوئے فتوائے گنگوہی

وتحذیر الناس نانوتوی صفحہ ۳ و ۱۴ و ۲۸ کے سبب بحکم شریعتِ مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد بے دین ہیں۔ کما هو مصرح به فی الکتاب المستطاب حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین۔ ایسے شخص کے لئے توبۂ صحیحہ شرعیہ کی صورت یہی ہے کہ وہ یہ عبارت لکھدے کہ کتاب حسام الحرمین شریف میں تھانوی اشرفعلی اور انبیٹھی خلیل احمد اور گنگوہی رشید احمد اور نانوتوی قاسم پر جو فتاوائے شرعیہ کے مطابق یہ چاروں یقیناً کافر مرتد فقنیح ہیں۔ اور اس مضمون پر دستخط کر کے مسلمانانِ اہلسنت کے نمایندہ وسربراہ کار حضرات کے سپرد کر دے۔ پھر محفل میلاد شریف میں بھی اسی مضمون کو سنائے۔ کلمہ پڑھکر وہابی دیوبندی عقیدوں سے توبہ کا اعلان کر دے۔ اور اگر اس کی وہابیت چھپ کر شائع بھی ہو چکی ہے تو پھر اس مضمون کا اور وہابیت و دیوبندیت سے توبہ کا اس کی طرف سے چھپوا کر شائع کیا جانا بھی ضروری ہوگا۔ فی الحدیث عَنِ النبیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَةً فَاَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةَ السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ

ساکن محلہ بھورے خاں پیلی بھیت۔ یکشنبہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ ۱۷ جون ۱۹۵۱ء

مسئلہ:

۸۶/۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنّت ومفتیانِ دین وملّت دامت برکاتہم اس مسئلے میں کہ۔ ہمارے گاؤں میں ایک مولوی آگیا ہے۔ جس کا نام محمد صدّیق عرف بتّن ہے۔ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ وہ عبدالشکور کاکوروی کا مرید ومعتقد بھی ہے۔ تو شرعًا اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا کیسا ہے۔ اور سنّی مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد اسحاق خاں، ساکن موضع صحبتیا بازار ڈاکخانہ صحبتیہ بازار ضلع بہرائچ شریف

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم دیوبندی دھرم کا پرچارک، وہابی مت کا ایڈیشنک ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدائے قدوس معاذاللہ جھوٹا ہے (فوٹوئے فتوائے گنگوہی)۔ خدائے پاک جل جلالہٗ چوری کرسکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظلم کرسکتا ہے، جاہل ہوسکتا، جتنے اچھے بُرے گندے گھنونے کام بندے کرسکتے ہیں خدا بھی سب اچھے بُرے گندے گھنونے کام کرسکتا ہے۔

(تذکرۃ الخلیل صہ ۸۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں لیکن شیطان و ملک الموت کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت ہے۔ (براہینِ قاطعہ خلیل احمد انبیٹھی صہ ۵۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم کو جو بعض غیبوں کا علم حاصل ہے اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کیلئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان اشرفعلی تھانوی صہ ۸)

حضور کے زمانے میں کسی اور جدید نبی کا پیدا ہونا حضور کے خاتم النّبیین ہونے کے خلاف نہیں۔

(تحذیر النّاس قاسم نانوتوی صہ ۱۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم کے بعد بھی نئے پیغمبروں کا پیدا ہونا بھی حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ (تحذیر النّاس صہ ۲۸)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ عظیم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا وصف خاتم النّبیین فرمایا اس کے

یہ معنی سمجھنا کہ حضور سب سے پیچھے نبی ہیں ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ (تحذیر الناس ص۳۱)

اس زمین کے علاوہ باقی چھ زمینوں میں سے ہر ایک زمین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کامل مثل ایک ایک خاتم النبیین ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کا نام بھی محمد رسول اللہ ہے (تحذیر الناس ص۳۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف تک ایمان سے قطعاً بے خبر، تہذیب اخلاق سے بالکل غافل، تدبیر منزل یعنی گھر کے کاروبار کیونکر ہوتے ہیں اس سے یکسر ناواقف، سیاست مدن سے ہر طرح لاعلم تھے۔ (مختصر سیرت نبویہ عبد الشکور کاکوروی ص۲۲)

اور آفتاب نصف النہار سے بھی زائد روشن اور آشکار ہے کہ یہ سب ناپاک نجس ملعون کلمات عقائد ضروریہ دینیہ کا انکار اللہ واحد قدوس جل جلالہٗ کی تکذیب، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی توہین ہیں۔ اسی طرح حضور اقدس سید المطلعین علی الغیوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وسلم کے وصف علم غیب سے مطلقاً انکار کرنا بھی عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ○ یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے۔ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسول کے سوا کسی کو مسلط نہیں فرماتا ——— اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ط یعنی اے عام لوگو اللہ اس لئے نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع فرمائے۔ لیکن اس کے لئے جسکو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے۔

اور اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ○ یعنی اور میرا رسول غیب کا علم عطا فرمانے پر بخیل نہیں ——— جو شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا وہ اللہ عزوجل کو جھٹلا رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت و رسالت کی بھی تکذیب کر رہا ہے۔ لہٰذا بحکم شریعت مطہرہ شخص مذکور فی السوال قطعاً کافر مرتد ملحد منافق زندیق ہے۔ ایسے شخص کو اس کے حالات مذکورہ پر مطلع ہوتے ہوئے نماز میں امام بنانا حرام بلکہ کفر ہے۔ اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا حرام ہے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ اس کے ساتھ بیاہ شادی کے تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ وہ راستے گلی میں ملے تو اسکو سلام کرنا حرام ہے۔ وہ

بیمار پڑے تو اس کو دیکھنے جانا حرام ہے۔ وہ مرجائے تو اس کے جنازے پر حاضر ہونا حرام ہے۔ اس سے دور رہنا اس سے اپنے کو دور رکھنا شرعاً فرض ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وقال اللہ تعالیٰ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ؕ وقال اللہ تعالیٰ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ شخص مذکور کے حالات پر مطلع ہو کر جو لوگ اس کا ساتھ دیں اسکی حمایت وطرفداری کریں ان سے بھی مقاطعۂ شرعیہ کرلینا مسلمانوں پر بحکم خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرض ہے۔ فی الحدیث الکریم عن سیدنا الرسول الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ وفی الحدیث الاٰخر عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُؤَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ وَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ۔ وَاللّٰہُ ورسولہ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی
غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔
چہار شنبہ ۲۰ ماہ فاخر ربیع الآخر شریف ۱۳۷۲ھ ۷ جنوری ۱۹۵۳ء

اَلصَّوْلَۃُ الْاَحَدِیَّہ عَلٰی تَقِیَّۃِ حِزْبِ التَّھَانَوِیَّہ

۱۳ ــــ ھ ــــ ۷۱

بحضرت شیر بیشۂ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ السّلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ ــــ شہر برن پور کے مسلمان بفضلہ تعالےٰ سب کے سب سُنّی مسلمان ہیں۔ مگر کچھ دنوں سے ایک دیوبندی جو اشرفعلی تھانوی کا مرید اور خلیفہ بھی ہے ایک مسجد میں اپنے چہرے پر تقیہ کا برقع ڈالکر امام بنا ہوا ہے۔ باوجودیکہ مسجد سُنّیوں کی ہے اور متولّی بھی سُنّی ہے۔ مگر دیوبندیت کی تقیہ بازی مشہور ہے۔ برن پور اس کے مصداق ہوگیا ہے کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کردیتی ہے۔ لہٰذا مسلمانانِ اہلسنّت برن پور میں اس دیوبندی کے سبب ایک انتشارِ عظیم پیدا ہوگیا ہے۔ اب آپ حضرات علمائے اہلسنّت جانشینِ عاشقِ رسول سیدنا ومولٰینا اعلیٰحضرت امام اہلِ سُنّت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ، دارضاہ عنا کے فتووں کی سخت ضرورت ہے۔ نیز حضرت مولٰینا حبیب الرحمٰن صاحب دھام نگر اڑلیسہ اور حضرت ملک العلماء مولانا ظفرالدین احمد صاحب بہاری اور بریلی شریف سے بھی فتوے آچکے ہیں۔ مگر سینکڑوں کی تعداد میں فتووں کی ضرورت ہے۔ فقط آپ کے رہینِ منّت کے امیدوار، مسلمانانِ اہلسنت وجماعت برن پور ضلع بردوان (بنگال)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید مولوی اشرفعلی تھانوی کا مرید اور خلیفہ ہے، نیز دیوبندی عقائد بھی رکھتا ہے۔ مگر کبھی کبھی میلاد شریف کی شرکت کرکے سلام بھی پڑھ لیتا ہے لیکن ضروری نہیں سمجھتا۔ اور کھانا وغیرہ پر فاتحہ بھی کرلیتا ہے۔ لہٰذا اس کے پیچھے اہلسنّت وجماعت کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور جان بوجھ کر سُنّیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ صاف صاف بیان کیجئے۔ جواب کیلئے لفافہ مع ٹکٹ حاضر ہے۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:۔ وہابیہ دیوبندیہ کے ایک پیشوا قاسم نانوتوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصف خاتم النّبیّین مذکور فی القرآن المبین کے اس ضروری دینی معنی کو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام کا زمانہ تمام انبیاء سابقین علیہم الصّلاۃ والسّلام کے زمانہائے نبوت کے بعد اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب میں آخر نبی ہیں ناسمجھ لوگوں کا خیال اور سمجھدار لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرایا اور خود اپنے جی سے اُس کے بالکل نئے معنی یہ گڑھے کہ اور نبیوں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر آپکی نبوّت کسی اور کا فیض نہیں، آپ موصوف بوصفِ نبوّت بالذّات ہیں اور آپکے سوا اور سب نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض ہیں۔ اور آیتِ مبارکہ میں خاتم النبیین سے سب سے پچھلا نبی مراد لینے میں خرابیاں بتا کر یہ گڑھا کہ خود نانوتوی نے جو معنی گڑھے ہیں وہی مراد لینے چاہییں اور صاف کہدیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی اور نئے نبی جدید رسول پیدا

ہوں تو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، کچھ خلل نہیں آئیگا کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو بدستور بالذات نبی رہیں گے۔ اور جو نبی ورسول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد پیدا ہونگے وہ سب بالعرض نبی ہوں گے ان سب کی نبوتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کا فیض ہونگی۔ مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت ان میں سے کسی کا بھی فیض نہیں ہوگی اور نانوتوی کے دھرم میں ختم نبوت کے یہی معنی ہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ کے دوسرے پیشوا رشید احمد گنگوہی نے صاف لکھ دیا کہ "وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے" ـــــ یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا جھوٹ بولا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے۔ کیونکہ وقوع تینوں زمانوں کو شامل ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ کے تیسرے پیشوا خلیل احمد انبیٹھی نے صاف لکھ دیا کہ۔ شیطان وملک الموت کے لئے تو علم کا وسیع وزائد ہونا تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم کا وسیع اور زائد ہونا نہ تو قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے ثابت ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کا وسیع وزائد ہونا قرآن وحدیث کے نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ یعنی قرآن وحدیث کے قطعی یقینی ارشادوں سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم وسیع اور زائد نہیں۔ لہٰذا شیطان وملک الموت کیلئے وسیع وزائد علم ماننے والا تو مومن مسلمان ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے وسیع اور زائد علم ماننے والا ایسا مشرک بے ایمان ہے جسمیں ایمان کا کچھ بھی حصہ نہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ کے چوتھے پیشوا اشرفعلی تھانوی نے صاف لکھ دیا کہ تمام علوم غیبیہ کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ثابت ہونا تو عقلی ونقلی دلیلوں سے باطل ہے۔ البتہ بعض غیبوں کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ضرور ثابت ہے۔ لیکن اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر خاص وعام ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو بلکہ ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل کو بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ (ملاحظہ ہو تحذیر الناس نانوتوی ص۳ وص۱۴ وص۱۱ وص۲۸ وفوٹوئے فتوائے گنگوہی وبراہین قاطعہ انبیٹھی ص۵۱ وحفظ الایمان تھانوی ص۸) والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔

مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام نے اطباقی اجماعی اتفاقی فتاویٰ شرعیہ صادر فرمائے کہ عقائد مذکورہ کے قائلین بحکم شریعت مطہرہ ایسے کافر مرتد بے دین ہیں کہ جو شخص ان میں سے کسی کے عقیدۂ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان جانے یا اسکو کافر نہ مانے یا اس کو کافر مرتد بے دین کہنے میں توقف کرے یا اس کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک رکھے وہ بھی بحکم شریعت اسلامیہ قطعاً یقیناً

کافر مرتد بے دین ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مستطاب مسمیٰ بنام تاریخی حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین)
اور ہند و سندھ و دکن و کوکن و پنجاب و بنگال و گجرات و کاٹھیاواڑ و سرحد و بلوچستان کے دو سو اڑسٹھ
علمائے اہلسنت و مفتیانِ دین و ملت و مشائخ طریقت نے اجماعًا اتفاقًا اطباقًا شرعی فتوے صادر فرمائے۔
کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف بالکل حق و درست و صحیح ہے۔ اور جو شخص اس کے حق و صحیح و
درست ہونے میں شک رکھے وہ بھی شرعًا کافر مرتد فضیح ہے۔ (ملاحظہ کتاب کامل النصاب مسمیٰ بنام تاریخی
الصّوارم الهندیه علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیه)

زید جبکہ اشرفعلی تھانوی کا مرید بھی ہے اس کا خلیفہ بھی ہے، وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کفریہ بھی رکھتا ہے تو
بحکم شریعت مقدسہ زید خود بھی یقینًا قطعًا کافر مرتد ملحد زندیق بے دین ہے، اس کی اقتدا میں نماز قطعًا باطل
محض ہے، اُس کے پیچھے نماز پڑھنا یقینًا حرام قطعی ہے۔ بلکہ اس کی دیوبندیت جانتے ہوئے جو شخص نماز میں
اس کی اقتدا کرے گا وہ بحکم شریعت مبارکہ نیت اقتدا کرتے ہی خود کافر مرتد بے دین ہو جائے گا۔ والعیاذ
باللہ تبارک وتعالیٰ۔ زید کا کبھی کبھی میلاد شریف میں شریک ہو کر سلام پڑھ لینا، فاتحہ کر لینا اُسکے
کفر و ارتداد کو اُس پر سے ہرگز نہ اٹھائے گا، ہرگز اس کو مسلمان نہ بنائے گا۔ جب تک وہ عقائد کفریہ دیوبندیہ
سے توبۂ صحیحہ شرعیہ نہ کرے۔

اولاً ــــــ زید کا پیر اشرفعلی تھانوی خود محفلِ میلادِ مبارک میں اپنے شریک ہونے کی وجہ
لکھتا ہے کہ۔

> "جب میں ہند کو واپس ہوا تو طلب کرنے پر شریک ہونے لگا۔ اور یہ عزم رکھا کہ اُن لوگوں کے عقائد کی اصلاح
> کی جاوے، چنانچہ مختلف مواقع و مجالس میں ہمیشہ اس کے متعلق گفتگو کرتا رہا۔ اور جتنے امور اصل سے
> زائد تھے سب کا غیر ضروری ہونا اور اُن کی ضرورت کے اعتقاد کا بدعت ہونا صاف صاف بیان کرتا رہا حتیٰ
> کہ اس وقت میری رائے میں ان کا عقیدہ بعض کا عین توسط پر بعض کا قریب توسط کے آپہنچا۔ مگر بوجہ قدامت
> عادت کے عمل کے ارتفاع کی اُمید نہیں ہے۔ عدم شرکت میں اس اصلاح کی توقع ہرگز نہیں تھی"۔

(ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصّہ اول صفحہ ۱۱۷)

ظاہر ہے کہ تھانوی کے نزدیک عقائد باطلۂ کفریۂ وہابیہ دیوبندیہ ہی معاذ اللہ حق و صحیح ہیں۔ اور اہلسنت
جنکو وہابیوں کی ناپاک اصطلاح میں بدعتی اور مرتد کا کوروی عبد الشکور کی نجس زبان میں "رضا خانی" کہا جاتا ہے
اُن کے عقائد حقہ ایمانیہ معاذ اللہ غلط و باطل و قابلِ اصلاح ہیں۔ تو اس عبارت میں تھانوی نے صاف کہہ
دیا کہ محفل میلاد شریف میں صرف اسی لئے میں شریک ہوتا ہوں کہ محفلِ میلاد شریف میں جو بھولے بھالے سیدھے

سادے سُنی مسلمان حاضر ہوتے ہیں ان کو محبت سے پیار سے آہستہ آہستہ وہابی بناؤں۔ اگر میں تقیہ نہ کرتا اور محفل میلاد شریف میں قطعاً شریک نہ ہوتا تو محفلِ میلاد شریف میں آنے والے سُنی مسلمانوں کو وہابی بنانے کا موقع مجھے ہرگز نہ ملتا۔ لہٰذا زید وہابی کا محفلِ میلاد شریف شریک ہونا اسی لئے ہے کہ جو بیچارے سادہ لوح مسلمانانِ اہلسنت ان محافلِ متبرکہ میں عبادتِ الٰہی و باعثِ ثواب جانتے مانتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اُن کی مسلمانی کو اپنے حلقۂ تزویر میں پھانس کر اُن کو معاذ اللہ وہابی بنائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثانیاً ــــــ زید پُر مکر و کید کا مُرتد پیر تھانوی دوسری وجہ لکھتا ہے۔

میں نے وہاں دیکھا کہ وعظ میں لوگ کم آتے ہیں اور ان مجالس میں زیادہ اور ہر مذاق اور ہر جنس کے چنانچہ ان مجالس میں موقع ان کے پندونصائح واصلاحِ عقائد و اعمال کا بخوبی ملا اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی اپنے عقائدِ فاسدہ و اعمالِ سیئہ سے تائب ہوگئے۔"

(ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱۷)

ظاہر ہے کہ تھانوی کے دھرم میں مسلمانانِ اہلسنّت کے عقائدِ حقہ و شعائرِ مبارکہ معاذ اللہ شرک و بدعت ہیں۔ تو اس عبارت میں تھانوی نے صاف کہدیا کہ وعظ میں لوگ کم آتے ہیں اور میلاد شریف کی محافلِ مقدّسہ میں ہر مذاق اور ہر طرح کے بہت زیادہ لوگ آتے ہیں۔ تو اگر میں صرف جلسۂ وعظ ہی میں جایا کروں، تقیہ سے پرہیز رکھوں، محفلِ میلاد شریف میں قطعاً نہ جاؤں تو میری تبلیغِ وہابیت و اشاعتِ دیوبندیت محدود رہ جائیگی۔ اسی لئے میں تقیہ کر کے محفلِ میلادِ مبارک میں اسی لئے شریک ہوا کرتا ہوں کہ ہر مذاق اور ہر قسم کے سُنی مسلمانوں کو جو مجلسِ میلادِ مبارک میں کثرت سے حاضر ہوا کرتے ہیں وہابی، نجدی، دیوبندی بنانے کی کوشش کروں ــــــ لہٰذا زید وہابی کی بھی تقیۃً شرکت میلاد پاک اسی لئے ہے کہ اس کی تبلیغِ وہابیت و اشاعتِ دیوبندیت و تلقینِ نجدیت بھی صرف وعظ سُننے والوں ہی میں محدود نہ رہے بلکہ محفلِ میلادِ اقدس میں شریک ہونے والے ہر قسم اور ہر مذاق کے مسلمانانِ اہلسنّت تک بھی معاذ اللہ پہنچ جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالثاً ــــــ اُس کے بعد تھانوی مرتد کہتا ہے۔

"غرض اکثر حصہ وعظ ہوتا تھا دوسرا بیان برائے نام"۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۱۱۸)

اِس عبارت میں تھانوی نے صاف کہدیا کہ سُنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے تقیہ کر کے جو میں محفلِ میلادِ مقدّس میں شریک ہوتا ہوں تو میلاد شریف کا صرف نام ہی نام ہوتا ہے اکثر حصہ صرف وہابیت کا وعظ ہی ہوا کرتا ہے۔ بیچارے سیدھے سادے سُنی مسلمان تو یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ تھانوی محفلِ میلادِ

متبرک میں شریک بھی ہو رہے ہیں۔ اس میں میلاد پاک حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بیان بھی پڑھ رہے ہیں اور ان کو یہ خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ ان کی مسلمانی و سنت کو جڑ سے غائب کر لینے کیلئے تھانوی صاحب دیوبندی دھرم کا پرچار کر رہے ہیں، دیوبندی مت کا اپدیش دے رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ وھو العلی العظیم۔

رابعًا ـــــ اُس کے بعد مرتد تھانوی کہتا ہے۔

"میں نے دیکھا کہ وہاں بدون شرکت اِن مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں۔ ذرا انکار کرنے سے وہابی کہدیا، درپے توہین و تذلیل زبانی و جسمانی کے ہوگئے۔ اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں۔ یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فیصدی نوے موقع پر عذر کر دیا اور دس جگہ شرکت کر لی اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کی ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض و واجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح ہے۔"

(تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۱۱۸)

ظاہر ہے کہ تھانوی کے دھرم میں کفارِ وہابیہ و مرتدینِ دیوبندیہ و ملحدینِ نجدیہ ہی معاذ اللہ ہدایت پر ہیں اور مسلمانانِ اہلسنت معاذ اللہ کافر مشرک بدعتی ہیں۔ تو تھانوی مرتد نے اس عبارت میں صاف کہدیا کہ محفلِ میلاد شریف سے انکار کر دینا شعارِ وہابیت مانا جاتا ہے۔ اگر میں بھی محفلِ میلاد مبارک میں شریک ہونے سے کھلم کھلا انکار کر دوں گا تو میری وہابیت طشت از بام ہو جائیگی، سب سُنّی مسلمان صاحبان مجھے پہچان لیں گے کہ تھانوی جی بھی وہابی ہیں۔ اور پھر صرف اتنا ہی نہ ہوگا کہ مسلمانانِ اہلسنّت تھانوی صاحب سے بیزار و متنفر ہو جائیں گے بلکہ خواص اہلسنّت تو ان کی وہابیت معلوم کر کے عقائد کفریۂ وہابیہ کی بنا پر تھانوی جی کو بھی بحکم شریعت مطہرہ کافر، مرتد، بیدین وہابی، دیوکا بندہ کہنے لگیں گے۔ لیکن جوشیلے عوام جوشِ مذہبی سے مغلوب ہو کر ہاتھ پیر سے بھی تھانوی جی کی خدمت کرنے کیلئے بھی تیار ہو جائیں گے۔ ایسا تو عمل ہے کہ اگر دس مقامات سے محفلِ میلادِ متبرک کی دعوتیں آتی ہیں تو نو جگہ حیلہ بہانہ کر کے شرکت سے عذر کر لیتا ہوں، کسی سے دردِ سر کا، کسی سے دردِ شکم کا، کسی سے دردِ جگر کا، کسی سے دردِ قلب کا، کسی سے دردِ پا کا حیلہ کر کے کسی سے کثرتِ کار کا، کسی سے ہجوم افکار کا، کسی سے بے فرصتی کا، کسی سے ناطاقتی کا بہانہ کر کے عذر کر دیا کہ بھائی مجھے وہابی نہ سمجھنا میں وہابی ہرگز نہیں ہوں مجبوری و معذوری در پیش ہے۔ اس وجہ سے میں نہیں آسکتا، معاف کر دینا بھائی یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ میں وہابی ہوں۔ لیکن پھر بھی ایک جگہ تو مجبورًا شرکت کرنا ہی پڑتی ہے۔ اگر کسی ایک جگہ بھی شریک نہ ہوں تو لوگ میرے حیلوں بہانوں کو جھوٹا سمجھ لیں۔ میری وہابیت پہچان لیں۔ اور پھر زبانی و جسمانی دونوں طریقوں

میری خدمت ہونے لگے۔ لہٰذا اپنی وہابیت چھپانے کیلئے ضرور ہے کہ دس محفلوں میں سے کم از کم ایک میلادِ کریم میں تو شرکت کروں۔ پھر اس ایک محفلِ پاک کی شرکت جو اپنی وہابیت کو چھپانے کیلئے مجبوراً کرتا ہوں۔ اس میں بھی اپنے وہابیہ مقتضائے طبیعت سے باز نہیں رہتا ہوں کہ محفل میلادِ اطہر کی شرکت کا نام کرتا ہوں اور وہابیت و دیوبندیت و نجدیت کی تبلیغ و اشاعت کا کام کرتا ہوں۔ بے وقوف سُنّی یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ تھانوی جی پر وہابیت کا الزام غلط ہے۔ اگر تھانوی جی وہابی ہوتے تو محفلِ میلادِ مکرم میں شرکت سے انکار کردیتے۔ اور میں اس پردے میں ان کو وہابی بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ میلاد شریف کی محفل میں شریک ہونا ضرور مکروہ اور ناپسند ہے۔ لیکن اگر میرے اس مکروہ و ناپسند کام کرلینے سے لوگ وہابی ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ درگزر کردے گا۔ یعنی اپنی وہابیت ظاہر ہونے کے خوف اور مارے پیٹے جانے کے ڈر سے جو سو محفلوں میں سے دس محفلوں میں مجبوراً شرکت بھی کرلیتا ہوں تو ان میں بھی وہابی دھرم کے پرچار سے باز نہیں رہتا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ۔

خامسًا ـــــ آگے چل کر پھر یہی تھانوی مرتد لکھتا۔

"بہر حال وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا۔ اور منظور تھا وہاں رہنا۔ کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسے سے تنخواہ بھی ملتی ہے۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص۱۱۵)

اس عبارت میں اُس نے صاف لکھ دیا کہ دنیوی منفعت یعنی مدرسے سے تنخواہ ملنے کے لالچ میں تقیہ کرتا رہا اپنی وہابیت کو چھپا کر سالہا سال سُنّی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے میلادِ مبارک محافلِ طیّبہ میں شرکت کرتا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جس تختِ منبر و مسند کو صرف اسی لئے سجایا جاتا کہ حضور اقدس سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذاکر و واصف اس پر بیٹھ کر حضور شہنشاہِ دارین سلطانِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلادِ اقدس پڑھ کر مسلمانانِ اہلسنّت کو سنائے اسی پر تھانوی مرتد بکمالِ وقاحت و بنہایتِ مکاریت بیٹھ کر اپنی نجس ناپاک تقریریں بھی کرتا رہا۔ نادان عوام یہی سمجھتے رہے کہ تھانوی صاحب بیانِ میلاد شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور مرتد تھانوی بکمالِ ابلیسیت عین محفلِ میلادِ اقدس کے اندر اسی تختِ منبر و مسند پر بیٹھ کر اسلام سُنّیت کا رد اور وہابی و دیوبندی نجدی دھرم کا پرچار کرتا رہا۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون واللّٰہ لا یھدی کید الخائنین۔

سادسًا ـــــ مرتد گنگوہی چونکہ مشتعل الطبع مغلوب الغضب قسم کا وہابی تھا اس لئے تھانوی کی اس مکاری و فریب کاری پر بھی اس کو طیش آگیا اور اس نے مرتد تھانوی کو محفلِ میلادِ پاک میں شرکت کی مطلقاً ممانعت لکھ دی۔ اُس پر مرتد تھانوی لکھتا ہے۔

پوری مخالفت کرکے قیام دشوار ہے، گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں اور بعض بڑے علماء

بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکے میں مت آنا۔ مگر چونکہ من وجہ عوام سے موافقت عملی تھی اس لئے کسی کی بات نہ چلی۔ اب چونکہ شرکت عملی کا بھی ارادہ نہیں تو دقتیں ضرور پیش آویں گی۔ اب تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے مواقع پر کوئی حیلہ کر دیا کروں گا مگر اس کا ہمیشہ چلنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ صاف مخالفت کیجاوے مگر اس میں نہایت شور و فتنہ ہے جسکی حد نہیں۔ دنیوی مضرت یہ ہے کہ اس میں جہلاء عوام سے ایذا رسانی کا اندیشہ ہے۔ دینی مضرت یہ کہ اب تک جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے سب بے اثر دبے وقعت ہو جائیگی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے ابتک پوشیدہ رہا۔ تیسری صورت یہ کہ یہاں کا تعلق ملازمت ترک کر دیا جاوے"۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صفحہ ۱۲۵)

اس عبارت میں مرتد تھانوی نے صاف کہدیا کہ اگر محفلِ میلاد مبارک میں شریک ہونا قطعًا چھوڑ دوں لیکن اس محفلِ اقدس کا بدعت وحرام و ناجائز اور امور شرکیہ پر مشتمل ہونا (جس طرح مرتد گنگوہی کی تعلیم و تلقین ہے) زبان سے ڈر کے مارے نہ کہوں تو مجھے ہر وقت جھوٹے حیلے کاذب بہانے کرنے پڑیں گے۔ مگر یہ حیلے بہانے ہمیشہ نہیں چل سکیں گے۔ ایک نہ ایک دن تو وہابیت کی ہنڈیا چوراہے پر ضرور پھوٹ کر رہے گی۔ اب تک اگرچہ کانپور کے علمائے اہلسنّت برابر فرما رہے ہیں کہ یہ وہابی ہے اس کے فریب میں نہ پھنسو۔ باہر سے جو علمائے اہلسنّت کانپور تشریف لاتے رہتے ہیں وہ بھی برابر بتاتے رہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے اس کے دھوکے میں نہ آؤ۔ مگر میرے تقیہ و مکر و فریب کے مقابل ان کی ایک بات بھی نہیں چلتی۔ ناواقف، نادان، بے وقوف سنّی مسلمان عوام اسی دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ تھانوی جی کی محفلِ میلاد مبارک میں شریک ہوتے رہتے ہیں، محفل شریف میں بیان کرتے رہتے ہیں، بیانِ میلادِ اقدس کے وقت قیامِ تعظیمی بجالاتے رہتے ہیں، قیامِ تعظیمی میں دست بستہ صلاۃ و سلام بدرگاہ حضور سیّد الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصّلاۃ والسّلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ پھر ایسے شخص کو ہم کیوں وہابی سمجھ لیں۔ لہٰذا اگر میں اس شرکت کو قطعًا چھوڑ کر ہر موقع پر حیلہ و بہانہ ہی کرنے لگ جاؤں تو وہ میرے دام افتادہ عوام ضرور چرچ جائیں گے، مجھ کو وہابی سمجھ لیں گے۔ پھر کانپور میں قیام دشوار ہو جائیگا۔ اور اگر میں محفلِ مبارک کی شرکت چھوڑنے کے ساتھ ہی کھُلّم کھُلّا عقیدۂ باطلۂ کفریۂ گنگوہیہ کا اعلان بھی کر دوں کہ یہ محفلِ پاک معاذ اللہ بدعت ناجائز حرام مشتمل بر شرکیات ہے تو پھر عامی و جاہل سنّیوں کے ہاتھوں سے مارا پٹیا بھی جاؤنگا اور جو بے توف جاہل سنّی عوام میرے جال میں اب تک پھنس چکے ہیں وہ بھی سب میرے دامِ وہابیت سے نکل جائیں گے۔ اب تک جو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے بعطائے الٰہی علم غیب ماننے کا باطل و شرک ہونا اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ کے ظلم وکذب وجہل وعیب کا ممکن ہونا، اللہ تعالیٰ کے محبوبانِ کرام علیٰ سیدہم وعلیہم الصّلاۃ والسّلام کو مظہرِ عونِ خداوندی وجارحۂ قدرتِ الٰہی مانتے ہوئے بھی اُن کو پکارنے، ان سے مدد مانگنے کا شرک

وکفر ہونا وغیرہا عقائد وہابیت و مسائل نجدیت بیان کئے ہیں اور جاہل بے وقوف عوام اِس دھوکے میں ہیں کہ محفل میلادِ اقدس میں شریک ہو کر اس میں بیان کرنے والا بوقت ذکرِ ولادتِ اقدس دست بستہ قیام تعظیمی کر کے صلاۃ وسلام عرض کرنے والا جو عقائد و مسائل بیان کر رہا ہے وہ وہابی دھرم کے عقائد و مسائل نہ ہوں گے۔ پھر وہ بھی سب فرنٹ ہو جائیں گے۔ سمجھ لیں گے کہ تھانوی تو بُرا نا وہابی ہے۔ جواب تک تقیہ ومکر وفریب کر کے سُنّیت کے پردے میں چھپا رہا۔ آج اس کی وہابیت کھل کھیلی۔ لہٰذا اس کے زمانہ تقیہ وفریب میں بھی جو عقائد ومسائل اسی سے سُنے ہیں وہ بھی وہابیوں کے عقائد و مسائل ہیں۔ پھر وہ تحقیق کر کے ان سے بھی توبہ کر کے سچے پکّے سُنّی مسلمان ہو جائیں گے۔ اور میرا سوت کپاس تھانویت کا گھر گھروندا ہو جائیگا۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نہ تو اپنی زبان سے محفل میلادِ اقدس کو حرام و ناجائز و بدعت و مجموعۂ شرکیات کہوں نہ اس کی شرکت چھوڑوں بلکہ اپنا تقدس اپنا تقویٰ جتا کر ذکر و شغل میں مشغولی کے سبب اپنی بے فرصتی بتا کر چپکے سے استعفا دیکر ملازمت چھوڑ کر کانپور سے تھانہ بھون چلا آؤں اور پیری مُریدی کا کاروبار چلاؤں، ہندوستان بھر میں جگہ جگہ دورہ وگشت کر کے وہابیت و دیوبندیت و نجدیت پھیلاؤں۔ اس طور پر مار پیٹ سے بھی بچا رہوں گا۔ باوجود اپنی وہابیت کے اپنے تقیہ دیرینہ کے ذریعہ مُسلمانی و سُنّت کے پردے میں بھی چھپا رہوں گا۔ جن بے وقوف نادان سادہ لوح جاہل سُنّیوں کو تقیہ ومکر و فریب وکید سے وہابی یا نیم وہابی بنا لیا ہے ان کا مقتدا و پیشوا بھی بنا رہوں گا۔ ان دو طریقوں کو تھانوی و دیوبندیت کیلئے مُضر دیکھتے ہوئے گنگوہی نے اسی تیسرے کو پسند کیا۔ اور اس کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے مرتد تھانوی نے بھی عمر بھر کے لئے اسی تیسرے کو اختیار کر لیا۔

برادرانِ اہلسنّت بنظرِ انصاف دیکھیں کہ اُن کی مسلمانی و سنّت کو پھنسانے اُن کو وہابی دیوبندی نجدی بنانے کیلئے کیسے کیسے ملعون و نجس حلقہائے تزویر تیار کئے گئے ہیں۔ ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔

سابعًا ـــــــ یہی مرتد تھانوی اپنے وعظ ظلمۃ الظلمۃ بظلم مسمی بہ نور النّور کے صفحہ ۳۵ و ۳۶ پر جو جمعۂ مبارکہ ۳ صفر ۱۳۴۵ھ کو تھانہ بھون کی مسجد خانقاہِ امدادیہ میں ہوا اور مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون میں چھپا۔ لکھتا ہے۔

"میں اپنے دوستوں کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ اگر وہ اتفاق سے کسی ایسے مَولِد میں پھنس جائیں جہاں قیام ہوتا ہو تو یہ اس مجلس میں مجمع کی مخالفت نہ کریں بلکہ قیام کر لیا کریں۔ کیونکہ ایسے مجمع میں ایک دو کا قیام نہ کرنا موجبِ فساد ہے۔ ہاں جہاں ہر طرح اپنا اختیار ہو وہاں تمام قیود کو حذف کر دیا جائے۔ کیونکہ ایسے موقع میں خاموش رہنا گناہ ہے۔" ـــــــــــــ ه

اگر بینم کہ نابینا و چاہست   اگر خاموش بنشینم گناہ ست

ظاہر ہے کہ تھانوی جیسے حکیم الامۃ النجدیہ، مجدد الملّۃ الدیوبندیہ نے جن کو اپنا دوست کہا ہے وہ نہیں ہیں مگر وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ۔ تو انھیں وہابیوں دیو کے بندوں کو مرتد تھانوی مشورہ دے رہے ہیں کہ اگر کبھی کسی ایسے جلسۂ میلادِ مبارک میں پھنس جائیں جہاں بوقت بیان ولادتِ اقدس قیامِ تعظیمی ہوتا ہو تو اُس وقت بیٹھے نہ رہا کریں بلکہ خود بھی قیامِ تعظیمی کر لیا کریں۔

سُنّی مسلمان ہوشیار رہیں کہ زید بے قید کا محفلِ میلادِ اقدس میں شریک ہونا، قیامِ تعظیمی کرنا، صلاۃ و سلام پڑھنا، کھانے یا شیرینی وغیرہ پر مسلمانانِ اہلسنت کو دکھانے کیلئے فاتحہ و نیاز دینے کے نام سے ہاتھ اُٹھا کر زبان سے کچھ بڑبڑانا، یا باآوازِ بلند آیاتِ قرآنیہ و درود شریف پڑھ کر اَموات مسلمین کو اس کا ثواب پہنچانا سب اُس کا تقیہ و مکر و فریب و کید ہے۔ جس میں اُسکا اُسوہ اُس کے ظاہر پیر مرتد تھانوی کا قول و فعل ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب دیوبندی دھرم میں خدا ہی مَعاذ اللہ کاذب بالفعل ہے تو دیوبندی وہابیوں کا جھوٹ بولنا میلاد شریف و فاتحہ میں جھوٹ موٹ شریک ہونا اُن کے معبود کاذب کی سُنّت ہے۔ وَالعیاذ باللہ سبحانہٗ وتعالیٰ۔

دیو کے بندوں مرتد وہابیوں کا اپنے کاذب بالفعل معبود کی سُنّتِ خبیثہ، کذب و تقیہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا صرف مرتد تھانوی ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اوپر سے نیچے تک بڑے، چھوٹے، جنگی لوٹے سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ علیہم اللعنۃ الابدیہ اپنے اسی سارق بالامکان، شارب الخمر بالامکان، ظالم بالامکان، جاہل بالامکان، ناقص بالامکان، ملوّث بجمیع العیوب والنقائص بالامکان، کاذب بالفعل معبود کی اسی سُنّتِ سیئہ پر سختی کے ساتھ جمے ہوئے ہیں۔ اسکی تفصیل کیلئے مرتد انبیٹھی کی ملعون کتاب "المہند" اور اس کے ردّ و ابطال میں فقیر سگِ بارگاہِ رضوی غفرلہٗ کا لاجواب رسالۂ قاہرہ "راد المہند علی النھیق الانبہٹی المفند" ملاحظہ ہو۔ بہرحال سُنّی مسلمانوں پر بحکمِ شریعتِ مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصّلاۃ والتحیۃ فرض ہے کہ زید کی شرکتِ محفلِ میلاد شریف و قیامِ تعظیمی و فاتحہ خوانی کو محض تقیہ و مکر و فریب جانیں، اُسکو اس کے عقائدِ کفریہ قطعیہ دیوبندیہ کی بنا پر کافر، مرتد، وہابی، دیو کا بندہ، بیدین مانیں۔ اُس کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سلام و مصافحہ کرنے، اُسکی بیماری میں اُسکو دیکھنے کیلئے جانے، اُس کے مرنے کے بعد اُسکے جیفے پر حاضر ہونے، اُس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، اسکی اقتدا میں نماز پڑھنے، اُس کے مُردار لاشے پر نماز ادا کرنے سے، غرض اُسکی موت و زندگی میں اُس کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنے سے قطعاً احتراز، حتماً اجتناب رکھیں جو شخص اس کے حالاتِ مذکورہ کو جانتے ہوئے اُس کی اقتدا میں نماز پڑھے اسکو بھی بحکمِ شرعی کافر مرتد بے دین یقین کریں۔ ہاں جسوقت بتوفیق اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ وبامداد حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم دیوبندی دھرم سے توبۂ صحیحہ شرعیہ کر لے۔ قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی و اشرفعلی تھانوی کو اُن کے عقائدِ کفریہ مذکورہ

تحذیر الناس صفحہ ۳، ۴، ۱۴، ۲۸ و فوٹو فتوائے براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ و حفظ الایمان صفحہ ۸ پر مطلع ہونے کے بعد اُن کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک رکھنے والے تمام وہابیہ دیوبندیہ و وہابیہ غیر مقلدین کو شریعت مطہرہ کے احکام مقدسہ کے مطابق کافر مرتد بے دین لکھکر اُس پر اپنے دستخط کر دے۔ اور پھر کسی مرتد کے از سر نو اسلام لانے پر جو احکام شرعیہ مترتب ہوتے ہیں اُن سب پر بھی عمل کر لے اس وقت اسکو مسلمان سمجھیں۔ اُن وہابیوں دیو کے بندوں کو خوب اچھی طرح پہچان لیں۔ کہ ؎

سب سے مضر تر ہیں یہ وہابی ۔ سُنّی بن کر رجھاتے یہ ہیں
سُنّی و حنفی و چشتی ۔ بن بن کر بہکاتے یہ ہیں
جو چھپّر ابلیس نے چھائے ۔ سب کے بندھن بلاتے یہ ہیں
کفر کے بچے کفر کے باوا ۔ کفر کے رشتے ملاتے یہ ہیں
آپ بھی مشرک باپ بھی مشرک ۔ شرک جنے کذاتے یہ ہیں

قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَلَا تَرْكَنُوٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وقال اللہ عزوجل وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۵ وقال سبحٰنہٗ و تعالیٰ ومن یتولھم منکم فانہ منھم وقال جل وعلا انکم اذا مثلھم وقال جلّ جلالہٗ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اولٰئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھٰؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ۵ وقال جل ذکرہٗ والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم ۵ وقال عزّ شانہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھینا ۵ وقال جلّت عظمتہٗ قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الٰی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النّبیّون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہٗ مسلمون ۵ فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہٖ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق وقال عظمت کبریاؤہٗ افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم القیٰمۃ یردون الٰی اشد العذاب والعیاذ باللہ العزیز الوھاب واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عُبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واہلہ واخویہ وابنائہٗ واحبابہٖ ربہ العزیز القوی، محلہ بھورے خاں پیلی بھیت، چہار شنبہ ۲۶ شعبان معظم ۱۳۷۱ھ ۲۱ مئی ۱۹۵۲ء

قہرِ واحدِ دیّان بر ھمشیرِ بسطِ البنان

۱۳۴۶ھ

مسئلہ: از مرغی محلہ پہلا مالا مکان ۲۴۶ متصل کرافورڈ مارکیٹ نزد چراغ انوار اسلامی ہوٹل پوسٹ نمبر ۲ شہر بمبئی۔ مسئولہ جناب مولٰینا حافظ سید محمد نور الحق قادری برکاتی زید مجدہم۔
۱۲ شوال المکرم ۱۳۴۶ھ

کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے ۱۳۴۲ھ میں ایک نئی حفظ الایمان چھپوائی ہے جس میں وہ عبارت جس پر عُلمائے حرمین نے کفرِ وارتداد کا فتویٰ دیا تھا بدل ڈالی ہے۔ نئی اور پُرانی دونوں حفظ الایمان علمائے کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ کیا اس ترمیم سے تھانوی کا کفر اُٹھ گیا، کیا یہ ترمیم کفر سے رجوع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

حمد اس کے وجہِ کریم کو جس نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب بتایا اور یؤمنون بالغیب فرما کر مُسلمانوں کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لانے والا بتا کر سراہا۔ مومن وہی ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لایا۔ اور کافر وہ ہے جس نے اس میں ذرا شک و اِنکار کیا۔ فالحمد للہ خالق البرایا والصلاۃ والسلام علٰی رسولہ قاسم العطایا شافع الخطایا دافع البلایا المطلع علی الغیوب والخبایا وعلٰی اٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلینا وعلٰی سائر اھل سُنتہ اٰمین۔

عزیزانِ ملّت برادرانِ اہلِ سُنّت! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اللہ عزّوجل پھر اس کا حبیب اجل علیہ وعلیٰ آلہٖ الصّلاۃ والسّلام الاکمل تمام دجّالین کذّابین کے مکر وفریب سے ہمیں اور تمہیں محفوظ رکھے۔ اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت پر قائم رکھے۔ آمین۔

وہابیہ بھی عجب خبیث فرقہ ہے۔ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سخت سخت توہینیں کیں، سڑی سڑی گالیاں بکیں۔ کہیں خدائے قدّوس جل جلالہٗ کی ردائے عظمت کو کذب کا ناپاک دھبّا لگایا۔

صاف اُس کے جھوٹے ہونے کا ملعون گیت گایا۔

(دیکھو مرتضیٰ حسن دربھنگی کی اسکاٹ المعتدی مطبوعہ عمدۃ المطابع لکھنؤ صہ ۲۱)

کہیں اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس سے اپنے گرو گھنٹال ابلیس ملعون کا علم بڑھایا۔ شیطان کو خدا کی وسعتِ علم میں اس کا شریک بتایا۔

(دیکھو رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبہٹی کی براہین قاطعہ صہ ۵۱)

کہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُردو زبان میں دیوبندی مُلّوں کا شاگرد جتایا۔

(دیکھو براہین گنگوہی وانبہٹی صہ ۲۶)

کہیں تمام انبیاء و اولیاء صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم و علیہم و بارک وسلم کو خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ٹھہرایا۔ (دیکھو اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ کی تقویت الایمان صہ ۱۴)

کہیں نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر بتایا۔ (دیکھو امام الوہابیہ کی صراط مستقیم صہ ۸۶)

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

تھانوی جی نے محرم ۱۳۱۹ھ میں حفظ الایمان لکھی، جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ ناپاک گالی دی کہ اُس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

اُس کے بعد ۱۳۲۳ھ میں ان پر الٰہی تیغ آبدار، محمدی شمشیر خونخوار حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین نازل ہوئی جس نے تسمہ لگا نہ رکھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ بے چارے تھانوی جی مدتوں بلکتے سسکتے رہے۔ ان کے اذناب آٹھ برس تک اوندھے پڑے رہے۔ آخر نویں برس سب نے مل ملا کر جُڑ جڑا کر تھانوی جی کو دوسری کروٹ لٹایا اور ایک پونے دو ورق کی کتاب "بسط البنان" لکھوائی۔ جس میں اپنا کفر اُٹھانے کے بدلے کھلم کھلا اپنا کفر قبول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علمِ غیب سے تشبیہ دینے کو اہلِ علم کی سُنّت مستمرہ لکھ مارا۔ جس پر محمدی فوج کا رسالہ "وقعات السنان" حملہ آور ہوا اور اس دُکھیاری خدا کی ماری بسط البنان کو روند ڈالا، غضبِ الٰہی کے بھالے کو اُس کے حلق تک پہنچا دیا "وقعات السنان" کے قاہر واروں سے بیچاری "بسط البنان" بھی پورے بارہ برس تک اوندھی پڑی سسکیاں لیتی رہی۔ اذناب و اتراب کو اس حالتِ زار پر بھی رحم نہ آیا اور کامل بارہ برس کے

بعد پھر جاریاں لگا لگا کر تھانوی جی کو ابھارا جس کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے بڑھایا تھا وہ اُن کی پشت پر اپنے شاگردوں کی مدد کے لئے آگیا اور ایک نہایت ناپاک عیاری سکھائی جس کے متعلق سائل سلمہٗ نے سوال کیا ہے کہ تھانوی جی نے سُنیّوں کو دھوکے دینے کے لئے ۱۳۴۲ھ میں اپنی کتاب "حفظ الایمان" کی عبارت ہی بدل ڈالی جس سے یوں اندھیری ڈالنے کا موقع ہاتھ آئے کہ دیکھو ہم نے عبارت بدل دی، اس سے رجوع کرلیا اب کیوں ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ مگر ؎

ہم نظر بازوں سے تو چھپ نہ سکا اے ظالم	تو جہاں جاکے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

محض عبارت بدلنے پر تھانوی جی کی حکیم الامتی بچلی نہ بیٹھ سکی کہ اس سے تو اپنی عزت و آبرو کو بٹا لگے گا، حکیم الامتی کی آبرو گھٹے گی اس لئے اپنے اسی کفر ملعون پر قائم رہنے کے لئے ساتھ ہی کل ڈیڑھ ورق کی ایک ضخیم و مبسوط کتاب بھی ساتھ میں لگوائی۔ جس میں سوا ورق تو واقعہ تمہید یہ اور سوال میں ہے اور صرف بارہ سطروں میں تھانوی جی کے جواب کی ہیں۔ اور نام اتنا چھوٹا سا کہ "تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان"

ضرورت ہے کہ اس جدیدہ کی نقاب کشائی کردی جائے کہ مسلمان اپنی مسلمانی اُس کے حلقۂ تزویر میں پھنسنے سے بچائیں۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

اولاً ـــــــ تھانوی جی "تغییر العنوان" کے آغاز میں ایک خط اپنے محبین مخلصین کا نقل کرتے ہیں۔ جس کے بعض جملے یہ ہیں۔

"ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کا مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کرلیا جاوے۔"

ہاں تھانوی جی ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

دیکھئے آپ کے اذناب نے کیسا صاف قبول دیا۔ اور آپ ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کیلئے اسے شائع کیا کہ حفظ الایمان میں یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علوم سے تشبیہ دی ہے اور قطعاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ مگر اذناب نے آپ کی رعایت سے اُسے یوں ادا کیا،

"بادی النظر میں سخت سوء ادبی کا مشعر ہے" ـــــــ آخر تھے تو آپ کے اذناب، کھلم کھلا

آپ کو کیسے کافر کہہ جاتے۔ ایمان تو دل میں تھا ہی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم تکریم مد نظر نہ تھی، بلکہ مقصود صرف سنّیوں کے جانگزا حملوں سے اپنی جان بچانا، جس کا اقرار بھی آگے کر لیا۔ مگر اتنی بات کا اقرار تو ہو کہ تشبیہ ضرور معلوم ہوتی ہے۔

ثانیًا ــــ آپکے اذناب آگے بلک کر آپ کی خدمت میں یوں رونا روتے ہیں۔

"جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جوابدہی میں سخت دشواری ہوتی ہے"۔

الحمدللہ! ؎

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

وہ دیکھئے تھانوی جی کیسا کھلا اقرار ہے کہ سنّیوں کے اعتراضات کا کوئی جواب اذناب کے پاس نہیں اور اہلسنّت کے مقابلے میں ہر جگہ بغلیں جھانکنا پڑتی ہیں، عار فرار اختیار کرتے ہیں، طرح طرح کی تاویلوں، قسم قسم کی مکاریوں سے حفظ الایمان کے کفر اٹھانا اس کے گہرے گھاؤ میں تتی رکھوانا چاہتے ہیں ــــ "مگر سخت دشواری ہوتی ہے" ــــ اور کوئی بات بنائے نہیں بنتی، مجبوراً بیٹھ دکھانی پڑتی ہے کہیے تھانوی جی اس عبارت کا یہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ مگر ڈھٹائی یہ کہ ــــ "حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے" ــــ تھانوی جی ذرا اذناب سے پوچھئے کہ جب تمہارے دھرم میں حفظ الایمان کی عبارت حق ہے تو اسکی حمایت میں کیوں دشواری ہوتی ہے، حق و باطل کے مقابلے میں ہمیشہ حق کو فتح ہوتی ہے اس کے لئے یہ رونا کیوں کہ ــــ "عبارت سے رجوع کر لیا جاوے" ــــ کیا اذناب آپ کو حق سے باطل کی طرف بلا رہے ہیں کیا حق سے بھی رجوع کی جاتی ہے؟ مگر نہیں یقینًا جانتے ہیں کہ حفظ الایمان میں ضرور کفر اور توہین شانِ رسالت ہے۔ قطعًا جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کا کفر اٹھانا ممکن نہیں مگر ع

گھر سے آیا ہے معتبر نائی ــــ پیر مغان میکدۂ دیوبندیت تھانوی جی کی عبارت کو کفر کس طرح کہدیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ثالثًا ــــ اذناب کہتے ہیں۔

"وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں جسکی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ یا بالفاظہٖ باقی رکھنا ضروری ہو"

تھانوی جی! افسوس آپکے ایک مرید نے لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ بھی پڑھا، جاگتے میں ہوش کے ساتھ اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولٰنا اشرفعلی بھی دن بھر

جپتیا رہا آپ نے اس کے اس فعل کو تسلّی بخش بھی بتایا اور یوں جواب لکھا۔

اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعینہٖ تعالیٰ تبع سنّت ہے۔"

(دیکھو رسالۃ الامداد تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵)

مگر ابھی رسول بننے والے تھانوی کی نبوّت و رسالت اُس کے اذناب و اتراب کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوئی یا مسلمانوں کے ڈر سے اُسے چھپاتے ہیں ورنہ اس عبارت کا کیا موقعہ تھا کہ " آسمانی اور الہامی عبارت نہیں" ــــ رسول تھانوی کی عبارت اور آسمانی والہامی عبارت نہ ہو، اذناب کو توصاف یہ کہنا تھا کہ وہ عبارت جو حفظ الایمان میں ہے ضرور الہامی عبارت ہے (اگرچہ مسلمان اُسے الہامِ شیطانی کہیں گے کہ يُوحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا) مگر الہامی اور آسمانی عبارت میں ناسخ منسوخ ہوتا ہے بہتر ہے کہ رسول تھانوی اپنے ملہم سے عرض کرکے اس عبارتِ شیطانی کو منسوخ کرادیں کہ اذناب کے پیچھے مسلمانوں کے اعتراضاتِ قاہرہ سے چھوٹ جائیں۔

رابعًا ـــــ اذناب کہتے ہیں۔

" یہ سب جانتے ہیں کہ جناب والا (یعنی تھانوی جی) کسی دباؤ سے متأثر ہونے والے نہیں ہیں اور نہ کسی سے طمع جاہ و مال جناب کو مطلوب ہے۔"

جی ہاں صحیح ہے، تھانوی جی کو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی ڈر نہیں، عزتِ الٰہیہ و عظمتِ نبویہ کے دباؤ سے بھی متاثر ہونے والے نہیں ورنہ ہرگز اللہ عزّوجل کے محب و محبوب طالب و مطلوب خلیفۂ اعظم مظہرِ اتم حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی بڑی گالی نہ سناتے، سرکارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ اقدس کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم کی طرح نہ بتاتے۔

خامسًا ـــــ اذناب کہتے ہیں۔

" بجز اس کے کہ عام طور پر جناب والا (یعنی تھانوی جی) کی کمالِ بے نفسی کا اعتراف ہو اور حکیم الامۃ کی شان سے جو توقع تھی وہ پوری ہو سکے گی۔"

دیکھئے کیسی اندر کی کھول کر رکھدی کہ عبارت صرف اس لئے بدلوائی منظور ہے کہ اہلسنت کی ضرباتِ قاہرہ سے کھوپڑی شریف نجات پائے اور حکیم الامتی کا بھرم رہ جائے۔ بھولے نادان مسلمانوں کو دھوکے دینے کا موقع ہاتھ آئے کہ دیکھو تھانوی جی کیسے بے نفس ہیں۔ لوگوں نے اُن کی عبارت پر اعتراض کیا تو انھوں نے وہ عبارت بدل ڈالی۔ دیکھو یہ ہے حکیم الامتی کی شان، حکیم الامۃ ایسے ہوتے ہیں۔

مگر تھانوی جی کو ہم بتادینا چاہتے ہیں کہ ان عیاریوں مکاریوں سے کام نہیں چلتا۔ آپ نے اللہ

عزوجل کے پیارے حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہے، جب تک آپ سچی توبہ نہ کریں گے ہرگز کفر کی پھانسی سے آپ کا گلا نہیں چھوٹ سکتا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گذری بڑھاپا آیا، بڑھاپے کے بعد نہیں ہے مگر موت۔ بہت دنوں حکیم الامتی کے مزے اڑا چکے، اب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو پیک اجل کے پیام موت کا انتظار کر رہے ہو، للہ جلد سچی توبہ کر کے شائع کراؤ کہ اپنا خاتمہ بھی درست ہو اور آپ کے اذناب میں بھی توفیق الٰہی جسکی مساعدت فرمائے وہ بھی توبہ کی توفیق پائے اور مسلمانوں کو روز کی جنگوں سے نجات ہو۔ توبہ کرنا عیب نہیں، کفر پر اڑا رہنا سب سے بڑا عیب ہے، کہنا ہمارا فرض ہے آگے آپ جانیں آپ کا کام۔

سادسًا ـــــ آگے تھانوی جی لکھتے ہیں۔

"اور اس مشورہ کے ساتھ ہی یہ سوال بھی تھے کہ ۱؎ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ زید و عمرو وغیرہ کے مماثل ہیں یا نہیں اور ۲؎ جو شخص اس مماثلت کا قائل ہو اس کا کیا حکم ہے ۳؎ اور علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ کمالات نبوت میں داخل ہیں یا نہیں۔"

یہ وہی اعتراضات قاہرہ ہیں جو برسوں سے تھانوی جی پر سوار ہیں جن سے تھانوی جی کا کفر و ارتداد آفتاب سے زائد روشن ہے۔ لہٰذا تھانوی جی انھیں لاجواب دیکھکر یوں ڈکار گئے۔

"کہ چونکہ یہ مشورہ اور سوال سب مبنی تھا دلالت علی المماثلت پر اور وہ خود منفی ہے اس لئے اس خط کے جواب میں مشورہ نیک شکر گذاری کے ساتھ اس دلالت کی تقریر دریافت کی گئی ہے کہ اس کے بعد جواب کا استحقاق ہو سکتا ہے۔"

ہاں تھانوی جی! آخر تھا تو وہ آپ کے اذناب ہی میں سے، نہ ہوا کوئی سُنّی مسلمان جو فوراً آپکے منھ میں پتھر دے دیتا کہ بارہ برس ہو چکے "وقعات السنان" آپ پر نازل ہو چکا ہے، آپکو رجسٹری شدہ جا چکا ہے جس میں آپ کا کفر آپ کو اچھی طرح کھول کر دکھایا جا چکا ہے، سب کو بُھلا کر پھر دلالت کی تقریر پوچھنے بیٹھتے ہیں ایسی کھلی گالی کو بھی پوچھ رہے ہیں کہ اس میں توہین کس طرح ہوئی، یہ بھولا پن ہے یا اشد عیاری۔

سابعًا ـــــ تھانوی جی نے حیدرآبادی اذناب کو تو یوں ہی خشک ٹال دیا مگر پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے کہ اب حکیم الامتی کی خیر نہیں۔ طائفہ دیوبندیہ وہابیہ کی امامت کی پگڑی جو گنگوہی جی سے ورثہ میں پائی ہے سر بازار اچھلتی نظر آئے گی۔ اذناب کو بھی حفظ الایمان میں کفر کا احساس ہونے لگا ہے اور مسلمانوں نے ہر جگہ ان کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سب پریشان ہو کر دام تزویر سے نکل جائیں اور اپنے

حلوے مانڈے میں خلل آئے۔ مجبوراً ایک خانگی سوال گڑھا جس کا اقرار خود کیا جاتا ہے۔

"اس خط کو دیکھ کر چونکہ مشورہ نیک تھا گو بنا ضعیف تھی یہاں بعض دینی خیر خواہوں اور اسلامی مصلحت اندیشیوں نے سوال کو بدل کر پیش کیا چونکہ اس میں جو بنا بیان کی گئی تھی واقعی تھی اس لئے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا۔"

ثامناً ـــــ اب وہ تھانوی خانگی سوال ملاحظہ ہو۔

"حفظ الایمان کے سوال سوم کے جواب میں ایک شق میں یہ عبارت ہے آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے الخ اس عبارت پر بعض حضرات شبہ کرتے ہیں کہ اس میں نعوذ باللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو مماثل اور مشابہ ٹھہرادیا علوم مجانین و بہائم کے اور یہ استخفاف ہے اور استخفاف کفر ہے اور اس شبہ کا جو جواب رسالہ بسط البنان میں لکھا گیا ہے وہ بالکل کافی و وافی جامع مانع اور اس شبہ کا بالکلیہ قالع ہے۔"

جی ہاں تھانوی جی، جو کچھ ریزہ آپ نے بسط البنان میں کی تھی اس کا تاہر رد حضرت فاضل ابن الفاضل ابن الفاضل ابن الفاضل گل گلزار سنیت برق قہر الٰہی بر خرمن وہابیت و دیوبندیت شاہزادہ اصغر حضور پرنور امام اہلسنت مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت، حضرت مولٰنا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں قبلہ مدظلہم العالی نے جبھی رسالۂ مبارکہ "وقعات السنان" و رسالۂ مبارکہ "ادخال السنان" میں تحریر فرمادیا تھا۔ اور اس بیچاری دکھیاری "بسط البنان" کی ننھی سی جان پر دو سو بانوے ۲۹۲ قاہر ضربیں نازل فرمائیں، جنکے صدمے سے اب تک وہ بیچاری اوندھی پڑی ملک عدم کے خواب دیکھ رہی ہے۔ وہ تمام مطالبات قاہرہ یکسر ہضم کر جانا اور پھر ویسی ہی آنکھیں دکھا کر بسط البنان کا نام لینا کیسی حیاداری ہے۔

تاسعاً ـــــ ہر شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا جلوہ، سینہ میں دل اور دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کا ادنیٰ پرتو ہے صاف دیکھ رہا ہے کہ تھانوی نے اس عبارت حفظ الایمان میں علم غیب کی دو قسمیں کیں ایک کل علم غیب جس سے کوئی فرد بھی خارج نہ رہے اور دوسری

بعض علمِ غیب اگرچہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو کُل علمِ غیب کا تو کھلم کھلا انکار کر دیا۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے نہ رہا مگر بعض علمِ غیب اسی کو منھ بھر کر کہہ دیا کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے" ـــــ تو کیسا صاف صاف کہہ دیا کہ جیسا علمِ غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چار پاؤں کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہر مُسلمان جانتا ہے کہ اس ملعون عبارت میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ اقدس کو کیسی ناپاک گالی دی گئی ہے، پھر بھی مُسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مکرنا اور "بسط البنان" پر حوالہ کر کے انکار کرنا کیسی بے ایمانی ہے۔

عاشرًا ـــــ تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"معترضین کے شبہ کا منشا دو امر کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ عبارت "ایسا علم" میں ایسا کو تشبیہ کیلئے سمجھ گئے اور علم سے مراد علمِ نبوی سمجھ گئے حالانکہ یہ منشا ہی غلط ہے۔"

تھانوی جی! اس کا مفصل قاہر و دندان شکن رُد تو رسالہ مبارکہ **وقعات السنان** میں آپ ملاحظہ فرما چکے اس کا سوال ہفدہم اگر آپ بھول گئے ہیں تو اسی کو الفاظ بدل کر پیش کرتا ہوں۔ سُنئے آپ نے اپنی رسلیا حفظ الایمان میں علمِ غیب کی دو قسمیں علمِ کل و علمِ بعض کر کے علم کل غیب کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں فرمائیے مانا اور صراحۃً مانا تو آپکے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ غیب صاف صاف قسمِ دوم کا ہوا یا نہیں کہئے ہوا اور ضرور ہوا۔ اب اسی قسم یعنی بعض علومِ غیبیہ پر کہتے ہیں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لئے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پھیر پھار بے گنجائش انکار آپنے کہا یا نہیں کہ مغیبات کا جیسا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کیلئے حاصل ہے کیا اس میں آپنے صراحۃً حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں۔ بولئے دی اور ضرور دی باوجود اس واضح تر ایضاح کر کے آپ کو اور آپ کے اذناب کو ٹھیک دوپہر میں آفتاب نہیں سوجھتا اور وہی گیت گا رہے ہیں کہ "یہ منشا ہی غلط ہے" ـــــ کیسی ڈھٹائی ہے۔

حادی عشر ـــــ (۱) تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"لفظ "ایسا" بقرینۂ مقام مطلق بیان کیلئے بھی آتا ہے جیسے بلغائے اہلِ لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے ظاہر ہے کہ یہاں کوئی تشبیہ دینا مقصود نہیں"

تھانوی جی! یہ بھی کوئی نئی نہیں بلکہ وہی پُرانی بلیش کی ہے جس کے پرخچے **وقعات السنان** نے اُڑا

دیئے مگر مشکل یہ ہے کہ آپ اور آپ کے اذناب سب کچھ دیکھکر آنکھیں میچ لیتے ہیں۔ اچھا سنیئے آپ کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محیط کل ہے یا محیط بعض۔ اوّل کو تو آپ ہی "حفظ الایمان" میں باطل بتا آئے ہیں اور بعض علوم غیبیہ کی بنا پر بچوں پاگلوں جانوروں کو بھڑاتے ہیں تو ضرور آپ حضور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ایسا ہی مانتے ہیں جیسے کہہ رہے ہیں کہ ایسا تو ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔ پھر کدھر بھاگتے ہیں کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کیلئے ہے۔

(۲) تھانوی جی بھلا حکیم الامۃ کہلا کر اردو ادب کے مسائل سے بھی کیا آپ جاہل ہوں گے۔ ضرور ہے کہ دانستہ سب کچھ دیکھ بھال کر مسلمانوں پر اندھیری ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہاں تھانوی جی ہم سے سنئے "ایسا" کا لفظ مطلق بیان کے لئے وہاں آتا ہے جہاں مشبہ بہ مذکور نہ ہو نہ صراحتہً نہ حکماً اور جہاں مشبہ و مشبہ بہ دونوں موجود ہوں وہاں قطعاً یقیناً "ایسا" کا لفظ تشبیہ ہی کیلئے آتا ہے۔ اس جملے میں کہ "اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے" ضرور یہ مطلق بیان ہی کے لئے ہے مگر کیوں اس لئے کہ مشبہ بہ موجود نہیں اور اگر مشبہ بہ بھی بڑھا کر کوئی وہابی یوں کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ جیسے حیوانات و بہائم تو ضرور یہاں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہے مطلق بیان کیلئے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آپ کی عبارت میں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے، مشبہ و مشبہ بہ دونوں موجود ہیں اور یہاں لفظ "ایسا" یقیناً تشبیہ کیلئے ہے مطلق بیان کیلئے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۳) بلکہ اگر لفظ "ایسا" بیان کیلئے لیا جائے تو تھانوی جی کا اخبث کفر اشد ارتداد اور زیادہ واضح ہے۔ جس وقت لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں بلکہ بیان کیلئے ہوتا ہے تو اس قدر اور اتنا کے معنی میں آتا ہے چنانچہ خود تھانوی جی نے حفظ الایمان کی مرہم پٹی کرنے کیلئے جو تحریر دربھنگی جی کے نام سے بنام "توضیح البیان فی حفظ الایمان" تشہیر کروائی اس میں بھی اس کا اقرار موجود ہے۔ فرماتے ہیں

> "عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی اسقدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی، تو حاصل یہ ہوا کہ جس قدر اور جتنے علم کو علّت اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو و بکر میں متحقق ہے۔"

دیکھئے کیسا صاف کہدیا کہ تھانوی عبارت میں لفظ ایسا کے معنی اسقدر اور اتنا ہے، تو اب تھانوی عبارت کا مطلب خود انھیں کے اقرار سے یہ ہوا کہ۔

> "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے اسقدر اور اتنا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لئے بھی حاصل ہے۔"

کیوں تھانوی صاحب اور کیا کفر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ جس قدر آپ کفر سے بھاگتے ہیں اسی قدر وہ آپکے پیچھے لگتا ہے۔ کوئی پہلو بدلو کوئی کروٹ لو کسی گلی میں چھپو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو گالی دے چکے وہ رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ گویا کفر بھی وہابیت دیوبندیت کا اٹھتا ہوا جوبن ہے کہ بیچاری لاکھ تاویل کی انگیا دبائے، تبدیل و تغییر کے دوپٹے سے اُسے چھپائے مگر وہ کسی طرح نہیں چھپتا۔

(۴) تھانوی کے اذناب میں دربھنگی کی طرح ایک اور صاحب اجودھیا باشی بھی ہیں جنکی حیا و تہذیب حد سے گذر چکی ہے انھوں نے بھی ایک ناپاک کتاب الشہاب الثاقب لکھی ہے۔ جس کے ہر ہر صفحہ میں بیسیوں گالیاں دے کر تمام اہلسنّت کا دل دُکھایا ہے۔ عنقریب خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا تو اُس کا ردِّ بالغ بھی کر دیا جائیگا، اسوقت اتنا ہی کرتا ہوں جس سے سارے دیوبندیہ چیخ پڑیں گے کہ اسی عبارت تھانوی کی پیوندکاری میں اُس نے صفحہ ایکسو گیارہ سے صفحہ ایکسو چھبیس تک سولہ صفحے اپنے نامۂ اعمال کیطرح سیاہ کئے ہیں۔ اسی میں صفحہ ایکسو سترہ پر لکھتا ہے۔

"جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا (تھانوی) عبارت (حفظ الایمان) میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اسوقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السّلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔"

مسلمانو! ذرا انصاف فرمائیے۔ دربھنگی جی تو کہتے ہیں کہ عبارت تھانوی میں لفظ ایسا اتنا کے معنی میں ہے لہٰذا کفر نہیں۔ اور اجودھیا باشی جی بولتے ہیں کہ چونکہ لفظ ایسا اتنا کے معنی میں نہیں ہے اس لئے کفر نہیں، تو معلوم ہوا کہ جو معنی دربھنگی نے بیان کئے وہ اجودھیا باشی کے نزدیک کفر ہیں۔ اور جو معنے اجودھیا باشی نے بیان کئے وہ دربھنگی کے نزدیک کفر ہیں۔ غرض تھانوی کے کفر پر دربھنگی و اجودھیا باشی کا اجماع مؤلّف ہو گیا۔

وللہ الحمد! تھانوی جی دیکھو کہ تمہارے کفر کو اسلام بنانے میں تم اور تمہارے اذناب جس قدر کوششیں کرتے ہیں سب بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ توبہ کر کے کلمہ پڑھ کے نئے سرے سے مسلمان بنو، توفیق اللہ عزوجل کے ہاتھ ہے۔

نظرِ انصاف درکار ہے، آپ تو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں جو گالی دے چکے اُسے اور کفر کو نہ چھپا سکیں، پھر مسلمان جو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبّت میں سرشار

ہیں اور اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی دینے والے کو کافر مرتد کہتے ہیں وہ فتوائے کفر کیونکر چھپالیں، آپ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کا لحاظ نہ کریں پھر مسلمان کیوں کر آپ کی حکیم الامتی کا لحاظ کریں ؎

ہزاروں خواہشیں دلمیں چھپائے کس طرح کوئی — مری جاں تم سے اک جوبن کا پردہ ہو نہیں سکتا

حیا بولی جو کھل کھیلا وہ گدرایا ہوا جوبن — انھیں اب تم چھپاؤ ہم سے پردہ ہو نہیں سکتا

دو شریروں[1] کو وہ قابو میں کریں گے کیونکر — خیر سے ایک دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہیں

لاکھ تم باندھ کے رکھو مگر اٹھتا جوبن — کھل ہی کھیلے گا کہ چھپنا اسے آتا ہی نہیں

کیوں تھانوی جی، اب بھی یہی رٹ لگائے جانا کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں، کیسی شوخ چشمی ہے۔

ثانی عشر ـــــ تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"اسی طرح علم سے مراد علم نبوی نہیں بلکہ مطلق بعض علوم غیبیہ مراد ہیں جو اس شق کے شروع ہی میں لفظ "اگر" کے بعد مذکور ہے۔"

تھانوی جی یہ بھی وہی آپ کی پرانی ہے جو آپ بسط البنان میں پیش فرما چکے اور وقعات السنان میں اس کا دندان شکن رد پا چکے، سنیئے لفظ ایسا سے مطلق بعض علوم غیبیہ اسی وقت مراد ہو سکتے ہیں جب مشبہ بہ مطلق بعض علوم غیبیہ کو قرار دیا جائے۔ جیسا کہ آپ نے بسط البنان میں فرمایا مگر جواب سے آنکھیں بند کرلیں۔ سنیئے تھانوی جی آپ نے حفظ الایمان میں زید وعمرو کے علم غیب کو مطلق بعض علوم غیبیہ سے تشبیہ دی ہے۔ اے سبحٰن اللہ آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے جیسے کہیے "تھانوی جی تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی"۔ کیوں تھانوی کوئی عقلمند ایسا کہہ سکتا ہے، بلکہ یقیناً ایک فرد کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی اور وہ مطلق وجہ شبہ ہے دونوں میں مشترک ہے تو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو ہر پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی۔ رد کو سارے کا سارا ہضم کر جانا اور وہی مردود آگے لانا کیسی منھ زوری ہے۔

ثالث عشر ـــــ تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

مطلب واضح ہوگیا کہ اگر مطلق بعض علوم کا حصول علت ہوا اطلاق عالم الغیب کے صحیح

---

[1] دو شریر یعنی ایک کفر دوسرا توہین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوپٹہ سے مراد تاویل۔ ۱۲

ہونے کی، توجب علت مشترک ہے دوسرے مخلوقات میں بھی تو لازم آتا ہے کہ دوسری
مخلوقات کو بھی عالم الغیب کہیں اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے"۔

تھانوی جی یہ بھی وہی آپ کی پرانی ہے جس کے پرخچے وقعات السنان میں اڑ چکے۔
بھول گئے ہوں تو پھر ذکر کئے دیتا ہوں ——— آپ کی حفظ الایمان میں ہر پاگل جانور کے
علم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق بعض علوم غیبیہ
وجہ شبہ اور اطلاق عالم الغیب کے صحیح ہونے کے لئے علت ہونا، اس پر متفرع کہ آپ نے یہ تشبیہ دیکر
اس پر تفریع کی تھی کہ تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے"——— آپ بسط البنان میں اور
اذناب اس خانگی سوال میں اس تفریع ہی کو وجہ شبہ کئے دیتے ہیں رد کو بیٹھ دینا اور وہی مردود گانا
کیسی بے شرمی ہے۔

رابع عشر ——— اب بھی تو اذناب وہی کفر گا رہے ہیں جو آپ نے بسط البنان میں گایا
اور وقعات السنان کے حاشیہ نے اس پر قہر الٰہی نازل فرمایا۔ اسی عبارت خانگی سوال میں ہے۔

"توجب علت مشترک ہے دوسرے مخلوقات (یعنی پاگلوں جانوروں) میں بھی تو لازم آتا ہے
کہ دوسرے مخلوقات کو بھی عالم الغیب کہیں"۔

خانگی سوال کے پردہ میں چھپنے والی ان نازنین صورتوں بھولی مورتوں سے پوچھیے کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن کے ربّ کریم جلّ جلالہ، نے جو علوم غیبیہ کثیرہ عظیمہ فخیمہ عطا فرمائے جن
کے برابر کسی دوسرے نبی مرسل و مَلَکِ مقرب کو بھی نہ بخشے۔ اگر اُن کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا جائز ہو جائے تو اس سے یہ کیوں کر لازم آیا کہ تمہارے دھرم میں پاگلوں،
جانوروں کو جو ایک آدھ بات غیب کی معلوم ہے اس کی وجہ سے پاگلوں جانوروں کو عالم الغیب کہنا بھی
صحیح ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کثیرہ کے صحت اطلاق عالم الغیب کی علت ہونے
سے پاگلوں جانوروں کے بعض علوم کا صحتِ اطلاق عالم الغیب کی علت بن جانا کیونکر ثابت ہو۔ اگر کہیں
اس لئے کہ علت ہونے میں دونوں مشترک ہیں تو کھلا مصادرہ علی المطلوب ہے اشتراک فی العلیۃ کی وجہ
اشتراک فی العلیۃ ہی تو تمہارا دعویٰ ہے کہ علت ہونے میں دونوں مشترک ہیں، اب اسی کو دلیل کیسے بنائے
لیتے ہو ——— لاجرم کہنا پڑے گا، اس لئے کہ علم اقدس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر پاگل چوپائے
کا علم دونوں ایک سے ہیں۔ تو جیسے وہ علت ہو گیا یہ بھی ہو جائیگا۔ اب کھل گیا کہ بے ادب خود علم اقدس
کو ان ذلیلوں کا سا علم مانتے اور علیت اطلاق کو اس پر متفرع جانتے ہیں۔ کیوں تھانوی جی ایسے قاہر رد سے

آنکھیں میچ لینا اور اپنی وہی پرانی جس کے پرخچے اُڑ چکے سنّیوں کو دھوکے دینے کیلئے آگے کر دینا کیسی مکّاری ہے۔

خامس عشر ـــــ تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"یہاں اس میں کلام ہی نہیں کہ حضور کے علوم غیبیہ جزئیہ کمالاتِ نبوّت میں داخل ہیں اس کا انکار کون کرتا ہے نہ اس عبارت میں انکار ہے نعوذ باللہ۔"

تھانوی جی بھلا اس جھوٹ کی کوئی حد ہے۔ حفظ الایمان آپ کی چھپی ہوئی نہیں چھپی ہوئی لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، ہر موافق و مخالف دیکھ رہا ہے کہ اس میں صاف یہ عبارت موجود ہے۔

"پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوّت سے کب ہوسکتا ہے۔"

زید التزام کرے یا نہ کرے مگر آپ تھانوی نے تو منھ بھر کہہ دیا کہ ـــــ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے" ـــــ اور اس کے بعد ہی کہا ـــــ "جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوّت سے کب ہوسکتا ہے" ـــــ تو آپ صاف صاف واشگاف علوم غیبیہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلاۃ و التحیۃ کے کمالاتِ نبوّت میں سے ہونے کے منکر ہوئے یا نہیں؟ بلے ہوئے اور ضرور ہوئے پھر توبہ تلّا ہلئے توبہ واویلا مچانا کیسا سپید جھوٹ ہے۔

سادس عشر ـــــ تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"چنانچہ خود رسالہ حفظ الایمان ہی میں اس کی تصریح ہے کہ نبوّت کے لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو تمامہا حاصل ہوگئے تھے جس سے بسط البنان میں تعرض کیا گیا ہے غرض ان تصریحات و تنقیحات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہی نہ کسی خلافِ مقصود یا نعوذ باللہ سوء ادب کا اصلاً ایہام رہا۔"

تھانوی جی یہ بھی آپ کی پرانی ہے جسے وقعات السنان کے قاہر واروں نے دار البوار میں پہنچا دیا۔ مگر آپ تو بھولتے بہت ہیں۔ سنیئے اس عبارتِ خانگی کا مطلب یہ ہوا کہ جب ہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام علوم لازمہ نبوّت کا اقرار کر لیا تو اب توہین نہیں ہوسکتی۔ کیوں تھانوی جی کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بری تشبیہیں دینی اسی وقت کفر ہیں کہ ان کے ساتھ ساتھ حضور کی

کوئی خوبی نہ بیان کی جائے۔ اور اگر اُن کے ساتھ ایک آدھ خوبی بیان کر دو تو پھر اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جیسی ذلیل سی چاہو تشبیہیں دو کچھ قباحت نہیں۔ ہاں قباحت تو جب سوجھے کہ دل میں اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عظمت ہو، ایمان ہو، محبت ہو۔ یہ رُد وقعات السنان میں دیکھکر پھر وہی مردود رٹ لگانا رُد کے قریب نہ آیا کیسی عیّاری ہے۔

سابع عشر ـــــ ہاں تھانوی جی اسی عبارت پر "وقعات السنان" نے آپ کو تین فوٹو دکھائے تھے۔ شاید آپنے آنکھیں بند کرلی ہوں، اس لئے میں پھر اُن تین میں سے دو دکھاتا ہوں اور تیسرا پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا۔ ہاں تھانوی جی ناراض ہونے کی بات نہیں جو بات اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں منھ کھول کر بک چکے اپنوں کو بھی کہہ گے یا وہاں غیظ وغضب سے بھڑکتی آگ میں رہ گئے۔ آپ کے اذناب واتراب نے ایک شیطنت یہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے جیسی ناپاک سی ناپاک بات چاہیں اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی جناب میں منھ بھر کر بک جائیں وہ سب شیر مادر اور حکیم الامتی کا جوہر، اس پر مسلمان جوان دشنامیوں پر حکم شرع لگائیں یا آئینہ پر اُن کا تھوکا ہوا اُن کے منھ پر پلٹیں تو بے تہذیب ہیں، بازاری گفتگو کرتے ہیں، گالیاں بکتے ہیں، قابل خطاب نہیں، لائق کلام اہل حجاب نہیں۔ اس ڈھٹائی بے حیائی کی کچھ حد ہے تو بات کیا ہے یہ کہ تمہاری جھوٹی عزت، ساختہ وقعت، اُن کی نگاہوں میں اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت سے بدرجہا زائد ہے۔ جب تو تم اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جیسی چاہو گالیاں دو، آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک۔ اور مسلمان آئینہ میں تمہاری ناپاک صورت دکھائیں تو بے تہذیب ہیں، فحش کلام ہیں، الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔

خیر اس کا فیصلہ تو روزِ قیامت ہوگا۔ اور جو اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گالیوں کے جواب میں تمہیں کچھ کہنا بے تہذیبی بتاتے ہیں ان سب سے بھی سوال ہوگا۔ وقفوھم انھم مسئولون ۝ انھیں ٹھہراؤ ان سے سوال ہونا ہے کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمہاری نگاہ میں ایسے ہلکے تھے اور اُن کے یہ بدگو اتنے بھاری تمہیں یا تمہارے ماں باپ کو کوئی آدھی بات کہے تو تہذیب وانسانیت سب بالائے طاق رکھتے، ایک کی دس کہکر بھی پیچھا نہ چھوڑتے اور اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس بے نفس بنتے وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ۝ خیر یہ تو روزِ قیامت کا قصہ ہے اَللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَنَا وَھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ۝ اسوقت آپ سے ایک سادہ عرض ہے، سیدھی طرح انسان بن کر سُنیئے اور ہو سکے تو جواب دیجئے۔ ورنہ توفیق ملے تو

کلمۂ اسلام پڑھکر توبہ کیجئے، ہاں تھانوی جی آپ نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو وہ کچھ کہہ
کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر جانور کو ہے۔ اور اُس پر جو خبر
مسلمانوں نے آپکی لی تو بسط البنان اور تغییر العنوان میں ان حیلوں حوالوں کی سوجھی اور صاف ٹھہرالیا کہ اللہ و
رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایسا منھ کھول دینے میں کچھ قباحت نہیں۔ اب سوال ہے
کہ اگر سعید و حمید وغیرہما کہیں کہ جیسا علم گنگوہی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کتے کو ہوتا ہے، جیسا جناب
نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم ہر اُلّو کو ہوتا ہے، جیسا جناب تھانوی صاحب کو ہے ایسا علم تو ہر گدھے کو ہوتا ہے
جیسا امام الوہابیہ جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر سوئر کو ہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت جیسی تھی ایسی صورت
کتے کی بھی ہے، جناب نانوتوی صاحب کی شکل جیسی تھی ایسی شکل اُلّو کی بھی ہے، جناب تھانوی کا چہرہ جیسا ہے
ایسا گدھے کا بھی ہے۔ جناب امام الوہابیہ دہلوی صاحب کا منھ جیسا تھا ایسا سوئر کا بھی ہے۔ اور وجہ شبہ
یہ بتائے کہ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض علم ہے اور کتے اُلّو گدھے سوئر کو بھی بعض
ہے۔ اگرچہ جنابان مذکورین کو جتنا علم آجکل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے وہ انھیں حاصل ہے جنابان مذکورین کا منھ
چہرہ شکل صورت بھی مخلوق ہے حادث ہے فانی ہے اور کتے اُلّو گدھے سوئر کے منھ بھی مخلوق و حادث و فانی۔ اگرچہ
انسان کہلانے کیلئے جو نقشہ لازم و ضروری ہے — — — — — — — — — — —

— — — — — — — — — — — — — — — — — —

— — — — — — — — — — جنابان مذکورین کو تمامہا
حاصل ہے تو کیا ایسا کہنا آپ حضرات پسند کریں گے، کیا اُسے اُن جنابوں کی توہین نہ کہیں گے۔ کیا جس طرح
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لکھ کر چھاپ دیا اور اب اس پر اڑے ہو، جھوٹے بہانوں
سے اُسے بنانے کے پیچھے پڑے ہو۔ یونہی لکھکر اپنے مہر و دستخط سے یہی الفاظ گنگوہی و نانوتوی و اسمٰعیل دہلوی
اور خود اپنی نسبت چھاپ دو گے جو جھوٹے عذر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دیکر "تغییر العنوان"
و "بسط البنان" میں گڑھے کیا یہاں جاری نہیں؟ سب بعینہا جاری ہیں۔ اگر آپ یا آپکے اذناب سعید و حمید
پر بے تہذیبی و دشنام دہی کا الزام لگائیں تو سعید و حمید کہہ سکتے ہیں کہ۔

"تھانوی جی کے اذناب کے شبہ کا منشا کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ عبارت ایسا علم اور ایسا رُخ
و چہرہ و شکل و صورت میں ایسا کو تشبیہ کے لئے سمجھ گئے اور علم و صورت و شکل و چہرہ و رُخ
سے مراد گنگوہی نانوتوی تھانوی دہلوی کا علم و رُخ و صورت و شکل و چہرہ سمجھ گئے حالانکہ یہ منشا ہی
غلط ہے لفظ ایسا بقرینۂ مقام مطلق بیان کے لئے بھی آتا ہے جیسا بلغائے اہل لسان اپنے محاورات

فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے، ظاہر ہے کہ یہاں کوئی تشبیہہ دینا مقصود نہیں، اسی طرح علم اور رُخ و چہرہ وصورت وشکل سے مراد گنگوہی نانوتوی تھانوی دہلوی کا علم و رُخ وچہرہ صورت وشکل نہیں"۔

کیوں تھانوی جی! کیا بعینہٖ وہی آپکے خانگی سوال والی تقریر نہیں؟ کہیئے ہے اور ضرور ہے تو کیا وجہ کہ آپ یہ تقریر اپنے بڑوں کے حق میں مقبول نہ رکھیں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں گڑھیں۔ بلکہ آپ کو تو سعید وحمید کی تقریر سُننے کی بھی حاجت نہ چاہیئے۔ آپ خود اس تقریر کے بانی وہادی ہیں وہ کہتے جائیں کہ گنگوہی صاحب سوئر کی طرح ہیں، نانوتوی صاحب اُلّو کے مثل تھے، اسمٰعیل دہلوی صاحب کُتّے کی مانند تھے، تھانوی جی گدھے کے مُشابہ ہیں اور آپ شاباش دیتے اور آمنّا وصدقنا کہتے جائیں۔ بلکہ حمید وسعید کے کہنے پر کیوں رکھیئے خود ہی وہ لائق اور بلند خطابات اپنے ان بڑوں کی نسبت لکھکر چھاپئے اور ہزار پانچسو نسخے ہمیں بھی بھیجئے کہ آپ کی حفظ الایمان کی طرح ملک میں شائع کریں اور آپ کا عذر مُسلمانوں کو سُنائیں کہ بھائیو! جناب تھانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی خاص عداوت نہیں، اُن کی بولی ہی یہ ہے۔ وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں، کیوں تھانوی جی! ہے صلاح کیسی کہی ہاں ہاں وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کو منھ بھر کہا اور چھاپ دیا، اپنے بڑوں کیطرف ایسا خیال کرتے کلیجہ چار چار ہاتھ اُچھلے گا۔ یہ ہے تمہارا اسلام یہ ہے تمہارا ایمان یہ ہے تمہارا دین یہ ہے تمہارا دھرم۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔

مسلمانو! حق واضح ہونے کا اس سے زیادہ اور بھی کوئی ذریعہ ہے کیوں تھانوی جی کیا یہ جانگزا سوال "وقعات السنان" نے آپ پر نازل نہ فرمایا تھا جس سے آپکو بھی دن میں تارے نظر آنے لگے ہوں گے، باوجود اس کے وہی مرغی کی ایک ٹانگ! کیسی شدید ہٹ دھرمی ہے۔

ثامن عشر ــــــ تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"پس اس کی بنا پر واقعی ترمیم عبارت کی مطلق ضرورت نہیں۔ لیکن اسلامی دنیا میں چونکہ ہر فہم کے لوگ ہیں یا کم از کم قصداً شبہ ڈالنے والے بھی موجود ہیں جو شبہ ڈالنے میں کچھ مصالح سمجھے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ مصالح دینیہ ہوں جیسا ان کا دعویٰ ہے یا دُنیویہ ہوں جیسا واقع ہے اس لئے کم فہموں کی رعایت سے تاکہ نہ اُن کو خود شبہ ہو نہ دوسرا شبہ ڈال سکے اگر اس عبارت میں ایسے طور سے ترمیم کردی جاوے جس میں معنون محفوظ رہے اور عنوان بدل جاوے تو امید ہے موجب اجر ہوگا گو یہ ترمیم درجۂ ضرورت میں نہ ہوگی صرف درجۂ استحسان ہی میں ہوگی۔ آئندہ جو رائے ہو فقط" ـــــــ

کیوں تھانوی جی! صراحۃً حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ اقدس کو بچوں، پاگلوں جانوروں کے علم سے ملائیے اور اس سے توبہ درکنار صرف عبارت بدلنے کو بھی مطلق ضروری نہ جانیئے، مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبّہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام بالاتفاق کفر کا فتویٰ دیں اور آپ انھیں یوں جلی کٹی سنائیں کے دنیوی فوائد کے واسطے قصداً شبہ ڈالتے ہیں۔ پھر جو عبارت بدلی جائے اُس میں بھی اس کا لحاظ رکھا جائے کہ معانی کفریہ وہی باقی رہیں صرف الفاظ کا فرق ہو جائے وہ بھی خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف سے نہیں بلکہ صرف اس لئے کہ سُنّی مسلمانوں کے حملوں سے جان بچے، پیچھا چھوٹے۔ آپ ہی فرمائیے یہ آپکے کتنے بڑے ڈبل کُفر ہیں۔ کفر ہو یا کچھ اور ہو مگر تھانوی خانگی سوال کی یہ پچھلی عبارت ہمارے اس قول کی تصدیق کرتی ہے کہ عبارت صرف اسلئے بدلی گئی ہے کہ حلوے مانڈے سلامت رہیں اور حکیم الامتی میں ٹھیس نہ لگے، کیوں تھانوی جی! یہ خود آپ کے خانگی سوال کے ہاتھوں آپ کی کیسی نرالی نقاب کشائی ہے۔

تاسع عشر ——— اس کے بعد تھانوی جی کی جوابی تحریر ہے۔

"جزاکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے، چونکہ اس کے قبل کسی نے واقعی بنا نہیں ظاہر کی اس لئے ترمیم کو دلالت علی خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا۔ اب سوالِ ھٰذا میں جو بنا بیان کی گئی ہے ایک امرِ واقعی ہے لہٰذا قبولاً للمشورہ اس کو لفظ اگر کے بعد سے عالم الغیب کہا جاوے تک اس طرح بدلتا ہوں۔ اب حفظ الایمان کی اِس عبارت کو جو کہ اس سوال کے بالکل شروع ہی میں مذکور ہے اس طرح پڑھا جاوے مطلق بعض علومِ غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السّلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔"

جی ہاں تھانوی جی! اس کے قبل آپ یہ عبارت حفظ الایمان کے سبب کفر و ارتداد کا فتوی دینے والے آپ کو توبہ اور از سرِ نو کلمہ پڑھکر مسلمان ہونے کی طرف رغبت دلانے والے اس عبارتِ ملعونہ کی ترمیم کی طرف آپ کو متوجہ کرنے والے حِلّ و حرم عرب و عجم کے تمام علمائے اہلسنّت تھے اور اسکی بنا کیا ظاہر کی تھی یہی کہ اس عبارتِ ملعونہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سخت ناپاک شدید توہین ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذرّہ برابر توہین گُستاخی کفر ہے۔ آپ کے دِل میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزّت و عظمت کا ادنیٰ جلوہ بھی ہوتا تو مطالبۂ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے حضور گردن جھکا دیتے، سر رکھ دیتے اور فوراً توبہ کر کے از سر نو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاتے، مگر آپ کے نزدیک تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو گالی دینا کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ جس گندی عبارت میں گالی دی جائے اس کی ترمیم ضروری تو در کنار، جائز بھی نہیں۔

لہٰذا اسی کفر پر اڑے رہے، مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم کے مثل بتا چکے تھے اسی ملعون گالی پر ڈٹے رہے۔ اب کہ اذناب نے سوجھایا کہ انہیں سنّیوں کے سامنے ہمیشہ لعنت و روسیاہی و ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور حفظ الایمان کے گندے گہرے گھاؤ میں بتی رکھوانے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ اور اس سے حکیم الامتی کی شان میں دھکا لگنے کا اندیشہ ہے تو جلد مسلمانوں کو پھسلانے کیلئے ترمیم قبول کر لی۔

مسلمانو! للہ انصاف! تھانوی جی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت سے کچھ علاقہ نہیں۔ ان کی توہین کئے جائیں ان کو گالی دیئے جائیں مسلمان اس پر اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت خوف و خشیت یاد دلائیں تو خیال میں نہ لائیں ویسی ہی آنکھیں دکھائیں، غریب سنّیوں پر غرّائیں کہ "مجھے معقول بھی کر دو تو وہی کہے جاؤں گا" مگر جب یہ اندیشہ ہوا کہ اپنی جھوٹی عزت پر آنچ آئے گی، حکیم الامتی کی پول کھل جائیگی تو فوراً اسے واقعی بناکر ترمیم عبارت قبول و منظور کر لیں یعنی تھانوی جی کے دل میں خود ان کی عزت و عظمت اللہ و رسول کی عزت و عظمت سے بہت زائد ہے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا حلال و شیر مادر، اس سے تھانوی ایمان میں ٹھیس بھی نہ لگے بلکہ اس گالی پر اڑا رہنا واجب، اسکی ترمیم ناجائز۔ مگر اپنی عزت و حکیم الامتی میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اور فوراً ترمیم کر لی وہ حرام حلال کر لیا۔ یہ ہے تمہارا دین، یہ ہے تمہارا ایمان۔

وہابیو! دیوبندیو! دیکھو یہ ہے تمہارے پیر تھانوی کا دھرم۔ ہاں تھانوی جی دیکھو تمہاری سوا چھ سطروں میں کتنے کفر ہیں، خانگی سوال کے اس کہنے پر کہ حفظ الایمان کی عبارت اس لئے نہ بدلی جائے کہ اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص ہے، بلکہ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کے اعتراضوں سے جان بچے۔ یوں کہنا کہ "جزاکم اللہ بہت اچھی رائے ہے" اس کفر کو پسند کرنا اور اس پر خدا سے بہتر بدلہ مانگنا ہے تو یہ آپکے نئے دو کفر ہوئے۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی بکنے کو بڑی بات نہ جاننا بلکہ جس عبارت میں گالی ہو اس کی ترمیم کیلئے تنقیص شان رسالت کو بنائے واقعی نہ ماننا تیسرا کفر ہوا۔ اس گالی سے رجوع کرنے کو کفر کہنا کہ "ترمیم کو دلالت علی خلاف المقصود کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے" یہ چوتھا کفر ہوا "ترمیم کو ضروری تو کیا جائز

بھی نہیں سمجھا"۔۔۔۔ یعنی جس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو پاگلوں جانوروں کی طرح کہکر کفر بکا جائے اس کی ترمیم ضروری نہیں، یعنی کفر سے رجوع ضروری نہیں، یہ پانچواں کفر ہوا بلکہ کفر سے رجوع جائز بھی نہیں، یہ چھٹا کفر ہوا۔۔۔ "اب سوال ہٰذا میں جو بنا بیان کی گئی ہے وہ واقعی ہے"۔۔۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ بنائے واقعی نہیں مگر تھانوی جی کی عزت و عظمت کا لحاظ ضرور ایک بنائے واقعی ہے، یہ کیسا اشد ساتواں کفر ہوا۔

آگے تھانوی جی فرماتے ہیں۔

"ایسی عبارت بعینہا شرح مواقف میں فلاسفہ کے جواب میں اور اسی کے مثل مطالع الانظار میں ہے"۔

اس کا مطلب یہ کہ تھانوی نے جو گالی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی اس کے جائز ہونے کی دو دلیلیں یہ ہیں کہ شرح مواقف و مطالع الانظار میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور کفر کے جائز ہونے پر دلیل لانا بھی کفر ہے، تھانوی نے اپنے زعم میں اس کفر پر دو دلیلیں پیش کیں، تو یہ آٹھواں اور نواں کفر ہوا۔ پھر کہا۔۔۔

"اب اگر اس پر بھی کلام ہو تو میں پھر بدلنے کو تیار ہوں مگر شرح مواقف و مطالع الانظار کی عبارت بدلنے کے بعد"۔۔۔۔ اس کا بھی وہی مطلب کہ جو کفر تھانوی نے بکا وہی ان دونوں کتابوں میں بھی ہے، تو جیسے ان کتابوں میں کفر جائز ہے، تھانوی نے جو کہا وہ بھی جائز ہے۔۔۔ یہ دسواں اور گیارہواں کفر ہوا۔

عشرین ۔۔۔ تھانوی جی! رسالہ مبارکہ وقعات السنان نے عبارات شرح مواقف و مطالع الانظار کا کامل کشف اور پورا ایضاح کیا، نہ فرمادیا تھا یاد نہ رہا ہو یا باوجود یاد ہونے کے دانستہ اس سے اڑان گھائی بتاتے ہو تو میں پھر کہتا ہوں کہ رسالہ مبارکہ آپکے رجسٹری شدہ نازل ہو چکا ہے اور گیارہ برس سے آپ کے دم پر سوار ہے، جس سے حفظ الایمان وبسط البنان پر قہر الٰہی و غضب محمدی کی مار ہے۔ ذرا سوال جہلم سے سوال پنجاہ و پنجم تک سولہ سوال پھر ملاحظہ فرمالیجئے۔ یہاں اس خیال سے کہ تھانوی نزاکت، حکیم الامتی کی نازنین طبیعت زیادہ برداشت نہ کرسکے مختصر ذکر کیئے دیتا ہوں۔ سنیئے!

فلاسفہ نے نبی کی تعریف یہ کی کہ جس آدمی میں تین باتیں پائی جائیں وہی نبی ہے۔ اور ان تین باتوں میں ایک علم غیب بھی ہے۔ پھر اپنے اس دعوے کی دلیل میں کہہ بھاگے کہ سونے والے بیماروں ریاضت کرنے والوں کو بھی علم غیب ہو جاتا ہے۔ اس پر صاحبان شرح مواقف و مطالع نے ان فلاسفہ

کفرہ پر اعتراض فرمایا کہ تم جس منہ سے علم غیب کو نبی کا خاصہ بتاتے ہو کہ جسے علم غیب ہو وہ نبی ہے، اسی منہ سے سونے والوں بیماروں، ریاضت کرنے والوں کے لئے بھی علم غیب مانتے ہو تو تمہارے طور پر علم غیب نبی کا خاصہ نہ رہا ـــــــ کیوں تھانوی جی کچھ آنکھیں کھلیں، صاحبان مطالع و شرح مواقف نے آپ کی طرح کفر نہ بکا، بلکہ فلاسفہ حمقا نے جو کفر بکا اس کا رد فرمایا۔ اور آپ نے اپنے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم کے مثل بتایا۔ تو صاحبانِ شرح مواقف و مطالع مسلمان ہیں اور آپ تھانوی جی خارج از دائرۂ اسلام و ایمان۔ کیوں تھانوی جی ردِّ قاہر کو اُڑان گھائی بتانا اور مردود بات کو آگے لانا کیسی کیا دی ہے۔

حادی وعشــــرین ــــــ تھانوی جی نے اسی تغیر العنوان کے ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر اپنے اذناب میں سے ایک شخص کے نام سے تمہید چھپوائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

”حفظ الایمان کی ایک صاف عبارت پر جس میں ذرّہ برابر بھی کوئی غبار نہیں خوامخواہ سوچ ساچ کر ایک ایسا ہی شبہ پیدا کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا۔ مدت سے وہ اعتراض اس جماعت میں جاری ساری ہے، چند روز تک اس اعتراض کی طرف توجہ نہیں کی گئی پھر بعض خیر خواہانِ اسلام کے سوال کرنے پر خود مؤلف رسالہ نے اس اعتراض کا نہایت کافی شافی جواب دے کر ظاہری تلبیس کو بھی اٹھا دیا۔ اس تحریر کا نام بسط البنان ہے۔ مگر اہلِ عناد کو پھر بھی چین نہ آیا وہی مرغے کی ایک ٹانگ گاتے رہے چنانچہ بعض بلاد میں وہ فتنہ پھر تازہ ہوا۔ آخر بعض مخلصین کی درخواست پر مؤلف نے اس بلند نظری و عالی حوصلگی سے کام لیا کہ اس عبارت میں جو الفاظ دھوکہ دینے کی بنا تھے باوجود اس کے کہ دلائل سے ان کا دھوکہ کی بنا ہو سکنا باطل ہو چکا تھا مگر پھر بھی ترحما علی الجاہلین اُن الفاظ ہی کو بدل دیا، اس کا نام تغیر العنوان ہے۔“

اب ذرا اس عبارت کے کفریات گنیئے ــــــ حفظ الایمان میں تھانوی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو پاگلوں جانوروں کے مانند ٹھہرایا اُسے ”صاف عبارت“ کہا۔ یہ کفر بر عناد اور بارہواں کفر ہوا۔

پھر کہا ”جس میں ذرّہ برابر غبار نہیں“۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی گالی دینے میں ذرّہ برابر حرج نہیں، یہ تیرھواں کفر ہوا۔

پھر کہا۔ ”خوامخواہ سوچ ساچ کر ایک ایسا ہی شبہ پیدا کر کے“۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی ایسی بے ادبی کرنے میں کوئی کفر نہیں علمائے اسلام نے زبردستی ان کے سر کفر تھوپ دیا ہے۔ یہ کفر پر اصرار اور چودھواں کفر ہوا۔

پھر کہا ــــ "سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا"ــــ یہ کفر پر اسنکبار اور پندرہواں کفر ہوا ــــ بسط البنان کو کہا ــــ "نہایت کافی شافی جواب دے کر ظاہری تلبیس کو بھی اٹھادیا"ــــ ہر مسلمان دیکھ رہا ہے کہ حفظ الایمان میں آپنے ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کی اور اس کے بنانے کیلئے بسط البنان میں طرح طرح کے حیلوں حوالوں سے کام لیا کہ کسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں گستاخی کرنا جائز ہو جائے، پھر اسے "نہایت کافی شافی جواب" کہنا سولہواں اور سترہواں کفر ہوا ــــ پھر مطالبۂ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "ظاہری تلبیس بتانا اٹھارہواں کفر ہوا ــــ پھر جن علمائے عرب وعجم مفتیانِ حلّ وحرم نے تھانوی پر حکم شرع لگایا، توہین مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفر وارتداد بتایا انھیں "اہل عناد" کہنا انیسواں کفر ہوا۔
پھر مطالبۂ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "مرغے کی ایک ٹانگ کہنا بیسواں کفر ہوا۔ پھر اسے فتنہ کہنا یہ اکیسواں کفر ہوا ــــ پھر تھانوی نے جو عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلق لحاظ نہ کیا اور اپنی جھوٹی عزّت کا لحاظ کر کے عبارت میں ترمیم کر دی اس حرکتِ کفریہ کو "بلند نظری" اور "عالی حوصلگی"، کہنا بائیسواں اور تئیسواں کفر ہوا ــــ پھر کہا "بعض الفاظ دھوکہ دینے کی بنا تھے"۔ اس کا بھی وہی مطلب کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی ناپاک عبارت بولنا کفر نہ تھا علمائے اہلسنّت نے دھوکہ دینے کے لئے کافر مرتد کہہ دیا۔ یہ وہی کفر پر ضد اور چوبیسواں کفر ہوا
پھر کہا "دلائل سے ان کا دھوکہ کی بنا ہو سکنا باطل ہو چکا تھا" یہ بھی وہی کفر پر اڑنا اور پچیسواں کفر ہوا ــــ پھر کہا ــــ "ترحمًا علی الجاہلین ان الفاظ ہی کو بدل دیا" جس کا صاف صریح یہی مطلب ہے کہ اُن الفاظ میں کوئی کفر نہ تھا، مگر جاہلوں کو دھوکہ ہوتا تھا اور اندیشہ تھا کہ ہمارے گروہ سے نکل جائیں اس لئے جاہلوں پر ترس کھا کر ان الفاظ کو بدل دیا، یہ بھی وہی کفر پر عناد اور چھبیسواں کفر ہوا۔

افسوس تھانوی جی نے جہال عوام کو بہکانے کیلئے ساتوں کرم کر لئے۔ مگر وہ کفر نہ اُٹھنا تھا نہ اُٹھا۔ ہاں انصاف طلب ہے پیارے مسلمانو! اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

سچی عزّت وعظمت پر قربان ہو! لِلّٰہ انصاف! ایک دیوبندی مہادیو کی بندگی کرے ایک رسلیا "خبط الشیطان" کے نام سے لکھے اور اس میں مہادیو وغیرہ کفّار ومشرکین کے معبودانِ باطل کی بندگی وعبادت کا حکم لکھے علمائے اسلام سے استفتا ہو، دنیا کے تمام علمائے اہلسنّت اس پر بالاتفاق کفروارتداد کا فتویٰ دیں، اس پر وہ مدتوں سکت یسکت سکوتاً کی گردان بھاتا رہے، علمائے اسلام اُسے اللہ ورسول جلّ وعلا وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی عزّت وعظمت و خوف وخشیت یاد دلائیں مگر وہ دیوبندی کچھ دھیان میں نہ لائے، جب اُسے اپنی عزّت جانے کا اندیشہ غالب ہوا اور اذناب بھی چیخ وپکار کریں کہ اب آپ کے متبعین بہت پریشان ہیں، آپکی امامت وپیشوائی میں فرق آنے کا اندیشہ ہے تو ایک کتاب تحصیل الخسران لکھے اور اس میں یوں کہے کہ۔

"مہادیو کی پوجا میں ذرّہ برابر غبار نہیں مگر پھر بھی جاہلوں پر ترس کھا کر جس عبارت میں مہادیو کی بندگی کا حکم لکھا ہے اس میں ترمیم کرتا ہوں"۔

دُنیا بھر کے مسلمان بتائیں کیا اس شخص کا یہ کہنا کافی ہوگا، کیا یہ ناپاک عبارت اُس پر سے فتوائے کفر اُٹھادے گی، کیا یہ توبہ اُسکی مان لی جائیگی ؛ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیوں تھانوی جی! اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ اس طرح آپ کا عبارت میں ترمیم کرنا کیسا فریب ہے

ثانی وعشـــرین ـــــ تھانوی جی نے اگرچہ عبارت میں ترمیم کردی مگر نفس عبارت میں ان کا کفراب تک موجود ہے اور کیوں نہ ہو خود اپنی کتاب کا نام ہی تغییر العنوان رکھا ہے یعنی صرف لفظ بدلے ہیں معنیٰ نہیں بدلے۔ تھانوی خانگی سوال میں ہے "معنون محفوظ رہے اور عنوان بدل جاوے"۔ اذناب کی تمہید میں ہے ـــ "اُن الفاظ ہی کو بدل دیا" ـــ آخر یہی ہوا، تھانوی جی نے جو عبارت ترمیم شدہ نئی حفظ الایمان میں شائع کروائی وہ یوں ہے۔

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اُس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السّلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ

شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوّت سے کب ہو سکتا ہے، اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علومِ غیب مراد ہیں اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیلِ عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔"

ہاں تھانوی جی سُنئے! کسی نادان بچے کو اگرچہ کافر کا ہو ایک دو مسئلے فقہ کے مثلاً کیفیۃ الوضو یا کیفیۃ الصلاۃ کے بتا دیئے جائیں۔ اور ایک عالمِ متبحّر ہے جس کا علمِ فقہ ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے مگر پھر بھی مجتہد المذہب نہیں تو کیا وہاں یوں کہنے کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ علمِ فقہ کو اس عالم کے کمالات سے کیوں شمار کیا جاتا ہے، جس بات میں عاقل بلکہ مومن کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ علمیہ سے کب ہو سکتی ہے، بالبداہۃ ظاہر کہ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتے اور جو کہے پاگل کہلائے اور پاگل خانہ بھیج دیا جائے کہ بریلی میں پاگلوں کا علاج ہوتا ہے وہاں جا کر فصد کھلوائے، اپنی بوکھلاہٹ اور پاگل پن کا علاج کروائے ہاں البتہ جہاں دو عالم ایک پایہ کے یکساں علم رکھنے والے ہوں اور ان میں کسی ایک کو بے مثل کہا جائے تو وہاں کہہ سکتے ہیں کہ میاں عالم ہونے میں خاص ان کا کیا کمال ہے دیکھو دوسرا بھی اس کے برابر عالم ہے۔ ہر ادنی عقل والا جانتا ہے کہ یوں کہنا کہ اُس میں فلاں کا کیا کمال ہے اس میں اُسکی کیا خصوصیت ہے اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ کم از کم دو برابر کا کمال رکھنے والے ہوں، یا باہم تفاوت ہو بھی تو بہت قلیل۔ اب تھانوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"علمِ غیب کو منجملۂ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوّت سے کب ہو سکتا ہے۔"

کیسا صاف صریح کہہ دیا کہ علمِ غیب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کمال ہے ایسا علمِ غیب تو مسلمانوں بلکہ انسانوں سے بھی خاص نہیں یہ تو کافروں بلکہ جانوروں کیلئے بھی حاصل ہیں پھر اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر تو علمِ غیب کا حکم کیا جائے اور کافروں جانوروں کیلئے علمِ غیب کا انکار کیا جائے ــــ "تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے" ــــ یعنی نبی اور کفّار بلکہ نبی اور جانوروں میں دربارہ علمِ غیب کیا فرق ہے۔ یہ وہی کفرِ ملعون ہے جس پر علمائے اسلام نے فتوائے کفر دیا اپنے حیلے حوالے بھی کئے، مکّاریوں عیّاریوں سے بھی کام لیا، مگر وہ کفر نہ ہٹا۔ یعنی کھایا بھی اور کال بھی نہ کٹا، یہ ستائیسواں اٹھائیسواں کفر

ہوا۔ دس کفر آپکے وقعات السنان نے آپ کو دکھائے تھے اور اٹھائیس یہ، کُل آپکے اڑتیس کفر ہوئے۔

تھانوی جی! آپنے دیکھا کفر کی مدد کرنے والا اور بڑھکر کفر در کفر، کفر بر کفر میں پڑتا ہے۔ تھانوی جی اب آپ بڈھے ہو چکے جو دم چل رہا ہے اُسے غنیمت سمجھئے۔ بسط البنان میں اپنے کفر کو مان چکے اور یہ بھی دیکھ لیا کہ اندھیریاں ڈالنے، ہیچ پھیریاں لینے، عبارت بدل کر دھوکے دینے سے کام نہیں چلتا۔ ہاں ہاں اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عزت سچی عظمت کا لحاظ کر کے جلد از جلد توبہ کیجئے، کلمۂ اسلام پڑھکر از سرِ نو مسلمان ہو جائیے۔ جس طرح حفظ الایمان بسط البنان تغییر العنوان کی اشاعت ہوئی ہے اسی طرح مسلمان ہو جانے توبہ کر لینے کا اعلان فرمائیے، اللہ خدا کو مان کر انصافاً قبول فرمائیے کہ واقعی حفظ الایمان میں آپ نے کفر لکھا اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس سے آپکی عزت کچھ گھٹ نہ جائیگی، بلکہ ہر عاقل کے نزدیک بڑھ جائیگی۔ تھانوی جی! دیکھئے کفر سے توبہ کرنا مسلمان ہو جانا عیب نہیں، ہاں کفر پر اڑا رہنا عیب ہے توبہ سے اللہ عزوجل اپنے صدیقوں کی مدح فرماتا ہے۔ وبالاسحار هم يستغفرون۔ تھانوی جی یہ خیال نہ کیجئے کہ اذناب و اتراب میں اپنی ہیٹی ہوگی کہ حکیم الامت ہو کر توبہ کی از سرِ نو مسلمان ہوئے اب تک کافر تھے اب اسلام لائے کہ اول تو جو اہلِ انصاف ہونگے وہ اسوقت اور زائد آپ کی انصاف پسندی و حق بینی کے معتقد ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ جناب تھانوی صاحب یہ اذناب و اتراب سب دنیا کی زندگی ہی تک ہیں آخر ایک روز مرنا اور اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منھ دکھانا ہے وہاں یہ اذناب و اتراب کچھ کام نہ آئیں گے، بلکہ اگر آپنے توبہ نہ کی تو آپکے اذناب و اتراب اپنے کفر کی سزا پائیں گے اور اُتنا ہی عذاب آپ پر بڑھائیں گے۔ ہاں تھانوی صاحب روزِ محشر کا تصور کر کے قہر الٰہی کا دھیان کرتے ہوئے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ کر کے جلد از جلد اپنے کفروں سے توبہ کر لیجئے۔ اور یہ خیال نہ فرمائیے کہ ؎

عمر ساری تو کٹی عشقِ بُتاں میں مومن	آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے

نہیں نہیں تھانوی صاحب! اللہ عزوجل رحمٰن و رحیم ہے اور اس کا پیارا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رحمۃ للعٰلمین ہے۔ آپ سچے دل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر خلوصِ قلب سے توبہ فرمائیے وہ تو ربّ غفور ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ثم بشارِ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور توبہ مقبول ہوگی۔ رباعی:

باز آ باز آ از انچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ مادرگہ نومیدی نیست — صدبار اگر توبہ شکستی باز آ

ادب کے ساتھ عرض کردینا ہمارا کام، ماننا نہ ماننا آپ کا کام ؎

مانو نہ مانو اس کا تمہیں اختیار ہے — آگے تمہارے اچھا برا ہم نے کردیا

وباللہ التوفیق وعلیہ التعویل وھو الوکیل

ان تمام امور کے سننے کے بعد سوال کا جواب واضح ہوگیا کہ اس ترمیم سے تھانوی کا کفر ہرگز نہ اٹھا بلکہ اسی ترمیم میں اٹھائیس اور جدید کفر بک دیئے لہٰذا اس ترمیم کے بعد بھی تھانوی کو اور جو ان کے اس کفرِ ملعون پر مطلع ہونے کے بعد انہیں مسلمان جانے اس کو کافر مرتد جاننا فرض اور انہیں مسلمان سمجھنا حرام بلکہ کفر ہے۔ تھانوی پر فرض ہے کہ جلد اس کفرِ ملعون اور اس کے سوا دوسرے کفریات سے صاف سچّی توبہ کرکے مسلمان بنیں، نئے سرے سے کلمہ پڑھکر اسلام لائیں۔ اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو اُن کے اذناب و متبعین پر فرض ہے کہ انھیں کافر مرتد سمجھیں ان کا پیچھا چھوڑیں توبہ کریں مسلمان بنیں اور اگر وہ بھی نہ مانیں تو مسلمانوں پر تھانوی اور ان کے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کے سے تعلقات رکھنا حرام اُن سے سلام حرام ان سے دوستی ملاقات حرام ان کے پیچھے نماز حرام انکے جنازے پر نماز حرام انکی عیادت حرام اُن سے میل جول بیاہ شادی حرام وہ مرجائیں تو اُنھیں مسلمانوں کیطرح غسل و کفن دینا حرام انھیں مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا حرام۔ غرض ان پر مرتدین کے تمام احکام ہیں۔ حسام الحرمین شریف میں فرمایا احکامھم احکام المرتدین والعیاذ باللہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

سگِ بارگاہِ نبوی و بندۂ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولوالدیہٖ واہلہٖ واخوانہٖ واحبابہٖ ربہ المولی العزیز القوی۔

۱۲؍ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۶ھ

رَدُّ کَیۡدِ الخُبَثَاء

۱۳۷۲ھ

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت دامت برکاتہم القدسیہ اس مسئلے میں کہ مولوی کاظم علی میرٹھی و مولوی عبد السلام ولد مولوی عبد الشکور کاکوروی وہابیان دیوبندیان اپنی گمراہ کن تقریروں میں حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۲۷ کے اشعار سنا سنا کر بھولے بھالے سُنّیوں، سیدھے سادے مسلمانوں کو یوں دھوکے دے رہے ہیں کہ حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اشعار میں معاذ اللہ حضرت سیدتنا امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کی گئی ہے۔ ڈنڈوہ بزرگ کے ہم سُنّی مسلمانوں کو اس دورِ پُرفتن میں اللہ تعالیٰ عزّ وجل کی تنزیہہ و تقدیس اور حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشق و محبت اور تعظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مودّتِ اہل طہارت علیٰ نبیہا الکریم وعلیہم الصلاۃ والتسلیم کا سچا صحیح سبق حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتابوں ہی سے ملا ہے اسوجہ سے ہم کو اُن دونوں وہابی مُلّاؤں کی بکواس پر یقین نہیں آیا۔ میرٹھی دیوبندی نے کانپور میں اچھل اچھل کر اور عبد السلام ولد عبد الشکور کاکوروی نے سمدھن ضلع فرخ آباد میں اسٹیج پر گھوم گھوم کر کہا کہ صفحہ ۳۶ پر یہ سُرخی ہے کہ "قصیدہ درمناقب شریفہ ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ لہٰذا اس سُرخی کے ماتحت جو کچھ بھی ہے وہ سب حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ہی شان میں ہے۔ لہٰذا براہِ کرم ارشاد ہو کہ اُن اشعار کا کیا مطلب ہے۔ اور وہ اشعار جن پر وہابیوں دیوبندیوں کا اعتراض ہے کس کی شان میں ہیں؟ بیّنوا توجروا۔ المستفتی نور محمد خاں قادری رضوی حشمتی عفی عنہ ساکن ڈنڈوہ بزرگ ڈاکخانہ ڈنڈوہ بزرگ۔ ضلع فرخ آباد متعلم مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم اہلسنت اشرفی روڈ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ

۱۱ رماہ ربیع الاوّل شریف ۱۳۷۲ھ دوشنبہ مبارکہ ۲ر نومبر ۱۹۵۲ء

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما وعلی ذویہ وصحبہ ابدا الدھور وکرما۔

مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۹ھ میں حدیث شریف ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ جَلَسَ اِحْدٰی عَشَرَۃَ اِمْرَأَۃً فَتَعَاھَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ

ان لا یکتمن من اخبار ازواجهن شیئا، قالت الاولی زوجی لحم جمل غث علی رأس
جبل وعر لا سهل فیرتقی ولا سمین فینتقل، قالت الثانیة زوجی لا ابث
خبره انی اخاف ان لا اذره ان اذکره اذکر عجره و بجره، قالت الثالثة
زوجی العشنق ان انطق اطلق وان اسکت اعلق، قالت الرابعة زوجی کلیل
تهامة لا حر ولا قر ولا مخافة ولا سامة، قالت الخامسة زوجی ان دخل فهد
وان خرج اسد ولا یسأل عما عهد، قالت السادسة زوجی ان اکل لف وان
شرب اشتف وان اضطجع التف ولا یولج الکف لیعلم البث، قالت السابعة
زوجی غیایاء او عیایاء طباقاء کل داء له داء شجک او فلک او جمع کلا
لک، قالت الثامنة زوجی الریح ریح زرنب والمس مس ارنب، قالت التاسعة
زوجی رفیع العماد طویل النجاد عظیم الرماد قریب البیت من الناد قالت العاشرة
زوجی مالک وما مالک مالک خیر من ذلک له ابل کثیرات المبارک قلیلات
المسارح اذا سمعن صوت المزهر ایقن انهن هوالک، قالت الحادیة عشرة
زوجی ابو زرع وما ابو زرع اناس من حلی اذنی وملأ من شحم عضدی وبجحنی
فبجحت الی نفسی وجدنی فی اهل غنیمة بشق فجعلنی فی اهل صهیل
واطیط ودائس ومنق فعنده اقول فلا اقبح وارقد فاتصبح واشرب فاتقنح،
ام ابی زرع فما ام ابی زرع عکومها رداح وبیتها فساح، ابن ابی زرع فما ابن ابی
زرع مضجعه کمسل شطبة وتشبعه ذراع الجفرة بنت ابی زرع فما بنت ابی زرع طوع ابیها وطوع
امها وملء کسائها وغیظ جارتها جاریة ابی زرع فما جاریة ابی زرع لا تبث حدیثنا
تبثیثا ولا تنقث میرتنا تنقیثا ولا تملأ بیتنا تعشیشا، قالت خرج ابو زرع والاوطاب
تمخض فلقی امرأة معها ولدان لها کالفهدین یلعبان من تحت خصرها
برمانتین فطلقنی ونکحها فنکحت بعده رجلا سریا رکب شریا واخذ خطیا واراح
علی نعما ثریا واعطانی من کل رائحة زوجا قال کلی ام زرع ومیری اهلک
فلو جمعت کل شیء اعطانی ما بلغ اصغر آنیة ابی زرع ـــ قالت عائشة رضی الله

تعالیٰ عنھا قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کنت لک کابی زرع لام زرع۔

یعنی حضرت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں تو انھوں نے باہم عہد و پیمان کیا کہ اپنے اپنے شوہروں کے حالات میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں گی۔ پہلی نے کہا میرا شوہر دُبلے اونٹ کا گوشت ہے جو سخت چڑھائی والے پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ تو سہل ہے کہ اس تک چڑھ کر پہنچا جائے نہ فربہ ہے کہ اس کا مغز حاصل کیا جائے۔ دوسری نے کہا میرا شوہر ایسا ہے کہ میں اس کی خبر شائع نہیں کرتی ہوں، بیشک میں ڈرتی ہوں کہ میں اسکو چھوڑ نہ دوں۔ اگر میں اس کا ذکر کروں تو اس کی پیٹھ کا کوبڑ اور اس کی ناف کی بلندی بیان کروں۔ تیسری نے کہا میرا شوہر بہت لمبا بدخلق ہے۔ اگر میں بولوں تو طلاق دیدی جاؤں۔ اور اگر چپ رہوں تو معلّق چھوڑ دی جاؤں۔ چوتھی نے کہا میرا شوہر مدینہ طیبہ کی رات کی طرح ہے کہ نہ اس میں شدید گرمی ہے نہ سخت سردی ہے نہ خوف ہے نہ ملال ہے۔ پانچویں نے کہا میرا شوہر اگر گھر میں آتا ہے اپنے مال و متاع سے بے خبر ہو کر چیتے کی طرح لیٹ کر سوتا ہے اور اگر گھر سے نکلتا ہے شیر کی طرح بہادر اور دشمنوں کا خونریز بن کر نکلتا ہے اور جو مال و متاع میرے سپرد کیا اس کو نہیں پوچھتا۔ چھٹی بولی میرا شوہر اگر کھائے گا تو مختلف قسم کے کھانے سب چٹ کر جائیگا اور اگر پیئے گا سب پی جائیگا اور اگر لیٹے گا چادر میں اکیلا لپٹ جائیگا اور ہتھیلی کپڑوں میں نہیں داخل کرتا ہے کہ میری محبت جو اس سے ہے اور اس کی بے التفاتی کے سبب جو غم مجھ کو ہے وہ معلوم کرے۔ ساتویں بولی میرا شوہر شرارتوں میں غرق ہے نامرد ہے اس کے سب کام حماقت کیوجہ سے چوپٹ ہیں۔ ہر ایک بیماری اسی کی بیماری ہے۔ تیرا سر پھوڑ دے یا تیرے جسم کو زخمی کرے یا تیرے لئے سب اکٹھا کرے۔ آٹھویں بولی میرا شوہر اس کی خوشبو زرنب کی خوشبو ہے اس کا چھونا خرگوش کا سا نازک چھونا ہے۔ نویں بولی میرا شوہر بلند ستون والا ہے لمبے پر تلے والا ہے اس کی راکھ کے ڈھیر بڑے بڑے ہیں قوم کی نشستگاہ کے قریب اس کا گھر ہے۔ دسویں بولی میرا شوہر مالک ہے اور کیسا مالک ہے مال کا مالک ہے اس کے اونٹ ہیں جن کے بیٹھنے کی جگہیں بہت ہیں ان کے چھوٹے پھرنے کی جگہیں کم ہیں۔ جب مزہر (ایک قسم کے باجے) کی آواز سنتی ہیں تو وہ اونٹنیاں یقین کر لیتی ہیں کہ اب وہ ذبح ہونے والی ہیں۔ گیارہویں بولی میرا شوہر ابو زرع ہے اور کیسا ابو زرع ہے اس نے میرے دونوں کانوں کو زیوروں سے بھاری کر دیا اور چربی سے میرے دونوں

بازوؤں کو پُر کردیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا تو میرا جی خوش ہوگیا۔ اس نے مجھکو مقام شق میں تھوڑی سی بکریوں والوں کے اندر پایا تو اس نے مجھ کو ان میں رکھا جو گھوڑوں اور اونٹوں اور کھیتوں اور چوپایوں کے مالک ہیں۔ تو اس کے پاس میں بات کرتی تو برا نہیں کہی جاتی۔ رات کو سوتی تو صبح تک نیند بھر کر سوتی اور پیتی تو جی بھر کر اطمینان سے سیراب ہو کر پیتی۔ ابوذرع کی ماں تو کیسی ابوذرع کی ماں ہے اس کے برتن بڑے بڑے ہیں اس کا گھر بہت کشادہ ہے۔ ابوذرع کا بیٹا تو کیسا ابوذرع کا بیٹا ہے اس کی خوابگاہ کھجور کی لکڑی کا چکنا تختہ ہے۔ اور بھیڑ کے چار ماہ کے بچے کی ایک دست اس کو شکم سیر کردیتی ہے۔ ابوذرع کی بیٹی تو کیسی ابوذرع کی بیٹی ہے اپنے باپ کی فرمانبردار ہے اپنی ماں کی اطاعت گذار ہے اپنی چادر کو اپنے جسم سے بھر دینے والی ہے اپنی سوت کی جلن کا باعث ہے۔ ابوذرع کی کنیز اور کیسی ابوذرع کی کنیز ہے ہماری بات کو پھیلاتی نہیں ہمارے کھانے کو خراب نہیں کرتی۔ ہمارے گھر کو کوڑے سے بھرا نہیں رہنے دیتی۔ وہ بولی ابوذرع ایسے وقت نکلا کہ گھی نکالنے کیلئے دودھ کے مشکیزوں میں دہی جمایا جا رہا تھا تو ایک ایسی عورت سے اس کی ملاقات ہوئی جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے جو اس کی پشت کے درمیانی حصّے کے نیچے دو چیتوں کیطرح دو اناروں سے کھیل رہے تھے تو اس نے مجھ کو طلاق دیدی اور اس سے نکاح کرلیا۔ تو میں نے اس کے بعد ایک شریف سردار مرد سے نکاح کرلیا جو عمدہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ خطی اس نے لیا اور میرے پاس بہت سے چار پائے لایا اور ہر قسم کی راحتیں مجھے دوگنی دوگنی دی اور کہا کہ اے امّ ذرع تو خود کھا اور اپنے میکے والوں پر بھی بخشش اور احسان کر تو اگر میں ان تمام چیزوں کو جمع کرتی جو اس نے مجھے دی تو وہ ابوذرع کے سب سے چھوٹے برتن بھر بھی نہ ہوتیں۔

حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے امّ ذرع کیلئے ابوذرع۔

یہ حدیث شریف بخاری شریف میں بھی ہے ترمذی شریف میں بھی ہے نسائی شریف میں بھی ہے دیگر کتب احادیث میں بھی ہے۔ عبارات مختلفہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ یہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کمال تواضع ہے کہ حسن معاشرت میں اپنی ذات اقدس کو ابوذرع کیطرح فرمارہے ہیں۔ فَتَنَبَّه وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُعَانِدِيْنَ۔ چنانچہ بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

اِلَّا اِنَّہٗ طَلَّقَھَا وَ اِنِّیْ لَا اُطَلِّقُکِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ لَاَنْتَ خَیْرٌ لِّیْ مِنْ اَبِیْ ذَرْعٍ لِاُمِّ ذَرْعٍ۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت سیدہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسا ام ذرع کیلئے ابوذرع۔ مگر یہ کہ ابوذرع نے ام ذرع کو طلاق دی اور بے شک میں تجھ کو طلاق نہ دوں گا۔ تو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی بے شک حضور میرے لئے اس سے بہتر ہیں جیسا ام ذرع کے لئے ابوذرع تھا۔

بلکہ بعض محدثین نے اس حدیث کو ان لفظوں سے روایت فرمایا کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُنْتُ لَکِ کَاَبِیْ ذَرْعٍ لِاُمِّ ذَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ کَانَ اَبُوْ ذَرْعٍ قَالَ اجْتَمَعَ نِسَاءٌ۔ الحدیث الخ

یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا ام ذرع کے لئے ابوذرع۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں اور باپ حضور پر قربان ابوذرع کون تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا چند عورتیں اکٹھا ہوئیں پھر سارا واقعہ مذکورہ فرمایا۔

بعض روایتوں میں ان عورتوں کے نام اور قبیلے بھی مذکور ہیں۔ اس حدیث مبارک کو جو بالاتفاق صحیح ہے حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المزھر میں بھی نقل فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف سے محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے شریعت مطہرہ کے بیسیوں مسائل استنباط فرمائے ہیں۔ جن کی تفصیل امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اور امام بدر الدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں فرمائی ہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں۔

۱؎ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ غیر معلوم اور مجہول عورتوں کی خوبیاں شوہروں سے بیان کرنا جائز ہے۔ البتہ معین و معروف عورتوں کے حالات اپنے شوہروں سے بیان کرنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تَصِفُ الْمَرْأَۃُ مَرْأَۃً لِزَوْجِھَا حَتّٰی کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا۔ یعنی کوئی عورت دوسری عورت کی شکل و صورت اپنے شوہر سے اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

۲ـ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ شوہر کا اپنی بیوی کو اپنی محبت بتا دینا جائز ہے جبکہ اس کے جدا ہو جانے یا بد خلق بن جانے وغیرہ کا خوف نہ ہو۔

۳ـ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مقفیٰ اور مسجّع عربی عبارت بولنا جائز ہے البتہ جس میں تکلّف کرنا پڑے وہ مکروہ ہے۔

۴ـ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ غیر قوموں کی اچھی اور بہترین باتوں کو بھی اختیار کر لینا جائز ہے۔ جہاں تک شریعتِ اسلامیہ کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ حضور صاحبُ الخلق العظیم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ابوذرع کی خوبیاں سُن کر ان کو مقرر رکھا اور ان کو اچھا بتایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اس تقریر اور اس استحسان سے امت کیلئے اس فعل کا جائز ہونا ثابت ہوگیا۔

۵ـ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ ایک شخص کی خبر سُن کر اس کو قبول کر لینا بھی جائز ہے جہاں شہادتِ شرعیہ کی حاجت نہ ہو۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک اکیلی امّ ذرع کی خبر کو ابوذرع کے متعلق سُن کر مقرر رکھا اور اس پر انکار نہ فرمایا۔

۶ـ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی کہنا جائز ہے۔ یعنی یا رسول میرے باپ اور ماں آپ پر قربان۔

۷ـ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ عورت پر اپنے شوہر کے احسان کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی اِمْرَءَۃٍ لَا تَشْکُرُ وَازَوْجَهَا یعنی اس عورت پر اللہ تعالےٰ نظرِ رحمت نہ فرمائیگا جو اپنے شوہر کا شکر نہ ادا کرے۔

۸ـ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مجہول و غیر معروف لوگوں کے عیب بیان کرنا اور کافروں مشرکوں مرتدوں کی غیبت کرنا اور اس کا سُننا جائز ہے۔

۹ـ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی شخص کے روبرو اس کی صحیح و واقعی خوبیوں کیساتھ اس کی مدح و تعریف کرنا جائز ہے۔ جبکہ معلوم ہو کہ اس مدح و ثنا سے اس کا مزاج نہ بگڑے گا نہ اس کا حال بدلے گا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم تو ہر مدح کے سزاوار ہر ثنا کے مستحق ہیں اور بیشک کوئی شخص بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کتنی ہی اور کیسی ہی مدح و ثنا کرے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس کی تعریف و توصیف سے بلند و بالا ہیں۔

۱۰ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کنایۂ طلاق سے طلاق واقع نہ ہوگی جب تک طلاق کی نیت نہ کرے۔

۱۱ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُن کے ربّ قدوس جل جلالہ کی عطا سے مافی الغد کا علم ہے جبھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت سیدہ امّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر دے رہے ہیں کہ میں کبھی تجھے طلاق نہ دوں گا۔

قصیدہ مبارکہ کے یہ ساتوں اشعار

یاد وہ مجمع رنگین عروسانِ حجاز — اور بیہاں کہ چھپائیں گی نہ حالِ شوہر

تنگ و چست اُن کا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار — مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت — کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بروں سینہ و بر

خوف ہے کشتیٔ ابرو نہ بنے طوفانی — کہ چلا آتا ہے حسن ایلے کی صورت بڑھ کر

مادرِ زارع کی شاداب وہ کشتِ امید — برق خرمن وہ طلاق اور نکاح دیگر

داغ حرماں کا کوئی چاند سا ٹکڑا شاکی — مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی انکی ادھر

سب انھیں گیارہ کافرہ مشرکہ دلہنوں کے متعلق ہیں۔ معترضوں کی خباثت ووقاحت ہے کہ ان ساتوں شعروں کو بھی معاذ اللہ فمعاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ٹھہرادیا۔ اور اپنے اس اضلال واغوا کا مبنیٰ قصیدۂ مبارکہ کے اشعار کے بے ترتیب شائع ہوجانے کو بنالیا۔

اس بے ترتیبی کی وجہ یہ ہوئی کہ برادر بجاں برابر بلکہ از جاں بہتر اسد السنۃ وصاف الحبیب مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی نصرہ ربّہ القوی دائمًا ابدًا نادٰی مما علی کل شقیٍ وغوی اس زمانے میں جبکہ جامع مسجد ٹپیالہ کے خطیب اور ریاست ٹپیالہ کے مانے ہوئے مفتیٔ اہلسنّت تھے، زمانۂ طالب علمی میں انھوں نے حضرت مولانا حافظ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں دامت ارشاداتہم المبارکہ سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کے کتب خانے میں حضور پُرنور مرشدِ برحق امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم دین وملت اعلیحضرت عظیم البرکت مولٰینا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوانِ مبارک حدائقِ بخشش حصہ سوم کا مسوّدہ نامکمل

وغیر مرتب شکل میں دیکھا تھا۔ اس کی طرزِ کتابت بالکل ایسی ہی ہے جیسے شاعروں کے غیر مرتب و نامکمل کلام کی یادداشتیں ہوا کرتی ہیں۔ کسی کلام کا مطلع نہیں، کسی کا مقطع ندارد، کسی کے درمیانی اشعار غائب۔ کہیں خود بدولت حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ کتابت کے مشابہ تحریر معلوم ہوتی ہے۔ کہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط ہے۔ کہیں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر فرمایا ہوا ہے۔ کہیں کسی اور صاحب کا لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ کچھ اشعار بین السطور میں کچھ حاشئے پر کچھ جدول کے اوپر نیچے و داہنے بائیں لکھے ہوئے ہیں۔ بہت سے قصائد و غزلیات کی تکمیل و تبییض و ترتیب بھی نہیں۔ اور حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر و اصلاح کا شرف تو اس مسوّدہ حصہ سوم نے ہرگز نہیں پایا ہے۔ اس شوق نے کہ حضور مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلامِ مبارک کا جس قدر بھی زائد سے زائد حصہ شائع ہو جائے خواص و عوام اہلسنت کے لئے نافع و مفید ہی ہو گا۔ برادرم اسد السنۃ حفظہم ربہم کو اس پر مجبور کیا کہ سرکار مارہرہ مطہرہ سے اس کی نقل منگوائیں۔ چنانچہ وہاں سے مدرسہ قاسم البرکات سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کے کسی طالب علم سے نقل کروا کے روانہ کیا گیا۔ برادرم وصاف الحبیب سلّمہم ربہم نے یہ خیال کر لیا کہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دام ظلہم عالی کی فرمائش و فہمائش سے باترتیب نقل کیا گیا ہو گا، خود بھی اس کی ترتیب و تہذیب کی طرف توجہ نہ کی۔ حالانکہ یہ خیال صحیح نہ تھا۔ بلکہ حضرت تاج العلماء دام ظلہم العالی کو اپنے مشاغلِ کثیرہ علمیہ و عملیہ کے سبب اس نقل پر نظر فرمانے کی فرصت بھی نہ ملی۔ بہرحال چونکہ حالات کی ناسازگاری فضا کی ناہمواری کے سبب ان کو جہاں تک ہو سکے پٹیالہ سے جلد چلا آنا ضروری تھا۔ لہٰذا کاتب کو دے کر کتابت کرا کے پریس میں چھوڑ کر چلے آئے۔ بعد میں حصۂ سوم چھپ کر آیا۔ سنّی مسلمان بھائیوں کے نفع کیلئے قصیدۂ مبارکہ کے اشعار کو ہم یہاں باترتیب لکھتے ہیں۔ برادرانِ اہلسنت اسی ترتیب سے پڑھا کریں۔

علیحدہ در ذکر عروسانِ حجاز کہ در حدیث بخاری و ترمذی و مسلم مذکور اند

یاد وہ مجمعِ رنگین عروسانِ حجاز ۔۔۔ اور یہ ہاں کہ چھپائیں گی نہ خالِ شوہر
تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار ۔۔۔ مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت	کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بروں سینہ و بر
خوف ہے کشتیٔ ابرو نہ بنے طوفانی	کہ چلا آتا ہے حسن ایلے کی صورت بڑھ کر
بادر زرع کی شاداب وہ کشت امید	برق خرمن وہ طلاق اور نکاح دیگر
رنگ عشرت سے کسی گل پہ نکھرتا جوبن	خار حسرت سے کسی پھول کا پہلو مضطر
داغ حرماں کا کوئی چاند کا ٹکڑا شاکی	مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر

علیحدہ اشعار تشبیب

خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا	راہ نزدیک سے ہو جانب تشبیب سفر
آج فردوس میں کس کان حیا کا ہے گذر	حکم ہے سبزۂ بیگانہ کو باہر باہر
بخیۂ تار نگہ سوزن مژگاں سے کرے	آج آنکھوں میں ہے اک بلبل بیباک نظر
نہ اٹھے آنکھ رہے اپنی طرف آج نگاہ	ہے یہ خود بینی خدا بینی کی جانب منجر
پتلی اندھا نہ بنا سب ہے فلک سے شفاف	سات پردے ہیں نمائش کے زحل ساں تجھ پر
مردم دیدہ نظر بند ہیں اب لے کے عصا	پہرہ دیتا رہے دنبالۂ سرمہ در پر
تھیں جو بے پردہ عنادل میں عروسان چمن	شرم سے لیتی ہیں دامان صبا اب منھ پر
چلمنیں چھوڑ دو پلکوں کی چکیں ڈال دو جلد	کہہ دو مردم کو کہ دامان نگہ لے منھ پر
نیل ڈھل جائیگا آنکھوں کا فلک! یاد رہے	وا اگر یوں ہی رہی آج بھی چشم اختر
آنکھیں ہو جائینگی اے ماہ جہاں دیدہ سپید	چشم بد دور، ہوا تو بھی بہت شوخ نظر
گرچہ دست ہوس دہر سے دامن ہے بری	مگر آوارہ ہر جا ہے عروس خاور
روح معشوقۂ بے غش تھی پر اب دخل نہیں	بار پائے مرے آغوش بدن میں لیکر
شوخ دیدہ کو رکھیں اہل چمن آنکھوں میں	نرگس از بس ہے پریشاں نظری کی خوگر
خاک اڑاتی پھری آوارہ بہر دشت و چمن	اب حضوری کی ہوا سر میں ہے اے باد سحر
خدمت گشت معاف آج رہے گوشہ نشیں	حکم سرکار ہے او بندۂ داغی قسمر
روشیں آئینۂ چرخ آئینہ پر تو کا ہجوم	سر اشجار شجر ہیں تہہ اشجار شجر
غم صیاد سے فارغ ہیں عنادل کہ یہاں	سب زمیں آئینہ ہے دام چھپے گا کیونکر

عکس باہم سے عجب لطف صفا نے بخشا — سبز ہیں لالۂ وگل سبزۂ و اوراق احمر
یہ بنا تختِ زمرد وہ بنا افسرِ لعل — واہ کیا سبزۂ وگل نے ہیں دکھائے جوہر

علیٰحدہ در مدحت اُمُّ المومنین محبوبۂ سیّد المرسلین حضرت سیدتنا صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہا

حور رویت کیلئے شوق سے آنکھیں دھولیں — اسی سرکار کا مملوک ہے حوضِ کوثر
ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفّت حرمت — کہہ دو مجرے کو بڑھیں پھولوں کا گہنا لیکر
چمنِ قدس کے بیلے سے جبیں پہ چھپکا — نَحْنُ اَقْرَبُ کی چنبیلی سے گلے کا زیور
باغ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن — آیۂ نور کا ماتھے پہ منوّر جھومر
تنِ اقدس پہ لباس آیۂ تطہیر کا ہو — سورۂ نور کا سر پر گہرا یا معجر
یا حُمَیْرَا کا تنِ پاک پہ گلگوں جوڑا — کَلِّمِيْنِی کے دُر آویزۂ گوشِ اطہر
بانوا! تیرا سرا پردۂ عفت رفیع — جس میں بے اذن نہ ہو رُوحِ قدس کا بھی گذر
بس کہ جز حضرتِ شہ دل میں نہیں اور کی جا — شاہزادوں سے بھی خالی ہے کنارِ اطہر
سورۂ نور نے کالے کئے منھ اعدا کے — لَعْنَةُ اللهِ عَلٰی كُلِّ شَقِيٍّ اَكْفَر
تیری تدقیق پہ غش حیدر و نجل ہاشم — تیری تحقیق کے قائل عمرو ابن عمر
کوئی خاتون تیری طرح کہاں سے لائے — باپ صدّیق سا اور ختمِ رسل سا شوہر
تیرے جلوے سے رہی مسندِ افتا روشن — عہدِ صدّیق سے تا دورِ جنابِ حیدر
گو سیہ کار ہے لیکن کلمے سے ہے امید — تیرے بیٹوں میں گنا جائے یہ ننگِ مادر
عاق وہ ناخلفِ کور نمک ناحق کوش — تجھ سے جو دل میں رکھے سوئے عقیدت تل بھر
غم رسانی ہے جب ان ماؤں کی نارہ خلد — وائے اس پر کہ غمیں جس سے ہے تجھ سی مادر
تیل بھی خوب ہی نکلے گا تپ محشر میں — آج جس دل میں ترا سوئے ادب ہے تل بھر
جبرئیل اور تجھے تسلیم بایں قدر جلیل
وزرا مجرئی بانوے سلطاں ہیں مگر

اس کے بعد کے اشعار دستیاب نہیں ہوئے ——————

اقـــــول

اَوَّلًا ــــــ اسی حدائق بخشش حصہ سوم کے صفحہ ۱۰ پر تصریح صریح موجود ہے کہ "مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جو اَب تک چھپا نہیں ہے، بڑی کوشش و جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ و پیلی بھیت شریف وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادرانِ اہلسنّت کی خدمات میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل میں پیش کر رہا ہوں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس حقیر فقیر کی اِس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین" ــــــ

مرتدین الکفرین نے اپنی آنکھیں اس صاف روشن تصریح سے پھوڑ لیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم طباعت اشاعت درکنار، اُس کے غزلیات و قصائد و قطعات و اشعار کی جستجو و فراہمی بھی حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال شریف کے سالہا سال بعد ہوئی ہے۔ پھر اگر اس کے کچھ اشعار کے بے ترتیب چھپ جانے کو بے دینانِ وہابیہ غلط و باطل و خبیث معنے گڑھنے کا منشا بنا لیں تو اس سے معاذ اللہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا افترا باندھنا کیسی زبردست ہٹ دھرمی ہے۔

ثانیًا ــــــ مرتدین اخبثین نے اپنے آپکو اس طرف سے بھی گنگوہی بنا لیا کہ اسی صفحہ ۲۷ پر دو جگہ موٹے قلم سے لفظ "علیحدہ" لکھا ہوا ہے۔ پہلی جگہ ــــــ

"حور رویت کیلئے شوق سے آنکھیں دھولیں　　اسی سرکار کا مملوک ہے حوضِ کوثر"

اسی شعر کے بعد

"تنگ و چست اُن کا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار　　کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر"

اِس شعر سے پہلے لفظ "علیحدہ" بالکل ٹھیک اپنے محل پر ہے۔ یہاں اس لفظ "علیحدہ" نے صاف بتا دیا کہ معاذ اللہ حضرت سیدتنا اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ تو حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس "علیحدہ" کے بعد والا شعر تو حوروں کے متعلق بھی ہرگز نہیں پھر بھی قصیدۂ مبارکہ پر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت تراشنا کیسی کھلی بے ایمانی ہے۔

دوسری جگہ لفظ "علیحدہ" اشعار کے بے ترتیب نقل ہو جانے کے سبب اپنے محل پر نہ رہا۔ درحقیقت یہ دوسرا لفظ "علیحدہ" "خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا، راہ نزدیک سے ہو جانبِ

تشبیب سفر" اس شعر کے بعد تھا۔

ثالثاً ـــــ مرتدین انجمین نے اس شعر کی طرف سے بھی اپنے دیدوں کو چوپٹ کرلیا جو صاف بتارہا ہے کہ حضرت سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمائد و مدائح لکھنے کے قصد سے قلم اُٹھا تھا لیکن اس کے علاوہ کسی اور مضمون لکھنے میں مصروف ہوگیا اور اس وقت جس مضمون کے لکھنے میں قلم مشغول ہے وہ مدحت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مضمون ہرگز نہیں، بلکہ اس کے سوا کوئی اور مضمون ہے۔ پھر اسی شعر کا دوسرا مصرعہ بھی بتارہا ہے کہ اس شعر کے بعد بھی حضرت سیدتنا الحمیرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح و ثنا کا مضمون نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد تشبیب ہوگی۔ قصیدے میں ممدوح کی مدح سے پہلے مخاطبین کو اصل مقصود کی طرف متوجہ کرنے کیلئے عہد شباب کی یادگار کے طور پر بطریقۂ تمہید کچھ واقعات اگرچہ محض فرضی ہوں بیان کئے جاتے ہیں۔ اس بیان کو اصطلاح شعراء میں "تشبیب" کہتے ہیں۔ جیسے حضرت سیدنا کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصیدۂ مبارکہ نعتیہ خاص بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیہ میں بلا واسطہ خود عرض کیا۔ جس کے اس شعر میں کہ ؎

إِنَّ الرَّسُولَ لَنَارٌ يُسْتَضَاءُ بِهَا ۔۔۔ إِنَّهُ لَسَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ الْهِنْدِ مَسْلُولُ

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ مبارک اصلاح بھی فرمائی کہ ؎

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ ۔۔۔ وَإِنَّهُ لَسَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولُ

اس قصیدۂ مبارکہ کو بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ سے بڑا عظیم شرف قبولیت عطا فرمایا گیا۔ اسی قصیدۂ مبارکہ کی تشبیب میں ہے۔ " بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتْبُولُ" ۔ یعنی سعاد جدا ہوگئی تو میرا دل ٹکڑے ہوگیا" ـــــ ظاہر ہے کہ حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہ کوئی معشوقہ تھی جسکا نام سعاد تھا، نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلب اسکے فراق سے زخمی تھا۔ یہ محض تشبیب ہے۔ اسی پہلے مصرعہ کی وجہ سے اس قصیدۂ مقدسہ کا نام ہی" بانت سعاد" ہوگیا۔ اسی طرح قصیدۂ مبارکہ بردہ شریف کے بھی ابتدائی اشعار تشبیب میں ذی سلم و کاظمہ و اضم کا تذکرہ ہے جو محبوبوں مطلوبوں کے اماکن و مساکن کے نام ہیں۔ ظاہر ہے کہ امام محمد بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی معشوقات ہرگز نہ تھیں جو ذی سلم یا کاظمہ یا اضم میں رہتی تھیں۔ بلکہ یہ بھی محض تشبیب ہے۔ لیکن حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۳۷ میں اس شعر کے بعد اشعار تشبیب ہرگز نہیں۔ بلکہ اس شعر کے بعد فوراً ہی خود حضرت سیدہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح یوں شروع ہو جاتی ہے ؎

تنِ اقدس میں لباس آیۂ تطہیر کا ہو　　سورۂ نور ہو سر پر گھر آیا معجر

یہ امر بھی صاف وانشگاف طور پر بتارہا ہے کہ اس شعر سے پہلے کے اشعار ہرگز ہرگز ہرگز معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ اقدس میں نہیں۔ اور اس شعر کے بعد جو اشعار تشبیب تھے وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ قصیدۂ مدحیہ میں پہلے اشعارِ تشبیب ہوتے ہیں۔ پھر مدح ممدوح کیطرف گریز کے اشعار ہوتے پھر ممدوح کی مدح کے اشعار ہوا کرتے ہیں۔ ان واضح و روشن امور کے ہوتے ہوئے بھی اس شعر کے پہلے کے اشعار کو زبردستی معاذ اللہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں بتانا کیسی بے مثل و بے مثال بے حیائی ہے۔

رابعًا ـــــــ مرتدین انجسین اس طرف سے بھی محض سوررداس بن گئے کہ صفحہ ۳۸ پر اس قصیدے کے آخر میں یہ چار شعر ہیں۔

یاد وہ مجمع رنگیں عروسانِ حجاز　　اور ہمیاں کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر
مادرِ زرع کی شاداب وہ کشتِ امید　　برقِ خرمن وہ طلاق اور نکاح دیگر
رنگِ عشرت سے کسی گل کا نکھرتا جوبن　　خارِ حسرت سے کسی پھول کا پہلو مضطر
داغِ حرماں کا کوئی چاند سا ٹکڑا شاکی　　مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی اِدھر

ہر شخص بداہتہً دیکھ رہا ہے کہ یہ چاروں شعر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہِ عزت کے سُرادقاتِ رفعت سے ہرگز ہرگز علاقہ نہیں رکھتے۔ یہ چاروں شعر یقینًا یقینًا یقینًا یقینًا انہیں گیارہ کافرہ مُشرکہ دلہنوں کے متعلق ہیں۔ جن کا تذکرہ اس حدیث شریف میں ہے جو ابتدائے جواب میں لکھی گئی۔ جن میں کی گیارہویں عورت اُمّ ذرع ہے۔ جو ابوذرع کی زوجیت میں نہایت بہترین عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے پھر اس کا شوہر سفر کو جاتا ہے تو ایک عورت پر جس کے دو بچے دودھ پیتے اس کی پیٹھ کے درمیانی حصہ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے ہیں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ امّ ذرع کو طلاق دے دیتا ہے اور اس بچوں والوں والی عورت سے نکاح کر لیتا ہے، امّ ذرع کی لہلہاتی ہری بھری شاداب کھیتی پر ایک دم سے بجلی گر پڑتی ہے جو اس کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ انھیں گیارہ میں سے کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ لطف و مسرّت میں زندگی گذار رہی ہے کوئی اپنے شوہر کے یہاں رنج و مصیبت کے دن کاٹ رہی ہے۔ انھیں گیارہ میں سے کوئی حسینہ ہے جسکی گود اولاد سے خالی ہے جس کو

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت کی گود کو اللہ تبارک تعالیٰ کا اولاد سے خالی رکھنا بھی مصلحتوں اور حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ انھیں گیارہ عورتوں میں سے وہ بھی ہیں جو حسن و شباب کی گرم جوشیوں سرمستیوں سے بھری ہوئی ہیں جیسا کہ حدیث شریف کے الفاظ کریمہ سے ظاہر ہے۔ چونکہ یہ حدیث شریف حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی اور صحابی یا صحابیہ سے مروی نہیں اور اس حدیث شریف سے بیسیوں مسائل شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں اسلئے مدحت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصیدے میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ "یاد وہ مجمع رنگین عروسانِ حجاز" فرما کر تمہیداً انھیں گیارہ عورتوں کا واقعہ بیان فرما کر حضرت سیدہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احسان یاد دلاتے ہیں کہ اے ایمان والو! اپنی مادرِ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احسانِ عظیم یاد کرو کہ اگر اس حدیث شریف کو روایت نہ فرماتیں تو تمام اہل ایمان اس قدر مسائل شرعیہ کو جاننے سے محروم رہ جاتے۔

پھر اسی حدیث شریف کے آخر میں حضور شہنشاہ دارین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بکمالِ کرم حضرت سیدہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس عظیم شرف سے مشرف فرماتے ہیں کہ میرا برتاؤ تیرے ساتھ ایسا ہے جیسا ابوذرع کا برتاؤ اُمّ ذرع کے ساتھ تھا۔ پھر ابدی بشارتِ عظمیٰ عطا فرماتے ہیں کہ ابو ذرع نے ام ذرع کو طلاق دے دی لیکن میں تجھے کبھی طلاق نہ دوں گا، امُ المومنین محبوبۂ سید المرسلین ہونے کے شرف سے کبھی تجھے محروم نہ فرماؤں گا۔ یہ مناسبت بھی اس کا باعث ہوئی کہ قصیدۂ فضائل صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی تمہید میں ان گیارہ عورتوں کا تذکرہ فرمایا جائے۔ اسی قصیدۂ مبارکہ میں ان چاروں شعروں کو دیکھتے ہوئے بھی یہ بکواس کرنا کہ قصیدۂ مبارکہ کا ہر ایک شعر حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہی کی شانِ اطہر میں ہے معاذ اللہ کیسی شرمناک بے ایمانی ہے۔

ہمارے اس بیان سے کالشمس فی النہار واضح و آشکار کہ اگرچہ قصیدۂ مبارکہ بے ترتیب چھپ گیا، اگرچہ اشعار الٹ پلٹ ہوگئے پھر بھی خود قصیدۂ مبارکہ ہی کے اندر ایسا سامان موجود ہے جو صاف طور پر بتا رہا ہے کہ خبثائے وہابیہ دملاعنہ دیوبندیہ جن شعروں کو معاذ اللہ حضرت سیدتنا اُم المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی توہین کا بہتان باندھ رہے ہیں وہ ہرگز ہرگز ہرگز حضرت سیدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شانِ اطہر میں نہیں۔ اُن کی شانِ اطہر تو اُن کی شان اطہر ہے، ان کی کنیزانِ سرکار حورعین کی شان میں بھی ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تینوں شعر بھی انھیں گیارہ کافرہ مشرکہ دلہنوں ہی کے متعلق

ہیں۔ یہ حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمالِ ادب ہے کہ اس قصیدۂ مبارکہ تشبیب میں بھی معشوقانِ مجازی کا تذکرہ نہ فرمایا، بلکہ شمس و قمر و اختر و چرخ کے تذکرے اور جنّت کی زیبائیوں آرائشوں پھولوں بلبلوں حوروں کے بیان سے تشبیب فرمائی ہے۔ فلوجه ربنا الكريم الحمد وعلىٰ حبيبه وآله الصلاة والسلام۔

دیابنہ ملاعنہ اس قصیدۂ مبارکہ پر تو معاذ اللہ حضرت سیدتنا صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور خود حکیم الامۃ الدیوبندیہ مجدد الملۃ النجدیہ جناب اشرفعلی صاحب تھانوی کی ناپاک ملعون کفری عبارتِ خبیثہ کو معاذ اللہ اپنا دین و ایمان جانتے ہیں۔ تھانوی صاحب کو اپنے ہولناک بڑھاپے میں تیرہ برس کی ایک دوشیزہ سے جو ان کی شاگردہ بھی تھی مریدہ بھی تھی محبت ہوجاتی ہے۔ اس کے والدین کو جب خبر ہوجاتی ہے تو تھانوی جی سے اس کا پردہ کرادیتے ہیں۔ پھر بھی مفر نہیں دیکھتے تو تھانوی جی کے بھانجے سے اس کا عقد کرادیتے ہیں۔ مگر تھانوی جی کی قسمت کہ وہ مرجاتا ہے یہ بیوہ ہوجاتی ہے۔ تھانوی جی کے دل میں پھر وہی پہلے کا تقاضائے محبت جاگ اٹھتا ہے اور اس کمسن بیوہ شاگردہ مریدہ بانجھ بہو سے خود اپنا عقد کرلیتے ہیں۔ اس پر تھانوی جی کے چھوٹے بھائی اکبر علی تھانوی سے ناراض ہوکر تھانوی جی کو خط لکھتے ہیں کہ آپ یہ کیسی حرکت کر گزرے کہ بھابھی صاحبہ کی حالت بھی بدل گئی اور خود آپ کو بھی خوشی حاصل نہ ہوئی۔ تھانوی جی اُس کا جواب لکھتے ہیں جس کا نام اَلْخُطُوْبُ الْمُذِیْبَہ لِلْقُلُوْبِ الْمُنِیْبَہ ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے درحقیقت تھانوی جی کی اپنے بڑھاپے میں عشق بازی کا ایک خود نوشت ناول ہے۔ اس کے صفحہ ۸ پر اقرار ہے کہ یہ عقد درحقیقت اس کمسن نئی بی بی کی عمر کو ضائع کرنا تھا۔ اسی صفحہ ۸ پر ہے۔

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انھوں نے مجھ سے کہا، میرا ذہن معًا اسی طرف منتقل ہوا (کہ کمسن بی بی ملے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں بھی ہے۔"

اللہ اکبر! کوئی چمار بھنگی بھی ماں کی تعبیر جورو سے نہ دے گا۔ مگر تھانوی جی خوب جانتے تھے

کہ وہ تو ام المؤمنین ہیں ایمان والوں کی ماں ہیں۔ ان مرتدوں کے پاس ایمان ہی کہاں، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حالاتِ طیّبہ کو "قصّہ" کہا اور اپنے حالِ بد کو بعینہٖ حضور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا حال بتایا، صاف لفظوں میں بک دیا کہ وہی قصہ یہاں ہے۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سرکار میں کیسی عظیم گستاخی اور حضرت سیّدتنا اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں کیسی شدید بے ادبی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی بے غیرت سے بے غیرت، بیحیا سا بے حیا، بے شرم سا بے شرم حتّٰی کہ بازاری زن فاحشہ کا بھی اگر کوئی بچہ ہو تو وہ بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر اُس کی تعبیر یہ نہ دے گا کہ اس سن وسال کی ایسے ہی خدوخال کی معشوقہ اُسے مل جائیگی۔ کسی مسلمان کو اگر واقعے میں حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اگر شرفِ زیارت حاصل ہو تو کیا اس کا وہم بھی اسی نجس گندی گھنونی تعبیر کی طرف جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ مگر اس تھانوی نے جو اپنے آپ کو نبی جیسا تسلّی بخش بتا رہا ہے (رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵) اپنے آپ کو معاذ اللہ حضور سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جگہ رکھا اور اپنی نئی جورو کو حضرت سیّدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ قائم کیا اور صاف یہ نسبت جوڑ کر کھُلے لفظوں میں بک دیا کہ "وہی قصّہ یہاں ہے"۔
کوئی مُسلمان اپنی کسی حالت کو حضور سیّد المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے حالاتِ مقدسہ کے ساتھ تشبیہہ دینا بھی گوارا نہیں کرسکتا کہ فلاں معاملے میں میرا حال بالکل ایسا ہی ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تھا۔ مگر تھانوی جی تشبیہہ سے بھی اُڑ کر عینیت تک پہنچے کہ وہی قصّہ یہاں ہے۔ یعنی جو واقعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور سیّدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا وہی قصّہ بعینہٖ بلا تفاوت تھانوی اور تھانویہ جدیدہ کا ہے۔
اور سُنئیے یہی آپ کے حکیم الامۃ صاحب اپنی کتاب "الافاضات الیومیہ" جلد ہفتم میں لکھتے ہیں۔
"ایک شخص نے اپنا خواب لکھا کہ (نعوذ باللہ) میں نے حضرت عائشہ کے ساتھ ایک نازیبا حرکت کی ہے مجھ سے خواب بیان کیا گیا، سُنتے ہی فوراً ذہن میں آیا یہ شخص کسی شیعی مسئلہ کا معتقد ہے جو اس عضو کے ساتھ مخصوص ہے، میں نے بھی جواب لکھدیا، اُن کو تعبیر پڑھ کر حیرت ہو گئی کہ یہ کیسے سمجھ میں آیا۔ ایک میرے دوست بیان کرتے تھے جن سے صاحب واقعہ

نے بیان کیا تھا کہ میں ڈھیلے سے استنجا سکھانے کا نہ معتقد تھا اور نہ میں اس پر عامل تھا اس لئے اپنے لئے تعبیر سے عدم مناسبت بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔"

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ مگر یہ باتیں تو ایمان والوں سے کہنے کی ہیں تھانوی واذنابِ تھانوی سے اس کی کیا شکایت

مَا عَلٰی مِثْلِہٖ یُعَدُّ الْخَطَاءُ

مسلمانانِ اہلسنّت ان مکاروں کے حلقۂ مکر وتزویر میں اپنی مسلمانی وسنّت کو ہرگز نہ پھنسائیں اور اپنے دوسرے سُنّی مسلمان بھائیوں کو بھی سمجھائیں کہ وہ بھی اُن عیّاروں کے حلقۂ فریب ودغا میں پھنسنے سے اپنے اپنے دین وایمان کو بچائیں۔ وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُوَفِّقُ جل جلالہٗ وَعلٰی حبیبہٖ وَاٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

ان مرتدین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمِ غیب کے مثل معاذ اللہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کیلئے بھی علمِ غیب ثابت کر دیا (حفظ الایمان تھانوی صـ۸)

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمِ اقدس کو شیطانِ ملعون کے علم سے کم اور شیطان ملعون کے علم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمِ اقدس سے زیادہ بتایا (براہین قاطعہ انبیٹھی صـ۵۱)

اللہ قدوس وسبّوح جلّ جلالہٗ کو جھوٹا ٹھہرایا (فوٹو فتوائے گنگوہی)

سچے بے عیب خدائے وحدہٗ لا شریک لہٗ کے معاذ اللہ چوری کرنے شراب پینے ظلم کرنے جاہل ہونے کو جائز وممکن لکھ کر تمام عیبوں کے ممکن ہونے کا اس کی ذاتِ اقدس کو عیب لگایا (تذکرۃ الخلیل میرٹھی صـ۸۶)

یہ کہہ کر کہ کذب وظلم اور تمام قبیح باتوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لحاظ سے کوئی برائی نہیں یعنی وہ جھوٹ بولے ظلم کرے ہر قسم کی تمام بے حیائیاں کرے تو بھی اس کی ذاتِ اقدس میں کوئی خرابی لازم نہیں آسکتی۔ اللہ تعالےٰ کے معاذ اللہ عیبی ہونے کا کفری گیت گایا۔ (جہد المقل دیوبندی حصّہ اول صفحہ ۷۷)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصف خاتم النبیین کے اس ضروری دینی معنیٰ کو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں ناسمجھ لوگوں کا غلط خیال ٹھہرا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانۂ اقدس میں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بعد بھی نئے پیغمبروں جدید نبیوں کے پیدا ہونے کو جائز بتا کر مرتد قادیانی کو دعوائے نبوت کرنے کا

کفری سبق سکھایا۔ (تحذیر الناس نانوتوی صفحہ ۳ و ۱۴ و صفحہ ۲۸)

حضور نبی اُمّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر شریف تک معاذ اللہ ایمان سے قطعاً بے خبر تہذیب اخلاق سے بالکل ناواقف لکھ کر مرتدین ومنافقین کے دفتر میں اپنا نام لکھوایا۔

(مختصر سیرت نبویہ کاکوروی صفحہ ۲۲)

ان کے ایسے ہی اقوال کفریہ پر عرب وعجم کے تمام علمائے اہلسنّت ومفتیان دین وملّت نے متفق علیہ فتاویٰ صادر فرمائے ہیں کہ یہ لوگ اپنی ان کفری عبارتوں کی وجہ سے بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً ایسے کافر ومرتد ہیں کہ جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو کافر مرتد کہنے سے زبان روکے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ملحد منافق زندیق ہے ـــــ قرن گذر چکے جگ بیت گئے کسی بڑے چھوٹے کی یہ ہمّت نہ ہوسکی نہ کبھی انشاء اللہ الواحد القہار ہو سکے گی کہ ان ملعون عبارات کفریہ کو اسلام بنا سکیں ان کے قائلین اور اُن کے اذناب کے سروں پر سے کفر وارتداد وزندقہ والحاد ونفاق کے پہاڑ اٹھا سکیں تو کھسیانی بلّی کی طرح کھمبا نوچنے پر آمادہ ہوگئے ہیں اور الملفوظ شریف وحدائق بخشش حصّہ سوم ومدائح اعلیحضرت ووصایا شریف کی عبارتوں پر کفر کے بہتان باندھنے لگے ہیں تاکہ بھولے بھالے سیدھے سادے سُنّی مسلمان اُن کے مکروفریب میں پھنس جائیں۔ ان بیچاروں کو یوں بہکائیں کہ عبارات کفریہ تو معاذ اللہ علمائے اہلسنّت کی کتابوں میں بھی ہیں اور مناظرین اہلسنّت کو ان مکارانہ بحثوں میں الجھائیں اپنے طواغیت کے کفریات کو عوام کے دلوں سے بھلائیں۔ مگر یاد رکھیں کہ ان اللہ لا یھدی کید الخائنین ؛ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ؛

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیٰ خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا ومالکنا محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؛ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم۔

سگِ بارگاہ نبوی وبندہ سرکار قادری وگدائے کوئے رضوی ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔

۲۱ ماہ مبارک ربیع الاوّل شریف ۱۳۷۲ھ دوشنبہ مبارکہ ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء

قہر رب الناس علی کود القانطین اہل الیاس

۱۳۷۲ھ

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت زادہما اللہ شرفاً وشوکۃً مندرجہ ذیل مسائل میں۔

۱ ـــــ تبلیغی جماعت کے نام سے مُلک میں جو جماعت کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے کس عقیدے کے لوگ اسکی کمان کر رہے ہیں؟

۲ ـــــ تبلیغی جماعت کا بانی کون ہے اور اس کے عقائد کیا تھے۔ سُنا جاتا ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی اس طریقے کا موجد ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ تاریخی دلائل مطلوب ہیں۔

۳ ـــــ بانی کے عقائد و اعمال کا اثر اس کی قائم کردہ جماعت پر پڑ سکتا ہے یا نہیں؟ گو اس کے اصول اچھے ہیں۔ بر شقِ اوّل شرعی حکم کی بنا اس پر کس حد تک رکھی جا سکتی ہے؟

۴ ـــــ تبلیغی جماعت سے طریقۂ تبلیغ کے متعلق یہ کہنا کہ انبیاء کرام علیہم السّلام و صحابۂ کرام کی سُنّت ہے شرعی اور تاریخی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟

۵ ـــــ تبلیغی جماعت والوں کے عقائد و اعمال کچھ بھی ہوں صرف یہ دیکھ کر کہ بظاہر اُن کے اصول اچھے ہیں سُنّی مسلمانوں کو اس جماعت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ ہر دو شق پر کتاب و سُنّت سے دلیل مرحمت فرمائی جائے۔ بینوا توجروا۔ والسّلام

المستفتی

اصغر علی، جمشید پور

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ ربّ محمد صلی علیہ وسلما ÷ وعلی ذویہ وصحبہ ابد الدھو سرمدا

۱ ـــــ تبلیغی جماعت کے نام سے مُلک میں جو پارٹی کلمہ و نماز کی تبلیغ کے ڈھونگ رچا

رہی ہے ہندوستان کے چھنٹے ہوئے وہابیہ دیوبندیہ اسکی کمان کررہے ہیں ـــــ جیسے منظور سنبھلی، ابوالحسن علی ندوی، عاشق الٰہی بلند شہری، احتشام الحسن کاندھلوی، اور ظفر احمد تھانوی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم۔

۲ـــــ تبلیغی جماعت کا بانی ایک پکا وہابی کٹر دیوبندی تھا جسکو الیاس کہا جاتا ہے۔

محمد ابن عبد الوہاب نجدی چونکہ تمام سُنّی مسلمانوں کو کافر مشرک کہتا تھا اسی لئے جس کسی کو اپنے حلقۂ وہابیت میں لاتا تھا پہلے اس کو کلمہ پڑھواتا تھا۔ اس کے آباؤ اجداد جو مذہب اہلسنت پر دنیا سے گذر گئے سب کو اسکی زبان سے کافر مشرک کہلواتا تھا۔ اسی طرح اپنے نزدیک اسکو نیا مسلمان بناتا تھا۔ اس کے سر کے بالوں کو حالت کفر و شرک کے بال بتاکر اس کا سر بھی منڈواتا تھا۔ [1]

اسی نجدی طریقۂ تبلیغ کو یہ نام نہاد تبلیغی جماعت وہابیہ از سر نو آہستہ آہستہ نہایت مکّاری وعیّاری کے ساتھ زندہ کرنا چاہتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم۔

۳ـــــ کسی جماعت کے بانی کے عقائد و اعمال کا اثر اس جماعت پر ضرور پڑتا ہے۔ کم از کم اتنا تو ضرور ہی ہوتا ہے کہ اس کے عقائد کفریہ پر اطلاع رکھتے ہوئے اس جماعت کے افراد اس کے ساتھ وہ معاملات نہیں برتتے جو حکومتِ غیر اسلامیہ میں بھی مسلمانوں پر مرتد کے ساتھ برتنا فرض ہیں۔ اور مستحقِ جہنم ہونے کے لئے یہ مداہنت ہی کیا کم ہے کمافی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مَنْ کَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کی جماعت کو زیادہ کیا وہ اسی قوم میں سے ہے۔ وَقَالَ اللہُ تَعَالیٰ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنی اور اگر تجھ کو شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ وَقَالَ اللہُ تَعَالیٰ وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ یعنی اور جو لوگ کفر کرنے والے ہیں وہی ظالم ہیں مسلم شریف کی حدیث

---

[1] ملاحظہ ہو تاریخ امراء بلد الحرام والدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ العلامۃ مولانا السید احمد زینی دحلان رضی اللہ عنہ الرحمٰن وسیف الجبار المسلول علی الاعداء الابرار للعلامۃ مولانا فضل الرسول البدایونی العثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ایّاکم و ایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ یعنی کلمہ پڑھنے والے مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں بددینوں سے دور رہو اور اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔ اور جماعت کے جن افراد پر اس کے بانی کا اثر معاذاللہ یہاں تک پڑ گیا کہ اس کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد اسکو کافر مرتد کہنے سے توقف کرنے لگیں یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھنے لگیں تو وہ عیاذاً باللہ سبحٰنہٗ تعالیٰ شرعًا خود ہی کافر مرتد ہوجائیں گے۔

دین اسلام کا اجماعی مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔ یعنی جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیب، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین یا کسی عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا انکار کرنے والوں میں سے کسی کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک رکھے وہ خود بھی شرعًا کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کسی جماعت پر اس کے بانی کے عقائد واعمال کا اثر پڑنا یقینی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ۔ یعنی جس دن ہم ہر شخص کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۴ ـــــ نام نہاد تبلیغی جماعت الیاسیہ کا طریقۂ تبلیغ مکارانہ عیارانہ دجالانہ ہے۔ ان کے اس طریقے کو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام وصحابۂ عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ بتانا معاذاللہ اُن کی توہین ہے جو حدِ کفر کو پہنچانے والی ہے۔ اس سے توبہ فرض ہے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۵ ـــــ اعمال فروع اور عقائد اصول ہیں۔ جب کسی جماعت کے بانی وارباب بست وکشاد واہل حل وعقد کے عقائد ہی معاذاللہ کفریات وارتدادات پر مشتمل ہیں تو بظاہر اس کے اصول کو اچھا بتانا مکر وتلبیس اور خداع بئیس ہے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ الیاس آنجہانی نے اپنی ساختہ تبلیغی تحریک کے چھ نمبر قائم کئے ہیں۔ جنکو عاشق الٰہی بلند شہری نے یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اور اس رسالے کا نام "چھ باتیں" رکھا ہے۔ اس کے صفحہ چھ پر پہلے ہی نمبر کلمۂ طیبہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے ـــــ "اُسی خدا کو حاجت روا مشکلکشا نگہبان اور مددگار اور نفع نقصان پہنچانے والا ہر جگہ

حاضر و ناظر اور ہر بات کا سُننے والا یقین کرے"۔ ________

اس عبارت میں اس نے حاجت روائی مشکل کشائی نگہبانی مددگاری نافعیت ضاریت حاضر و ناظر ہونے ہر بات کا سُننے والا ہونے کو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کیلئے حصر کر دیا۔ اگرچہ سُنّی مُسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کے محبوب بندوں کو اُسی کے حُکم اسی کی دی ہوئی قدرت سے حاجت روا مشکلکشا نگہبان مددگار نفع نقصان پہنچانے والا حاضر و ناظر سُننے والا دیکھنے والا مانتے ہیں مُسلمانانِ اہلسنّت کے ڈر سے منہ بھر کر کافر اور ابوجہل کے برابر مُشرک تو نہیں کہا، لیکن اسمٰعیلی تفویت الایمانی خباثت و ضلالت کی جھلک دِکھائی گئی۔ حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شہید و بصیر ہونا، اس کا حاجت روا ہونا اس کا مشکلکشا ہونا، اس کا نگہبان ہونا، اس کا مددگار ہونا، اس کا نافع و ضار ہونا، اس کا ہر شے کو سننے والا اور دیکھنے والا ہونا یہ سب اس کی ذاتی صفاتِ کمالیہ ہیں۔ لیکن اس نے اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اپنے کرم سے حاضر و ناظر بنایا۔

قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا ۝ یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے نبی بیشک ہم نے آپکو حاضر و ناظر بھیجا۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا ۝ یعنی اور ہوگا یہ رسول تم پر گواہ اور نگہبان۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ۝ یعنی اور اے محبوب ہم لائیں گے آپکو ان لوگوں پر گواہ و نگہبان۔[1]

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوبانِ کرام علیٰ سیّدہم و علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو اپنے حکم سے اپنی دی ہوئی قدرت سے اپنے بندوں کا حاجت روا مشکلکشا نگہبان مددگار نفع رساں سمیع و بصیر بھی بنایا ہے۔ ملاحظہ ہو "الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء" و "برکات الامداد لاهل الاستمداد" و "انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ" و "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" من تصانیف سیدی مرشدی اعلیحضرت المجدد الاعظم امام اہل السنّۃ الشیخ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خان القادری البرکاتی البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بہرحال اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ الیاسی نام نہاد تبلیغی جماعت کے پہلے نمبر کلمۂ طیّبہ

---

[1] ملاحظہ ہو رسالۂ مبارکہ اقوم البیان بان الحبیب لا یخلوا منہ زمان ولا مکان مصنفہ مولٰنا ابوالطاہر محمد طیب صاحب صدیقی دانا پوری قادری رضوی زیدت فیوضہم۔ و رسالۂ مبارکہ تعریف اہل الاسلام والایمان بانّ نبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا یخلو منہ زمان ولا مکان

کی تلقین ہی میں در پردہ وہابیت ٹھونس ٹھونس کر بھر دی گئی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر صفحہ سولہ پر چوتھے نمبر "اکرام مسلم" کی تفصیل میں لکھا جاتا ہے۔

"مومن کی شان یہ ہے کہ ہر مخلوق کے حقوق کا دھیان رکھے اور تواضع کے ساتھ پیش آئے، جو اپنے لئے پسند کرے وہی سب کیلئے پسند کرے، نہ کسی سے بغض رکھے۔"

یہ صُلحکلّیت کی تعلیم ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تکذیب یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین یا کسی عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا انکار کر کے اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ عداوت و دشمنی کر رہے ہیں اُن کے ساتھ بغض رکھنا خود اللہ و رسول کا حکم ہے۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَاؤُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

یعنی اے مسلمانو بیشک تمہارے لئے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام میں اور اُن کے ساتھ والوں میں پیروی کا اچھا نمونہ ہے جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک تم سے اور اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو اُن سے ہم بیزار ہیں۔ ہم تم سے منکر ہو گئے اور ہمارے اور تمہارے درمیان بغض اور بیر ہمیشہ کیلئے ظاہر ہو چکا۔ یہاں تک کہ تم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان لاؤ۔

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَىٰ لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ۔

یعنی جس نے اللہ کیلئے محبّت رکھی اور اللہ کیلئے بغض رکھا اور اللہ کیلئے دیا اور دینے سے انکار اللہ کیلئے کیا تو بیشک اس نے ایمان کو کامل کر دیا۔

اس مبارک مضمون کی تفصیل رسالہ مبارکہ "اربعین شدت" مصنفہ مولانا مولوی ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری رضوی دامت فیوضہم میں ملاحظہ ہو۔

مقدس دین اسلام کی مبارک تعلیم تو یہ ہے کہ اپنے نفس کیلئے کسی سے بغض نہ رکھے۔ لیکن اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے اُن کے دشمنوں سے بغض رکھنا اور انکے دوستوں

سے محبت رکھنا کمالِ ایمان و مدارِ ایمان ہے۔

پھر صفحہ ۳۴ پر ہے — "مناجات مقبول پڑھنے کا ورد ہو تو اسے بھی پڑھیں — پھر صفحہ ۳۹ پر ہے — قضا نمازوں کے مسئلے بہشتی زیور حصہ دوم میں دیکھ لیں"۔ بہشتی زیور اور مناجات مقبول دونوں کتابیں اشرفعلی تھانوی کی ہیں۔ اور یہ تھانوی وہی ہے جس نے حفظ الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو بعض علمِ غیب اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس ناپاک عبارت میں اس کے مثل علمِ غیب اُس نے ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو بلکہ ہر بچے ہر پاگل کیلئے بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کے لئے بھی ثابت کر دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ — یہی وہ عبارتِ کفریہ ملعونہ ہے جس کی بنا پر مکۂ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے اور ہند و سندھ و دکن و کوکن و بلوچستان و بنگال و پنجاب و مدراس و گجرات و کاٹھیاواڑ کے علمائے اہلسنت و مفتیانِ دین و ملت و مشایخ طریقت نے بالاتفاق فتوے دیئے کہ بحکم شریعت مطہرہ تھانوی ایسا کافر مرتد ہے کہ جو شخص اسکے اس قول پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان مانے یا اس کو کافر مرتد نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد ہونے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحقِ نارِ ابد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تھانوی نے بہشتی زیور حصہ اول صفحہ ۴۴ پر ایک سرخی لکھی "کفر و شرک کی باتوں کا بیان" اور اُسی کفری و شرکی سُرخی کے ماتحت اِن باتوں کو بھی گنا دیا۔

"کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے، کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اُسے خبر ہو گئی، کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی اولاد مانگنا، کسی کے نام کا روزہ رکھنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی جگہ کی کعبے کے برابر ادب و تعظیم کرنا، کسی کے نام کا یا زو پر

پیسہ باندھنا، سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا، کسی بزرگ کا نام بطورِ وظیفہ کے جپنا، یوں کہنا کہ خدا و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا۔"

تھانوی صاحب نے اس عبارت میں صاف بتا دیا کہ، ا۔۔۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کے متعلق یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا و بخشش سے ایسی قدرت رکھتے ہیں کہ ہمارے سب حالات کی ان کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے وہ کافر مشرک ہے، ۲۔۔۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی کی قدرت سے اُن کو ہمارے پکارنے کی خبر ہو گئی وہ کافر مشرک، ۳۔۔۔ جو شخص کسی نبی یا ولی یا خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی کی قدرت سے نفع و نقصان کا مختار مانے وہ کافر مشرک، ۴۔۔۔ جو شخص کسی نبی یا ولی سے یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے مرادیں مانگے یہ سمجھ کر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے حکم اُسی کی قدرت سے یہ ہماری مرادیں ہم کو دیں گے وہ کافر مشرک، ۵۔۔۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو یہ سمجھ کر کہ یہ ہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی قدرت اور اُسی کے حکم سے اولاد دے سکتے ہیں ان سے اولاد مانگے وہ کافر مشرک، ۶۔۔۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو ثواب پہنچانے کیلئے اُن کے نام کا روزہ اس نیت سے رکھے کہ یہ روزہ جو میں نے خالص عبادتِ الٰہی کیلئے رکھا ہے اس پر بارگاہِ خداوندی سے مجھکو جو ثواب ملے گا وہ میں اس نبی یا ولی کی روح پاک کو نذر کرتا ہوں وہ کافر مشرک، ۷۔۔۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو ثواب پہنچانے کی منّت مانے وہ کافر مشرک، ۸۔۔۔ جو شخص مدینہ طیبہ کی مقدس زمین کا کعبۂ معظمہ کے برابر ادب اس کی تعظیم کعبۂ مکرمہ کے برابر تعظیم کرے وہ کافر مشرک، ۹۔۔۔ جو شخص یوں کہے کہ خدا اور اس کا رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا وہ کافر مشرک (ان امور کا مفصل و مدلل ثبوت اصلاحِ بہشتی زیور حصۂ اوّل مصنفہ مولانا حشمت علی صاحب بریلوی زید مجدہم میں ملاحظہ ہو) ۱۰۔۔۔ جو شخص سفر کو جاتے وقت پیسہ یا روپیہ اپنے بازو پر اس نیت سے باندھے کہ جب سفر سے بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کامیاب و بامراد مع الخیر واپس آؤں گا تو اس پیسے یا روپے کی شیرینی پر چند آیاتِ قرآنیہ اور چند بار درود شریف پڑھ کر اس سب کا ثواب حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو جن کا لقب امام ضامن ثامن

ہے ثواب پہنچاؤں گا وہ کافر مشرک، ۱۱ـــــ جو شخص سہرا باندھے وہ کافر مشرک، ۱۲ـــــ جو شخص علی بخش نام رکھے وہ کافر مشرک، جو حسین بخش نام رکھے وہ کافر مشرک، جو شخص عبد النبی نام رکھے وہ کافر مشرک، ۱۳ـــــ اور یہاں پیر وغیرہ کا مطلب یہ ہے کہ محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش عبد الرسول، عبد العلی نام رکھنے والے، ۱۴ـــــ اور بحکم تقویۃ الایمان غلام محمد، غلام احمد، غلام رسول، غلام نبی، غلام مصطفیٰ، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، غلام حیدر، غلام غوث، غلام خواجہ نام رکھنے والے بھی سب کے سب کافر مشرک ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الیاس نے اپنی گڑھی ہوئی تبلیغی جماعت کے کارکنوں کو اسکی ایک کتاب کو وظیفے کے طور پر پڑھنے اور اس کی دوسری کتاب بہشتی زیور پر عمل کرنے کا حکم دیا تاکہ اس طرح کے لوگوں کے دلوں میں تھانوی کا معاذ اللہ ولی اور عالم دین ہونا جما کر ان کو وہابی دیوبندی بنا دیا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

صفحہ ۳۵ پر ہے ـــــ "ہر شخص سے کلمہ نہ سنیں اور نہ ہر شخص سے نماز کو کہیں۔ بسا اوقات ایسا کرنے سے نقصان دہ نتیجے نکل آتے ہیں"۔ پھر صفحہ ۳۶ پر ہے ـــــ "یہ کسی سے مناظرہ نہ کریں اور سوال و جواب میں نہ لگیں"۔ پھر اسی صفحہ ۳۶ پر یہ ہے ـــــ "خاص آدمیوں سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ دین دار یا مالدار ہوں یا اور کسی حیثیت سے اپنے شہر محلے اور گاؤں میں بااثر ہوں، ایسے لوگوں سے بات کرتے وقت بڑی سمجھ اور بصیرت کی ضرورت ہے"۔ پھر صفحہ ۴۲ پر ہے ـــــ "گشت میں یا دعوت میں یا تعلیمی حلقے میں کسی اختلافی مسئلے کا ذکر نہ چھیڑیں بلکہ اصل توحید اور ارکانِ اسلام کی دعوت دیں۔ جب کلمہ کا مطالبہ سمجھ میں آجائے گا تو ہر شخص اس کے احکام کی صحیح تحقیق کرے گا"۔ پھر صفحہ ۴۴ پر ہے ـــــ "لوگوں کو دین کی طرف لانے اور دین کے کام میں لگانے کی تدبیریں سوچا کرو اور جس کو جس راستے سے متوجہ کر سکتے ہو اس کے ساتھ اسی راستے سے پیش آؤ"۔ اور صفحہ ۴۳ پر ہے ـــــ "کلمے نماز کی تلقین گویا ہمارے نصاب کی الف۔ ب۔ ت ہے"۔

ان چھئوں عبارتوں میں الیاس کاندھلوی نے اپنے تبلیغی اذناب کو مکر و فریب اور تقیہ و کذب کی کھلم کھلا تلقین کی ہے۔ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ علیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کا مبارک طریقہ تبلیغ تو یہ ہے کہ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ یعنی میں اس لئے تمہارے پاس تشریف لایا ہوں کہ اس قرآن کے ذریعے سے تم کو بھی ڈراؤں اور ان سب لوگوں کو بھی ڈراؤں جن تک یہ قرآنِ عظیم پہنچے۔

لیکن الیاسی طریقۂ تبلیغ یہ ہے کہ ہر شخص سے کلمہ پڑھنے، نماز پڑھنے کو نہ کہا جائے، کیونکہ بہت وہ سنّی مسلمان جو ان الیاسی تبلیغیوں وہابیت و دیوبندیت کا ڈھول پیٹنے والے طبلچیوں کے عقائدِ کفریہ سے واقف ہیں۔ جب اُن سے کلمہ پڑھنے کیلئے کہا جائیگا تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ ہم لوگ تقویۃ الایمان و بہشتی زیور کے مُطابق تمام مسلمانانِ اہلسنّت کو کافر مشرک سمجھتے ہیں اسی لئے کلمہ پڑھا کر اپنے دھرم میں اُن کو مُسلمان بنانے کیلئے گاؤں گاؤں قصبے قصبے شہر شہر محلے محلے گلی گلی پھرتے ہیں۔

ہمارے مالک و آقا و مولیٰ حضور سیّدنا محمد رسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فرمان کے مُطابق کلمہ طیّبہ پر پورا ایمان ہے، اپنے آقا و مالک و مولیٰ صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے ہم کلمۂ طیّبہ پڑھتے رہتے ہیں، پڑھتے رہیں گے۔ اور خدا اور اس کا محبوب جل جلالہٗ و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم چاہے گا تو ہم اس پیارے کلمۂ طیّبہ ہی پر دُنیا سے اُٹھیں گے۔ مگر تم جیسے وہابیوں دیوبندیوں کے کہنے سے ہرگز نہ پڑھیں گے۔ تم تو اپنے عقائدِ کفریہ مندرجۂ بہشتی زیور وحفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیرُ النّاس و فولوٹے فتوائے گنگوہی کے سبب شرعاً خود ہی کافر مرتد منافق ملحد زندیق ہو، پھر تم کو کیا حق ہے کہ دوسرے کو کلمہ پڑھاؤ۔ پہلے اپنے وہابیانہ عقائدِ کفریہ سے توبۂ صحیحہ شرعیہ کرکے وہابی دھرم دیوبندی پنتھ سے بیزاری و برائت کرکے سُنّی مسلمان بن جاؤ۔ پھر تم کو حق ہوگا کہ دوسرے کو کلمہ پڑھاؤ۔

تمہارے دھرم میں خدا جھوٹا ہے، چوری کرسکتا ہے شراب پی سکتا ہے، ظالم ہوسکتا ہے، جاہل ہوسکتا ہے، جتنے اچھے بُرے ستھرے گندے، پاکیزہ گھنونے کام بندے کرسکتے ہیں وہ سب کام خدا بھی کرسکتا ہے۔ تمہارے دھرم میں رسول کا علم شیطان سے کم، اور بچوں یا پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم کے مثل ہے تو تم لوگ دوسروں سے کلمہ پڑھوا کر اُسی جھوٹے عیبی خدا کی توحید اور اسی شیطان سے کم بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے مثل علم رکھنے والے رسول کی رسالت کی تبلیغ کررہے ہو۔ اور جب ان سُنّی مُسلمانوں سے بھولے بھالے سیدھے سادے مُسلمان اہلِ ایمان یہ باتیں سُن لیں گے تو اس الیاسی نام نہاد تبلیغی پارٹی کا سارا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ پھر ان میں سے کوئی اس کے دھوکے میں نہ آئے گا۔ لہٰذا خوب سوچ سمجھ کر جان پہچان کر ایسے سادہ لوح ناواقف مُسلمانوں سے کلمہ و نماز پڑھنے کو کہا جائے جو

لے حاشیہ صفحۂ گذشتہ سورۂ انعام پارہ ہفتم

جال میں پھنس سکیں اور یہ مکر و فریب کا الیاسی طلسم ٹوٹنے نہ پائے۔ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ

۲۔ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مقدس طریقۂ تبلیغ تو یہ ہے جو ان کے رب کریم جل جلالہٗ نے ان کو تعلیم فرمایا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ۝ [1] یعنی اے محبوب آپ اپنے رب کے راستے کی طرف پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے بلاؤ اور اُن سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

آیتِ کریمہ میں پکّی تدبیر سے وہ محکم دلیلیں مراد ہیں جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کردیں اور اچھی نصیحت سے نیک کاموں پر ثواب کی رغبت دلانا اور بُرے کاموں پر عذاب سے ڈرانا مُراد ہے اور بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف اس کی آیتوں اور دلیلوں سے لوگوں کے ساتھ بحث کرکے ان کو دینِ اسلام کی حقانیت کے متعلق تسلّی و تشفی بخشیں۔

لیکن الیاسی طریقۂ تبلیغ یہ ہے کہ کسی سے مباحثہ نہ کریں نہ کسی کے سوال کا کچھ جواب دیں مطلب صاف واضح ہے کہ مناظرہ و مباحثہ کرنے سے الیاسی پارٹی کی وہابیت و دیوبندیت ہر جاہل سے جاہل مسلمان پر واضح ہوجائیگی۔ اَلْیَاسی مبلّغین چونکہ اپنے وہابیانہ عقائدِ کفریہ کی بنا پر باطل پرست، کھلے ہوئے باطل پرست ہیں ——— اور حضراتِ مبلّغینِ اہلسنّت بفضلہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم اپنے عقائدِ حقّہ ایمانیہ کی بنا پر اہلِ حق ہیں۔ اور حق و باطل کے مقابلے میں ہمیشہ باطل کو شکستِ فاش ہوتی ہے۔ تو اگر یہ اُلیاسی مُکلّبین بھی جہاں کہیں اہلسنّت کے سامنے میدانِ مناظرہ میں آئیں گے یقیناً ہزیمتِ فاشیہ و ذلّتِ فاحشہ پائیں گے۔ جس کو دیکھ کر گاؤں، پہاڑوں کے رہنے والے، کھیتی کسانی محنت مزدوری کرنے والے بے پڑھے مُسلمان بھی اُن سے متنفر ہوجائیں گے۔ لہٰذا الیاس کاندھلوی نے اپنے اذناب کو مناظرہ اور سوال و جواب سے قطعاً روک دیا۔ تاکہ وہابیت پردے میں چھُپی رہے اور پردے ہی پردے میں مُسلمانانِ اہلسنّت کی مُسلمانی اور سُنّت پر منھ مارتی رہے۔ حالانکہ مناظرہ اور سوالوں کے جوابات دینا حضراتِ انبیاء علیہم الصّلاۃ والسّلام کی سُنّت ہے، صحابۂ کرام و اہلبیتِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سُنّت ہے،

---

[1] سورہ نحل پارہ چہارم

ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنّت ہے۔ بلکہ سوالات کے جوابات عطا فرمانا خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنّت ہے۔ ایسی مہتم بالشان مقدّس ومعظم چیز کو کاندھلوی نے اپنے مکّارانہ طریقۂ تبلیغ کے لئے مُضر دیکھ کر اپنے دم چھلّوں پر سرے سے اس کا دروازہ ہی بند کر دیا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسّلام کا طریقۂ تبلیغ یہ ہے کہ ایماندار ودیندار لوگ مالدار ہوں یا مفلس ان کا لحاظ کیا جائے، ان کو نگاہِ محبّت ونظرِ رحمت سے نوازا جائے ــــــ سردارانِ کفّار کی ایک جماعت نے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے عرض کی کہ ہمیں غرباء اور شکستہ حال لوگوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے، اگر آپ ان کو اپنی صحبت سے دور کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اِسلام لے آنے سے خلق کثیر اسلام لے آئے گی۔ اس پر اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ	یعنی اے محبوب آپ اپنی جان پاک کو اُن سے مانوس رکھئے
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ	جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسکی رضا چاہتے ہیں
وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ	اور آپکی مبارک آنکھیں ان کو چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا آپ دنیا
زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا	کی زندگی کا سنگار چاہیں گے اور اس کا کہا نہ مانئے جس کا دل
قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ	ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا
اَمْرُهٗ فُرُطًا ٥ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ	اور اس کا کام حد سے گذر گیا۔ اور فرما دیجئے کہ حق تمہارے رب
فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ٥[1]	کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

لیکن اَلْیَاس کاندھلوی اپنے متبعین کو تلقین کرتا ہے کہ جو لوگ مالدار یا دنیوی عزّت ووجاہت والے ہوں ان لوگوں سے بھی بات چیت کرتے وقت بڑی سمجھ اور بصیرت سے کام لو تاکہ وہ ناراض اور ناخوش نہ ہو جائیں۔ مطلب یہ ہوا کہ پوری خوشامد کا بل چاپلوسی کے ساتھ ان سے میٹھی میٹھی چکنی چپڑی باتیں کر کے ان کو پھسلاؤ اور وہابیت کے جال میں پھنساؤ۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصّلاۃ والسّلام وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقۂ تبلیغ وہ ہے جس کی تعلیم اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا	یعنی یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف

[1] سورہ کہف پارہ پانزدہم

اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ھُمْ فِیْ شِقَاقٍ ○

اترا اور اُتارا گیا۔ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اُن کی اولاد پر اور اس پر جو عطا کئے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور اس پر جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم اُن میں کسی پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔ پھر اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئے جس طرح تم ایمان لائے تو بیشک وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو بیشک وہ بڑی ضد میں ہیں۔

اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمادیا کہ سچا صحیح حق طریقۂ تبلیغ صرف یہی ہے کہ تمام عقائد ضروریہ دینیہ و جملہ مسائل بدیہیہ ایمانیہ پر ایمان لانے کی کھلم کھلا تبلیغ کی جائے۔ لیکن اُلیاس کاندھلوی اپنے پس رؤوں کو تاکید کرتا ہے کہ گشت میں کسی اختلافی مسئلے کا تذکرہ ہرگز نہ چھیڑیں بلکہ صرف کلمۂ توحید پڑھوائیں۔ اور نماز روزے حج زکوٰۃ کی تلقین کریں۔ تقویۃ الایمانی و بہشتی زیوری دھرم پر جن کھلے ہوئے کفریات و شرکیات میں وہ لوگ مبتلا ہیں اُن سے توبہ کرنے کے لئے بھی کچھ نہ کہیں۔ پھر جب وہ تمہارے کلمۂ توحید پڑھوانے ارکان اسلام کی تبلیغ کرنے کو دیکھ کر تمہارے معتقد ہو جائیں گے تو پھر آسانی سے وہ تمہارے اُن وہابیانہ عقائد کفریہ کو قبول بھی کر لیں گے جن کو تم اپنے دھرم میں کلمے کے احکام سمجھتے ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا طریقۂ تبلیغ تو یہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ○ یعنی تو اے محبوب آپ علانیہ وہ بات فرما دیجئے جس کا آپ کو حکم فرمایا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔ یعنی اپنا دین ظاہر کرنے پر مشرکوں کے ملامت کرنے کی پرواہ نہ کی جائے۔ اُن کی بیہودہ بات کی طرف التفات نہ کیا جائے، ان کے تمسخر و استہزا کا کچھ غم نہ کیا جائے۔ (سورۂ حجر پارہ چہاردہم)

اور اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ط (سورۂ مائدہ پارہ ششم)

یعنی اے رسول پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کو آپ کے رب کی طرف سے اُترا اور اگر (بفرض محال) آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اسکا پیغام نہ پہنچایا۔

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ط (سورہ بقرہ پارہ اوّل)

یعنی تو کیا تمہارے پاس کوئی رسول وہ لیکر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں۔ تکبّر کرتے ہو تو ان (انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام) میں سے ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسّلام کا پیارا طریقۂ تبلیغ تو یہ ہے کہ دینِ الٰہی کے تمام ضروری اہم مسائل وعقائد کی کھلم کھلّا بلا خوف لومۃ لائم یعنی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کچھ خوف کئے بغیر تبلیغ فرماتے رہے۔ اور اپنے جھٹلائے جانے اور شہید کردیئے جانے کی بھی کچھ پرواہ ہرگز نہ فرمائی۔ لیکن کاندہلوی اُلیاس کا طریقۂ تبلیغ یہ ہے کہ اپنے دینِ وہابیت ومذہبِ دیوبندیت کو عقائد ومسائل کو صاف صاف ہرگز پیش نہ کیا جائے۔ ورنہ یہ طلسمِ تبلیغ سارا کا سارا درہم برہم ہو جائیگا۔ بلکہ تدبیروں، حیلوں، مکّاریوں کے ساتھ خفیہ طور پر لوگوں میں پھیلاؤ۔ سوچ سوچ کر نئی نئی تدبیریں گڑھا کرو، کسی سے کچھ کہہ دیا کرو، کسی کو کچھ سمجھا دیا کرو، کسی کو کچھ اور سُنا دیا کرو۔ یعنی جس کو دیکھو کہ اس طریقے سے ہمارے جال میں پھنسے گا اسکو اُسی طریقے سے پھانسا کرو۔ جن سُنّی مسلمانوں کو تقویۃ الایمانی وزشتی زیوری دھرم پر تم ابوجہل کے برابر کافر مشرک سمجھتے ہو اُن کو بھی اس وہابیانہ کفر وشرک سے پہلے پہلے نہ بچاؤ نہ اس کا ذکر اپنی زبان پر لاؤ کہ تم کافر مشرک ہو نہ اُن سے منھ پھیرو۔ جس تدبیر سے مُناسب سمجھو اُن کو تبلیغ کے جال میں پھانسو پھر وہ اپنے آپ وہابی بن جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی ـــــــ اور صفحہ ۴۲ کی عبارت میں کاندھلوی اُلیاس نے صاف کُھل کھیلے ہیں۔ لکھا ہے ـــــــ

"ہمارا اصلی نصاب جو تھانوی صاحب کی تعلیم ان کی کتابوں میں ہے اُسکے لئے یہ کلمہ ونماز پڑھوانا تو الف، ب، ت ہے"۔ یعنی یہ کلمہ ونماز پڑھوانا تو سیدھے سادے بھولے بھالے ناواقف عوام مُسلمانانِ اہلسنّت کو جو طائرانِ چمنِ سُنّیت ہیں وہابیت کے جال میں پھانسنے کیلئے اُن کے سامنے اُن کا محبوب مرغوب دانہ پانی رکھنا ہے۔ اور اصل مقصد تو تھانوی صاحب کی تعلیماتِ وہابیت کو اُن میں عام طور پر عام کرنا ہے۔ وَالعَیَاذُ بِاللہِ ربّ العٰلمین والصلاۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔

سگِ بارگاہِ نبوی وبندۂ سرکارِ قادری وگدائے کوئے رضوی ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خان قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ اہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔

القِلَادَۃُ الطَّیِّبَۃُ المُرَصَّعَۃُ عَلٰی نُحُوْرِ الاَسْئِلَۃِ السَّبْعَۃِ

۱۳۴۳ھ ۔۔۔۔۔۔ ۱۲

ایک اشتہار بعنوان " مسائل سبعہ انعامی ہفت ہزاری کا اشتہار ضروری " " الاظہار" بمبئی سے شائع ہوا۔ اس کا شائع کرنے والا عبد المالک زمیندار اعظم گڑھی مقیم مکان یوسف میاں بہلا ملا مسجد کے بازو میں مسجد گلی کھیت باڑی پوسٹ ۱۲ بمبئی ہے۔ وہ اشتہار علمائے دین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ ان مسائل سبعہ کے جواب عطا فرمائیں خدا سے اجر پائیں۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

اِسلامی بھائیو! دینی دوستو! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ سُبحانہٗ وبرکاتہٗ

متعدد ایام منقضی ہوئے ہیں کہ میں نے علم غیب کا مسئلہ خواجہ صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے جواباً حضرت سیّد جنید غوث اعظم کی کتاب فیض انتساب کے حوالے سے فرمایا مَنْ یَّعْتَقِدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَھُوَ کَافِرٌ لِاَنَّ عِلْمَ الْغَیْبِ صِفَۃٌ مِّنْ صِفَاتِ اللہِ سُبْحَانَہٗ

(مراۃ الحقیقہ ص۱۸ س، مطبوعہ مصری)

خلاصہ مطلب کہ جناب ابوالقاسم سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کے عالم الغیب جاننے والے مسلمان کو حضرت پیر صاحب بھی کافر فرما گئے ہیں اور علۃ غائی یہ ہے کہ خاصۂ شئے اُسے ہی کہا کرتے ہیں کہ اسی مخصوص ہی میں پایا جائے نہ غیر میں۔ پس رسول اللہ کا عالم الغیب

لہ اشتہار میں اسی طرح ۲ہ اس اشتہار میں رفع کے ساتھ ہے ۳ہ مشتہر کی عادت ہے کہ صلعم یا ص لکھتا ہے اور رضی اللہ عنہ، کی جگہ رضؔ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ رحؔ ۱۲

ہونا شرعی اور عقلی بھی محال ہے۔ یعنی مخصوص صفت خالق اور پھر مخلوق میں جلوہ گر حافظ صاحب کا شعر

صلاح کار کجا و من خراب کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ع ما للتراب و رب الارباب ۔ چہ نسبتہ خاک را با عالم پاک ۔ فی الجملہ نہ تو اللہ صاحب ہی نے اپنے قرآن مجید ہی میں بھی کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علم غیب دیا ہے (البتہ دینی علوم وقتاً فوقتاً بذریعہ وحی بالضرور مکمل تعلیم دیے ہیں جملہ امور مغیبات کی بھی آپ کو اطلاع اسی قبیل سے ہے و بدیں وجہ مخصوص حنفی بزرگوں نے ایسے عقیدہ والے مسلمان کو تو خصوصاً کافر ہی کہا ہے۔ حنفی کتب فقہیہ ملاحظہ ہوں) و خود بدولت نے بھی تو لبث و ۲۳ سالہ عرصۂ طویلہ میں (جو نبوی عمر معدود ہے) نہ مردوں میں نہ عورتوں میں نہ عوام و خواص میں نہ روز و شب میں ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا ہے کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب بھی عطا فرمایا ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے نہ اہلبیت رضی اللہ عنہم نے نہ اصحاب رضی اللہ عنہم نہ تابعین رحمہم اللہ نے نہ تبع تابعین نے باوجود ایسے صحیح و صریح دلائل پھر بھی رسول اللہ کو صفاتی ۔ جزئی ۔ مجازی ۔ محدودی علم الغیب جاننے والا تو البتہ کافر ہی ہے اور اللہ و رسول اللہ دونوں ہی پر بہتان عظیم ثابت کرنے والا نہیں تو آپ ہی بتائیں پھر وہ کون ہے (یا بے ایمانی تیرا ہی آسرا) اللہ صاحب تو قرآن شریف میں بھی متعدد مواقع پر رسول اللہ کو یہی حکم فرماتے ہیں کہ آپ کہہ دیجئے مجھے تو اللہ صاحب نے علم غیب نہیں دیا (میں عرض کرتا ہوں اور آج کل کے نام کے مسلمان تو بڑے زور شور سے بآواز دہل للکارتے پھرتے ہیں۔ بمبئی بولی بوم مارتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ تو عالم الغیب ہیں تو آپ ہی انصاف فرمائیے گا۔ معاذ اللہ ایسی اللہ صاحب کو کیا کٹھن مشکل، سخت مصیبت آخر بھی ایسی کیا حاجت کہ خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ سے جھوٹ بلوائیں مع ذالک دونوں سے ایک تو کاذب و کافر ہوا الٰہی توبہ الٰہی توبہ وَلَهُمُ الْوَيْلُ مِمَّا يَصِفُوْنَ المختصر سائل راقم کے مجموعۂ سوالات کے ادائے قاطعہ سے حضرت خواجہ صاحب نے ایسے ایسے دنداں شکن جوابات دیئے ہیں کہ بھائیو میں باللہ العظیم حواس باختہ ہی ہو گیا ہوں۔ لہٰذا اس تمام رام کہانی

لے اشتہار میں یوں ہی ہے ۱۲ ۔ ٹے اشتہار میں یوں ہی ہے

کے بعد تو سائل مستفتی کی جانب بھی اہلِ اسلام ذوی الاکرام والاحترام لِلّٰہ توجہ فیض موجب مبذول فرمائیں۔ دہلوی دیوبندی سہارنپوری میرٹھی لکھنوی۔ بریلوی۔ بدایونی بمبئی عمومًا و خصوصًا خواجہ صاحب مجدّدی بھی مکرّر توجہ فرمائیں عند اللّٰہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں

۱ــــ علمِ غیب

۲ــــ ندائے غائبانہ غیر اللّٰہ۔ مثل یا رسول اللّٰہ یا ولی اللّٰہ یا خواجہ وغیرہا۔

۳ــــ نذر غیر اللّٰہ

۴ــــ محفلِ میلاد

۵ــــ قیام

۶ــــ تقبیلِ ابہامین (انگوٹھے چومنا)

۷ــــ تعمیرِ قبر، پختہ قبر بنانا۔

قرآن شریف، صحیح احادیث، کتب ائمۂ اربعہ چاروں بزرگوں کی تصانیف (بہار الدین۔ محی الدین۔ شہاب الدین۔ معین الدین۔ شعر۔ مرشدین اوّلین و آخرین، رحمۃ اللّٰہ علیہم اجمعین) سے بھی جو کوئی مولوی صاحب مسائل مستفسرہ اسولہ کے اجوبہ بسند مذکورہ عطا فرمائیں گے تو حق المحنۃ فی مسئلہ انشاء اللّٰہ سبحانہٗ ہزار روپیہ پیش کروں گا۔ و تبوفیقہ کیا بڑی بات ہے۔ جو صاحب بھی نجدیت۔ غیر مقلّدیت، وہابیت۔ نیچریت۔ القاب و خطاب سے اخبار سازی، اشتہار بازی سے اس مذہبی آزادی حکومت کے اندر بے علم مسلمانوں میں حیلہ بازی و فتنہ پردازی کریں گے تو بھی اولًا یہ اُن کی ہرزہ درآئی زٹل قافیہ بمبئی محاورہ ٹھنڈے بھگت کی بات سمجھی جائے گی۔ ثانیًا دفع فتانی فتنہ کما قال رسول اللّٰہ صلعم یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ (ابوہریرہ رضؓ مسلم) الغرض آخر زمانہ میں جہلا مولویوں کی صورتوں میں اپنی کھچڑی و بزرگی کے سبب بے علم مسلمانو تمہیں ایسی جھوٹی و بناوٹی حدیثیں سنائیں گے کہ جو نہ تو تم ہی نے نہ ہی تمہارے بزرگوں نے بھی کہیں نہیں سنی ہیں۔ اسی لئے اگر تمہیں دینداری منظور ہے تو

تو ایسے رنگین مولویوں وشوقین صوفیوں سے بھی مت ملو۔ ایسوں کا مرید بھی ہرگز نہونا چاہیئے
کما قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَ
النَّاسِ ۝ مولانا رومی رحمہ شعر

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔۔ پس بہر دستے نباید داد دست

والاّ تمہیں گمراہ کر کے مشرک ہی بنا دیں گے۔ پس دینداروں سے ملتے رہو اور بدعتیوں
سے بچتے رہو ملخصًا ۔ بقاعدہ برطانوی دولت جی کورٹ میں مشتہر صاحب سے مجبورًا
عاجز سائل کو بھی مقدمہ بازی کر کے کیا (سونے کا گھر مٹی ہی کا ہو جائے) مگر ایسے ضالٌ
مضلٌ ۔ شہر آشوب ۔ فتان مشتہر کو تو (انشاء اللہ سبحانہ) حتی المقدور بغیر سخت قید و
سزا زینہار درگزر نہیں کر سکتا اور جو مولوی صاحب سائل کے سوالات کا حسب مشروط
شروط ثبوت بھی دیں تو خدا واسطے مجھے ایک ہفتہ قبل ہی بذریعہ پبلک اشتہار ہٰذا کی مانند
آگاہی بخش دیں تاکہ سرکاری قانون ہی کے مطابق حسب ارشاد مجیب صاحب کسی سرکاری بینک
میں انعامی ہفت ہزاری روپیہ موعودہ امانتہً رکھ دیا جائیگا۔ تاکہ معیّنہ وقت پر بحضوری علمائے
اہل اسلام بعوض مشروطی ثبوت پولیس کمشنر صاحب بہادر کی معرفت مولوی صاحب
موصوف کی خدمت بابرکتہ میں ہدیہ منذورہ حاضر کر دوں ۔
(الف) تحقیق مسائل ضروریہ کو بھی جو مسلمان فساد سمجھتے خراب کہتے برا جانتے ہیں یا تو وہ مسلمان
ہی نہیں ہیں والاّ منافق تو بالضرور ہیں (ج) اور یہ بھی غیر ضروری ہے کہ ساتوں مسئلوں ہی
کا جواب دیا جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو ایک ہی مسئولہ کا مسئلہ کا جواب عنایتہ ہو۔ مگر جوابی ادلّہ
مشروطہ مسئلہ طمانیتہً ضرور درج اشتہار ہوں (د) اور یہ تو ہر مجیب صاحب کے نصب العین رہے
غیر مشروطی جواب بالکل مردود و قابل ماخوذ مجیب مشتہر ہے ۔ (س) اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ
بِغَیْرِہٖ ۔ الحدیث وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ
الْھُدٰی ۔

اَلْجَــــــــوَابُ

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقِ اِصَابَۃُ الْحَقِّ وَالصَّوَابُ

جواب مسئلہ ۱و

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا، ملکوت السموٰت والارض کا انھیں شاہد بنایا۔ دریاؤں کا کوئی قطرہ، ریگستانوں کا کوئی ذرہ، پہاڑوں کا کوئی ریزہ، سبزہ زاروں کا کوئی پتہ ایسا نہیں جو حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم میں نہ آیا۔ قرآن و حدیث و ائمۂ قدیم و حدیث کے ارشادات جلیلہ اس مسئلہ میں اس قدر ہیں کہ ان کا احصا یقیناً دشوار۔ جسے ان میں کثیر پر اطلاع منظور ہو حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تصانیف قدسیہ اَنْبَاءُ الْمُصْطَفٰی بِحَالِ سِرٍّ وَّاَخْفٰی ـــ خَالِصُ الْاِعْتِقَادِ ـــ اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃِ ـــ اَلْفُیُوْضُ الْمَکِّیَّۃُ لِمُحِبِّ الدَّوْلَۃِ الْمَکِّیَّۃِ کی طرف رجوع لائے۔ یا اَلْعَذَابُ الْبَئِیْسُ عَلٰی اَخْنَسِ حَلَائِلِ اِبْلِیْسَ ـــ اِدْخَالُ السِّنَانِ اِلٰی حَنَکِ الْحَلْقِی بَسْطِ الْبَنَانِ وغیرہ تصانیف مبارکہ قدسی اصحاب احباب حضور پرنور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطالعہ کرے بعونہٖ تعالیٰ تحقیقات کے باغ پائے گا لہکتے، الفت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گلشن مہکتے، عشق محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غنچے چٹکتے، عظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہ وسلم کے چاند چمکتے، فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سورج دمکتے، بادہ عشق نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساغر چھلکتے، شراب محبت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جام چھلکتے، دیو کے بندے زیر خنجر بلکتے، وہابیت کے بوم مذبوح پھڑکتے، نجدیت کے زاغ جاں بلب سسکتے ـــ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یہاں فیض حضور پرنور رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے مستعین و متوسل ہو کر دو حرف مختصر لکھنا مناسب اللہ عزوجل فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ

لہ پارہ ۲۹ رکوع ۱۱ سورہ جن شریف۔

رسولوں کے ـــــ اور فرماتا ہے عزّوعلا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ [1]

اور اللہ اس لئے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب بتا دے لیکن اس کیلئے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔

اور فرماتا ہے تبارک اللہ تعالےٰ۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ٥ [2]

نہیں ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غیب کی بات بتانے پر بخیل۔

الحمد للہ حضور محبوب ربّ العلمین جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے علم غیب ثابت کرنے والے یہ نصوصِ قطعیہ قرآنیہ ہیں۔ منکرین سے جب جواب نہیں بنتا تو مجبور ہو کر وہ اُن آیات کریمہ کے مقابل وہی آیاتِ نفی احاطہ واستقلال پیش کر دیتے ہیں۔ گو یا چاہتے ہیں کہ قرآن عظیم کا قرآن عظیم ہی سے رَدّ کر دیں۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى، تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ٥ اِنْ اَرَادُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلَى الْقُرْاٰنِ رَدًّا وَلَا يُمْكِنُ اَنْ يَّرُدَّ الْقُرْاٰنَ الْكَرِيْمَ عَلٰى اٰيَاتِهِ الْكَرِيْمَةِ رَدًّا۔

اقول وباللہ التّوفیق۔

توضیح مقام وازاحت اوہام یہ ہے کہ ان آیات کریمہ سے ایک قضیہ موجبہ جزئیہ ثابت ہوا کہ اللہ عزّوجل کے بعض بندگانِ خدا محبوبانِ کبریا کو بھی علم غیب ہے۔ بلکہ تھانوی جی کے اقرار سے تو ہر پاگل بلکہ ہر چوپائے کو بھی علم غیب حاصل ہے۔ اور جو آیاتِ نفی ہیں مثل لَا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ کہ زمین وآسمان میں اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ کہ اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ـــــ ان سے ایک قضیہ سالبہ کلیہ نکلتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا۔ اب منکرین کیلئے تین ہی احتمال

---

[1] پارہ ۴ رکوع ۹ سورۃ آل عمران شریف [2] پارہ ۳۰ رکوع ۶ سورت کُوِّرَتْ [3] پارہ ۱۶ رکوع ۹ سورۃ مریم شریف [4] پارہ ۲۰ رکوع ۱ سورۃ النمل شریف [5] پارہ ۷ سورت انعام شریف رکوع ۱۳

ہیں۔ یا ان آیاتِ نفی پر ایمان لائیں اور اُن آیاتِ اثبات سے کفر کریں تو قطعًا کافر کہ قرآنِ عظیم کی کسی آیت بلکہ کسی حرف کا بھی منکر قطعًا کافر۔ وہ فرماتا ہے عزّ جلالہٗ۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ۔ لہ

اب تو کیا تم کتابِ الٰہی کے بعض حصّہ پر ایمان لاتے اور بعض سے کفر کرتے ہو تو جو تم میں سے ایسا کرے اسکی کیا سزا ہے سوا اس کے کہ دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے روز سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

والعیاذ باللہ تعالٰی ـــــ یا معاذ اللہ ان دونوں قسم کی آیاتِ کریمہ میں تناقض مانیں گے کہ موجبۂ جزئیہ سالبۂ کلّیہ کا نقیض ہے۔ اگر ایسا کہیں گے تو معاذ اللہ قرآنِ عظیم کے کتابِ الٰہی ماننے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے کہ کتابِ الٰہی میں تناقض محال اور جس کتاب میں تناقض ہو وہ ہرگز کتابِ الٰہی نہیں۔ خود قرآنِ پاک فرماتا ہے۔

لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا لہ

اگر یہ کتاب غیرِ خدا کی ہوتی تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

یا آیاتِ نفی ونصوصِ اثبات دونوں پر ایمان لائیں گے۔ اور دونوں میں تطبیق دیں گے ـــ اب بحمد اللہ تعالٰی ہمارا مقصود حاصل ہے۔ کہ آیاتِ نفی میں اور علم مُراد ہے۔ اور نصوصِ اثبات میں دوسرا علم۔ یعنی آیاتِ نفی کا یہ مفاد کہ اللہ کے سوا کسی کو ذاتی علمِ غیب نہیں۔ اور الحمد للہ کہ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ بیشک جو شخص کسی غیرِ خدا کو بالذات علمِ غیب مانے وہ یقینًا کافر ہے۔ ہرگز مُسلمان نہیں۔ اور نصوصِ اثبات سے یہ مُراد بلکہ ان میں بالتصریح ارشاد ہے کہ محبوبانِ خدا رُسلِ کبریا علٰی سیّدہم وعلیہم الصلاۃ والثناء کو خدا کے دیئے سے اُسکی عطا سے علمِ غیب ہے۔ الحمد للہ کہ اس پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ بیشک جو شخص حضور محب ومحبوب طالب ومطلوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے بالعطاء مطلع علی الغیوب ہونے کا مُنکر ہو وہ ان نصوصِ اثبات کا منکر اور قطعًا کافر ہے ہرگز مومن نہیں۔ مُسلمان کی شان تو قرآنِ عظیم نے ساری کتاب پر ایمان لانا فرمائی۔ صاف فرمادیا تُؤْمِنُوْنَ بِالْکِتٰبِ کُلِّہٖ۔ والحمد للہ ربّ العٰلمین۔

لہ پہلا پارہ رکوع ۹ سورۂ بقر شریف لہ پارہ ۵ رکوع، سورۃ النساء شریف۔

یہ تو مطلق علم غیب کا مسئلہ تھا جو بحمد اللہ قرآن عظیم نے روشن فرمادیا۔ اب تفصیل علم اقدس حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم اجمالی حاصل کرنے کیلئے بھی اسی قرآن پاک کی طرف رجوع کیجئے۔ دیکھئے وہ کیا فرماتا ہے۔ فرماتا ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ [1] — اے حبیب ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری کہ ہر شے کا روشن بیان ہے۔

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ [2] — ہم نے اس کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی یہ کتاب کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں۔ لیکن اگلی کتب الہیہ کی تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے

اور "شیٔ" مذہب اہلسنّت میں ہر موجود کو کہتے ہیں۔ اور موجودات میں مکتوبات قلم و مکنونات لوح محفوظ بھی داخل۔ تو قرآن عظیم کا تبیان علوم لوح و قلم کو بھی شامل۔ اب لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھئے۔ فرماتا ہے۔

كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ [3] — ہر چھوٹی اور بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے۔

اور فرماتا ہے۔

لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ [4] — کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو روشن کتاب لوح محفوظ میں نہ ہو

اور فرماتا ہے۔

لَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ [5] — ذرہ سے کوئی چیز چھوٹی اور بڑی ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو

اور فرماتا ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ [6] — ہم نے ہر شے کو لوح محفوظ میں محفوظ رکھا ہے۔

---

[1] پارہ ۱۴ رکوع ۷ سورۃ النحل شریف [2] پارہ ۱۳ رکوع ۶ سورۃ یوسف شریف [3] پارہ ۲۷ رکوع ۱۰ سورۃ قمر شریف [4] پارہ ۷ رکوع ۱۳ سورۃ انعام شریف [5] پارہ ۱۱ رکوع ۱۱ سورۃ یونس شریف [6] پارہ ۲۲ رکوع ۱۷ سورۃ یٰسین شریف۔ ۱۲ منہ

اب اگر کوئی وہابی کہے کہ اگرچہ قرآنِ عظیم میں ہر شے کا روشن بیان ہے مگر یہ کیا ضرور ہے کہ حضور بھی تمام مطالبِ قرآن سے واقف ہوں والعیاذ باللہ تعالیٰ تو قرآنِ عظیم نے اُس کے منھ میں ہمیشگی پتھر دے دیا۔ فرماتا ہے اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ بیشک ہم پر ہے اس قرآن کا بیان فرمانا۔ اور اس سے قبل فرمایا اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ بیشک ہمارے ذمّہ ہے (اے محبوب تمہارے سینے میں) اس کا جمع فرمانا اور اس کا پڑھانا ـــــ جب خود اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب میں قرآنِ عظیم جمع فرمایا، خود ہی پڑھایا، خود ہی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اس کے مطالب کو بیان فرمایا تو اب کون بے ادب گستاخ کہہ سکتا ہے کہ قرآنِ پاک کے بعض معانی حضور مہبطِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر مخفی رہے ہوں۔ تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے روشن ارشاداتِ قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا تمام ماکان ومایکون لوحِ محفوظ میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ لوحِ محفوظ میں لکھا ہے سب کا روشن تفصیلی بیان قرآنِ پاک میں ہے۔ اور جو کچھ قرآنِ پاک میں ہے سب کا کامل علم اللہ عزّ وجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا فرمایا۔

تو بعونہٖ تعالیٰ آفتابِ نصف النہار سے زائد روشن طور پر ثابت ہوا کہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو ہوگا سارا ماکان ومایکون اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بتایا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ناظرِ منصف کیلئے یہی دو حرف کافی اور مکابر متعسف کیلئے دفتر ناوافی۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

جوابِ مسئلہ دوم:

انبیاء و اولیاء وغیرہم محبوبانِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیّدہم وعلیہم وبارک وسلم کو وسیلہ واسطہ جان کر ندا کرنا بھی جائز و مستحسن و مستحب ہے۔ جو تفصیل چاہے رسالۂ مبارکہ اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاہ فِیْ حِلِّ نِدَاءِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تصنیف حضور پُرنور مرشد برحق سیّدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ کرے۔ بالاجمال یہاں چند کلمے گذارش۔

اللہ عزّ وجلّ ارشاد فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ۝ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

---

[1] پارہ ۲۹ رکوع ۱۶ سورۃ قیامہ شریف [2] پارہ ۲۹ رکوع ۱۶ سورۃ قیامہ شریف [3] پارہ ۶ رکوع ۹ سورۃ مائدہ شریف۔ ۱۲

اور فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الۡوَسِیۡلَةَ اَیُّهُمۡ اَقۡرَبُ[1] ۵ سیدنا عُزیر و سیدنا عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام کی مدح فرمائی جاتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف وسیلہ لے جاتے ہیں اُسے جو اللہ سے زیادہ قرب رکھنے والا ہے۔ احادیث اس مسئلہ میں بکثرت و بے شمار ہیں۔ ڈھائی سو احادیث صحیح سے حضور پُرنور امام اہلسنّت مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے استدلال فرمایا۔ مَنۡ شاء فلیراجع الی الرسالة المبارکة الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء۔ یہاں کتاب مبارک الامن والعلی سے صرف چار حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

اوّل —— حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نابینا کو دُعا فرمائی کہ بعد نماز کہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیۡكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نبیّ الرحمة یامحمد انی اتوجه بِكَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ هٰذِهٖ لِتَقۡضٰی لِیۡ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعۡهُ فِیَّ"۔ الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی انہیں میرا شفیع کر اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (رواہ النسائی والترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ و الطبرانی والحاکم والبیہقی عن سیدنا عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

مُشتہر صاحب دیکھیں سیّد عالم صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو، ہمارا نام پاک لیکر ندا کرو، ہم سے استمداد والتجاء و استعانت کرو۔ وللّٰہ الحجة السامیة۔

دوم —— کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اذا ضل احدکم شیئًا واراد عونًا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یاعباد اللّٰہ اعینونی یاعباد اللّٰہ اعینونی فان للّٰہ عبادًا لا یراھم۔ (رواہ الطبرانی عن عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیے یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اسکی مدد کریں گے۔

وَالحمد للّٰہ رب العلمین۔

---

[1] پارہ ۱۵ رکوع ۵ سورۃ بنی اسرائیل شریف

سوم ــــــ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ۔ جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے فَلْيُنَادِ يَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوا تو یوں ندا کرے کہ اے اللہ کے بندو روک دو ۔ عباد اللہ اسے روک دیں گے ۔ رواہ ابن السنی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہٗ ۔

چہارم ــــــ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یوں ندا کرے أَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ میری مدد کرو اے اللہ کے بندو ۔ (رواہ ابن ابی شیبۃ والبزاز عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما)

اور حضور پُر نور سید الاسیاد فرد الافراد قطب الارشاد سُلطانِ بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہٗ نے بھی اپنا نام مُبارک باعثِ حلِّ مشکلات فرمایا ہے ۔ امام اجل سیّدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرّہٗ العزیز جن کو امام فنِ رجال شمس الدین ذہبی نے "طبقات القراء" اور امام جلیل جلال الدّین سیوطی نے "حسن المحاضرہ" میں الامام الاوحد کہا یعنی بے نظیر امام ، اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدّثانہ اسانیدِ صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہٗ فرماتے ہیں ۔

إِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ حَاجَةً فَاسْأَلُوْهُ بِيْ ۔ جب اللہ تعالٰی سے کسی حاجت کیلئے دعا مانگو تو میرا وسیلہ لے کر دعا کرو ۔

اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہٗ

مَنِ اسْتَغَاثَ بِيْ فِيْ كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادَانِيْ بِاسْمِيْ فِيْ شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ ۔ جو کسی بے چینی میں مجھ سے فریاد کرے اسکی بے چینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی زائل ہو ۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ! احسانِ خدا کہ پیر پایا ؛ اور پیر بھی دستگیر پایا

والحمد للہ رب العٰلمین ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

جواب مسئلۂ سوم :

غیر خدا کیلئے نذر فقہی کی ممانعت ہے ، اولیاء کرام کیلئے اُن کی حیاتِ ظاہری یا باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہیں یہ نذرِ فقہی نہیں ۔ عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اُسے " نذر " کہتے ہیں ۔ بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں ۔

شاہ رفیع الدّین صاحب برادر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی رسالہ نذور میں لکھتے ہیں ۔

"نذر یکہ اینجا مستعمل می شود نہ بر معنی شرعی ست چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگاں می برند نذر و نیاز می گویند"۔

امام اجل سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی "حدیقۂ ندیہ" میں فرماتے ہیں ـــــ

وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ وَالتَّبَرُّكُ بِضَرَائِحِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعْلِيْقِ ذٰلِكَ عَلٰى حُصُوْلِ شِفَاءٍ اَوْ قُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّهٗ مَجَازٌ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَادِمِيْنَ بِقُبُوْرِهِمْ كَمَا قَالَ الْفُقَهَاءُ فِيْمَنْ دَفَعَ الزَّكٰوةَ لِفَقِيْرٍ وَسَمَّاهَا قَرْضًا صَحَّ لِاَنَّ الْعِبْرَةَ بِالْمَعْنٰى لَا بِاللَّفْظِ۔

یعنی اسی قبیل سے ہے زیارۃ قبور اور مزاراتِ اولیاء و صلحا سے برکت لینا اور بیماری کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیائے گزشتہ کیلئے منّت ماننا کہ مقصود محض اُن کے خادمانِ قبور پر تصدّق ہے جیسے فقہا نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے زکوٰۃ ادا ہو گئی کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا۔

کیوں مشتہر صاحب! اب بھی نہ سمجھے نذر اولیاء نذر فقہی نہیں بلکہ حقیقۃً متوسلین اولیاء پر تصدّق ہے اب قرآن عظیم سے پوچھئے تو آیاتِ قرآنیہ کے نیر گونج رہے ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ[1] بیشک اللہ بہتر جزا دے گا تصدق کرنے والوں کو۔ مسلمانوں کی نیت یہی ہوتی ہے اور ان کا یہی عُرف ہے کہ ان صدقات سے وجہ الٰہی مقصود رکھتے ہیں۔ اور ان کا ثواب اُن اولیائے کرام کی خدمات میں پہنچاتے ہیں۔ اب قرآن و حدیث میں جتنے فضائل صدقاتِ نافلہ کے وارد ہوئے وہ سب نذر اولیاء کو بھی شامل اور انہیں آیاتِ کثیرہ سے اس کا جواز بھی حاصل۔ کہئے مشتہر صاحب! اب تو آپ کی شرائط کے مطابق قرآن عظیم ہی سے نذر اولیاء کا اثبات ہو گیا ـــــ تفصیل کیلئے دیکھو اَلسُّنِّيَّةُ الْاَنِيْقَةُ فِيْ فَتَاوٰى اَفْرِيْقَةَ تصنیف حضور پُر نور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَم۔

جواب مسئلۂ چہارم، پنجم، ششم:

محفلِ میلاد اس کا نام ہے کہ مسلمانوں کو بلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے فضائل رفیعہ و مراتبِ منیعہ انہیں سُنائے جائیں اور حضور کی ولادت شریفہ کا ذکر کیا جائے۔ یہ تو حقیقت ہے اس مجلس کریمہ کی۔ اب قرآن عظیم سے اُسکے جواز کا ثبوت لیجئے۔ فرماتا ہے جَلَّتْ آلَاؤُهٗ۔

---

[1] پارہ ۱۳ رکوع ۳ سورۃ یوسف شریف۔ ۱۲

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ (الآیۃ) [۱]　بیشک ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ اُن میں ایک عظمت والا رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔

اس آیت کریمہ نے صاف فرما دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت قدسیہ ایک ایسی نعمت جلیلہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر احسان جتاتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو آدم و عالم کرسی و عرش اعظم لوح محفوظ و قلم سب حضور ہی کی ولادت پاک کا صدقہ اور طفیل ہے۔ حضور کی ولادت نہ ہوتی تو کچھ پیدا ہی نہ ہوتا۔ فرما دیا گیا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔ اے محبوب اگر میں تمہیں پیدا نہ کرتا تو جہان ہی کو نہ بناتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ خلفائہ من الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین بارک وسلم۔

اور خدا کی نعمت کا ذکر اور چرچا کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب و مرغوب۔ فرماتا ہے عظمت نعماؤہٗ۔

وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ [۲]○ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ تو بحمدہٖ تعالیٰ قرآن پاک ہی سے ثابت ہوا کہ حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر اور چرچا کرنا عین مطلوب الٰہی ہے۔ وللّٰہ الحمد۔ اب اس کے ساتھ مسلمانوں کے عرف میں بعض امور اور زائد ہوتے ہیں۔ مثلاً چند آدمیوں کا آوازیں ملا کر نعت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پڑھنا تو یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ غزوۂ احزاب میں صحابۂ کرام آوازیں ملا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نعت میں یہ شعر پڑھ رہے تھے ○

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا　عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ہم وہ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھوں بک چکے ہیں اس بات پر کہ ہماری عمر میں جب کبھی جہاد کا موقع ہو تو ہم اپنی جانیں نثار کریں۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے جاں نثاروں کی جاں نثاری ملاحظہ فرما کر خوش ہو ہو کر جواب فرما رہے تھے۔

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ اللّٰھُمَّ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ۔　عیش تو صرف آخرت ہی کا ہے تو اے اللہ انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

یا عمدہ فرش بچھانا، روشنی اور گلدستوں اور مختلف قسم کی آرائشوں سے آراستہ کرنا تو یہ زینت

---

[۱] پارہ ۴ رکوع ۸ سورۃ آل عمران شریف ○ [۲] پارہ ۳۰ رکوع ۱۸ سورۃ الضحیٰ شریف ○

ہے۔ اور فرماتا ہے جل جلالہٗ۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ ۔ ؎۱
تم فرمادو کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی۔

نیز یہ امور فرحت و سرور ہیں اور انھیں میں داخل ہے۔ خوشبو لگانا اور گلاب پاشی کرنا وغیرہ۔

اور اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۔ ؎۲
تم فرمادو اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہی پر چاہیئے کہ خوشیاں منائیں یہ انکی دھن دولت سے بہتر ہے

اوپر معلوم ہو چکا کہ حضور کی ولادت مقدسہ بہت بڑی نعمت الٰہیہ رحمت جمیلہ اور اللہ کا فضل عظیم ہے تو اس پر یہ خوشیاں منانا حسب فرمان قرآن جائز و مستحب ہے یا شیرینی تقسیم کرنا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ برّ و احسان ہے۔ اور فرماتا ہے جل جلالہٗ۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؎۳
نیکی اور پرہیزگاری پر ایکدوسرے کی مدد کرو۔

گذشتہ آیت زینت میں ہے وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ اللہ نے جو پاک چیزیں بندوں کے کھانے کے لئے پیدا فرمائیں ان کا حرام کرنے والا کون۔ یا اسکے واسطے تداعی کے طور پر مسلمانوں کو ذکر خدا و رسول جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کیلئے بلانا تو یہ بھی جائز۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ؎۵ کیا صاف فرمایا جاتا ہے۔ "اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے" ــــــ یا ممبر بچھانا، قیام کرنا، نام اقدس سن کر آنکھوں سے لگانا تو ظاہر ہے کہ یہ اُمور اُمور تعظیم ہیں۔ ممبر و قیام میں تو ظاہر اور انگوٹھے چومنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ جیسے حجر اسود کو بوسہ دینا۔ اور اگر قریب نہ جا سکے تو عصا سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس عصا ہی کو چوم لینا۔

یوں ہی مسلمان چاہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام پاک جو منھ سے نکلا ہے اُسے چومے آنکھوں سے لگائے۔ مگر ایسا نہیں کرسکتا تو انگوٹھوں ہی کو منھ سے لگا کر آنکھوں

؎۱ پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف۔ ؎۲ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ یونس شریف ؎۳ پارہ ۶ رکوع ۴ سورہ مائدہ شریف ؎۴ پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف ؎۵ پارہ ۲۴ رکوع ۱۸ سورہ سجدہ شریف۔

سے لگتا ہے تو یہ اُمور امورِ تعظیم و توقیر ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ [۱] جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

اور فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔ [۲] جو شخص اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

اور فرماتا ہے

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ ہمارے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

تعظیم نبوی کا حکم عام ہے سوا ان باتوں کے جن کی ممانعت کی تصریح شریعت میں آچکی ہے۔ جیسے سجدۂ تعظیمی، باقی تمام طرقِ تعظیم اُسی صیغۂ عامہ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ میں داخل اور اُن سب کے جواز و استحباب کی دلیل اُسی سے حاصل۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مُنِيْرُ الْعَيْن وَاِقَامَةُ الْقِيَامَة وَدَرْشَاقَةُ الْكَلَام وغیرہا تصانیفِ قدسیہ حضور پُرنور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ تعالیٰ اعلم

نیز نعتِ اقدس حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ممبر بچھانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُؤَيِّدُ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھاتے وہ اس پر قیام کرکے حضور کے فضائل بیان کرتے یا دشمنوں کا رد کرتے اور حضور فرماتے بیشک اللہ تعالیٰ روح القدس سے حسان کی تائید فرماتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دفع اعدا کرتے رہتے ہیں۔ رواہ البخاری عن ام المومنین

---

[۱] پارہ ۱۷ رکوع ۱۰ سورہ حج شریف [۲] پارہ ۱۷ رکوع ۱۰ سورہ حج شریف

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصِّدِّیقَۃِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی بَعْلِہَا وَاَبْنَیْہَا وَعَلَیْہَا وَ بارک وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب مسئلہ ہفتم :

مزاراتِ طیّبہ اولیائے کرام پر بنائے قبہ سلف سے ابتک معمول ہے۔ مجمع بحار الانوار جلد ثالث میں ہے۔

قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰی قُبُوْرِ الْفُضَلَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ لِیَزُوْرَھُمُ النَّاسُ وَلِیَسْتَرِیْحُوْنَ فِیْہِ۔

بیشک سلف نے بزرگوں یعنی علماء و اولیاء کی قبور پر عمارت بنانے کو جائز رکھاہے کہ لوگ انکی زیارت کریں اور اس میں آرام لیں۔

یوں ہی اگر بدنِ میت کے گرداگرد اینٹیں نہوں اور اس سے اوپر اگر پکی ہو تو منع نہیں اگرچہ تعویز بھی پکا ہو۔ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ جو مدّعیٔ جواز ہے اسے اتنا ہی کافی۔ ہاں جو ناجائز کہے بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے وہ ثبوت لائے کہاں اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اور جو ثبوت نہ دے سکے تو دل سے نئی شریعت گڑھتا، خود شارع بنتا اور اللہ ورسول جلّ وعلا وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر افترا کرتا ہے۔ جس بات کو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہیں حرام نہیں فرمایا ہے یہ اسے اپنی طرف سے حرام کہتا ہے۔ حالانکہ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ ٥

(پ۷ رکوع ۳ سورہ مائدہ شریف)

اے ایمان والو نہ پوچھو وہ باتیں کہ اگر ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھوگے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائیگا اللہ تمہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے۔ جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہوکر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی وجہ سے منع فرمادی جاتی۔ اب کہ قرآن کریم اتر چکا، دین کامل ہو لیا اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا۔ جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ

منع فرمایا، ان کی معافی مقرر ہو چکی۔ جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی۔ وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے۔ وللہ الحمد۔ اور یہی ایک دلیل محفلِ میلاد و قیام و تقبیل ابہامین و نذر و ندائے محبوبانِ کبریا علیٰ سیدہم و علیہم الصلاۃ والثنا اور ان تمام مسائل میں جاری و کافی جنہیں وہابیہ محض اپنی زبان زوری سے بدعت و ناجائز کہتے ہیں اور پھر بکمالِ عیاری غریب سنیوں ہی سے کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت کرو۔ حالانکہ یہ اوندھا مطالبہ ہے ابھی آیت کریمہ سن چکے کہ قائلِ جواز کو کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اُسے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ و رسول جلّ و علا و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُسے منع نہیں فرمایا۔ لہٰذا بحکمِ آیت کریمہ ارشاد عفا اللّٰہ عنہا میں داخل اور اسی سے اس کا جواز حاصل۔ تم جو اسے ناجائز کہتے ہو قرآن و حدیث سے ثبوت لاؤ کہاں منع فرمایا ہے۔ مگر ہم نے تبرعاً مشتہر صاحب کی خاطر بحمدہٖ تعالےٰ قرآنِ عظیم سے اُن امور کا جواز روشن و مبرہن کر دیا۔ وللّٰہ الحمد۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ: مشتہر صاحب نے مرآۃ الحقیقۃ کو حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیف قرار دے کر اس کی عبارت پیش کی ہے۔

"مَنْ یَعْتَقِدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَھُوَ کَافِرٌ لِاَنَّ عِلْمَ الْغَیْبِ صِفَۃٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔"

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت بھی غلط ہے اور قطع نظر اس سے کہ یہاں علمِ غیب سے علمِ غیب بالذات مراد ہے کہ وہی خدا کی صفت ہے عطائی علمِ غیب ہرگز صفتِ خداوندی نہیں ہو سکتا، جو شخص خدا کے لئے عطائی علمِ غیب مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ اور اوپر معلوم ہو چکا کہ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے، جو شخص کسی مخلوق کیلئے ذاتی علمِ غیب مانے کافر ہے۔ اور قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت ہرگز ہمارے لئے مضر اور منکرین کو مفید نہیں کہ اس میں جس علمِ غیب کو خدا کی صفت بتایا اسی کو حضور کے لئے ثابت کرنے کو کفر کہا اور ابھی معلوم ہو لیا کہ ذاتی علمِ غیب ہی صفتِ الٰہیہ ہے عطائی کوئی صفت بھی اس کے لئے ممکن نہیں، کہنا تو یہ ہے کہ یہ کتاب مرآۃ الحقیقۃ ہرگز حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں حضور کی طرف اسکی نسبت محض افترا ہے۔ سب سے پہلے ایک پرلے سرے کے حیادار "سیف النقی"

والے شقی نے اس سے استدلال کیا۔ اور اس نے تو عجیب ہی کمال کیا، وہ تدبیر سوچی کہ اس کے پیشوا ابلیس ملعون کو بھی باوجود ادعائے انا خیر منہ نہ سوجھی یعنی دل سے کتابیں گڑھ لو، جی سے ان کے صفحات تراش لو، طبیعت سے ان کے مطابع اختراع کر لو، خود ہی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شان میں توہین و تنقیص پر مشتمل اُن کی عبارات ڈھال لو اور اہلسنت کے پیشوایانِ عظام قدست اسرارہم کی طرف ان کا افترا کر کے سُنیوں سے کہو کہ دیکھو تمہارے عقائد تو یہ ہیں اور تمہارے آقایانِ کرام اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یوں گستاخیاں کرتے ہیں تم بھی گستاخیاں کیوں نہیں کرتے۔ اس کا مفصل و مشرح بیان کتاب مستطاب ابحاث اخیرہ اور رسالہ مبارکہ رماح القہار علیٰ کفر الکفار میں ملاحظہ ہو۔

کیا مشہر صاحب یا ان کا کوئی بڑا ثابت کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مرآۃ الحقیقہ حضور کی تصنیف ہے اور کسی عالم معتبر نے اس سے استناد کیا اور اُسے حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف بتایا۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ۔

اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کیوں کر فرما سکتے ہیں۔ حالانکہ خود بدولت حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کریم کے لئے فرماتے ہیں۔

وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علیّٰ عینی فی اللوح المحفوظ۔ یعنی عزت الٰہی کی قسم بیشک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔

رَوَاہُ الْاِمَامُ الْاَوْحَدُ سَیِّدِیْ نُوْرُ الدِّیْنِ اَبُوالْحَسَنِ عَلِیُّ الشَّطْنُوْفِیْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

نیز قصیدہ مقدسہ خمریہ میں فرماتے ہیں

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

میں ہمیشہ علی الاتصال تمام بلاد الٰہیہ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے ایک رائی کا دانہ۔

نیز سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ الیست"

حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے ہیں۔

"و مامی گوئیم چوں روی نا خفتے ست" ــــ مشتہر جی اب ذرا اپنے شیطانی کفر کے فتوے کی خبر لو۔ دیکھو تم نے کس کس محبوبانِ خدا کو کافر کہہ دیا۔ مگر ان کا کیا بگڑا۔ وہ کفر الٹا تمہارے ہی گلے کا ہار رہوا۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "فَقَدْ بَاءَ بِہٖ اَحَدُھُمَا"۔ کفر کو بھی تم سے کتنی محبت ہے، ہر پھر کر تمہارے ہی گلے لگتا ہے۔ ذالک جزاء اعداء اللہ کذالک العذاب و لعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون[1] ۝

مزہ دار تناقض

دعویٰ تو یہ ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب مانے وہ کافر ہے اور پھر خود ہی کہا۔

"دینی علوم تو وقتًا فوقتًا[2] بذریعہ وحی بالضرور مکمل تعلیم دیئے ہیں جملہ امورِ مغیبات کی بھی آپ کو اطلاع اسی قبیل سے ہے"۔

لیجئے خود بھی جملہ غیوب کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مان لیا۔ ہم بھی تو بذریعہ وحی ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیلئے علومِ غیب مانتے ہیں۔ کہنا یہ ہے کہ اب خود مشتہر صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیلئے جمیع غیوب کی اطلاع مان کر اپنے ہی قول سے کافر ہوئے یا نہیں۔ خود جواب نہ دے سکیں تو اپنے بڑوں سے پوچھ کر دیں۔

بے مزہ جہالت

مشتہر صاحب کہتے ہیں ــــ "نہ تو اللہ صاحب ہی نے اپنے قرآن مجید ہی میں کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علمِ غیب دیا ہے" ــــ آنکھیں ہوں تو دیکھو جواب سوالِ اوّل کی آیاتِ کریمہ دیکھ کر خدا توفیق دے تو حضور عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطلع علی الغیوب ہونے پر ایمان لاؤ۔ کیسا صاف و واضح فرمایا جارہا ہے کہ اللہ اپنے چنے ہوئے رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے، اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب پر مسلط فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ صاف فرمایا یہ نبی غیب کی بات بتانے پر بخیل نہیں۔ صلی اللہ تعالےٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اجمعین وَبَارَکَ وَکَرَّمَ۔

---

[1] پارہ ۲۳ رکوع ۱۷ سورۃ زمر شریف۔ [2] ہٰذا بخطہ۔

پھر کہتے ہیں۔

"خود بدولت[1] نے بھی بست وسہ سالہ عرصہ طویلہ میں ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب بھی عطا فرمایا ہے"۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

حدیث معراج منامی میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَرَأَيْتُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔ میں نے رب عزوجل کو دیکھا کہ اس نے اپنی کف رحمت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھی تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میرے لئے ہر شے ظاہر ہوگئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

نیز حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ جَلْيَانًا مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى جَلَّاهُ لِيْ كَمَا جَلَّاهُ لِلنَّبِيِّيْنَ مِنْ قَبْلِيْ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا تو میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے روشن کردینے کے سبب کہ اس نے میرے لئے یہ علم منکشف فرمادیا جیسے مجھ سے پہلے انبیا کے لئے منکشف فرمادیا۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِيْ كَبِيْرِهٖ وَنُعَيْمُ ابْنُ حَمَّادٍ فِيْ كِتَابِ الْفِتَنِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ سَيِّدِنَا ابْنِ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْفَارُوْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔

---

[1] ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پھر کہتے ہیں۔

"اور نہ ہی خلفائے[1] راشدین[2] نے نہ اہل بیت[2] نے نہ اصحاب[2] نہ تابعین[1] نے نہ تبع تابعین[1] نے"

امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

قَدِ اشْتَهَرَ وَانْتَشَرَ اَمْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ بِالْاِطِّلَاعِ عَلَى الْغُيُوْبِ۔

بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

اسی کی شرح زرقانی میں ہے۔

اَصْحَابُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَازِمُوْنَ بِاطِّلَاعِهٖ عَلَى الْغَيْبِ۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم یقین کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

وللہ الحمد۔ اور اقوال کثیرہ الفیوض المکیہ میں ملاحظہ ہوں۔ خدا انصاف دے تو اتنے ہی ارشاد ہدایت کیلئے کافی ہیں۔ اور مرض تعصب کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ واللہ الموفق۔

تمام صحابۂ کرام کو مشتہر نے کافر کہہ دیا

ابھی مواہب و زرقانی سے سن چکے کہ تمام صحابۂ کرام اعتقاد رکھتے تھے کہ حضور کو علم غیب ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔ اب مشتہر بکمال دریدہ دہنی یہ ملعون عبارت لکھتا ہے۔

رسول[3] اللہ کو صفاتی جزئی مجازی محدود ذی عالم الغیب جاننے والا تو البتہ کافر ہی ہے"۔

مسلمانو! للہ انصاف! یہ ناپاک ملعون تکفیر کہاں تک پہنچتی ہے۔ صحابۂ کرام حتیٰ کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے لئے علم مافی السمٰوٰت والارض الٰی یوم القیٰمۃ کا اثبات فرمایا۔ خود رب العزۃ جل جلالہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے غیب پر مسلّط فرما دیا۔ تو اب اس ناپاک عبارت نے صحابہ و مصطفٰے و کبریا جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم سب کو کافر کہہ دیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى۔

---

[1] ہم مسلمان کہتے ہیں رضی اللہ عنہم وعنا بہم اجمعین۔ اور مخفف کرنا ناجائز و ممنوع اور حرماں نصیبی ہے۔

[2] ہم مسلمان کہتے ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔ [3] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مشتہر نے جو آیاتِ نفی سے استدلال کیا ہے اس کا جواب ہو چکا کہ ان میں ذاتی علمِ غیب کی نفی ہے اور ان آیات پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ وللہ الحمد

دریدہ دہنی اور بدزبانی

مشتہر عجب مسخرہ ہے۔ خود ہی تو سُنّیوں کی شکایت کرتا ہے کہ۔

"وہ نجدیت دہریت غیر مقلدیت وہابیت نیچریت القاب وخطاب سے اخبار سازی و اشتہار بازی کرتے ہیں"۔

نیز اس پر بھی دھمکاتا ہے کہ۔

"اب اگر اسے کسی نے یہ لفظ کہے تو وہ یا مجسٹریٹ الغیاث یا کلکٹر المدد، پولیساہ اور واگورنمنٹاہ کہہ کہہ کر گورنمنٹ سے فریاد کر کے اسے سزا دلوائے گا"۔

خیر اس سے تو ہمیں غرض نہیں وہ گورنمنٹ سے جو چاہے کروائے مگر خود اُسکی بدزبانی ملاحظہ ہو۔ غربائے اہلسنت وعلمائے اسلام کو اس نے فتنہ گر، گمراہ، گمراہ گر، ضال، مضل، شہر آشوب، فتان، حیلہ باز، فتنہ پرداز، ہرزہ دراز، زٹل، قافیہ گو، مشرک گر، جھوٹی حدیث سُنانے والا، ابلیس، خنّاس وغیرہ کُھلے لفظوں میں گالیاں دی ہیں۔ مگر ہمارے رب عزّوجل نے ہمیں حکم فرمادیا ہے۔ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔

بارگاہِ رسالت میں مشتہر کی گستاخی

مشتہر لکھتا ہے۔ "مخصوص صفتِ خالق اور پھر مخلوق میں بھی جلوہ گر، صلاح کار کجا ومن خراب کجا، مَالِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْأَرْبَابِ، چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"۔

مشتہر نے علمِ غیب کو تو صلاح کار ٹھہرایا اور معاذ اللہ حضور محبوبِ کبریا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم کو "من خراب" کے ناپاک لفظ سے تعبیر کیا۔ پھر حضور کی شان میں مٹی تراب اور خاک کا لفظ استعمال کیا —— تمام امت کا اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین کرنے والا قطعاً ویقیناً کافر ومرتد ہے، اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی اور اس کے ساتھ

مسلمانوں کا سا کوئی برتاؤ کرنا حرام اس پر تمام احکام مرتدین جاری ہو گئے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ مولیٰ عزّوجل توبہ و تجدیدِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے

مشتہر کی عیّاری

مسلمانو! مسلمانو! اے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربانو! اصل بات یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کے طواغیت اربعہ گنگوہی انبہٹی نانوتوی تھانوی نے اللہ و رسول جل وعلاو صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں سخت سخت گستاخیاں گندی گندی توہینیں کیں۔ حضور کو شیطان سے کم علم بتایا، اپنے پیر ابلیس کے علم کو حضور کے علم اقدس پر بڑھایا۔ صاف لکھا

"شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

دیکھو براہینِ قاطعہ گنگوہی وانبہٹی صفحہ ۵۱ سطر ۱۲ مطبع قاسمی دیوبند۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء ہونے کو جاہلوں و عوام کا خیال ٹھہرایا، حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد نیا نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں کچھ بھی خلل نہ ڈالنے والا بتایا۔ صاف لکھا۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاءِ سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

دیکھو تحذیر الناس نانوتوی صفحہ ۳ سطر ۳ مطبع خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور صاف لکھا۔

"اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" دیکھو تحذیر الناس مذکور صفحہ ۱۴ سطر ۱۵

---

[1] ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

صاف لکھا۔

" بلکہ اگر بالفرض بعدِ زمانہ نبوی صلعم[1] بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔" دیکھو تحذیر الناس مذکور صفحہ ۲۸ سطر ۷

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں کے مثل بتایا۔ صاف لکھا

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔" دیکھو حفظ الایمان اشرفعلی تھانوی مطبع انتظامی کانپور بار دوم صفحہ ۸ سطر ۱۵

یہ وہ اقوالِ ملعونہ ہیں کہ جن پر علمائے عرب و عجم مفتیانِ حل و حرم نے ان کے قائلین پر نام بنام فتویٰ کفر دیا صاف فرمادیا مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ جو ان میں کسی کے اقوال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے یا اس کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

وہابیانِ عیّار نجدیانِ خاکسار اپنی یہ باتیں چھپاتے اور فرعی مسائل مجلس میلاد قیام نِدا و نذرِ اولیا تقبیلِ ابہامین وغیرہ میں جھیڑ کرتے اور بھولے مسلمان دھوکے میں آکر اُن میں بحث کرنے لگتے ہیں۔ بھائیو! جو لوگ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عزّت پر حملے کر رہے ہیں۔ ان کو کسی فرعی فقہی مسئلے میں بحث کا کیا حق۔ یہاں ایک بات اُن کے جواب کو کافی ہے۔ اور ایک اپنے سمجھنے کو۔

اوّل: یہ کہ تم لوگ پہلے اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا ایمان تو ٹھیک کرلو۔

دوم: یہ کہ ان مسائل میں مخالف وہ لوگ ہیں جن کے اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہت کھُلے حملے ہیں پھر اُن کی کس بات کا اعتبار۔ واللہ الموفق۔

مشتہر نے سمجھا کہ ان گالیوں کو اسلام بنانا محال، ناچار میر بحری کترا کر اپنی جان بچا کر ان فرعی مسائل میں سات ہزار کا انعامی اعلان دے بیٹھا۔ بات کا سچّا اور قول کا پکا ہو تو سات ہزار لائے۔ اور اگر اس سے عاجز ہو تو اپنے عجز کی تحریر لکھ کر شائع کردے۔ اس کے بعد پھر ہماری طرف سے اعلانِ عام و اعلام تام ہے کہ مشتہر یا

---

[1] ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم۔

اور کوئی اس کا بڑا یا چھوٹا گنگوہی نانوتوی انبہٹی تھانوی میں سے کسی کو مسلمان اور اس کے ان اقوال کو اسلام ثابت کرادے تو سات کے چوگنے اٹھائیس ہزار روپیہ انعام والحمد للہ الملک المنعام۔ ہے کسی دہابی گنگوہی تھانوی کاکوروی امروہی وغیرہم کے پاس اس کا جواب۔ یا آج ہی سے وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ○[1] کا ظہورِ بے حجاب۔ كذلك العذاب ولعذاب الآخرة اكبر لو كانوا يعلمون ○[2] والعياذ باللہ رب العلمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وقاسم رزقہ وعروس مملکتہ سیدنا ومولینا محمد وآلہ وصحبہ وحزبہ وبارک وسلم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سگِ بارگاہِ نبوی وبندۂ سرکارِ قادری وگدائے کوئے رضوی ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واھلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولی العزیز القوی۔

---

[1] پارہ ۲۳ رکوع ۵ سورۃ صافات شریف۔ [2] پارہ ۲۹ رکوع ۳ سورۃ قلم شریف۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنّت و مفتیانِ دین و ملّت اس مسئلے میں کہ ہمارے یہاں اگلے زمانے سے یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ جب مسلمان میّت کو دفن کرتے ہیں تو تھوڑی سی پاک مٹی پر سورۂ تبارک شریف اور مٹی کے ڈھیلوں پر قل ھو اللہ شریف پڑھ کر دم کرکے قبر میں رکھ دیتے ہیں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالےٰ تخفیفِ عذاب فرمادے اور اس پڑھنے کا ثواب میّت کی روح کو بخشدیتے ہیں۔ ہمارے یہاں ایک مولوی ہے جو لوگوں میں بڑا پکّا مسلمان سمجھا جاتا ہے، وہابیوں دیوبندیوں کا ہم عقیدہ و معتقد ہے۔ وہ اپنے بیانوں میں اس فعل کو بدعت سیئہ اور حرام و ناجائز بتاتا ہے۔ اس کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔ اور مسلمان میّت کو ایصالِ ثواب کیلئے سوم یا چہلم میں اس کا وعظ کرانا اس کا وعظ سننا اس کی تعظیم و تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔ **المستفتی:** محمد قاسم ہاشم، زکریا مسجد اسٹریٹ بمبئی۔

الجــــواب واللہ الملھم للصدق والصواب۔

مٹی پر سورۂ تبارک شریف پڑھ کر دم کرنا، یونہی مٹی کے ڈھیلوں پر سورۂ اخلاص شریف پڑھکر دم کرنا پھر اسکو بہ نیت تخفیف عذاب کسی مسلمان میّت کی قبر میں رکھ دینا اور اسکو سورۂ ملک شریف و سورۂ اخلاص شریف پڑھنے کا ثواب اسکی روح کو پہنچا دینا یقیناً جائز ہے شرع مطہر سے اس کے ناجائز ہونے پر ہرگز کوئی دلیل نہیں۔ قائل صواب متمسک باصل ہے کہ بحکم شریعت مطہرہ دمار فروج کے سوا ہر شئے میں اباحت ہی اصل ہے۔ كَمَا هُوَ مُبَرْهَنٌ عَلَيْهِ فِي كُتُبِ الْأُصُوْلِ۔ تو اس کے دعویٰ پر صرف اتنی ہی بات دلیل کافی و برہان وافی کہ شرع مطہر نہ اس سے مانع نہ اسکی نافی تو اس کا جواز روشن و اضح و صافی اور ناظر منصف کے لئے فقط یہی ایک حرف نافع و شافی، اگرچہ مکار متعسف کیلئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ یعنی اے ایمان والو ان چیزوں کو مت پوچھو اگر بیان فرمادی جائیں تو تم کو بری لگیں اور جس زمانہ میں کہ قرآن نازل کیا جا رہا ہے اس زمانے میں اگر تم ان چیزوں کا سوال کروگے تو تمہارے لئے بیان فرمادی جائیں گی۔ اللہ نے تو ان چیزوں کو معاف فرمادیا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا درگذر فرمانے والا ہے۔

زمانۂ نزول قرآن میں بعض حضرات کی عادت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے

بہت سی چیزوں بہتیری باتوں کے متعلق سوال کیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ فلاں بات جائز ہے یا ناجائز، فلاں چیز حلال ہے یا حرام۔ پھر اس وقت قرآن عظیم تو نازل ہوا ہی کرتا تھا۔ بعض چیزوں کی حلت بعض چیزوں کی حرمت بیان فرمادی جاتی، جو بعض نفوس پر شاق گزرتی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس سے منع فرمادیا ـــــــ کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بوحی الٰہی اُن کی ممانعت فرمادی تو ان کا کرنا گناہ ہوجائے گا جو بعض نفسوں پر شاق ہوگا۔ پھر صاف فرمادیا کہ ایسی باتوں کو پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے، وہ سب تو معاف فرمادی گئی ہیں۔ آیتِ کریمہ نے روشن طور پر فرما دیا کہ جب کہ قرآن عظیم پورا نازل ہوچکا، شریعتِ اسلامیہ پوری نازل و مکمل ہوچکی۔ احکامِ الٰہیہ جس قدر نازل ہونے تھے نازل ہوچکے، اب جن جن باتوں کے حلال یا حرام ہونے پر کوئی دلیلِ شرعی نہ ہو وہ سب اللہ کی معافی میں داخل ہیں۔ معترض سے پوچھو تبارک شریف کی مٹی، قل کے ڈھیلے قبر میں رکھنے کو شریعتِ مطہرہ نے کہاں منع فرمایا ہے۔ اور جب وہ شرع مطہرہ سے اس کی ناجوازی پر کوئی برہان نہ لاسکے تو ثابت ہوگیا کہ وہ بھی اللہ کی معافی میں داخل ہے۔ اب جو اس معافی پر اعتراض کرے وہ درحقیقت قرآن پاک پر سائل بنے۔

یہاں تک تو اس فعل کے جائز و مباح ہونے کا اثبات فرمایا ہے۔ رہا اس کا مستحب و مستحسن ہونے کا ثبوت تو وہ اس حدیث شریف سے روشن جس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔ یعنی جس مباح کام کو دیندار متبعِ شریعت مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ جب زمانہ پیشیں سے دیندار مسلمان اس فعل کو اچھا سمجھ کر کرتے چلے آئے ہیں، تو بحکم حدیث اللہ کے نزدیک بھی اس کا مستحب و مستحسن ہونا ثابت ہوگیا۔ اور جب ایمان والے بندے اپنے رب جل جلالہ کے کرم پر یہ امید کرتے ہیں، یہ گمان رکھتے ہیں کہ سورۂ ملک و سورۂ اخلاص کی برکت سے اللہ عزوجل اپنے مومن بندے پر تخفیفِ عذاب فرمائے گا تو اللہ عزوجل نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا انا عند ظن عبدی بی۔ یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں، جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔

معترض جو بغیر کسی دلیلِ شرعی کے محض اپنے جی سے اس جائز و مباح و مستحب و مستحسن فعل کو ناجائز و حرام کرتا ہے درحقیقت اپنے آپ کو شارع بناتا ہے، اللہ عزوجل پر افترا جڑتا ہے، اپنے دل سے نئی شریعت گڑھتا ہے۔ اللہ واحد و قہار جل جلالہ فرماتا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

حلال وّھٰذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون متاع قلیل ولھم عذاب الیم ۵ یعنی اور ان چیزوں کو جنھیں تمہاری زبانیں جھوٹ کہہ دیتی ہیں مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس لئے کہ اللہ پر جھوٹ افترا باندھو۔ بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ تھوڑا برت لینا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ہمارے ان بلاد وامصار میں ایسے امورِ مباحہ ومستحسنہ کو بدعتِ سیئہ وحرام بتانے والا مدعی حقیقت نہ ہوگا مگر وہابی دیوبندی۔ اور وہابیہ دیوبندیہ کے چند عقائدِ کفریہ ملعونہ بطورِ نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام غیبوں کا علم ثابت ہونا عقلی ونقلی دلیلوں سے باطل ہے۔ البتہ بعض غیبوں کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ضرور ہے مگر اس میں حضورِ انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں، ایسا علمِ غیب تو زید وعمرو بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان اشرف علی تھانوی ص۸)

۲ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور ابلیس ملعون کے علم کا وسیع ہونا تو آیت وحدیث سے ثابت ہے۔ مگر حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسّلام کے علم کا وسیع ہونا کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں ۳ ملک الموت علیہ الصلاۃ والسّلام اور ابلیسِ لعین کے علم کو وسیع ماننے والا تو مسلمان ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا ایسا مشرک ہے جسمیں ایمان کا کچھ حصّہ بھی نہیں۔ (براہینِ قاطعہ خلیل احمد انبیٹھی ورشید احمد گنگوہی ص۵۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا زمانۂ بعثت تمام انبیاء علیہم صلوات اللہ عظیم الکبریا کے بعد ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے آخر نبی ہیں یہ تو نافہم لوگوں کا خیال ہے جو سمجھ داروں کے نزدیک غلط ہے۔ (تحذیر النّاس قاسم نانوتوی ص۳)

سمجھ دار لوگوں کے نزدیک خاتم النّبیّین کے صرف یہ معنیٰ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بغیر کسی کے واسطے اور وسیلے کے اپنی ذات سے خود نبی ہیں۔ دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے نبوت ملی ہے۔ (تحذیر النّاس قاسم نانوتوی صفحہ ۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں بھی کسی دوسرے کو نبوت مل جائے تو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بدستور باقی رہے گا۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی صفحہ ۱۴)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی اگر اور نئے نبی پیدا ہو جائیں تو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۲۸)
جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا وہ نہ کافر ہے نہ گمراہ نہ فاسق بلکہ مسلمان سُنی صالح ہے۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے یا جھوٹا یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا حنفی شافعی کا اختلاف، کسی نے کہا نماز میں آمین آہستہ کہو، کسی نے کہا آوازِ بلند، ایسا ہی کسی امام نے کہا خدا سچا ہے، کسی امام نے کہا خدا جھوٹا ہے اور وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا جھوٹ بول چکا۔

(فوٹو فتوائے رشید احمد گنگوہی)

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علمائِ اسلام و مفتیانِ اعلام نے اور ہند و سندھ و دکن و کوکن گجرات کاٹھیا واڑ و پنجاب و بلوچستان و مدراس و بنگال و برہما کے علمائے اہل سنت و مفتیانِ دین و ملت و مشائخ طریقت نے عقائد کفریہ، دیوبندیہ مذکورہ کے قائلین تھانوی و انبیٹھی و گنگوہی و نانوتوی پر بالاتفاق فتوے دیئے کہ یہ لوگ اپنے ان اقوالِ کفریہ مذکورہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ ایسے کافر مرتد ہیں کہ جو لوگ اُن کے اُن اقوالِ ملعونہ پر اطلاع یقینی پانے کے بعد بھی ان کو مسلمان جانیں یا اُن کو کافر نہ مانیں یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھیں یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کریں وہ بھی شرعًا کافر مرتد اور بے توبہ مرے تو مستحق نار ابد ہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب کامل النصاب، فتاوی حرمین برجف ندوۃ المین و کتاب مستطاب حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین ۱۳۲۴ھ و رسالۂ مبارکہ الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ ۱۳۴۵ھ و رسالۂ نافعہ علمائے دین کا متفقہ فتویٰ ——— بنا ءً علیہ شخص معترض مذکور فی السوال جبکہ اُن مرتدین دیوبندیہ کا ہم عقیدہ و معتقد و مدّاح ہے بحکم شرع داخل کفر بواح ہے، اپنی دیوبندیت و وہابیت کے سبب نہ مسلمان ہے نہ عزیز رحمٰن بلکہ شرعًا کافر مرتد بے ایمان ہے۔ اور عزیز شیطان و عدوِ رحمٰن ہے والعیاذ باللہ الملک الدیان۔ سُنی مسلمانوں پر اس کا وعظ سُننا حرام اسکی تعظیم و تکریم کرنا حرام، اموات مسلمین و مسلمات کی ارواح کو ایسے مرتد کے وعظ کا ثواب پہنچانا باطل، مسلمانان اہلسنت پر اس سے مقاطعہ کلیتًا فرض ہے۔ یہاں تک کہ وہ وہابیت و دیوبندیت سے توبہ صحیحہ شرعیہ کرلے۔ قال تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ ولابویہ

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ صلحکلیوں کے عقائدِ کفریہ کیا ہیں۔ اور سُنی مسلمانوں کو اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا بالحساب۔

المستفتی: حاجی عثمٰن عبداللہ کھتری قادری رضوی، مالک سوپ فیکٹری، جام جودھپور کاٹھیاواڑ۔

الجواب

الحمد للہ رب العٰلمین الذی یحب عبادہ المؤمنین ؛ ولا یرضی عن القوم الفاسقین ؛ ولا یحب الکافرین ؛ ارسل رسولہ النبی الامین المکین ؛ وانزل علیہ الکتاب المبین ؛ بواسطۃ الروح الامین ؛ وعلمہ علم الاولین والاخرین ؛ وجعلہ سید المرسلین ؛ وبعثہ خاتم النبیین ؛ واوجب تعظیمہ وتوقیرہ علی جمیع عبادہ المسلمین ؛ وانزل لعنتہ و اشد مقتہ علی من عابہ او اھانہ او استخف بہ اوکذبہ واعد لھم العذاب المھین ؛ وافضل الصلاۃ واجمل السلام علی نبیہ ورسولہ وحبیبہ وخیرۃ خلقہ وقاسم رزقہ وعروس مملکتہ وسراج افقہ ونور عرشہ ومالک ملکہ بتملیکہ وعالم اسرارہ بتعلیمہ سیدنا ونبینا ومولٰنا حبیبنا ومالکنا وملیکنا محمد الذی ارسل رحمۃ للعالمین ؛ الذی ھو بالمؤمنین رؤف رحیم وسید القاھرین علی اعداء الدین ؛ الذی اوجب علی امتہ الموالاۃ مع المسلمین ؛ والمجانبۃ عن المرتدین والمبتدعین ؛ ثم الصلاۃ والسلام علیہ وعلی الہ الاطھار واصحابہ الاخیار الذین اخبر عنھم ربھم تبارک وتعالٰی انھم رحماء بینھم واشداء علی الکفار ثم الصلاۃ والسلام علیہ وعلی سائر اولیاء امتہ وعلماء ملتہ وابنہ الغوث الاعظم وعلی سائر اھل سنتہ الناجین المفلحین ؛ اٰمین یارب العٰلمین ؛

صلحکلی کوئی مستقل مذہب نہیں، بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بدمذہبوں، بے دینوں پر ردّ و طرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے اور کہے کہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے وہ اپنی قبر میں جائیگا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ بدمذہبوں بے دینوں کا رد کر کے دنیا میں بُرے بنیں۔ اور کہے کہ جتنی دیر ہم اُن کا رد کریں گے، انکو بُرا بھلا کہتے رہیں گے، ان کو گالیاں دیتے رہیں گے اتنی دیر ہم درود شریف پڑھیں تو ثواب بھی ملے گا اور کوئی ہمیں بُری نظر سے بھی نہیں دیکھے گا۔ یہ خیالات اشد بدمذہبی بلکہ الحاد و ارتداد کی جڑ ہیں۔ اگر اسی کا نام اسلام یا خلقِ عظیم تھا تو اللہ تعالٰی نے کافروں، مرتدوں اور منافقوں پر شدّت و غلظت کی تعلیم قرآنِ عظیم میں کیوں دی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم
یعنی اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

یا ایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ
یعنی اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

اور فرماتا ہے عز شانہ۔

یآ ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضآء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون
یعنی اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے، تمہارا تکلیف میں پڑنا ان کی دلی آرزو ہے۔ بلاشبہ ان کے مونہوں سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ اور بڑی ہے۔ ہم نے تمہیں صاف نشانیاں بتا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔

ان بے دینوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر شخص اگرچہ اپنی قبر میں جائیگا لیکن باوجود قدرت واستطاعت اگر کوئی شخص بدمذہبوں، بے دینوں کی بدمذہبیوں، بے دینیوں پر قصداً ردّ وابطال نہ کرے گا اور امت مصطفویہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کو ان کے کفریات وضلالات میں مبتلا ہوتے دیکھکر بھی ساکت وخاموش رہے گا تو خود اسکی قبر بھی واحد قہار جل جلالہ کی لعنتوں سے بھر دی جائیگی۔ یہ ان بدمذہبوں کی قبر میں تو نہ جائیگا لیکن خود اسکی قبر میں وہی عذابات وعقوبات ہوں گے جو ان بدمذہبوں کیلئے ہیں کہ اس نے اپنے سکوت اور اپنی مداہنت سے ان بدمذہبوں بے دینوں کو اشاعت کفر وضلال میں مدد پہنچائی۔ حدیث شریف میں ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِذَا ظَھَرَتِ الْفِتَنُ اَوْقَالَ الْبِدَعُ وسبّ اصحابی فَلْیُظْھِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ وَمَنْ لَّمْ یُظْھِرْ عِلْمَہٗ فعلیہ لعنۃ اللہ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔
یعنی جب فتنے ظاہر ہوں (یا یہ فرمایا کہ بدمذہبیاں پھیلیں) اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے (ان بدمذہبوں کا اور صحابہ کی شان میں توہین کرنے والوں کا رد کرے) اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں کی لعنت تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ اس کا نفل۔

جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں توہین کرنے والوں کا باوصف قدرت واستطاعت رد کرنے سے سکوت کرنے والا تمام انسانوں کا، تمام فرشتوں کا بلکہ خود اللہ واحد قہار جل جلالہ کا ملعون ہے تو

خود حضورِ اکرم سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتنقیص بلکہ خود حضرت ربُّ العزۃ جلّ جلالہٗ کی تکذیب کرنے والوں کا رُد کرنے سے قدرت واستطاعت ہوتے ہوئے بھی سکوت کرنے والا کفریات وضلالات کے رد پر قادر ہوتے ہوئے بھی ان پر رَواداری برتنے والا کیسا اشد ترین ملعون ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم پر درود شریف پڑھنا یقیناً عبادتِ الٰہی ہے اور تلاوتِ قرآن مجید کے بعد تمام اوراد ووظائف سے افضل واعلیٰ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ جس موقعہ پر شریعتِ مطہرہ نے درود شریف کے سوا کوئی اور کام واجب وضروری قرار دیا ہو تو اس موقع پر بھی درود شریف ہی پڑھنے پر اکتفا کیا جائے۔ بہت سے قرآء کے نزدیک ابتدائِ قرأت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واجب ہے۔ کیا اس پر کوئی صلحکلّی کہے گا کہ جتنی دیر ہم ابلیس کو بُرا کہیں گے، اس کو مردود وملعون ورجیم کہکر اس سے پناہ مانگیں گے، اتنی دیر اگر ہم درود شریف پڑھیں گے تو بہتر ہے، بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ شریعت مطہرہ نے ذبیحہ حلال ہونے کیلئے یہ شرط قرار دی ہے کہ بوقتِ ذبح "بسم اللہ اللہ اکبر" کہا جائے، کیا اس پر کوئی صلحکلّی کہے گا کہ درود شریف تو ہر وظیفے اور ہر وِرد سے افضل ہے لہٰذا ہم تو بوقت ذبح بھی درود شریف ہی پڑھتے رہیں گے۔ اگر کوئی صلحکلّی قصداً ایسا کرے گا تو شرعاً بحکم فقہ حنفی وہ ذبیحہ مُردار اور اُس کا کھانے والا مُردار خور ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ بلکہ ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد　　گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

شریعتِ مطہّرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے، اس وقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأت ذِمّہ ہو سکتی ہے۔ جس وقت بدمذہبوں، بے دینوں کے کفریات وضلالات پھیل رہے ہوں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بھولے بھالے اُمتی کفر وضلال کے جال میں شکار کئے جا رہے ہوں، ایسے موقع پر جو شخص مسلمانوں کو گمراہوں مرتدوں کے دام میں آنے سے بچانے کی قدرت رکھتا ہو، بے دینوں کی بے دینی طشت از بام کر سکتا ہو، تو اسوقت وہ شخص بدمذہبی وبیدینی کے رُد سے دَم سادھ لے اور تسبیح لیکر درود شریف پڑھتا رہے، یا جو شخص اِسکی تو قدرت نہیں رکھتا مگر خود اپنے ایمان کو بچانے کیلئے بدمذہبوں، بے دینوں سے نفرت وبیزاری رکھنے کے حکم شرعی پر عمل کر سکتا ہے وہ ان سے علیحدہ وبیزار نہ ہو بلکہ تسبیح لئے ہوئے ان کی مجلسوں میں جائے، ان کے ساتھ میل جول سلام کلام رکھے، ان سے ہم پیالہ وہم نوالہ رہے اور درود شریف پڑھ پڑھ کر تسبیح کے دانے پے درپے گراتا جائے تو اس کا یہ نمائشی درود شریف ہرگز عبادتِ الٰہی نہیں بلکہ خدا ورسولؐ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی ومحبت رکھنا اور اپنی مداہنت اور صلحکلّی پر دکھاوے کے درود شریف سے پردہ ڈالنا اور درحقیقت اللہ واحد قہار، علیم بذات الصدور

جل جلالہٗ کو دھوکہ دینا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب میں ڈالنا ہے۔ پھر کیا ظالم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ واحد قہار جل جلالہٗ کو دھوکہ دے سکیں گے۔ لا واللہ! قال تبارک وتعالیٰ یخٰدعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون منافقین چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں کو دھوکہ دیں اور درحقیقت وہ اپنی جانوں ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ اُن کا بُرا مکر انھیں پر پلٹے گا۔ قال تبارک وتعالیٰ ولا یحیق المکر السّیئ الا باھلہ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس ناپاک ترین فرقۂ صلحکلیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علیحدہ علیحدہ مختلف طریقوں سے اپنی صلحکلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں۔ عوام کے طبقے میں جو لوگ صلحکلی ہیں وہ یوں بکتے ہیں کہ

"اگر ان سنّی مولویوں کے فتووں پر ہم عمل کریں گے تو ہم دنیا میں کہاں رہیں گے، مولوی تو کہتے ہیں کہ ہر بد مذہب ہر بے دین سے نفرت وعداوت رکھو۔ پھر ہم دنیا کا کاروبار اپنی تجارت اپنا بیوپار کیونکر چلائیں گے۔ کسی کی نوکری کسی کے یہاں ملازمت کسی کے گھر مزدوری کیسے کر سکیں گے۔"

اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شانِ رفیع میں جب کسی مرتد کی توہینیں، گستاخیاں یا کسی مسئلہ دینیہ ضروریہ کے متعلق کسی بے دین کی تکذیبیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ یوں کہکر جاہلوں کو بہکاتے ہیں کہ "میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں، مولوی مولوی جانیں، ہم تو جاہل آدمی ہیں، ہمارے نزدیک سبھی مولوی اچھے ہیں ہم اپنی زبان سے کسی مولوی کو کیونکر بُرا کہیں"۔ــــــ مگر ان انسان نما جانوروں کو بلکہ جانوروں سے بھی بدتر گمراہوں کو کیا اتنی بھی خبر نہیں کہ زمانۂ موجودہ سے پیشتر جو ہمارے اگلے پُرکھے باپ دادا سُنّی مُسلمان تھے ان کا دین ومذہب وہی تھا جو حضور سیدنا الغوث الاعظم وحضور خواجہ غریب نواز وحضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء نظام الدین محبوب الٰہی، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت شاہ عبد الحق ردولوی، حضرت قطب عالم پنڈوی، حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی کچھوچھوی حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری، حضرت شاہ وجیہ الدین گجراتی، حضرت شاہ عالم احمد آبادی، حضرت شاہ پیر محمد سلونی، حضرت مخدوم علی احمد علاء الدین صابر کلیری، حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز، حضرت میراں سید علی داتار، حضرت سید سالار مسعود غازی، حضرت بدیع الدین شاہ مدار، حضرت مخدوم علی فقیہ مہائمی، حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قادری مارہروی، حضرت سیدنا

شاہ اچھے میاں مارہروی و دیگر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ کیا ان خبتاء کو اتنا نہیں سوجھتا کہ اس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنّت کے مقابلے میں جس پر اگلے زمانے کے تمام اہلِ اسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو شخص کوئی نیا عقیدہ، نیا مذہب، نیا فرقہ گڑھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرے وہ ہرگز سُنّی مسلمان نہیں۔ بلکہ گمراہ بدمذہب بے دین ہے۔ نہیں نہیں! خبر ضرور ہے اور اتنی بات کی خبر تو ہر گنوار مسلمان، ہر کسان مسلمان، ہر مزدور مُسلمان کو بھی ہے جو اپنے آپ کو سُنّی مُسلمان کہتا ہے کہ جُملہ مسائل ضروریہ دینیہ وہی مسائل تو ہیں جن کو اُسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچّے مذہب اہلسنت کے ماننے والے برابر دین کے ضروری مسائل مانتے چلے آئے جو کسی ضروری دینی مسئلے کے خلاف اپنا عقیدہ گڑھے وہ اس قدیم دینِ اسلام اور مذہب اہلسنّت کا مخالف ہے۔ اور جو اُس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دینِ اسلام و مذہب اہلسنّت کا مخالف ہو وہ گمراہ بے دین ہے۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے جو ان صلحکلیوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ لیکن یہ صلحکلیہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ ایسے فریب دیکر عوام اہل اسلام کے دِلوں سے مسائل دینیہ ضروریہ کی عظمت و اہمیت نکال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رہا توہین و گستاخی کا مسئلہ تو مرتدین دیوبندیہ و ملحدین چکڑالویہ، زنادقہ خاکساریہ ادبے دینیان لیگیہ وغیرہم کفار و اشرار نے اللہ و رسول جل جلالہٗ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظیم جلیل سرکاروں میں جو گندی توہینیں، بُری ہوئی دُشنام طرازیاں کی ہیں، وہ تو ان صُلحکلیوں کی سمجھ میں نہیں آئیں، ان گستاخیوں کو بحکمِ شریعت کفر اور ان گستاخوں کو حسب فتوائے شرعیہ کافر مرتد کہنا ان کے نزدیک مولویوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ویسی ہی، بلکہ اُن سے بہت ہلکی باتیں خود ان صلحکلیوں یا ان کے باپ دادا کیلئے کوئی کہہ دیتا ہے کہ مثلاً "تمہارا مُنھ سوئر کا سا ہے، تمہارے باپ کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسے کان تو گدھے کے بھی ہیں، تمہاری والدہ مشفقہ کے پیٹ کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا پیٹ تو بچّھو کا بھی ہے، تمہارے دادا صاحب چمارسے بھی زائد ذلیل تھے، تمہاری دادی صاحبہ چماری تھیں، تمہارے نانا صاحب چوہڑے (بھنگی) تھے، تمہاری نانی صاحبہ چوہڑی یعنی بھنگن تھیں"۔۔۔ تو فوراً ہی ایسے کلمات کا گالی اور دُشنام ہونا خود ان صلحکلیوں کی سمجھ میں آجاتا ہے اور کہنے والے سے انتقام لینے کیلئے فوراً ہی طیار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ ہرگز نہیں کہتے کہ " بھائی ہم تو جاہل آدمی ہیں کسی مولوی سے جاکر پوچھو کہ ایسے الفاظ ہمارے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کے حق میں گالی ہیں یا نہیں اور ان باتوں سے اُن کی توہین ہوئی ہے یا نہیں، یہ جھگڑے مولوی لوگ سمجھ سکتے ہیں، ہماری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں"۔ بلکہ ایسے الفاظ سُنتے ہی فوراً مار پیٹ، گالی گلوج کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ تو ثابت ہوا کہ مرتدوں، بے دینوں نے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظمت والی بارگاہوں میں جو کچھ دُشنامیں بکیں

ان کو بھی یہ صلحکلیہ ناریہ قطعاً سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی اور اپنے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کی توہین کو برا اور جرم سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رفیع وجلیل سرکاروں میں گالیاں دشنامیں بکنے کو کچھ برا ہی نہیں سمجھتے، اس کو کفر ہی نہیں جانتے۔ لہٰذا ان مرتدوں، بے دینوں کے کفر وارتداد پر پردہ ڈالنے کیلئے ہی اس مسئلے کو مولویوں کا جھگڑا بتا دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رہا دنیا میں رہنے کا معاملہ تو یہ بھی ان بے ایمان صلحکلیوں کا ملعون فریب ہے۔ حضرات علمائے اہلسنّت کثرہم اللہ تعالےٰ ونصرہم یہ کب کہتے ہیں کہ تم دنیا میں مت رہو، مرجاؤ، یا کاروبار بیوپار مت کرو، مزدوری نوکری چھوڑ دو، بلکہ ان کے فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دنیا میں اس طرح جیو جس طرح خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کاروبار، بیوپار، مزدوری، نوکری سب شریعت مطہرہ کے موافق کرو۔ جو لوگ اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعتِ مطہرہ معاذ اللہ کافر بے دین ہیں ان سے دینی عداوت مذہبی نفرت رکھو۔ کیا تم ایک چمار کو دو پیسے دیکر اُس سے اپنے پرانے جوتے کی مرمّت نہیں کراتے، کیا تم بھنگی کو دو آنہ مہینہ دے کر اس سے اپنا پاخانہ نہیں اٹھواتے؟ پھر کیا یہ معاملات نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ پھر کیا ان معاملات کے سبب اس چمار اس بھنگی کی عظمت تم اپنے دلوں میں جانتے ہو؟ کیا ان معاملات کی بنا پر تم انھیں اپنا دینی بھائی بناتے ہو؟ کیا ان معاملات کے بعد آہستہ آہستہ تدریجاً اس چمار اس بھنگی کیساتھ یارانہ دوستانہ مناتے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ کفار ومشرکین کیساتھ دنیوی کاروبار، بیوپار مزدوری نوکری کے معاملات جاری رکھنے کیلئے یہ ہرگز لازم نہیں کہ اُن کے کفر وشرک کے سبب مسلمانوں کو بحکم شریعت جو ان سے مذہبی نفرت ودوری، دینی مجانبت وبیزاری ہے اس میں کمی ہو جائے یا معاذ اللہ بالکل ہی جاتی رہے۔ کیا تم روزانہ بوقتِ حاجت بیت الخلاء نہیں جاتے ہو؟ پھر کیا اس روزانہ کے آنے جانے سے بیت الخلاء کے ساتھ تمکو محبّت ودلچسپی پیدا ہو گئی ہے؟ کیا بوقتِ حاجت روزانہ بیت الخلاء جاتے جاتے اب اسے اپنی تفریح گاہ سمجھنے لگے ہو؟ کیا اب وہاں دِل بہلانے اور سَیر کرنے کیلئے جانے لگے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں، تو حضرات علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ مرتدین ومبتدعین کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے دنیوی تعلقات بھی نہ رکھو۔ لیکن اگر ایسا کرنے کیلئے تمہیں ضرورت ومجبوری ہے تو تم اس بارے میں گناہگار نہیں، البتہ ان دُنیوی تعلقات کی بنا پر مرتدین ومبتدعین کے ساتھ موانست ومواددت ہرگز جائز نہیں۔

شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب ۱۶۵ میں صفحہ ۱۶۹ پر اپنے خلیفہ ومرید سیادت پناہ جناب سیّد شیخ فرید علیہ الرّحمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"لازم است کہ ہمگی ہمت در اتیان احکام شریعت باید صرف نمود اہل شریعت را از علماء وصلحاء تعظیم وتوقیر باید داشت ودر ترویج شریعت باید کوشید واہل ہوا وبدعت را خوار باید داشت

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ و با کفار کہ دشمنان خدا عزّوجل اند و دشمنانِ رسولِ وے اند علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات دشمن باید بود و در ذلّ و خواری ایشاں سعی باید نمود و بہیچ وجہ عزت نباید داد و این بے دولتاں را در مجلس خود راہ نباید داد و اُنس نباید نمود و راہ شدت و غلظت را بایشاں پیش باید کرد و مہما امکن در ہیچ امرے بایشاں رجوع نباید نمود و اگر فرضاً ضرورتے افتد در رنگ قضائے حاجت انسانی بکرہ و اضطرار قضائے حاجت از ایشاں باید نمود۔ راہے کہ بجناب قدس جد بزرگوار شما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات می رساند اینست۔ اگر باین راہ رفتہ نشود وصول باین جناب قدس دشوار است ھیھات ھیہات۔

یعنی یہ بات لازم ہے کہ ساری ہمت شریعت مطہرہ کے احکام بجالانے میں صرف کرنی چاہیئے اور پابندِ شریعت علمائے دین وصالحین کی تعظیم وتوقیر کرنی چاہیئے اور شریعت مطہرہ کے احکام کو رائج کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے اور مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں اور گمراہوں کو ذلیل رکھنا چاہیئے کہ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی اور کافروں کے ساتھ جو خدا تبارک وتعالےٰ کے دشمن اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمن ہیں دشمن رہنا چاہیئے اور کسی طور پر ان کو عزت نہ دینی چاہیئے اور اُن بدنصیبوں کو اپنی مجلسوں میں آنے نہیں دینا چاہیئے اور اُن سے اُنس پیدا نہیں کرنا چاہیئے اور ان کے ساتھ شدت وغلظت کرنا چاہیے اور جہاں تک ہو سکے کسی بات میں اُنکی طرف رجوع کرنا نہیں چاہیئے۔ اور اگر بالفرض کوئی ضرورت پڑ جائے تو بیت الخلا جانے کی طرح شرعی ناگواری اور مجبوری کے ساتھ اُن سے اپنی حاجت پوری کرنی چاہیئے۔ آپ کے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہِ قدس تک جو راستہ پہنچاتا ہے وہ یہی ہے۔ اگر اس راہ پر چلا نہ جائیگا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہِ قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ یہ بات بہت دور ہے، یہ امر بہت بعید ہے۔

لوجہ اللہ الکریم الحمد کہ کالشمس فی وسط السماء روا ضح وروشن ہوگیا کہ ہمارے آقایانِ نعمت حضرات علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالےٰ کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات وفلاحِ آخرت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی کاروبار میں بھی ترقی وکامیابی کو متضمن ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ان صلحکلیوں کا یہ فریب دینا صرف اسی لئے ہے کہ سادہ لوح عوام مسلمین کو معاذ اللہ یہ باور کرادیا جائے کہ علمائے اہلسنت کے فتاویٰ اس قابل ہی نہیں کہ ان پر عمل کیا جاسکے اور یہ کہ بدمذہبوں مرتدوں کے متکلمین اور سنی مسلمانوں کے علمائے دین دونوں

ایک ہی درجے، ایک ہی مرتبے میں ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالٰے۔

اور فرقۂ صلحکلیہ کے وہ افراد جو مسلمانوں کے لیڈر کہلاتے ہیں، وہ مسلمانوں کو یوں بہکاتے ہیں کہ اسوقت دنیائے سیاست میں اقوام عالم باہمی کشمکش موت وحیات میں مصروف ہیں۔ اور اگرچہ ہر قوم کے اندر باہمی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں، لیکن اِس وقت ہر ایک قوم اپنے تمام فرقوں اپنے تمام افراد کو مجتمع و منظم کرکے پورے اتفاق واتحاد کے ساتھ میدانِ سیاست میں اپنے مقابل کے سامنے صف آرا و جنگ آزما ہے دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک تو ہم یوں ہیں تھوڑی تعداد میں ہیں اور اگر ان مولویوں کے فتووں پر عمل کرکے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، نیچریوں، خاکساریوں، احراریوں، لیگیوں، رافضیوں، خارجیوں کو ہم اپنی جماعت سے الگ کردیں گے تو ہم بہت ہی چھوٹی سی اقلیت میں رہ جائیں گے۔ یہ حقوق اور وزارتیں اور حکومتیں ملنے کا وقت ہے۔ اگر مولویوں کے کہنے میں آکر اس وقت کو ہم نے آپس کے جھگڑوں میں صرف کردیا تو ہم پر سیاسی موت آجائیگی۔ دوسری منظم طاقتیں ہم کو کچل کر فنا کرڈالیں گی۔ لہٰذا اس وقت تو تمام کلمہ گو فرقوں کے ساتھ اتحاد واتفاق کرکے میدانِ سیاست میں دوسری قوموں سے بازی جیت لو۔ پھر بعد کو یہ مذہبی جھگڑے بھی آپس میں طے کرلینا۔

درحقیقت ان صلحکلی لیڈروں نے سیاست کو مذہب سے ایک علیحدہ چیز ٹھہراکر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ مکر میں پھانس رکھا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کا ایمان و قرآن تو اسے یہ بتاتا ہے کہ اس کی سچی اسلامی سیاست بھی اس کے سچے دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ اور اسی کا جزو ہے۔ سچا مسلمان میدانِ سیاست میں پہنچکر بھی پابندیٔ احکامِ مذہب سے بے نیاز نہیں ہوجاتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ـــــــ

یعنی میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اِن صلحکلی لیڈروں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ تبارک وتعالٰے فرماتا ہے۔

کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ واللہ مع الصابرین ــــــــ

یعنی بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑے بڑے جتھوں پر غالب آئی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

وکان حقا علینا نصر المؤمنین ــ

اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے کامل ایمان والوں کی مدد فرمانا۔

اور فرماتا ہے عزوعلا۔

الم تر الی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیہم ماھم منکم ولا منھم ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون ــــــــــ اے محبوب کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنھوں نے اس قوم سے دوستی کی جس پر اللہ نے غضب فرمایا۔ اے ایمان والو! یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں نہ ان (کھلے کافروں) میں سے اور یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

پھر ایسے لوگوں کے رذائل وقبائح بیان فرماکر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل جلالہٗ۔

اولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ــــــ اور فرماتا ہے عز جلالہٗ یہ لوگ شیطان والے ہیں۔ سنتا ہے شیطان والے ہی لوٹا پانے والے ہیں۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ اے محبوب تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ اُن کے باپ دادا یا اُن کے بیٹے یا ان کے بھائی بند یا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں۔

پھر ان کے فضائل ومدائح بیان فرماکر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل شانہٗ۔

اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ــــــ اور فرماتا ہے تبارک شانہٗ یعنی یہ لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتا ہے؟ اللہ والے ہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولٰئک ھم الفائزون ــــــــــ اور فرماتا ہے عز جلالہٗ۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس سے خشیت رکھے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم ــــــ تو اے ایمان والو! تم سست مت ہو اور کفار ومشرکین ومرتدین کو صلح واتحاد کیطرف مت بلاؤ اور تمہیں غالب ہوگے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال میں خسارہ ہرگز نہ دے گا۔

مسلمان کا ایمان قرآن ورحمٰن اور اس کے پیارے رسول ذی شان پر ہے۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہ ایمان رکھتا ہے کہ الٰہی مدد اور خداوندی نصرت کا وعدۂ صادقہ انھیں لوگوں کے حق میں ہے جو بتوفیق اللہ تعالیٰ مسلمان کامل الایمان، متبع احکام شریعت ہوں۔ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے

دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں۔ ان کا اعتماد صرف ظاہری دنیوی اسباب ہی پر نہ ہو بلکہ وہ حضرت مسبب الاسباب عز جلالہٗ پر اعتماد اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ پھر اگر وہ تعداد میں اپنے دشمنوں سے کم ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرشتے بھیجکر بہت کر دے گا۔ اگر وہ ظاہر میں کمزور وضعیف ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو قوت وطاقت بخشے گا ان کی کمزوری واقلیت اور ان کے دشمنوں کی طاقت واکثریت باذن اللہ العزیز المقتدر ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس مبحث کی تفصیل جلیل میں حضور پُرنور مرشدِ برحق حامی السنن ماحی الفتن حضرت عظیم البرکت تاج العلماء سراج العرفا مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کا رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "علیہٖ فنہٗ فلیلیہ الیہ" اور رسالۂ مبارکہ "الجوابات السنیہ علیٰ زہاء السوالات اللیگیہ" میں ملاحظہ ہو۔ اس کا انکار وہی کر سکے گا جسکو قرآنِ عظیم پر ایمان نہ ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دوسری قوموں کے مختلف فرقے آپس میں کتنے ہی اختلافات رکھتے ہوں مگر کافر وبے ایمان ہونے میں سب ایک ہیں۔ اور بحکم الکفر ملّۃ واحدۃ ان سب کا باہمی اتفاق واتحاد کچھ جائے تعجب نہیں۔ لیکن ان فرقہائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلافات ہرگز آپس کے اختلافات نہیں۔ یہ فرقے تو اپنے اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام ہی سے خارج ہو چکے۔ البتہ مذہب اہلسنّت کے چاروں گروہوں حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، کے باہمی فرعی اختلافات بیشک مسلمانوں کے آپس کے اختلافات ہیں تو ان اختلافاتِ فرعیہ کے سبب سُنّی مسلمانوں میں بحمد اللہ تعالیٰ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ سچا مسلمان کرسیوں، وزارتوں، حکومتوں کے لالچ میں اپنے پیارے دین ومذہب کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا، بلکہ وہ اپنی جان وآبرو سے زیادہ پیارے اپنے سچے دین ومذہب پر کرسیوں وزارتوں حکومتوں غرض کہ دنیا کی ساری دولتوں تمام راحتوں کو قربان کر دے گا وللہ الحمد۔

پھر جبکہ ہندوستان میں کلمہ گویانِ اسلام کی مجموعی تعداد بھی دوسری قوم کے مقابلے میں اقلیت ہی ہے تو ان مرتد فرقوں کے ساتھ اتحاد ووداد کرنے کا بھی کیا نتیجہ ہوگا۔ وہ اقلیت تو پھر بھی اقلیت ہی رہے گی۔ مدعیانِ اسلام مرتدین کو ملا لینے کے بعد بھی اقلیت اکثریت نہ ہو گی۔ تو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد واتفاق کا خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو الخسران المبین ○ کے سوا کیا حاصل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔

اور یہ تو سیدھے سادے مسلمانوں کو محض سبز باغ ہی دکھانا ہے کہ حکومت حاصل ہوجانے کے بعد یہ مذہبی اختلافات آپس میں طے کرلینا ـــــ حکومت اگر مل بھی گئی تو اس کی باگ ڈور، اس کا حل و عقد، اس کا بست و کشاد سب کچھ معاذ اللہ انھیں صلحکلی و نیچری و لیگی و بے دین لیڈروں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ابھی جبکہ "گنجوں کو ناخن نہیں ملے ہیں" یہ حال ہے کہ دین و مذہب پر قہقہے اڑائے جارہے ہیں، ایمانیات و اعتقادات پر ٹھٹھے لگائے جارہے ہیں۔ اگر معاذ اللہ حکومت خود اختیاری مل گئی تو یہ تمام مذہبی اختلافات طے تو ضرور کردیئے جائیں گے، مگر اس طرح جیسے مرتد مشرقی کہہ چکا کہ "سب اعتقادی کتابیں جلا کر فی النار و السقر کردی جائیں گی، مذہبی کتابوں کا رکھنا جرم قرار دے دیا جائیگا"۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بھولے بھالے پیارے سنّی مسلمانو! اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہو۔ اس سے پہلے کہ ہوشیار رہنا کچھ نفع نہ دے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بعض صلحکلی لیڈر جنکو فن تاریخ میں بھی کمال کا دعوےٰ ہے، مسلمانوں پر یوں اندھیری ڈالتے ہیں کہ:

"جس وقت ترکی سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قاہر فوجیں خشکی پر جہاز چلا کر قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہورہی تھیں، عین اسی وقت عیسائیوں کے پادری شہر کے بڑے گرجا ایاصوفیہ میں اس مسئلے پر گرما گرم مباحثے میں مصروف تھے کہ جس روز یسوع مسیح (علیہ الصلاۃ والسلام) کو بقول نصاریٰ سولی دی گئی اس دن انھوں نے فطیری روٹی کھائی تھی یا خمیری اور ان کا بول و براز پاک تھا یا نہیں۔ اسی طرح اس وقت دوسری قومیں مسلمانوں کو فنا کردینے میں مصروف ہیں اور مسلمان انھیں مذہبی مباحثوں میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں۔ اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے فضلات طیبہ طاہر و پاک تھے یا نہیں۔ چھوڑو ان مذہبی بحثوں کو اور میدان سیاست میں دشمنوں کے سامنے صف آرائی کرو۔ ورنہ تم بھی انھیں قسطنطینی عیسائیوں کی طرح فنا کردیئے جاؤ گے"۔

اللہ اکبر! ان مکار لیکچراروں کی مکاری دیکھو مسلمانو! تم کو کس طرح چھلتے ہیں۔ قسطنطنیہ کے عیسائیوں کی شکست کا صرف یہ سبب دکھایا کہ وہ مذہبی بحثوں میں مبتلا تھے۔ ترکوں کی فتح کا مدار صرف اس پر ٹھہرایا کہ وہ انتظامات جنگ میں پورے طور پر مصروف تھے۔ ان بے دینوں کی زبانوں سے یہ نہیں نکلا کہ وہ عیسائی

ع ملاحظہ ہو مرتد مشرقی کا تذکرہ ملعونہ، اردو دیباچہ صفحہ ۶۵۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۱۲ منہ

اگرچہ مذہبی بحثوں میں مصروف تھے مگر کافر تھے۔ اور وہ ترک انتظاماتِ جنگ سے پورے طیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان والے تھے اس لئے اللہ واحد قہار جلّ جلالہٗ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفّار پر غالب و مظفر و فتحمند فرما دیا۔ اور اُن کے مونہوں سے یہ نکلتا بھی کیونکر۔ اگر وہ ایسا کہہ دیتے تو کفر و اسلام کا تفرقہ بیان کرنا پڑتا۔ اور مسلمانوں پر اندھیری ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔

مسلمانو! اِن بے دین صلحکلی لیڈروں سے کہو کہ ارضِ فلسطین، اجنادین، یرموک، قنسرین، انطاکیہ، حلب، بعلبک، مدائن، قادسیہ وغیرہا سیکڑوں مقامات پر اور بلادِ ہند و سندھ، افریقہ، الجزائر اور صلیبی جنگ کے ہزارہا میدانوں میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی کچھار کے شیروں کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی فوجوں سے کفّار کے دس دس گنے، بیس بیس گنے، بلکہ بعض بعض مقامات پر سو سو اور ہزار ہزار گنے جتھوں کے جو مقابلے ہوئے اور ان سب میں ایمان والے ہی منصور و غالب اور کفار ہی مقہور و خائب رہے کیا وہ سب کفار بھی مذہبی مباحثوں ہی میں مبتلا تھے۔ غرض قسطنطنیہ کے عیسائیوں کے بھی مغلوب و مقہور ہونے کا اصلی سبب ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ الصلاۃ والسّلام کی سیرتِ کریمہ کے متعلق ایک مسئلے کی تحقیق میں کیوں مصروف تھے۔ بلکہ اس کا اصلی سبب بھی وہی وعدۂ الٰہیہ تھا کہ "وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" یعنی اور اے ایمان والو! تم سُست مت ہو اور تم غمگین مت ہو اور تمہیں سب پر غالب رہو گے اگر تم کامل ایمان والے ہو گے۔۔۔۔ وہ نصاریٰ کافر تھے۔ ترکوں نے محض اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے بتوفیقہٖ تعالےٰ اُن پر جہاد کیا۔ ربِّ قدیر جلّ جلالہٗ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفّار پر غلبہ دیا۔ وللہِ الحجۃ السامیہ۔

مسلمانو! اِن عیّار لیڈروں کی اس عیّاری کا مقصد صرف یہ ہے کہ بدمذہبوں، بے دینوں کیلئے ان کی بدمذہبی بے دینی پھیلانے میں پوری آزادی ہو جائے، کوئی رُکاوٹ ان خبثا کے راستے میں نہ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی سیرتِ اقدس پر کوئی بے دین کیسا ہی ناپاک الزام لگائے، حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے علمِ مبارک یا شانِ اقدس کو کوئی مرتد کتنا ہی گھٹائے، مسلمانوں کے سچے دینِ اسلام اور پیارے مذہب اہلسنّت پر کوئی ملحد کیسے ہی گھنونے اتہامات اٹھائے مگر سُنّی مسلمان دم سادھے زبان دبائے چپ بیٹھے زبانِ قلب سے "ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم" کا وظیفہ پڑھتے رہیں، ملحدوں، بے دینوں، مرتدوں کے جواب میں نہ ایک حرف لکھیں نہ ایک لفظ کہیں۔ اور اگر وہ احقاقِ حق و ابطالِ باطل کریں گے تو قسطنطنیہ کے نصاریٰ کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ لوجہ اللہ تعالےٰ کہ مہرِ نیمروز کیطرح واضح ولائح ہو گیا کہ ہمارے پیشوایانِ دینِ اہلسنّت علمائے

ربانیین کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا ہی بفضلہ تعالےٰ ہماری صلاحِ دنیا و فلاحِ عقبیٰ کا سچا ذریعہ ہے اور ان صلحکلی ونیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی و دہریت پھیلانا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

ان صلحکلی لیڈروں میں اعظم گڈھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی صلحکلیت اپنی حد سے گذر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین نظم و نثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔ شبلی اعظم گڈھی کی نیچریت و دہریت اُسکی کتابوں "سیرۃ النبی، الفاروق اور سیرۃ النعمان" میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار اور الحادی جو بنوں کا ابھار دکھارہی ہے۔ اس کی اگر پوری تفصیل کی جائے تو ایک دفتر بسیط لکھنے میں آئے۔ یہاں مختصراً گذارش۔

شبلی اعظم گڈھی نے ایک مثنوی "صبح امید" لکھی جو نیچریوں کے دار المصنفین نے مسعود علی ندوی کے اہتمام سے معارف پریس اعظم گڈھ میں "کلیات شبلی" اردو کے صفحہ اوّل صفحہ ۲۳ تک شائع کی اسی کے چند اشعار ہم بطور نمونہ پیش کر کے سُنّی مسلمانوں کے ایمانی قلوب سے ایک نظرِ انصاف کے طالب وتوفیق الہدایہ والاجتناب عن الغوایۃ مِنَ اللہ الکریم الواھب۔

لڑ پڑتے تھے بات بات میں ہم
ڈوبے تھے تعصبات میں ہم
دکھلائی کمالِ دینداری
مومن کو بنادیا جو ناری
تکفیر ہمارا ہی چلن تھا
زندیق، تو تکیہ سخن تھا
دشمن کو نہ کر سکے موافق
مُومن کو بنا دیا مُنافق
گمراہ تو سیکڑوں بنائے
رستے پہ نہ ایک کو بھی لائے
خلق نبوی کی تھی یہ تصویر
آپس میں ہر اک گرم تکفیر

تصنیف میں گالیوں کی بھرمار
تحریر، کہ لعنتوں کا انبار
برپا تھے وہ مسجدوں میں فتنے
دیکھے نہ کبھی سُنے کسی نے
آپس میں نفاق کا یہ عالم
یہ اس سے خفا، وہ اس سے برہم
اللہ رے یہ وفورِ غفلت
سمجھے تھے رواج کو شریعت
باطل پہ فدا تو حق سے بیزار
تقلید پہ کس بلا کا اصرار
دیندار برائے نام تھے ہم
والبستہ رسم عام تھے ہم

تھے رسم و رواج پر فدا سب
تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب
سمجھے نہ ذرا کہ وقت کیا ہے
کس سمت زمانہ چل رہا ہے؟
نیرنگیوں پر نہ کچھ نظر کی
یعنی کہ ہوا ہے اب کدھر کی
کیا پیش ہے؟ کیسی صورتیں ہیں؟
کیا وقت ہے؟ کیا ضرورتیں ہیں؟
چھیڑے جو گئے نئے فسانے
نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے
سیّارے ہیں اب نئی چمک کے
وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے

اب صورت ملک و دیں نئی ہے
افلاک نئے، زمیں نئی ہے
سب بھول گئے ہیں ماسبق کو
گردوں نے الٹ دیا ورق کو
دیکھی یہ روش تو پھر خردمند
ہوتے گئے طرز نو کے پابند
گرنے بھی نہ پائے تھے کہ سنبھلے
بدلا جو زمانہ، وہ بھی بدلے
لیکن نقش زمیں رہے ہم
بیٹھے تھے جہاں وہیں رہے ہم
گو غیر اب اہل انجمن ہیں
ہم گرم فسانۂ کہن ہیں
ہر چند وہ بزم ہے نہ احباب
ہم دیکھ رہے ہیں پر وہی خواب
اس گنج گہر پہ ہم ہیں نازاں
جس کا کوئی جوہری نہیں یاں
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے
اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
اب عیب ہیں سب ہنر ہمارے
ہیں پوتھ سے کم گہر ہمارے
ماتم تھا یہی کہ آئی ناگاہ
اک سمت سے اک صدائے جانکاہ
اس شان سے تھی وہ آہ دلگیر
پہلو میں اثر، بغل میں تاثیر
دل ہاتھ سے لینے میں بلا تھی
جادو تھی، فسوں تھی، جانے کیا تھی!

جس سمت سے آئی تھی آواز
وہ جلوہ نمائے سحر و اعجاز
دیکھا تو وہاں بجاہ و تمکین
آیا نظر اک پیر دیرین
صورت سے عیاں جلال شاہی
چہرے پہ فروغ صبحگاہی
وہ ریش دراز کی سپیدی
چھٹکی ہوئی چاندنی سحر کی
پیری سے کمر میں اک ذرا خم
توقیر کی صورت مجسم
وہ ملک پہ جان دینے والا
وہ قوم کی ناؤ کھینے والا
لب پر ہے فغاں کہ اب بھی جاگو
اے خواب گراں کے سونے والو
ہو گرد رہ صف پس کیوں
اس بزم میں ہو خوار تمہیں کیوں
تادیر وہ قوم کا فدائی
وہ خضر طریق رہنمائی
افسانۂ غم سنا کے ٹھہرا
سوتوں کو جگا جگا کے ٹھہرا
باتوں میں اثر تھا کس بلا کا
اک بار جو رخ پھرا ہوا کا
خواہش کے بدل گئے ارادے
ہمت نے قدم بڑھائے آگے
تعلیم کے جابجا وہ جلسے
گھر گھر میں ترقیوں کے چرچے

دانش طلبان نکتہ داں نے
عیسیٰ نفسان خوش بیاں نے
ترتیب دیئے بکاوش و کد
تبیین برسالہائے مفرد
وہ نکتہ ور حقیقت آگاہ
یعنی مہدی علی ذی جاہ
سید اشرف علی ممتاز
مشتاق حسین نکتہ پرداز
ان کے قلم گہر فشاں نے
آئین گذارش بیان نے
آسان کر دی ہر ایک مشکل
ناطے شدہ رہ گئی نہ منزل
جو بحث تھی دلنشین کی تھی
ہر بات کی چھان بین کی تھی
تحقیق کے طے کئے مراحل
وا کر دیئے عقدہائے مشکل
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم
یعنی کہ علوم نو کی تعلیم
تدبیر شفا جو ہے تو یہ ہے
اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
سہتے ہیں جو یوں غم و تعب ہم
تدبیر یہی ہے بس کہ اب ہم
تقویم کہن سے ہاتھ اٹھائیں
تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالب نو آئیں
یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقیں

تہذیب کے وہ اصول نایاب
وہ طرزِ معاشرت کے آداب
وہ گنجِ گرانِ دانش و فن
وہ فلسفۂ جدید بیکن،
کیپلر کی وہ نکتہ آفرینی
نیوٹن کے مسائلِ یقینی،
اس فیض سے ہم بھی بہرہ ور ہوں
ہم بھی اس کان کے گہر ہوں
قائم ہو باتفاق باہم
اک مدرسۃ العلوم اعظم
وہ کعبۂ آرزو ہمارا
ہر غم میں ہو چارہ جو ہمارا
وہ درس گہہ خجستہ انجام
ہو پشت و پناہِ قومِ اسلام
رائیں ہوئیں متفق جو سب کی
اب قوم سے یاوری طلب کی
وہ کشتۂ قوم وہ فدائی
اُٹھا لئے کاسۂ گدائی
کیا تلخ ملے جواب اس کو
کیا کیا نہ دیئے خطاب اُس کو

برگشتہ کہا کسی نے دیں سے
لعنت کا ملا صلہ کہیں سے
خود قوم کو ہو گئی تھی یہ کد
زندیق کہا، کسی نے مرتد
جور اُس نے سہے کرم کے بدلے
لطف اس نے کئے ستم کے بدلے
یہ زحمتیں گو تھیں ساتھ اُس کے
پُر زور تھے پر جو ہاتھ اُس کے
آگے وہ بڑھا ہٹا کے سب کو
طے کر کے رہا رہِ طلب کو
ناکام رہے وہ جن کو تھی لاگ
خاشاک سے دب سکی نہ یہ آگ
باطل کو جو حق نے کر دیا پست
اب نیست نے پائی صورتِ ہست
ہونی تھی کہ قوم کے پھریں دن
نالے نہ رہے اثر کئے بن
آخر بہزار جاہ و اجلال
طالع ہوا آفتابِ اقبال
قائم ہوا یادگارِ ایام
وہ مدرسۃ العلوم اسلام

خالق سے دعا ہے اب کہ جاوید
روشن رہے یہ چراغِ امید
اس چشمۂ فیض سے ہے سیراب
بنگال سے تا حدودِ پنجاب
افسوس تو اُن پہ ہے کہ اب بھی
ہیں گم شدۂ رہِ ترقی
جلوے جو دکھا رہا ہے ادبار
اوہام غلط میں ہیں گرفتار
گو قوم شکستہ حال ہو جائے
برباد ہو جائے پائمال ہو جائے
یہ سب ہو پر اُن کی ضد نہ جائے
حق بات کبھی نہ دل میں آئے
جاتے نہیں وہم باطل اُن کے
پتھر سے بنائے ہیں دل اُن کے
سیّد سے اگر ہے بغض للّٰہ
وہ خادمِ قوم اگر ہے گمراہ
کچھ آپ ہی انتظام کرتے
اسلام کو نیک نام کرتے

سُنّی مسلمان بھائیو! للّٰہ! ایمان سے کہو۔ اگر یہ نیچریت نہیں تو تین خدا ماننا حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا جاننا بھی نصرانیت نہ ہوگا۔ بدمذہبوں، بے دینوں پر احکام شرعیہ سنانے کو بات بات پر لڑنا اور تعصبات میں ڈوبا رہنا بتایا۔ کلمہ پڑھنے والے بدمذہب پر بحکم حدیث شریف ناری ہونے کا حکم دینے کو دینداری کے خلاف ٹھہرایا۔ مسلمان کہلانے والا اگر کفریات بکے تو اسے بحکم شریعت منافق، کافر، زندیق، گمراہ کہنے کو خلق نبوی کے خلاف اور گالیوں کا طومار، لعنتوں کا انبار اور بدخلقی بے تہذیبی بنایا۔ مسلمانانِ اہلسنّت کی مسجدوں کو

بد مذہبوں، مرتدوں، بے دینوں، گمراہوں کی فتنہ انگیزیوں، مفسدہ پردازیوں سے محفوظ رکھنے پر فتنے اور نفاق کا حکم لگایا۔ مجانبت مبتدعین و مقاطعۂ مرتدین کے بداخلاقی ہونے کا اور سلف صالحین یعنی ساڑھے تیرہ سو برس کے بزرگانِ دین کے طریقۂ مرضیہ کی اتباع کے وفورِ غفلت ہونے کا اور تقلید ائمہ مجتہدین کے باطل اور غیر مقلدی کے حق ہونے کا اور اجماعِ امّت کی پیروی کو رسمِ عام کی وابستگی کہکر اجماعِ امت کے ماننے والوں کے فقط برائے نام دیندار ہونے کا اور اگلے بزرگانِ اسلام کی سیرت کی پیروی کو رسم و رواج پر فدا ہونا ٹھہرا کر تحقیقِ حق سے اُسکے مخالف ہونے کا گیت گایا۔ پھر آگے چل کر تو صاف کہدیا کہ اب وقت وہ نہ رہا، زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا، نئی نئی نیرنگیاں پیش آگئیں، نئی نئی صورتیں، نئی نئی ضرورتیں سامنے آگئیں، نئے نئے افسانے چھیڑ دیئے گئے، نئی چمک کے ستارے نکل آئے، آسمانوں کے ٹھاٹھ بدل گئے۔ زمین بھی نئی ہے آسمان بھی نئے ہیں، زمانے نے ورق اُلٹ دیا ہے۔ لہٰذا اب اگلے نغموں پرانے ترانوں کا وقت نہ رہا۔ ماسبق یعنی اگلی باتوں کو بھول جانے کا وقت آ گیا۔ وہی لوگ عقلمند ہیں جو ایسے وقت میں پرانے مذہب کو چھوڑ کر نئی روشنی کے پرستار بن گئے، نئی بادشاہت کے محکوم بننے کے ساتھ ساتھ دین بھی نیا اختیار کر لیا۔ لیکن جن لوگوں نے زمانے کے بدلنے پر بھی اپنا دین نہیں بدلا، پرانے دین و مذہب پر ثابت و مستقیم رہے، محفل وا اگرچہ جدید ہو گئے، مگر وہ اُسی قدیم افسانے میں سرگرم ہیں۔ موتیوں کے جس خزانے کا اب کوئی قدر داں نہیں پھر بھی وہ اپنے اُسی پرانے خزانے پر نازاں ہیں۔ نہ اسلامی سلطنت رہی، نہ اگلے زمانے کے سے دیندار مسلمان رہے، پھر بھی وہ اُسی ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دینِ اسلام مذہب اہلسنّت کے خواب دیکھ رہے ہیں، اسلامی سکّے کا اب چلن نہیں رہا پھر بھی وہ اُس پرانے سکّے کو نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ جس قدر کمالاتِ اسلامیہ تھے وہ سب اس زمانے میں عیب بن گئے، پھر بھی وہ انھیں کے دلدادہ ہیں بحرِ اسلام کے جس قدر بے بہا موتی تھے وہ اگرچہ اس زمانے میں پوتھ یعنی کانچ کے جھوٹے موتیوں سے بھی بدتر ہو گئے پھر بھی وہ انھیں پر فدا ہیں۔ ایسے لوگ بے وقوف بے عقل ہیں۔ پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے۔ حتیٰ کہ اُسے راہِ ہدایت کا خضر بھی بنا ڈالا۔ پھر نواب محسن الملک و نواب وقار الملک و اشرف علی کی تحریری و تقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف و توصیف کر کے صاف کہدیا کہ مسلمان اسوقت جس قدر مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں ان سب کا واحد علاج باتفاق و اجماع جملہ لیڈریان نیچریت صرف یہی ہے کہ جس طرح نیا سال آنے سے پرانی جنتری بیکار ہو جاتی ہے اور نئی جنتری سے کام لیا جاتا ہے اسی طرح پرانے دین و مذہب، پرانے عقائد و مسائل کو چھوڑ کر ان سے ہاتھ اٹھا کر یورپ میں تہذیب سیکھیں، یورپ کی ہی طرزِ معاشرت اختیار کریں۔ یورپ میں تہذیب و معاشرت کے جو اصول تلقین کئے جا رہے ہیں وہی نایاب

اور بہترین ہیں، انھیں پر عمل پیرا ہوں۔ بیکن کے جدید فلسفے، کیپلر کی نکتہ آفرینیوں، نیوٹن کے یقینی مسائل پر ایمان لائیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو نواب محسن الملک و شمس العلماء صاحبان کہہ چکے ہیں کہ دین اسلام میں جس قدر مسائل و عقائد سائنس و نیچر کے خلاف ہیں ان سب کو اسلام میں سے نکال کر پھینک دیا جائے۔ پھر آگے چل کر پیر نیچر کے قائم کردہ کالج کی ثنا خوانی میں چند اشعار ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کا پشت و پناہ اور اپنی آرزوؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر سید احمد علیگڑھی کے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ پر حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم نے جو فتاوی شرعیہ دیئے تھے کہ یہ اقوال سراپا کفر و زندقہ وارتداد و بے دینی و ضلال اور باعث لعنت و وبال و نکال ہیں، اُن فتاوی کو جور و ظلم و ستم کہا۔ صرف اسی پر بس نہ کی بلکہ ان فتاوی شرعیہ کو باطل اور پیر نیچر کے عقائد کفریہ ملعونہ کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالج نیچریت کے قائم ہونے کو قوم کے دن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت، منبع دہریت کے قیام و بقا کی دعا کر کے پھر یک دیا کہ اب بھی جو مسلمانان اہلسنت پیر نیچر سے ہتھیا نہیں لیتے، ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہل سنت کو نہیں چھوڑتے یورپ کی تہذیب، یورپ کی معاشرت نیچری دھرم اختیار نہیں کرتے، وہ ترقی کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی بدنصیبی ان کو اپنے جلوے دکھا رہی ہے، وہ غلط وہموں میں گرفتار ہیں۔ انکے دلوں میں کبھی حق بات نہیں آتی، اُن کے باطل وہم جانے والے نہیں۔ وہ قوم کو شکستہ حال و برباد و پائمال ہوتا ہوا دیکھکر بھی اپنی ضد پر اڑے ہیں۔ پرانے دین و مذہب، پرانی تہذیب و معاشرت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ یورپ کی نیچریا نئی روشنی کے اجالے میں نہیں آتے۔ پھر کچھ بس نہ چلتا دیکھکر پچھلے شعروں میں تو رو ہی دیئے۔ نہایت ہی کھسیانی ادا سے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانان اہلسنت کے دینی پیشواؤ، مذہبی رہنماؤ! اگر سید احمد خاں پیر نیچر اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت گمراہ بے دین ہے اور آپ حضرات کی اس کے ساتھ عداوت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے تو پھر آپ ہی حضرات کچھ انتظام کریں، اسلام کو نیک نام کریں۔

ہر سُنّی مسلمان کے نزدیک ایمان و قرآن کی روشنی میں یہ امر بدیہی ہے کہ آج مسلمانان عالم جن مصائب و آلام میں مبتلا ہیں، اُن کا واحد سبب شریعت مطہرہ کے احکام کے خلاف ورزی اور دین و مذہب کے معاملے میں وہن و مداہنت، بے حمیتی، سہل انکاری و بے غیرتی ہے۔ اور ان مصائب و آلام کا واحد علاج اسی سبب کو دور کرنا ہے۔ اور حضرات علمائے اہلسنت، اساطین دین و ملت کثرہم اللہ تعالیٰ و نصرہم بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تحریراً و تقریراً برابر اسی سبب کو دور کرنے میں مشغول و مصروف ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ نیچری لیڈروں نے ایمانی و قرآنی تدبیر شفا کے اختیار کرنے کو مرض بتا دیا۔ اور بے دینی

ولا مذہبی قبول کرنے کو اپنے دکھ کی دوا ٹھہرایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہماری اس کتاب کے مباحث کو جس نے غور و انصاف کے ساتھ پڑھ لیا ہے، اس پر شبلی اعظم گڈھی کے ان اشعار کا کفر یقینی وارتدادِ قطعی ہونا مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ سے بھی بڑھکر واضح و روشن ہے یہاں ہم صرف ایک ہی آیت کریمہ کی تلاوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وان ھٰذا صراطی مستقیمًا فاتبعوہ ولا تتبعوا السُّبُل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون ـــــــ

اور (اے محبوب تم فرما دو کہ) یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (ترجمہ رضویہ)

آیتِ مبارکہ کا روشن فرمان ہے اور ہر سُنّی مُسلمان کا اُس پر اذعان و ایمان ہے کہ قیامت تک کے پیدا ہونے والے تمام مکلّفین جنّ وانس پر فرض ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے جو دین ومذہب دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اُسی پرانے دین، اُسی قدیم مذہب کو قبول کر کے اُسی کی پیروی، اُسی کا اتباع کریں۔ اور جو شخص اس سے روگردانی کر کے کسی اور دین ومذہب کو اختیار کرے گا خواہ وہ یوروپ والوں کا ہو یا امریکہ والوں کا، ایشیا کا ہو یا افریقہ کا وہ کافر، مرتد، بے ایمان ہے۔ مگر نیچریوں کا یہ اعظم گڈھی ریفارمر کھُلے لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ یورپ کی تہذیب یورپ کی معاشرت اختیار کر لی جائے۔ یعنی خود داڑھیاں مُنڈائیں، اپنی عورتوں کے سروں کے بال کتروائیں، خود بھی سینما تھیٹر دیکھیں اُن کو بھی دکھائیں، جوبلی پارک اور وکٹوریہ گارڈن وغیرہا باغوں بازاروں کی بے پردہ سیر اور دوستوں یاروں آشناؤں سے مُلاقات اور تخلیئے کی انکو خوشی اجازتیں عطا فرمائیں، تقریبوں اور دعوتوں کے موقع پر خود بھی ناچیں ان کو بھی نچائیں، ان کو فلم ایکٹرس بنائیں، خود بھی یوروپین لباس پہنیں ان کو بھی میڈموں اور مسوں کا حیا سوز لباس جس سے سر، گردن اور دست و بازو اور سینہ و ران اور پنڈلیاں قطعًا برہنہ رہیں پہنائیں، شادی کے قابل مردوں اور عورتوں کے ایک مدّت تک نہایت آزادی و بے باکی کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے جلوت وخلوت میں میل جول رکھنے کی رسم کو یہاں کے مسلمانوں میں بھی جاری کرائیں۔ میز کرسی پر چھری کانٹے چمچے سے کھانا کھائیں۔ غرض سر سے پیر تک یورپ کی تہذیب معاشرت کے گہرے رنگ میں رنگ جائیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یورپ کی گڑھی ہوئی سائنس پر بھی ایمان لائیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو برس کے قدیم دینِ اسلام ومذہبِ اہلسنّت کو پُرانی جنتری سمجھ کر اس سے یکسر ہاتھ اُٹھائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کیا کسی سُنّی مُسلمان کو اپنے دین ومذہب کی رُو سے اِن کلماتِ ملعونہ کے قائل کے قطعی یقینی کافر و مرتد ہونے میں کچھ شک وشُبہ رہ سکتا ہے ؟ والعیاذ باللہ تعالےٰ ۔

الطاف حسین حالی نے ایک مسدّس لکھا جس کا نام "مدّ وجزر اسلام" رکھا۔ نیچری لیڈروں، صلحکلّی واعظوں نے اُسکی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگادیئے۔ اس اپنی مسدّس (مطبوع یالکشن پریس آگرہ) کے دیباچے کے صفحہ ۳ و ۴ پر اپنے نیچری شاعر بن جانے کا سبب اِن لفظوں میں لکھا ہے۔

"بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اسی ایک چکّر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہاں طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تومعلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے ابتک وہیں ہیں۔ ؎

شکست رنگ شباب وہنوز رعنائی درآں دیار کہ زادی ہنوز آں جائی

نِگاہ اُٹھاکر دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدانِ وسیع نظر آیا جسمیں بیشمار راہیں چاروں طرف کُھلی ہوئی تھیں اور خیال کے لئے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا۔ جی میں آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اِس میدان کی سیر کریں۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ دو گز زمین میں محدود رہی ہو اُن سے اس میدان میں کام لینا آسان نہ تھا۔ اِس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمّی گردش میں ہاتھ پاؤں چور ہو گئے تھے۔ اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی، لیکن پاؤں میں چکّر تھا، اسلئے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ چند روز اسی تردّد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا، دوسرا پیچھے ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ یعنی ڈاکٹر سر سید احمد خاں جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار راستے میں رہ نورد ہے۔ بہت سے لوگ جو اُس کے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اس کے ساتھ افتاں وخیزاں چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہیں، پیروں میں چھالے پڑے ہیں، دُم چڑھ رہا ہے، چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ لیکن اولوالعزم آدمی جوان سب کا رہنما ہے اسی طرح تازہ دم ہے۔ نہ اُسے رستے کی تکان ہے نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پرواہ ہے، نہ منزل کی دوری سے ہراس ہے اسکی چتونوں میں غضب کا جادو بھرا ہے۔ جسکی طرف آنکھ اٹھاکر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند کر کے اس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اسکی نگاہ ایک اِدھر بھی پڑی اور اپنا کام کرگئی۔ بیس برس کے تھکے ہارے خستہ وکوفتہ اسی دشوار گذار راستے پر پڑلئے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں

جاتے ہیں، نہ معلوم ہے کہ کیوں جاتے ہیں، نہ طلب صادق ہے نہ قدم راسخ ہے، نہ عزم ہے نہ استقلال ہے، نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لئے چلا جاتا ہے۔"

حالی نے اپنی اس عبارت میں یہاں سرسید کی چیتولوں میں صرف غضب کا جادو ہی بھرا ہوا بتایا، لیکن شبلی نے تو اُسے جلوہ نمائے سحر و اعجاز ٹھہرایا، یعنی شبلی کے دھرم میں سید احمد جادوگر بھی تھا۔ اور معجزے بھی دکھاتا تھا مگر شبلی و حالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ ان دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی ان دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی وہی سید احمد خاں کوری علیگڈھی کی کافرانہ و ساحرانہ نگاہ تھی۔ سچ فرمایا ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کہ "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" یعنی بدمذہبوں سے دور رہو، اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ ہم اسوقت اسی مسدس حالی کے چند بند پیش کر کے مسلمانوں کے سامنے اسکی نیچریت بے نقاب کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۷ پر ہے ؎

"نصاریٰ کی مانند دھوکا نہ کھانا — کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا — بڑھا کر بہت تم نہ مجھکو گھٹانا
سب انسان ہیں واں جسطرح سرفگندہ — اُسی طرح میں بھی ہوں ایک اسکا بندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم — نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم — کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی — کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور ایلچی بھی"

اُن چھ اشعار میں حالی نے صاف صاف کہدیا کہ اللہ تعالیٰ کے جیسے بندے ہم ہیں، ویسے ہی بندے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ جیسے ہم عاجز و مجبور ہیں ویسے ہی عاجز و مجبور رسول اللہ بھی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اور اس کے ایلچی بھی ہیں۔ یہ کفریات ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب "تفویت الایمان" میں بکے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان" (مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی) کے صفحہ ۵، پر بکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

"اور سب لوگوں سے امتیاز مجھکو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔"

اِس عبارت میں اس نے صاف بتادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسّلام احکامِ خداوندی سے واقف ہیں باقی لوگ غافل ہیں اور پھر غضب یہ کہ اس کفر کا افترا خود حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کردیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اِس قدر تھا۔ " اَنَا مُحَمَّدُ بن عَبدِ اللّٰہِ عَبدُ اللّٰہ ورسولہ" ۔۔۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ اس میں حصر کا کوئی لفظ نہ تھا۔ لیکن امام الوہابیہ نے رسول کے معنیٰ صرف اسی قدر گڑھے کہ " اللہ کے احکام سے واقف" جو ایک بے عمل عالم پر بھی صادق ہے۔ پھر " امتیاز یہی ہے" کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے فضائل وکمالات کا صرف اسی وصف میں حصر کردیا۔ اسی طرح یہی امام الوہابیہ اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۹ پر بکتا ہے۔

" سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار"۔

پھر اسی صفحہ پر سوا چھ سطر بعد بکتا ہے۔

"سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان"۔

ان عبارتوں میں امام الوہابیہ نے صاف بتادیا کہ اللہ تعالٰے کے دوسرے تمام بندے جیسے عاجز ونادان ہیں، ویسے ہی عاجز ونادان تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام، بلکہ خود حضور سیدنا الانام علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام بھی ہیں۔ حالی نے امام الوہابیہ کی شاگردی میں ان سب کفریات کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم پر افترا کردیا۔ والعیاذ باللہ تعالٰے۔

حضور مالکِ دوعالم نائبِ ربِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو اُن کو پیارے ربِّ اکرم جل جلالہٗ نے اپنے کرم سے جو عظیم وجلیل ووسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں ان کے جلوے دیکھنے ہوں تو حضور پُرنور امام اہل سُنّت آقائے نعمت دریائے رحمت مجددِ اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالٰے عنہٗ کی کتاب مستطاب مسمّیٰ بنام تاریخی "الامن والعلیٰ لِناعتی المصطفٰے بدافع البلاء" کا مطالعہ کیا جائے۔ یہاں مختصرًا صرف دو ہی آیاتِ مبارکہ تلاوت کی جاتی ہیں۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔

ضرب اللّٰہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علیٰ شیءٍ ومن رزقنہ منا رزقا حسنا فھو ینفق منہ سرا وجھرا ھل یستون الحمد للّٰہ بل اکثرھم لا یعلمون ○ وضرب اللّٰہ مثلا

اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی۔ ایک بندہ ہے دوسرے کی مِلک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر،

رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شیء وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ لا یات بخیر ھل یستوی ھو ومن یأمر بالعدل وھو علی صراط مستقیم ○

کیا وہ برابر ہو جائیں گے۔ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ اُن میں اکثر کو خبر نہیں ـــ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی۔ دُو مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے، جدھر اُسے بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے، کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔

(ترجمۂ رضویہ)

اِن آیاتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالٰی نے اپنے دو قسم کے بندے بیان فرمائے۔ ایک وہ جو خود دوسرے کی مِلک ہوں، آپ کچھ مقدور نہیں رکھتے، گونگے جو کچھ کام نہیں کر سکتے نہ اپنی کسی سے کہہ سکیں نہ دوسرے کی سمجھ سکیں اپنے آقا پر بوجھ ہوں ان کا آقا ان کو جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائیں اور کسی کام نہ آئیں۔ اور یہ مثال کافروں کی ہے۔ دوسرے وہ جنہیں ربّ کریم جلّ جلالہٗ نے اچھی روزی دی تو وہ اسمیں سے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور ظاہر میں بھی انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ مثال مؤمنوں کی ہے۔ اور پھر صاف اِرشاد فرمایا کہ وہ کفار ہرگز اِن مؤمنوں کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ ہر سُنی مُسلمان اپنے دین و مذہب کی روشنی میں بالبداہت دیکھ رہا ہے کہ ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالٰی نے اپنے ایمان والے بندوں کی جو یہ صفتیں بیان فرمائیں کہ ان کو اُن کے رب تبارک وتعالٰی نے اچھا رزق عطا فرمایا ہے، وہ اس میں سے لوگوں کو چھپا کر بھی دیتے ہیں اور ظاہر میں بھی، وہ انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اِن صفات میں ساری مخلوقات تمام جہان سے افضل و اقدم و اعلٰی و اعظم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے آقا و مولٰی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم۔ تو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی نے اولاً حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے فضائل وکمالات کو صرف عبدیت و رسالت ہی میں حصر کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے تمام خصائص مبارکہ مثل سیادتِ مُطلقہ، محبوبیتِ کبرٰی، شفاعتِ عظمٰی، ختمِ نبوت، معراج فوقِ سمٰوات وغیرہا سب سے کفر کیا۔

ثانیًا اللہ تعالٰی کے سارے بندوں کو عاجزی و بے چارگی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے برابر کہہ کر ان دونوں آیاتِ الٰہیہ کی صریح تکذیب کی۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

ثالثًا حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ السبحانی اپنے مکتوبات شریف (جلد اوّل صفحہ ۲۲۴ مکتوب نمبر ۲۱) میں فرماتے ہیں۔

حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم ـــــــ

یعنی حضور پرنور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو کچھ بدل دینے کی مجال نہیں مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار دیا ہے کہ وہ قضا جو لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی طرح لکھی ہوئی ہے (اور لوح محفوظ میں نہ تو کسی امر پر معلق ہے نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہے صرف علم الٰہی میں اسکی تعلیق ہے) اگر میں چاہوں تو اس قسم کی قضائے مبرم میں بھی تغییر و تبدیل کر دوں ـــــــ

پھر یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات شریف کی اسی جلد کے صفحہ ۴۴ مکتوب نمبر ۳۱۰ میں فرماتے ہیں۔

ہر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خاص رسل را اطلاع می بخشد ـــــــ

یعنی جو علم غیب اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ عزوجل اس پر خاص اپنے رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے ـــــــ

پھر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۱ مکتوب نمبر ۱۱۰ میں فرماتے ہیں۔

چوں بفضل اللہ سبحانہٗ از قید حصول ظلیت وا رہد ہر ذرہ از ذرات موجودات چہ عرض وچہ جوہر وچہ آفاق وچہ انفس اورا دروازۂ غیب الغیب واگردد ـــــــ

یعنی جب عارف بفضل اللہ تعالیٰ حصولِ ظلیت کی قید سے چھوٹتا ہے تو عرض ہوں یا جوہر آفاق ہوں یا انفس غرض تمام موجوداتِ عالم کا ہر ذرہ اس کیلئے غیب الغیب کا دروازہ بن کر کھل جاتا ہے ـــــــ

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی کا دھرم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے عاجزی و بے چارگی اور بےخبری و نادانی میں معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے برابر ہیں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعاظم اولیائے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ مثل حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بعطائے الٰہی ایسی عظیم قدرت، وسیع اختیار مانتے ہیں کہ وہ باذنِ خداوندی لوح محفوظ میں بھی تصرف کر سکتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں علیٰ سیدہم و علیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام عارفین کیلئے ایسا وسیع و محیط علم عظیم مانتے ہیں کہ تمام کائنات، جملہ موجودات جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ نہ صرف یہ کہ ان پر منکشف ہی ہو جاتا ہے بلکہ غیب الغیب کے مشاہدے کیلئے ان کے حق

ہیں ایک کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ اور حضراتِ مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کیلئے وہ علم رفیع مانتے ہیں کہ جو علوم غیبیہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں ان پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اُن حضرات کو مطلع فرمادیتا ہے۔

سُنّی مسلمانو! امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی اِن ناپاک عبارتوں سے جو عقیدۂ کفریہ کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا اُس کے چیلے الطاف حسین حالی نے بکمال وقاحت خود حضور پرنور مختارِ کل مالکِ دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر افترا کردیا۔ اگر اس کے قائل کو مسلمان ایماندار فرض کیا جائے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ مشرک، نصرانی، صنم پرست کہنا پڑے گا۔ اور اگر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ والغفران کے ان مُبارک اعتقادات کو حق مانا جائے تو اس بے دین قائل کو کافر مرتد ماننا پڑے گا۔ ہاں ہاں بولو! اب تمہارا ایمان وانصاف اِن دونوں شقوں میں سے کونسی شق کو قبول کرنے پر تمہیں مجبور کرتا ہے۔ اور توفیق اللہ عزّوجل کے ہاتھ ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِن ارشاداتِ مبارکہ سے مرتد اشرف علی تھانوی اور اس کے چیلے وہابی دیوبندی بھی سبق لیں۔ تھانوی مرتد تو اپنی ملعون رسالیہ ''حفظ الایمان'' میں یہ بتاتا ہے کہ '' جو بعض علمِ غیب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا فرمایا اُس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علمِ غیب تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے'' والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مُرتد تھانوی کو تو خصوصیت نہیں سوجھی، لیکن حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ الربانی نے آیتِ قرآنی عٰلم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احد ۝ الا من ارتضیٰ من رسول ۝ اور آیتِ رحمانی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ۝ کا مفاد ومقتضیٰ یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ساتھ جو غیوب مخصوص ہیں ان پر بھی وہ خاص اپنے رسولوں ہی کو مطلع فرمادیتا ہے۔ ہاں ہاں! اب مرتد اشرفعلی تھانوی، حسین احمد اجودھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، مرتضیٰ حسن دربھنگی، ایڈیٹر ''النجم'' عبد الشکور کاکوروی، فرزند دیوبند منظور سنبھلی، کفایت اللہ شاہجہانپوری نائی عن الاسلام سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ خواہ مسٹر جناکے پچھ لگوے ہوں یا کسی مرتد کے دُم چھلے ہوں، سب مل کر ایک سرے سے بول چلیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اِن ارشاداتِ مبارکہ کے مُطابق مصنفِ ''حفظ الایمان'' کافر، مرتد، بے ایمان ہے یا نہیں، مرتد رشید احمد گنگوہی و مرتد خلیل احمد انبیٹھی کے چیلے بھی حضرت مجدد الف ثانی کے ان ارشاداتِ مقدسہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کرکے ملعون کتاب ''براہین قاطعہ'' کے اصل مصنف گنگوہی اور ظاہری مؤلف انبیٹھی کے کافر مرتد بے ایمان ہونے پر ایمان لائیں۔ گنگوہی و انبیٹھی مرتدوں کو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علمِ اقدس کے وسیع

ہونے پر کوئی نص نہ سوجھا، بلکہ دل کے اندھوں ہیئے کی پھوٹوں کو برعکس ایسے نصوص اور وہ بھی قرآن و حدیث میں نظر آئے جن سے مرتدان گنگوہ وانبیٹھہ کے دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کا وسیع نہ ہونا ثابت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ارے بے دینو! حضور اقدس تو حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، انبیاء ومرسلین تو انبیاء ومرسلین ہیں صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین، صحابۂ کرام واہلبیت عظام۔ تو صحابۂ کرام واہلبیت عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بندگان خاص ومقربان با اختصاص حضرات عرفائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ علم وسیع بیان فرما رہے ہیں کہ جوہر ہوں یا عرض، آفاق ہوں یا انفس، تمام موجودات، جملہ کائنات، جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ان پر منکشف ہو جاتا ہے، بلکہ ان کے حق میں غیب الغیب کے مشاہدے کیلئے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے ـــــــــ دیو کے بندو! ابلیس کے پجاریو! کیا اب بھی گنگوہی وانبیٹھی کے پیشوا ابلیس ملعون کی وسعت علم پر ایمان لانے سے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے تمام ماکان ومایکون کا علم محیط بعطائے الٰہی ماننے کو شرک بتانے سے توبہ نہ کروگے؟ ہاں ہاں سچے دل کے ساتھ کفر دیوبندیت سے توبہ کر کے سنی مسلمان بنکر اپنی ہڈیوں بوٹیوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی ابدی آگ سے بچاؤ۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

صفحہ ۱۹ پہ کہتا ہے۔

سکھائی انھیں نوع انساں پہ شفقت
کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت

کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبت
شب و روز پہونچاتے ہیں انکو راحت

وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر

کسی کے گر آفت گذر جائے سر پہ
پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پہ

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

ڈرایا تعصب سے اُن کو یہ کہکر
کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر

ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اس کے یاور

نہیں حق سے کچھ اس محبت کو بہرہ
کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا

ان نو اشعار میں حالی نے اسی ملعون صلحکلیت کا افترا حضور اقدس سید القاہرین علی اعداء رب

العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کیا ہے، جسکی تعلیم لیگیوں کے سیاسی پیغمبر مسٹر جناح نے اپنی سیاسی امت کو اپنے پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں دی ہے، کہ اپنا پڑوسی مسلمان ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی ہر ایک کے ساتھ محبت رکھنا، ہر ایک کو رات دن راحت پہنچانا ہی مسلمانوں کی علامت ہے۔ زمین پر جس قدر کفار و منافقین، مرتدو مشرکین، زنادقہ و ملحدین بستے ہیں ان سب کے ساتھ محبت رکھنے، ان سب پر مہربانی کرنے ہی سے عرش عظیم کا مالک جل جلالہ، مہربان ہوگا۔ اور یہ کہ دین حق کی محبت میں جو شخص ایسا اندھا، بہرا ہو جائے کہ دین حق کے خلاف نہ کوئی تحریر دیکھنا چاہے نہ کوئی تقریر سننا چاہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جماعت سے باہر ہے، تعصب میں گرفتار ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اسلام و قرآن و دین وایمان و رسول و رحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر منافقین و مرتدین و مشرکین و ملحدین جس قدر چاہیں زبان درازیاں، دشنام طرازیاں کریں۔ مگر مسلمان ایسی ناپاک تقریروں ملعون تحریروں پر قطعاً دم سادھے رہیں۔ نہ اُن پر ردّ و طرد کریں نہ ان لوگوں سے علیحدہ و بیزار ہوں بلکہ ایسے ملعون گستاخوں کے ساتھ خوش خلقی، خندہ پیشانی، فراخ حوصلگی، سیر چشمی اور رواداری سے پیش آتے رہیں، یعنی مذہبی دیوث بن جائیں۔ یہ ہے حالی کی ریفارمری، یہ ہے شبلی کی اسپیکری۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانوں کا پیارا رب عزوجل فرماتا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم مِنَ الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللّٰہ مع المتقین ○

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (ترجمۂ رضویہ)

اسی آیت مبارکہ میں ارباب فوج وسلطنت، اصحاب سطوت وشوکت، سلاطین اسلام پر پڑوسی کافروں سے جہاد کرنا فرض فرمایا۔ اور تمام مسلمانوں پر کفار و مشرکین کے ساتھ شدت و غلظت کا برتاؤ کرنا ضروری بتایا۔ یہ تو کفار و مشرکین کے متعلق حکم ہے ایمان والے مرد و عورت جو حدود شرعیہ کے مستحق ہوں، اُن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللّٰہ ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر ولیشھد عذابھما طائفۃ مِنَ المؤمنین○

اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر۔ اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو ——— (ترجمہ رضویہ)

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیٰت اللہ یکفر بہا ویستھزأ بہا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جہنم جمیعا○

اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اُتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ اُن کا انکار کیا جاتا ہے اور اُن کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔ بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا ــــــــــــ (ترجمہ رضویہ)

اِن آیات مبارکہ کی روشنی میں حدیث شریف احسن الیٰ جارک تکن مومنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما یعنی اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کر کہ یہ تیرے ایمان کی خوبی ہے اور لوگوں کیلئے وہی چیز پسند کر جو اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے کہ یہ تیرے اسلام کی شان ہے) وحدیث شریف لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس (یعنی جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اُس پر اللہ رحم نہیں کرے گا) وحدیث شریف الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (یعنی جو لوگ رحم کرنے والے ہیں ان پر رحمٰن رحم کرے گا زمین والوں پر رحم کرو تو آسمانوں کا مالک تم پر رحم فرمائیگا) رواہ ابوداؤد والترمذی عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما وحدیث شریف لیس منا من دعا الیٰ عصبیۃ لیس منا من قاتل عصبیۃ لیس منا من مات علیٰ عصبیۃ (یعنی جو حق پر نہ ہو اسکی حمایت کرنے والا ہم میں سے نہیں جو ناحق کی طرفداری میں جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں، جو ناحق کی حمایت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں (رواہ ابوداؤد عن جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صحیح مطالب ومعانی واضح وروشن ہیں۔ کہ اِس "پڑوسی" سے مراد مسلمان یا ذمی پڑوسی ہے۔ ورنہ اہل حرب پڑوسیوں سے تو جہاد کرنا سلاطین اسلام پر فرض فرمایا۔ اور لوگوں کیلئے اسی چیز کے پسند کرنے سے جو اپنی ذات کیلئے پسند کرے اُن میں اسلام کی تبلیغ اور سنیت کی اشاعت اور ہر قسم کی بدمذہبی لامذہبی بددینی وبے دینی سے قطعاً دور ونفور رہنے کی موعظت اور اوامر شرعیہ بجالانے اور نواہی شرعیہ سے بچنے اور باز رہنے کی نصیحت مُراد ہے کہ ہر مسلمان کو دنیا کی ہر محبوب ترین چیز سے زیادہ انھیں اُخروی نعمتوں کی محبت ہے اور جن لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ عظیم وجلیل نعمتیں حاصل ہو چکیں اُن کیلئے دنیوی نعمتوں میں سے بھی وہی پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرے۔ اور زمین والوں پر سب سے بڑا رحم وکرم یہی ہے کہ اُن کو مُسلمان کر کے ابدی عیش وراحت اور دوامی حقیقی صحیح ومفید واقعی نعمت آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنادیا جائے۔ اور اگر اغوائے شیطانی اور اپنی بدعقلی سے

خود اپنی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج رؤوں کی کج روی کا ضرور دوسرے بے قصور فرماں برداروں پر پہنچنے سے روک دینے کیلئے اُن پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنتِ اسلامی کو جزیہ دیکر ذلیل و مقہور ہوکر رہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ منافقین و مرتدین اور کفار جو بیخ اسلام کی بیخ کنی اور اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ دشمنی برابر کرتے رہیں۔ اور مسلمان اُسکی کچھ نہ پرواہ کرتے ہوئے ان پر رحم کریں، ترس کھائیں۔ یہ تو ہر عقلمند جانتا ہے کہ ؎

نکوئی با بداں کردن چناںست   کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یعنی بد معاشوں کے ساتھ نیکی کرنا درحقیقت نیکوں پر ظلم کرنا ہے۔ کفار و مرتدین تو کفار و مرتدین ہیں، قرآن عظیم تو فرما چکا کہ جو مسلمان مرد و عورت حدود شرعیہ کے مستحق ہوں اُن کو شرعی سزا دینے کے متعلق اُن پر ترس کھانا، رحم کرنا حرام ہے، تو رحم و کرم کی اِن مُبارک حدیثوں میں ایسا ہی رحم و کرم کرنا مراد ہے جس میں شریعتِ مطہرہ کے کسی حُکم کے خلاف ورزی اور کسی حقِ شرعی کی پامالی نہ ہوتی ہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں جس تعصب کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے اس سے بھی صرف باطل کی بے جا طرف داری ہی مراد ہے۔ اور دینِ حق و مذہبِ حق کی حمایتِ حقہ کا بقدرِ قدرت و بشرطِ استطاعت فرض اہم ہونا تو ضرورتِ دینیہ سے روشن اور قرآن و حدیث میں مبرہن ہے۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ع "تولا بے تبرا نیست ممکن"، یعنی جب تک خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اسوقت تک خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کی محبت حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ ـــــ "دینی معاملے میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعًا ناجائز و ناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سُنتے ہوئے بھی تعصب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کرنا ہی مداہنت ہے"۔ اور خود قرآنِ پاک فرما چکا کہ جب دیکھو کہ ہماری آیتوں سے کفر کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ اگر تم ان کی صحبت سے علیحدہ و بےزار نہ ہوئے اور ہماری آیتوں کی توہین و تحقیر سُن کر وہاں سے اُٹھ کر چلے آنے کی قدرت و استطاعت رکھتے ہوئے بھی وہیں بیٹھے رہے تو تم بھی اُنھیں کی طرح کافر ہو۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوا حُبُّكَ الشَّیْئَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ یعنی کسی چیز کی محبت تجھکو اندھا، بہرا بنا دیتی ہے۔ یعنی حق کی محبت باطل باتوں کو دیکھنے سُننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ اور باطل کی محبت حق باتوں کے دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے ـــــ تو مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت اپنے

دلوں سے نکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سننے سے محروم کردے گی۔ اور حق کی ایسی محبت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں نہ تمہارے کان سن سکیں۔ رواہ ابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ لیکن حالی نے دینِ حق کے ساتھ بھی ایسی محبّت رکھنے والے کو کہ دینِ حق کے خلاف کسی بات کو نہ سُنے نہ دیکھے بکمالِ دریدہ دہنی حق کی محبّت سے قطعًا بے بہرہ اور محروم ٹھہرا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی طرح جو تعصّب شرعًا برا ہے اسکی تعریف حدیث شریف میں بیان فرمادی گئی ہے ـــ ایک حدیث[۲] میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من نصر قومہ علیٰ غیر الحق فھو کالبعیر الذی ردی فھو ینزع بذنبہ ـــــ	جس شخص نے ناحق پر اپنی قوم کو مدد دی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور اُس کی

دُم پکڑ کر اسے کھینچا جارہا ہو۔ رواہ ابوداؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسری حدیث[۳] میں ہے، واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قلت یا رسول اللہ ما العصبیۃ۔ میں نے عرض کی یارسول عصبیت کیا ہے؟ قال ان تعین قومک علی الظلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، عصبیت (اور تعصّب) کی تعریف یہ ہے کہ تو اپنی قوم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھکر بھی ان کی اعانت کرے رواہ ابوداؤد عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث[۴] میں ہے عبادہ بن کثیر شامی ایک بی بی سے روایت کرتے ہیں جو فلسطین کی رہنے والی ہیں، جن کا نام فسیلہ ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سُنا۔

سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فقلت یارسول اللہ امن العصبیۃ ان یحب الرجل قومہ قال لا ولکن من العصبیۃ ان ینصر الرجل قومہٗ علی الظلم ـــ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کیا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا یہ بات تعصّب میں داخل ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبّت رکھے فرمایا نہیں لیکن یہ بات عصبیت میں داخل ہے کہ انسان ظلم و ناحق

پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ رواہ الامام احمد وابن ماجۃ۔

اسی طرح حدیث[۵] شریف احب للناس ما تحب لنفسک کی یہ مراد بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں بیان فرمائی کہ والذی نفسی بیدہ لایؤمن عبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ یعنی اسکی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ مؤمن کامل نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے نفس کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ البخاری د

مسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من حمی مؤمنا من منافق بعث اللہ ملکا یحمی لحمہ یوم القیمۃ من نار جہنم و من رمی مسلما بشیئ یرید بہ شینہ حبسہ اللہ علی جسر جہنم حتی یخرج مما قال۔ یعنی جو شخص کسی منافق کی بدگوئی سے کسی مسلمان کو بچائیگا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی گفتگو سے حملہ کرے گا جس سے اس کی عیب گوئی چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ کے پل پر روک رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی اس گفتگو کے گناہ سے پاک ہو جائے۔ رواہ ابوداؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی یعنی مومن کے سوا کسی اور کی صحبت میں مت بیٹھ اور متقی کے سوا تیری دعوت کا کھانا کوئی اور نہ کھائے۔ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ اور حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ یا اباذر ای عری الایمان اوثق۔ اے ابوذر ایمان کے کڑوں میں سے کونسا کڑا سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ قال اللہ ورسولہ اعلم۔ انھوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے قال الموالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ فرمایا کہ اللہ کے بارے میں باہم ایکدوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کیلئے محبت کرنا اور اللہ کیلئے دشمنی رکھنا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اور حدیث شریف میں ہے المرء علیٰ دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک دیکھ بھال کرلے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے رواہ الامام احمد والترمذی وابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــــ اور حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قال اتدرون ای الاعمال احب الی اللہ تعالیٰ قال قائل الصلوۃ والزکوۃ وقال قائل الجہاد قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ ــ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہم پر جلوہ فرما ہوئے، فرمایا کیا تمہیں خبر ہے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے

زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے عرض کی نماز وزکوٰۃ، کسی کہنے والے نے عرض کی جہاد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد محبوب عمل اللہ کیلئے محبت رکھنا اور اللہ کیلئے عداوت رکھنا ہے۔ رواہ الامام احمد و روی ابو داؤد الفصل الاخیر۔

ایک۱۱ اور حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرت ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرماتے ہیں۔

الا ادلک علیٰ ملاک ھٰذا الامر الذی تصیب به خیر الدنیا والآخرۃ علیک بمجالس اهل الذکر واذا خلوت فحرک لسانک ما استطعت بذکر اللہ واحبَّ فی اللہ وابغض فی اللہ یا ابا رزین هل شعرت ان الرجل اذا خرج من بیته زائرا اخاه شیعه سبعون الف ملک کلهم یصلون علیه ویقولون ربنا انه وصل فیک فصله فان استطعت ان تعمل جسدک فی ذالک فافعل۔

یعنی کیا میں تجھکو وہ بات نہ بتادوں جس پر اِس دین کا دار و مدار ہے۔ جسکے ذریعے سے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرے گا۔ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ذکر کرنے والوں کی مجلسوں کو لازم پکڑ لے اور جب تنہائی میں ہو تو تجھ سے جس قدر ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں حرکت دے اور اللہ کے واسطے محبت رکھ۔ اور اللہ کے واسطے عداوت رکھ۔ اے ابو رزین کیا تجھے خبر ہے کہ مسلمان جب اپنے گھر سے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کیلئے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہو لیتے ہیں وہ سب اس پر درود بھیجتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! بیشک اس مسلمان نے تیری محبت میں رشتہ جوڑا تو تو بھی اپنے کرم وفضل کو اس سے متعلق فرمادے۔ تو اے ابا رزین اگر تو اپنے بدن کو اس کام میں لاسکے تو کر۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ایک۱۲ اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ذمۂ کرم پر واجب ہو چکا کہ میں ان لوگوں سے محبت رکھوں جو میرے لئے آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے والے ہیں اور اُن لوگوں سے جو میرے لئے آپسمیں ایکدوسرے کی ملاقات کرنے والے ہیں۔ اور اُن لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایکدوسرے پر مال خرچ کرنے والے ہیں۔ رواہ الامام مالک عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک۱۳ اور روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میری عزت وبزرگی کیلئے آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں ان کے (بیٹھنے کے) لئے (قیامت کے دن) نور کے ممبر ہوں گے، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تعریف وتوصیف فرمائیں گے۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ____

ایک[۱۴] اور حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان من عباد اللہ لَاُنَاسًا ماھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیٰمۃ بمکانھم مِنَ اللہ ____ یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے ضرور کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اللہ کی طرف سے جو مرتبت ومنزلت انکو ملے گی اُس کے سبب ان کی ثنا وستائش حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی فرمائیں گے ____ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ھم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم لعلیٰ نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرء ھٰذہ الاٰیات اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ____ حضور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے نہ اپنے آپس کے رشتوں کو بنا پر نہ ان مالوں کے سبب سے جن کا آپس میں لین دین کرتے ہوں بلکہ صرف کتاب اللہ اور محبت الٰہی کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے کیساتھ محبت رکھی۔ تو خدا کی قسم بے شک ضرور ان کے چہرے نور ہوں گے اور بے شک ضرور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ وہ لوگ نہ ڈریں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے اور نہ انکو کچھ رنج وغم ہوگا جب لوگ رنج وغم میں مبتلا ہوں گے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ یعنی سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم رواہ ابوداؤد عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ○

ایک[۱۵] اور حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

للمسلم علی المسلم ست بالمعروف یسلم علیہ اذا لقیہ ویجیبہ اذا دعاہ ویشمتہ اذا یعنی مسلمان کیلئے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ معروف کے ساتھ (یعنی ان کو شریعت مطہرہ کی پہچانی ہوئی حدوں

عطس ویعودہ اذا مرض ویتبع جنازتہ کے اندر رہتے ہوئے ادا کیا جائے) اسکو سلام
اذا مات ویحب لہ ما یحب لنفسہ ـــــ کرے جب اس سے ملاقات کرے اور اسکو جواب
دے (یعنی اس کے بلاوے کو قبول کرے) جب وہ اس کو بلائے اور اس کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے جب وہ چھینکے
اور اسکی عیادت کرے، جب وہ بیمار ہو اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے جب وہ مر جائے اور اس
کیلئے وہ بات پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ الترمذی والدارمی عن
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ ایک[۱۶] اور حدیث شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ افضل ترین ایمان کیا ہے۔
قال ان تحب للہ وتبغض للہ وتُعْمِلَ لِسانک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا
فی ذکر اللہ ـــــ کہ تو اللہ کے واسطے محبت رکھے اور اللہ کے واسطے
عداوت رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے ـــــ قال وماذا یارسول اللہ حضرت
معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اس کے بعد پھر میں کیا کروں؟ قال وان تحب للناس ما
تحب لنفسک وتکرہ لھم ما تکرہ لنفسک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا اور
یہ کہ لوگوں کیلئے تو وہ پسند کرے جو تو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے اور ان کیلئے وہ پسند نہ کرے جو تو خود اپنی
ذات کیلئے ناپسند کرتا ہے۔ رواہ الامام احمد

ایک[۱۷] اور حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔
افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ یعنی تمام عملوں میں سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کے
واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عزوجل کے واسطے دشمنی رکھنا ہے۔ رواہ ابوداؤد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ـــــ ایک[۱۸] اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
فرماتے ہیں ـــــ من احب للہ وابغض للہ یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھی
واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عداوت رکھی اور اللہ کے
واسطے دیا اور دینے سے انکار بھی اللہ کے واسطے کیا تو بیشک اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔ رواہ ابو
داؤد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ

ایک[۱۹] اور حدیث شریف میں ہے، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔
من اعطی للہ ومنع للہ واحب للہ وابغض للہ یعنی جس نے دیا اللہ کے واسطے اور دینے سے انکار
فقد استکمل ایمانہ ـــــ کیا اللہ کے واسطے اور دوستی کی اللہ کے واسطے اور

دشمنی رکھی اللہ کے واسطے تو بے شک اس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت علامہ سید اسمٰعیل بن حافظ کتب سید خلیل حافظ کتب الحرم المکی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ الملکی اپنی تصدیق "فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین" میں ایک اور حدیث شریف لکھتے ہیں۔

الشرک اَخفٰی من دبیب النمل علی الصَّفا فی اللیلۃ الظَّلماءِ وادناہ ان تحب علیٰ شیٔ من الجور وتبغض علی شیٔ من العدل وھل الدین الا الحب والبغض ــــــ یعنی شرک اس سے بھی زیادہ پنہاں ہے جیسے چکنی چٹان پر اندھیری رات میں چیونٹی کی چال۔ اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ تو کسی قدر ظلم وخلاف حق پر محبت اور کسی قدر عدل پر عداوت رکھے اور دین ہے کیا؟ اسی حب وبغض کا تو نام ہے۔ رواہ الحاکم وصححہ۔

یہ احادیث کریمہ جو ہم نے یہاں تلاوت کیں، ان میں سے حدیث ۱ حدیث ۲ حدیث ۳ حدیث ۴ حدیث ۷ حدیث ۸ حدیث ۹ حدیث ۱۰ حدیث ۱۱ حدیث ۱۶ حدیث ۱۷ حدیث ۱۸ حدیث ۱۹ حدیث ۲۰ یہ چودہ حدیثیں ہم نے اسد الملۃ وصاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی مفتی اعظم ریاست پٹیالہ ادامہم اللہ تعالیٰ بالفضل والنبالہ کی مرتب فرمائی ہوئی چہل حدیث مسمّٰی بنام تاریخی "اربعین متندات" سے نقل کی ہیں۔ مسلمان بنگاہ ایمان دیکھیں کہ حدیث ۲ حدیث ۳ وحدیث ۴ اور حدیث ۶ نے صاف در وشن طور پر فرما دیا کہ حق وصدق وعدل وانصاف کو پسند کرنا، اس کی حمایت وطرفداری کرنا ہرگز تعصب مذموم نہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی منافق، کوئی بد مذہب کسی سُنّی مسلمان کی بدگوئی کر رہا ہو، اس کو بُرا کہہ رہا ہو تو جو شخص اس سنّی مسلمان کو اپنا دینی مذہبی بھائی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس کی حمایت وطرفداری کرے گا، اُسکی بدگوئی کرنیوالے اُس منافق بد مذہب کا منھ بند کردے گا تو قیامت کے دن اللہ عزّوجل اُس کے گوشت پوست کو جہنم کی آگ سے بچانے کیلئے اپنے نورانی معصوم فرشتے بھیجے گا۔ وللہ الحمد۔

بلکہ جس تعصب کو حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مذموم اور بُرا فرمایا اس کے معنی صرف یہی ہیں کہ باطل وکذب وجور وظلم کی طرفداری وحمایت کی جائے۔ لیکن دین حق کی نصرت واعانت، مذہب حق کی حفاظت، اہل حق کی حمایت، اَمر حق کی طرفداری واشاعت ـــ اسی طرح دین باطل کی اہانت، مذہب باطل کی نکایت، اہل باطل کی اہانت، اَمر باطل کی مخالفت ہرگز تعصب مذموم نہیں۔ بلکہ یہی وہ تعصب محمود ہے جسکو علمائے اہلسنّت کی اصطلاح میں "تَصَلُّب" کہا جاتا ہے۔

حدیث ۱۱، ۱۲ اور حدیث ۱۳ اسے "کالشمس فی نصف النہار" روشن و آشکار کہ جو لوگ اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا کیلئے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر صحیح ایمان رکھنے والوں کے ساتھ محبّت رکھتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لئے ان کی ملاقات کو جاتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کیلئے ان کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کے لئے اُن پر مال خرچ کرتے ہیں، وہی لوگ اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں، انھیں کو قیامت کے دن نہ کچھ خوف ہوگا نہ کوئی غم، انہیں کے چہرے نور علیٰ نور ہوں گے، قیامت کے دن اللہ عزّوجل کی بارگاہ میں ان کی عزت ومنزلت دیکھ کر انبیاء وشہداء علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثناء بھی ان کی مدح وستائش فرمائیں گے، قیامت کے دن اُن کو نور کے ممبروں پر بٹھایا جائے گا۔ انہیں میں کا کوئی شخص جب اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کیلئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کو اپنے گھر سے چلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے ہوئے اس کے ہمراہ ہو لیتے ہیں۔

لیکن شاعر نیچریت مسٹر حالی نے قرآن عظیم کی آیاتِ بینات اور احادیثِ مبارکہ کے ارشاداتِ واضحات سب کو یکسر پیٹھ دے کر تمام کافروں، مشرکوں، مرتدوں، منافقوں، بدمذہبوں گمراہوں اور بے دینوں کے ساتھ بھی محبّت والفت وشفقت رکھنے کو ان کے کفریات وضلالات بخندہ پیشانی سُننے، دین، قرآن، رسول ورحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ان کے گندے، گھنونے حملے دیکھتے ہوئے بھی اپنی پیشانی پر بل تیور پر میل نہ آنے دینے کو، بلکہ ان کے عقائد کفر وضلال پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی اُن کے ساتھ دوستانے، یارانے منانے کو، ان کے ساتھ مہربانی، شفقت والفت ومحبت کے پینگ بڑھانے کو اسلامیوں کی علامت ٹھہرادیا۔ اور جو مسلمان ایسا نہ کریں قرآنِ عظیم وحدیث کریم کی پیروی وفرمانبرداری میں ان حرکاتِ ملحدانہ وافعالِ صُلحکلیانہ سے پرہیز رکھیں، ان سب کو خدا کے رحم وکرم سے محروم اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جماعت سے باہر اور مُتعصِّب اور محبّتِ حق سے بے نصیب بنادیا۔ ولاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ العلیّ العظیم۔

حدیث ۷ میں اسکی صحبت میں بیٹھنے سے قطعاً منع فرمادیا۔ جو مومن نہ ہو ایسے شخص کو کھانا کھلانے سے مطلقاً منع فرمادیا، جو بدمذہبی وبدعقیدگی سے مُجتنِب ومُحترِز نہ ہو۔

حدیث ۹ میں بددین اور بے دین سے دوستی کرنے کو حرام فرمادیا۔

حدیث نمبر آٹھ، دس، گیارہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ، انیس اور بیس میں خدا ورسول جل جلالہٗ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے اور خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی ونفرت رکھنے کو ایمان کے کڑوں میں سب سے زیادہ مضبوط کڑا اور اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال سے زائد محبوب عمل اور اسی کو دین اسلام کی بنیاد و اساس اور اسی کو افضل ترین ایمان، اسی کو افضل اعمال، اسی کو کمال ایمان بلکہ اسی کو عین دین فرمایا گیا۔ مگر اس شاعر نیچریت مسٹر حالی نے اس عمل کو جہالت وتعصب ٹھہرایا۔ اور اس حُبّ فی اللہ وبغض فی اللہ کو رحمتِ الٰہی سے محروم اور اسلامی جماعت سے خارج ہوجانے کا سبب اور محبتِ حق سے بے نصیب کردینے والا بتادیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر اسی مُسَدّس کے صفحہ ۴۳ پر لکھتا ہے۔

زمانے کا دن رات ہے یہ اشارا — کہ ہے آشتی میں مری یاں گذارا
نہیں پیروی میری جس کو گوارا — مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی — چلو تم اُدھر کو ہَوا ہو جدھر کی

اس بند میں شاعر نیچریت حالی صاحب نے اُسی مضمون کو پیش کیا ہے جسے متکلم نیچریت شبلی صاحب اپنی مثنوی "صبحِ امید" میں پیش کرچکے ہیں کہ اب زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رُخ پھر گیا لہٰذا پرانے دین ومذہب، پرانے عقائد ومسائل اور پرانی تہذیب ومعاشرت کو چھوڑ دو، اس وقت جس طرف کی ہوا چل رہی ہے، اسی طرف کو چلو۔ یعنی یورپی تہذیب سیکھو، یورپی معاشرت اختیار کرو، بیکن کے جدید فلسفے، کیپلر کی نکتہ آفرینیوں نیوٹن کے مسائل پر جو یقینی ہیں، ایمان لاؤ۔ ان اشعار کا منافی اسلام ہونا ہمارے بیاناتِ سابقہ سے واضح وروشن ہے۔ یہاں اختصاراً صرف ایک ہی ارشادِ الٰہی پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ سبحٰنہٗ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکٰفرین (اے محبوب) تم فرماؤ کہ حکم مانو تم اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (ترجمہ رضویہ)

آیتِ کریمہ نے صاف بتادیا کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان واسلام ہے۔ اور اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرنا ہی کفر وارتداد ہے۔ اور اس میں زمانے کی یا زمانے کی ہوا کی مخالفت وموافقت کی کوئی قید ہرگز نہیں۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ جس وقت زمانہ تمہارا دوست اور ہوا تمہارے موافق ہو اس وقت تو خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حکم مانو۔ اور جب زمانہ تمہارا دشمن اور ہوا تمہارے خلاف ہو اس وقت خدا و

رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے منہ پھیر لو۔ بلکہ بلا کسی قید کے صاف و واضح طور پر علی الاطلاق فرمادیا کہ زمانہ تمہارا دوست ہو یا دشمن، زمانے کی ہوا تمہارے موافق چل رہی ہو یا تمہارے خلاف، ہر حال میں خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان واسلام ہے اور اسی پر بقدر قدرت وبشرط استطاعت عمل کرنا فرض ہے۔ جو شخص باوجود قدرت و باوصف استطاعت زمانے کی دشمنی کا حیلہ، ہوا کے ناموافق ہونے کا بہانہ پیش کرکے خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکم سے منہ پھیرے وہ کافر ہے، خدا اس کا دشمن ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ ـــــ پھر اسی مسدس کے صفحہ ۴۹ پر لکھتا ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا | کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا | خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں | کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں
عمل جن کا تھا اس کلام متیں پر | وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوق ہے انکو کہیں و مہیں پر | مدار آدمیت کا ہے اب انہیں پر
شریعت کے ہم نے جو پیمان توڑے | وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

پھر اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے "اس جگہ اہل مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہے"ـــــ مسٹر حالی نے ان اشعار میں عبادت اور دین وایمان صرف اسی کا نام رکھا کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان کے کام آئے۔ اور صاف کہدیا کہ جو شخص مومن ومسلم کافر مرتد منافق وملحد کے ساتھ غرض دنیا کی ہر ایک مخلوق کے ساتھ محبت رکھتا ہے، بس وہی خالق دوسرا عزّ وعلا کا دوست ہے۔ پھر صاف بک دیا کہ یورپ کی مہذب قوموں کا اسی پر عمل ہے۔ اسی لئے یورپ کے لوگ دنیا میں سرسبز ہیں اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر فائق ہیں اور اب وہی لوگ آدمی وانسان ہیں۔ ان کے سوا تمام لوگ جانور ہیں۔ پھر صاف بک دیا کہ مسلمانوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو توڑ دیا لہٰذا جتنے اہل اسلام ہیں وہ نہ تو خدا کی عبادت کرتے ہیں نہ دین رکھتے ہیں نہ ایمان۔ یعنی بے دین اور بے ایمان ہیں۔ اور یورپ کے لوگوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو جوڑ لیا، ان پر عمل پیرا ہو گئے اس لئے وہی یورپ والے ہی اسوقت عبادت گذار اور دیندار وایمان دار ہیں۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جسکو مرتد اعظم عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرہ ملعونہ میں بیسیوں جگہ بکا ہے۔ چنانچہ اپنے تذکرہ ملعونہ کے عربی انتتاحیے کے صفحہ ۴۶ پر بکتا ہے۔

فواللّٰہ ما جاھد قوم قط فی ھٰذہ الدنیا مثل یعنی خدا کی قسم اس دنیا میں کبھی کسی قوم نے ایسا

ماجاھد الغرب فی زماننا ھذا ولم یعرفوا اللہ مثل ماعرفوہ ولم یقدروہ مثل ما قدروہ فکیف لا یؤد اللہ اجورھم ویوفیھم حق عباداتھم فی الدنیا ویتم نعمتہ علیھم ان کانوا شاکرین وکیف لا یستخلف فی الارض الذین اٰمنوا باللہ بالحق وعملوا الصّٰلحٰت انہ شکور حلیم فالملٰئکۃ اکثرھم یسجدون لھذا القوم

جہاد نہ کیا جیسا جہاد ہمارے اس زمانے میں یورپ والوں نے کیا۔ اور کسی قوم نے کبھی خدا کو ایسا نہ پہچانا جیسا یورپ والوں نے اسے پہچانا اور کسی قوم نے کبھی خدا کی ایسی قدر نہ کی جیسی یورپ والوں نے اسکی قدر کی تو اللہ ان کا ثواب کیونکر اُن کو نہ دے اور اُنکی عبادت کا حق ان کو دنیا میں کیوں کر بھر پور نہ دے اور کیونکر اپنی نعمت ان پر تمام نہ کرے اسلئے کہ وہی لوگ شکر گذار ہیں اور اللہ کیونکر ان کو زمین میں اپنا خلیفہ نہ بنائے جو اللہ پر حق کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے۔ بے شک وہ قدر کرنے والا، درگذر فرمانے والا ہے۔ تو اکثر فرشتے ان یورپ والوں کو سجدہ کرتے ہیں۔

پھر صفحہ ۴۸ پر بکتا ہے " فالحق انہ ما فیکم من الاسلام من شیٔ وانھم ھم المسلمون " یعنی تو حق بات یہ ہے کہ اے مسلمانوں تم میں تو کچھ بھی اسلام نہیں اور بیشک وہ یورپ والے ہی سچے اسلام والے ہیں ــــــ الغرض تمام مسلمانوں کو یکسر کافر بنانے اور اپنے خداوندوں اہل یورپ کو ایماندار ٹھہرانے میں مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں ایک ہی قسم کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

فرق اتنا ہے کہ مرتد مشرقی کو کوئی حدیث نہیں ملی تو اس نے حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر " عبادت بجز خدمتِ خلق نیست ٭ بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست " پیش کر کے توحیدِ خدا و رسالت رُسُل وحقانیت اسلام وغیرہا جملہ عقائد ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو یکسر پیٹھ دے کر کہہ دیا کہ عبادت اور اسلام صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مؤمن وکافر ہر مخلوق کی خدمت کی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے خدمتِ خلق کر رہے ہیں اور مسلمان اس سے محروم ہیں لہٰذا مسلمان تو سب کے سب قطعاً کافر و بے دین ہیں اور یورپ والے ہی ایماندار اور دیندار ہیں۔ مگر مسٹر حالی نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے ایک حدیث بھی پیش کردی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من اَحْسَن اِلیٰ عیالہ۔ یعنی ساری مخلوق کی پرورش اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے تو ساری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن انس وعبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ اور اِس حدیث شریف کو سنا کر توحید خداوندی ونبوت انبیاد

رسالت مرسلین وحقانیت اسلام وقرآن وغیرہا تمام مسائل ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو قطعاً بے کار و باطل ٹھہرا کر کہہ دیا کہ عبادت اور دین وایمان صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مؤمن و کافر ہر مخلوق پر احسان کیا جائے۔ ہر مخلوق کے ساتھ محبت رکھی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے ایسا ہی کر رہے ہیں اور مسلمان ایسا نہیں کرتے اس لئے مسلمان تو سب بے دین و بے ایمان ہیں اور یورپ والے دیندار واہل ایمان۔ والعیاذ باللہ الملك الدیان۔

ہم ابھی آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ سے کالشمس فی نصف النہار روشن وآشکار کرچکے کہ مخلوقاتِ الٰہی پر سب سے بڑا احسان اور ان کی سب سے بڑی اور اصلی وحقیقی خدمت یہی ہے کہ ان کو اسلام وایمان کی دولت سے مالا مال کرکے ابدی عیش وراحت اور دوامی وحقیقی ومفید نعمت، آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنا دیا جائے۔ اور جو لوگ اغوائے شیطانی اور اپنی بدعقلی سے خود اپنی سچی حقیقی ابدی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج روؤں کی کج روی کے ضرر کو دوسرے بے قصور فرمانبرداروں پر پہونچنے سے روک دینے کیلئے اور ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنتِ اسلامی کو جزیہ دے کر مغلوب ومقہور ہوکر رہیں اور خود سر معاندوں، سرکش دشمنوں پر اسلامی سلطنتیں محض اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد وقتال کریں۔

ان مسائل کی تصریحات سے آیاتِ الٰہیہ کے سمندر چھلک رہے ہیں اور احادیثِ مبارکہ کے آفتاب دمک رہے ہیں۔ یہ اس تقدیر پر کلام تھا کہ الخلق میں استغراق مراد لیا جائے۔ اور اگر عہد مراد ہو جب تو ملحدین کا وسوسۂ شیطانیہ اور زائد واضح وروشن طور پر فی النار ہے۔ ہم ابھی احادیث مبارکہ سے بیان کر آئے کہ اس مضمون کی احادیثِ شریفہ میں الناس اور الخلق سے مراد صرف مؤمنین ومسلمین ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من قضی لاحد من امتی حاجۃ یرید ان یسرہ بھا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنۃ	یعنی جو شخص میرے کسی امتی کی کوئی حاجت اس ارادے سے پوری کردے کہ اس کو اس حاجت کے پوری کردینے سے خوش کرے تو بیشک اس نے مجھکو خوش کیا اور جس نے مجھکو خوش کیا

تو بے شک اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ عزوجل اسکو جنت میں داخل فرمائے گا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس حدیث شریف نے اس حدیث کریم کی تفسیر فرمادی کہ الخلق عیال اللہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سب امتی اللہ عزوجل کی آغوشِ رحمت کے پروردش یافتہ ہیں۔ تو جو شخص آغوشِ رحمت خداوندی کے ان پروردش یافتہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے گا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ وللہ الحمد۔

دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں خدمت خلق کی مفصل توضیح رسالہ "مشرقی کا غلط مذہب" نمبر ۲ میں ملاحظہ ہو۔ بہر حال حالی و شبلی کا محض خدمتِ خلق واحسان الی الحق کے حیلۂ مکذوبہ و بہانۂ کاذبہ کی بنا پر تمام مسلمانوں کو قطعًا کافر بے دین بنانا اور یورپ کے تمام کافروں مشرکوں زندیقوں دہریوں کو ایماندار و دیندار بتانا قطعی کفر و ارتداد ہے اور یقینی زندقہ و الحاد۔ والعیاذ باللہ رب العباد۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتیٰ اذا جاءہ لم یجدہ شیئًا ووجد اللہ عندہ فوفّٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب ۝ یعنی اور جو کافر ہوئے (مجوس ہوں یا ہنود نصاریٰ ہوں یا یہود یا اور مشرکین و کفار عنود) ان کے کام (خدمتِ خلق واحسان الی الخلق و رحمت و شفقت علی الخلق وغیرہ سب) ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے (ترجمہ رضویہ)

پھر اسی مسدس کے صفحہ ۱۰۰ پر سائنس یورپ کی تحقیقاتِ جدیدہ کی منقبت خوانی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ؎

"کیا کوہساروں کو مسمار اس نے | بنایا سمندر کو بازار اس نے
زمینوں کو منوایا دوّار اس نے | ثوابت کو ٹھہرایا سیّار اس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشتی کا | دیا پتلیوں کو سکت آدمی کا
یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا | جہازوں کو خشکی پہ چلوانے والا
صداؤں کو سانچے میں ڈھلوانے والا | زمیں کے خزانے اگلوانے والا
یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا | یہی آدمی کو ہے بے پر اڑاتا"

یہ وہی کفری مضمون ہے جو مرتد عنایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرۂ ملعونہ میں جابجا بکا ہے۔ چنانچہ اس کے افتتاحیۂ عربیہ کے صفحہ ۶۴ پر بکتا ہے۔

والمغربون کلھم قد عملوا صلاتھم وخطفوا یعنی یورپ کے لوگ سارے کے سارے اپنی نماز

الارض من فوقھا ومن تحتھا واتخذوا بیوتا من سھلھا وصخرھا وبنوا مساکن ومراکب فی برھا وبحرھا یسبحوا اللہ ویحمدوہ و ھم الذین ھدوا الی الصراط المستقیم صراط الذین انعم اللہ علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ــــ کو معلوم کر چکے ہیں۔ اور زمین کو اس کے اوپر اس کے نیچے سے انھوں نے اُچک لیا ہے اور اس کے نرم اور سخت حصّوں میں مکانات انھوں نے بنائے ہیں اور انھوں نے زمین کی خشکی و تری میں کوٹھیاں اور جہاز بنائے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کی تسبیح وحمد کریں (یعنی یورپ والوں کا سائنس میں یہ ترقیاں کرنا ہی خدا کی تسبیح وحمد ہے) اور وہی وہ لوگ ہیں جن کو صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی گئی ان لوگوں کے راستے جن پر اللہ تعالے کا انعام ہے ان یورپ والوں پر نہ تو غضب ہے نہ وہ گمراہ ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

حالانکہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ دنیوی ترقیاں اگر اشاعتِ اسلام و تبلیغِ سنّیت و اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہوں تو بے شک ثواب ہیں اور اگر ان کا مقصد کوئی دینی اسلامی مقصد نہ ہو تو یہ باتیں اسلامی کمالات تو درکنار انسانی کمالات بھی ہرگز نہیں۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماٰوٰھم جھنم وبئس المھاد یعنی اے سننے والوں کافروں کا شہروں میں اُلٹے گیلے پھرنا تجھے دھوکا نہ دے تھوڑا برتنا پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا (ترجمۂ رضویہ)

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیرلا نفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین یعنی اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انھیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کیلئے بھلا ہے ہم تو اسی لئے انھیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

مگر مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں نے عقائد اسلامیہ پر ایمان لانے اور احکامِ اسلامیہ پر عمل کرنے کو بیکار ٹھہرا کر صاف صاف بکدیا کہ کمالِ اسلام و حقیقتِ اسلام صرف اسی قدر ہے کہ سائنس کی تحقیقاتِ جدیدہ کے ذریعے سے پہاڑوں کو ڈھا دیا جائے، سمندروں کو بازار بنا دیا جائے، بھاپ سے لشکر کشی کا کام لیا جائے، بے جان تیلیوں کو مشینوں کے ذریعے سے آدمیوں کی طرح چلتا پھرتا بنا دیا جائے، پتھروں کو ایندھن کی طرح جلایا جائے، خشکی میں جہاز (یعنی ریل کو) چلایا جائے، آوازوں کو سانچوں میں بند کر لیا جائے یعنی فونوگراف بنایا جائے، بجلی کے ذریعے پیغام بھیجا جائے یعنی ٹیلیفون و ٹیلیگراف وریڈیو وغیرہ ایجاد کئے جائیں، ہوائی جہازوں میں بیٹھکر فضا میں اڑا جائے بس ایمان اسی کا نام ہے۔

اور یہی حقیقت اسلام ہے۔ اور چونکہ مسلمان ان باتوں میں یورپ والوں سے پیچھے ہیں اسلئے مسلمان تو سب کے سب گمراہ ہیں، غضب الٰہی میں گرفتار ہیں۔ مگر یورپ کے سائنسداں لوگ سارے کے سارے صراط مستقیم پر ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

اس کفر ملعون میں حالی و مشرقی دونوں متحد و مشترک ہیں۔ مگر حالی نے یورپی سائنس کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے زمین کو آفتاب کے گرد متحرک بھی مان لیا، گھومتے والا بھی مان لیا۔ حالانکہ زمین قطعاً ساکن ہے۔ سورج اور چاند اور دوسرے سب سیارے اس کے گرد بحکم الٰہی گھوم رہے ہیں۔ اس مسئلے کا روشن و مبرہن بیان اور فلسفہ و سائنس کے اوہام و ہذیانات کا بطلان حضور پر نور اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمّٰی بنام تاریخی "الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوھاء فلسفۃ المشئمۃ" (۱۳۳۸ھ) وکتاب کامل النصاب مسمّٰی بنام تاریخی "فوز مبین در ردِ حرکت زمین" (۱۳۳۸ھ) ورسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "نزول آیاتِ فرقان بسکون زمین وآسمان" (۱۳۳۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔ یہاں ہم رسالۂ مبارکہ "فوز مبین در رد حرکت زمین" کا مختصر اقتباس پیش کریں۔

اولاً: آفتاب کی مرکزیت اور زمین کی اس کے گرد حرکت دونوں باطل و مطرود اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہیں۔ نہ آفتاب مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متحرک۔ بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے اور سب ستارے اور خود آفتاب اس کے گرد دائر۔

(۱) اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

والشمس والقمر بحسبان ○ — یعنی سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے۔

والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم ○ — یعنی سورج چلتا ہے اپنے ٹھہراؤ کے لئے یہ سادھا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

(۳) اور فرماتا ہے

کل فی فلک یسبحون ○ — یعنی چاند سورج ایک ایک گھیرے میں پیر رہے ہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے

وسخر لکم الشمس والقمر دائبین ○ — یعنی اللہ نے تمہارے لئے چاند سورج مسخر کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

(۵) اور سورۂ رعد میں فرماتا ہے۔

وسخر لکم الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی ○ یعنی اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے

بعینہٖ اسی طرح سورۂ لقمٰن و سورۂ ملٰئکہ و سورۂ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے اس کے جواب کو یہ آیۂ کریمہ تمہیں تعلیم فرمادی ہے۔

اَلَا یَعْلَمُ من خلق وھو اللطیف الخبیر یعنی کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار۔

آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائر ماننا تو صراحۃً آیاتِ قرآنیہ کا صاف انکار ہے ہی ہیاٰتِ یونان کا مزعوم کہ آفتاب مرکزِ زمین کے گرد دائر تو ہے مگر نہ خود بلکہ حرکتِ فلک سے آفتاب کی حرکت عرضیہ ہے۔ جیسے جالسِ سفینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآنِ کریم کے خلاف ہے۔ بلکہ خود آفتاب متحرک ہے، آسمان میں پیرتا ہے۔ جس طرح دریا میں مچھلی۔ قال اللہ تعالیٰ وکل فی فلک یسبحون ○

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود صاحبِ سِرِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے۔ دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا۔

کذب کعب ان اللہ یمسک السمٰوات والارض ان تزولا۔ یعنی کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ سرکیں نہیں۔

زاد ابن مسعود وکفی بھا زوالا ان تدور رواہ عنہ سعید بن منصور و عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وعن حذیفہ عبد بن حمید۔

اس آیت میں اگرچہ تاویل ہو سکے۔ صحابۂ کرام خصوصًا ایسے اجلّہ اعلم بمعانی القرآن ہیں اور ان کا اتباع واجب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ثانیًا:

جاذبیت پر ایک سہل سوال اوج و حضیضِ شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے۔ نقطۂ اوج پر کہ اس کا وقت تقریبًا سوم جولائی ہے۔ آفتاب زمین سے غایت بُعد پر ہوتا ہے۔ اور نقطۂ حضیض پر کہ تقریبًا سوم جنوری ہے۔ غایت قُرب پر۔ یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ تفتیشِ جدید میں بُعد اوسط نو کرور اکتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے۔ اور ما بین المرکزین دو درجے بیالیس ثانیے یعنی ۲۲۱۲ ،۰۱۰ ہے۔ تو بُعد ابعد نو کرور چوالیس لاکھ اٹھاون ہزار چھبیس (۹۴۴۵۸۰۲۶) میل ہوا

اور بُعدِ اقرب نو کروڑ تیرہ لاکھ اکتالیس ہزار نو سو چوہتر میل (۹۱۳۴۱۹۷۴) اور تفاوت اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل۔ اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدارِ بیضی پر گھومتی ہے جس کے فوکزِ اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہیئاتِ جدیدہ کا زعم ہے۔ جیسا کہ اس شکل سے واضح ہے۔
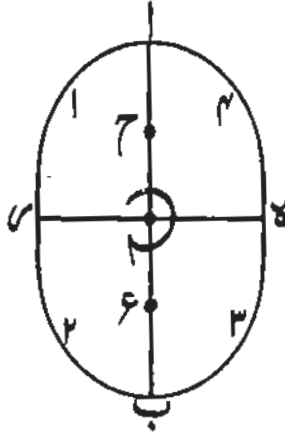
ا ر ب ۵ بیضیٔ مدارِ زمین ہے ا ر، ر ب، ب ۵، ۵ ا چاروں نطاق ہیں۔ ا ب قطرِ اطول ہے اس کے دونوں کناروں پر مرکز ؕ سے پورا بُعد ہے۔ ۵ ر قطرِ اقصر اس کے دونوں نقطوں پر ؕ سے بعد اقرب ح، ۶ دونوں فوکز یعنی محترق ہیں۔ جن کے اسفل ۶ پر شمس مستقر ہے۔ ا نقطۂ اوج شمس سے غایتِ بُعد پر ہے۔ اور ب حضیض غایتِ قرب پر۔ زمین ا پر مرکز و شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے چلتے ہی ا ر نطاقِ اول میں دونوں سے قریب ہوتی ہے یہاں تک کہ ر پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے۔ ر ب نطاقِ دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن شمس سے اب بھی قرب ہی بڑھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ب حضیض پر مرکز سے دوبارہ غایتِ بُعد پر ہو جاتی ہے اور شمس سے نہایت قرب پر آتی ہے۔ اس نصفِ حضیضی ا ر ب میں شمس سے قرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے۔ تیزی کی انتہا نقطۂ ب پر ہوتی ہے۔ پھر انہیں قدموں پر سُست ہو جاتی ہے۔ ب ۵ نطاقِ سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ۵ پر دوبارہ مرکز سے کمالِ قرب پر آجاتی ہے۔ ۵ ا نطاقِ چہارم میں مرکز و شمس دونوں سے دور ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ا پر دونوں سے کمالِ بُعد پاتی ہے اس نصفِ اوجی ب ۵ ا میں شمس سے بُعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے۔ سُستی کی انتہا نقطۂ ا پر ہوتی ہے۔ پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں اگر شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے اور مدارِ شمس کو بیضی مان لیا جائے تو ہمارے نزدیک بھی یہ سب باتیں یونہی ہیں ـــــــ اب اللہ عزوجل کی قدرت پر تو ان سائنس پرستوں کا ایمان نہیں ہے۔ لہٰذا کہتے ہیں کہ آفتاب زمین کو کھینچتا ہے۔ زمین آفتاب سے بھاگتی ہے۔ اس جاذبیت شمس و

نافریتِ ارض کی کھینچا تانی کے سبب آفتاب کے گرد زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی مدارِ بیضی پر دورہ کرتی ہے۔

اولاً ـــــ نافریتِ ارض کو جاذبیتِ شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب حسبِ بیانِ اصولِ علم الہیأۃ ہیأتِ جدیدہ بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے۔ اور حضور پرنور اعلیحضرت قبلہ امامِ اہلسنّت عظیم البرکت مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بر بنائے مقرّراتِ تازہ[1] اصلِ کروی پر حساب فرمایا تو اس سے بھی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر وہ جرم (یعنی زمین) کہ اس (آفتاب) کے بارہ تیرہ لاکھ حصّوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس (آفتاب) کی کیا مقاومت کر سکتا ہے۔ تو گرد دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن (زمین کو) کھینچ کر اس (آفتاب) میں مل جانا (چاہئے) تھا۔ کیا بارہ لاکھ آدمی مل کر ایک (آدمی) کو کھینچیں (اور ان بارہ لاکھ آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کی قوّت و طاقت اسی ایک آدمی کی طاقت و قوت کے برابر ہو اور وہ بارہ لاکھ آدمی اپنی مجموعی قوتوں سے کامل اتفاق کے ساتھ اس کو کھینچیں) تو وہ کھینچ نہ سکے گا؟ بلکہ ان کے گرد گھومے گا؟

ثانیاً ـــــ جب نصف دورے میں جاذبیتِ شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصفِ دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالانکہ قرب موجبِ قوتِ اثرِ جذب ہے تو حضیض پر لاکر جاذبیتِ شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہو جانا لازم تھا۔ نہ کہ نہایت قرب پر اسکی قوت سُست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے۔ اور جنوری سے جولائی تک پھر بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ۔ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے بارہ لاکھ امثال سے بڑا ہے اُسے کھینچ کر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور عین شبابِ اثرِ جذب کے وقت سُست پڑ جائے اور اِدھر ایک اُدھر بارہ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف انقسام پائے۔ اس پر یہ مہمل عذر پیش ہوتا ہے کہ نقطۂ حضیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔

---

[1] وہ مقررات تازہ کتاب مبارک "فوزِ مبین در ردِ حرکتِ زمین" (۱۳۳۸ھ) میں اور وہ اصل کروی رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنامِ تاریخی "الهنیئ النمیر فی الماء المستدیر" (۱۳۳۴ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اقول : یہ ہارے کا حیلہ محض بے سروپا ہے۔ اول یہ کہ جاذبیت و نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہرحال مساوی رہیں گی۔ یہاں اگر نافریت بدرجۂ غایت ہے کہ چال سب سے زیادہ تیز ہے تو جاذبیت بھی بحدّ کمال ہے کہ قربِ شمس سب جگہ سے زائد ہے۔ نافریت جاذبیت سے چھینے تو جبکہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی۔ دوسرے یہ کہ اگر نافریت ہی میں کوئی الساطرہ ہے کہ بحالِ مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات تو روزِ اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی۔ نافریت کی غالبیت و مغلوبیت کیلئے خاص انھیں نقطوں کا تعیّن کیوں ہے۔ تیسرے یہ کہ ہر سال انھیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا وجہ ہے۔ بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکزِ عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے۔ اگر مرکز متحد ہوتا زمین سے آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا ــــــ مگر بوجہ خروجِ مرکز جب آفتاب نقطۂ ا پر ہوگا مرکزِ زمین سے اس کا فصل اج ہوگا۔ یعنی بقدر اب نصف قطرِ مدارِ شمس + ب ج مابین المرکزین اور جب نقطۂ ع پر ہوگا اس کا فصل ج ع ہوگا یعنی بقدر ب ع نصف قطرِ مدارِ شمس ب ج مابین المرکزین دونوں فصلوں میں بقدر دو چند مابین المرکزین فرق ہوگا یہ اصل کردی پر ہے۔ لیکن وہ بعدِ اوسط اصل بیضی پر لیا گیا ہے اس میں بُعدِ اوسط منتصف مابین المرکزین پر ہے۔ تو بُعدِ اوسط + نصف مابین المرکزین = بُعدِ ابعد، نصفِ مذکور = بعدِ اقرب لاجرم بقدر مابین المرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اُس قرب و بُعد کیلئے خود ہی متعین رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا بکھیڑا ذالك تقدیر العزیز العلیم یہ سادھا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا وآلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ وبارك وسلم
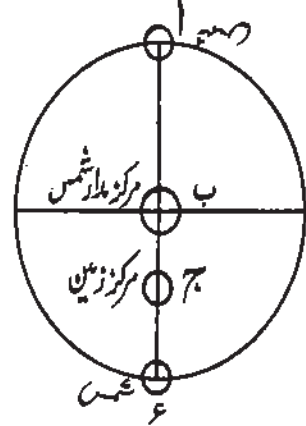
ثالثًا ــــ جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہدِ عدل قمر ہے۔ ہیأتِ جدیدہ میں قرار پا چکا ہے کہ اگرچہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے۔ مگر جرمِ شمس لاکھوں درجے جرمِ زمین سے بڑا ہونے کی باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے ۲ ۱/۵ گنی ہے۔ یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔ اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مستمر ہے۔ تو کیا وجہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جا ملا؟ یا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا۔ مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل و مہمل خیال ہے۔ اور یہاں یہ عذر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے عجب صدائے بے معنی ہے۔ زمین کو کھینچنے سے قمر پر اسکی کشش کیوں کم ہو گئی۔ ایک اور ۱۱/۵ اسی حالتِ موجودہ ہی پر تو مانی

گئی ہے۔ جس میں شمس زمین کو بھی جذب کر رہا ہے۔ پھر اس قراریافتہ مسلم کا کیا علاج ہوا۔

رابعًا۔ لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہو جاتا ہے اور مقابلے کے وقت دور تر حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ ۱/۲ ہے صرف ۱/۲ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس و ارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف ۵ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ حصے تو بقدر فضل جذب شمس ۶/۱۶ جانب شمس کھنچا۔ اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب سولہ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔ غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا یہاں مجموع کا اس کے سہ چند کے قریب ہے تو واجب کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے بہ نسبت وقت اجتماع قریب تر آ جائے۔ حالانکہ عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ سائنس کے پرستاروں کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اور اس وقت شمس و زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا ہے۔

اقول: کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیرین کے بیچ ہی میں رہتی ہے کہ آفتاب سے قریب کرنے کا وہ سلسلہ مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک کنارے کو ہو گئی اور جب سے اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی۔ اور اس کا اثر جذب اثر جذب شمس سے بدرجہا زائد ہے (ملاحظہ ہو کتاب "فوز مبین" میں جاذبیت کا رد پنجم) پھر بھی چاند ہے کہ شمس ہی کی طرف کھنچا ہے۔ شاید مقابلے کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ اب چاہے میں کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں۔ اور کتنے ہی غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر رہنا۔ اور آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا میری ایک نہ ماننا کیونکہ وہ بڑا بوڑھا ہے، اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سعادت مند کہ اسی پر کاربند ـــــ جب کھنچتے کھنچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچا یعنی اجتماع میں آتا ہے اس وقت زمین اپنی نصیحت پر پشیمان ہوتی ہے۔ اور بڑھکر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ شمس کی گود سے اسے چھین کر آدھے دورے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے۔ یہاں آکر پھر بھول جاتی ہے اور وہی اگلی پھر پھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے۔ ایسی پاگل زمین ہیأت جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔

غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے۔ اور وہ فنا ہو کر علت خلاف پیدا ہو تو فورًا خلاف ہو جاتا ہے۔ لیکن ہیأت جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں اور خلاف کی علتیں برابر روزانہ ترقی پر ہیں۔ مگر معلول اسی مردہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا

ہے۔ یعنی اُدھر تو علت معدوم اور معلول قائم۔ اِدھر علتیں موجود ومتحقق اور معمول معدوم وتوفیق الاھتداء الی الحق من الملک الحی القیوم

خامسًا ــــ طرفہ یہ کہ اس بیچارے صغیر الجثہ چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے ساتھ زہرہ وعطارد بھی جانب شمس کھینچتے ہیں۔ اور اِدھر سے ارض اپنی طرف گھسیٹتی ہے۔ خصوصًا ان تینوں کا ایک درجے سے بھی کم فاصلے میں ہزاروں بار قران ہوچکا ہے۔ نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذب زمین پر غالب آتی ہے نہ اِس (مقناطیسی لہروں کی) ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچتا ہے نہ وہ ہسپتال جاتا ہے نہ سول سرجن کا معائنہ ہوتا ہے۔ آفتاب چھ کرور چاند سے بھی لاکھوں حصے بڑا ہے کہ چھ کرور چوالیس لاکھ اناسی ہزار چھ سو سٹرسٹھ قمر کے برابر ہے۔ قمر بےچارے کی کیا ہستی یہ تو اس کھینچ تان میں پرزے پرزے ہوجاتا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر حرف آنا درکنار، اس کی منضبط چال میں اصلاً فرق نہیں آتا۔ تو سائنس کے اوہام وخرافات اور جاذبیت کے تخیلات ومزخرفات سب باطل ہیں۔

سادسًا ــــ ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے۔ اور جذب جمیع جہات شمس سے یکساں۔ اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت۔ تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو۔ اور جتنی نافریت اتنا ہی بُعد۔ تو لازم کہ سب طرف شمس سے یکساں ہو۔ آفتاب عین مرکز مدار پر ہو۔ لیکن وہ مرکز سے اکتیس لاکھ میل فاصلے پر فوکز اسفل میں ہے تو نافریت باطل ہے کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو امر واقع وثابت کے خلاف ہے۔

فائدہ: اِسی دلیل سے بیضیت رد ہوسکتی ہے کہ جب ہر طرف بُعد برابر تو ضرور مدار دائرہ تام ہوگا نہ بیضی۔ لیکن نہ وہ بیضیت سے انکار کرسکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکز پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ ہر سال سے باطل ہے۔ لاجرم نافریت وحرکت زمین کو رخصت کرنا لازم۔

سابعًا ــــ یہاں بُعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکز سے نطاق اول میں کم ہوتا گیا دوم میں زیادہ سوم میں پھر کم۔ چہارم میں پھر زیادہ۔ اور شمس سے نصف حضیضی میں کم ہوتا گیا۔ نصف اوجی میں زیادہ۔ کیا وجہ ہے کہ نافریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے۔ وہ قوت شاعرہ نہیں کہ تم سے مشورے لیکر جس نطاق میں جیسا تم کہو ویسا مختلف کام کرے۔ اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہیئے کہ نطاق اول وسوم میں نافریت ضعیف ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بعید کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطاق دوم وچہارم میں قوی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل بڑھتا جاتا ہے۔

اقول: یہ محض ہوس ہے۔ اوّل: یہ کہ اس کے اِس اختلاف ضعف وقوت کا کیا سبب ہے۔ دوسرے یہ کہ انھیں نطاقوں پر اس کا تعین کیوں منتظم مرتب ہے۔ تیسرے یہ کہ نطاق دوم میں مرکز سے

بعد بڑھتا ہے اور شمس سے قرب۔ کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی ہے اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے۔ جو تمہارے طور پر دلیلِ قوتِ نافریت ہے۔ چوتھے یہ کہ نطاقِ سوم میں مرکز سے قرب بڑھتا ہے اور شمس سے بُعد۔ کیا وہی نافریت اب یہاں اُلٹی ہو کر مرکز کے حق میں کمزور پڑتی ۔۔۔ اور شمس کیلئے تیز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سُست پڑتی جاتی ہے۔ جو دلیلِ ضعفِ نافریت ہے۔ مگر یہ کہیے کہ نافریت ایک ذی شعور اور سخت احمق ہے۔ اسے مرکز و شمس دونوں سے نفرت ہے۔ لیکن وہ اپنی حماقت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے۔ اور جب سر پر آ لگتی ہے اس وقت جاگتی ہے۔ مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سر پر آ لگی دوسری آنکھ سے اسوقت بھی سوتی رہتی ہے۔ یوں آپ کا نظام انتظام پائیگا۔

نقطۂ ا یعنی اوج پر نافریت دونوں آنکھوں سے سوتی پڑی غافل خرّاٹے لے رہی ہے۔ اور اُسکی دشمن جاذبیت اپنا کام کر رہی ہے۔ زمین کو چُپکے چُپکے مرکز و شمس دونوں سے قریب لا رہی ہے۔ سیدھا یوں نہیں کھینچتی کہ نافریت جاگ اُٹھے گی۔ لہٰذا بچتی کتراتی میر بحری بچاتی لا رہی ہے۔ یہاں تک کہ نقطۂ ر یعنی ایک کنارۂ قطرِ اقصر پر لے آئی۔ جہاں مرکز سے غایت قرب ہے۔ اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کُھلی، کہ اسی طرف سے زد آئی تھی۔ زمین کو قرب مرکز سے لیکر بھاگی اور دور کرنا شروع کیا۔ مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب بھی سو رہی ہے۔ اسے خبر نہیں کہ ایک دشمن سے دور کرتی ہوں دوسرے سے تو قریب کر رہی ہوں۔ اسے تو یہ مدار چھوڑ کر سیدھا جنگل کو بھاگنا تھا کہ دونوں سے بچتی۔ جاذبیت کسی وقت غافل نہیں۔ وہ اب بھی اپنا کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ زمین کو کھینچکر نقطۂ ب پر لائی۔ جہاں شمس سے غایت قرب ہے۔ اب ادھر کی آنکھ کُھلی۔ اور آفتاب سے دور لیکر بھاگی۔ مگر ساتھ ہی دوسری طرف کی آنکھ سے سو گئی۔ اسے خبر نہیں کہ شمس سے دور کرتی تو مرکز سے قریب لا رہی ہوں۔ یہاں تک کہ نقطۂ ء پر دوبارہ مرکز سے غایت قرب میں آ گئی۔ البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کُھلیں۔ اور زمین کو دونوں سے دور لے کر بھاگی۔ یہاں تک کہ پھر نقطۂ ا پر پہنچی۔ کھینچ تان کی محنت بہت اٹھائی تھی۔ سال پورا دوڑتے دوڑتے ہو گیا۔ یہاں آ کر چاروں شانے چت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی۔ اور پھر وہی دورہ شروع ہو گیا۔ یہ فسانۂ عجائب یا بوستانِ خیال تم تسلیم کرو۔ کوئی عاقل تو بے دلیل اسے مان نہیں سکتا۔ ان دلائل کی تکمیل اور ان کے علاوہ کثیر ادلۂ جلائل کی تفصیل اور ہیأتِ جدیدہ کے غوائل کا ردِّ جلیل اسی کتاب مبارک "فوزِ مبین" میں ملاحظہ ہو۔

یہ مختصر نمونہ ہے سائنس کی حقیقت کا۔ جس پر ایمان لا کر پیر نیچر و مولوی شبلی و مولوی حالی صاحبان وغیرہم مقلّدینِ نیچریت نے آسمانوں کے وجود کا انکار کیا، آیاتِ الٰہیہ کی تکذیب کی، مسائلِ ضروریۂ دینیہ

کی تحریف کی۔ یہ نیوٹن کے وہی یقینی مسائل ہیں جن پر مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم کیا جا رہا ہے۔
یہ کپلر کی وہی نکتہ آفرینیاں ہیں جن کو ماننے کا اور نیا دین قبول کرنے کا لیکچر دیا جا رہا ہے، یہی سائنس
کی وہ ترقیاں ہیں جن کو دیکھ کر مولوی حالی صاحب کے منہ میں پانی بھرا چلا آرہا ہے، یہی سائنس کی وہ
ایجاداتِ نو ہیں جن کی بنا پر مرتد اعظم عنایت اللہ مشرقی تمام مسلمانوں کو کافر مشرک اور یورپ کے انگریزوں
جرمنوں وغیرہم سائنسداں کافروں کو ایماندار اور خدا کا پیارا بتا رہا ہے۔
بالجملہ جو شخص سائنس کے وسوساتِ کاذبہ وہوساتِ عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے
اور ان پر بھروسہ کر کے ارشاداتِ الٰہیہ کو جھٹلائے وہ بحکمِ شریعت مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔
ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسٹر حالی کے اِس مسدس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں۔
اور ہزاروں ضلالات کے طومار۔ وفیماذکرنا کفایۃ لاولی الالباب والانظار والعیاذ باللہ
الواحد القہار۔
صلحکلی فرقے کے وہ لوگ جو مسلمانوں کے مولوی بن گئے ہیں جو حقیقۃً جاہل ہیں۔ یا پڑھ لکھ کر بحکمِ
اضلہ اللہ علی علم جاہل بن گئے ہیں۔ وہ اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو یوں بہلاتے ہیں کہ "حضورِ
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو کافروں پر بھی مہربان تھے، حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے
تو کبھی کافر کو بھی کافر نہیں کہا۔ اور بھائی بات بھی یہی ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے شاید وہ کسی وقت
مسلمان ہو جائے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے تو اپنے کسی دشمن کو بھی برا نہیں کہا پھر ہم کیوں کسی
کو برا کہیں۔ قرآن نے تو فرمادیا ہے کہ کافروں سے کہدو لکم دینکم ولی دین ○ یعنی تمہارے لئے تمہارا
دین اور میرے لئے میرا دین۔ اور یہ کہ " لا اکراہ فی الدین ○ یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی
نہیں۔ پھر ہم کسی کا رد کر کے کسی کو کافر بدمذہب کہکر دین کے بارے میں خواہ مخواہ اس سے کیوں جھگڑا
کریں۔ کسی کے ساتھ خواہ وہ کیسا ہی ہو غلظت وشدت کرنا خلق عظیم کے خلاف اور بدخلقی ہے۔"
اِن صلحکلی واعظوں میں جو سب سے ہلکے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ " قرآن نے تو فرمایا ہے
"ادع الیٰ سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔" یعنی اپنے
رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور اُن سے اس طریقے پر مجادلہ کرو جو بہترین ہو۔
کسی فرقے کے عقائد کفریہ کا کھلم کھلا رد وابطال کرنے سے لوگ مشتعل ہو جاتے ہیں۔ ان کو نرمی وآشتی کے
ساتھ سمجھا بجھا کر سچائی کی طرف پالیسی کے ساتھ لانا چاہیئے۔ اب ان شیاطین خرس سے کوئی اتنا کہنے
والا نہیں کہ گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔ پھر ایک سنی عالم دین

نیابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مسند پر بیٹھ کر کیوں گالیاں بکے گا؟ کس طرح مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کرے گا ان ھذا الا بھتان عظیم ○ یہ تو کھلا ہوا بہتانِ عظیم ہی ہے۔ حق گو حضرات علمائے اہلسنت کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں، ملحدوں کے ناپاک اقوالِ کفریہ کی شناعت وخباثت خوب اچھی طرح اصولِ شریعت مطہرہ کی روشنی میں دکھا دیتے اور ان قائلین پر حکمِ شرعی صاف صاف سُنا دیتے ہیں۔ اور طبیب کا فرضِ منصبی ہی یہ ہے کہ وہ مریض کو اس کا اصلِ مرض صاف صاف بتا دے تاکہ وہ اپنے مرض کے علاج کیطرف پورے طور پر متوجہ ہوجائے۔ بدقسمتی اس بیمار کی جو اپنے شفیق ومہرباں معالج کی تشخیص وتجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بدلے الٹا اس پر مشتعل ہوجائے وللہ الحجۃ البالغۃ۔

عوامِ اہلسنت اگر بدمذہبوں لامذہبوں بددینوں بے دینوں کی صحبتوں میں بیٹھیں گے، اُنکے جلسوں میں شریک ہوں گے، اُن کی تقریریں سُنیں گے تو اگر معاذ اللہ اُن کے ضلالات کو قبول کرلیں گے تو خود بھی بدمذہب یا مرتد ہوجائیں گے اور اگر قبول نہ کریں لیکن ان کفریات وضلالات پر ردّ وطرد کرنے سے خاموش رہیں گے تو اگرچہ ان جلسوں میں اُن پر رد کرنا اِن کی قدرت واستطاعت سے باہر ہو لیکن ان جلسوں صحبتوں میں جانے سے پرہیز کرنا تو ان کی قدرت واستطاعت میں تھا۔ لہٰذا بحکمِ حدیث ملعون بنیں گے۔ بحکمِ قرآنِ عظیم انکم اذا مثلھم ○ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ایک ہی رسّی میں بندھیں گے۔ اور اگر ان کے جلسوں میں ان کے عقائدِ کفر وضلال پر ردّ وطرد کریں گے تو ان کو اشتعال ہوگا، لڑائی جھگڑے کے واقعے مارپیٹ، گالی گلوج، گرفتاری، سزایابی، جرمانے کے حادثے رونما ہوں گے۔ تو دین وایمان کی حفاظت امن وامان کی سلامت، آخرت کی نجات، فتنہ وفساد کا انسداد اسی میں منحصر کہ بحکمِ حدیث کریم وقرآنِ عظیم مسلمانانِ اہلسنّت تمام بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں سے قطعاً علیحدہ اور بیزار ونفور رہیں۔ اُن کی صحبت ومحبت سے بالکلیہ پرہیز رکھیں۔ واللہ ھو الموفق ۔ اِن حق پوش باطل کوش واعظوں سے کون کہے کہ آیتِ کریمہ ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ○ میں ہرگز پالیسی کا حکم نہیں دیا گیا۔ آجکل پالیسی کا مفہوم قلب وزبان کا باہم اختلاف اور مکر وفریب ہے۔ اور وہ حکمت سے ہرگز مراد نہیں۔ آیتِ کریمہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو"۔ پکی تدبیر سے وہ دلیلِ محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کردے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات وترہیبات مُراد ہیں۔ بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی آیات ودلائل سے بلائیں۔ مضبوط

دلیلیں جو حق کو واضح اور بے دینوں کے شبہات کو زائل کردیں۔ بد مذہبی و بے دینی سے توبہ کرلینے پر رحمتِ الٰہیہ اور جنّت کی نعمتوں کی خوشخبری سُنانا اور کفر و ضلالت سے توبہ نہ کرنے پر قہرِ الٰہی اور عذابِ دوزخ سے ڈرانا۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نشانیوں اور دلائل کو پیش کر کے بُلانا۔ اس کو پالیسی یا کفار و مرتدین کے ساتھ لینت و مداہنت سے کیا علاقہ؟ اس آیت کریمہ کا خلاصۂ ارشاد تو یہ ہوا کہ روشن و مضبوط دلائل و براہین کے ساتھ کھلم کھلا احقاقِ حق و ابطالِ باطل کرو۔ اور اگر بالفرض کسی تفسیر کی بنا پر اس آیت کریمہ سے کفّار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ لینت و نرمی نکلتی بھی ہو تو اس تفسیر پر یہ آیت کریمہ آیاتِ سیف و غلظت سے منسوخ ہوگی کما صرح بہ ائمۃ التفسیر۔

ان گونگے شیطانوں کو کون سمجھائے کہ مسلمانوں کو کافروں سے لکم دینکم ولی دین ○ کہنے کا حکم آیاتِ قتال و شدت سے منسوخ ہو چکا اور انھیں آیاتِ مبارکہ نے بتا دیا کہ لا اکراہ فی الدین کا ارشاد جس مدت کیلئے تھا وہ مدت بھی منقضی ہوگئی۔ اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے ربِّ جلّ جلالہٗ کے عطا فرمائے ہوئے علمِ محیطِ ما کان و ما یکون سے جانتے تھے کہ فلاں کافر سے یہ نرمی کی جائیگی تو وہ مسلمان ہو جائے گا، فلاں کافر کے ساتھ یہ لینت برتی جائیگی تو وہ اسلام لے آئیگا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے علمِ اقدس کے مُطابق بحکمِ الٰہی انھیں کافروں کے ساتھ لینت و رفق و ملاطفت برتتے جو اس طرح مشرف بہ اسلام ہو جانے والے ہوتے۔ عامۂ علمائے اہلسنّت کو تو یہ علمِ غیب نہیں۔ ان کیلئے یہی حکم شرعی ہے کہ جن کو دیکھیں کہ شبہات میں معاذ اللہ مُبتلا ہیں ان کے شبہات رِفق و نرمی کے ساتھ زائل کرنے کی سعی کریں۔ جن لوگوں کو غلط فہمی، یا نا فہمی یا ناواقفی کے سبب مذہبِ اہلسنّت سے بہکتا ہوا دیکھیں ان کو مہربانی و آشتی کے ساتھ سمجھائیں، ان کی غلط فہمی، نا فہمی و ناواقفی دور کرنے کی کوشش کریں اور جن بد مذہبوں، بے دینوں کو مُعانِد و ہٹ دھرم پائیں ان کے کفر و ضلال پر حسبِ وسعت و بقدرِ قدرت پوری طرح شدّت و غِلظت کے ساتھ ردّ و طرد فرمائیں۔ اُن کے بد مذہب، بے دین گمراہ کافر ہونے، اُن کے ساتھ میل جول، نشست و برخاست، کھانے پینے، بیاہ شادی، ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازے پر نماز پڑھنے کے حرام و گناہ و ناجائز ہونے کے احکامِ شرعیہ صاف صاف کھُلے الفاظ میں لوگوں کو سُنائیں۔ تاکہ توفیقِ الٰہی جن کی مساعدت فرمائے وہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے، ان کے جلسوں میں جانے سے باز آئیں۔ اور یوں اپنے پیارے دینِ اسلام، اپنے سچّے مذہبِ اہلسنّت کو بد مذہبی و بے دینی کے پھندوں میں پھنسنے سے بچائیں۔ عام طور پر یہ کہنا بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم پر افتراء ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے کبھی اپنے کسی دشمن کو بُرا نہیں کہا۔ احادیث شریفہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بار ہا اپنے دشمنوں کے ہلاک و خراب و برباد ہونے کی پاک مُبارک دُعائیں اپنے چاہنے والے اپنے ناز اٹھانے والے ربّ بے نیاز جلّ جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کی ہیں اور دیکھنے والوں نے اُن کے مستجاب ہونے کی قاہر تجلیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی امام ربّانی قدس سرہٗ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

آں سرور دین و دنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام در بعضے ادعیۂ خود اہل شرک را بایں عبارت نفریں فرمودہ اند اللھم شتت شملھم وفرق جمعھم وخرب بنیانھم وخذھم اخذ عزیز مقتدر۔

یعنی حضور سرور دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی بعض دُعاؤں میں مشرکوں پر ان الفاظ سے نفرین فرمائی ہے کہ اے اللہ ان کے جتھے کو توڑ دے، انکی جماعت کو منتشر کر دے، ان کی بنیاد کو ویران کر دے اور ان کو عزّت و قدرت والے کی پکڑ میں گرفتار فرمالے۔

اور اگر بالفرض ایسا ہی ہوا ہو تو ہمیں قرآن عظیم بتاتا ہے کہ اللہ واحد قہار جل جلالہٗ اپنے محبوب جمیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دُشمنوں کو بُرا کہنے سے ہرگز خاموش نہ رہا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو ابتر کہا ان شانئك ھو الابتر ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو ہر وقت ہانپنے والے کتّے کے ساتھ تشبیہ دی فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی تمثیل کتابیں لادنے والے گدھے کے ساتھ بیان فرمائی۔ كمثل الحمار يحمل اسفارا ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ تبّاً لك سائر اليوم ○ کہنے والے کی مذمّت و فضیحت بیان فرمانے کیلئے پوری سورت مبارکہ تبّت یدا ابی لہب نازل فرمائی۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ مجنون کہنے والے کے دس قبائح و فضائح بیان فرمادیئے۔ منجملہ ان کے اس کو ولد الزنا بھی فرمایا اسکو سوئر بھی بتادیا بعد ذالك زنيم ○ اور سنسمه على الخرطوم ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مُخالفوں کو چمار، بھنگی، اُلّو، گدھے، کتّے، سوئر سے غرض دُنیا بھر کے ہر ایک ذلیل اور رذیل سے بھی رذیل تر بتایا۔ ان الذين يحادون الله ورسوله اولئك فی

الاذلین ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت وعظمت پر ایمان نہ لانے والوں کو کنکر، پتھر، پیشاب، لید اور گوبر سے بلکہ دنیا بھر کی ہر ایک چیز سے بھی بدتر فرمایا۔ اولئک ھم شر البریہ ○

تو صلحکلی واعظوں کے کہنے کے مطابق سُنّتِ نبویہ تو یہ ٹھہری کہ اپنے کسی دشمن کو بھی کبھی بُرا نہ کہیں لیکن قرآن عظیم نے سُنّتِ الٰہیہ یہ بتائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمن کی مذمت اُس کی برائی بیان کرنے سے ہرگز خاموش نہ رہا جائے۔ تو اب واعظوں، مولویوں پر لازم ہوا کہ جو کسی دنیوی مخالفت یا ذاتی مخاصمت کی بنا پر خود ان کے دشمن ہوں ان کو کبھی ہرگز بُرا نہ کہیں۔ لیکن جن خبثا کو حضور آقائے اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن پائیں ان کی برائیاں بیان کرنے سے حتی الوسع ہرگز دریغ نہ کریں۔ وللہ الحجۃ القاہرہ۔

ان صلحکلی واعظوں کو کون سوجھائے کہ یہ کہنا تو معاذ اللہ کفر تک پہنچتا ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہی فرماتے ہیں جو ان کے رب جل جلالہٗ کی جانب سے اُن کو وحی کی جاتی ہے۔ اور خود قرآنِ عظیم فرماتا ہے۔

قل یا ایھا الکفرون ○ لا اعبد ما تعبدون ○ ولا انتم عبدون ما اعبد ○

یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ اے کافرو تمہارے معبودوں کی پوجا میں نہیں کرتا اور نہ تم میرے معبود کی پوجا کرتے ہو۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ کافروں کو یہ کہکر پکارو کہ ”اے کافرو“ یعنی کافروں کو ”کافر“ کہکر مخاطب کرکے اُن کو یہ بات سُنادو۔ بعض ایسے لوگوں نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے کلمہ پڑھتے تھے صرف اتنا کہا تھا۔

یحدثنا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) ان ناقۃ فلان بواد کذا وما یدریہ بالغیب۔

یعنی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) ہم سے یوں کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر؟

اس پر اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ○ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ○

یعنی اور اے محبوب اگر تم اُن سے پوچھوگے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کررہے تھے اے محبوب تم فرمادو کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ بیشک تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علمِ غیب سے مطلقاً منکر ہیں ان پر یہ فتویٰ دیدو کہ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوچکے۔ تو صلحکلی واعظوں کے اس ناپاک مقولے کا یہ مطلب ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہو۔ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علمِ غیب سے مطلقاً منکر ہوں ان پر کافر ہوجانے کا فتویٰ دو۔ مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے معاذ اللہ حکمِ الٰہی پر عمل نہ کیا اور کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حق کے ان دشمنوں باطل کے ان دوستوں کو کون دکھائے کہ یہ کہنا کہ ”کافر کو کافر مت کہو شاید وہ کبھی مسلمان ہوجائے“ شرعاً ایسا بدیہی البطلان ہے۔ جس کا بطلان ہر مسلمان پر واضح وعیاں ہے۔ کافر کو بحکمِ شرع اسی وقت تک کافر کہا جائیگا جب تک وہ کافر ہے۔ اور جب بتوفیق اللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہو جائیگا اس وقت اسکو مسلمان ہی کہا جائیگا۔ مسلمان کو اُسی وقت تک مُسلمان کہیں گے جب تک وہ مُسلمان ہے۔ اور جس وقت کوئی مسلمان معاذ اللہ کافر ہوجائیگا اس وقت اس کو کافر مرتد کہیں گے۔ ان صلحکلی واعظوں کے اس نجس قول کا مطلب تو یہ ٹھہرا کہ مسلمان کو مسلمان مت کہو شاید وہ کبھی معاذ اللہ کافر ہوجائے۔ شربتِ انگور کو شربتِ انگور مت کہو شاید کبھی مُسکر ہوکر شراب بن جائے۔ شراب کو شراب مت کہو شاید کسی وقت سرکہ ہوجائے۔ سوئر کو سوئر مت کہو شاید کسی وقت کانِ نمک میں جاکر نمک بن جائے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بیوی مت کہو شاید کسی وقت طلاق دے بیٹھو اور وہ تمہارے لئے بالکل اجنبیہ ہوجائے۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

احقاقِ حق وابطالِ باطل کرنا جھگڑا کرنا نہیں، بلکہ حکمِ الٰہی کی تعمیل ہے۔ فرماتا ہے ربِ کریم جلّ جلالہٗ

فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین۝ یعنی جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اُسے کُھلم کُھلا دو لوک سُنا دو اور مشرکین سے منہ پھیرلو۔

صلحکلی واعظوں کے اس ناپاک جملے کا یہ مطلب ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معاذ اللہ جھگڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ حضور اقدس صاحب الخلق الجمیل وخلق العظیم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔

ادبنی ربی فاحسن تادیبی وعلمنی ربی فاحسن تعلیمی۔ یعنی مجھکو میرے رب نے آداب سکھائے تو اچھی طرح آداب سکھائے اور میرے رب نے مجھکو علوم تعلیم فرمائے تو اچھی طرح مجھکو علوم تعلیم فرمائے۔

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں

کان خلقه القراٰن ـــــــ یعنی حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خُلق قرآن عظیم تھا۔

اور قرآنِ عظیم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کفار و منافقین کے ساتھ اس خُلق کا حکم دیا کہ

یٰاَیُّهَا النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم ○	یعنی اے غیب کی خبر دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور اُن پر سختی فرمایئے۔

کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو سُن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خُلق عظیم کے خلاف تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صحابۂ کرام علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے فضائل میں ارشاد فرماتا ہے۔

اشداء علی الکفار رحماءُ بینهم ○	یعنی وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان ہیں۔

کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو سُنکر معاذ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بد خُلق بتائے گا؟ اللہ عزوجل اپنے محبّین ومحبوبین کی مدح وثنا فرماتا ہے۔

اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکفرین ○	یعنی وہ ایمان والوں پر نرم کافروں پر سخت ہیں۔

کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو سُن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبّین ومحبوبین معاذ اللہ بد خُلق ہوتے ہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایها الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظة ○	یعنی اے ایمان والو! جو کفار تم سے نزدیک ہیں اُن پر جہاد کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

جہاد وقتال کے احکام تو اصحاب فوج وارباب سطوت سلاطین اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہیں کہ اس کی استطاعت صرف انھیں کو ہے۔ مگر اللہ و رسول جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت وشدّت کرنا تو ہر مسلمان پر بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت فرض ہے۔ اس کا مفصل بیان رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "راز سیرت کمیٹی" (۱۳۵۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ کیا صلحکلی واعظ اس آیت کو بھی سُن کر یہی کہے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو بد خُلقی کا حکم دیا ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ

خدا اور رسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت ودوستی کا برتاؤ کرنے والے ان سُنّی نما صلحکلی واعظوں کو کون بتائے کہ کفار ومنافقین ومرتدین ومبتدعین کے ساتھ (علیٰ حسب مراتبهم فی الکفر والضلال) شدّت وغلظت کا برتاؤ کرنا ہی خُلق محمدی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہٖ وعلیٰ آلہٖ

وسلم ــــــــ یہی خُلقِ عظیم ہے اسی کی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآنِ عظیم میں تعلیم ہے۔ جس طرح ایمان والوں کا آپس میں مہربان نہ ہونا خُلقِ عظیم کے خلاف ہے، اسی طرح مسلمانوں کا اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دُشمنوں پر بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت و وُسعت غلظت وشدّت کے برتاؤ نہ کرنا بھی خُلقِ عظیم کے خِلاف ہے۔ اِس مسئلے کی تفصیلِ جلیل رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنامِ تاریخی "اربعینِ شدّت" (۱۳۵۸ھ) مصنّفہ اسد السّنتہ حامیٔ سنّیت ماحیٔ لاندہبیت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ وصّاف الحبیب ابوالظفر محبُّ الرّضا محمد محبوب علی خان قادری برکاتی رضوی مجدّدی لکھنوی دامت فیوضہم خطیب جامع مسجد و مفتیٔ اعظم ریاستِ پٹیالہ (پنجاب) میں ملاحظہ ہو۔

خود حضرت مجدّدِ الفِ ثانی امامِ ربّانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۵ پر اپنے خلیفہ و متوسل سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ حبیب خود را علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتحیہ می فرمایدیا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ پس پیغمبر خود را کہ موصوف بخُلقِ عظیم ست بجہاد کفار و غِلظت بایشاں امر فرمود معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخلِ خُلقِ عظیم ست پس عزّتِ اسلام درخواریٔ کفر و اہلِ کفرست کسے کہ اہلِ کفر را عزیز داشت اہلِ اسلام را خوار ساخت۔ عزیز داشتن عبارت ازاں نیست کہ البتہ ایشاں را تعظیم کنند و بالانشانند در مجالس خود جاے دادن و با ایشاں مصاحبت نمودن و میزبانی کردنِ ایشاں داخلِ اعزاز ست۔ در رنگِ سگاں ایشاں را دور باید داشت و اگر غرضے از اغراضِ دنیوی بایشاں مربوط باشد و بے ایشاں میسّر نشود شیوہ بے اعتباری را مرعی داشتہ بقدرِ ضرورت بایشاں باید پرداخت ــــــــ

یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتا ہے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر شدّت فرمائیے تو اُس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو خُلقِ عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت برتنا خُلقِ عظیم میں داخل ہے تو اسلام کی عزّت کُفّار کی رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دُشمنوں کو عزّت دی اُس نے اہلِ اسلام کو ذلیل کیا۔ عزّت دینے کے معنی صرف یہی نہیں کہ اُن کی تعظیم ضرور ہی کریں اور اُن کو اونچی جگہ پر بٹھائیں، بلکہ اپنی مجلسوں میں اُن کو جگہ دینا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، اُن کی مہمانی کرنا بھی عزّت دینے ہی میں داخل ہے۔ اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے دُشمنوں کو کُتّوں کی طرح دور رکھنا چاہیئے اور اگر دنیوی غرضوں

میں سے کوئی غرض اُن سے متعلق ہو اور بغیر ان کے حاصل نہ ہو تو ان پر اعتبار و اعتماد قطعاً نہ کرتے ہوئے بقدرِ ضرورت اُن سے برتاؤ کریں ـــــــ یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام اپنے مکتوب نمبر ۵۴ مکتوبات جلد اول میں صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں۔

اجتناب از صحبتِ مبتدع لازم است و ضررِ صحبت مبتدع فوقِ ضررِ صحبتِ کافر است ـــــــ

یعنی مسلمان کہلانے والے بدمذہب کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو بدمذہب مسلمان کہلاتا ہو اسکی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھکر ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

ہر قدر یکہ اہلِ کفر را عزّت باشد ذلّتِ اسلام ہماں قدر ست ایں سررشتہ را نیک باید نگاہداشت واکثر مردم ایں سررشتہ را گم کردہ اند و از شومی آن دین را برباد دادہ قال اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم جہاد با کفار و غلظت بر ایشاں از ضروریاتِ دین است ـــــــ

یعنی اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کی جس قدر عزت کی جائیگی اسی قدر اسلام کی ذلت ہے اس سررشتہ کو خوب محفوظ رکھنا چاہیئے اکثر لوگوں نے اس سررشتہ کو گم کردیا ہے اور اسی کو گم کردینے کی نحوست کے سبب دین کو برباد کردیا ہے۔ اللہ سبحٰنہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد اور ان پر سختی کیجیئے (اصحابِ فوج و سطوت سلاطین اسلام کو) کفار کے مقابل جہاد کرنا اور مسلمانوں کو اُن پر سختی کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۲۶۹ میں جو اپنے متوسّل و مُرید مرتضیٰ خاں کو تحریر فرمایا، صفحہ ۳۳۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

ہر کسے را در دل تمنائے امرے ست از امور و تمنائے ایں فقیر شدت نمودن ست بدشمنانِ خدا جل وعلا و دشمنانِ پیغمبر او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات واہانت رسانیدن ست بایں بے دولتاں و خوار دانستن ایشاں را و الہٰہ باطلۂ ایشاں را و یقین میدانند کہ ہیچ عملے نزد حق جل وعلا ازیں عمل مرضی تر نیست ـــــــ

یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر سختی و شدت کیجائے اور ان بدنصیبوں کو ذلت پہنچائی جائے اور اُن کو اور اُنکے جھوٹے معبودوں کو رسوا کیا جائے آپ یقین جانیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی اور عمل نہیں ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات جلد اول اسی مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں۔

حق سبحنہ در کلام مجید خود اہل کفر را دشمنان پیغمبر خود فرمودہ است پس اختلاط و مؤانست با این دشمنان خدا و رسول او از اعظم جنایات است اقل مضرت در مصاحبت و مؤانست این دشمنان آنست کہ قدرت اجرائے احکام شرعی و رفع رسوم کفری زبون میگردد و حیائے مؤانست مانع آں می آید و ایں مضرت بسیار عظیم ست دوستی و الفت با دشمنان خدا و با دشمنان پیغمبر او منجر بہ دشمنی خدائے عز و جل و بہ دشمنی پیغمبر او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام می شود، شخصے گمان می کند کہ او از اہل اسلام ست و تصدیق و ایمان باللہ و رسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم دارد آنمی داند کہ ایں قسم اعمال شنیعہ اسلام او را پاک و صاف می بُرد۔

یعنی اللہ سبحنہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں کفر کرنے والوں کو اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا دشمن فرمایا ہے تو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ان دشمنوں کے ساتھ میل جول اور گھال میل سب سے بدتر گناہوں میں سے ہے۔ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے ان کے ساتھ گھال میل رکھنے کا کم سے کم ضرر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے حکموں کو جاری اور کفر کی رسموں کو زائل کرنے کی قدرت کمزور ہوتی ہے اور میل جول کی شرم اس سے مانع ہوتی ہے اور یہ بہت بڑا ضرر ہے۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ الفت و دوستی خود اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی عداوت و دشمنی تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر سچائی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ لیکن اسے خبر نہیں کہ اس کے اس قسم کے بڑے کام (یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ برادرانے یارانے دوستانے) اس کے اسلام کو بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۲۶۶ میں صفحہ ۳۲۳ پر جو خواجہ عبد اللہ و خواجہ عُبید اللہ علیہما الرحمہ کے نام لکھا۔ فرماتے ہیں۔

مجرد تفوّہ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما عُلِم مجیئہٗ من الدین ضرورۃً باید و تبری از کفر و کافری نیز درکار ست تا اسلام صورت بندد و دونہ خرط القتاد

یعنی زبان سے خالی کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے اور کفر و کفار سے بیزاری بھی لازم ہے تو اسلام حاصل ہوگا بغیر اسکے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔

ایمان عبارت از تصدیق قلبی ست بآنچہ از دین بطریق ضرورت

یعنی ایمان ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے

و تواتر بما رسیدہ است و اقرارِ لسان نیز رکنِ ایمان گفتہ اند کہ احتمالِ سقوط دارد۔ علامتِ ایں تصدیق تبرّی ست از کفر و بیزاری از کافری و آنچہ در کافری ست از خصائص و لوازم آں ہمچناں بستن زنار و مثلِ آں۔ و اگر عیاذاً باللہ سبحٰنہ با دعوائے ایں تصدیق تبرا از کفر نماید مصدّق و مبیّن ست کہ بداغ ارتداد متسم ست و فی الحقیقۃ حکم او حکمِ منافق ست لا الیٰ ھؤلاء و لا الیٰ ھؤلاء پس در تحقیقِ ایمان از تبریِ کفر چارہ نبود۔

جو ضرورت اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور زبان سے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علماء نے ایمان کا رکن بتایا ہے جو بوقتِ اکراہِ شرعی ساقط ہو جاتا ہے۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے تبرّی و بیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین و مذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو جیسے زنار باندھنا اور اس کے سوا اور شعائرِ کفر۔ اور اگر معاذ اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبرّی نہ کرے تو اس بات کا سچائی کے ساتھ کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغدار ہے۔ اور درحقیقت اسکا حکم منافق کا حکم ہے کہ نہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے۔ تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کیلئے کفر کی باتوں سے تبرّی و بیزاری لازم ہے

یہی حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ النورانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔

محبّت خدائے عزّ و جل و محبت رسولِ او علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتحیات بے دشمنیِ دشمنانِ او صورت نہ بندد ع تولّا بے تبرا نیست ممکن، ایں جا صادق ست۔

یعنی خدا اور رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلّم کی محبت اُن کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ یہیں پر یہ مصرع صادق آتا ہے" تولّا بے تبرا نیست ممکن"، یعنی کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اُس سے محبت ممکن ہی نہیں۔ وللہ الحجۃ الظاھرۃ۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہوگیا کہ حق کو حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کا احقاقِ حق و ابطالِ باطل فرمانا درحقیقت حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہی کے خُلقِ عظیم کا جلوہ اور اسی کا پرتو ہے۔ اور ان صُلحکلی واعظوں کا مطلب خدا اور رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلّم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے کفر و ارتداد پر پردے ڈالنا یا مومنین و منافقین، مُسلمین مرتدین، اہلسنّت و مبتدعین سب کو راضی رکھکر ان سب سے نذرانے وصول کرنا اور اپنے شکم کی دوزخ کو بھرنا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

انھیں صلحکلی واعظین میں سے چند مُلاّ نے خصوصًا پُرانے سیانے نیچریوں نے گانٹھ لئے ہیں۔ ان پھندے تینوں کا پھانسا کہیں چھوٹتا ہے؟ جُبّے کا جال، دستار کا پیچ بڑھا ہے۔ یہ عمامے بھڑکا کر، جُبّے پھڑکا کر، مقدس ریش و سر ہلا کر، کشادہ پیشانیوں پر سجدے کے گھٹے دکھا کر، کچھ آیتیں حدیثیں سُنا کر، اُن کے ساتھ مثنوی

شریف کے اشعار گاکر ہمدردی، انسانی محبت و وداد، اتفاق و اتحاد کی ہانک کوکتے ہیں۔ یہ تینوں صورت حرام۔ نفظ خواہی نخواہی دل کش و دلآویز ہیں اور عوام کے بہکانے بہلانے کو بظاہر قرآن و حدیث کے دفاتر ان کی مدح سے لبریز ۔۔۔۔ ۱: انما المؤمنون اخوۃ سُناتے ہیں اور ۔۔۔۔ ۲: کونوا عباد اللہ اخوانا پڑھاتے ہیں کہ تمام مؤمنین بحکم قرآن کریم آپس میں بھائی ہیں اور اللہ کے سب بندوں کو حدیث شریف نے باہم بھائی بھائی بن جانے کا حکم دیا ہے ۔۔۔۔ ۳: کبھی یوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اے ایمان والو سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور جُدا جُدا نہ ہو ۔۔۔۔ ۴: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ یعنی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ ۵: کبھی یوں وعظ فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں سے جدائی میں عداوت و مخالفت چمکتی رہے گی اِس صورت میں ہدایت کی اُمید کیسی! اور جب ایک جگہ ہم کو بد دینوں بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع حاصل ہوگا تو رفتہ رفتہ یہ باتیں دفع کر کے انھیں راہِ راست پر لے آئیں گے ؎

بہم دشمن بھی اک جا ہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے ؎ یہ ہے مل بیٹھنا وہ شے سے محبت ہو ہی جاتی ہے

۔۔۔۔ ۶: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذا رایت الذین یخوضون فی ایٰتنا فاعرض عنھم حتّٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ اور فرمایا ہے اذا سمعتم ایٰت اللہ یکفر بھا ویستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتّٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔ اِن آیتوں میں کافروں کے پاس بیٹھنے کو خاص اسوقت منع فرمایا ہے جس وقت وہ اپنے جلسے میں اظہارِ کفر کر رہے ہیں۔ اس تخصیص سے ثابت ہوا کہ جب اُن کی مجلس اِس بُرائی سے خالی ہو اُس وقت ان کے پاس بیٹھنا منع نہیں ہے ۔۔۔۔ ۷: حدیث میں ہے۔ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی عزت والا آئے تو اس کی عزت کرو اور ۔۔۔۔ ۸: انزلوا الناس منازلھم لوگوں کیساتھ اُنکے مرتبوں کیمطابق برتاؤ کرو۔ ۔۔۔۔ ۹: شرح شرعۃ الاسلام میں ایک حدیث منقول ہے مداراۃ الناس صدقۃ یعنی لوگوں کیساتھ مدارات کرنا بھی صدقہ ہے ۔۔۔۔ ۱۰: دیکھو عبداللہ بن ابی منافق کو۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے پاس بُلا کر مشورے میں شریک کیا یہ کیا اپنی مجلس کا منافق کو رکن، اس کو ایسا معزز بنانا نہیں کہ عام صحابہ بھی اِن مشوروں میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ لہٰذا جس مجلس میں بدمذہب لوگ بھی رُکن ہوں اُس میں اہلسنّت کا شریک ہونا حضور کا اتباع ہے۔ اِس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی نہیں تو اور کیا ہے ۔۔۔۔ ۱۱: یہی سردار منافقین عبداللہ بن ابی ایک غزوے میں مع اپنی جماعت کے چلا اور حضور نے

منع نہیں فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کیلئے مُشرکین سے مدد نہیں چاہتے ــــ ۱۲: بہت سے حدیث کی روایت کرنے والے بدمذہب اور فاسد العقیدہ تھے۔ اور جن محدثین نے بدمذہبوں سے حدیثیں روایت کیں انھوں نے اُن کو صدوق ثقہ کہہ کر اُنکی منقبت خوانی کی، ان کے اُوصافِ جلیلہ کا اظہار کیا۔ تو کیا وہ محدثین بھی بدمذہب ہو گئے ــــ ۱۳: یہ سُنّی مولوی جس قدر اپنے مخالفین پر رُدّ کرنے میں سختی کرتے ہیں اسی قدر ان مخالفوں کا تشدّد بڑھ گیا ہے۔ نہ یہ اُن پر اس قدر سختی کرتے نہ وہ اس قدر سخت ہوتے باقی اس رُدّ سے نہ وہابیوں کا زور گھٹا نہ نیچری قادیانی وغیرہ نیست و نابود ہو سکے ــــ ۱۴: ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اُمت کو کرنے کا حکم دیا ــــ ۱۵: وہ حدیثیں جن سے بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کی مطلقاً ممانعت سمجھی جاتی ہے اُن سے مقصود فقط ان کی تادیب و ترہیب ہے ــــ ۱۶: اس زمانے میں بدمذہب سے قطع تعلق کر لینا، وقت مُلاقات ترش روئی سے پیش آنا تادیب نہیں گمراہی میں ڈالنا ہے بلکہ اوروں کے گمراہ ہونے کا گمان غالب ہے ــــ ۱۷: کسی عام مصلحت اور عمومی فوائد کیلئے سب کلمہ گویان اسلام مل کر کوشش کریں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرۂ سُنّت سے خارج ہو گئے ہرگز نہیں اور جو دعوی کرے ثابت بھی کر دے ــــ ۱۸: اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صلح حدیبیہ کو بھی پیش نظر رکھے ــــ ۱۹: اور مدینہ منورہ میں آکر غزوات و مَصافِ غُزاۃ میں منافقوں کی شرکت کو بھی نظر کے آگے رکھے باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و کبارِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم تھا کہ فلاں منافق ہے ــــ ۲۰: یہ سُنّی عُلماء تو خوابِ غفلت میں پڑے سوتے ہیں، رسالہ بازی کیا کرتے ہیں ــــ ۲۱: عرصہ گذرا کہ ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ میں مُسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ سب مسلمان متفق ہو کر بتائیں کہ مسلمانوں کے تہتر مذہب میں مجھے کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیئے جس میں سب مسلمانوں کے نزدیک حقانی مُسلمان سمجھا جاؤں، مجھے وہ اسلام پسند نہیں کہ اسلام کے جس مذہب کو میں اختیار کروں فقط اسی ایک مذہب والے مجھے حقّانی مسلمان سمجھیں اور بہتر فرقوں کے مسلمان حقانی بالائے طاق مسلمان بھی نہ سمجھیں بلکہ کافر کہیں اور کم از کم اپنے مذہب والوں سے بُرا تو ضرور ہی سمجھیں کیوں کہ اگر مجھے ایک ہی مذہب والوں کے خیال پر اعتبار کر لینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کُفر پر بھی حاصل ہے یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہیں اگر مجھے اس کا ٹھیک جواب نہ ملا تو مسلمانو! یاد رکھو کہ میرے کُفر کا وبال قیامت میں تمام جہان کے مسلمانوں پر ہو گا۔ میں مسلمان ہونے کو طیار ہوں جواب کا انتظار ہے۔ یہ آپس میں لڑنے والے علماء بتائیں کہ وہ سُنّی ہو یا رافضی یا خارجی یا وہابی کون سا مذہب اختیار کرے ــــ

۲۲: یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا اور کون کون سے اسباب مُسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے۔ نہایت افسوس و حسرت سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں نے تباہ کیا اور یہی باہمی

نااتفاقی اُن کی تباہی کا باعث ہوئی ـــ ۲۳: وہ دن قریب آنے والا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کل اسلامی دُنیا میں تمام فرقوں کا اتحاد اور سب مذہبوں کا اتفاق پھیل جائیگا اور آپس میں اِن لڑنے والے مولویوں کا پتہ بھی نہ رہے گا ـــ ۲۴: اِسلام کی ضروری چیزوں میں سے اتحاد ایک وہ چیز ہے جس کے بغیر دنیوی و دینی برکات کا کچھ بھی حصّہ نہیں مِل سکتا ـــ ۲۵: آج ہندو، آریہ، پارسی غرض ہر ایک قوم دُنیا میں ترقی کی راہ پر دوڑی چلی جارہی ہے۔ مگر مُسلمان سب سے پیچھے ہیں۔

اقـــول: وبحول اللّٰہ وقوتہ احول وعلیہ ثم علیٰ حبیبہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم اعتمد واعول۔

یہ سب وہی مزخرفات وخزعبلات ہیں جو طائفۂ ندویہ آج سے تقریبًا پچاس برس پہلے سُنا چکا۔ اور جبھی حضرات عُلمائے اہلسنّت نائبین سرکار رسالت علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم الصّلاۃ والتحیۃ کا مقدس گروہ اپنے رسائل مبارکہ وکتب متبرکہ میں اِن کی دھجیاں اُڑا چکا۔ امتداد زمانہ کے باعث آج ان تصنیفات مقدسہ کی عام اشاعت نہ رہنے کے سبب اِن صلحکلیوں کو پھر انھیں تلبیسات کاذبہ کے پیش کرنے کا موقع مل گیا۔ ہم انھیں کتب ردّ ندوہ سے اِن اباطیلِ صلحکلیہ کا رَدّ وابطال اپنے برادرانِ اہلسنّت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱ ـــ آیت کریمہ انما المؤمنون اخوۃ کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں (ترجمۂ رضویہ) صُلحکلیوں نے اپنے مدّعائے باطل پر یہ آیت کریمہ تو پیش کردی مگر سُنّی مسلمانوں کو یہ نہ بتایا کہ محاوراتِ قرآنیہ میں مُومنین سے کیا مُراد ہے؟ بات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم کے زمانے تک اِسلام کی کامل ترقی دُنیا کی وسیع آبادی میں اپنی برکتیں پھیلا کیں۔ اس وقت تک تنزیل قرآن پر قتال ہوتا، معاملۂ اسلام وکفر پر انفصال ہوتا۔ مُومنین اہل حق اور کفّار اہل باطل تھے۔ جب "مُومنین" کہتے اہلِ حق ہی اُس کے مصداق ہوتے۔ اِسی محاورے پر قرآن اُترا، حدیثیں آئیں۔ تو جس قدر آیات مُبارکہ واحادیث کریمہ میں مؤمنین و مُسلمین کو آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ بھائی بھائی رہنے کا حُکم دیا گیا ہے اُن سب کا یہی مفاد ہے کہ تمام اہل حق آپس میں متحد ومتفق رہیں، کوئی باطل راہ اختیار نہ کریں۔ اُس وقت تک کان اس ناگوار صدا سے آشنا ہی نہ تھے کہ مدّعیانِ ایمان بھی مہتدی وضال اور اہل حق واہل باطل کی طرف منقسم ہیں۔ مگر امیر المؤمنین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کی نسبت ارشاد ہوچکا تھا کہ تم جس طرح تنزیلِ قرآن پر قتال کروگے یوہیں تاویلِ قرآن پر مدّعیانِ ایمان بالقرآن کو قتل وپامال کروگے اُن متفرق فرقوں کے نام بھی سُنا دیئے، پتے بھی بتا دیئے۔ چنانچہ حسب وعدۂ صادقہ وہ دن سامنے آیا۔ آخر خلافت خاتم الخلفاء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، میں ظہور بدمذہباں نے مُنھ دکھایا۔ خارجی نکلے، رافضی نکلے،

رافضیوں سے متعدد فرقے اُچھلے۔ یہ سب کلمہ خواں تھے، مدعیٔ ایمان تھے، ہمارے کلمے کا دم بھرتے ہمارے قبلے کو سجدہ کرتے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اُن میں سے بہتوں کو کافر بھی نہ جانتے۔ گمراہ بد دین و خاسر مانتے مگر بایں ہمہ نہ ہمدردی سمجھی، نہ اتفاق و اتحاد کی ترنگ سوجھی، نہ انما المؤمنون اخوۃ کا اُن کو مصداق جانا، نہ کونوا عباد اللہ اخوانا کا یہ محل مانا۔ بلکہ انھوں نے اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُن کے قتل و قتال و عذاب و نکال پر اجماع فرمایا۔ دست و زبان، سنان و لسان و بیان و بنان سے اُن کا فتنہ مٹایا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ پہلے ہی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہی احکام فرما دیئے تھے، سب راستے بتا دیئے تھے۔ ان کے بعد جو جو آتش فتنۂ بد مذہباں زیادہ بھڑکتی گئی، اِن کے رد میں ائمہ دین و اولیائے معتمدین و علمائے مجتہدین کی کوشش چمکتی گئی۔ مجالس وعظ و محافلِ درس ان کے رد و تفضیح و طعن و تقبیح سے گونجتی رہیں۔ ہزاروں کتابیں اُن کے توہینِ عقائد و تبیینِ مکائد میں تالیف ہوئیں۔ جب سیف و دستِ سُنّت میں ہوئی جعد بن درہم کی طرح بد مذہب کلمہ گو ذبح ہوتے رہے جب زمانے نے دوسری طرف کروٹ بدلی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اہلِ حق حمایتِ مذہبِ حق میں اہلِ باطل کے ہاتھوں قید ہوئے، تازیانے سہے۔ مگر کبھی بھائی چارا نہ بھایا۔ اتحاد و اتفاق کا گیت نہ گایا۔ سلفاً خلفاً ہر قرن و طبقہ میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی و شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اور ان کے بعد مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی، مولانا فضلِ رسول صاحب بدایونی، مولانا مولوی فضلِ حق صاحب خیرآبادی غرض ۱۳۱۱ھ تک علماء کا یہی داب رہا، ہمیشہ علمائے اہلِ سنت نے بد مذہبی و بد مذہباں کے رد و تفضیح کو اہم مقاصد سمجھا۔ اور واقعی اگر یہ مقدس گروہ ایسا نہ کرتا تو آج آزادی پسندوں کی طرح ہر شخص بجائے خود فرعونِ بے سامان ہوجاتا۔ اِن کی انھیں مقبول کوششوں کی وجہ سے تو ان کی دواتوں کی روشنائی خونِ شہیداں پر غالب آئی، اِن کی انھیں مقدس سعیوں نے تو ہمیں صراطِ مستقیم دکھائی۔ ۱۳۱۲ھ میں طائفۂ ندویہ نے اپنا سر نکالا اور اِن آیاتِ مبارکہ و احادیثِ کریمہ کو تحریفِ معنوی کر کے بد مذہبوں لامذہبوں، بد دینوں، بے دینوں کے ساتھ دوستی و مواخات و اتحاد و موالات پر ڈھالا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ تبارک وتعالیٰ۔

ہمارے سُنّی مُسلمان بھائی اتنا ہی سمجھ لیں۔ اور ان صُلحکلیوں کے فریب و مکر کو پرکھیں کہ ان کا یہ مُدعائے باطل اگر معاذ اللہ صحیح ہو تو وہ سیکڑوں آیاتِ مبارکہ اور ہزاروں ہزار تا ہزار احادیث و نصوصِ صریحۂ ائمۂ قدیم و حدیث کہ بد مذہبوں سے اتحاد حرام، اختلاط گناہ، جو اُن سے دوستی رکھے خود بد مذہب و گمراہ۔

انھیں سلام نہ کرو، کلام نہ کرو، اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، پانی نہ پیو، پاس نہ بیٹھو، ارتباط نہ کرو، وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ، مریں تو اُن کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن سے دور بھاگو کہ کہیں تم خود گمراہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ ارشاداتِ کثیرۂ جلیلہ سب کے سب عیاذاً باللہ تعالیٰ غلط و باطل ٹھہریں۔ ولا یقول بہ مسلم ولا من یقول بہ مسلم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۔۔۔۔ حدیث شریف کونوا عباد اللہ اخوانا کا مطلب بھی اسی تقریر سے واضح ہوگیا۔ کہ تمام اہلسنّت اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپس میں بھائی بھائی رہیں۔ بلاوجہ باہم نزاع و نااتفاقی سے بچیں۔ ہر قسم کی بدمذہبی و گمراہی سے جو سببِ نزاع ہے کامل پرہیز رکھیں۔

۳۔۔۔۔ آیتِ کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا یعنی اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو سب مل کر۔ آپس میں پھٹ نہ جانا (ترجمۂ رضویہ) بالکل حق ہے۔ مطلب یہی ہے کہ سب راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، قادیانی، صلحکلی ہو کر پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ فرقے چاہے سو ہوں سب ایک ہی بنے رہیں۔ جو صلحکلیوں کا ایمان ہے۔

۴۔۔۔۔ یونہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین ○ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے اور تمہاری بندھی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) بالکل درست و صحیح ہے۔ مسلمانانِ اہلسنّت کا اس پر بھی ایمان ہے۔ اور اِن آیاتِ قرآنیہ پر بھی ایمان ہے کہ ولیجدوا فیکم غلظۃ اور لا تاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ اور لا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ○ اور لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ○ جن میں صاف ارشاد ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں اور تمہیں خدا کے دین میں اُن پر محبت نہ آئے۔ ظالموں کے پاس نہ بیٹھو، ظالموں کی طرف ذرا بھی جھکے اور جہنّم پہونچے۔ ہمارے سنّی مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ یہ لا تنازعوا فتفشلوا وغیرہ آیات و احادیث سب بدمذہبی سے منع فرما رہی ہیں کہ اسبابِ منازعت نہ پیدا کرو۔ یا باہم اہلسنّت میں (کہ زمانۂ رسالت میں مؤمنین انھیں میں منحصر تھے) بلاوجہ نزاع اور نااتفاقی سے ممانعت فرما رہی ہیں۔ اِن کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی نیچری، خاکساری، بابی، بہائی، قادیانی، چکڑالوی سب نکلتے آئیں۔ تمہارے پیشواؤں کو مغالطات سنائیں، طرح طرح سے تمہارا دین مٹائیں مگر سنیو! خبردار تم ان سے شیر و شکر ہی رہو۔

اچھا جانے دو یوں ہی سہی کہ یہ احکام عام ہیں۔ تو اہلسنّت کیا اُن سے خارج ہیں؟ اُن سے نزاع، اُن

سے عناد، انھیں بُرا کہنا، اُن سے رسالہ بازی کرنا کیوں کہ اِن صلحکلی لیڈروں، صلحکلی ایڈیٹروں، صلحکلی واعظوں کا دھرم ہوگیا ہے۔ مگر یہ کہئے کہ آیات واحادیث میں جتنی تاکیدیں اتفاق واتحاد کے متعلق ہیں سب سے مُراد یہی روافض، خوارج، دیابنہ، نیاچرہ، قادیانیہ، خاکساریہ، چکڑالویہ وغیرہم مرتدین ومبتدعین ہی ہیں۔ سُنّی تو ہرطرح عداوت وبغض وتبرا کے مستحق ہیں۔ اِنّا للّٰہ وَاِنّا اِلیہِ راجعون۔

۵ـــــ بدمذہبوں گمراہوں کے ساتھ مجالست ومخالطت ومصاحبت میں اگر اُن کے ہدایت پاجانے کا احتمال ہو تو دوسرا پہلو یہ بھی تو ہے کہ اُن کی صحبتیں، اُن کی مُلاقاتیں اِن بھولے بالے سُنّی مسلمانوں میں بھی وہی ڈھنگ پیدا کردیں، وہی گھاتیں۔ یہ بھی معاذ اللّٰہ وہی رنگ لے آئیں۔ وہی باتیں جیساکہ ندوے کا واقعہ، مشرکی آندھی کا تجربہ اور ہمارے زمانے کی نام نہاد مُسلم لیگ کا اتحاد ومُخالطہ اِس پر شاہدِ عدل ہے۔ اور فرمانِ الٰہی انکم اذا مثلھم کہ بے شک اس وقت تم بھی انھیں جیسے ہوجاؤ گے۔ اِس امر پر قولِ فصل ہے۔ پھر بحکم عقل ونقل ایسے اندیشۂ مفاسد سے احتراز فرض۔ بلکہ زمانے کی حالت، فتنے کی کثرت پر نظر کرکے تو اِن صُلحکلیوں کے اِس مرکوزِ خاطر کو جو فقط برائے گفتن ہے، مضمونِ بعید بلکہ اَبعد اور اِس گذارش کو قریب تر خیال کرنا ضرور ہے۔ بے شک بدمذہبوں کی محبّت بدمذہب بناکر رہتی ہے۔ رُباعی: ؎

از ہمنفسانِ ناموافق بگریز ۔۔۔ از دوست نمایانِ منافق بگریز
چوں شب سیہ است ظاہر وباطنِ شاں ۔۔۔ از ظلمتِ شب چو صبح صادق بگریز

اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ اِس پہلو دار معاملے میں شریعتِ مطہرہ نے کس پہلو پر نظر فرمائی، کسے نظرانداز کیا۔ ہمارے بہی خواہ، ہمارے رؤف ورحیم ہم پہ ہم سے زیادہ مہربان ہمارے رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ واکرم التسلیم نے یہی فرمایا کہ لا تجالسوھم اُن کے پاس نہ بیٹھو ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اُن سے دُور بھاگو، انھیں اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ معاذ اللّٰہ حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقدّس خیال میں یہ بات نہ آئی کہ ہمارے میل جول سے بدمذہب ہدایت پائیں گے، راہِ راست پر آئیں گے؟ نہیں! یہ منع فرمانا اِس قبیل سے تھا جس طرح شفیق باپ اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں، بدمعاشوں کی صحبت سے روکے۔ پھر جس نے اپنے مہربان باپ کی نصیحت پہ کاربندی کی دوجہاں میں نفع پایا اور زمانے نے بھی اُسے سعادت مند وخلف کہکر یاد کیا۔ جس نے خلاف کیا دارین میں نقصان اُٹھایا۔ ناخلف آوارہ واہی ناکارہ کہلایا۔

سب جانے دو۔ فرض کیا کہ صلحکلیوں کا یہ عُذرِ معمولی قابلِ مقبولی ہے۔ مگر اِس عذر نے کیا یہ بھی جائز

کر دیا تھا کہ بدمذہبوں کو مسندِ وعظ پر بٹھایا جائے، اُن سے لیکچر کہلوایا جائے، اُن کی مدح و ستائش دینی کا گیت گایا جائے، اُن کی تعظیم عظیم سے ربِّ عظیم کا عرش ہلایا جائے، وہ صریح کفریات و ضلالات علانیہ بکیں انھیں شربت کے سے گھونٹ بنا کر نوشِ جان فرمایا جائے، شیرِ مادر ٹھہرایا جائے۔ اور جو غربائے اہلسنّت بحکمِ شریعت اُن کلماتِ کفر و ضلالت پر اعتراض کریں تو انھیں ترقیٔ قوم و آزادیٔ وطن کا مخالف و دشمن بنایا جائے۔ مُلک میں اُن حامیانِ دین و ملّت کے خلاف اخباروں کے کالموں، پنڈالوں کے پلیٹ فارموں پر پروپیگنڈوں کا طوفانِ بے تمیزی اُٹھایا جائے۔ یہ کونسی دیانت ہے، یہ کس قسم کی صُلحکلّیت ہے؟ للہ للہ للہ! ذرا تو کلمۂ اسلام کا پاس کرو! کچھ تو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ڈرو۔ واللّٰہ ھو الموفق بالخیر۔

۶ـــــ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ الباری "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں۔

لا تجالسوا اھل القدر ای لا تو ادوھم ولا تحابوھم فان المجالسۃ ونحوھا من المماشات من علامۃ المحبۃ وامارات المؤدۃ فالمعنی لا تجالسوھم مجالسۃ تأنیس وتعظیم لھم لانھم اما ان یدعوکم الی بدعتھم بما زینہ لھم شیطانھم من الحجج الموھمۃ والادلۃ المزخرفۃ التی تجلب من لم یتمکن فی العلوم والمعارف الیھم بادیٔ الرأی واما ان یعود الیکم من نقصھم وسوء عملھم ما یؤثر فی قلوبکم واعمالکم اذ مجالسۃ الاغیار تجر الی غایۃ البوار ونھایۃ الخسار ولا ینافی اطلاق الحدیث تقیید الآیۃ فی المنافقین حیث قال اللہ تعالیٰ فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ فلم ینہ عن مجالستھم مطلقا لان الحدیث یحمل علی من لم یامن علی نفسہ منھم فیمنع

یعنی حدیث شریف میں جو یہ ارشاد ہوا کہ قدریوں وغیرہم بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو اس سے مُراد یہ ہے کہ اُن سے محبت و مودّت نہ رکھو اس لئے کہ ایک جگہ اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دوستی کی نشانی اور محبّت کی دلیل ہے تو حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ اس طرح اُن کے پاس نہ بیٹھو جس سے تم کو ان سے مؤانست ہو جائے یا ان کی تعظیم کرنا پڑے اسلئے کہ جب تم اُن کے پاس اسطرح بیٹھو اُٹھو گے تو وہ تم کو اپنے مذہب کی دعوت دیں گے اور اُن کے شیطان نے جو مزخرفات اُن کو سکھا دیئے ہیں وہم میں ڈالنے والے دلائل پڑھا دیئے ہیں وہ تمہارے سامنے پیش کریں گے اور جنکو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہیں ہوتی ہے وہ اُن کے مذہب کی طرف میلان کر جاتے ہیں۔ اور یا یہ اثر ہوتا ہے کہ اُنکی بُرائی تمہارے دلوں میں سرایت کر جائے گی۔ اسلئے کہ غیروں کے پاس اُٹھنا بیٹھنا آخری مرتبے کی ہلاکت اور انتہائی درجے کی بربادی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حدیث شریف میں بدمذہبوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے مطلقاً منع فرمانا آیتِ کریمہ کی اُس قید

عن مجالستهم مطلقاً والاٰية تحمل على من امن فلا حرج عليه فى مجالسة لهم لغير التأنيس والتعظيم مالم يكونوا فى كفر و بدعة وكذا اذا خاضوا وقصد الرد عليهم و تسفية ادلتهم ومع ذالك فالبعد عنهم اولى والاجتناب عنهم احرىٰ۔

کے منافی نہیں جو اُن کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کی حُرمت کیلئے ارشاد فرمائی کہ اُن کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک وہ اور باتوں میں مشغول ہوجائیں تو اُن کے ساتھ نشست و برخاست کو علی الاطلاق منع نہ فرمایا۔ اسلئے حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جسکو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہ ہوگی وہ بدمذہبوں کی مُجالست سے اُن کا ہم خیال ہوجائیگا اور اُسکو مطلقاً اُن کے پاس بیٹھنا ممنوع و ناجائز ہے اور آیتِ کریمہ کا مُطلب یہ ہے کہ جو شخص علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھتا ہو وہ اگر بدمذہبوں کے پاس بیٹھ جائے تو قباحت نہیں۔ مگر اسی شرط سے کہ اُن کی تعظیم نہ ہو اُن سے مُوانست نہ کی جائے اور وہ کوئی کلمۂ کفر و بدمذہبی کا بھی نہ کہتے ہوں یا اُن کا رُد کرنے اور اُن کے دلائل کی تحرابیاں بیان کرنے کی غرض سے اُن کی مجلس میں شریک ہو۔ اور اگر خاص عُلمائے کاملین عوام سے الگ مبتدعین و کفّار کو اپنی مجلسوں میں آنے سے نہ روکیں اور بدمذہبوں مرتدوں کی تعظیم و تانیس سے بھی وہ مجالست خالی ہو تو ایسی مجالست خاص اُنکے حق میں اگرچہ مطلقاً ممنوع نہ ہوگی مگر پھر بھی بہتر اور سزاوار تر یہی ہے کہ اُن سے دور اور مُجتنب و نفور رہیں۔

ہمارے سُنّی بھائی غور فرمائیں کہ عُلمار نے علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھنے والے جن لوگوں کیلئے بدمذہبوں کی مُجالست کو لاحرج کہا اُن کے واسطے بھی لغیر التانیس والتعظیم کی قید لگادی کہ بدمذہبوں سے مُوانست نہ کی جائے، اُن کی تعظیم نہ کرنی پڑے۔ پھر کیا یہ صُلحکلّی واعظین کانگریس، احرار، لیگ، خاکسار، نیاچیرہ کفّار، رُفاض بد اطوار، اور خوارج نابکار وغیرہم مرتدین اشرار، مبتدعین ناہنجار کے جن جلسوں، کانفرنسوں میں شرکت کو جائز بتا رہے ہیں۔ ان میں مرتدوں بدمذہبوں کی قولی و فعلی تعظیم و تانیس نہیں کی جاتی ہے؟ کیا اگر کوئی شخص اُن کانفرنسوں میں ان کے مبتدعین و مرتدین صُدور و ناظمین و اراکین کی تعظیم و تانیس سے قولاً و فعلاً ہر طرح اجتناب کرے اُس کو اَنسیولائزڈ، غیر مہذب، وحشی کہہ کہہ کر شور نہیں مچایا جاتا ہے؟ علمار نے مالم یکونوا فی کفر و بدعة کی قید لگائی۔ یعنی اُس مجالست میں وہ مبتدعین کسی قسم کی بدمذہبی یا بے دینی کا کلمہ بکنے سے قطعاً احتراز رکھیں۔ پھر کیا اُن لیکچروں، اسپیچوں میں کفریات و ضلالات نہیں بکے جاتے؟ کیا سُنّی کہلانے والے صُلحکلّی حضرات اُن پر سکوت محض و خاموشی مطلق کی نہیں ٹھہراتے مع ہٰذا تفسیر مظہری میں ہے۔

حتى يخوضوا فى حديث غيره اى غير الاستهزاء فحينئذٍ لا باس فى مجالستهم لضرورة دعت

یعنی جب وہ اپنے کلمات کفریہ کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں تو اس وقت بھی بضرورت اُن کے پاس بیٹھنے میں مضائقہ

ومن غیر ضرورۃ یکرہ مجالستھم مطلقا وقال الحسن لا یجوز مجالستھم وان خاضوا فی حدیث غیرہ

نہیں اور بلا ضرورت اُن کے پاس بیٹھنا مطلقاً مکروہ ہے امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اُن کے پاس بیٹھنا کسی طرح جائز نہیں اگرچہ وہ کفریات کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں۔

وللہ الحجۃ السامیہ۔

۷، ۸۔۔۔۔۔ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ اور انزلوا الناس منازلھم کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بد مذہبوں مرتدوں سے کہدیا جائے کہ ہم تم کو مذہبی حیثیت سے بُرا نہیں سمجھتے تکفیر درکنار، بلکہ تضلیل بلکہ تفسیق بلکہ تمہاری اہانت بھی جائز نہیں، تمہارے اوہام فاسدہ کا دفع کرنا اسلام کی دشمنی، قوم سے غداری، ملک کی بدخواہی ہے۔ ان کا مفاد تو صرف اسی قدر ہے کہ اگر کسی فرقے کا کوئی شخص خود تمہارے پاس آئے تو اس سے مدارات کرو۔ پھر علمائے اہلسنّت یہ کب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی وہابی نیچری خود ہی تمہارے پاس چلا آئے تو تم اُس سے بات نہ کرو، منھ نہ دیکھو، مدارات نہ کرو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کو اصرار کر کے نہ بُلاؤ۔ اُن کو دینی پیشوا ٹھہرا کر ان کو وعظ و بیان کی اجازت نہ دو، مداہنت نہ کرو، اپنے پیارے دوست مذہب اہلسنّت کے دشمن نہ بنو، اُس کو اور جھوٹے مذہبوں کو یکساں نہ سمجھو۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اگر تمہارے جلسے میں کوئی بدمذہب چلا آئے اس کو دھکے دیکر نکال دو یا اس کو ہدایت نہ کرو۔

افسوس تو یہ ہے کہ یہ صلحکلی واعظین حُسن خلق و مُدارات اور وہن و مداہنت میں فرق نہیں ٹھہراتے۔ اگر ہمارے پاس بدمذہب چلے آئیں تو ہم پر یہ ضروری نہیں کہ انھیں دھکے دیکر نکال دیں لیکن یہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ باصرار تمام بلا کر اپنی دینی مجلس کا اُن کو رُکن قرار دیا جائے۔ مسندِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بٹھا کر اُن سے وعظ کہلوایا جائے۔ وہ اس میں جو اپنی مذہبی خباثتیں ظاہر خلط کریں اُن پر خاموشی کی جائے۔ خاموشی کیسی اجازت دی جائے۔ اجازت کہاں کی خود اشاعت کی جائے۔ مذہبی پیشوا، رُکنِ اسلام، قائدِ ملت ودیگر القاب سے اُن کا ذکر کیا جائے۔ اِس بیان کے ساتھ "مرقاۃ" کے باب الحذر والتأنی فی الامور میں حدیث شریف والتودد الی الناس کے متعلق مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان بھی ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں ای التحبب الی المومنین الصالحین یعنی حدیث میں جو فرمایا کہ لوگوں سے وہ برتاؤ کرنا جس سے ان کے دِل میں اپنی محبت پیدا ہو اِس میں لوگوں سے مُراد مؤمنین صالحین ہیں۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اِس شرح کی روشنی میں انزلوا الناس منازلھم اور اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ کا مطلب تو بالکل ہی صلحکلیت کا منافی ونافی ہے کہ کسی قوم کے بھی مؤمنین صالحین کا کوئی عزّت والا تمہارے پاس آئے تو

اُسکی عزت کرو۔ اور مومنین صالحین میں سے ہر شخص جس رتبے جس منزلت کا ہو اسی کے موافق اس کے ساتھ برتاؤ کرو۔ مگر دقت تو یہی ہے کہ بیچارے مومنین صالحین کے بھلے کی تو ان صلحکلیوں کو کوئی سوجھتی ہی نہیں۔ جہاں تک فائدہ پہنچ سکے وہ اِن کے وہابی رافضی نیچری بھائیوں کو اور ان کے مذہب کو پہنچے و بس۔

۹ــــــ حضرات علمائے اہلسنّت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم اپنی تصانیف مقبولہ در ردِّ ندوۂ مخذولہ میں مُدارات کے معنی اور مُدارات و مداہنت کا فرق طائفہ ندویہ کو بار بار سمجھا چکے ہیں۔ مگر صلحکلی واعظین عوام مسلمین کو مغالطہ و گمراہی میں گرفتار کرنے کیلئے یہی مسئلہ پیش کردیتے ہیں۔ حالانکہ اہلسنّت کو حُسنِ خُلق و مدارات سے ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ حضراتِ صلحکلیہ اپنے تقیۂ صریحہ و ضلالاتِ قبیحہ کو مُدارات کے پردے میں جائز بتانے اور عامۂ مُسلمین کو بہکانے کیلئے احادیث و اقوال و افعالِ سلف بیان کردیتے ہیں جن میں حُسنِ خُلق و مُدارات کا ارشاد ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ صفحہ ۴۳۷ و ۴۳۸ پر فرماتے ہیں۔

اکثر مردم را درمیانِ مُدارات و حُسنِ خلق و درمیان مداہنت فرق واضح نشدہ۔ مُدارات و حُسنِ خُلق با ہر مسلمان و کافر در شرع محمود ست و مداہنت و خوشامد معیوب و مردود۔ یکے را از دیگرے امتیاز نمی کنند و در مقام حُسنِ خُلق ارتکابِ مداہنت مینمایند و تنقیح فرق درمیانِ ایں ہر دو آنست کہ مُدارات و حُسنِ خُلق عبارت از مسامحت در حقِ خود ست و بہ نفسانیت کار نکردن و خود را واجب التعظیم ندیدن و از تقصیرے کہ در حقِ خود رود در گزشتن و مداہنت عبارت از مسامحت در امرِ دین است و با وجود دیدن و شنیدنِ امورِ نامشروعہ و اقوالِ نامرضیہ تعصب نکردن و دینِ خود را سبک داشتن و از حقِ واجب شرع و دین درگزشتن۔ مثلاً اگر شخصے ایں کس را سخت گفت یا ترکِ تعظیم نمود در غضب نیامدن و با وے در پے انتقام نشدن بلکہ سلوکِ نیک کردن از قبیلِ حُسنِ خُلق و مدارت ست و اگر شخصے حرکتے مخالفِ شرع کرد یا ترکِ تعظیم دین نمود با وے موافقت نمودن و اظہارِ ناخوشی نکردن و سُخن

یعنی بہت سے لوگوں کو حُسنِ خُلق و مُدارات اور مداہنت کے درمیان فرق واضح نہیں ہوا ہے۔ مُدارات اور حُسنِ خُلق تو ہر مسلمان و کافر کے ساتھ شریعتِ مطہرہ میں پسندیدہ ہے اور مداہنت و چاپلوسی عیب اور مردود ہے۔ لوگ ایک کا دوسرے سے امتیاز نہیں کرتے ہیں اور حُسنِ خُلق کے ضمن میں مداہنت کر گزرتے ہیں اور دونوں کے درمیان فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مُدارات و حُسنِ خُلق کے معنی تو یہ ہیں کہ اپنے حق میں سہل انکاری برتیں اور نفسانیت کی بنا پر کام نہ کریں اور اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق میں کسی سے جو قصور ہو جائے اسے معاف کردیں۔ اور مداہنت کے معنی یہ ہیں کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کریں اور جو باتیں شرعاً ناجائز و ناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سُنتے ہوئے بھی تعصب نہ کریں اور اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں اور دین و شریعت کا جو حق واجب ہے اُس سے درگزر کریں۔ مثلاً اگر کوئی شخص خود اِس کو سخت و سُست کہے یا اس کی تعظیم نہ

اور ازرُ ذنکردن از باب مداہنت و خوشامد ست۔ | کرے تو غصے میں نہ آنا اور اُس سے انتقام لینے کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ اچھا سلوک کرنا یہ تو حُسنِ خُلق و مُدارات کی اقسام میں سے ہے۔ اور اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرے یا دین کی بے تعظیمی کرے تو اس کے ساتھ موافقت کرنا اور ناراضی ظاہر نہ کرنا اور اس کی بات کا رُد نہ کرنا یہ مداہنت کی اقسام میں سے ہے۔

اِس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مُدارات تو مُسلمانوں بلکہ فاسقوں بلکہ کافروں کے ساتھ بھی بہتر ہے مگر مداہنت حرام و ناجائز ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے مُدارات و مداہنت کے درمیان جو فرق بیان فرمایا اُسی سے واضح و روشن کہ آجکل بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں کی کمیٹیوں کانفرنسوں میں جو سُنّی کہلانے والے صُلحکلی حضرات شریک ہوتے اور عوامِ اہلِ اسلام کو اسی شرکت کی دعوت دیتے ہیں اس شرکت میں یقیناً شدید و بعید مداہنتیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ واعظین صُلحکلیت اُن کی پردہ پوشی لفظ مُدارات و حُسنِ خُلق سے کرنا چاہتے ہیں ــــ وللّٰہ الحجۃ البالغہ

۱۰ ـــــــ جب عبداللہ بن اُبَیّ منافق اپنے آپکو مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم و صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دوست ظاہر کرتا تھا۔ پھر اگر بقصدِ تالیف اسکو شریک مشورہ کر لیا گیا تو صلحکلی حضرات اِس پر کیا خوشی کر سکتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب تک ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ الحاد و ضلالت کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اتباع اور اس کے اِبطال کو کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی بتانا کیسی کھُلی ہوئی نیچریت و ضلالت ہے۔ کیا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے یہ بھی فرما دیا تھا کہ تو بھی حق پر ہے، راہِ راست پر ہے۔ تیری اہانت اسلام کی اہانت، قوم کے ساتھ غداری، مُلک کی بدخواہی ہے۔ کیا معاذ اللہ اس مجلسِ مشاورت میں بھی اُس نے خلافِ شریعتِ مطہرہ کوئی کلمہ بکا تھا جس پر خاموشی اختیار کی گئی تھی؟ کیا اس سے اقوالِ تانیس کہے گئے تھے؟ کیا اُس سے افعالِ تعظیم برتے گئے تھے؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم و نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

پھر منافقین کو دربارِ دُرر بار حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وعلیٰ آلہٖ وسلم کا رُکن اور ایسا مخصوص بتانا کہ صحابہ بھی اُس سے محروم ہوں۔ اور دربارِ رسالت میں اُن کو معزز ٹھہرانا کسی جاہل بلکہ اجہل مسلمان کا بھی کام نہیں۔ افسوس جب ایسے خیالات والے صلحکلی حضراتِ واعظین قوم کی کشتی کے ناخدا بنیں پھر بیچ منجدھار میں غرق نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جب ایسی اوندھی مت والے قوم کے ہادی ٹھہریں پھر خلقت کیوں گمراہ نہ ہو؟ خیر اِس قدر اور بھی سُن لیجئے کہ ان کمیٹیوں، کانفرنسوں میں سے کسی کمیٹی کسی کانفرنس کے ارکین اگر ظاہر ہی میں یہ اقرار کرلیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی تھیں ہم اب توبہ کرتے ہیں اور رد روافض و خوارج و وہابیہ، نیا چیرہ،

مسلم لیگیہ، خاکساریہ، گاندھویہ، احراریہ، چکڑالویہ، قادیانیہ وغیرہم مبتدعین ومرتدین جو اس کمیٹی کانفرنس میں شرکت و رکنیت رکھتے ہیں سب کے سب کہدیں کہ ہم اب تائب ہوکر سُنّی مسلمان ہوتے ہیں تو پھر جب تک اِس اقرار کا منافی کوئی قول وفعل اُن سے ظاہر نہ ہوگا ہم بھی خاص اس کمیٹی، اس کانفرنس کی شرکت و رکنیت وامداد واعانت پر اعتراض نہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۱ــــ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت میں شراب نوشی جہاں تک نشہ نہ لائے جائز تھی یا قبلہ بیت المقدس تھا، بعد کو شراب مطلقاً حرام کردی گئی۔ کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آگیا۔ اب اگر یہ صلحکلی واعظین شراب نوشی کے جواز کا فتویٰ دیں یا کعبہ سے پھر کر پھر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور دلیل میں معمولِ سابق پیش کریں تو کیا وہ الزام سے بری ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بس یہی حال صلحکلی واعظین کی اس دلیل کا ہے کہ ایک وقت میں منافقین کو بھی اجازت تھی کہ لشکرِ ظفر پیکر کے ساتھ ساتھ چلیں اور جہاد میں شریک ہیں۔ گو جہاد کا ثواب نہ پائیں۔ بلکہ منافقین کے جنازے کی نماز بھی خود حضور رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پڑھاتے تھے۔ لیکن یہ حالت ایک خاص زمانے تک محدود رہ کر منسوخ ہوگئی، جہاد میں ساتھ چلنے کی بھی ممانعت کردی گئی۔ اُن کے جنازے کی نماز بھی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ پڑھی۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں موجود ہے

فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوًا ○ | اب تم ہرگز میرے ساتھ سفر نہ کرنا اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن پر جہاد نہ کرنا

اور آیۂ کریمہ ملاحظہ ہو۔

وما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ○ | یعنی تو اے محبوب تم فرمادو کہ اے منافقو! اللہ مسلمانوں کو اس حالت پر ہرگز نہ چھوڑے گا بلکہ گندوں کو ستھروں سے ضرور الگ کردے گا۔

اور آیۂ کریمہ ملاحظہ ہو۔

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔

یعنی ان منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے اس پر نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔

انّھم کفروا باللہ ورسولہ۔

بلاشک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔

تو اس منسوخ شدہ امر کو سند بنا کر پیش کرنا اور قرآنِ عظیم وحدیث کریم کے نصوص صحیحہ سے اعراض

فرمانا صلحکلی حضراتِ واعظین ہی کو مبارک رہے۔ حضرات اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم دُنیوی لالچ اور نفسانی طمع پر ایک جدید شریعت ہرگز قائم نہیں کرسکتے۔

۱۲۔۔۔۔ بدمذہب جسکی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو اس سے روایت کرنے میں بہت کچھ اختلاف وتفصیل ہے۔ حضرت ملک العلماء بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم الثبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفی البدعة الجلیة القبول عند الاکثر غیر محققی الحنفیة وهو المختار عند من تلاهم خلافا للآمدی من الشافعیة ومن تبعه والامام مالك ومعظم الحنفیة وهو المختار عند هذا العبد

یعنی جس راوی کی بدمذہبی ظاہر ہو لیکن حدِ کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو اس کی حدیث کا قبول کیا جانا محققینِ حنفیہ کے سوا اکثر محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اور ان محدثین کے جو متبعین ہیں ان کے نزدیک یہی مختار ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے علامہ آمدی اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر حنفیہ اُس کی حدیث کو قبول کرنے کے خلاف پر ہیں۔ ان کے نزدیک جس بدمذہب کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو اس کی حدیث کو قبول کرنا بھی جائز نہیں ـــــ اور اس بندے (بحر العلوم) کے نزدیک یہی مختار ہے۔

اس مسئلے کے دونوں پہلوؤں کے دلائل اور عدم قبول کے مختار ہونے کی تفصیل فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت للعلامہ بحر العلوم میں ملاحظہ ہو ـــــ جب بعض محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا کہ بدمذہب اگر صدوق ہو اور اپنی بدمذہبی کی طرف لوگوں کو دعوت نہ دیتا ہو وغیر ذالك من الشروط تو اس سے حدیث لینا منع نہیں۔ اور اپنے اس خیال کے مطابق اگرچہ فی الواقع یہ خیال محقق نہیں۔ اور مانعین اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان بعض محدثین نے تعامل شروع کردیا تو اگر انھوں نے اس راوی کے صدوق ثقہ ہونے کا اظہار کردیا تو اس میں بدمذہب کی منقبت خوانی اور اس کے اوصافِ جلیلہ کا اظہار کیا ہوگیا۔ اگر وہ اسے صدوق وثقہ نہ سمجھتے تو اس سے حدیث ہی کیوں لیتے ـــــ

روایتِ حدیث میں راویوں کی سچائی اور قابلِ اعتماد ہونے کے بیان کا قیاس رفضہ ونیاچرہ ودیوبندیہ وغیرہم مرتدین ومبتدعین کی منقبت خوانی ومدح سرائی اور اُن کے مذاہبِ باطلہ مردودہ کی تصحیح و تحسین کرنا یہ انہیں صلحکلی مُلّاؤں کی خوش فہمی کا نمونہ ہے۔

۱۳ــــــ وہابیوں ــــــ نیچریوں ــــــ قادیانیوں ــــــ وغیرہم گمراہوں، مرتدوں کا زور گھٹا یا نہیں؟ اس کے جواب میں یہ صلحکلی حضرات تو یہی کہیں گے کہ ــــ ہرگز نہیں گھٹا لیکن ــــــ اس کی سچی کیفیت کسی انصاف شعار واقف کار سے پوچھنا چاہئے ــــــ کہ عبدالوہاب نجدی کی ذریت پر جو سختی کی گئی ہے اس کا کیا اثر ہوا ــــــ اگر ــــ وہ سختی نہ کی جاتی تو کیا اثر ہوتا۔

اگر ترکی سلطان سلیم ثالث اور محمد علی پاشا خدیو مصر رحمۃ اللہ علیہما کی طرح تمام موجودہ اسلامی سلطنتیں بھی مل کر نجدیوں کی موجودہ حکومت خبیثہ پر سختی کریں تو کیا شیاطین نجدیہ کے ہاتھوں مآثر متبرکہ کی پامالی اور مزارات مقدسہ کی بے حرمتی ہوتی۔ کیا حرمین طیبین طہرھما اللہ تعالیٰ عن رجس النجدیۃ اھل الشین میں وہابیت ونجدیت کی زبردست تبلیغ کا بے ایمان نجدیوں کو موقع ملتا۔ کیا حضرات علمائے کرام وسادات عظام مجاورین بیت اللہ الحرام ومدینۃ النبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام یونہی کسمپرسی کے عالم میں شہید اور جلا وطن کئے جا سکتے۔

اور ــــــــــــ

جس وقت دہلی میں اسمٰعیل دہلوی نے طوفان بے تمیزی پھیلایا اگر اس وقت اس پر کامل سختی نہ کی جاتی تو کیا ایک عالم گمراہی سے محفوظ رہ سکتا۔ اسی سختی کا ایک نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کو دہلی چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

اس کے بعد جس بدمذہب نے سر اٹھایا اگر اس پر سختی نہ کی جاتی تو کیا مذہب اہلسنت کو صریح نقصان نہ پہنچتا ــــــ اگر سرگروہ غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی پر مکہ معظمہ میں سختی نہ کی جاتی، قید نہ کئے جاتے تو کیا اس وقت وہاں کے پوشیدہ غیر مقلدین جو ہندوستان سے وہاں جا کر بس گئے تھے مکہ معظمہ چھوڑ سکتے تھے ــــــ کیا اگر غیر مقلدوں پر سختی کے ساتھ رد نہ کیا جاتا تو عوام اہل اسلام حدیث وقرآن کے نام سے سخت دھوکے میں نہ پڑ جاتے ــــــ کیا اگر نیا چرہ کے رد میں سختی نہ کی جاتی، رسالہ "نور الآفاق" ورسالہ "امداد الآفاق" ورسالہ "تائید الاسلام" وغیرہا کتب وتحریرات کی مرتد اکفر پیر نیچر کے رسالہ "تہذیب الاخلاق" کے رد میں اشاعت نہ کی جاتی تو ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد کا یہ قدیم سچا دین اسلام ہندوستان میں باقی رہ جاتا ــــــ کیا اگر قادیانیوں

کے رَدّ میں سختی نہ کی جاتی تو ہندوستان کے کلمہ گویوں کی اکثریت دجّالِ قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کلمہ پڑھتی نظر آتی۔

صُلحِکلیوں کے نزدیک اگر یہ باتیں پُرانی ہو چکی ہیں تو ذرا حضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امامِ اہلسنّت مُجدّدِ اعظم فاضلِ بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدُ المصطفےٰ محمد احمد رضا خانصاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی سوانح مقدّسہ کو بنظرِ انصاف دیکھیں ــــ کہ ــــ ایک طرف شش اَشالیوں اور ہفت خواتم والوں کا شدید فتنہ اٹھتا ہے ــــ دوسری سمت تفضیلیوں، چہر توحیدیوں کا فسادِ عظیم پھیلتا ہے ــــ ایک جانب دیوبندیت و وہابیت کے طوفان اُٹھتے ہیں ــــ دوسری جانب ندویت و نیچریت کے سیلاب آتے ہیں ــــ ایک سمت سے قادیانیت و چکڑالویت کی کفری گھٹائیں چھاتی ہیں ــــ دوسری طرف اِرتداد کی آندھیاں زور شور سے آتی ہیں ــــ فِتنوں کی اندھیریاں گھیر لیتی ہیں ــــ بدمذہبوں بیدینوں کی تاریکیاں مُحیط ہو جاتی ہیں ــــ پھر ــــ جلالِ الٰہی کے مظہر ــــ جمالِ مُصطفوی کے آئینے ــــ سرکارِ غوثیت کے نائب ــــ اِمامِ اعظم کے وارث ــــ حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا؟ ــــ خدا اور سول جلّ جلالہٗ و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلّم پر بھروسہ کر کے ــــ یَا رَسُولَ اللّٰہ کہہ کر لِسانی و بیانی جہاد کے اس ہوشرُبا معرکے میں وہ شیرِ خدا کا شیرِ دلیر کو دپڑا ــــ اور ــــ اپنے نیزہ کافر شکار کی قاہر مار سے اِسلام و سُنّیت کے دشمنوں کے دِلوں میں غار کر دیئے ــــ اُن کے قلب و جگر کے زخم وار سے پار کر دیئے ــــ کہ ــــ اُن کے حمایتیوں کو چارہ جوئی وارنہ رہے۔ ؎

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اَعدائے اِسلام و دُشمنانِ سُنّیت نے ناپاک اخباروں، نجس رِسالوں، گندی دو ورقیوں، گھنونی چو ورقیوں میں ملعون پروپیگنڈے بھی کئے، دُشنام بازیوں، فُحاشیوں کے خبیث مُظاہرے بھی کئے، مقاطعے بھی کئے دھمکیاں بھی سُنائیں، گیدڑ بھبکیاں بھی دکھائیں، ــــ مگر ــــ دینِ اِسلام کے اُس مُجدّدِ اعظم نے مرعوب ہو کر، کسی لالچ میں آ کر معاذ اللّٰہ اُن خُبثا سے دوستانہ، یارانہ، برادرانہ نہ منایا، اُن کی طرف محبّت و مودّت کا ہاتھ نہ بڑھایا۔ بلکہ اِسلام و سُنّیت کے خورشیدِ درخشاں و بدرِ تاباں کے عالَم افروز چہروں سے ظُلمت و کفر و ضلالت کے بادل ہٹا دیئے۔ دُنیائے اسلام کو خدا و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کی سچی عِزّت و عظمت، سچی اُلفت و محبّت کے جلوے دکھا دیئے۔ ہر گمراہ بدمذہب ہر مُرتد

بیدینوں کی ضلالات وخباثات کے پرخچے اُڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے جھوٹے دمدمے مٹادیئے۔ مسلمانانِ اہلسنت کو الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کی شراب طہور کے چھلکتے ساغر پلادیئے۔ لاکھوں مسلمانوں کو صلحکلیت کے جہنم سے بچاکر اسلام وسنیت کی صراطِ مستقیم پر اُن کے قدم جمادیئے ـــــ للہ انصاف! اگر حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن بدمذہبوں بے دینوں کے رد میں قرآن عظیم وحدیث شریف کی بتائی ہوئی شدت پر عمل نہ فرماتے تو آج کیا ہندوستان میں اُس ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے دینِ اسلام ومذہب اہل سنت کے پتے نشان نظر آتے؟ وَلا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

غرض وہابیہ نیاچرہ قادیانیہ وغیرہم مبتدعین ومرتدین کا زور اِس ردّ وطرد وشدت وغلظت کے سبب ضرور گھٹا۔ مگر بدمذہبوں کے وجود سے دنیا کو پاک کردینا یہ اہل سنت کی کوشش کا نتیجہ نہیں اور نہ وہ ایسا خیال کرسکتے ہیں۔ اور اگر اِس گئے گذرے زمانے میں بھی سنی کہلانے والے جملہ واعظین تمام علماء جمیع مشائخ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر بھروسہ کرکے اپنے اپنے مقامات پر اِس صلح کلیت سے بیزار ہوکر شریعتِ مطہرہ کی بتائی ہوئی اصل اصیل الحب فی اللہ والبغض فی اللہ پر اپنی طاقت واستطاعت بھر عامل ہوجائیں تو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فضل وکرم سے ابھی کایا پلٹ سکتی ہے بدمذہبی بے دینی کی طاقت گھٹ سکتی ہے۔ لیکن یہ تو حکم تشریعی ہے، جسکی اشاعت ہم پر بقدرِ قدرت و بشرطِ استطاعت فرض ہے۔ اور ہوگا وہی جو اُس کا حکم تکوینی ہے۔ وکان امر اللہ قدرًا مقدورا ○

۱۴ ـــــ اِس دریدہ دہنی کے جواب میں مثنوی شریف کے چند اشعار لکھنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الملۃ والدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد | کم کسے زبدالِ حق آگاہ شد
اشقیا را دیدۂ بینا نبود | نیک و بد در دیدشاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند | اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

یعنی تمام جہاں میں گمراہی اسی وجہ سے پھیلی کہ اللہ والوں سے لوگ بہت کم واقف ہوئے۔ بدبختوں کو دیکھنے والی آنکھ حاصل نہ تھی اچھا اور برا اُن کی نظر میں ایک سا دکھائی دیتا تھا۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہمسری کا انھوں نے دعویٰ کیا اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا سا سمجھا۔

اے صلح کلی مُلّاؤ! کیا تمہارے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے جیسا تم کرتے ہو۔ اور اِسی کا اُمتِ مرحومہ کو حکم دیا ہے اور اسی پر سلف کا دارومدار رہا ہے؟ افسوس کہ دنیوی آؤ بھگت اور دینی تعظیم میں تم کو فرق نہیں سوجھتا اور پھر مداہنت کا قیاس مدارات پر اور اپنا حضور سرور کائنات علیہ وعلیٰ

آلہ الصلوات والتسلیمات پر کرتے ہو۔ تم کو یہ نہیں سُجھائی دیتا کہ مدارات جائز ہے اور مداہنت جسمیں صُلحکلّیوں کو غلو ہے گناہ و ناجائز ہے۔

۱۵ ــــــ جن آیاتِ مُبارکہ واحادیث کریمہ میں بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کو منع فرمایا گیا ہے اُن سے فقط بد مذہبوں کی تادیب و ترہیب ہی مقصود نہیں بلکہ اُن کی ترہیب و تادیب کے ساتھ ساتھ اُنکی نحوستِ صُحبت و شرِ مجالست سے سُنّی مسلمانوں کی حفاظت بھی مقصود ہے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اِس برتاؤ سے دوسرے مُسلمانوں پر بھی اُن گمراہوں کا حال کُھل جائے۔ تاکہ اور مُسلمانوں کے قلُوب بھی اُن سے متنفر ہو جائیں۔ دیکھو صحیح مسلم شریف کی حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ کیسی تصریح ہے کہ اسلئے بد مذہبوں سے دور رہو، اِس لئے اُن سے بچو کہ اگر اُن سے گھال میل کروگے تو وہ تم کو گمراہ کرلیں گے، فتنے میں ڈال دیں گے۔ خود مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی عبارت دیکھیئے۔

مجالسۃ الاغیار تجر الیٰ غایۃ البوار و نہایۃ الخسار۔ | یعنی غیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا آخری درجے کی ہلاکت اور انتہائی مرتبے کی بربادی تک کھینچ لے جاتا ہے۔

بڑا فائدہ مہاجرت کا یہ ہے کہ طبیعت مسارقت پر مجبول ہے، ایک دوسرے کا آئینہ ہے ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے۔ اِس لئے ہمیشہ سے تمام عُقلا بُری صُحبت سے بچتے رہے۔ کیا یہ صُلحکلی حضرات واعظین بھنگڑ خانے، چنڈو خانے، فاحشات کے چکلے وغیرہ وغیرہ مقامات میں جانا، بیٹھنا، رہنا سہنا، صُحبتیں گرم کرنا، چکر یاں جمانا، پسند کرسکتے ہیں؟ پھر کیا مُشرکین کے بُت خانوں، اہلِ ہنود کے صنم کدوں، پارسیوں کے آتشکدوں، عیسائیوں کے گرجوں، نصرانیوں کے مشنوں میں جاکر اُن سے اختلاط کرنا اِن کو پسند آسکتا ہے۔ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو فسق فی العمل سے اتنا کیوں بچتے ہیں۔ کیا اِس لئے کہ اِن لوگوں کو اِن صُلحکلی حضرات مُلّایان و واعظین کے اِس بچنے سے تادیب حاصل ہو؟ نہیں نہیں بلکہ صرف اسی لئے کہ کہیں اُن کا بُرا اثر نہ پڑ جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

مسارقۃ الطبع مما نشاھدہ من اخلاق الناس و اعمالھم فھو داء دفین قلما تنبہ لہ العقلاء فضلا عن الغافلین: فلا یجالس الانسان فاسقا مدۃ مع کونہ منکرا علیہ فی باطنہ الا ولو قاس نفسہ الی ما قبل مجالسۃ ادرک فیھا تفرقۃ فی النفرۃ عن الفساد اذ یصیر الفساد بکثرۃ المشاھدۃ ھینًا فیسقط وقعہ فاذا صار مستصغر الطول المشاھدۃ او | یعنی طبیعتوں کا باہم ایک دوسری سے خفیہ طور پر اثر قبول کرلینا اُن باتوں میں سے ہے جس کا لوگوں کے اخلاق واعمال سے ہم مشاہدہ کررہے ہیں یہ ایک چھپی ہوئی دفن شدہ بیماری ہے جس پر عقلمند لوگ بہت کم متنبہ ہوتے ہیں۔ پھر غافل تو غافل ہی ہیں۔ تو کوئی آدمی کسی فاسق کے ساتھ ایک مدت تک اسکو اپنے دل میں بُرا سمجھتے ہوئے بھی نشست و برخاست نہیں کریگا مگر وہ اگر اپنے قلب کا اُس فاسق کے ساتھ نشست و برخاست کرنے سے قبل کی حالت سے مقابلہ

شك ان تتخل له القوة الوازعة۔ کرے گا تو ضرور اس کے فسق کی طرف سے نفرت میں فرق پائیگا اور

اور جب فسق بکثرت نظر آنے کے سبب طبیعت پر آسان ہو جائیگا تو اسکی گرانی جاتی رہے گی تو جب بہت زیادہ نظر آنے کے سبب وہ فسق ہلکا ہو جائے گا تو قریب ہے کہ گناہوں سے روکنے والی قوت اس فسق کیلئے کشادہ و آمادہ ہو جائے۔

۱۶ ——— یہ کچھ اسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں، مختلف طبائع کا موجود ہونا ہر وقت میں ضرور ہے۔ حضور اقدس سرکارِ رسالت علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتحیۃ کے زمانۂ اقدس میں بعض وہ بھی تھے کہ چہرۂ اقدس دیکھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمرۂ مقدسہ میں داخل ہو گئے، بعض کو ذرا دیر میں یہ دولت نصیب ہوئی۔ بعض طبائع میں محبت زیادہ تھی بعض میں کم۔ جن کی طبائع مال کیطرف راغب تھیں وہ مؤلفۃ القلوب تھے۔ پھر جب اسلام کی چمکتی روشنی نے اُن کے تاریک دلوں پر اپنا اثر جمایا مخلصین کاملین سے ہو گئے۔ بعض دلوں میں عناد و استکبار نے ایسا گھر کر لیا کہ نہ نکلنا تھا اور نہ نکلا۔ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہزار نرمی کی مگر جتنی ادھر سے نرمی اُس سے دُونی اُدھر سے گرمی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیسی کیسی تکلیفیں سہیں مگر وہ سنگدل موم نہ ہوئے۔ اسی طرح ہر وقت میں اور بالخصوص اِس وقت میں مختلفۃ الطبائع اشخاص ہیں۔ بعض دِلوں میں ابتداءً بد مذہبی کا شبہ ہوتا ہے تو وہ کیوں؟ یا تو بدمذہبوں کی مجالست و مخالطت و محبت کی وجہ سے۔ جسکی طرف یہ صلحِ کلی حضرات دعوت دے رہے ہیں، یا بدمذہبوں کی مذہبی کتابوں کے دیکھنے کی وجہ سے۔ اور بے شک یہ وہی شخص ہے جسکی نسبت صاحبِ "فتح الباری" تحریر فرماتے ہیں۔

عِظَتُهٗ بالحسنیٰ مهما امكنه ذالك بالرفق لا يجوز له ان يفعله بالعنف۔ یعنی ایسے شخص کو خوش اسلوبی کے ساتھ سمجھائیں جہاں تک نرمی سے اسکو سمجھا سکیں وہاں تک اس پر سختی کرنا جائز نہیں۔

لیکن وہ بدمذہب جو علمائے اہلِ سُنّت کی تحقیقات کو نظرِ حقارت سے دیکھے، اپنی بدمذہبی کی دوسروں کو دعوت دے اُس پر ہزار طرح سے حق واضح کر دیا جائے مگر وہ عوام کو گمراہ کرنے سے باز نہ آئے ایسے مرتبے کے بدمذہب سے نرمی کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ بلکہ ایسے بدمذہبوں کے ساتھ اگر نرمی کی جائے گی تو اُن کو بآسانی اپنی بدمذہبی کی تبلیغ کا موقع ملے گا۔ وہ خفیہ خفیہ اپنے کام میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ خذلهم الله تعالیٰ۔ ایسے بدمذہبوں کو اگرچہ سختی فائدہ نہ دے مگر عوامِ اہلسنّت کے دین و مذہب کی بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حفاظت کرے گی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی قسم کے بدمذہبوں کے متعلق تفسیرِ عزیزی سورۂ قلم صفحہ ۴۰ پر فرماتے ہیں

درحدیث شریف ست اذا لقیت الفاجر فالقه بوجه خشن ودر حقائق التنزیل مذکور ست کہ سہل بن یعنی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی فاجر سے ملو تو ترش رُوئی کے ساتھ ملو اور تفسیر حقائق التنزیل میں مذکور ہے کہ امام

عبداللہ تستری فرمودہ انہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لایانس الی المبتدع ولایجالسہ ولایؤاکلہ ولا یشاربہ ویظہر لہ من نفسہ العداوۃ ومن داھن بمبتدع سلبہ اللہ تعالی حلاوۃ الایمان ومن تحبب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبہ

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے ایمان کو درست اور اپنی توحید کو خالص کرلیا وہ بدمذہب سے مانوس نہ ہوگا نہ وہ بدمذہب کے پاس بیٹھے گا۔ نہ اس کے ساتھ کھائے پیئے گا اور اس کے لئے اپنی طرف سے دشمنی ظاہر کرے گا۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کے ساتھ مداہنت (یعنی چاپلوسی و پالیسی) کرے گا اللہ عزوجل اس سے ایمان کی حلاوت سلب کرلے گا اور جو شخص کسی بدمذہب کا دوست بنے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے قلب سے ایمان کا نور نکال دے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالے علیہ "احیاء العلوم" شریف میں فرماتے ہیں۔

الدرجۃ الرابعۃ السب والتعنیف بالقول الغلیظ الخشن وذلک یعدل الیہ عند العجز عن المنع باللطف وظہور مبادئ الاصرار والاستہزاء بالوعظ والنصح وذلک مثل قول ابراھیم علیہ السلام اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ۔ و لسنا نعنی بالسب الفحش بما فیہ نسبۃ الی الزنا ومقدماتہ بل ان یخاطبہ بما فیہ مما لایعد من جملۃ الفحش کقولہ یا فاسق یا احمق۔

یعنی تغییرِ منکر کا چوتھا درجہ برا کہنا اور سخت و درشت الفاظ سے شدت کرنا ہے۔ اس کی طرف اس وقت جانا چاہئے جب نرمی کے ساتھ سمجھانے کی قدرت نہ رہے اور ظاہر ہو کہ اب یہ ہٹ کیا چاہتا ہے اور وعظ و نصیحت کے ساتھ تمسخر کرنے لگے گا جس طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ تف ہے تم پر اور اُن پر جنہیں تم پوجتے ہو خدا کے سوا۔ اور برا کہنے سے ہماری مراد فحش نہیں ہے۔ جس میں زنا اور اس کے مقدمات کی طرف نسبت ہو۔ بلکہ اس سے اس کی اُن برائیوں کے ساتھ خطاب کیا جائے جو اس میں واقعی ہیں اور فحش نہیں ہیں جیسے فاسق (بدکار) احمق (گدھا)

اب کیا یہ صلحکلی حضراتِ واعظین کہہ سکیں گے کہ شاہ صاحب اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں معاذ اللہ گمراہی میں ڈالنے کی ترغیب دینے والے تھے۔

۷ا ـــــ عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لئے جملہ بدمذہبوں بے دینوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کا حکم شرعی رد ندوہ کی کتب مبارکہ و رسائل متبرکہ میں دلائل شرعیہ سے واضح کیا جاچکا اور خود اس فتوے میں بھی بقدرِ ضرورت بیان کردیا گیا کہ مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں گمراہوں بے دینوں مرتدوں کے ساتھ مجالست و مخالطت میں عوام مسلمین کے دین و مذہب کیلئے فتنہ تو نقدِ وقت ہے اور وہ عام مصالح قومیہ اور عمومی فوائدِ ملکیہ معلوم نہیں کب حاصل ہوں۔ اور حاصل بھی ہوں تو کس قدر اور حاصل بھی ہوں یا نہ ہوں۔ پھر مسلمان کا یہ کام نہیں کہ اخروی فوائد ابدیہ و مصالح سرمدیہ کے بدلے میں چند روزہ زندگی فانی کے نام نہاد فوائد و مصالح خریدے ایسے لوگوں کے حق میں

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اولئك الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة فلا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينصرون ○ یعنی یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی مول لی تو نہ اُن پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے (ترجمۂ رضویہ)

حضرت مولانا سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

یعنی اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دُنیا کے واسطے دین کو برباد کردے ـــــ اور یہ بھی ہم نے ارخائے عنان کے طور پر کہا ہے۔ ورنہ قرآنِ عظیم پر ایمان رکھنے والا بالیقین جانتا ہے کہ مرتدوں بے دینوں کے ساتھ محبّت و مودّت کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ یعنی (اے محبوب) کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے

الم تر الى الذين تولوا قوما غضب الله عليهم ما هم منكم ولا منهم ويحلفون على الكذب وهم يعلمون ○ اعد الله لهم عذابا شديدا انهم ساء ما كانوا يعملون ○ اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله فلهم عذاب مهين ○ لن تغنى عنهم اموالهم ولا اولادهم من الله شيئا اولئك اصحب النار هم فيها خلدون ○ يوم يبعثهم الله جميعا فيحلفون له كما يحلفون لكم ويحسبون انهم على شئ الا انهم هم الكذبون ○ استحوذ عليهم الشيطن فانسهم ذكر الله اولئك حزب الشيطن الا ان حزب الشيطن هم الخسرون ○

جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کیلئے خواری کا عذاب ہے ان کے مال اور اُن کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں انھیں اُس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ اُن سب کو اٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا سُنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ اُن پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلادی وہ شیطان کے گروہ ہیں سُنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے (ترجمہ رضویہ)

اِن آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّوجل نے صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ جن لوگوں پر اللہ کا غضب ہے کفار ہوں یا مشرکین زنادقہ ہوں یا مرتدین ان کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والے منافق ہیں ـــــ وہ اپنے ایماندار ہونے پر جو قسمیں کھاتے ہیں وہ جھوٹی ہیں ـــــ اُن کا یہ فعل بہت برا ہے ـــــ وہ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپکو ہمدردِ اسلام و خیرخواہِ مسلمین بتا کر مسلمانوں کو خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی محبت و دوستی کی طرف بلاتے ہیں۔ تو درحقیقت اُن کو اللہ عزّوجل کی راہ سے روکتے ہیں ـــــ جس دنیوی مال و دولت اور اولاد کی محبت میں وہ خدا اور سول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں اُن کی یہ

یہ دولت یہ اولاد اُن کو خدا تبارک وتعالیٰ کے سامنے کچھ کام نہ آئیگی ـــــ وہ دوزخی ہیں ـــــ اُن کیلئے رسوائی کا سخت عذاب ہے ـــــ وہ اگر اپنے اس فعل کو حلال جانیں تو منافق ہیں ـــــ اور ابدی نارِ جہنم کے مستحق ـــــ اور اپنے ادعائے ایمان میں جھوٹے ـــــ اُن پر شیطان غالب ہے ـــــ اُن کو شیطان نے خدا کی یاد بھلادی کہ اب اُن کو خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اعتماد نہ رہا بلکہ اُن کا بھروسہ خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر رہ گیا ـــــ وہ شیطان والے ہیں ـــــ شیطان والے کبھی کامیاب نہ ہونگے بلکہ ہمیشہ ہار ہی میں رہیں گے ـــــ اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم اوابناءھم اواخوانھم اوعشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنٰت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ○

یعنی (اے محبوب) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنھوں نے اللہ اور اُسکے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جنکے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لے جائیگا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہیں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (ترجمۂ رضویہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان والوں کی صفت بھی بتادی۔ اور رحمٰن والوں کی تعریف بھی بیان فرمادی۔ ناکامی نامرادی کی راہ بھی بتادی اور کامیابی وبامرادی کی راہ بھی دکھادی۔ اب جس کا جی چاہے شیطان والوں میں شامل ہو جو چاہے رحمٰن والوں کے گروہ میں داخل ہو، جو چاہے صلحکلیوں کی بتائی ہوئی راہ ناکامی پر چلے۔ جس کا جی چاہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعلیم فرمائی ہوئی راہِ کامیابی پر استقامت اختیار کرے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۸ ـــــ صلح حدیبیہ تو کھلے ہوئے کفار ومشرکین کے ساتھ ہوئی تھی جو اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ کہتے تھے کلمہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے استدلال کرنے والے یہ صلحکلی حضرات واعظین اپنی محبت اپنے اتحاد کو صرف مسلمان کہلانے والے بدمذہبوں مرتدوں ہی کے ساتھ کیوں خاص رکھتے ہیں۔ اُن کے اس استدلال کی رو سے ان پر لازم کہ عیسائیوں کے پادریوں، ہندوؤں کے پنڈتوں، آریوں کے پرچارکوں کے ساتھ بھی صلح ومحبت واتحاد کریں جس طرح کفری بوداد کی آندھی کے زمانے میں خلافت کمیٹی والے کرچکے ہیں اور اب بھی نام نہاد مجلس احرار" اور وہابیہ کی " جمعیۃ العلماء" اسی پر عامل ہے۔ پھر ذرا یہ حضرات واعظین صلحکلیت یہ تو فرمائیں کہ کیا معاذ اللہ صلح حدیبیہ کرکے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کافروں مشرکوں کو اپنے یہاں بلاکر اُن کو اپنی مجلس میں لیکچر دینے کی اجازت

دیا کرتے تھے اور جو کچھ کفریات وضلالات وہ بکتے تھے اُن کا رد نہیں فرماتے تھے اور کیا اُن کے کفر وشرک کا رد کرنے سے باز آ گئے تھے۔ کیا اُن کی تعظیم وتوقیر مسلمانوں کے دینی پیشواؤں کی سی کرتے تھے کیا اُن میں سے کسی کو "مہاتما" (روح اعظم) یا امام الاحرار یا قائدِ ملت کے خطابات دیا کرتے تھے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر ہم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی کا ارشاد پیش کر چکے کہ جو بدمذہب مسلمان کہلاتا ہو اُس کی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھکر ہے۔

۱۹ ـــــ منافقین جو اپنے کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے اور تمام اعتقادیاتِ اسلامیہ کا اقرار کرتے تھے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے کسی عقیدۂ حقہ سے انکار نہیں کرتے تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ظاہر پر عمل کرنے کا حکم تھا۔ اُس وقت منافقین سے بظاہر اعتقادیاتِ اسلامیہ کے انکار اور اُن کے کفریات کا ثبوت نہیں ہوتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے ساتھ بظاہر مسلمانوں کا سا معاملہ کرتے تھے جیسا کہ اُن کو حکم تھا۔ اور آجکل کے یہ روافض و دیوبندیہ و نیچریہ وقادیانیہ وچکڑالویہ وغیرہم اپنے عقائدِ کفریہ کا اپنے زبان وقلم سے برابر اظہار کر رہے ہیں تو آجکل کے ان کلمہ گو مرتدین کو اُن منافقین پر قیاس کرنا ان صلحکلی حضراتِ واعظین کی شدید فریب دہی ہے۔ دوسرے یہ کہ منافقین کے ساتھ یہ مسامحت ونرمی منسوخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

حکی محمد بن مسلمۃ فی المبسوط عن زید ابن اسلم	یعنی محمد بن مسلمہ نے مبسوط میں زید بن اسلم سے جو مدینہ طیبہ کے فقہائے
ان قولہ تعالیٰ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین	تابعین سے ہیں روایت کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس فرمانے
واغلظ علیھم نسخت ما کان قبلھا	کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد

کرو اور اُن پر سختی کرو ان سالتوں مسامحتوں کو منسوخ فرما دیا ہے جو اس حکم سے پیشتر تھیں۔

تو ان صلحکلی واعظوں کا امرِ منسوخ سے استدلال کرکے بدمذہبوں مرتدوں کے ساتھ محبت ودوستی اختیار کرنے کو جائز بتانا ایسا ہی ہے کہ کوئی بے دین انھیں سے سیکھ کر قمار بازی وشراب خواری کو جو پہلے جائز تھیں پھر اُن کا جواز منسوخ فرما دیا گیا اختیار کرلے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۰ ـــــ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا بدمذہبوں بے دینوں کے رد میں تصنیفیں فرمانا در حقیقت مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ تغییرِ منکر کے تین طریقے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو تعلیم فرمائے۔ پہلا درجہ یہ کہ اگر قدرت واستطاعت ہو تو ہاتھ سے خلافِ شریعتِ مطہرہ امر کو مٹائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے مٹانے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے اُسکو مٹانے کی کوشش کرے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر زبان سے بھی اسکو مٹانے کی کوشش کرنے کی قدرت نہ رہے تو اُن مخالفینِ شریعت سے حتی الامکان قطعاً علیحدہ ہو کر دل سے

اُن کے خلافِ شریعت فعل کو بُرا جانے اور اس کے مٹ جانے کی دعا تمنا کرے۔ قلم بھی ایک زبان ہی ہے۔ اِس حُکم شرعی تغییرِ منکر پر ہر قرن ہر زمانے میں غلامانِ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وعلیہم اجمعین برابر اپنی اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق عمل پیرا ہے۔ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے وقت سے روافض وخوارج وغیرہم بدمذہب فرقے پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ پھر دو تین صدیوں میں صدہا مختلف فرقے پھیل گئے اور کیسا کچھ زور شور ہوگیا۔ کیا حضرات صحابۂ تابعین وتبع تابعین وائمۂ دین رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق منکراتِ شرعیہ کی تغییر بالیدِ والسنانِ والبیان والبنان والقلم واللسان فرمائی وہ سب کے سب معاذ اللہ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ اِن صُلحکلّی واعظین کے رونے سے حضرات علمائے اہلسنّت اپنا فرضِ منصبی ہرگز نہ چھوڑ دیں گے۔ حضرات علمائے اہلسنّت خدائی فوجدار نہیں ہیں کہ دُرّے لگانا شروع کردیں۔ اب تو اُن کا کام صرف زبان وقلم سے حسبِ استطاعت احقاقِ حق وابطالِ باطل فرمانا ہے۔ اگر انصاف کیا جائے تو حضراتِ علمائے اہلسنّت کی یہی تصنیف وتالیف ووعظ وبیان ہی باعثِ ہدایت ہے کہ آج یہاں سلطنت اسلامی نہیں کہ تغییرِ منکر بالید والبنان والسنان کی جاسکے۔ بالجملہ بدمذہبوں بے دینوں کا ردّ وقدح تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے زمانے سے ہے۔ ہاں اسوقت کسی فن میں تصنیف نہ ہوئی تھی۔ جب سے اسلام میں تصنیفِ کتب شروع ہوئی یہ رسالہ بازی بھی ہونے لگی۔ اگر یہ خوابِ غفلت میں پڑے سونا ہے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک سب اِسی میں مبتلا تھے۔ اب حضراتِ نیچریہ کے چھینٹے پڑنے پر نوخیز کمسن صُلحکلّیت چونکی اور آنکھیں ملتی اُٹھی تو سامنے وہی لال لوٹیوں کی صورت نظر پڑی۔ لاجرم اُنھیں کی ہانک بولنے لگی۔ مگر کیا خاک بولی اپنی حمایت اور سُنّیت کی مخالفت میں تو یہ صُلح کلّی واعظین ومصلحین برابر بازاروں اخباروں میں رسالہ بازی مضمون نگاری تو کرتے ہی رہتے ہیں، پلیٹ فارموں اسٹیجوں پر حضراتِ علمائے اہلسنّت کی توہین وتحقیر میں پیہم لیکچرز اور اسپیچیں دیتے ہی رہتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہے کہ اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واسلام وقرآن کی پاک مبارک شانوں میں توہین وتکذیب وتمسخر کے کلمات بکنا صحابۂ کرام واہلبیتِ عظام رضی اللہ عنہم العزیز العلام کو گالیاں دینا اِن صُلحکلیوں کے نزدیک معمولی فرعی ہلکی آسان باتیں ہیں۔ اِن کے رَد میں رسالہ بازی حرام ہے اور اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والے رافضیوں دیوبندیوں نیچریوں قادیانیوں بابیوں بہائیوں نجدیوں چکڑالویوں، آغاخانیوں، احراریوں، لیگیوں خاکساریوں جٹادھاریوں صلحکلیوں کی شان میں بلکہ اُن کے عقائدِ کفریۂ خبیثہ کے رَد میں آدھا حرف کہنا صلحکلی دھرم پر منافیٔ ایمان ہے۔ لہٰذا اِن مُرتدین وزنادقہ کی حمایت میں رسالہ بازی لیکچر بازی آرٹیکل بازی پروپیگنڈا بازی اخبار بازی سب کچھ فرض بلکہ عینِ اسلام ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۱۲ــــــ ایسے موقع پر اس ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنے سے صاف کُھل گیا کہ یہ حضراتِ صُلحکلیہ

اِس سوال سے قائل ہو کر ایسے مذہب کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جیسا وہ عیسائی چاہتا ہے کہ جسکو سب اچھا سمجھیں اِسلئے ضرور ہوا کہ اصول میں سب مذہب ایک قرار دے دیے جائیں اور جو اصول ایسے ہیں کہ ایک فرقہ انکو مانتا ہے اور دوسرا نہیں مانتا وہ اصول ہی فضول اور غیر قطعی الثبوت مانے جائیں خواہ اہلسُنّت کے ہوں یا کسی بد مذہب فرقے کے وہ اختلافات فرعی جزئی ملکے معمولی ناقابلِ توجہ قرار دیئے جائیں۔ صرف وہ اصل جس سے کسی کو انکار نہ ہو اصول میں باقی رہے۔ باقی سب ظنّی اور خیالی ڈھکوسلے ٹھہرا دیئے جائیں۔ لہٰذا ٹھہر گئی کہ کلمہ پڑھ لینا اپنے آپکو مسلمان کہلوانا گورنمنٹی مردم شماری میں اپنے آپکو مُسلمان لکھوانا بس یہی تین ایسے اصولِ ایمان ہیں جن پر سب فرقوں کا اتفاق ہے۔ باقی عقائد کسی مذہب کے ہوں سب بے اصل اور ایسے بے اصل کہ اُن میں رَدّ وکد کی بھی اصلاً ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے۔ جس کا جو دِل چاہے سمجھے جو دِل چاہے کرے۔ اگر اِس پر کوئی سُنّی بھائی اعتراض کرے کہ یہ مذہب تو ایسا نِکلا جسے ہر مذہب والا بُرا جانے گا اور اُس عیسائی کا مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوا تو صلحکلیوں کی طرف سے اُس کا جواب واضح ہے کہ اجی حضرت! آپ کچھ بھی نہ سمجھے یہی تو چاہا جاتا ہے کہ سب اِس ڈھنگ کے ہو جاؤ جس سے اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنے کا نام بھی رہے اور پھر کسی مذہب کو بُرا بھی نہ جانو۔ یہی فریمیلشن کی کوٹھی تو بنائی جا رہی ہے ــــــــ اس عیسائی کا یہ سوال سب سے پہلے سیّد عبداللّٰہ الہ آبادی کے نام سے اخبار "نور افشاں" پرچہ ۱۳ راگست ۱۸۷۶ء میں شائع کیا گیا۔ جس کا پیرِ نیچر سر سید احمد خاں بانی علیگڈھ کالج نے "تہذیب الاخلاق" جلد دوم صفحہ ۳۹۲ پر یہ جواب دیا۔

"یہ مسئلہ اسلام کا نہیں ہے کہ مذہب اسلام میں تہتر فرقے ہیں اور ناجی ان میں سے ایک ہی ہے یہ تو ایک موضوع روایت ہے جسکو اس زمانے کے لوگوں نے جبکہ مُسلمانوں میں باہم مسائل فروعی میں اختلاف پڑا اپنی تائید کیلئے بنائی ہے۔ اس روایت کا موضوع ہونا روایۃً و درایۃً محققین کے نزدیک ثابت ہے۔ سچا مسئلہ اسلام کا صرف یہ ہے من قال لا الٰہ الا اللّٰہ فدخل الجنہ۔ محمد رسول اللّٰہ اس کے ساتھ لازم و ملزوم ہے پس اسلام اسی قدر ہے اور اسی کی تعلیم اور اسی پر یقین نجات کیلئے کافی ہے عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مفاتیح الجنۃ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ رواہ احمد۔"

پیرِ نیچر نے اِس عبارتِ ملعونہ میں صاف صاف بکدیا کہ تہتر فرقوں میں سے ایک ہی ناجی اور بہتر فرقوں کے ناری ہونے کی حدیث معاذ اللّٰہ جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اہلِ سُنّت کے سوا جتنے فرقے ہیں بیشک سب گمراہ فاسق بدمذہب ناری ہیں۔ تمام اہلِ حق صحابۂ عظام و ائمۂ کرام و علمائے اعلام رضی عنہم اللّٰہ الملک العلام سے آج تک اِسی عقیدے پر گذرے ہیں اور ہمارے آقا اللّٰہ عزّوجل کے چُنے ہوئے رسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے متعدد مشہور حدیثوں میں صاف فرما دیا کہ۔

تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار یعنی میری امت تہتر فرقے ہوجائیگی وہ سب دوزخی ہیں سوا
الاملۃ واحدۃ ما انا علیہ واصحابی ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابن ماجہ حضرت انس اور امام احمد طبرانی حضرت امیر معاویہ اور عبد بن حمید حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔

کلھا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ۔ یعنی وہ سب فرقے جہنمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت ہے۔

پھر پیرِ نیچر نے صاف صاف بکدیا کہ اسلام کا صرف ایک ہی مسئلہ سچا ہے کہ جو شخص لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کہہ لے وہ جنتی ہے۔ یعنی صرف اس ایک مسئلہ کے سوا باقی تمام مسائل ضروریۂ دینیہ جو دینِ اسلام میں ہیں سب جھوٹے ہیں اور صرف اسی کلمۂ طیبہ کو پڑھ لینے کا نام اسلام ہے اور جو شخص تمام ضروریاتِ دینِ اسلام کا منکر ہو بس زبان سے صرف کلمہ پڑھتا ہو وہ جنتی اور ناجی ہے۔

مسلمانو! پیرِ نیچر کی بے ایمانی دیکھو۔ حدیث شریف میں تو یہ ارشاد ہوا۔

ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ۔ یعنی کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ لاالٰہ الااللہ کہے پھر اسی پر مرے مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس کے الفاظ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھی تصریح نہیں بلکہ یہ بھی اس میں صراحۃً مذکور نہیں کہ لا الہ الا اللہ زبان سے پڑھ لینے کے ساتھ ساتھ دل سے اسکی تصدیق کرنا اُس پر یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔ تو پیرِ نیچر کو اصولِ نیچریت کی بنا پر لازم تھا کہ صاف صاف کہدیتا کہ فقط زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان اور جنتی ہوجاتا ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اُسے ایمان لانے کی ضرورت نہ لا الہ الا اللہ پر دل سے اعتقاد رکھنے کی حاجت۔ لیکن پیرِ نیچر اگر اپنے نیچری دھرم کا اس طرح کھلم کھلا پرچار کرتا تو اُسے ڈر تھا کہ عوامِ اہلِ اسلام یکلخت اس سے فرنٹ ہوجائینگے انھیں کے خوف سے کلیجا بانسوں اُچھل رہا تھا۔ لہٰذا اُس نے اس ملعون نیچری دھرم پر پردہ ڈالنے کیلئے اتنا بڑھادیا کہ "محمد رسول اللہ اُس کے ساتھ لازم وملزوم ہے"۔ اب کون اس پیرِ نیچر سے پوچھے کہ کیوں لازم وملزوم ہے۔ اس لازمیت وملزومیت پر کیا دلیل ہے۔ اسی طرح اُس نے مسلمانوں کے ڈر سے لفظ "یقین" کا بھی اضافہ کردیا۔ اب کون اس مرتدِ اکفر سے کہے کہ حدیث میں تو "قال" ہے تو نے اس کا ترجمہ "یقین رکھے" کیسے گڑھ لیا۔ تیرے دھرم پر تو صرف زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ہونا حدیث کے الفاظ کا مقتضیٰ ہے اگرچہ دل سے اس کلمۂ توحید کو معاذ اللہ جھوٹا ہی سمجھے۔ پھر تو نے کلمۂ رسالت "محمد رسول اللہ" کو کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کیلئے لازم وملزوم بتاکر اور زبانی کلمہ گوئی کے بدلے اُس پر یقین رکھنے کو مدارِ

نجات و اسلام ٹھہرا کر دائرۂ اسلام کو کیوں تنگ کرا لیا۔ پیرِ نیچر تو اپنے مقر کو پہنچا اُسکی طرف سے اُس کا کوئی چیلا بھی قیامت تک اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ حدیث شریف کا مطلب امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بیان فرمایا کہ۔
معناہ من قال الکلمۃ وادّی حقھا وفریضتھا یعنی کلمۂ توحید پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ کلمے کا حق ادا کرے اور کلمہ پڑھنے سے انسان پر جو فرائض عائد ہو جاتے ہیں انکو بجا لائے

اور تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک حدیث شریف کی یہی مراد حق و صحیح ہے تو لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کا مطلب تمام مسائل ضروریہ دینیہ پر ایمان لانا ہوا۔ اور کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ فقط کلمۂ رسالت محمد رسول اللہ ہی پر ایمان لانا لازم نہیں بلکہ دینِ اسلام کے ہر ایک مسئلہ ضروریہ پر ایمان لانا ضروری و لازم ہے۔ اسی لئے اگرچہ احادیث کریمہ میں کہیں قال لا الٰہ الا اللہ ہے کہیں اسکے ساتھ ان محمد رسول اللہ بھی ہے۔ کہیں مستیقنا بھا قلبہ کی قید مذکور ہے کہ اُس کے دل کو اس پر یقین بھی ہو۔ کہیں اس شہادت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے عبد اللہ و رسول اللہ وابن امۃ اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ ہونے اور جنت و نار کے حق ہونے کو بھی شامل فرمایا گیا۔ کہیں حُبّ للہ و بغض للہ کو بھی لوازم ایمان میں داخل فرمایا گیا ہے۔ کہیں شہادت توحید و رسالت و اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکاۃ و حج و صوم رمضان پر اسلام کی بنا فرمائی گئی ہے۔ کہیں مسلمانوں کی سی نماز پڑھنے، مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز میں منھ کرنے، مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے والے کو مسلمان فرمایا گیا۔ مگر جب حدیث کریم کے معنی سمجھ میں آ گئے کہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ کو دل سے سچا ماننے کا نام ایمان ہے۔ اور زبان سے اس کا اقرار کرنا جبکہ اس کا موقع پائے شرط ہے تو ایمان والوں کے نزدیک اِن احادیثِ مبارکہ میں باہم کسی قسم کا بھی تعارض و تخالف نہیں سب میں اسی ایمان کا بیان ہے۔ کسی میں اجمال ہے کسی میں تفصیل ہے۔ کسی میں علاماتِ ایمان کا بیان ہے، کسی میں لوازمِ ایمان کا تبیان ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزّ وجل کے بھیجے ہوئے دین کی کسی ضروری بات پر ایمان نہ رکھنے والا اللہ عزّ وجل کی معبودیت و وحدانیت پر ہرگز ایمان ہی نہیں رکھتا۔

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پُر نور آقائے نعمت دریائے رحمت امامِ اہلسنّت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالۂ مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی "باب العقائد والکلام" میں پھر فقیر قادری وگدائے کوئے رضوی غفرلہٗ القوی کی کتاب مسمّیٰ بنام تاریخی "راز سیرت کمیٹی" (۵۸ھ ۱۳) میں ملاحظہ ہو۔

اس مسئلے کے متعلق یہاں بھی ایک جملۂ مختصرہ لکھنا مناسب فاقول والتوفیق من اللہ العزیز الوھاب بالبداہۃ ظاہر ہے کہ جس کے بھیجے ہوئے دین میں کوئی جھوٹی بات ہو وہ ہرگز سچا نہیں کہ وہ لوگوں کو

جھوٹی بات باور کرانا چاہتا ہے۔ اور دینِ اسلام میں جس قدر مسائلِ ضروریہ ہیں ان سب کا مسائلِ دینِ اسلام ہونا قطعی یقینی طور پر ثابت ہے کہ اُن سب مسائل کو ربُّ العزۃ جل جلالہٗ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔ تو جو شخص کسی مسئلۂ ضروریہ دینیہ کو جھٹلاتا ہے وہ مقدس دینِ اسلام ہی کو جھوٹا بتاتا ہے اور دینِ اسلام کو جھوٹا بتانے والا خود حضرت ربّ العزۃ جل جلالہٗ کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اور اللہ عزّوجل کو جھوٹا ٹھہرانے والا یقیناً اُس کے معبودِ حق ہونے کو غلط و باطل مانتا ہے۔ تو صاف واضح طور پر روشن ہوا کہ کسی ایک مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلانے والا اللہ عزّوجل کو سرے سے معبودِ حق ہی نہیں مانتا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

اسی طرح پیرِ نیچر نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے یہ حدیث شریف پیش کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ علیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجیاں اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر اسی مشکوٰۃ شریف کے اسی باب میں بلکہ اسی فصل میں اس حدیث کی شرح ایک اور حدیث موجود تھی۔ اُس کو پیرِ نیچر ہضم کر گیا۔ کہ

عن وھب بن منبہ قیل لہ الیس لا الٰہ الا اللہ مفاتیح الجنۃ قال بلی ولکن لیس مفتاح الا ولہ اسنان فان جئت بمفتاح لہ اسنان فتح لک والا لم یفتح لک رواہ البخاری

یعنی وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو اجلّۂ تابعین سے اور حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت عبد اللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد ہیں مروی ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کیا لا الٰہ الا اللہ جنّت کی کنجی نہیں فرمایا کیوں نہیں لیکن کوئی کنجی ایسی نہیں جسکے دندانے نہ ہوں۔ اگر تو ایسی کنجی لائے گا جسکے دندانے ہوں تو تیرے لئے دروازہ کھل جائیگا اور اگر ایسی کنجی لائیگا جسکے دندانے نہ ہونگے تو تیرے لئے دروازہ نہ کھلیگا

اس حدیث شریف نے بتادیا کہ لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی ضرور ہے مگر جس طرح کنجی کیلئے دندانے ضروری ہیں اسی طرح لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کیلئے تمام مسائلِ ضروریۂ دینیہ کی تصدیق شرعًا لازم ہے۔ بہر حال احادیثِ کریمہ کے مطلقًا منکر پیرِ نیچر نے محض مکّاری و فریب کاری کی بنا پر دو حدیثوں کے ظاہری اجمال کو اپنے مدّعائے باطل کے مطابق دکھا کر اس سے استدلال کر کے جن حدیثوں میں اِس اجمال کی روشن تفصیل فرمائی گئی ہے اُن سے دم چُرا کر جان بچا کر صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ٹھہرا دیا اور تمام عقائدِ ضروریۂ دینیہ کو یکسر اُڑا دیا۔

پھر پیرِ نیچر سے سیکھ کر ندوۂ مخذولہ کے لائق و فائق واعظ ابراہیم آروی غیر مقلد نے اپنے ناپاک رسالہ "اتفاق" میں یہی سوال سراسر مکر و ضلال پیش کیا اور اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ۔

"سبحٰن اللہ ایک اسلام صحابہ و سلفِ صالحین کا اسلام تھا کہ ان میں نہ اختلافات تھے اور نہ وہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا نہ اس کے جواب میں دقت تھی۔"

مگر یہ ندوے کا فریب صریح و مکرِ قبیح ہے۔ نیچریوں ندویوں صلحکلیوں کی اوندھی سمجھ کے مطابق یہ سوال سراپا اہمال وہاں بھی ضرور پیدا ہو سکتا تھا۔ کیا حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہدِ مبارک میں خوارج نہ تھے، کیا اُن کے عہدِ مبارک میں شیعۂ مخلصین یعنی اکابرِ اہلسنّت نہ تھے، کیا روافض تفضیلیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافض تبرائیہ نہ تھے، کیا اُن کے عہد میں روافضِ غالیہ نہ تھے؟ —— ضرور تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ایک نظر نہ دیکھا۔ اُن سب کلمہ گویانِ اسلام سے برادرانہ یارانہ دوستانہ ہرگز نہ منایا۔ شیعۂ مخلصین (یعنی مقتدایانِ اہلسنت وجماعت) کی مدح فرمائی اُن کو اہلِ حق ناجی فرمایا۔ باقی سب فرقوں کو گمراہ بتایا۔ کسی کو آگ میں جلایا، کسی کو تلوار سے جہنم پہنچایا، کسی کو تعزیر کا مستحق ٹھہرایا۔ یہ حال تو زمانۂ خلافتِ راشدہ کا بالاجمال بیان کیا گیا۔ اور بعد اس کے بقیۂ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین وسلفِ صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانے میں قدریہ و مرجیہ و معتزلہ وغیرہم بھی پیدا ہو چکے تھے۔ یہ سراپا اہمال سوال جو باعثِ اضلالِ جہال ہے زیادہ تر پیدا ہو سکتا تھا کہ بہت اختلافات شائع ہو چکے تھے۔ ہاں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وسلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور اُن کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سبب جواب آسان تھا۔ اور اب بھی اگر اُن کی پیروی کی جائے تو اُن کے اتباع میں وہی جواب باصواب کافی ووافی وشافی ہے۔ ہاں جسکو خدائے تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کون ہادی ہے —— پھر ندویوں سے سیکھ کر اَب صلحکلی واعظین یہی مہمل سوال سراپا اضلال عوامِ اہلِ اسلام کو سُنا سُنا کر اس کا وہی کفری جواب بتاتے ہیں جو آج لیگی لیڈران اُمتِ لیگیہ کو سُناتے ہیں۔ چنانچہ بمبئی کے لیگی ہفتہ وار اخبار "نوجوان" کے شمارہ نمبر ۵ جلد ۲ مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۵ پر اُس کے اڈیٹر محمد امین آزاد جو لیگ کے ایک پُرجوش اور آزاد لیڈر ہیں۔ بکمالِ آزادی و بے قیدی فرماتے ہیں۔

> ہندوستان کے موجودہ ماحول کا اقتضا یہ ہے کہ ہم صرف مُسلمان کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ ایک خدا ایک قرآن ایک نبی کے ماننے والوں کی تعداد بڑھائیں۔ فروعات سے چشم پوشی کرتے ہوئے ہماری جدوجہد اور سرگرمیوں کو صرف ان باتوں کے معاملے میں ڈال دیں جو ہم بحیثیت شیعہ سُنی اہابی وہابی نہیں بلکہ بحیثیت مُسلمان قوم تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مسلم لیگ اور اس کے فوائد پر بحث کرتے ہوئے عوام الناس کو لیگ کی شمولیت کے لئے تیار کریں۔

اس عبارت میں لیگ کے آزاد لیڈر نے لیگیوں کے دلوں کے اندر کی کھول کر رکھدی اور صاف صاف کہدیا کہ وہابی رافضی وغیرہ جتنے فرقے مُسلمان کہلاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں اور یہ کہ اس وقت مولویوں کو یہی چاہیے کہ بس لیگ کا پروپیگنڈہ کریں اور جن مسائل میں وہابی نجدی دیوبندی رافضی قادیانی چکڑالوی نیچری خاکساری احراری جٹا دھاری آغاخانی بابی اور بہائی لیگی اور صلحکلی وغیرہ کسی مسلمان کہلانے والے فرقے کو اختلاف ہے اُن کو بیان کریں

اسوقت ان مسائل کو تسلیم کرنے کی اُن پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اورہندوستان میں ہم اسوقت جس ماحول سے گذر رہے ہیں اُس کی وجہ سے ہم اس قسم کے کسی مسئلے پر ایمان لانے کیلئے ہرگز تیار بھی نہیں۔ سُنّی مسلمانوں کا اِن مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے وہ سب نہایت ہلکے معمولی فرعیات ہیں۔ اس وقت اُن تمام مسائل کی طرف سے آنکھیں بند کر کے مسلمانوں کو یکسر اُن کا انکار کر دینا چاہیئے۔ ہر سُنّی مسلمان بنگاہِ انصاف وایمان دیکھ رہا ہے کہ کانگریس اگر کھُلم کھلا مسلمانوں کو معاذاللہ مٹانا چاہتی ہے تو نام نہاد مُسلم لیگ اپنی اِن تصریحات کی بنا پر ہمدردیٔ اسلام وخیر خواہیٔ مُسلمین کے پردے میں اسلام و ایمان ومذہب کو فنا کرانا، مسلمانوں کو صرف نام کا مُسلمان اور حقیقۃً ملحد وبے دین بنانا چاہتی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر افسوس کہ اُس عیسائی کے اس سوال سراپا اہمال کا جو تحقیقی جواب تھا کہ جب اُس عیسائی پر دینِ اسلام کی حقانیت آشکارا ہو چکی ہے تو پھر اُسکو لازم ہے کہ وہ عقائد میں سُنّی اور اعمال میں مذاہبِ حقہ اربعۂ اہلسنّت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں سے کسی ایک مذہب کا مقلّد ہو جائے۔ اس کو نجات حاصل ہو جائیگی۔ اور روافض و نیچریہ وغیر مقلدین وغیرہم بدمذہبوں بے دینوں کو بُرا کہنے کی پرواہ نہ کرے کہ مذہبِ اہلسنّت کی حقیقت اور اُسکے مخالف کا بُطلان قرآنِ عظیم سے ثابت۔ اور پھر یہ مطلب تحقیقًا اس کے ذہن نشین کرا دیا جاتا۔ یہ سچا جوابِ مظہرِ صواب کاشفِ حجاب نہ تو پیرِ نیچر نے دیا نہ ندوے کے آروی صاحب نے، نہ کسی صلحکلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے ـــــ اسی طرح اس کا ایک الزامی جواب بھی تھا کہ اے عیسائی! جب تو دینِ حق اور مذہبِ حق بھی قبول کرنا چاہتا ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اہلِ باطل بھی تجھے بُرا نہ کہیں اور باوجود اس کے کہ دینِ اسلام کی حقیقت تجھ پر منکشف ہو چکی ہے پھر بھی محض اختلافِ باطل کی وجہ سے اگرچہ وہ بے دلیل محض ہے قبولِ اسلام میں تجھکو تأمل ہوتا ہے۔ تو ملّتِ عیسائیت پر بھی جبکہ اس کا بطلان بھی تجھ پر واضح ہو چکا ہے کیوں کر قائم رہنا چاہتا ہے اس میں بھی تو مذاہبِ مختلفہ ہیں۔ تو اپنی اِس گڑھی ہوئی اصلِ باطل کی رو سے تو عیسائی بھی نہیں رہ سکتا۔ ہاں اگر تو لامذہب نیچری دہری ہو جائے تو تجھکو اختیار ہے اور اہلِ عقل کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں نہ بحث کی ضرورت مگر پھر بھی جس قدر اہلِ مذاہب ہیں تیرے لامذہب ہو جانے پر بھی سب کے سب تجھ کو بُرا ہی سمجھیں گے۔ تو لامذہب وبے دین ہو جانے کی صورت میں بھی تجھکو تیری اِس تراشیدہ مُصیبت سے نجات نہیں پھر مفر کدھر۔ یہ الزامی جواب مُسکتِ اہلِ ارتیاب بھی نہ تو پیرِ نیچر نے دیا نہ ندوے کے لائق فائق واعظ آری صاحب نے نہ صُلحکلی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ کیونکہ ان جوابوں سے ان کی مرادِ سراپا فساد حاصل نہ ہوتی تھی۔ مسلمان ہونے کیلئے تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لانے کی شرط زائل نہ ہوتی تھی۔ لہٰذا ان سے نظر بچا کر نگاہ چُرا کر وہ کُفری جواب گڑھا کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھنے

اپنے آپ کو مسلمان کہنے ہی کا نام اسلام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نیچریو، ندویو، لیگیو، صلحکلیو! تم تو تبلیغ اسلام کا جھوٹا بہانہ پیش کرتے ہو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا نصب العین تو حقیقی وواقعی طور پر تبلیغ اسلام ہی تھا پھر بھی سارے کلمہ گو بدمذہبوں سے اتحاد ہرگز نہ منایا، اُن کو حق پر نہیں بتایا، ان پر ردّ وطرد سے سکوت نہ فرمایا۔ بلکہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۶۹ صفحہ ۸۶ پر صاف صاف یہ سنّیت افروز بدمذہبی سوز ارشاد سنایا۔

طریق النجاۃ متابعۃ اھل السنۃ والجماعۃ کثرھم اللہ سبحٰنہ فی الاقوال والافعال وفی الاصول وفی الفروع فانھم الفرقۃ الناجیۃ وماسواھم من الفرق فھم فی معرض الزوال ومشرف الھلاک علمہ الیوم احد اولم یعلم امافی الغد فیعلمہ کل احد ولا ینفع اللّٰھم نبھنا قبل ان ینبھنا الموت۔

یعنی نجاتِ آخرت حاصل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ جملہ اقوال وافعال میں اور تمام اصول وفروع میں اہلسنّت وجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ ہی کی پیروی کی جائے۔ کیونکہ صرف ایک یہی گروہ نجات پانے والا ہے۔ اور ان کے سوا تمام فرقے برباد اور ہلاک ہونے والے ہیں۔ اس مسئلے کا آج کوئی یقین کرے یا نہ کرے لیکن کل تو ہر شخص کو اس کا یقین ہو جائیگا۔ اسوقت اس پر یقین کرنا کچھ مفید نہ ہوگا۔ اے اللہ تو ہم کو ہوشیار وخبردار کر دے اِس سے پہلے کہ موت ہم کو خبردار وہوشیار کرے۔ آمین۔

۲۲ ——— صلحکلی واعظو! تُک بندی، شاعری، نامہ نگاری، ناول نویسی اور شے ہے، اِسلام واہلِ اسلام سے متعلق کوئی سچّی رائے قائم کرنا دوسری چیز ہے "ہر کسے را بہر کارے ساختند"۔ "لکل فن رجال" جب اِس باغ کی آپ کو ہوا ہی نہ لگی آپ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اُس کی دلکش بہار کا کیا عالم ہے۔ پھر اس مُفت کی کائیں کائیں سے کیا حاصل! صلحکلیو! جب بات چھڑی ہے تو اصل داستان بھی سُن لو۔

مدعیانِ اسلام کی نا اتفاقی مسلمان کہلانے والوں کی اِسلام کو ضرر رسانی تو کوئی غیر متوقع خیال ٹھہرا ہی نہیں سکتا حضور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خبر تھی بھلا کیوں کر معاذ اللہ جھوٹ ہو سکتی تھی۔ جو فرمایا وہی ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا۔ جسکا واقع نہ ہونا محالاتِ شرعیہ میں سے ہے۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ارشاد واجبُ الانقیاد ہے۔

اذا ظھرت البدع (اوقال الفتن) وسب اصحابی فلیظھر العالم علمہ ومن لم یظھر علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والنّاس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

یعنی جب بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور فتنے پھیلیں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے اور جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت اللہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔

اور فرمانِ واجبُ الاذعان ہے کہ۔

الساکت عن الحق شیطان اخرس یعنی حق گوئی سے بلاوجہ شرعی خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔

اس بنا پر ائمہ دین اولی الامر نے بزورِ سیف وسنان اور دوسرے علمائے اسلام نے بذریعۂ لسان و بیان احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں ہمیشہ بلیغ کوشش فرمائی۔ ان حضرات میں بہت سے ایسے تھے کہ فتحیابی و غلبہ ان کو نصیب ہوا۔ اور بہت ان میں شہادت فی سبیل اللہ سے کامیاب ہوئے۔ یہ ہمارا محض دعویٰ ہی نہیں جسکی دلیل ہمارے پاس نہ ہو۔ دیکھئے کہ حضرت افضل العارفین والواصلین امیرالمومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک فرقہ جو اپنے آپکو مسلمان کہتا تھا ــــــــ کلمے کا قائل تھا، صرف انکار بقائے فرضیتِ زکاۃ کی بنا پر ــــــــ اور دوسرا فرقہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نبوت ورسالت پر بھی ایمان رکھنے کا مدعی تھا، صرف انکار ختم نبوت کی بنا پر مرتد کافر ٹھہرا کر قتل کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خاتم الخلفاء امیرالمومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زمانۂ خلافت میں خوارج پیدا ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی مشکلکشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیشگوئی وارشاد مبارک کے مطابق اُن کو گمراہ و بدمذہب جان کر قتل فرمایا۔ اُن کے نمازی اور کلمہ گو ہونے پر اُن کو شتر بے مہار بنا کر نہ چھوڑ دیا، بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ حضور مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خبر کے مطابق انھیں اشرار نابکار کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ تو یہ امر ہرگز قوتِ اسلامیہ کے زوال کا سبب اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث نہ ہوا۔ البتہ جس بُری گھڑی سے حکام مسلمین و اہلِ علم نے گمراہ فرقوں کے مکائد و مفاسد دفع کرنے میں وہن و سستی اور اُن کی مجالست و مخالطت اُن پر اعتماد سے اجتناب کرنے میں کوتاہی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں سہل انگاری اختیار کی، اہلِ اسلام کو تباہی و بربادی نے گھیر لیا مگر پھر بھی یہ بات غنیمت تھی کہ علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم تمام گمراہ و بدمذہب فرقوں کی گمراہی کا اعلان اور ان کے مفاسد و مکائد کے دفع کرنے میں حتی الامکان کوشش کئے چلے جاتے تھے۔ اب نیچریوں، ندویوں، لیگیو، صلحکلیوں کے سر میں یہ خیال سمایا کہ احقاقِ حق و ابطالِ باطل اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۲ ــــــــ صلحکلی واعظو! خوب یقین کر لو کہ اسلامی دنیا پر نیچریت، ندویت، لیگیت و صلحکلیت کی یہ نحوست ہرگز اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ البتہ نیچری اسلام والے ضرور اس کو اپنے حق میں بابرکت سمجھ کر نیچری دنیا میں پھیلائیں گے۔ نہایت خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم اُسکی مہمانی کریں گے۔ صلحکلیو! ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہم ساری دُنیا سے کُل باطل بدمذہبوں کا نام و نشان مٹا سکتے ہیں یا ساری دُنیا کو اپنا ہمخیال سُنی مقلدِ سلف بنالیں گے۔ یا خاص نیچریوں، ندویوں، صلحکلیوں کی کائنات کو دُنیا سے ناپید کر دینا ہمارے بس کی

بات ہے۔ یہ خیال تو کسی وقت میں کسی نے بھی نہیں کیا۔ آیاتِ بیّنہ ومعجزاتِ جلیہ دیکھنے پر بھی کل کفار مسلمان نہ ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوشش کا یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوا کہ روافض وخوارج کا وجود دنیا کے پردے پر نہ رہا ہوتا۔ کس قدر تہدید نہ کی گئی، کونسی ذلت نہ دی گئی، کس کس طرح نہ سمجھایا، ڈرایا، دھمکایا، تعزیر دی، جلایا، قتل فرمایا۔ مگر روافض وخوارج آجتک موجود ہیں[1]۔

بات یہی ہے کہ ہمارا کام احکامِ شرعیہ کی تعمیل ہے۔ اس کے احکامِ تکوینیہ کی مخفی حکمتوں میں چون وچرا کرنے کے ہم مجاز نہیں۔ یہ حضرات صرف اس پر محکوم تھے کہ امرِ حق کا اظہار اور باطل کا ردّ وانکار کئے جائیں۔ قدرت واستطاعت ہوتے ہوئے چھوڑ بیٹھنے، چپ ہوجانے کی اجازت نہیں۔ اور مرنے کو تو کون نہیں مرا اور کون نہ مرے گا۔ یہ دن تو سب کیلئے مقرر ہے۔ حیّ وقیوم جلّ جلالہٗ ہم کو بھی اپنے حبیب حیّ وقیّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچی غلامی پر خاتمہ عطا فرمائے۔ اور اسی پر ہمارا حشر فرمائے۔ آمین۔ مگر مذہبِ اہلسنت کے مددگار اور اسکی تائید فرمانے والے جب تک اسکا وعدہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت میں احیائے دینِ متین بعونِ اللہ الملک الحق المبین کرتے ہی رہیں گے۔

---

[1] خود لکھنؤ میں خارجیت کی تبلیغ کا ٹھیکیدار، ناصبیت کا منادی، وہابیت کا مبلغ دیوبندیت کا پرچارک ناپاک اخبار "النجم" کا ایڈیٹر مرتد عبد الشکور کاکوروی موجود ہے۔ جو ردّ روافض کے پردے میں حضرات اہلبیتِ طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرّے اور گالیاں سناتا ہے سُنیت کی آڑ میں وہابیت ودیوبندیت پھیلاتا ہے۔ "مدحِ صحابہ" کے خوشنما حلوے میں توہینِ اہلبیت کا زہر ملاتا ہے۔ "محبت صحابہ" کے خوش ذائقہ شربت میں دشمنئ اہلبیت کا سمِّ قاتل ملاکر اپنے دام افتادہ جاہلوں بے وقوفوں کو پلاتا ہے۔ مدحِ رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم یعنی مجلسِ میلادِ اقدس کو تو حرام وبدعت سیئہ وضلالت بتاتا ہے۔ تداعی وتعیین واہتمام والتزام وزینت وغیرہا امورِ جائزہ ومباحہ کو حرام ٹھہراتا ہے اور اسی ناپاک حیلے سے محفلِ میلاد شریف کو بھی حرام کراتا ہے۔ لیکن اپنے پیٹ کی خاطر اور وہابیت وخارجیت پھیلانے کیلئے نام نہاد "جلوس مدحِ صحابہ" کے ضروری وواجب ہونے پر زور لگواتا ہے۔ حالانکہ تداعی وتعیین، اہتمام والتزام وزینت یقیناً اس میں بھی موجود ہیں۔ تو خود اپنے ہی فتوی کی بنا پر لکھنؤ کے لوگوں سے برابر ہر سال کھلم کھلا یہ سب حرام کام کرواتا ہے، عوام کو اشتعال دلاکر جذبات کو بھڑکا کر پولیس سے لڑواتا ہے۔ اور خود بھُس میں چنگاری ڈال کر الگ کھڑا تماشا دیکھتا نظر آتا ہے۔ اُسی کے اشتعال دلانے پر مجمع تو پولیس پر اینٹیں برساتا ہے اور پھر پولیس کی گولیاں کھاتا ہے اور خود مرتد کاکوروی کبھی جیلخانے میں کبھی پاٹے نالے ہی میں اپنے آپکو چھپاتا ہے کبھی کلکتے یا شملے یا کاکوری کو بھاگ جاتا ہے اور اس طرح اپنی جان بچاتا ہے۔ مسلمانو! ایسے دشمنانِ اسلام ومسلمین سے بچو۔ مرتد کاکوروی کی تبلیغ خارجیت کے ناپاک کفری ملعون نتیجے انجمن تبلیغ صداقت بمبئی کے شائع کردہ رسالہ "دیوبند ووہابیہ کی خارجیت" (۶۰ھ ۱۳) میں اور اسکی غیر مقلدیت کے کرشمے حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مہدی صاحب ساکن کالپی شریف دامت برکاتہم کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "اَجلی نجوم رجم برایڈیٹر النجم" (۴۷ھ ۱۳) میں ملاحظہ ہوں۔ ۱۲

۲۴ـــــــ اتحاد سے اگر مقصود ہے کہ اگر حقیقۃً دل سے سب حق و باطل فرقوں کے ساتھ محبّت فرض ہے اور بغض حرام و موجب خلل اسلام ہے جیسا کہ نیچریوں اور عام بدویوں اور صلحکلیوں کا مذہب ہے تو یہ محض عناد و شقاق ہے۔ اور ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا ○ کا مصداق ہے۔ اور اگر وہ مقصود ہے جو لیگیوں صلحکلیوں کے بعض طرفدار تاویلاً مراد لیتے ہیں یعنی رافضیوں، نیچریوں، غیر مقلدوں دیوبندیوں وغیرہم گمراہوں مرتدوں کے ساتھ بظاہر تو اظہارِ محبّت کرنا زبان سے اُن کو گمراہ بے دین نہ کہنا اُن پر ردّ و انکار نہ کرنا، اُن سے ملے جُلے رہنا، شیر و شکر رہنا، مگر دل میں ان کو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن اور گمراہ جان کر بغض رکھنا تو ایسا اتحاد و اتفاق ہرگز دینی برکتیں تو درکنار دنیوی برکتوں کا بھی مفید و منتج نہیں ہو سکتا کہ اہل سُنّت کے نزدیک ایسا اتحاد و اتفاق داخلِ شقاق و نفاق ہے۔

۲۵ـــــــ صلحکلی واعظو! یہی تو نیچریوں کی تقلید میں آپ حضرات کا منتہائے ہمّت و مبلغ علم ہے دنیا کی ٹیم ٹام ظاہری دھوم دھام پر مٹے پھرتے ہو۔ اسی کو مُسلمانوں کی ترقی، اِسلام کی برکت، اِسلام کی بہبود جانتے ہو۔ اِسی میں کافروں کی پیشی و بیشی دیکھکر ہائے تنزل وائے تنزّل کے مرثیے گاتے ہو۔ اِسی میں اُن سے بڑھنا چڑھنا اور نہ بن پڑے تو برابر ہی پڑنا چاہتے ہو۔ قالو یٰموسی اجعل لنا الٰھا کما لھم الٰھۃ۔ مگر حاشا نہ یہ اسلام کی خوبی نہ مسلمانوں کی ترقی۔ مُسلمان ان باتوں میں ہمیشہ کفّار سے کم رہے ہیں اور کم رہیں گے۔ مسلمانوں کا خدا عزّ و جل صاف فرما چکا ولا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیٰوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربك خیر وابقیٰ ○ یعنی ہرگز آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس چیز کو جو ہم نے کافروں کے گروہوں کو برتنے کیلئے دی دنیا میں جینے تک کی رونق انھیں فتنے میں ڈالنے کو۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ کفار اور دنیا دونوں عدو اللہ ہیں۔ کفّار اور دنیا دونوں ملعون ہیں۔ عدو عدو کو اور ملعون ملعون ہی کو لائق ہے ـــــ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت۔ اس تھوڑے سے تمتع دنیوی پر جو کافروں کو ملا آپ حضرات کا یہ حال ہے کہ اگر مناسبت عداوت ولعنت اپنا پورا عمل کرتی تو سب میں پہلے اسلام کو سلام کرنے والے ایسے ہی دنیوی زرق برق پسند کرنے والے حضرات ہوتے۔ رب جل وعلا خود فرماتا ہے۔

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتھم سقفا من فضۃ و معارج علیھا یظھرون ○ ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکؤن ○ وزخرفا وان کل ذالك

یعنی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک دین باطل پر ہو جائینگے تو ہم بنا دیتے انھیں جو خدا کے منکر ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کو دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگائیں اور انھیں

لما متاع الحیوۃ الدنیا والاٰخرۃ عند ربک للمتقین ○ بہت کچھ آرائش دیتے۔ اور یہ سب کچھ کیا ہے یہی دنیا کے جیتے جی کا برتنا۔ اور پچھلا گھر تیرے رب کے یہاں انھیں کو ہے جو پرہیز گاری کریں۔

ایمان سے کہنا اگر رب العزۃ عز جلالہ ایسا ہی کرتا کہ دنیا میں ہر کافر کے مکان سونے چاندی کے ہوتے چاندی کی چھتیں چاندی کی سیڑھیاں سونے کے دروازے سونے کے تخت ہزار گونہ آرائش و تجمل سے ہر صفت۔ تو اس وقت حضرات نیچریہ و ندویہ دلیگیہ اور آپ حضرات واعظین صلحکلیہ اگر بالفرض مسلمان رہتے بھی تو کیا کچھ ہائے ذلت وائے پستی آہ تنزل واہ بدبختی کہہ کہہ کر چلاتے اور کس کس قدر اسلام و مسلمین کی تذلیل و تحقیر کے مسدس و قصائد اور ترانے اور شکوے گاتے۔ اللہ اللہ اسلام کی قوت مسلمین کی شوکت جس امر میں تھی یعنی دین پر ثبات، حق پر استقامت گمراہوں پر سختی، بد مذہبوں سے نفرت، معروف کی تاکید، منکر پر شدت وہ سب تو یوں گنوا بیٹھے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔ سب سے میل جول الفت محبت اتفاق واتحاد کرنا فرض ہے۔ کسی کے عقائد کفر و ضلال پر رد کرنا اسلام کی بدخواہی قوم کے ساتھ غداری وطن کی بربادی ہے، مناظرہ حرام و خودکشی ہے۔ مسائل نزاعیہ کا جواب سکوت و خاموشی ہے اور جس امر کو ترقی اسلام و رفعت مسلمین سے نام کو علاقہ نہیں بلکہ اس میں بڑا حصہ کفار ہی کا ہے۔ اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھئے اور اُس میں برابری پر مریئے۔ حضرات! اسی کو تو دنیا کوشی و دین فراموشی بلکہ دنیا خری و دین فروشی کہتے ہیں۔

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور تاجدار رسالت علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کو دیکھا کہ چٹائی پر لیٹے ہیں اس کے نشان بدن اقدس پر بن گئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، امیر المؤمنین کو بے اختیار رونا آیا۔ عرض کیا یارسول اللہ قیصر و کسریٰ کا فران مجوس و نصاریٰ اس ناز و نعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف و محنت میں۔ فرمایا اے عمر کیا تو راضی نہیں کہ ان کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔ خود امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ باوصف ان فتوحات عظیمہ کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں کے پادریوں نے حضور کو دیکھنے کیلئے بلایا تھا، دشمنوں کے سامنے اس حالت میں جلوہ فرما ہوئے کہ اونٹ پر غلام سوار اور اپنے ہاتھ میں مہار، بدن مبارک میں چمڑے کا کرتا جس میں سترہ پیوند۔ اللہ اللہ اگر آجکل کے یہ تنزل اور پستی کے مرثیے گانے والے لوگ ان حضرات صحابہ کرام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھتے تو کیسا کیسا ہنستے احمق سمجھتے۔ اور دل میں تو اب بھی کہتے ہونگے کہ وہ ریگستانی

جفاکش نازونعمت کے مزے کیا جانیں۔ یہ لطفِ عجیب ونظم وترتیب وآراستگی وتہذیب توکچھ دانایانِ یورپ ہی کو نصیب۔ ع خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے۔

سچ فرمایا علمائے باطن نے کہ اگر تم صحابہ کو دیکھتے تو اُنھیں مجنون کہتے اور وہ تمہیں دیکھتے تو کافر سمجھتے۔ نسأل الله العفو والعافية في الدين والدنيا والاخرة۔

ایسے ہی دین فروش ودنیا خر مُلّانوں کے متعلق حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی علیہ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۳۳ میں صفحہ ۴۷ پر فرماتے ہیں۔

علمائے کہ بایں بلا مُبتلا اند و بمحبتِ ایں دُنیا گرفتار از علمائے دنیا اند۔ ایشانند علمائے سوء وشرارِ مردم ونصوصِ دین و حال آں کہ ایشاں خود را مقتدائے دین میدانند و بہترینِ خلائق می انگارند ویحسبون انهم على شئ الا انهم الكذبون ○ استحوذ عليهم الشيطن فانسهم ذكر الله اولئك حزب الشيطن الا ان حزب الشيطن هم الخسرون ○ عزیزے شیطانِ لعین را دید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل واغوا خاطر جمع ساختہ آں عزیز سرّ آں را پُرسید لعین گفت کہ علمائے سوء ایں وقت دریں کار با من مددِ عظیم کردند ومرا ازیں مہم فارغ ساختند والحق دریں زمان ہر سُستی وبدآئینی کہ در اُمورِ شرعیہ واقع شدہ وہر فتورے کہ در ترویجِ ملّت ودین ظاہر گشتہ است ہمہ از شومیٔ علمائے سوء است وفسادِ نیتِ ایشاں۔

یعنی جو علمار دنیوی عزت اور سرداری کی محبّت اور مال اور سربلندی کی خواہش میں مبتلا ہیں اور اِس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں (وہ علمار دین نہیں بلکہ) عُلمائے دُنیا ہیں۔ وہی بُرے مُلّانے اور تمام انسانوں میں سب سے بدتر اور دین کے چور ہیں حالانکہ وہ اپنے آپکو دین کا پیشوا اور تمام مخلوقات میں سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا۔ سُنتے ہو؟ بیشک وہی جھوٹے ہیں اُن پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے؟ بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔ میرے ایک دوست نے شیطانِ ملعون کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے کی طرف سے بے فکر ہوگیا ہے میرے اس دوست نے اس کا راز پوچھا۔ ملعون بولا کہ اِس وقت کے بُرے مُلّانوں نے اِس کام میں میری بہت بڑی مدد کی ہے اور مجھ کو اس کام سے اُنھوں نے فارغ کردیا ہے اور حق بھی یہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت کی باتوں کے اندر جو کچھ کمزوریاں خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور سُنّیت واِسلام کی اِشاعت میں جو کچھ فتور پڑ گئے ہیں سب انھیں بُرے مُلّانوں دین فروش ودنیا خر مولویوں ہی کی نحوست اور انھیں کی خرابی نیت کے سبب سے ہے۔

قالت الصلحكلية

چوں کہ درحقیقت تبلیغ ووعظ ونصیحت انبیار کرام کا منصب تھا اوران کی وراثت میں علمار امتِ محمدیہ

کو حاصل ہوا ہے اِس واسطے ہم کو دیکھنا چاہئیے کہ انبیاء کرام کا کیا طریقہ تھا۔

اقول: کیا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام معاذ اللہ دشمنان خدا کی محبت کو عین ایمان بتاتے تھے کیا ان سے دوستی و وداد و اتفاق و اتحاد مناتے تھے، کیا ان کے کفریات و شرکیات کے رَدّ و ابطال سے سکوت فرماتے تھے وغیر ذٰلک، نہیں ہرگز نہیں۔ جن حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے اذهبا الیٰ فرعون انه طغیٰ ○ فقولا له قولا لینا لعله یتذکر او یخشیٰ ○ کی تعمیل فرمائی (کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اُس نے سر اٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا اِس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔ ترجمۂ رضویہ) انھیں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اسی فرعون سے انی لا ظنك یٰفرعون مثبورا ○ بھی فرمایا (یعنی میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ ترجمۂ رضویہ) ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسبت جس طرح لو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك ○ ارشاد ہوا کہ "(اے محبوب) اگر تم تند خو سخت دِل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔" (ترجمۂ رضویہ) اسی طرح ہمارے مالک و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ حکم بھی ملا یآیها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم یعنی "اے غیب کی خبریں دینے والے جہاد فرماؤ کافروں اور منافقین پر اور اُن پر سختی کرو" (ترجمۂ رضویہ) جن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بطریق حسن جدال فرمایا انھیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُفٍّ لکم ولما تعبدون من دون اللہ بھی ارشاد فرمایا یعنی تف ہے تم پر اور اُن بتوں پر جنکو اللہ کے سوا پوجتے ہو (ترجمۂ رضویہ) اور اگر زیادہ توضیح منظور ہو تو حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرضوان الربانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول صفحہ ۳۲۶ مکتوب نمبر ۲۶۶ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایں ہمہ بزرگی کہ یافت و شجرۂ انبیاء گشت بواسطۂ تبری از دشمنان او تعالیٰ بودہ قال اللہ تعالیٰ قد کانت لکم اسوة حسنة فی ابراهیم والذین معه اذ قالوا لقومهم انا برءٰؤا منکم ومما تعبدون من دون الله کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوة والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا بالله وحده و ہیچ عملے در نظر ایں فقیر از برائے حصول رضائے حق جل وعلا برابر ایں تبری نیست۔

یعنی رحمٰن جل جلالہٗ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کچھ یہ بزرگی پائی اور شجرۂ انبیاء ہو گئے یہ سب اسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بیزار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اُن کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جنھیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی و عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کیلئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ اور اس

فقیر (یعنی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ المنیر) کی نظر میں اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنے کیلئے خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت وبیزاری وعداوت ودشمنی رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

قالت الصلحکلیۃ : ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ سب کلمہ گویانِ اسلام ایک جگہ جمع ہوکر اسلامی شوکت ظاہر کریں جس سے غیر قوموں پر اثر پڑے۔

اقول :۔ آپ تو اسلامی شوکت لئے پھرتے ہیں۔ یہاں تخمیناً چھ کرور غریب عوام اہلسنّت کے مذہبی حقوق غصب ہوئے جاتے ہیں۔ جب بدمذہبی ہلکی چیز ثابت ہوگئی اُوپر سے بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں کے ساتھ رات دن کا اختلاط میل جول محبّت الفت ہونے پر مذہب کی چیٹنی نہ ہوگی تو اور کیا مقصود ہے۔ سب مذہبوں کی کھچڑی نہ پکے گی تو اور کیا ہوگا۔ ذراسی موہوم دنیوی شوکت پر سب بدمذہبوں بددینوں گمراہوں کو برحق اور راہِ راست پر کہہ دینا اُن کے رَدّ وطرد سے ہاتھ اُٹھا لینا اُنکو اپنا دینی بھائی بنالینا وغیرہ وغیرہ یہ سب صُلحکلیوں ہی کا کام ہے۔ خدا ہدایت دے آمین۔

قالت الصّلحکلیّۃ :۔ ہم اپنی باہمی منازعتوں کی وجہ سے گورنمنٹ کی نظروں میں ذلیل ہوگئے ہیں۔

اقول :۔ جس طرح مظلم لیگ وخاکسار وکانگریس واحرار اور سیرت کمیٹی وغیرہا بدمذہبوں کی کمیٹیاں پارٹیاں کہہ رہی ہیں اس طرح مذہبی منازعات اٹھاکر خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نگاہوں میں مبغوض ومغضوب ومردود ومطرود ہوجاؤ گے، قیامت کی سختیاں جھیلنی پڑیں گی۔ اگر بفرض محال دُنیا میں چندروزہ عیش بھی کیا تو کیا۔ بدمذہبوں کے ساتھ حشر ہوگا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کا جلوہ ظہور فرمائے گا۔ لعنت اُس دنیا پر جو دین بیچ کر ملے۔ لا بارك الله فی الدنیا بلا دین

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد کہ از بہرِ دنیا دہد دیں بباد

قالت الصلحکلیۃ :۔ جب تک مسلمان کہلانے والوں میں یہ باہمی جھگڑے اور خصومتیں ہیں کبھی گورنمنٹ ہماری طرف توجہ نہیں کرسکتی وہ توجہ جو ہمارے درد کی دوا ہو نہیں ہوسکتی۔

اقول : اگر ہم خود بعون اللہ تعالیٰ وبعون رسولہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی دنیوی حالت سنبھالنا چاہیں اور شریعتِ غرّا کے احکام پر قائم ہوجائیں اور ہر امر میں اپنے آقا ومولےٰ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کا اتباع پیش نظر رکھیں تو کسی بات کی حاجت نہ رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ــــ

دواؤك فيك ولا تشعر ٭ وداؤك منك ولا تبصر

یعنی تیرا علاج خود تیرے ہی اندر ہے لیکن تو سمجھتا نہیں اور تیری بیماری خود تیری ہی وجہ سے ہے لیکن تو دیکھتا نہیں ــــ اگر اپنی قدر ہم آپ سمجھیں تو پھر کسی کی خوشامد کی ہم کو حاجت نہیں۔

قالت الصلحکلیہ : خوب سمجھ لو کہ ہم سب ایک ناؤ میں سوار ہیں۔ جب یہ ڈوبے گی نہ غیر مقلد بچے گا نہ مقلد، نہ وہابی نہ بدعتی، نہ شیعہ نہ سُنّی، نہ نیچری نہ قادیانی، ایک بھی نہ بچے گا۔

اقول : اے صلحکلی مُلّاؤ! آپ حضرات کس کو سمجھاتے ہیں اور کیا سمجھاتے ہیں۔ ہم اہلسنّت کو تو ہمارا مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ہی سب کچھ سمجھا چکا۔ آپ صاحبو کے سمجھانے کا محتاج نہیں رکھا ہے۔ ہم کو بخوبی سمجھا دیا گیا اور ہم یقینی طور پر سمجھ گئے۔ خدا نہ کرے کہ ہم کبھی بھول کر بھی اس ٹوٹی پھوٹی ناؤ میں سوار ہونے کیلئے قدم دھریں جس پر اجل رسیدہ پنچ کلیاں رافضیہ ونیچریہ ووہابیہ وقادیانیہ وغیرہم مرتدین سوار ہیں۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ ہم وہی ہیں جنکا سفینہ بفضل اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سفینۂ نجات ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی " میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں اُن میں سے جس کسی کی بھی پیروی کر لوگے ہدایت پا جاؤگے۔ (رواہ رزین عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبۂ معظمہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سُنا۔

الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک۔ (رواہ الامام احمد)

یعنی خبردار ہو بے شک تم میں میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی کشتی کیطرح ہے کہ جو اُس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اُس سے علیحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔

ہر سُنّی مسلمان بھائی پر ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر مذہب اہلسنّت کا یہ عقیدۂ ضروریہ واضح ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستارگان آسمان ہدایت ہیں اور اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفینۂ نجات ہیں۔ جو شخص صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دامن کرم چھوڑے وہ دوزخی رافضی ہے۔ اور جو شخص اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلامی سے منھ موڑے وہ جہنمی، ناصبی، ناری اور خارجی ہے۔ یہ دونوں فرقے اپنے اپنے عقائد ضلال کے سبب بحکم شریعت مطہرہ گمراہ بدمذہب، بددین مستحق نار ہیں۔ ہدایت ونجات حضرات صحابۂ کرام وحضرات اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کے اتباع دونوں کی غلامی پر منحصر ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد پیش کیا جا چکا۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر

۲۶۶ صفحہ ۳۲۶ پر فرماتے ہیں۔

بنصِ قطعی محبتِ اہل قرابتِ آں سرورِ علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ثابت شدہ است واجرتِ دعوت را محبتِ ایشاں ساختہ کما قال اللہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

یعنی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہل قرابت کی محبت نصِ قطعی سے ثابت ہوئی ہے اور اللہ عزّ و جل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کی اُجرت کو اہل بیتِ طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (کہ اے محبوب) تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبّت۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ پر کمال کرم ہے کہ اگرچہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت کی اُجرت کا سنکھواں بلکہ مہا سنکھواں حصّہ بھی تمام جہان کی ساری مخلوقات مل کر بھی ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن اُس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہلبیتِ طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت ومودّت کو فرض فرمایا اور اسی مودّت اہل بیت کا فرض الٰہی ادا کرنے کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بندگانِ بارگاہ کیطرف سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ رسالت وارشاد وہدایت کی اُجرت ٹھہرایا۔ جل وعلا وصلی وبارک وسلم علی حبیبہ ھذا المصطفےٰ وآلہ واھل بیتہ ذوی الصدق والصفا وصحبہ وحزبہ اولی الاصطفاء والوفاء۔

حضور پُر نور امام اہل سنّت اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور ﷺ نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

بہرحال ہم ہی ہیں وہ جنکی کشتی کے ناخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اصحاب کرام واہلبیتِ عظام ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ ہم ہی ہیں وہ جو ساحلِ مُراد کے نیک نشان پر جارہے ہیں، ہم ہی ہیں وہ جن کے لئے اللہ قادرِ مطلق جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صدقے میں فلاح ونجات اور دیگر بے شمار نعمتیں امانت رکھی ہیں۔ اور یہ بھی یقینیات سے ہے کہ روافض ونیاچرہ، وہابیہ وقادیانیہ وغیرہم ایسی کشتیٔ ہلاکت میں سوار ہیں جس کے ملّاح آنکھوں پر پٹی باندھ کر گرداب بلا ودرطہ فنا میں کشتی کو لئے جارہے ہیں۔ اور اس کا بیچ منجدھار میں تباہ وبرباد ہونا مسلم ہے۔ فانتظروا انا منتظرون۔

قالت الصلحکلیۃ: تصلّب فی الدّین کا سبق پڑھانے والے اجتناب علی المرتدین کا فرض یاد دلاتے

والے، تجانب عن المبتدعین کا حکمِ شرعی سنانے والے تو آج گنتی ہی کے چند علماء ہیں، باقی آج سیکڑوں علماء وہ ہیں جو ندوہ یا مسلم لیگ یا سیرت کمیٹی یا تحریکِ خاکسار یا مجلسِ احرار وغیرہا کمیٹیوں میں شامل ہیں۔ اور ان سب کمیٹیوں کا مقصد یہی ہے کہ سب کلمہ گویانِ اسلام آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور باہم متفق و متحد ہو جائیں اگر بدمذہبوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق ناجائز ہوتا تو علماء کیوں اِن کمیٹیوں میں شریک ہوتے کیا اِن سیکڑوں علماء کو یہ گنتی کے چند مولوی سبق دیں گے۔ جب جماعتِ علماء صلحکلیت کو اپنے عمل سے جائز ٹھہرا رہی ہے تو اِن گنتی کے چند مولویوں کا جماعت سے اختلاف ناجائز ہے۔

اقول: اوّل تو سیکڑوں عالموں کی گنتی ہونے کا حال دلوں میں خوب جانتے ہو۔ بڑے بڑے پگڑ باندھا کر گھیردار جبّے پہنا کر درجنوں کوڑیوں سیکڑوں عالم گڑھے گئے۔ اور فرض بھی کیجئے کہ سیکڑوں ہی مولوی لوگ اِن پارٹیوں میں شریک ہیں تو اب ذرا اتنا ارشاد ہو جائے کہ یہ علمائے اہلسنت ہیں یا غیرِ اہلسنّت۔ اگر غیرِ اہلسنت ہیں تو بدمذہبوں کے جمگھٹے سے کیا سند لائی جا سکتی ہے۔ یوں تو کربلا و ایران کے جلسوں میں علماء و مجتہدینِ روافض کے ہجوم اور اپنی دیوار تلے کانفرنس نیاچرہ میں بڑے بڑے ریفارمر، فلاسفر، پیشوایانِ نیچر کی دھوم دھام دیکھئے۔ اور امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خلاف بر گئے ہزار خارجیوں نے لام باندھا تھا۔ وہ سب قرّاء و علماء ہی تھے۔ کیا جماعت سے مراد گمراہوں کا جتھا ہے؟ اور اگر علمائے اہلسنّت ہیں تو وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی و مجلسِ احرار اور تحریکِ خاکسار کی باطل و ملعون ابلیسی کفری کارروائیوں مذہبِ حق کے حق میں اِن کی میٹھی چھریوں، تلخ کجُ اَدائیوں پر مطلع ہیں یا نہیں۔ اگر مطلع نہیں تو حالتِ جہل و بے خبری سے سند لانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ وہ جب تک ناواقف و بے خبر ہیں یہی کہہ کر بچ جائیں گے کہ ماشھدنا الا بما علمنا وما کنا للغیب حافظین ○ اور اگر وہ مطلع ہیں تو وہ ندوہ و مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریکِ خاکسار اور مجلسِ احرار کے ان کفریات و ضلالات کو حق و صحیح مانتے ہیں یا واقعی کفر و ضلالت اور منافئِ اسلام و مخالفِ مذہبِ اہلِ سُنّت جانتے ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو وہ صراحۃً تمہارے مخالف اور ندویوں لیگیوں بدسیرتوں احراریوں خاکساریوں کی گمراہی و بے دینی کے معترف ہوئے۔ اگرچہ کسی مروّت محبّت یا دنیوی منفعت یا دینی مداہنت کے باعث مرتکبِ شرکت ہوئے کہ عالم کیلئے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ آخر اُن کے بڑے بڑے سربرآوردہ حضرات میں وہ بھی تو ہیں جو علانیہ خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی نوکری پاتے یا بیگاری طور پر آنریری بنکر کرسی گرماتے ہیں۔ کیا اُن کے ارتکاب سے یہ محرّماتِ قطعیہ حلال ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریکِ خاکسار و مجلسِ احرار کے ان حرکات و کلماتِ کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر

ہے۔ جو ضلالت کو حق جانے وہ خود گمراہ ہے۔ کلام سُنّی علماء میں تھا۔ یہ جتھا بدمذہب بددین ٹھہرا۔ وللہ الحجۃ القاھرہ۔

قالت الصلحکلیۃ: ان تصلب فی الدین برتنے والوں سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے ان سے ملے ہوئے تھے علیحدہ ہوگئے ہیں اور بہتیرے علیحدہ ہوتے جارہے ہیں۔

اقول: بحمدہٖ تعالیٰ متصلبین علمائے اہلسنت حق پر ہیں اور حق اپنے متبعین سے جدا نہیں ہوتا پھر اُن کو اوروں کی جدائی کی کیا پرواہ۔

صلحکلی صاحبو! آپ حضرات نے حدیث شریف سُنی ہوگی کہ حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

رحم اللہ عمر ترکہ الحق مالہ من صدیق۔ اللہ عمر پر رحم کرے کہ اُسے حق نے اس حال پر کر چھوڑا کہ اُس کا کوئی یار نہیں۔

طلب الحق غربۃ یہ ہمدردانِ دین وملت حامیانِ اسلام وسُنیت متصلبین علمائے اہلسنت تو فرماتے ہیں کہ ؂

"ما در دو جہاں غیرِ خدا یار نداریم"

مخالف چھوڑ دیں مجھ کو کہ ہے مجھ پر کرم بیحد خدا کا رحمۃ للعٰلمیں کا غوثِ اعظم کا

جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم نے بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اتباعِ حق کیا اور مسلمان بھائیوں کو اہلِ باطل سے اجتناب کا سبق دیا۔ اگر اِس جُرم کی بنا پر کوئی صاحب ہم غربائے اہلسنت خادمانِ اسلام وسنیت سے علیحدہ ہوجائیں گے تو اِس کا افسوس تو ضرور ہوگا کہ وہ حق سے کیوں جُدا ہوئے۔ لیکن اِس کا افسوس ہرگز نہ ہوگا کہ ہم غربائے اہلِ سُنت سے وہ کیوں خفا ہوئے۔ کیا حمایت سُنیت سے علمائے اہلسنت علیحدہ ہوجائیں گے۔ یہ تو آپ جیسے صلحکلیوں کا خیال ہے۔ بلکہ علمائے اہلسنت جب تک علمائے اہلِ سُنت ہیں حمایتِ سُنیت میں ہمدردانِ اسلام وسُنیت کا انھیں بالیدِ یا باللسان یا بالجنان ساتھ دینا ضروری اور علیحدہ ہونا محال ہے۔ اور جو لوگ سُنی نہیں اُن کی جُدائی سے کیا ڈرائیے۔ انھیں کی نسبت تو عرض کیا جارہا ہے کہ انھیں دور ہٹائیے، اُن سے الگ ہوجائیے۔ کیا حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ فرمایا۔

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

صلح کلی صاحبو! آپ حضرات بھی اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اُمتی بتاتے

ہیں۔ بولیئے جلد بولیئے کہ آپ لوگ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اِس حکمِ احکم کی ترکِ تعمیل وترکِ بجاآوری میں کیا عذر رکھتے ہیں۔ الٰہی توفیق یار ورفیق باد۔ بحرمة محمد سید الاسیاد وٰالہٖ وصحبہ الھداۃ الامجاد علیہ وعلیھم صلوات اللّٰہ الجواد آمین

قال کبیر الصلحکلیة: ہم نے یہ حرام باتیں بسببِ ضرورت اختیار کی ہیں۔ اِس اتفاق سے ہماری مُراد پادریوں کے مُنادیوں، آریوں کے پرچارکوں کا دفع کرنا ہے۔ غیر ممکن ہے کہ آپ باہمی نزاعات کو قائم رکھ کر دشمنانِ دین کے حملوں کو روک سکیں۔ اِس قسم کے نزاعات سے مُخالفین دین کو مضحکے کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے علماء اور معززین اہلِ اسلام کی ہتک ہوتی ہے۔ کیا کسی عالم یا عُلمائے دین کو چھوڑ کر نصاریٰ اور ہنود کے اجلاس میں دینی مسائل کو پیش کرنا اور خدائے پاک اور رسولِ برحق کے کلام کو کفار کے پیروں میں رکھنا دین ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔

اقول: یہ سب کھوٹی دھوکہ بازی ہے اور خراب وتباہ فریب سازی۔ نصاریٰ وآریہ کے منادیوں کو دفع کرنا نہ رَدِ بدمذہباں کے ترک پر موقوف ومحصور۔ نہ بحمدہٖ تعالیٰ اہلسنّت کو ردّ کفار میں ان گمراہوں کی مدد لینی ضرور۔ بلکہ ہنوز بعنایت الٰہی علماء اہلسنّت میں کثرت وافی ہے، جو کفر وبدمذہبی دونوں کے رَد کو کافی ہے۔ اور ہمیشہ اِس امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب رہے گا۔ انھیں کچھ نقصان نہ دے گا جو انھیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا۔ یہاں تک کہ حکم الٰہی آئیگا اور وہ اِسی غلبہ وشوکت پر ہوں گے۔ جیسا کہ سچّے نبی سچّے مانے ہوئے نے خبر دی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہٖ بارک وسلم۔ تو رَدِّ کفار وردّ بدمذہباں دونوں ضرور ہیں دونوں فرضِ دین اور اُن میں ایک دوسرے کی ضد نہیں کہ باہم جمع نہو سکیں ـــــ اہلسنّت پر زمانہ دراز میں جُگ گزرے، کہ اُن میں منجانب اللہ تعالےٰ کافروں اور بدمذہبوں کے دونوں گروہوں کے رَد پر موفّق رہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے سچّے وعدے سے انھیں یونہی توفیق دیتا رہے گا۔ یہانتک کہ فتنہ نام کو نہ رہے ـــــ اور سارا دین اللہ ہی کیلئے ہوجائے ـــــ تو کیونکر کسی کو حلال ہو سکتا ہے کہ ایک فرض کیلئے دوسرا فرض چھوڑے۔ جو آپس میں ضد نہیں ـــــ آخر یہ ایسا ہی ہوگا کہ کوئی روزوں کیلئے نماز چھوڑے ـــــ یا بعذرِ قیام زکوٰۃ دینے سے منھ موڑے۔ علاوہ بریں جو زیادہ اہم اور زیادہ مؤکد ہے وہ اِن بدمذہبوں ہی کے مکلّبوں کا رَد ہے ـــــ جو اسلام کے پردے میں آتیں حدیثیں سُناتے ہیں ـــــ اور معنے بدل کر اپنی خبیث تاویلوں سے چھل کر ـــــ عوام کو بہکاتے ہیں ـــــ مسلمانوں پر ان کا ضرر ـــــ کافروں سے کہیں بڑھ کر ـــــ کہ مُسلمان اگرچہ کتنا ہی حد بھر کا جاہل ہے ـــــ اتنا پہچانتا ہے کہ کافر کا دین صریح باطل ہے ـــــ تو اسکی بات پر کان نہ دھرے گا ـــــ اور اس کے بکنے کی پرواہ نہ

کرے گا ۔۔۔۔ اور بدمذہب کا فساد تو کھجلی کیطرح اُڑ کر لگتا ہے ۔۔۔۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے ۔ اسوقت اُسے دیکھو جب وہ بڑا خدا ترس بنکر آئے ۔۔۔۔ اور دِکھاوے بناوٹ کے رنگ جمائے ۔۔۔۔ اور داڑھی پھٹکارے ۔۔۔۔ ڈھیلا جُبّہ سنوارے ۔۔۔۔ عمامے کا گھیر بڑا کرے ۔۔۔۔ کہ لوگوں کو امامت کا وہم گزرے ۔۔۔۔ عوام کے آگے علماء کا روپ بھرے ۔۔۔۔ آیتیں روایتیں ذکر کرے ۔۔۔۔ پھر اُنکے دِلوں میں وسوسہ ڈالے کہ جو اس نے کہا ہے وہی قرآن و حدیث سے ثابِت ہوا ہے ۔۔۔۔ تو یہ وہ مرض ہے جس کے علاج میں عاجز آئیں ۔۔۔۔ اور وہ مکر ہے جس سے پہاڑ ٹل جائیں ۔۔۔۔ پس ہر مہم سے بڑھکر مہم یہی ہے کہ اس کا کام بگاڑا جائے ۔ بعنایتِ الٰہی اس کا مکر اُسی کے گلے پر اُلٹا جائے ۔۔۔۔ اسکی بُری باتوں کی تعبیر کریں ۔۔۔۔ اُس کی کھُلی ڈھکی خرابیاں تشہیر کریں ۔

یہ وہ بات ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب "ذم الغیبۃ" میں اور حکیم ترمذی و حاکم نے کتاب "الکُنیٰ" شیرازی نے "القاب" میں ، ابن عدی و طبرانی نے "کبیر" میں اور بیہقی و خطیب نے بہز بن حکیم سے انہوں نے اپنے باپ انھوں نے اُن کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ۔

اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس ۔ یعنی کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اُسے کب پہچانیں گے فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اُس سے ڈریں ۔

اور وہ جو صلحکلیوں کا بڑا بوڑھا عذر کناں ۔۔۔ کہ نزاع کا انجام چنین وچنان ۔۔۔۔ اس کا منشا تو وہی ہے جو بعض عوام سے وقوع میں آتا ہے ۔۔۔۔ کہ حمایتِ مذہب میں گالی گلوج ، مارپیٹ ، بُرا جھگڑا دخل پاتا ہے ۔۔۔۔ جس کے سبب مقدمہ نصاریٰ اور اُن کے حاکموں کے یہاں جاتا ہے ۔۔۔ کہ آج ہمارے شہروں پر انھیں کا قبضہ ہے ۔۔۔۔ اِس کا علاج یہ تھا کہ عوام کی یورش گھٹائی جائے ۔۔۔۔ اور غصّے میں خفتِ عقل سے وہ جو کر بیٹھے ہیں اُسکی برائی بتائی جائے ۔۔۔۔ اگر وہ مان لیتے تو بہت اچھا ۔۔۔۔ ورنہ خدا ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا ۔۔۔۔ اور خدا کی پناہ کہ روشن شریعت کسی ناگوار بات کے بند کرنے کو اُس چیز کا حکم فرمائے جو اس سے بھی زیادہ بُری اور بیہودہ ہو ۔۔۔۔ کہ مار ، گالی ، بیڑیاں ، جیل خانہ ، جُرمانہ اُن کا دین نہ لے جائیگا ۔۔۔۔ بخلاف اِس محبّت و اتفاق و اتحاد کے جسکی طرف تم بلاتے ہو کہ یہ اُنھیں بد دین بنائیگا ۔۔۔۔ تو اب غور کر اے وہ جس نے اپنے بھائی کو بادل کے چھینٹے سے بچانے کا ارادہ کیا ۔۔۔۔ اور خود بھی پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔ اور اس بھائی کو بھی وہیں کھڑا کر لیا ۔۔۔۔ اور اگر ہم مان لیں کہ دونوں باتوں کی برائی یکساں ہے ۔۔۔ تو یہ تیرے لئے کِس نے جائز کیا کہ ایک حرام مٹانے کو دوسرا حرام کرے ۔ کیا یہ شریعت ہے یا حکمِ نفس و شیطان ہے ۔۔۔۔ بلکہ اگر برابر ہوتے تو نہ برابر ہوتے کہ تو نے وہ حرام جو تیرے بعض بھائیوں نے کیا یوں مٹایا ۔۔۔ کہ دوسرے حرام

کا تو خود بھی مرتکب ہوا۔ اور اس بھائی کو بھی اس طرف بلایا ـــ تو پہلے فقط اُسی کا پاؤں پھسلا ـــ اور اب تو اُوہ دونوں گمراہی میں مبتلا ـــ جانے دے ـــ ہم تیرے لئے ان سب سے درگزرے ـــ تجھے اتنا بس تھا کہ نزاع فساد خیز چھوڑنے کی طرف بُلاتا ـــ قوم کو اِس محبت واتحاد کی دعوت دینے پر تجھے کس نے اُبھارا ـــ کیا تو نے اِس سے شرع مُبین کی مخالفت نہ کی ـــ کیا تو نے اس سے عام مسلمین کی خیانت نہ کی ـــ اور تجھے او صلحکلیوں کے بڑے بوڑھے! ہم دیکھتے ہیں کہ اِس پر بھی تو نہ رُکا ـــ بلکہ اترا کر اُڑ چلا ـــ اور مذہب سے انتہا درجے کی ضد باندھنے پر تلا ـــ کیا ہم نہیں دیکھتے جو تیری تحریروں میں ہے ـــ تیرے لیکچراروں، اسپیکروں کی تقریروں میں ہے ـــ سُنیت کی توہین منانا ـــ بدمذہبی کو آسان بتانا ـــ حق کی مذمت ـــ باطل کی مدحت ـــ ائمہ اسلام کی سخت اہانت ـــ کمینے گمراہوں کے نغمے ـــ بلکہ یقیناً کفر والحاد کے کلمے ـــ کیا یہ دین ہے؟ ـــ کیا یہ شرع ہے؟ ـــ کیا یہ اسلام ہے ـــ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز العلام۔

اب اپنے عذروں کو سوجھ جو تیرے کبیر گناہوں سے بھی زیادہ بے لطف تھے ـــ کدھر تتر بتر ہوگئے کیا تیرے مکر سے تیرے دل کی گھٹن جانے والی ہے ـــ اور اللہ اپنے دین کا نگہبان ووالی ہے ـــ اور سب خوبیاں خدا کو جس نے ساری مخلوق پالی ہے۔

صلحکلیوں کے اسی مکرِ ملعون کے رد میں رسالہ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "سوالاتِ حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء" (۱۳۱۳ھ) کے آخر میں حضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضلِ بریلوی اعلیٰحضرت قبلہ مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ایک مبارک مضمون ہدایت مشحون ہے۔ جسکو اپنے سُنّی بھائیوں کی ہدایت ورہنمائی کیلئے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ وھو ھٰذا۔

"مسئلہ حب وبغض پر بعض ضروری کلام"

"اے شجرِ بشر کی بے شمار شاخو! آخر تم ایک اصل ایک زمین ایک پانی ایک ہوا سے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے ایک ماں کی اولاد۔ آپس میں حقیقی بھائی۔ ع "کہ در اصل خلقت زیک جوہرید" تم سب میں وہی وداد واتحاد درکار تھا جو سگے بھائیوں میں ہوتا۔ پھر تم میں خلاف وشقاق نے کدھر سے راہ پائی۔ مجانین تو بحث سے خارج ہیں۔ جنکی الفت یا نفرت کسی کیلئے سبب درکار نہیں۔ میں تم عقلاء سے پوچھتا ہوں کہ جب تم میں ایسا عظیم رشتہ یکجہتی قائم ہے تو تمہارا باہم بلا وجہہ خلاف یعنی چہ۔ ہاں وجوہ ضرور ہیں۔ اور زر وزمین ومال وملک وجاہ وعرض ودم وغیرہ بہت کثیر وموفور ہیں۔ مگر اُن سب میں نازک تر تخالف مذہبی کہ چیز جتنی زیادہ عزیز اُسی قدر اُس کے باعث نزاع قوی۔ ہر پابندِ مذہب کو اگرچہ کیسا ہی باطل پر

ہو۔ مذہب سے زیادہ کوئی شے پیاری نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت لوگ مال وجاہ میں درگزر کر جاتے ہیں، چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صلح پر آتے ہیں۔ مگر اہلِ مذہب مذہب کا کوئی حصّہ نہیں چھوڑ سکتے، ترک در کنار بعض پر مصالحہ کی گنجائش نہیں رکھتے تو مخالفتِ مذہب اعلیٰ ذریعۂ بغض ومنافرت ہے۔ جس کا مٹادینا اُٹھادینا خارج از طوقِ بشریت ہے۔ تو ایسے امر میں کوشش فضول۔ علتِ تخالف جبتک باقی تخلّفِ معلول کیوں کر معقول۔ خصوصاً جبکہ کچھ بندگانِ خدا کی نہایت تعظیم غایتِ تکریم کہ مذہبی حکم سے جس کے وہ اہل ہیں ایک فریق کی جانب ایقان ہو۔ اور انھیں بندگانِ خدا کی کمالِ توہین تحقیر میں مذہبی ہی مسئلے سے دوسرے فریق کا جزءِ ایمان ہو (جیسے روافض وخوارج ونواصب وہابیہ دیوبندیہ ونجدیہ غیر مقلدین مرزائیہ وچکڑالویہ وغیرہم کہ ان سب کا مدار مذہب معظمین مذہب اہل سُنّت اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وانبیائے کرام علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام وصحابۂ عظام واہلبیتِ فخام واولیاءِ عالیمقام وائمۂ اعلام رضی اللہ عنہم اللہ العزیز العلام کی بدگوئی واہانت ہے۔ جن کا مختصر بیان خود اِسی فتوے میں مثبت ہے)

کوئی نزاع مٹا کر فریقین میں سچا اتحاد قائم کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک فریق دوسرے کا قول تسلیم کرلے۔ یا دونوں اپنے بعضِ قول سے گزر کر کسی متوسط حد پر راضی ہوجائیں۔ یا مابہ النزاع سے غرض ہی نہ رہے کہ وجہ تنافس وتنافر وباعثِ تدابر وتہاجر ہو۔ اور جب فریقین متنازع فیہ سے غرض بھی نہ چھوڑیں۔ اور اپنے دعووں سے تنزل بھی نہ کریں تو ارتفاع نزاع وقطع انقطاع ہر گز معقول نہیں۔ دنیوی نزاعوں میں یہ سب صورتیں متیسّر۔ ایک زمین پر زید وعمر کا تنازع ہے اُن میں ایک مان لے کہ یہ واقعی دوسرے کی ہے۔ یا نصف نصف پر تصفیہ کرلیں۔ یا ایک یا دونوں چھوڑ کر چلتے ہوں کہ بلا سے کوئی لے ہم باز آئے۔ مذہبی نزاع میں اُن میں سے کونسی صورت (صلحکلی) حضرات کے عالی خیالات میں ہے۔ ۱۔ کیا سُنّی معاذ اللہ مذہبِ حق چھوڑ کر رافضی، خارجی، ناصبی، وہابی، دیوبندی، نجدی، غیر مقلد، مرزائی، چکڑالوی، نیچری ہوجائیں — ۲۔ یا یہ امید کہ باقی فرقے سب اپنے اپنے باطل مذہبوں سے توبہ کرکے مذہبِ حق پر ایمان لے آئیں — ۳۔ یا یہ کہ کچھ حصّہ مذہب سُنّی چھوڑیں، کچھ پارۂ مذہب سے وہ فرقے منھ موڑیں۔ آدھوں آدھ پر فیصلے کی ٹھہرائیں — ۴۔ یا یہ کہ جھگڑے کے گھر، بکھیڑے کے مکان، خلاف کی جڑ، نزاع کی کان یعنی دین ومذہب کو آگ لگائیں۔ خالصے، دہریے، پورے، آزاد، بے لگام ومُمنونِ مہارِ الحاد ہو کر یک رنگی واتحاد کے رنگ رچائیں۔ یعنی ع "وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا" ؎

بار قیباں جدل فزوں می شد ❊ یار را کُشتہ از جدل رُستیم

یعنی ؎ تھی رقیبوں سے لڑائی روز کا جھگڑا فساد ❊ مار ڈالا یار کو طے ہم نے قصہ کردیا

اگلی تینوں صورتیں تو ہونے سے رہیں۔ اور ندوہ (وسیرت کمیٹی و مسلم لیگ و مجلس احرار و جمعیت خاکسار) کے خود اقرارات (اور خود ان صلحکلی مولویوں کے اعلانات و بیانات) ہیں کہ وہ مقصود نہیں۔ ہاں تشکیل اخیر منظور ہو تو کوشش ٹھیک ہے۔ حال وقت سے قرین و نزدیک ہے۔ مولوی شبلی صاحب مذہب صلحکلیت کا حکم روشن و واضح طور پر بیان فرما چکے کہ ؎

سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی
سمجھو تو ذرا کہ وقت کیا ہے کس سمت زمانہ چل رہا ہے
نیرنگیوں پر بھی کچھ نظر کی دیکھو تو ہوا ہے اب کدھر کی

آزادی والحاد کی ہوا چل رہی ہے، قومی ہمدردی ہزاروں درد کے پہلو بدل رہی ہے۔ اُمراء سے چل کر غربا تک آئی، جُہلا سے اُبل کر علماء پر چڑھائی۔ دین پر قیام آگ پر صبر ہے۔ قائم علی الدین کا لقابض علی الجمر ہے۔ یُصْبِحُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ کَافِرًا مُلْحِدٌ بَاطِنًا وَّمُؤْمِنٌ ظَاهِرًا خلط ملط اتفاق واتحاد کیلئے اس وقت سے بہتر کون سا وقت پاؤ گے۔ کھُل مِل جاؤ سب ایک ہو جاؤ، ہوا دار سڑکوں پر (عورتوں کو پہلو میں بے پردہ بٹھائے) بگھیاں اڑاؤ، گوشۂ عافیت میں گھٹ کر رہ جاؤ گے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جانِ برادر! یہ کیونکر بنے، مختلف گروہ مذہب نہ چھوڑیں۔ پھر مذہبی حیثیت سے ایک ہو جائیں۔ یہ ناشدنی مذہبی حیثیت عقائد کی مخالفت جب تک باقی تنافر باقی۔ تنافر باقی تو وہی ناچاقی۔ یہ ظاہری وفاق، باطنی شقاق، کھُلا نفاق اور نامِ اتفاق کچھ دن چلا بھی۔ تو اس گھال میل کے نتائج دیکھئے۔ وہ شرمناک واقعے، ہولناک حادثے جنھیں مٹانے کے بہانے یہ اتفاق کے ولولے، اتحاد کے وسوسے آخر کیوں ہیں؟ تخالفِ مذہب سے جب مذہب باقی تو الگ رہنے پر ایک ہوتے ہیں۔ مختلط ہونے پر دشمن رکھے ہیں۔ آخر تحریراتِ ندوہ میں خود اقرار ہے کہ طبائع سے اس کا زوال نہ ہوگا۔ تو آگ بارود میں جُدائی ہی بہتر کہ دور رہنے پر اشتعال نہ ہوگا۔ دیکھئے دو مختلف مذہبوں کے رسمی میلے جب ایک زمانے میں آتے ہیں اپنا پرایا، حاکم رعایا سب پر وہ دن فکر میں جاتے ہیں۔ شریف بیچارے گردش کے مارے اپنی عزت کی خیر مناتے ہیں۔ زید نے آگ سلگائی، بارود بنائی، ہر ایک کی جگہ جُدا ٹھہرائی۔ عاقل تو سمجھے کہ سبب کیا ہے۔ غافل حیران کہ یہ عجب کیا ہے۔ اے آگ! اے بارود! تم دونوں کا خدا ایک نبی ایک کہ ہر شئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے دائرۂ رسالت میں آئی ہے۔ مالک ایک مکان ایک کہ زید کے گھر زید کے ہاتھ پر خالق جل وعلا سے نعمتِ وجود پائی ہے۔ پھر تم دونوں میں سو اختلافِ طبع ہو۔ مگر جب اتنا اتحاد ہے ایک ہی رہو۔ اب عقلاء سے دادِ انصاف طلب کہ وہ جُدائی جسکی تاکید حدیث میں

ع یعنی دین پر رہنے والا مٹھی میں انگارا تھامنے والے کی مثل ہے۔

آئی جیسے دین میں نافع تھی کہ صحبتِ خلاف سے تاثر نہ ہو۔ یونہی دنیا میں نافع کہ اشتغال بے محل سے تضرر نہ ہو۔ بخلاف اس دعوائے اتفاق کے کہ دین و دنیا دونوں کا زیاں۔ وہاں مذہب پر اندیشہ یہاں امن و امان کا دشمنِ جاں۔ اور واقعی مخالفتِ شرع سے شر ہی پیدا۔ شرع سے بڑھ کر کون مصلحت کا دانا۔ اِس اتفاق و اتحاد میں بھلائی ہوتی تو شرع میں کیوں تاکید جدائی ہوتی۔ ہاں یہ اتفاق دین میں مضل دنیا میں امن و عافیت کا مُخل۔ اور وہ بغضِ شرعی بر وجہِ شرعی دین کا راعی، امن کا داعی، صلاح و فلاحِ دارین میں ساعی۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ شرعِ مطہر پر استقامت بخشے، عافیت دے، سلامت بخشے، خلطِ بدع و ہوا سے بچائے، فِتَن و مِحَن کی ہوا سے بچائے، حق پر دُنیا سے اُٹھائے، دولتِ دیدار عطا فرمائے، نصیبِ احبّا فیروزی کرے، شفاعتِ مصطفیٰ روزی کرے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہ وصحبہٖ وابنہ وحزبہ وبارک وکرم اٰمین اٰمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العٰلمین۔ انتھی

قالت الصلحکلیۃ: ہمارا یہ مطلب نہیں کہ موقع پر احقاقِ حق ترک کیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو مخاطب نہ بنایا جائے۔ اُن کے اقوال وکلمات نقل کر کے اُن کا رَد نہ کیا جائے۔ بس فقط اپنے عقائد ومسائل بیان کر دیئے جائیں۔ اہلسنّت کے عقائد ومسائل کا بیان کر دینا ہر مخالف کا رد ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے کسی فرقے کی دل آزاری بھی نہ ہو گی، کسی فرقے کو مخاطب کر کے اس کے اقوال نقل کرتے ہوئے ان کا رد کرنا یہ نہایت بُرا طریقہ ہے، مصلحت کے خلاف ہے۔ ایسا کرنے سے اس فرقے کو شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ان کو ضد بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ شدت کے ساتھ اپنے عقیدوں کا اِعلان کرنے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر اُن کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے ردّ وطرد کا اعلان نہ ہوتا تو دس بیس اُن کے ہم خیال ہو جاتے۔ مگر ایسا کرنے سے ہزاروں لاکھوں اُن کے ہم عقیدہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

اقول: بدمذہبوں گمراہوں کے اقوال کفر وضلال کا ابطال وازہاق اور مذہبِ حق کا اثبات واحقاق صلحکلیوں کی مصلحت کے خلاف ہو مگر سُنّت اللہ وسُنّت الرسول وسُنّت صحابہ وسنّتِ ائمہ وسُنّت علماء کے مطابق ہے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ قرآن وحدیث واقوال ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث میں آجتک بدمذہبوں گمراہوں کا ردّ وطرد ہی معمول رہا۔ قرآنِ عظیم سے تحفہ اثنا عشریہ وغیرہا تک گمراہوں کو مخاطب ہی بنا کر اُن کا رد ہوا ہے۔ اور جادلھم کا صیغہ خود اس کا حکم دے رہا ہے۔ نہ وہ جو صلحکلیہ کہتے ہیں کہ مخاطب نہ بنایا جائے، رَد کا اعلان نہ ہو۔ اگر بدمذہبوں بددینوں کو مخاطب بنا کر اُن کے اقوال کفر وضلال کے ردّ وابطال کا اِعلان نہ ہوتا تو وہ چھپی آگ کی طرح چپکے ہی چپکے پھونکتے رہتے ــــــ صلحکلیو! تم کیا جانو کہ بدمذہبوں میں دعوتِ باطلہ وتکلیب

جُہلہ کا کس قدر بڑے جوش داعیہ ہوتا ہے، جسے کسی اشتعالک کی حاجت نہیں۔ صلحکلیو! اچھی کہی کہ ان کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے رَدّ کا اِعلان نہ ہوتا۔ یعنی وہ اپنا کام کرتے رہتے اور اہلسنت چُپکے دیکھا کرتے موذی کو کوئی نہ مارے تو دِلّی تک مارتا چلا جائے ؎

نیش عقرب نہ از پے کین ست مقتضائے طبیعتش این است

صُلحکلی مولویو! تمہارے نزدیک دس بیس سُنّیوں کا گمراہ ہوجانا کچھ بات نہیں۔ مگر اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک بہت سخت ہے تحسبونه هينا وهو عند الله عظیم۝ علماء پر کوشش واجب اور ردّ وسد لازم۔ آگے تقدیر جو چاہے ولوشاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجهلين ۝ صلحکلی مولویو! صدہا مسائل وہ نکلیں گے کہ ان میں مخالف کے قول کو بغیر نقل کیے ہوئے کوئی طریقہ احقاقِ حق میسر ہی نہیں۔ اور جہاں ہو بھی تو بے تصریح صریح نہ فہمِ عوام اُسے جواب ٹھہرائے نہ وہ گمراہ اپنی لن ترانیوں سے باز آئے۔ اِس کا حاصل یہی ہوگا کہ وہ کہتا ہے میرے مقابلے سے سب عاجز ہوئے، میرے جواب میں سب ساکت رہے۔ اِدھر عوام جہلا بھی یہی سمجھیں جو قانع تھے مذبذب ہوجائیں، جو مذبذب تھے بدمذہب ہوجائیں۔ مثلاً روافض حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر وحضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں اپنے خبثِ باطن سے جو مطاعن خاصہ بکتے ہیں صُلحکلی مولوی صاحبان نہ اُن کے اقوال کو نقل کریں نہ اُن کے رد کو شہرت دیں۔ بلکہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل ومناقب بطور خود کسی رسالے میں لکھیں۔ اُسے نہ کوئی جواب سمجھے گا نہ عوام کو تسکین دے گا۔ نہ ان غوغائیوں کی دہن بندی کرے گا۔ وہ برابر کہتے رہیں گے کہ سُنّیوں کو جواب نہ بن پڑا۔ بنتا تو کچھ پیش نہ کرتے؟ پھر یہ طریقہ عوام کے نزدیک بھی بلا شبہ سکوتِ محض کی مَد میں رہے گا۔ اور اس کا جو اثرِ بد پڑے گا اگرچہ صلحکلیۂ غالیہ کے نزدیک بد نہ ہو کہ اُن کے خیال میں کلمہ گویوں کے سب فرقے حق وہدایت پر ہیں۔ مگر مذہب اہلسنت کا خون کردے گا۔ اگر طریقہ سخیفہ کافی ہوتا تو ایسی کتبِ روافض کے مقابل صحیح بخاری شریف بلکہ قرآن عظیم ہی کے ترجمے کا طبع کردینا کفایت کرتا۔ کہ جا بجا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقبِ جلیلہ سے مالا مال ہے وللہ الحمد۔

احادیثِ صریحۂ کثیرہ خاص اسی طریقۂ انیقۂ رَد کے حکم میں آئیں اور خود بکثرتِ وافرہ اسے عمل میں لائیں جسے صُلحکلی مولوی مُضر وشنیع وموجبِ شیوعِ ضلال قطیع بتارہے ہیں اور آپ لوگوں کو متنبہ کروں اس سے بہتر کہ کسی حافظ سے کلام اللہ شریف کی تلاوت کرکے سُنیے دیکھیے از اول تا آخر کس قدر رَدِّ گمراہاں فرمایا۔ اور جا بجا محلِ رد میں اللہ عزوجل اور اس کے انبیائے کرام علیٰ سیدہم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے انھیں مخاطب بنایا۔ پھر عجب ہے کہ مولیانِ صُلح کلّیت خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی زیادہ مصلحت جاننے کے مدّعی ہوں۔

غرض یہ وہ طریقۂ جدیدہ مُخترعۂ صلحکلیہ ہے کہ خدا وانبیاء وصحابہ وائمہ واولیاء وعلماء جل جلالہ وصلی اللہ علیٰ سیدہم

وعلیہم وسلم سے لیکر حضرت مجدد الف ثانی و شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سب کے خلاف پھر اسے عاقبت اندیشی و مصلحت بینی وطریقۂ صحیحہ ٹھہرانا کیا مقتضائے دین وانصاف۔

قالت الصلحکلیۃ : زمانۂ سابق میں حکومتِ اسلام کا رعب تھا۔ مسلمانوں کے قلوب میں خوف خدا تھا۔ اسوقت کی سختی تادیب و ترہیب کا فائدہ دیتی تھی، علماء اور اہل اللہ کی ترچھی نگاہ دیکھکر دل ہل جاتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔

اقول : حضرت امام احمد بن حنبل ہی کا زمانہ دیکھو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ خود بدمذہبوں کی حکومت تھی، بدمذہبی کا ڈنکا اس زور شور سے بجا تھا کہ خدا کی پناہ۔ اگرچہ قرونِ مشہود لہا بالخیر ہیں سے تھا۔ مگر مذہبِ اعتزال کا رنگ جم رہا تھا۔ ایسے وقت میں انھوں نے تقیہ نہ کیا (جیسا کہ اب شریعتِ صلحکلیہ میں فرض ہے) جان دیدی مگر قرآنِ پاک کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کیا۔ ہم کہاں تک بیان کریں۔ اگر حق طلبی منظور ہو تو حضرت سید الشہداء شاہزادہ گلگوں قبا، بیکسِ دست جفا، دافعِ کرب و بلا، خامسِ آلِ عبا امام حسین شہیدِ کربلا علےٰ جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام والثنا کا واقعہ صلحکلی مولویوں کی کج فہمی کو بخوبی دور کرسکتا ہے۔

حضرت سیدی وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والانفراد تاج العلماء سراج العرفاء حامی السنن، ماحی الفتن مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کا فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی "غلبۂ فئۃ قلیلۃ الٰہیہ" ملاحظہ ہو۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے۔ آمین۔

قالت الصلحکلیۃ : اِس وقت سُنّیوں کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب اتفاق واتحاد پکار رہے ہیں۔ اُن کے مقررین وواعظین ہر جگہ ہر فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ محبت مؤاخات مودت موالات کے لیکچر دیتے رہتے ہیں۔ لیکن تصلّب کا سبق دینے والے یہ چند سُنّی مولوی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مُسلمانانِ اہلسنت صرف اپنے آپس ہی میں میل جول اتفاق واتحاد رکھیں اور اہلسنت کے سوا ہر ایک فرقے سے بالکل علیحدہ وبیزار رہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ بہت ہی تنگدل اور وہ لوگ بہت وسیعُ الخیال و وسیعُ الاخلاق ہیں۔

اقول : وہابیۂ دیوبندیہ، وہابیۂ نجدیہ، وہابیۂ غیر مقلدین، مرزائیہ، نیچریہ، چکڑالویہ، رافضیہ، احراریہ، لیگیہ، خاکساریہ، آغاخانیہ، جٹا دھاریہ، بابیہ، بہائیہ، صُلحکلیہ وغیرہم بدمذہبوں، لامذہبوں، بددینوں، بےدینوں کے جس قدر فرقے ہیں یہ سب عوام اہلسنّت ہی کو بہکا کر، بہلا کر پھُسلا کر اپنے اپنے فرقے میں داخل کر رہے ہیں۔ اِن سب فرقوں کے افراد کی اگر تحقیقات کی جائے تو ان میں فی صدی ایک دہ لوگ ملیں گے جو مجوس، ہنود، نصاریٰ، یہود وغیرہم کھُلے ہوئے کفارِ عنود میں سے نکل کر اِن فرقوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ورنہ فیصدی ننانوے وہی لوگ

ملیں گے جو پہلے سُنّی مسلمان تھے۔ اور اپنی بے علمی، ناواقفی، نافہمی وکم فہمی کی شامت یا کسی دنیوی دباؤ یا لالچ کے سبب ان خبثا کی صحبت و محبت کی نحوست میں مبتلا ہو کر مذہب اہلسنّت چھوڑ کر معاذ اللہ ان کفری مذہبوں میں سے کسی فرقے میں داخل ہو گئے۔ اور اب بھی ان ناپاک فرقوں کے مبلّغین و متکلمین اکثر و بیشتر عوام اہلسنّت ہی کو بہکا کر اپنے کفری مذہب میں داخل کرانے کی ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ سب فرقے وہ ناپاک شکاری ہیں جو مسلمانان اہلسنّت کے دین وایمان کا شکار کر رہے ہیں۔ شکاری کب ایسا برتاؤ کرے گا کہ جن بھولی بالی چڑیوں کو وہ شکار کرنا چاہتا ہے وہ اس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں۔ بلکہ چڑی مار تو اُن کو پھانسنے کیلئے اُن کے آگے وہی دانہ ڈالتا ہے جو اُن چڑیوں کو مرغوب ومحبوب ہوتا ہے۔ جال کو چھپا دیتا ہے کہ چڑیاں بھڑک نہ جائیں۔ ایک ٹٹی سے اپنے آپکو چھپا لیتا ہے۔ اس ٹٹی پر سیم، کریلے، کدو کی ہری ہری بیلیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سبز سبز گھاس جمی ہوتی ہے کیونکہ پرندوں کو جنگلوں میں لہلہاتا ہوا سبزہ بہت ہی پسند ہوتا ہے۔ پھر اُس ٹٹی کی آڑ میں چھپ کر انھیں چڑیوں کی بولی بولتا ہے۔ کہ وہ چڑیاں اپنی مرغوب وپسندیدہ غذا اور خوشنما فرحت بخش سبزہ دیکھکر اپنے ہم قوم کی بولی سُن کر دھوکا کھائیں۔ اور شکاری کے جال میں آکر پھنس جائیں۔ آخر یہ سب انتظامات کیوں ہیں؟ اسی لئے تو کہ جن چڑیوں کا پھانسنا اس چڑی مار کو منظور ہے وہ بھڑک کر اُڑ نہ جائیں۔

اسی طرح یہ ناپاک فرقے اگر سُنّیوں سے بائیکاٹ کرلیں، عوام اہلسنّت سے میل جول قطعاً چھوڑ دیں تو پھر ان سُنّیوں کو کیونکر اپنے اپنے فرقے میں داخل کرا سکیں گے۔ کسی سُنّی مسلمان کو کس طرح بدمذہب بنا سکیں گے۔ البتہ دین ومذہب کا درد رکھنے والے متصلّبین علمائے اہلسنّت جو ان بلبلان گلزار اسلام و طوطیان چمن سُنّیت کے محافظ ونگہبان بنائے گئے ہیں۔ اُن کا فرض منصبی یہی ہے کہ وہ مرغزار مذہب اہلسنّت کی ان بھولی بالی چڑیوں کو ہوشیار کرتے رہیں کہ ان سب فرقوں سے دور بھاگو۔ یہ تم کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان فرقوں کا تمھیں خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعریف وتوصیف سُنانا درحقیقت شکاری کا چڑیوں کے آگے مرغوب دانہ ڈالنا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سُنّی مسلمانوں کو خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حمد ونعت بہت ہی پسند ہے۔ اس لئے اُن کو حمد ونعت ہی کے گیت سُنا کر پھانسا جا سکتا ہے۔ ان کا اپنے آپ کو مسلمان، مسلمانوں کا لیڈر، مسلمانوں کا مولوی، مسلمانوں کا پیر کہنا وہی شکار کی ٹٹی ہے۔ اگر نام اسلام کی ٹٹی اپنے اوپر سے ہٹا دیں تو کونسا سُنّی مسلمان ان کے جال میں پھنسے۔ ان کا اتفاق واتحاد کے رنگ رچانا، محبّت ومودّت کے ڈھونگ جمانا وہی اپنی بدمذہبی وبددینی کے جال کو اس پردے میں چھپانا ہے۔ یہ ان فرقوں کی وسیع الخیالی ووسیع الاخلاقی نہیں بلکہ فنِ صیادی کی بدترین مشاقی ہے۔ اور ہر مذہبی وبدعقیدگی سے اپنی پناہ میں لینے والا اللہ

ہی باقی ہے۔ جل وعلا والصلاۃ والسلام علی حبیبہ المجتبیٰ وآلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ ذوی المجد والعلا۔

اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ چور کبھی چلاتا یا شور مچاتا ہوا نہیں آتا۔ وہ تو چوری کرنے کیلئے نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں آتا ہے۔ کہ لوگ سوتے ہی رہیں اور وہ اپنا کام کر جائے۔ شور مچانا تو پہریداروں اور پاسبانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ سونے والوں کو بیدار، غافلوں کو ہوشیار کرتے رہیں تاکہ چوروں کی چوری سے لوگوں کی دولت محفوظ رہے۔ یہ سب بدمذہب بے دین فرقے تو مسلمانانِ اہلسنّت کی متاعِ ایمان اور دولتِ دین ومذہب کو چرا رہے ہیں۔ اسی لئے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنّت اتفاق واتحاد محبت ووداد کی گہری نیند میں غافل پڑے سوتے رہیں۔ دین کے لٹیروں، مذہب کے چوروں سے ہوشیار نہ ہونے پائیں۔ یہ اُن کی ایمانی دولت کو چُرا کر ان کو اپنا سا بدمذہب بنا دیں۔ لیکن حضراتِ متصلبین علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم وہ پاسبانانِ مذہب وملّت اور نگاہبانانِ اسلام وسُنّیت ہیں جو بتوفیق اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پاسبانیٔ دین ومذہب کے اُس فرضِ اہم کو جو اُن پر سرکارِ ابد قرار شاہنشاہِ دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس نازک زمانہ پُرفتن میں بھی بقدرِ قدرت وحسبِ استطاعت ادا کر رہے ہیں۔ اور تحریراً وتقریراً بآوازِ بلند اعلان فرما رہے ہیں۔ اتحاد واتفاق کی نیند میں سونے والے بھولے بھالے سُنّی مسلمانوں کو جگا رہے ہیں کہ ان سب بدمذہب فرقوں، ان کے مولویوں، ان کے لیڈروں سے ہوشیار رہو۔ یہ تمہارے دین ومذہب کے رکھوالے بن بن کر تمہارے اسلام، تمہاری سُنّیت چرانے کی فکر میں ہیں۔ دیکھو سیاسی ترقی نے لالچ کی نیند اور اتفاق واتحاد کے خواب میں غافل نہ ہو جانا۔ کہ معاذ اللہ دولت دین ومذہب سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے تو نے نیند نکالی ہے

حضور پُرنور امام اہلسنّت پاسبانِ دین وملّت مجددِ اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اشعارِ مبارکہ میں اسلام وسُنّیت کی بے بہا دولت کو سونا اور دین ومذہب کی پونجی کو گٹھری اور بدمذہبوں بے دینوں کے ساتھ اتفاق واتحاد، ودادودوستی کو نیند اور سو جانا اور ان سے بحکم شریعتِ مطہرہ دور ونفور رہنے کو جاگ اُٹھنا اور بیدار ہو جانا اور چشم بصیرت کو آنکھ اور ایمان کو کاجل فرمایا ہے کہ ایمان ہی چشمِ بصیرت کا وہ کاجل ہے جس کے بغیر دل کی آنکھ قطعاً اندھی ہے۔ چور اگر لوگوں کو جگاتا ہوا آئے تو چوری ہی نہ کر سکے۔ یہ

بدمذہب بے دین فرقے اگر اتفاق واتحاد، محبت و وداد کی گہری اور میٹھی نیند سے مسلمانانِ اہلسنت کو جگا دیں تو یہ بھی کسی سُنی مسلمان کے دین و مذہب پر کسی طرح کا کوئی حملہ ہی نہ کر سکیں۔ اس لئے ایمان و دین کے اِن چوروں کو اسلام و سُنیت کی چوری میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ باہمی محبت و وداد کے پنکھے جھل جھل کر دوستی و انقیاد کی ٹھنڈی ہوا دے کر سُنی مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کی میٹھی نیند میں سُلائیں۔ اور یہ اطمینان کے ساتھ اُن کی متاعِ دین و مذہب کو چُرائیں۔ چور ہمیشہ پہرہ داروں اور پاسبانوں کے دُشمن ہوا کرتے ہیں۔ یوں ہی ایمان و دین کے یہ چور سب سے زیادہ انھیں پاسبانانِ اسلام و سُنیت حضرات علمائے اہل سُنت ہی کے دُشمن ہیں۔ اخباروں اشتہاروں میں، ناولوں افسانوں میں، کتابوں رسالوں میں، تقریروں لیکچروں میں برابر پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں کہ یہ مولوی اتفاق واتحاد کے دشمن ہیں، محبت و دوستی کے مخالف ہیں۔ وطن کے بدخواہ قوم کے غدار ہیں۔ سیاسی و اقتصادی ترقیاں مولویوں کو نہیں بھاتیں۔ اِن سب بدگوئیوں، بہتان پردازیوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ یا تو یہ نگاہبانانِ اسلام و سُنیت، پاسبانانِ مذہب و ملت کو ڈرا دھمکا کر خاموش کر دیں۔ تاکہ کوئی سوتوں کو جگانے والا ہی نہ رہے۔ اور دین و ایمان کے چوروں کی بن پڑے۔ یا مُسلمانانِ اہلسنت اپنے دین و ایمان کے اِن پہرہ داروں کیطرف سے بدظن ہو اور اپنے اسلام اپنی سُنیت کے اِن پاسبانوں کے دشمن ہو جائیں۔ اِنکے جگانے کو خیال میں بھی نہ لائیں اور اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں بڑے خراٹے لیتے رہیں۔ اور لصوصِ دین و سارقینِ ایمان برابر اپنا کام کرتے رہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور پاسبان جو لوگوں کو چوروں سے ہوشیار کرتا پھرتا ہے اس پر دل آزاری، اشتعال انگیزی، وامن شکنی ومنافرت افگنی کے الزامات قطعًا نہیں لگائے جاسکتے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ پہریدار لوگ ان چوروں کی دلآزاری کرتے ہیں، لوگوں کے جذبات کو چوروں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اگر یہ چپ رہا کریں تو امن و امان کے ساتھ چوریاں ہوجایا کریں۔ لیکن یہ چلّا چلّا کر لوگوں کو ہوشیار کردیتے ہیں۔ تو چوروں سے مقابلے بھی ہوجاتے ہیں، مارپیٹ لڑائی جھگڑے کے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں، گھر والوں اور چوروں کے درمیان منافرتیں بھی پھیل جانے اور بڑھ جانے کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ اِن سب فسادات کی ذمہ داری انھیں پہرہ داروں پاسبانوں کے سروں پر ہے۔ کیا جو ایسا کہے دُنیا اسے شفاخانۂ حیوانات میں بھیجے جانے کے قابل نہ ٹھہرائے گی؟

ہمارے اس بیان سے واضح وروشن کہ بدمذہبوں، بے دینوں کے رد میں حضرات متصلبین علمائے اہلسنت کے فتاویٰ کا مقصد اُن کی تحریروں، تقریروں کا منشا ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ امن و امان میں خلل پڑے یا طبقات وافراد میں باہم عناد و منافرت پھیلے یا بڑھے یا کسی کی دل آزاری کیجائے، یا کسی کے خلاف لوگوں

کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ بلکہ اُن کا واحد مقصد اور خود ہمارے اِس فتوے کا مقصود صرف یہ ہے کہ سرکارِ دوعالم شاہنشاہِ کونین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف سے نگاہبانیٔ اسلام و سنّیت اور پاسبانیٔ مذہب و ملّت کا جو فرض خادمانِ دین و مذہب پاسبانانِ اسلام و سنّیت پر مقرر فرمایا گیا ہے اُسکو اپنی قدرت کے مطابق اپنی استطاعت کے موافق بتوفیق اللہ تعالیٰ وبفضل حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بجالاتے رہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر لوجہہ الکریم الحمد والصلاۃ المضیئۃ والسلام المنیر، علی حبیبہ الشاہد المبشر النذیر، السراج المنیر، الداعی باذن ربہ الی اللہ القدیر، وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ بالتبجیل والتوقیر۔

اس خبیث صلحکلی فرقے کے کچھ افراد وہ ہیں جو مسلمانوں کے پیر بن گئے ہیں اور وہ اپنی مسندِ مشیخت پر بیٹھکر خرقۂ مکر پہنے ہوئے زور و فریب کے موٹے موٹے دانوں کی تسبیح کھٹا کھٹ گھماتے ہوئے اس طرح بھولے بھالے سُنّی مسلمان کو پھسلاتے ہیں کہ میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں کہ فلاں کافر فلاں بدمذہب فلاں گمراہ ہے ہم تو پیر فقیر لوگ ہیں، ہم کو اللہ اللہ کرنے سے فرصت کہاں کہ اِن جھگڑوں میں پڑیں۔ پیر فقیر ہمیشہ ایسے جھگڑوں سے علیٰحدہ ہی رہتے ہیں۔ اور اِن میں کے بعض جو مکارانہ تواضع اور فریب کارانہ انکسار کے لباس سے آراستہ ہوتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اجی! ہم تو فقیر ہیں ہم تو اپنے آپ ہی کو سب سے بُرا سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ اور اِن میں کے بعض مکّار و عیّار اپنے مریدوں کو یوں تلقین کرتے ہیں کہ ؎

آسائشِ دو گیتی تفصیلِ ایں دو حرف ست ــــ با دوستاں تلطّف با دشمناں مُدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ مدارات رکھو تم کو دو جہاں کا آرام مِل جائیگا۔ بس جی اللہ اللہ کرو اور اِس شعر پر عمل کرو اور مولویوں کے جھگڑوں سے دور رہو۔ کوئی صوفی نما مُلحد اپنے چیلوں کو یوں بہکاتا ہے کہ میاں ہمارا مذہب تو یہ ہے ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کُن با خاص و عام ــــ با مُسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

میاں جب اتنے بڑے ولی اللہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں کہ مُسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو تو اِن مولویوں کے جھگڑوں میں پڑکر کیوں کسی سے دشمنی مول لو۔ کوئی پردۂ درویشی میں چھُپا ہوا زندیق اپنے دام افتادوں کو یوں سُناتا ہے کہ اجی سُن لو! ہمارا مذہب تو عشق ہے۔ اور مذہبِ عشق کا مسئلہ یہ ہے کہ ؎

مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کُن ــــ کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

تو ہم کیونکر کسی کو کافر بے دین کہکر اُس کا دل دُکھائیں۔ ہمارے مذہبِ عشق میں تو کسی کا دل دُکھانے

کے سوا کوئی بات گناہ ہی نہیں۔ اور جو زندقہ والحاد ہی تک کھل کر معاذ اللہ پہنچ گئے ہیں۔ وہ تو معاذ اللہ یہاں تک بکتے ہیں کہ سب وہی تو ہے۔ اُسکے سوا ہے کون، کافر بھی وہی مسلمان بھی وہی، وہابی بھی وہی سُنّی بھی وہی، کفر بھی وہی اسلام بھی وہی، ظلمت بھی وہی نور بھی وہی، عبد بھی وہی معبود بھی وہی، مخلوق بھی وہی خالق بھی وہی۔ تو پھر ہم کس کو کافر کہیں، کس کو مُسلمان سمجھیں۔ اب اِن آدم رو ابلیسوں سے کون کہے کہ بے دینو! توحید ایمان ہے، وحدت حق ہے اتحاد کفر ہے۔ وحدت تو اکابر اولیائے کرام و اعاظم عُرفائے اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصّہ ہے۔ اور انھیں حضراتِ صوفیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ مسئلہ سراسر حال ہے قال میں نہیں آسکتا۔ اس کا جس قدر خلاصہ الفاظ میں آسکتا ہے جو اگرچہ اُس کے مفہوم کو کماحقہ ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن مسئلہ وحدت کی ایک گونہ تقریب الی الفہم کرتا ہے صرف یہ ہے کہ وجود واحد موجود واحد باقی جو کچھ ہے سب اسی کے مجالی و مرایا و مظاہر و ظلال ہیں کہ اپنی حدِ ذات میں اصلاً وجود و ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے کل شیئ ھالك الا وجھه۔

وحدۃ الوجود کا روشن اور واضح بیان حضور پُر نور امام اہلسنّت مجدّد اعظم فاضل بریلوی سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالۂ مبارکہ مسمّی بنام تاریخی "التطلف بجواب مسائل التصوف" (۱۳۱۲ھ) و رسالۂ مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی "کشفِ حقائق و اسرار دقائق" (۱۳۰۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ وحدت تو وحدت ہی ہے بے ایمانو! تم تو توحید سے بھی محروم ہو۔ توحید کے معنی ہیں معبود اور واجب الوجود ہونے میں اللہ عزّوجل کو وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننا اور تمہارا یہ ناپاک مسلک تو اتحاد ہے جو خالص کفر و الحاد ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جورو اور ماں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گوبر اور حلوہ دونوں ایک، فیرینی اور پاخانہ دونوں ایک، تمہارا مُنھ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضا اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک، حلال و حرام دونوں ایک، زنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوقِ زوجیت ادا کرنا اور کسی مرد سے مُنھ کالا کرنا دونوں ایک، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تو یہ مسئلہ تمہارے دھرم میں صرف اسی لئے ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے احکام کی پابندی سے بے قیدی اور اپنی نفسانی سیاہکاریوں کیلئے آزادی اور اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کی تکفیر شرعی سے چھٹکارا حاصل کرلو، یا ہر موقع و ہر محل میں اپنے اس ناپاک مسلک پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو؟ اگر پہلی صورت ہے تو تمہاری ابلیس پرستی و دہریت و بیدینی ظاہر ہی ہے۔ اور اگر دوسری صورت کا اقرار ہے تو کھُلم کھُلا عمل پیرا ہونے سے کیوں انکار ہے؟ کسی میدان کسی تاریخ کسی وقت کا اشتہار دیکر مجمع عام میں اپنی اس ابلیسی جبر توحید کے تماشے دکھاؤ، حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ، شربت کے بدلے پیشاب

نوش فرماؤ۔ اپنی ماں بہن، بیٹی، جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے "الوقف فی سبیل الشیطان" کا سائن بورڈ لکھوا کر برسرِ میدان پھراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹے موٹے حروف میں "وقف فی سبیل الابلیس" کا بلا لگوا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کیلئے خود بھی وقف ہو جاؤ۔ اور اپنی ماں بہن بیٹی جورو کو اپنی چمر توحید کی تبلیغ کیلئے وقف کراؤ۔ آخر بابیوں کی قرۃ العین نے بھی تو برقع اُٹھا کر مردوں عورتوں کو بابیت کی تبلیغ کی تھی۔ اور اُمّتِ لیگیہ کے سیاسی پیغمبر مسٹر جلینا نے بھی اپنے لیگی اُمتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کے بے حد دلچسپی لینے کیلئے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں۔ تمہارے دھرم میں سب وہی تو ہے۔ پھر اپنی چمر توحید کی اس تبلیغ عام سے گریز کی کیوں ٹھہراؤ۔ اور تمہارے دھرم میں ابلیس وشیطان بھی تو وہی ہے تو اس کے نام پر بھی ہرگز مت گھبراؤ۔ اور تمہارے اس ناپاک مسلک پر میدان اور میدان کے سارے تماشائی بھی تو سب وہی ہیں۔ تو مجمع عام میں برسرِ میدان اپنی چمر توحید کے یہ انوکھے نرالے تماشے دکھانے سے بھی ہرگز مت شرماؤ۔ اپنی ناپاک چمر توحید کی اور سب دلربا ادائیں تو شاید بکمالِ بے حیائی دکھانے کیلئے کوئی مفت خوار نوکر فتار ہزار افتخار طیار بھی ہو جائے لیکن اپنے کھانے کا منھ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت کیونکر دے سکے گا۔ کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔

پیارے سُنّی مسلمانو! بنظرِ انصاف ملاحظہ فرماؤ۔ یہ ہے اِن مکّار صوفی نما شیطانوں کی چمر توحید۔ جس کے پردے میں یہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے کفر و ارتداد کو چھپاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔ اِس ابلیسی چمر توحید کا لاجواب مفصّل ردّ قاہر فقیر کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنامِ تاریخی "بدایونی سکوت عجز گریز مبہوت" (۱۳۴۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔

پیارے سُنّی مسلمانو! اِن انسان صورت شیطانوں کی اِس ابلیسی چمر توحید کو بیبر نیچر کی "تکذیب القرآن" صفحہ ۲۹ والی عبارتِ ملعونہ سے جو ردّ نیاچرہ میں گزر چکی ملا کر دیکھو۔ الحاد و بے دینی و زندقہ و دہریت کا کھلا ہوا نتیجہ دینے کے لحاظ سے دونوں عبارتوں میں کچھ بھی فرق ہے؟ جب معاذ اللہ سب وہی وہ ہے تو پھر کیسا کفر کیسا اِسلام، کہاں کی دہریت کہاں کا ایمان۔ والعیاذ باللہ العزیز المستعان بہ الثقۃ وعلیہ التکلان۔

یہ شعر کہ "مباش درپے آزار و ہر چہ خواہی کن ÷ کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست" ہرگز حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یا کسی اور ولی اللہ کا کلام نہیں۔ یقیناً کسی زندیق کا افترا و الحاق ہے۔ ایسی کھُلی ہوئی دہریت جو اس سے آشکار ہے ولی اللہ تو ولی اللہ کوئی مُسلمان بھی نہیں کہہ سکتا کہ "دِل آزاری کے سِوا کوئی فعل گناہ ہی نہیں" اور اگر بالفرض حضرت حافظ علیہ الرحمۃ ہی کا یہ شعر ہو تو اس کے ظاہری معنی اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ آزار سے مُراد ناراض کرنا ہوگا۔ اور کفر و شرک سے لیکر مکروہِ تحریمی تک درجہ بدرجہ ہر فعل ایسا ہے جو اللہ

ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کا سبب ہے۔ تو اب اِس معنی پر یہ شعر جملہ منہیاتِ شرعیہ کو حاوی ہو گیا۔ کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کے مقابلے میں غیر کی ناراضی ناقابلِ اعتنا اور کالعدم ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہو گیا کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ناراض کرنے کے سوا کسی اور چیز کا نام ہماری شریعتِ مطہرہ میں گناہ ہے ہی نہیں۔ اب یہ شعر اِس معنی میں یقیناً حق ہے۔ اور اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین وتکذیب کرنے والوں کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی انکو مسلمان کہنا، اُن کو کافر کہنے سے زبان روکنا، اُن پر شرعی فتوائے کفر دینے کو اُن کی ناحق دل آزاری بتانا یقیناً اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناراضی کا قطعی سبب اور خود کفر وارتداد ہے جو تمام گناہوں میں سب سے بدترین گناہ ہے — والعیاذ باللہ تعالٰے۔ اسی طرح یہ شعر بھی کہ ؎

آسائشِ دو گیتی تفصیلِ این دو حرف ست — با دوستاں تلطّف با دشمناں مُدارا

صِرف مُسلمان دوستوں اور ایمان دار دشمنوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ہرگز کفار ومُشرکین ومرتدین کو عام نہیں۔ مطلب صِرف اس قدر ہے کہ اپنے مُسلمان بھائیوں میں جو لوگ تمہارے ساتھ دوستی کریں اُن کے ساتھ مہربانی رکھو۔ اور جو مُسلمان بھائی کسی دنیوی منازعت یا ذاتی مخاصمت کے سبب تمہارے دُشمن ہو گئے ہوں اُن کی مُدارات کرو۔ تو تم کو اُس حُبِّ فی اللہ کے طُفیل دونوں جہاں کا آرام عطا فرمایا جائیگا۔ اور اگر اِس شعر کو کفار ومُشرکین ومرتدین کیلئے بھی عام رکھا جائے تو خالص کفر وبے دینی ہو جائیگا۔ پھر قرآن پاک وحدیث شریف کے روشن وواضح نصوصِ جلیلہ کے مقابلے میں کسی جاہل مجہول شعر گو کا بے باکانہ جاہلانہ افترائی الحاقی شعر مُسلمان کے لئے کیا قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔

اول تو حضرت حافظ علیہ الرحمہ کے اِس شعر کے معنی ہرگز وہ نہیں جو پیرومرشد صوفی کہلانے والے صُلحکلی نے گڑھے۔ بلکہ یقیناً صرف مُسلمانوں ہی کے حق میں مخصوص ہے کما بینا اور اگر بالفرض وہ عام معنے ہی اِس شعر کی مُراد ہوں تو یقیناً یہ شعر کسی جاہل بے باک کا الحاق ناپاک ہے۔ اِسی طرح یہ ناپاک شعر بھی

حافظا گر وصل خواہی صُلح کُن باخاص وعام — با مُسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

ہرگز ہرگز ہرگز حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کا نہیں۔ اُن کے سارے دیوان میں اِس نجس شعر کا ہرگز پتہ نہیں۔ حافظ شیرازی تو ولی اللہ وعارف باللہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کوئی جاہل سا جاہل مُسلمان بھی ہرگز ایسا کُفر نہیں بک سکتا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور بُت پرستوں کے ساتھ بُت کی پوجا کرو تو معاذ اللہ وصلِ الٰہی نصیب ہو گا۔ البتہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جُنید بغدادی رضی اللہ تعالٰے عنہٗ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ

ایسے ہیں جو پیری فقیری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے معنی تو ہیں راستہ۔ راستے کی اسے ضرورت ہوتی ہے جو منزلِ مقصود کی طرف چل رہا ہے۔ مگر جو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گیا اسکو اب راستے کی ضرورت کیا رہی۔ ہم تو پہنچ چکے اب ہم کو شریعت کی حاجت نہیں۔ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ صدقوا واللہ لقد وصلوا ولکن الیٰ اَینَ الیٰ سقر یعنی انھوں نے سچ کہا خدا کی قسم بے شک وہ پہنچ گئے لیکن کہاں تک پہنچے؟ جہنّم تک۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

تو اگر وصل کے وہی معنی اِس شعر میں بھی مُراد لئے جائیں تو کسی جاہل بے قید کے اِس جاہلانہ شعر کے معنی بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔ کہ اے حافظ اگر جہنّم کا وصل تو چاہتا ہے تو ہر ایک خاص و عام کے ساتھ صُلح کرلے۔ مُسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اپنے آپکو سب سے بدتر سمجھنے کے الفاظ جو بعض عرفا کے کلام میں وارد ہوئے ہیں اُس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بحیثیتِ اعتقاد اپنے آپکو کافروں مشرکوں مرتدوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ یہ تو اپنے آپکو کافروں مرتدوں سے بدتر سمجھنا نہ ہوا، بلکہ اپنے ایمان واسلام کو کفار ومشرکین ومرتدین کے کفروشرک وارتداد سے بدتر ٹھہرانا ہوا۔ وماھوالا زندقۃ والحاد ؛ لا یمکن ان یتفوہ بہ مومن صحیح الاعتقاد ؛ فما ظنک بالعرفاء الامجاد ؛ والعیاذ باللہ الملک الجواد ؛

بلکہ حسرتِ دیدارِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں مُشتاقانِ جمالِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِس اندازِ بیان سے اپنی تڑپ اور بے چینی اور بیقراری کو ظاہر کیا ہے کہ کفار ومُشرکین کو دنیا ہی میں اُن کے آلہۂ باطلہ کا وصال نصیب ہے جس کو انھوں نے اپنا مقصود سمجھ رکھا ہے۔ اُن کو اس بارے میں سکون واطمینان حاصل ہے۔ اور دیدارِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمنائی انتظارِ قیامت میں تڑپ رہے ہیں بے چین اور مُضطرب ہیں۔ تو قطعِ نظر اِس سے کہ کفّار ومُشرکین کو اُن کے اِس دنیوی سکون واطمینان کے بدلے ہمیشہ کا عذابِ نار ہوگا۔ اور دیدارِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تمنا میں تڑپ تڑپ کر جان دینے والا ابدی راحتوں اور نعیمِ مقیم کا سزاوار ہوگا۔ صرف اِسی دنیوی ظاہری سکون واضطراب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تڑپ تڑپ کر زندگی گزارنے والے سے اُس کا حال بہتر نظر آئیگا جو چین اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہو۔ یہ قول گویا اس حدیث شریف کا ترجمان ہوا کہ فرمایا گیا الدنیا سجن المؤمن و جنۃ الکافر یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنّت ہے۔ دیکھنے میں بظاہر اس شخص کا حال جو آزادی سے باغ میں رہتا ہو قیدی کے حال سے بہتر ہی نظر آئیگا۔ کہ یہ تڑپ تڑپ کر اپنی قید کے دن گزا

رہا ہے۔ اگرچہ درحقیقت یہ اس کے حق میں رحمت و نعمت اور وہ اُس کیلئے مہلت و نقمت ہے ــــ
اِن جاہل صوفی نما گمراہ گروں سے کون کہے کہ ؎

تو چہ دانی زبانِ مرغاں را ❊ کہ ندیدی گہے سُلیماں را

تو اب جو شخص دیدارِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حسرت و آرزو میں تڑپ تڑپ کر دنیوی زندگی کے دن گزار رہا ہو اور ہر وقت اِسی انتظار میں ہو کہ کب میں بتوفیق اللہ تعالےٰ ایمان کے ساتھ دُنیا کے اِس جیل خانے سے باہر نکلوں اور میرا زمانۂ فراق ختم ہو جو زبانِ حال سے برابر یوں عرض کر رہا ہو جس طرح حضور پُر نور امامِ اہلِ سُنّت مُجدّدِ اعظم فاضل بریلوی اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مُفتی شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، وارضاہ عنا رضی عنا بہ بکمال سوز و گداز مالکِ کونین محبوب ربُّ المشرقین والمغربین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فی الملوین کی سرکارِ کرم میں عرض کرتے ہیں ؎

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے ❊ کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

وہ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں تنقیص و تکذیب کرنیوالوں کے کلماتِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر مرتد کہنے سے ہرگز ہرگز گریز نہ کرے گا، ہرگز ان کے کفر و ارتداد پر اپنی صوفیت کا پردہ نہیں ڈالے گا کہ ایسا کرنے والا تو معاذ اللہ کافر مرتد ملوم اور دیدارِ الٰہی سے ہمیشہ کیلئے محروم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ وانھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون ○ یعنی اور بیشک کُفار اپنے رب کے دیدار سے اُس دن محروم ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

بدمذہبوں، بے دینوں مرتدوں کے اقوال کفریہ کا رُد کرنا خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شانِ عالی میں توہین و تکذیب کرنے والوں کی مذمتیں اور اُن کی برائیاں بیان کرنا، اُن کے اقوالِ خبیثہ کے مُطابق اُن پر بدمذہب گمراہ کافر مرتد بے دین ہونے کے احکامِ شرعیہ صادر کرنا ہرگز مولویوں کا جھگڑا نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ کا پاک کلام قدیم اُس کا پیارا قرآنِ عظیم اِن امور سے لبریز ہے۔ تو اِن صُلحکُلّی پیر نما قزاقوں کے اِس قول کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے پیارے کلامِ مجید میں معاذ اللہ جھگڑے بھرے ہوئے ہیں۔ اِن مرشد نما ڈاکوؤں کو اللہ اللہ کرنے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ قرآنی جھگڑوں کی طرف توجہ بھی کر سکیں۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالےٰ۔

سب پیروں کے پیر اور جُملہ میروں کے میر پیرِ پیراں میرِ میراں حضور پُر نور قطب الاقطاب غوث الاغواث سیدنا الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وارضاہ عنا و رضی عنا بہ

سے بڑھ کر کون سا اللہ اللہ کرنے والا پیر فقیر ہوگا۔ جن کا قدم باجماعِ تمام اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گردنوں پر ہے۔ خود سرکارِ غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتابِ مستطاب "غنیۃ الطالبین" شریف تصنیف فرمائی۔ اور مسلمان کہلانے والوں میں جس قدر گمراہ بدمذہب مرتد فرقے اسوقت تک پیدا ہوچکے تھے اُن سب کے عقائد کفر و ضلال نقل فرما کر اُن پر صاف صاف احکامِ شرعیہ صادر فرما دیئے۔ پھر کیا اُن کے اللہ اللہ کرنے میں کچھ کمی آگئی یا اُن کے مراتبِ ولایت میں معاذ اللہ کچھ فرق پڑ گیا۔ حاشا! بلکہ ہوا یہ کہ خود اُن کے باباجان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دینِ پاک نے اُن سے آکر فرمادیا کہ تم نے مجھ کو زندہ کردیا، تم محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والے ہو۔ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنی کتابِ تصوف "احیاء العلوم" شریف میں بدمذہبوں، بددینوں پر غلظت وشدت کے احکامِ شرعیہ بیان فرمائے۔ کیا اِس سے اُن کی صوفیت میں کچھ نقصان آگیا، حاشا! بلکہ انھیں علمائے ربانی و اولیائے حقانی نے حجۃ الاسلام و حکیم الامۃ المحمدیہ مان لیا۔ اور اگر اِن صُلحِ کلّی متشیخین کو اتنی لیاقت نہیں کہ اِن عربی کتابوں کو دیکھیں سمجھیں۔ تو چند اشعار مثنوی شریف کے ہم اِس فتوے میں نقل کرتے ہیں ؎

رُو اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار باش — خاک بر دِلداریِ اغیار پاش

اسی میں فرماتے ہیں۔

دور شو از اختلاطِ یارِ بد — یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند — یارِ بد بر جان و بر ایماں زند

انھی میں فرماتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنی اے راہِ حق پر چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال۔ بدمذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بدمذہب دوست تو زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہوتا ہے۔ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن بدمذہب دوست تو جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔ نیک کی صحبت تجھے نیک بنادے گی بد کی صحبت تجھے بد بنادے گی۔ کیا یہ تصوف کی تعلیمات نہیں۔ کیا مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اشعار میں اللہ اللہ کرنے سے روک رہے ہیں۔ کیا اُن کی ولایت میں اِس سے کچھ کمی آگئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اِن صوفی صورتوں ابلیس سیرتوں کا اِس ضروری دینی مسئلے پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد جو شخص اُن کو مُسلمان کہے یا اُن پر شرعی حُکم کفر سُنانے کو جھگڑا بتائے وہ خود بے ایمان ہے مسلمان ہی نہیں۔ اور ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ اللہ کرتا رہے تو اس کے سارے اعمال رائیگاں اور اکارت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتیٰ اذا جاءہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ فوفٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب ٥

یعنی اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا تو اُس نے اس کا حساب بھرپور دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی علیہ الرضوان السبحانی اپنے مکتوبات شریف جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۴۳ صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں۔

استدلال وکشف ہرچند مخالفِ شریعت ست مردود ست کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ۔

یعنی استدلال اور کشف جو کچھ بھی شریعت مطہرہ کے خلاف ہو مردود ہے جس حقیقت کو بھی شریعت مقدسہ رَدّ فرمادے تو وہ زندیقیت اور بے دینی ہے۔

پھر[۲] اسی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۱۲ میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔

کار آنست کہ بر عقائدِ اہلسنّت وجماعت متحقق گردیم۔ بایں دولت کہ اگر احوال ومواجید عطا فرمایند منت می داریم والاہمیں دولت را کافی میدانیم چوں ایں ہست ہمہ ہست۔

یعنی اصل کام تو یہی ہے کہ اہلسنّت وجماعت کے عقیدوں پر ہم ثابت ومستقیم ہو جائیں۔ اس دولت کے ساتھ اگر وجد وحال کی دولتیں عطا فرمائیں تو ہم احسان مانیں گے ورنہ صرف اسی دولتِ سُنیت کو ہم کافی جانتے ہیں۔ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے۔

پھر[۳] پونے تین سطر بعد فرماتے ہیں۔

احوال ومواجید کہ بے تحقق بحقیقتِ معتقداتِ ایں فرقۂ ناجیہ میسّر شود جز استدراج نمی دانیم وجز خرابی ہیچ نمی انگاریم بااین دولتِ اتباعِ فرقۂ ناجیہ ہرچہ بدہند منت می داریم وشکر بجا می آریم واگر ہمیں را بدہند وہیچ از احوال ومواجید ندہند باک نداریم وراضی ایم۔

وجد وحال کی جو کیفیتیں اِس نجات پانیوالے فرقہ اہلسنّت کے عقیدوں پر ثبات واستقامت کے بغیر حاصل ہوں ہم اسے استدراج[۱] کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں اور اسکو خرابی کے سوا کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور اِس مستحق نجات فرقے کے اتباع کی دولت کے ساتھ جو کچھ بھی عطا فرمائیں تو ہم احسان مانتے اور شکر بجالاتے ہیں۔ اور اگر صرف یہی دولتِ اِتباعِ فرقۂ اہلسنت عطا فرمائیں اور طریقت کا حال تصوف کا وجد وغیرہ کچھ بھی نہ دیں تو ہم کچھ پرواہ نہیں رکھتے ہیں اور اِسی پر ہم راضی ہیں۔

---

[۱] اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے نافرمان بندوں کو جو ڈھیل دی جاتی ہے اُسے استدراج کہتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

پھر[۴] اسی مکتوب شریف میں صفحہ ۱۴۴ پر فرماتے ہیں۔

مصداقِ صحتِ کشف والہام مطابقت ست با علومِ علمائے اہلسنّت۔ اگر سرِ موئے مخالفت ست از دائرۂ صواب بیرون ست ھذا ھو العلم الصحیح والحق الصریح فماذا بعد الحق الا الضلٰل۔

یعنی اولیائے کرام و صوفیائے عظام نفعنا اللّٰہ تعالیٰ ببرکاتہم القدسیہ فی الدین والدنیا والآخرہ کے کشف و الہام کے درست و صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ علمائے اہلسنّت دامت برکاتہم کے علوم و عقائد کے مطابق ہو اگر ایک بال برابر بھی اُن سے مخالف ہے تو دائرہ صحت سے باہر ہے۔ یہی علم صحیح اور حقِ صریح ہے تو حق کے سوا جو کچھ ہے گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔

پھر[۵] اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۵۷ صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں

آنچہ بر ما و شما لازم ست تصحیح عقائد ست بمقتضائے کتاب و سنّت بر نہجیکہ علمائے اہلِ حق شکر اللّٰہ تعالیٰ سعیھم از کتاب و سنّت آں عقائد را فہمیدہ اند و از انجا اخذ کردہ۔ چہ فہمیدنِ ما و شما از حیز اعتبار ساقط ست اگر موافقِ افہام ایں بزرگواراں نباشد۔ زیرا کہ ہر مبتدع و ضال احکامِ باطلۂ خود را از کتاب و سنّت می فہمد و از انجا اخذ می نماید۔ والحال انہ لا یغنی من الحق شیئا۔

یعنی وہ جو ہم پر اور تم پر لازم ہے عقیدوں کو قرآنِ عظیم حدیثِ کریم کے مُطابق اسی طور پر صحیح کرنا ہے جس طور پر حضرات علمائے اہلِ سنّت نے (اللّٰہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) قرآن و حدیث سے اُن عقائد کو سمجھا اور ان سے استنباط کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر ان بزرگواروں کی سمجھ کے مُطابق نہ ہو تو درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اسلئے کہ مسلمان کہلانے والا ہر ایک بدمذہب و گمراہ اپنے باطل عقیدوں کو قرآن و حدیث ہی سے سمجھنے کا ادعا کرتا ہے اور اپنے گمان میں انھیں سے استنباط کرتا ہے حالانکہ وہ حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔

پھر[۶] فرماتے ہیں۔

ثانیا علم باحکامِ شرعیہ است از حلال و حرام و فرض و واجب ثالثا عمل بمقتضائے ایں علم است۔ رابعاً طریقِ تصفیہ و تزکیہ کہ مخصوص بصوفیہ کرام ست قدس اللّٰہ تعالیٰ اسرارہم۔ تا تصحیح عقائد نہ نماید علم باحکامِ شرعیہ فائدہ نمی دہد۔ و تا ایں ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید۔ و تا ایں ہر سہ میسر نہ گردد حصولِ تصفیہ و تزکیہ محال ست۔

یعنی پھر دوسری بات یہ ضروری ہے کہ شریعتِ مطہرہ کے جو احکام حلال و حرام فرض و واجب وغیرہ ہیں اُن کا علم حاصل کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس علم کے مُطابق عمل بھی کریں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ تصفیۂ قلب و تزکیۂ رُوح کا طریقہ جو حضرات صوفیہ کرام قدسنا اللّٰہ تعالیٰ باسرارہم کے ساتھ خاص ہے اختیار کر کے اپنے قلب اور اپنی رُوح کو پاک و صاف کریں۔ جب تک اپنے عقیدے درست نہ کریگا احکامِ شریعت کا علم کچھ نفع نہ دیگا اور جب تک یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہونگی عمل کچھ مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک یہ تینوں باتیں میسر نہ ہونگی قلب و روح کا تصفیہ و تزکیہ نا ممکن ہے۔

پھر[۷] اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۹۳ صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں۔

نخستیں ضروریات برارباب تکلیف تصحیح عقائد ست بر وفق آرائے علمائے اہلسنّت و جماعت شکر اللّٰہ تعالیٰ سعیہم کہ نجاتِ اُخروی وابستہ باتباع آرائے صواب نمائے ایں بزرگواران ست و فرقۂ ناجیہ ہم ایشاں و تابع ایشاں۔ و ایشانند کہ بر طریق آں سرور و اصحاب آں سرور

یعنی عاقل بالغ پر جو سب سے پہلا فرض ہے وہ یہ ہے کہ حضراتِ علمائے اہلسنّت و جماعت شکر اللّٰہ تعالیٰ سعیہم کی تحقیقات کے موافق اپنے عقیدوں کو درست کرے کہ نجاتِ اُخروی انھیں کے عقائدِ صحیحہ کے اتباع سے وابستہ ہے اور نجات پانیوالے وہی حضرات اور انھیں بزرگواروں کا اتباع کرنیوالے

اند صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین واز علومیکہ از کتاب و سنت مستفاد نہ ہماں معتبر اند کہ ایں بزرگواراں از کتاب و سنت اخذ کردہ اند وفہمیدہ زیراکہ ہر مبتدع وضال عقائد فاسدہ خود رابزعم فاسد خود از کتاب و سنت اخذی کند پس ہر معنی از معانی مفہومہ ازینہا معتبر نباشد

ہیں۔ اور وہی لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقے پر ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے جس قدر علوم حاصل ہوتے ہیں اُن میں سے صرف وہی علوم معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے قرآن و حدیث سے حاصل کئے اور سمجھے ہیں کیونکہ مسلمان کہلانیوالا ہر ایک بدمذہب ہر ایک گمراہ بھی اپنے گمانِ فاسد میں اپنے عقائدِ فاسدہ کو قرآن و حدیث سے حاصل کرتا ہے۔ تو قرآن و حدیث سے سمجھ میں آنیوالے تمام معانی میں سے ہر ایک معنی کا اعتبار نہ ہوگا۔

پھر[8] اسی صفحے پر فرماتے ہیں۔

از حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ منقول است کہ می فرمودند کہ اگر تمام احوال ومواجید را بما دہند و حقیقتِ ما را بعقائدِ اہلسنّت و جماعت متحلی نسازند جز خرابی ہیچ نمی دانیم واگر تمام خرابیہا را بر ما جمع کنند و حقیقتِ ما را بعقائدِ اہلسنّت و جماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم۔

یعنی حضرت عبید اللہ خواجہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے منقول ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مواجید و حالات و کشوف و الہامات و خوارقِ عادات سب کچھ ہم کو دیں اور ہماری حقیقت کو اہلسنّت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو ہمیں خرابی کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا اور اگر تمام خرابیوں بربادیوں کو ہم پر اکٹھا کر دیا اور ہماری حقیقت کو سنّیوں کے عقیدوں سے نواز دیں تو ہمیں کچھ پرواہ نہ ہوگی۔

پھر[9] اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۰۷ میں صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں۔

آں جاوجد و حال را تا بمیزانِ شرع نسنجند بہ نیم جلیتل نمی خرند و کشوف و الہامات را تا بر محکِ کتاب و سنّت نہ زنند بہ نیم جوے نمی پسندند مقصود از سلوکِ طریقِ صوفیہ حصول ازدیادِ یقین ست بمعتقداتِ شرعیہ کہ حقیقتِ ایمان ست ونیز حصولِ تیسّر ست در ادائے احکامِ فقہیہ نہ امرے دیگر ورائے آں۔

یعنی مقامِ طریقت میں وجد و حال کو جب تک شریعت کی ترازو میں تول نہیں لیتے ایک پیسے کے پچیسویں حصّے میں بھی نہیں خریدتے۔ اور کشف والہام کو جبتک قرآن و حدیث کی کسوٹی پر کَس نہیں لیتے آدھے جَو کے بدلے میں بھی پسند نہیں کرتے۔ صوفیۂ صافیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے طریقے پر سلوک کا مقصود صرف یہی ہے کہ عقائدِ شرعیہ پر اور زیادہ یقین حاصل ہو جائے جو ایمان کی حقیقت ہے۔ اور احکامِ فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی بھی حاصل ہو جائے اِس کے سوا کوئی اور بات مقصود نہیں۔

بعینہٖ[10] یہی مضمون اِسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱۷ میں صفحہ ۲۲۵ پر فرمایا۔

پھر[11] اسی جلد کے مکتوب ۲۱۳ میں صفحہ ۲۱۸ پر ارشاد فرمایا۔

خلاصۂ مواعظ وزبدۂ نصائح اختلاط وانبساط با اہلِ تدیّن و اربابِ تشرّع ست۔ تدیّن و تشرّع منوط بسلوک طریقۂ حقۂ اہلسنّت و جماعت ست کہ فرقۂ ناجیہ اند درمیانِ سائر فرقِ اسلامیہ نجات بے متابعت ایں بزرگواراں محال ست و فلاح بے اتباعِ آرائے اینہا ممتنع۔ دلائلِ

یعنی سارے وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا عطر یہی ہے کہ دیندار پابندِ شریعت لوگوں سے میل جول محبت رکھی جائے دینداری اور پابندیٔ شریعت تو اہلسنّت و جماعت کے طریقۂ حقہ پہ چلنے ہی کے ساتھ وابستہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات پانیوالا یہی فرقہ ہے۔

عقلی و نقلی و کشفی برین معنی شاہد ست کہ احتمالِ تخلّف ندارد۔ واگر معلوم شود کہ شخصے برابر خیر دل از صراطِ مستقیم این بزرگواراں جدا افتادہ ست صحبتِ او را سمِّ قاتل باید دانست و مجالستِ او را زہرِ افعی باید انگاشت۔ طالبِ علمانِ بیباک از ہر فرقہ کہ باشند لصوصِ دین اند اجتناب از صحبتِ اینہا نیز از ضروریات ست و این ہمہ فتنہ و فساد کہ در دین پیدا شدہ است از شومی این جماعت ست کہ بواسطۂ حطامِ دنیوی آخرتِ خود را برباد دادہ اند۔ اولٰئک الذین اشتروا الضلٰلۃ بالھدٰی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ۵ ابلیسِ لعین را شخصے دید کہ آسودہ و فارغ البال نشستہ است و دست را از اغوا و اضلال کوتاہ کردہ۔ سرِّ آں را پرسید۔ لعین گفت علمائے سوء ایں وقت کارِ مرا کفایت کردہ اند و متکفّلِ اغوا و اضلال گشتہ۔

بغیر ان بزرگواروں کی اتباع کے نجات محال ہے۔ اور بغیر ان کے عقائد کی پیروی کے فلاح ناممکن ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی ایسی دلیلیں اِس معنی پر شاہد ہیں جن کے غلط ہونے کا احتمال نہیں ہے اور اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص رائی برابر بھی اِن بزرگواروں کے سیدھے راستے سے الگ پڑ گیا ہے تو اُسکی صحبت کو سمِّ قاتل سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جاننا چاہیئے۔ بے باک مُلّا نے جس فرقے کے بھی ہوں دین کے چور ہیں اُن کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ اور یہ جو کچھ فتنہ و فساد دین میں پیدا ہوا ہے اُنھیں بدمذہب مُلّانوں کی جماعت کی نحوست کے سبب سے جنھوں نے دنیا کی تھوڑی سی حقیر پونجی کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے۔ ابلیسِ ملعون کو ایک شخص نے دیکھا کہ آرام سے بے فکر بیٹھا ہے اور بہکانے اور گمراہ کرنے سے ہاتھ روک لیا ہے۔ اِس کا بھید پوچھا۔ ملعون بولا اِس زمانے کے بدمذہب مُلّانوں نے مجھ کو بے فکر کر دیا ہے۔ اور انھوں نے گمراہ کرنے اور بہکانے کا سارا بوجھ اپنے ہی اوپر اُٹھا لیا ہے۔

(۱۴) پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۹ میں صفحہ ۳۹۸ پر فرماتے ہیں۔

انما الصالح للحجۃ والتقلید اقوال العلماء من اھل السنۃ فما وافق اقوالھم من کلام الصوفیۃ یقبل وما خالفھم لا یقبل علی انا نقول ان الصوفیۃ المستقیمۃ الاحوال لم یتجاوزوا الشریعۃ اصلا لا فی الاحوال ولا فی الاعمال ولا فی الاقوال ولا فی العلوم والمعارف وتعلمون ان بقیۃ الخلاف مع الشریعۃ ناشئۃ عن سقم فی الحال وخلل فیہ ولو صدق الحال ما خالف الشریعۃ الحقۃ وبالجملۃ خلاف الشریعۃ دلیل الزندقۃ وعلامۃ الالحاد غایۃ ما فی الباب ان الصوفی لو تکلم بکلام مخالف للشریعۃ ناش

یعنی سند لانے اور اتباع کرنے کے لائق تو صرف عُلمائے اہلسنّت ہی کے اقوال ہیں تو ان کے اقوال سے صوفیہ کا جو کلام موافق ہوگا قبول کیا جائیگا اور جو اُن کے خلاف ہوگا نامقبول ہوگا۔ علاوہ اسکے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مستقیم حالات والے صوفیہ شریعت مطہرہ کی حد سے قطعاً تجاوز ہی نہیں کرتے نہ احوال و اعمال میں نہ اقوال و علوم و معارف میں اور یہ تم جانتے ہو کہ شریعت کے ساتھ جو کچھ مخالفت باقی رہ جاتی ہے اِس کا سبب یہی ہے کہ حالات میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے خلل پڑ جاتا ہے۔ اور اگر حال سچا ہوتا تو شریعت حقہ کے خلاف نہ ہوتا۔ اور خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت زندیقی کی دلیل اور بے دینی کی علامت ہے۔ انتہائی بات جو اس بارے میں کہی جا سکتی

عن الکشف فی غلبة الحال وسکر الوقت فھو معذور وکشفه غیر صحیح وغیر صالح للتقلید ینبغی ان یحمل کلامه ویصرف عن ظاهره فان کلام السکاریٰ یحمل ویصرف عن ظاهره

ہے وہ یہ ہے کہ صوفی اگر کوئی ایسا کلام بولے جو (بظاہر) شریعت کے خلاف ہو اور غلبۂ حال و سُکرِ وقت کے کشف سے صادر ہوا ہو تو وہ معذور ہے اور اس کا کشف اپنے ظاہری معنی پر صحیح نہیں اور جو اس کے ظاہر معنی ہیں وہ قابلِ اتباع بھی نہیں، بلکہ لازم ہے کہ اُس کے کلام کے کوئی ایسے معنی لئے جائیں جو مُخالفِ شریعت نہ ہوں اور ظاہری معنی کو اُسکی مُراد قرار نہ دیا جائے، کیوں کہ سُکر والوں کے کلام سے اس کے ایسے مخفی معنی مُراد لئے جاتے ہیں جو موافقِ شریعت ہوں۔ اور اُس کے خلافِ شریعت ظاہری معنی کو اُسکی مراد نہیں ٹھہرایا جاتا ہے۔

پھر[۱۳] اپنے مکتوبات شریف کی جلد دوم کے مکتوب نمبر ۶۷ میں صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں۔

خُبثِ اعتقاد کہ مخالفِ معتقداتِ اہلسنّت ست سُمّ قاتل ست۔ کہ بموتِ ابدی وعقابِ سرمدی رساند۔ مداہنت ومساہلت درعمل امیدِ مغفرت دارد اما مداہنت اعتقادی گنجائشِ مغفرت نہ دارد۔

یعنی جو عقیدہ سُنّیوں کے عقائد کے مخالف ہے اُسکی گندگی زہرِ قاتل ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دوامی عقاب تک پہنچاتی ہے۔ عمل میں سُستی اور کاہلی پر تو مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادات میں مداہنت و بالیسی کے بخشے جانے کی امّید نہیں ہے۔

پھر[۱۴] اسی جلد دوم کے اِسی مکتوب میں صفحہ ۱۲۳ پر فرماتے ہیں۔

پیغمبر فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بدرستی کہ بنی اسرائیل ہفتاد ویک فرقہ شدہ بودند کہ ہمہ ایشاں درنارند مگر یکے ازیشاں و زُود ست کہ امّتِ من برہفتاد وسہ فرقہ متفرق شوند کہ ہمہ ایشاں درآتش باشند مگر یک فرقہ پُرسیدند کہ آں فرقۂ ناجیہ چہ کسانند فرمود علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام آنانند کہ باشند برمثل آنچہ من برآنم واصحاب من برانند علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام۔ وآں یک فرقۂ ناجیہ اہلسنت وجماعت اند کہ ملتزم متابعتِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام ومتابعتِ اصحابِ آں سرور علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات اند اللھم ثبتنا علیٰ معتقدات اھل السُّنة والجماعة وامتنا فی زمرتھم واحشرنا معھم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب ٥

یعنی حضور پیغمبر اسلام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے تھے کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب جہنّمی ہیں اور عنقریب میری اُمّت تہتّر[۲۳] فرقوں پر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگی کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب ناری ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والے کون لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو اُسی دینی مذہب پر ہیں جس دینی مذہب پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ علیٰ نبینا الکریم وعلیٰ آلہ وعلیہم الصلاۃ والسلام اور وہ نجات پانے والا ایک فرقہ یہی اہلسنّت وجماعت کا گروہ ہے۔ جنہوں نے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی متابعت کا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا التزام کیا ہے اے اللہ ہمکو اہلسنّت وجماعت ہی کے عقیدوں پر ثابت رکھ اور اُنھیں کے گروہ میں ہم کو دُنیا سے

اُٹھا اور انھیں کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔ اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی ہے بڑا دینے والا۔

۱۵ پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۳۹ میں صفحہ ۱۴۹ پر فرماتے ہیں۔

کفارِ قریش چوں از کمالِ بے سعادتی در ہجو کوشش اہلِ اسلام مبالغہ نمودند حضرت پیغامبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بعضے از شعرائے اسلامیہ امر فرمودند کہ ہجو کفارِ نگونسار نمایند۔ آں شاعر در حضورِ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا بر بالائے ممبری برآمد واشعارِ ہجوِ کفار بر ملامی خواند آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام می فرمودند کہ روح القدس باوست مادامیکہ ہجوِ کفار می کند۔

یعنی کفارِ قریش نے جب کمالِ بدبختی کے سبب مسلمانوں کی بدگوئی اور مذمت میں زیادتی کی تو حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بعض اسلامی شاعروں کو حکم فرمایا کہ بدنصیب کافروں کی مذمت بیان کریں۔ وہ شاعر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار میں ممبر پر کھڑے ہوا کرتے تھے اور کافروں کی مذمت کے اشعار برسر مجلس پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ روح القدس (حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام) اُس کے ساتھ ہے جب تک وہ کافروں کے عیب اور اُن کی برائیاں کرتا رہتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان الرحمانی کی اس پچھلی عبارتِ شریفہ میں اِن احادیثِ مبارکہ کا تذکرہ ہے کہ

۱۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یوم قریضۃ لحسان بن ثابت اُھجُ المشرکین فان جبریل معك وکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یقول لحسانٍ اجب عنی اللّٰھُمَّ ایدہ بروح القدس۔

(رواہ البخاری ومسلم عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی جنگِ بنی قریضہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکوں کی ہجو و مذمت کر کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تیرے ساتھ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ میری طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ حسان کی تائید روح القدس سے فرما۔

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم قال اھجوا قریشًا فانہ اشد علیھم من رشق النبل۔

(رواہ مسلم عن سیدتنا عائشۃ صدیقۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ قریشی کافروں کی برائیاں اُن کے عیوب بیان کرو کہ بے شک یہ کام تیر مارنے سے بھی زیادہ اُن پر سخت ہے۔

۳۔ سَمِعْتُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یقول لحسانٍ ان روح القدس لایزال یؤیدك ما نافحتَ عن اللہ ورسولہ وقال سمعتُ رسول

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ روح القدس جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جب تک تو اللہ و رسول جل جلالہٗ

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یقول ھجاھم حسّانُ فشفٰی واشتفٰی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جانب سے اُن کے دشمنوں کے ساتھ مخاصمت ومدافعت کرتا رہتا ہے۔ اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ حسان نے کافروں مشرکوں کے عیوب اُن کی برائیوں کا بیان کیا تو مسلمانوں کو اُس نے شفا دی اور اپنے آپ بھی شفاء اصل کی۔ (رواہ مسلم عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۴۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم یضع لحسّان منبرًا فی المسجد یقوم علیہ قائمًا یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم او ینافح ویقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح اوفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد میں ممبر بچھایا کرتے تھے کہ وہ اُس پر کھڑے ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے کافروں مشرکوں پر مفاخر حسبیہ ونسبیہ کا نظم میں بیان کرتے تھے یا کفار ومشرکین کی ہجو و مذمت میں نظمیں پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بیشک اللہ عزوجل رُوح القدس سے حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرماتا رہتا ہے بیشک حسّان میری طرف سے مفاخرت ومنافحت کرتے رہتے ہیں۔ (رواہ البخاری عن سیدتنا عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی۔ ان اللہ تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں تو جو نازل فرمایا ہے وہ نازل فرما ہی دیا ہے؛ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے والشعراء یتبعھم الغاؤن ٥ الم تر انھم فی کل وادٍ یھیمون ٥ وانھم یقولون ما لا یفعلون ٥ یعنی اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور یہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ (ترجمۂ رضویہ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شعراء حضرت کعب بن مالک و حضرت حسان بن ثابت و حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو کفار و مشرکین کو اپنی نظموں میں جنگ و حرب سے خوفناک کیا کرتے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کفار و مشرکین کے نسبی و خاندانی عیوب اپنے قصیدوں میں بیان کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں کفار و مشرکین کو کفر و شرک پر شرم و غیرت اور ننگ و عار دلایا کرتے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عرض کا مطلب یہ تھا کہ کیا اِس قسم کے اشعار کہنا بھی ہمارے لئے ناجائز فرما دیا گیا؟ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ان المؤمن یجاھد بسیفہ ولسانہ والذی نفسی بیدہٖ لکانّما ترمونہ بہٖ نضح النبل۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایمان والا اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ اُسکی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری

جاں ہے بیشک تم اپنے اشعار کے ذریعے سے کافروں مشرکوں کے دلوں پر تیر برساتے ہو۔ جس طرح تیروں سے انکو زخمی کرتے ہو۔ (رواہ فی شرح السنۃ عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی شعر گوئی صرف ان لوگوں کیلئے منع ہے جو گمراہی کے نالوں میں سرگرداں پھرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ایمان والے پابند شریعت شعراء تو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہیں۔ انھیں آیتوں کے بعد علی الاتصال ارشاد ہوتا ہے۔

الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

یعنی مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ اُن پر ظلم ہوا، اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ترجمۂ رضویہ)

اِس آیتِ کریمہ نے ارشاد فرمایا کہ اشعار میں کفار و مشرکین کی مذمت و ہجو کرنا اسلئے کہ مسلمان ان کو سُن کر اُن کے عقائدِ کفریہ سے متنفر و بیزار ہو کر اپنے اسلام اپنی سُنّیت کو اُن کے دامِ مکر و فریب میں پھنسنے سے بچائیں۔ یہ بھی جہاد باللسان ہے۔ ہم نے یہ پانچوں احادیثِ مبارکہ بھی اسد السنّۃ ضرغام الملّۃ وصاف الحبیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی خطیب جامع مسجد و مفتیِ اعظم ریاستِ پٹیالہ (ادامہم اللہ بالفیض والفضل والجلالۃ ونصرہم دائمًا علی جمیع اہل الکفر والضلالۃ) کے فتوائے مبارکہ مسمّٰی بنامِ تاریخی "اربعین شلت" (۵۸ ھ ۱۳) سے نقل کی ہیں۔

اب بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت امام ربانی مجددِ الفِ ثانی علیہ الرضوان الصمدانی کی اِن عبارات کریمہ کے فوائدِ عظیمہ ملاحظہ ہوں۔

اولاً ـــــ پانچویں چھٹی ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر صوفی ہو یا کوئی اور سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت وجماعت دامت برکاتہم کی تحقیقات کے مطابق درست کرے۔ بغیر اِس کے علم و عمل و سلوک سب باطل و مردود ہے۔

ثانیًا ـــــ پانچویں ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ائمۂ دین وملت و علمائے اہلسنّت رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی تحقیقات کے خلاف جو شخص اپنی عقل سے قرآن و حدیث سے سمجھنا چاہے گا وہ بدمذہب و گمراہ ہو جائے گا بلکہ کتاب و سُنّت کے مطالب کو حضرات علمائے اہلِ سنّت ہی کے معتقدات و تحقیقات کے مطابق اخذ کرنا فرض ہے۔

ثالثًا ـــــ تیسری ساتویں گیارہویں چودھویں عبارتوں میں فرمادیا کہ مُسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات کا مستحق صرف اہلِ سُنّت وجماعت کا مقدس گروہ ہے۔

رابعًا ـــــ چودھویں عبارت میں فرمادیا کہ اہلسنّت وجماعت کے سوا مُسلمان کہلانے والے جو بہتر فرقے ہیں اُن سب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حدیث شریف میں ناری وجہنّمی فرمایا ہے

خامسًا ـــــ تیرھویں عبارت میں فرمادیا کہ مذہب اہلسنّت وجماعت کے خلاف جو عقیدہ ہو اُس کی خباثت ہمیشہ کی موت اور ابدی عذاب تک پہنچادیا کرتی ہے۔

سادسًا ـــــ گیارھویں عبارت میں فرمادیا کہ اگر کوئی شخص مذہب اہلِ سُنّت وجماعت سے رائی کے دانے کے برابر بھی جُدا نظر آئے اسکی صحبت کو سمِّ قاتل اور اس کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کو زہرِ افعی سمجھو۔

سابعًا ـــــ اُسی عبارت میں فرمادیا کہ ہر ایک بدمذہب فرقے کے مُلّانے دین کے چور ہیں دین میں جس قدر فتنے فسادات ہو رہے ہیں سب کا سبب اُنھیں کی منحوسیت ہے، اُن کی صحبتوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

ثامنًا ـــــ اُسی عبارت میں فرمادیا کہ بدمذہب فرقوں کے مُلّانے ابلیس ملعون کے نائب ہیں جنھوں نے شیطانِ لعین کے کارِ تضلیل واغوا کا سارا بار خود اپنے اوپر لیکر ابلیس کو آرام وبے فکری کے ساتھ بٹھادیا ہے۔

تاسعًا ـــــ پندرھویں عبارت میں فرمادیا کہ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں کے مذہبی ونسبی وحسبی عیوب ونقائص نظم ونثر میں تصنیف کرنا اور مسلمانوں کے مجمع میں ممبر پر کھڑے ہوکر پڑھنا اور مسلمانوں کا اپنے مجمعوں بلکہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر اُن کو سُننا اس لئے کہ عوام اہلِ اسلام اُن کو سُن کر کفار ومشرکین واعدائے دین کے عقائدِ کفریہ وافعالِ نامرضیہ سے متنفر وبے زار ہوں اور اپنے دین و مذہب کو ان کے مکر وفریب کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھیں۔ یہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وحضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سُنّتِ جمیلہ ہے۔

عاشرًا ـــــ دوسری تیسری آٹھویں نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ کشوف وکرامات ومواجید و حالات صرف وہی مُعتبر ہیں جو عقائدِ مذہبِ اہلسنّت واحکام ومسائلِ شریعت کے مُطابق اور موافق ہوں۔ اور جو امور بظاہر کشف وکرامت ومواجید وحالات نظر آتے ہوں لیکن مذہبِ اہلسنّت کے خلاف یا شریعتِ مطہرہ کے مخالف ہوں وہ کشف وکرامات نہیں بلکہ خرابی وبربادی واستدراج ہیں۔

حادی عشر ـــــ پہلی چوتھی بارھویں عبارتوں میں صاف فرمادیا کہ جو کشف والہام شریعتِ مطہرہ کیخلاف ہو وہ مردود ہے، گمراہی وبے دینی ہے۔

ثانی عشر ـــــ بارھویں عبارت میں فرمادیا کہ سچّا صُوفی احوال وافعال واقوال وعلوم ومعارف میں کبھی شریعتِ مطہّرہ کا مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔

ثالث عشر ـــــ اُسی عبارت میں فرمایا کہ اگر کسی سچے صُوفی سے مشاہدۂ تجلّیٔ الٰہی میں استغراق کے وقت

شکر و بے خودی کے سبب ایسے کلمات صادر ہو جائیں جو بظاہر شریعت مطہرہ و مذہب اہلسنّت کے خلاف نظر آئیں تو اُن کے ظاہری معنی مُراد لینا حرام و ناجائز ہیں۔ بلکہ جب اس کی سچی صوفیت ثابت ہے تو اُس کے اس قِسم کے کلمات کے ایسے معنی مراد لینا فرض ہیں جو اگرچہ بادی النظر میں اُن کلمات سے مفہوم نہ ہوتے ہوں۔ بلکہ بعدِ غور و فکر اُن کلمات سے سمجھ میں آتے ہوں۔ لیکن شریعتِ مطہرہ و مذہب اہلسنّت کے مخالف نہوں۔

رابع عشر ـــــ نویں دسویں عبارتوں میں فرمادیا کہ سلوکِ طریقِ صوفیہ کا صرف یہی مقصود ہے کہ عقائدِ شرعیہ پر اور زائد یقین اور احکامِ فقہیہ کے بجالانے میں آسانی حاصل ہوجائے۔ اِسکے سوا کچھ اور ہرگز مقصود نہیں۔

خامس عشر ـــــ چھٹی عبارت میں فرمادیا کہ صوفی جب تک عقائد میں سچا پکا سُنّی مسلمان نہ ہوگا علم دین اسکو مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک احکامِ شریعت کا علم اُسے حاصل نہ ہوگا عمل اُسے نفع نہ دے گا۔ اور جب تک احکامِ شرعیہ پر عمل نہ کرے گا ریاضتوں مجاہدوں سے اُسے تصفیۂ قلب و تزکیۂ روح ہرگز حاصل نہ ہوگا۔

لِلّٰہ الحمد کہ اِن عباراتِ شریفہ سے کالشمس فی نصف النہار واضح و آشکار ہوگیا کہ پیر کہلانے والا مُسلمانوں کے سامنے صُوفیت کے لباس میں آنے والا اگر مذہب اُہلسنّت وجماعت کے خلاف اور شریعتِ مطہرہ کا مخالف ہو تو وہ ہرگز نہ تو صوفی ہے نہ پیر۔ وہ ولی اللہ نہیں بلکہ ولی الشیطان ہے۔ وہ مرشدِ مسلمین نہیں نہ ہادیٔ مومنین بلکہ وہ دُزدِ ایمان ہے اور رہزنِ دین، نائبِ ابلیسِ لعین ہے۔ اور مُسلمانوں کے دین وایمان کا عدُوِّ مبین۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

اِس مسئلے کی تفصیلِ جلیل حُضور پُرنور آقائے نعمت دریائے رحمت امام اہلسنّت اعلیحضرت عظیم البرکت مُجدّدِ اعظم فاضل بریلوی مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبدالمصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوائے مبارکہ مسمّیٰ بنام تاریخی "مقال عرفا باعزازِ شرع وعلماء" (۱۳۲۷ھ) میں ملاحظہ ہو

سادس عشر ـــــ گیارہویں عبارت میں اپنی تمام عمر شریف کے جُملہ وعظوں کا خلاصہ اور اپنی ساری مبارک زندگی کی تمام نصیحتوں کا عطر یہ ارشاد فرمایا کہ پابندِ شریعت دیندار لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے۔ الفت و محبت رکھی جائے پابندیٔ شریعت اور دینداری صرف مذہب اہلسنّت وجماعت کی پیروی ہی پر منحصر و موقوف ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی دلائلِ قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بغیر اتباعِ مذہبِ اہلسُنّت کے نجات مُحال اور کامیابی ناممکن ہے۔

جِس شخص کے متعلق بھی معلوم ہوجائے کہ وہ ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عقائدِ اہلسنّت و جماعت سے مُخالفت رکھتا ہے اُسکی صحبت کو قتل کرڈالنے والا زہر سمجھیں۔ اُس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا زہر جانیں۔ سُنّی مُسلمانوں کے مذہبی علماء کے سوا ہر ایک فرقے کے مُلّانے دین کے چور ہیں۔ جُملہ دینی فتنے تمام مذہبی فسادات انھیں بدمذہب مُلّانوں کی نحوست کے سبب برپا ہو رہے ہیں۔ انھوں نے دنیا کی حقیر و ناچیز دولت کے لالچ میں بدمذہبی ولامذہبی یا صُلح کُلّیت اختیار کرلی ہے۔ وہ لوگ ابلیسِ ملعون کے نائب ہیں۔ جنھوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے کے جُملہ ابلیسی

کارناموں کا بار اپنے اوپر لیکر اپنے پیشوا شیطان لعین کو فارغ البال اور بے فکر کر دیا ہے۔ تمام بدمذہب مُلّاؤں سے خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں دور رہنا اُن کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

یہ تو حضرت امام ربانی مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مُبارک زندگی کے مُجملہ وصایا کا خُلاصہ تھا۔ اَب حضرت امام اہلسنّت مُجدّد اعظم مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام عمرِ شریف کے جمیع تحریری وتقریری مواعظ ونصائح کے عطر کی ایمان پرور خوشبوؤں سے بھی اپنے مشامِ جان وایمان کو معطّر کیجئے۔

رسالۂ مبارکہ "وصایا شریف" کے صفحہ ۳ و ۴ و ۵ پر ہے۔

"پیارے بھائیو! لا ادری ما بقائی فیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دِن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے۔ اور آپ سب لوگ ہوں۔ میں ہوں۔ اور میں آپ لوگوں کو سُناتا ہوں۔ مگر بظاہر اب اسکی امید نہیں۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ ورسول کی (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور دوسری خود میری۔ تم مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ اُن سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے۔ رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے۔ چکڑالوی ہوئے۔ غرض کتنے ہی فرقے ہوئے ______ جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیے ہیں۔ تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ اِن کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ربّ العزۃ جلّ جلالہٗ کے نور ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روشن ہوئے۔ اُن سے تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ روشن ہوئے، اُن سے ائمہ دین روشن ہوئے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) اُن سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں کہ یہ نور ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سچی محبت اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جُدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہِ رسالت (علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ) میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظّم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اُسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اِس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کیلئے

کسی بندے کو کھڑا کر دیگا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو۔ اور تمہیں کیا بتائے۔ اِس لئے ان باتوں کو خوب سُن لو۔ حُجّۃُ اللّٰہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اِسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اُس کیلئے نور و نجات ہے۔ اور جس نے نہ مانا اُس کیلئے ظلمت و ہلاک۔ یہ تو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سُنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔ اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے۔ مجھے نہ کرنے دیئے۔ اللّٰہ تعالٰی آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلسنّت سے اپنے حقوق لوجہ اللّٰہ تعالٰی معاف کر دیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں۔ اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اُن سے میری معافی کرالیں۔"

یہ مبارک وصیت مقدسہ پچیس محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ھ کو اپنی دنیوی حیاتِ شریفہ میں اپنے مرشد برحق خاتم الاکابر حضور پرنور سیدنا شاہ آل رسول احمد قادری مارہروی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے سب سے پچھلے عرس سراپا قدس میں ارشاد فرمائی تھی۔ قُل شریف کے وقت کاشانۂ مبارک سے مستورات کو دوسرے مکان میں بھجوا کر لوگوں کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔ یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رُشد وارشاد کا پچھلا دور۔ جس کے پورے ایک مہینے کے بعد جمعۂ مبارکہ ۲۵ صفر مظفر سنہ ۱۳۴۰ھ کو دو بج کر اڑتیس منٹ پر امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے اِس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف سفر فرمایا۔ اِن مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت میں لوگوں کا اس روز بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا۔ پھر مکتوب وصایا جو وصالِ شریف سے صرف دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود اپنے دستِ اقدس سے تحریر فرمائے۔ اُن کے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللّٰہ توفیق دے والسلام۔ ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ روز جمعۂ مبارکہ۔ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ وقتی وصایا قلمبند ہوئے۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم خود بحالتِ صحتِ حواس واللّٰہ شہید وله الحمد وصلی اللّٰہ تعالیٰ وبارك وسلم علیٰ شفیع المذنبین وآله الطیبین وصحبه المکرمین وابنه وحزبه الی ابد الاٰبدین والحمد للّٰہ رب العٰلمین ٥

اعلیحضرت امام اہلسنت مجدّد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات مبارکہ میں یہ حمد پچھلی حمد اور یہ درود آخری درود اور یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے کہ پھر کچھ نہ تحریر فرمایا ـــــــ یہ ہے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ نصائح کے خلاصے۔ اور حضرت امام اہلسنّت مجدّد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام حیاتِ مبارکہ جمیع وصایا کے ملخّص کا باہمی حُسنِ تطابق۔ مشاہدۂ اوّلین ہی میں محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیتِ مبارکہ جس مضمون کا اجمالِ جمیل ہے۔ حضرت امام اہلسنّت مجدّد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیتِ مقدسہ اُسی کی مختصر تفصیلِ جلیل ہے۔ اللہ عزّ وجل حضرت امام ربّانی مجدّد الفِ ثانی وحضرت امام اہلسنّت مجدّدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی انھیں مقدس وصیتوں پر ثابت و مستقیم رہنے کی ہم کو، ہمارے بھائیوں، ہماری بہنوں کو توفیق بخشے اور اس راستے میں کسی کی بھی شہرتِ علمی وشخصیتِ ظاہری و نسبتِ نسبی ووجاہت عمومی وغیرہ کے پاس اور لحاظ کو ہمارے لئے سدِّ راہ نہ ہونے دے اور وہی ہمارا معین وکفیل ہے اور ناصر ووکیل فلہ الحمد وعلیٰ حبیبہ واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ومجدد دینہ ومحیی ملتہ واولیاء امتہ وعلماء شریعتہ وعلینا وعلیٰ سائر اھل سنتہ وجماعتہ اتم الصلوات وادوم التسلیمات بالتعظیم والتبجیل اٰمین۔

الحمد للہ رب العٰلمین! کہ ٹھیک دوپہر کے آفتابِ عالمتاب سے بھی زائد روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ حق گو حضرات علمائے اہلسنّت کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم کا مسلک بالکل حق و دُرست وصحیح اور صُلحکلّی پیر نما ٹھگوں کا ہر ایک مُغالطہ فضیح وقبیح ہے۔ اور جو لوگ ایسا بکتے ہیں وہ اِس شعر کے مصداق ہیں کہ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

صُلحکلّیوں کے اور دوسرے مکروں اور عذروں کا مفصّل رَدِّ قاہر حضور پُرنور امام اہلسنّت مجدّد اعظم اعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب مسمّٰی بنام تاریخی "تمہید ایمان بآیات قرآن" (۱۳۲۶ھ) میں ملاحظہ ہو۔ بھولے بالے سیدھے سادے سُنّی مُسلمانوں پر فرضِ عین ہے کہ اِن سب قسموں کے صلحکلیوں سے دور ونفور رہیں تاکہ بفضلہٖ تعالیٰ وبکرمِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اُن کے دین وایمان اِن کے حملوں سے بچیں۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۝

درحقیقت صُلحکلّیت ہر بدمذہبی کی جڑ، ہر بدمذہبی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔ اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ، اپنے بھائی بہن، اپنے بیوی بچوں کے دشمنوں اور اُن کو گالیاں دینے والوں سے نفرت و بیزاری رکھے، اُن سے بُغض وعداوت برتے، اُن کی گالیوں کے بدلے گالیاں بکے یہ سب تو جائز ہے۔ مگر اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رضا کیلئے جو شخص اُن کے دشمنوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے بحکمِ

شریعت علیحدگی و مجانبت بیزاری و نفرت ایسوں کے ساتھ شرعی بغض و عداوت رکھے، اُن کی ملعون گستاخیوں کا رد کرے وہ فتنہ گر ہے، جھگڑالو ہے، بدگو ہے، بے تہذیب ہے، اَن سیٹوؔ لائزڈ غیر مہذب اور ترقی نایافتہ ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کون سے سچّے ایمان دار کو ایسی ناپاک ملعون صُلح کلّیت کے کفر والحاد ہونے میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اِیمان و قرآن تو یہ بتاتا ہے کہ جو شخص تمہارا دشمن ہو، تمہارے ماں باپ کا عدو ہو، تمہارے کنبے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو، تمہاری جان کا خواہاں ہو، تم کو بُرا کہتا ہو، تمہیں گالیاں دیتا ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن و مخالف نہ ہو اور ایماندار سُنّی مسلمان ہو تو اگرچہ اُس کی ناجائز دشمنیوں کا بروجہ شرعی انتقام لینا جائز ہے پھر بھی اگر صبر کرو اور اسکو بخش دو اس کی عداوت کے بدلے نہیں تم اُس کے ساتھ محبّت کرو اُس کی گالیوں کے بدلے میں تم اُسے دُعائیں دو تو یہ عنداللہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تمہارا کیسا ہی معظم و محترم ہو تمہیں کتنا ہی محبوب و کریم ہو اگرچہ وہ تمہارا مولوی تمہارا مفتی تمہارا پیر تمہارا واعظ تمہارا اُستاذ کہلاتا ہو اگرچہ وہ تمہارا لیڈر تمہارا اِسپیکر تمہارا لیکچرار تمہارا ریفارمر بنکر پلیٹ فارم پر آتا ہو اگرچہ وہ تمہاری کیسی ہی ہمدردی و دلسوزی و امداد و اعانت کے گیت گاتا ہو۔ اگرچہ وہ تم پر کیسے ہی اکرام و احسان و انعام کی بارش برساتا ہو، اگرچہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے درحقیقت بھی وہ تمہارا رشتہ دار یا بھائی یا بیٹا یا باپ ہی ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں توہینیں اور گستاخیاں کرتا ہو، قرآن عظیم کی تکذیب احکام اسلامیہ پر تمسخر کرتا ہو اُس کے ساتھ بغض بروجہ شرعی رکھنا، اُس سے متنفر و بیزار رہنا، اُس کے کفر و ارتداد کا پردہ چاک کرنا، اُس کے کافر مرتد ہونے کو علی الاعلان مسلمانوں پر پیش کر دینا، اُس کے احسان و انعام کو درحقیقت مکر و فریب کا جال سمجھنا، اس کی محبت کے بدلے میں اُس کے ساتھ شرعی عداوت رکھنا بقدر قدرت و حسب استطاعت تم پر فرض ہے۔ یہی احادیث مصطفوۃ علیٰ صاحبہا وآلہ الصّلاۃ والتحیّۃ کا ارشاد ہے۔ یہی صدہا آیات قرآنیہ کا صریح واضح مفاد ہے۔

آہ! کہ اِن ظالم صلحکلیّوں نے اِس ضروری دینی قرآنی حکم شرعی کو بالکل پلٹ دیا۔ ان بے ایمانوں نے یہ گڑھ لیا کہ اپنے دشمنوں سے تو دشمنی و عداوت نفرت و مجانبت اُن پر رد اُن کی اہانت سب کچھ جائز و صحیح۔ نہ تہذیب کے خلاف نہ اتفاق و اتحاد کا مخالف۔ لیکن خُدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ صلح و اتحاد رکھنا اُن سے محبت و اُلفت برتنا سب کچھ فرض ؟ اور غضب بالائے غضب یہ کہ ان بے دین صلحکلیوں کے متکلمین و مبلّغین اِسی ناپاک کفر کو جابجا ناواقف اور جاہل عوام مسلمین کے سامنے حکم اسلامی اور فرض قرآنی بتاتے پھرتے ہیں۔

بئس للظلمین بدلا ○ الا لعنۃ اللہ علی الظّلمین ○ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظّلمون ○ انما یؤخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار ○ والعیاذ باللہ الواحد

القہار العزیز الغفار ـــــ گجراتی اخبار "اہلسنّت" احمد آباد میں اُس کے مدیر حضرت حسام اہلسنّت ناصرِ سنّیت کاسرِ لامذہبیت مولانا مولوی سید عبد القادر صاحب قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم العالیہ ساکن صوبیدار گلی راندیر ضلع سورت نے اپنے متعدد ایمان افروز مقالے مفصل و مبسوط پے در پے قسط وار شائع فرمائے ہیں، جن میں صُلحکلیوں کی تجہیل و تحمیق اور ضروریاتِ دینِ اسلام و ضروریات مذہبِ اہلسنّت کی تفصیل و تحقیق بر وجہ انیق فرمائی ہے۔ ہمارے گجراتی خواں برادرانِ اہلسنّت ضرور اخبار "اہلسنّت" کے فائل سے فیض و برکت حاصل کریں۔

صُلحکلیہ نابکار جو اللہ و رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کی کھُلی توہینیں صریح تکذیبیں کرنے والوں کے کفر و ارتداد کو چھُپانے، ان کی تکفیرِ شرعی کو غلط باطل ٹھہرانے کیلئے اپنی صُلحکلّیت بگھارتے ہیں یہ سب بحکمِ شریعتِ مطہرہ کفار و مرتدین ہیں۔ والعیاذ باللہ الحق المُبین۔

واللّٰہ ورسولہٗ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم

فقیر ابو الفتح عبید الرّضا محمد حشمت علی خاں
قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واہلہٖ واخوانہ واحبابہ ربہ
المولیٰ العزیز القوی
محلہ بھورے خاں پیلی بھیت

ترجمان اہلسنت ۱۷ حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اراکینِ بزمِ قادری رضوی کانپور کے مسائلِ ذیل میں استفسار کرنے پر حضرت نے یہ تحریر عنایت کی، جسے اراکین نے بشکلِ اشتہار شائع کیا اور دیگر علمائے کرام سے تصدیقات بھی حاصل کیں۔

مرتب

۴۸۶/۹۲ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پیارے مذہبی بھائیو!

عزیزی دینی برادرو! ہر سنی مسلمان کیلئے بہت بڑی مصیبتِ عظمیٰ اور سخت ترین آفتِ کبریٰ یہ ہے کہ اس کے پیارے آقا و مولیٰ حضور سیدنا محبوبِ خدا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی و توہین کی جائے۔ لیکن عاقل مسلمان کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ کسی مصیبت سے گھبرا کر خلافِ شریعت امور کا ارتکاب کرنے لگے۔ خوب سمجھ لو کہ کالے بلّے لگانا، سیاہ جھنڈے اٹھانا، مکانوں اور دوکانوں پر کالی جھنڈیاں نصب کرنا نصاریٰ اور نیچریہ کا شعار ہے۔ اس سے پرہیز کرنا مسلمان کو واجب ہے۔ ہڑتالیں کرانا غریب مسلمانوں کی روزی کو نقصان پہنچانا ہے۔ بیکس و بے بس اور بے دست و پا، بے زور و زر نہتے مسلمانوں کو حکومتِ وقت کے مقابل گولیاں کھانے کا مشورہ دینا، ان کو کسی باغیانہ تحریک کیلئے اشتعال دلانا حکومت سے ٹکرا جانے پر اکسانا مسلمانوں کی بدخواہی و تباہ کنی ہے جو شرعاً حرام ہے۔ سنی مسلمان بھائیوں کو عموماً اور رضوی برادران کو خصوصاً متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کے فتنہ و شر و فساد سے قطعاً علیحدہ رہیں، امن و امان کو مکمل طور پر قائم رکھیں حکومتِ وقت کے خلاف ہر قسم کی مفسدانہ تحریکوں سے قطعاً پرہیز کریں۔ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرکے جن احکامِ شرعیہ پر عمل کرنا اپنے اختیار اپنی استطاعت میں ہے اُن کے مکمل طور پابند ہو جائیں۔ بالخصوص خلافِ شریعت افعال سے اجتناب اور حکمِ شرعی کے مطابق داڑھی کی حفاظت اور نمازوں کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں۔ اور وہ مسلمان کہلانے والے کلمہ پڑھنے پڑھانے والے وہابیہ دیوبندیہ جو اپنی تحریروں میں خدائے قدوس جلّ جلالہٗ کو جھوٹا ــــــ اس کے محبوب علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا علمِ غیب ہر جانور ہر پاگل ہر چارپائے کے لئے ثابت ــــــ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے علم کو شیطان کے علم سے کم ــــــ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو خدا جلّ جلالہٗ کے آگے چمارسے بھی زیادہ ذلیل ــــــ سب انبیاء اولیاء کو اس کے روبرو ناچیز ذروں سے بھی کمتر ــــــ نماز کے اندر حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کا خیالِ مبارک لانے کو اپنی بی بی کے ساتھ جماع اور رنڈی کے ساتھ زنا کے تصور سے

اور بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدرجہا بدتر اور شرک ــــــ یہاں میتیوں کے تماشوں اور جادو گروں کے جادو کو کمال و قوت میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھا ہوا ــــــ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو چالیس سال کی عمر تک جملہ محاسن شرعیہ سے بے خبر ایمان سے قطعًا ناواقف تہذیب سے یکسر خالی ــــــ اور اس قسم کی گندی گھنونی توہینیں شائع کر کے غیر مسلم کہلانے والے کفار و مشرکین کو بھی بارگاہ مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام میں دریدہ دہنی و بدزبانی کرنے کی ہمتیں جرأتیں دلا رہے ہیں۔ ان داڑھی والے کانپور مسلم نما مرتدوں سے اپنے آپکو بالکل علیحدہ کر لیں۔ اور خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہ کریم میں حضور سیدنا غوث اعظم سلطان بغداد و حضور سلطان الہند خواجہ اجمیر و حضور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم کے واسطے اور وسیلے پیش کر کے خلوص قلب و صدق دل کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمام مسلمانان اہلسنت کیلئے مکمل امن وامان رکھیں۔ ہر فتنہ و شر و فساد سے ہمیشہ بچائیں۔ اور حکومت وقت جس کا اعلان ہے کہ وہ سیکولر اسٹیٹ یعنی ایک لامذہبی حکومت ہے اور وہ اپنے رعایا کے تمام مذہبوں کو یکساں نظر احترام سے دیکھتی ہے اس کو بھی توفیق دیں کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے۔ اور بارگاہ رسالت پر جو مسلم یا غیر مسلم کہلانے والے دشمنوں کی طرف سے گستاخانہ حملے ہو چکے اور ہوتے رہے ہیں اُن کا اپنے اعلان کے مطابق یکسر سدِ باب کر دے۔ والسلام علیٰ اہل السنۃ والسلام۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں غفرلہٗ (سرپرست بزم قادری رضوی کانپور)

فقیر حشمتی سید نیاز احمد غفرلہٗ (ناظم اعلیٰ بزم قادری رضوی کانپور)

نیاز احمد قادری رضوی (صدر بزم قادری رضوی کانپور)

محمد سجاد حسین قادری رضوی (نائب ناظم و خازن بزم قادری رضوی کانپور)

محمد ابراہیم قادری رضوی (نائب صدر بزم قادری رضوی کانپور)

المشتہر: اراکین بزم قادری رضوی کانپور حفظہم الرب الغفور عن الفتن والشرور (برقی پریس کانپور)

تصدیقات

از: حضور سرکار تاج العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدا جل وعلا و صلاۃ و سلام بر حبیب خدا و آل و اصحاب با صفا و سلام بر اہل اسلام کے بعد آج سوم

ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۱ھ دوشنبہ مبارکہ کو مجھے مطبوع اشتہار موسوم "بزم قادری رضوی کانپور کا سُنی بھائیوں کو ضروری اعلان" موصول ہوا۔ میرا اور میری خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے اکابرِ کرام و مرشدانِ عالی مقام علٰی سیدہم سید المرسلین علیہ و علیہم ثم علیہم الصلاۃ والسلام کا یہ دین و مذہب و مسلک سلفاً و خلفاً عرب و عجم میں اُن کے مبارک آستانوں سے قولاً و عملاً تحریراً و تقریراً شائع و مشہور و معلوم ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم دوسرے مرتدین و مبتدعین اگلے اور پچھلے سب بحکمِ شریعتِ مطہرہ قطعاً اور یقیناً اجماعاً کفار مرتدین و ضالین و مبتدعین علٰی حسبِ عقائدہم ہیں۔ جو شخص بھی ان کے عقائد کفر و بدعت پر مطلع ہو کر ان کو کفار و مرتدین و مبتدعین نہ جانے وہ بھی انہیں خبثاء کی رسّی میں شرعاً بندھا ہوا ہے۔ ان سب سے مسلمانوں کو حسبِ وُسعتِ ظاہری جسمانی طور پر بھی احتراز اور اجتناب شرعاً فرض و لازم اور قلبی نفرتِ کلّی اور بیزاری قطعی تو فرض و لازم اہم ہے ہی اور لیڈری چالوں سے بھی جو غرب اور کفر در بے زر دبے پر مسلمانوں کیلئے مضر و مہلک ہیں۔ احتراز و اجتناب کی تاکید بھی اس خانقاہِ عالیہ سے مطابق حکمِ شریعتِ مطہرہ برابر ہوتی آئی ہے۔ اور اسی پر فقیر بھی بعونہٖ تعالیٰ عامل اور اسی کا اپنے اَحبابِ اہلسنّت اور برادرانِ قادریت و برکاتیت میں تا وسعت مبلغ ہے۔

فقیر اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی محمدی احمدی قاسمی غفرلہٗ

از خانقاہِ عالیہ برکاتیہ قادریہ مارہرہ مطہرہ ۳ ۱۲/۷۱ دوشنبہ مبارکہ

از : حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان

۷۸۶/۹۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ۔

والا جناب بالا انتساب بحر العلوم مناظر اعظم ہند زیدت فضائلکم العلیا و علیکم السلام و رحمتہٗ و برکاتہٗ کرمفرمائے قدیم حاجی نور محمد عبد الستار رنگیل نے مطبوع اشتہار "بزم قادری رضوی کانپور کا سُنی بھائیوں کو ضروری اعلان" عنایت فرمایا اِس عنایتِ فراواں کیلئے اس گنہگار کا ہدیۂ امتنان قبول فرمائیے ———— بیشک ہر سُنی مسلمان کیلئے ساری آفتوں میں بڑی یہ آفت کہ معاذ اللہ ربّ العٰلمین حضور اقدس سرورِ کائنات سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ و علٰی آلہٖ وصحبہٖ و بارک وسلم کی بارگاہِ عرش اشتباہ میں گستاخی و توہین کی جائے یقیناً شعائرِ نصاریٰ و نیاچرہ وغیرہم کفار و مرتدین و مبتدعین کا اختیار کرنا مسلمانوں کیلئے بحکمِ شریعتِ مطہرہ حرام و گناہ ہے۔ لاریب کہ بڑے وہابیہ دیوبندیہ (جو اشتہار میں مذکور ہوئے) اپنے اپنے عقائد کفریہ قطعیہ کی بنا پر یقیناً کافر و مرتد ہیں ایسے کہ اُن کے کفر و ارتداد پر اطلاع شرعی کے بعد جو اُن کے کفر و ارتداد میں شک بھی کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ یقیناً مسلمانوں کو ایسی تدبیر کی طرف رغبت دلانا جو

ان کو تباہی و بربادی کے غار میں ڈھکیل دیں شرعاً حرام ہے۔ ضرور مسلمانوں کو شریعتِ مطہرہ کی پابندی کی تاکید و تبلیغ کرنا حق و صواب ہے۔ بلا ارتیاب مسلمانوں کو حضراتِ محبوبانِ خدا برگزیدگانِ حق علیٰ سیدہم الکریم و علیہم الصلاۃ والسلام کے وسیلے سے خدا اور رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہوں میں اپنی فریادیں پیش کرنے کی ترغیب و تاکید بجا اور درست ہے۔ اور ان مقاصد میں یقیناً اشتہار مذکور صحیح و درست ہے۔ اور ان مقاصد کو سرتاپا غلط کہنا قبیح ترین ضلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و حبیبنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین و بارک و سلم،

فقیر ابو الحسنین آلِ مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی نوری قاسمی

خادم آستانۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ و خطیب مسجد کھڑک بمبئی ۹

یازدہم ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء یکشنبہ

تصدیق: حضور محدّث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

یہ بھی ایک آثارِ قیامت سے ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال و عزّت اور سب سے بڑھ کر ان کے دین کی حفاظت کیلئے نیک و پاک مشورہ اور اُن کو سیاست کی تباہ کاریوں سے بچا کر راہِ دین پر لگانے کے مقدّس پیغام کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کئے جائیں۔ اور نہ جانے وہ کس قسم کے بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانانِ اہلسنت میں جو پروپیگنڈے کا شکار ہو کر فتنہ و شر و فساد میں پڑ جائیں۔ کیا اتنی سی بات سمجھنا دشوار ہے کہ وہابی دیوبندی کبھی مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا اور کوئی عالمِ دین باطل شکن مسلمانوں کا بدخواہ نہیں ہو سکتا بہر حال اشتہار آج بھی اسی طرح حق ہے جس طرح ابتدائے اسلام کے وقت حق تھا۔ مالِ مسلم جانِ مسلم عزّتِ مسلم اور دینِ مسلم سب کو قرآن کریم و حدیث شریف میں قیمتی فرمایا گیا ہے اور شعارِ کفّار و مشرکین سے بچنے کا حکم اُسی وقت سے چلا آرہا ہے۔

اس اشتہار کو پڑھ کر اور سمجھ کر جو کہے یہ اشتہار سرتاپا غلط ہے اگر یہ جسارت بر بنائے فریب خوردگی و نادانی ہے تو نہایت قبیح جہالت ہے اور اگر بر بنائے بد دینی و بے دینی ہے تو کھلی ہوئی ضلالت بلکہ بلا تاویل انکارِ احکامِ شریعت اور کفری بطالت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ' ہٰذا ما عندی والعلم عند اللہ ذو اللہ و رسولہٗ اعلم و علمہ جل مجدہٗ اتم و احکم فقط ابو المحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

۲۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۱ھ

مہر شریف

: حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی حشمتی اشرفی غفرلہ'

سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

حال پرنسپل جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کٹیہار ضلع پورنیہ بہار

: حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان۔

الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وسلم

فقیر ابوالمظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی

غفرلہ' خطیب جامع مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

از : حضرت علامہ مفتی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قبلہ

الجواب صحیح واللہ ورسولہ' اعلم جل جلالہ' وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری برکاتی رضوی غفرلہ' ربہ القوی۔

از : حضرت مولانا حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا

۷۸۶/۹۲ | انہ لقول فصل وما ھو بالھزل۔ حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا قادری برکاتی رضوی غفرلہ'

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن تبلیغ صداقت رحمت منزل کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

تصدیق : اجمل العلماء حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

۷۸۶/۹۲ مولانا الاعلیٰ الافضل، مکرمنا الاجل الابجل حضرت مولانا المولوی المفتی الحاج الشاہ محمد اجمل دام فیضہ الاعم الکمل

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ'۔ "بزم قادری رضوی کانپور کا سُنی بھائیوں کو ضروری اعلان" شائع ہونے پر وہابیہ دیوبندیہ نے اس کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کر کے بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانان اہلسنّت کے درمیان فتنہ وشر وفساد برپا کر دیا۔ لہٰذا اشتہار مذکور خدمت عالی میں پیش کر کے جناب والا سے استفتاء ہے کہ یہ اشتہار شرعًا حق وصحیح ودرست ہے یا نہیں۔ اور جو شخص کہے کہ یہ اشتہار سرتاپا غلط ہے اُس پر کیا حکم شرعی ہے۔ جواب براہِ کرم جہاں تک ہو سکے جلد عنایت ہو۔ بینوا توجروا۔

المستفتیان : اراکین بزم قادری رضوی کانپور۔

بزم قادری رضوی کا اشتہار بعنوان "سُنّی مسلمان بھائیوں کو ضروری اعلان" میں نے اوّل سے آخر تک پڑھا

اس اشتہار کا نہ فقط مضمون بلکہ کلمہ کلمہ لفظ لفظ شرعاً حق وصحیح و درست ہے اور اہل اسلام کیلئے فضاء ملکی اور اپنی استطاعت وقوت وقتی کو مد نظر رکھتے ہوئے بہترین مشورہ اور عمدہ ترین شاہراہ ہے۔ اور اشتعال انگیز تحریکوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی بنا پر آنے والے زہریلے خطرات اور پریشان کن واقعات سے بچنے کیلئے نفیس ترین سپر اور قلعہ ہے اور بمقتضائے آیۃ کریمہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کے اس کا ہر حکم ہر مشورہ انمول موتی اور جواہر پارہ ہے کہ اس میں مفتی صاحب نے ہر طرح وقت واستطاعت کی پورے طور پر نباضی کر کے بہترین تشخیص کی ہے اور قوم مسلم کے لئے بالکل مناسب اور انتہائی مفید وقتی نسخہ تجویز کیا ہے کہ جو ہر طرح کے خطرہ اور نقصان سے حفاظت کرنے والا اور صحیح شاہراہ پر لیجانے والا ہے۔ اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا انتہائی غیظ وغضب کی بنا پر اس کی قدر نہیں کی ہے تو اس غم وغصہ کے اتر جانے کے بعد جب وہ ٹھنڈے دل سے سوچے گا تو وقت اور فضا اس کے حق اور درست کہنے پر اس کو مجبور کر دے گی۔ اور جن لوگوں نے محض فتنہ پردازوں اور اشتعال انگیزوں کی باتوں پر مشتعل ہو کر اپنے آپکو گرفتار کرا لیا تھا اور وہ جیل سے معافی مانگ کر واپس ہوئے انھوں نے قوم کے چہروں پر کیسا بدنما سیاہ دھبا لگا دیا جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہوا۔ لہٰذا یہ لوگ کاش اس اشتہار پر عمل کرتے تو انھیں یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا مولیٰ تعالیٰ ہمارے سنی بھائیوں کو عقل وفہم عطا فرمائے اور انھیں مفسدین کی فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں سے محفوظ رکھے۔ یہ ساری گفتگو تو ہمارے برادران اہلسنت سے تھی۔ اب رہے وہابیہ دیوبندیہ تو سرکار رسالت میں توہین اور گستاخیاں کرنا ان کا تو عین مذہب ہے۔ چنانچہ ان کی کتابوں میں صدہا توہین آمیز عبارات آج مطبوعہ موجود ہیں۔ جن میں سے اس اشتہار میں صرف ۸ عبارات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ تو ان دیوبندیوں کو سرکار رسالت کی توہین نہ کبھی ناگوار گذری نہ اب ناگوار ہے۔ ابھی تقریباً چھ ماہ کا عرصہ گذرا کہ بابو لاؤ ٹیل کی توہین رسالت پر ہر مقام پر صرف اہلسنت ہی نے پرامن جلسے کئے اور رزولیشن پاس کر کے حکومت کو بھیجے۔ کسی جگہ سے دیوبندیوں کی کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ اور اس امرت پتر یکا کی توہین پر بھی یہ ہرگز نہ ابھرتے۔ لیکن اخبار "نئی دنیا" دہلی نے جمعیۃ العلماء پر جب بہت لعن وطعن کیا تو اس پر محض یہ مقصد مد نظر رکھ کر اس توہین پر انتہائی غیظ وغضب دکھایا اور پر جوش مظاہرہ کیا کہ اس وقت ہم توہین رسالت پر مظاہرہ کر کے اور غم وغصہ کی پر جوش تقریریں کر کے مسلمانوں کو یہ باور کرا دیں گے کہ دیوبندی جمعیت تو توہین کرنے والوں سے بہت سخت بیزار ہے اور توہین پر جانی ومالی ہر طرح کی قربانی پیش کر رہی ہے لہٰذا عامۃ المسلمین کے قلوب سے خود ہماری توہین رسالت کا دھبہ دھل جائیگا۔ اور ہم عشاقان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار ہونے لگیں گے۔ پھر اس سے ہم تمام بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانس

لیا کریں گے۔

اس اشتہار نے چونکہ ان کے مقصد پر پانی پھیر دیا اور ان کے توہین آمیز مضامین کی طرف اشارہ کرکے اُن کے عیب کو اور اُچھال دیا، اسی بنا پر دیوبندیوں نے اس اشتہار کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور بھولے بھالے مسلمانوں میں فتنہ وفساد برپا کیا۔ ورنہ اگر دیوبندیوں کی اس بات میں کہ وہ توہین رسالت کرنے والوں کے دشمن ہیں اور واقعی توہینِ رسالت انھیں ناگوار ہے اور وہ اس پر جانی ومالی قربانیاں پیش کرنے کو تیار ہیں تو اکابر کی کتابوں تقویۃ الایمان ــ حفظ الایمان ــ براہین قاطعہ ــ تحذیر الناس ــ وغیرہ رسائل کی طباعت بند کریں اور اپنے اکابر کی توہین آمیز عبارات سے بیزاری کا اعلان کریں۔ اُن پر حکم شرعی صادر کریں تو دنیا اس فیصلے پر مجبور ہو جائے گی کہ دیوبندی اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ اور جب تک دیوبندی یہ کام نہیں کریں گے تو اُن کا "امرت بیتر یکا" کے خلاف مظاہرہ کرنا اور غم وغصہ کا اظہار کرنا محض نمائش بلکہ دجل وفریب ہے۔ بلکہ اُن کے اس زائد جوش اور مظاہروں کا یہ غلط نتیجہ برآمد ہوا کہ خاص مرکزِ وہابیت سہانپور میں اس توہین سے زائد شرمناک اور گندہ واقعہ ظہور میں آیا جو اخبار بینوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دیوبندیوں نے اس توہین پر کیا کارنامہ کیا اور ان کی چوٹی کی ذمہ دار ہستیوں نے جو حکومت میں دخیل ہیں کیا اپنی کرسی کو چھوڑ کر اپنے ظاہری غم وغصہ کا بھی کچھ مظاہرہ کیا؟ ہرگز نہیں ذرہ بھر نہیں۔ بلکہ اُن کے شیخ نے آخر یہی مضمون لکھا جو اس اشتہار کا مضمون ومفہوم ہے کہ مسلمان مشتعل نہ ہوں اور پُر امن رہیں اور صبر وسکون سے کام لیں۔ تو اب دیوبندیوں کو چاہیئے تھا کہ اپنے شیخ جی کے خلاف بھی پروپیگنڈے کرتے اور فتنہ وفساد کرتے۔ مگر اب آنکھیں کھُلیں اور اسی نتیجہ پر پہنچے جو اس بزم قادری کے اشتہار کا نظریہ تھا۔ اب ٹھوکر کھا کر عقل آئی۔ ہمارے سُنّی بھائی اس سے سبق حاصل کریں اور اپنے اشتہار کی قدر کریں۔

اب باقی رہا اس شخص کا قول جو اس اشتہار کو سر تا پا غلط کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سُنّی مسلمان تو ایسا نا پاک جملہ نہ کہے گا کہ اس کے عقیدے میں سرکار رسالت کی شانِ اقدس میں گستاخی وتوہین بڑی مصیبتِ عظمیٰ اور سخت ترین آفتِ کبریٰ ہے اور خلافِ شریعت امور کا ارتکاب کرنا اور نصاریٰ وغیرہ گمراہوں کا شعار اختیار کرنا اور مسلمانوں کو شر وفساد اور تباہ کن کے غلط مشورے دینا شرعاً حرام ہیں اور حرمات سے اجتناب کرنا اور یکمشت داڑھی رکھنا اور نمازوں کی پابندی کرنا شعارِ دین ہے۔ اور دیوبندیوں کی اپنی کتابوں میں صدہا گستاخیاں اور گندی گھنونی توہینیں کرنا صحیح اور امر واقعی ہے۔ اور وقتِ مصیبت وحاجت کے بارگاہِ

الٰہی بتوسل انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام واولیائے عظام دعا کرنا سنت ہے۔ تو کوئی سنی ان امور کو غلط کہہ کر اپنی دولتِ ایمان کو کیوں برباد کرے گا۔ پھر بھی اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا ناواقفیت سے اُن کو غلط کہا تو یہ تکذیبِ شرع ہے لہٰذا اس پر توبہ لازم ہے اور تجدیدِ ایمان ضروری ہے۔ ہاں اسکو سرتاپا غلط کہنے والا کوئی بیدین دیوبندی وغیرہ گمراہ ہوگا۔ جس کا اصل مذہب اور عقیدہ ہی یہ ہے کہ توہینِ سرکارِ رسالت کو بڑی مصیبتِ عظمیٰ اور سخت ترین آفتِ کبریٰ سمجھنا غلط ہے۔ اور محرمات سے اجتناب کرنا غلط ہے اور نصاریٰ اور گمراہوں کے شعار سے پرہیز کرنا غلط ہے۔ اور مسلمانوں کو شر وفساد اور تباہ کنی سے بچانا غلط ہے اور یک مشت داڑھی کا رکھنا غلط ہے اور نمازوں کی پابندی کرنا غلط ہے۔ اور دیوبندیوں کا کتابوں میں سرکارِ رسالت کی شان میں گستاخیاں کرنے کو نہ فقط برا جاننا بلکہ ان کا تنبیہِ عوام کے لئے نقل کرنا بھی غلط ہے۔ اور بوقتِ مصیبت وحاجت توسل حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا بھی غلط ہے۔ بالجملہ اُن میں سے نہ کسی ایک بات کا بلکہ تمام امور کو سرتاپا غلط کہنے کی جرأت کوئی دیوبندی جیسا گمراہ وبیدین ہی کر سکتا ہے۔ کہ جب وہ توحید ورسالت ہی کے اہم عقائد کو غلط کہتے ہیں اور قرآن وحدیث ہی کے احکام کو غلط ٹھہراتے ہیں تو ایسے لوگوں کا اس اشتہار بزم قادری کو سرتاپا غلط کہہ دینا کیا بعید ہے۔ لہٰذا جس دیوبندی نے اس اشتہار کو سرتاپا غلط کہا ہے اس نے اپنے کفریات میں اس سے مزید اضافہ کر لیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ المعتصم بذیل سید کل النبی ومرسل

العبد محمد اجمل غفرلہ اللہ عز وجل

مفتی مدرسہ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل ۷، ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۷۱ھ